بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہٖ واٰلہ الکریم

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ رب العٰلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ سیّد المرسلین وخاتم النبیین رحمۃ للعٰلمین شفیع المذنبین وعلی اخیہ ووصیہ خاتم الوصیین مولے المومنین اولی المومنین ولی المؤمنین امیر المؤمنین سیّد الصادقین یعسوب المسلمین قائد الغرالمحجلین شیخ المہاجرین امام البراۃ وقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین امام المتقین مظہر العجائب والغرائب امام المشارق والمغارب اسد اللہ الغالب سیّدنا علی ابن ابیطالب والہ الطیبین الطاہرین المظلومین الشاکرین الصابرین ہم خلفاء الراشدین المہدیین ولعنۃ اللہ علی اعدائہم اجمعین ۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ رب العرش العظیم واشہد انّ محمّداً عبدہٗ ورسولہ الکریم واشہد ان علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ والہادی الی صراط المستقیم امّا بعد۔

حضرات مومنین پر روشن ہو کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی پاک اور مقدس کتاب قرآن مجید شاہد ہے کہ اصلی غرضِ نبوت ورسالت وامامت کی ہدایت خلق وتزکیہ نفس فطرت انسانی کو کمال تک پہنچانے ان کو شرک ۔ کفر ۔ بدعت ۔ گناہ ۔ فسق وفجور سے چھڑانے اور ایک کامل موجد حقیقی اور عارف باللہ بنانے کی ہوتی ہے انسان کو ہر ایک نقص سے پاک کر کے اس میں انوار معرفت چمکاتی ہے قولہ تعالےٰ ہوالذی بعث فی الامیین رسولاً منہم یتلوا علیہم اٰیاتہ ویزکیہم ویعلّمہم الکتٰب

والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین و اٰخرین منہم لما یلحقوا بہم وھو العزیز الحکیم (پارہ ۲۸- جمعہ ۶۲) ترجمہ - وہ خدا ہی تو ہے - جس نے عرب کے جاہلوں میں ان ہی میں سے (جناب محمد) کو پیغمبر بنا کر بھیجا - کہ وہ ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور ان کو کفر و شرک کی گندگی سے پاک وصاف کرتے اور ان کو کتاب الٰہی اور عقل کی باتیں سکھاتے ہیں اور نیز اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے اور نیز خدا نے ان پیغمبر کو اور لوگوں کیطرف بھی بھیجا ہے جو ابھی تک ان عرب کے مسلمانوں میں شامل نہیں ہوئے - مگر آخر کار ان میں آملینگے - اور خدا زبردست اور حکمت والا ہے (ترجمہ مولوی نذیر احمد) اللہ نے غرض رسالت چار چیزوں کو رکھا ہے - تلاوت آیات الٰہیہ - تعلیم کتاب اللہ - تزکیہ نفس - وتعلیم حکمت - ہر ایک نبی و رسول یہی چاروں کام اپنے اپنے رنگ میں کرتا رہا ہے - نبی و رسول مسلمانوں کو خوشخبری دینے والا اور کافروں کو ڈرانے والا ہوتا ہے اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ ہوتا ہے تاکہ کفر و شرک کی اندھیری کو دور کر کے توحید کی روشنی کرے - نبی اپنی امت پر شہید و گواہ ہوتا ہے - نبی کا کام صرف تبلیغ و اشاعت دین ہوتا ہے نبی و رسول بت پرستی اور شیطان پرستی سے چھڑا کر خدا پرستی سکھاتا ہے - نبی و رسول پر وحی الٰہی اترتی رہتی ہے اور وہ رحمۃ للعلمین ہوتا ہے - نبی و رسول صاحب کتاب شریعت و معجزات ہوتا ہے - نبی و رسول معصوم و مقدس ہوتا ہے - شرک و کفر سے پاک - واقف علم لدنی و علم غیب - تمام طبقات مخلوق پر حاکم - تمام مخلوقات سے افضل ہوتا ہے - وہ دین حق و ہدایت لے کر دنیا میں آتا ہے - اور باقی تمام مذاہب پر حقانیت و نورانیت و دلائل اور براہین کے باعث اس کا غلبہ رہتا ہے - نبی و رسول اور امام ملک گیری اور فتوحات ملکی کے واسطے نہیں آتے نہ ان کے ہمراہ فوجیں - پلٹن - رسالے - توپ خانے - اور خزانے ہوتے ہیں - ظاہری بادشاہت و حکومت و شان و شوکت - قہر و غلبہ و اقتدار شاہانہ - معیار نبوت و رسالت و امارت ہرگز نہیں - نبی و رسول اور امام ہمیشہ صبر و شکر و رضا و تسلیم سے کفار و مشرکین و منافقین کو تعلیم و تلقین کرتے رہتے ہیں اور اعلاء کلمۃ الحق و تبلیغ مذہب و دین حق کے واسطے ہر ایک قسم کی تکلیف اور مصیبت برداشت کرتے ہیں ہر ایک امتحان و ابتلا میں کامیاب ہو کر اظہار حق کے واسطے اپنی جان و مال و متاع اور اولاد کی قربانی کر دیتے ہیں - تاکہ اللہ تعالیٰ کے دین کا بول بالا ہو - دیکھو بادشاہ وقت کو اپنی ملک کی حفاظت اور لوگوں میں حفظ و امن قائم کرنے کے واسطے ڈاکوؤں شریر اور فسادی لوگوں باغیوں کی سرکوبی کے واسطے لڑائی کرنی پڑتی ہے اور کسقدر اپنی سپاہ و فوج کی قربانی کرنی پڑتی ہے - بادشاہ وقت اپنی فوج لڑا کر اپنی ملک اور رعایا کی جان بچاتا ہے

ور فساد مٹاتا ہے اسی طرح نبی و رسول اور امام باغیان خلافتِ الٰہیہ۔ مشرکین۔ منافقین اور کفار کو تبلیغ و تلقین و تعلیم کے ذریعہ اور تنگ آکر جہاد سے ان سے لڑ کر دین و مذہب اسلام اور ایمان کو بچاتا ہے۔ خود آپ اور اپنی فوج موحدین و مومنین کی جانوں کو اللہ تعالےٰ کے راستے میں قربان کر دیتا ہے اور وہ شہید اور زندہ جاوید کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ان پر ہمیشہ رحمت اور برکت نازل ہوتی رہتی ہے۔

سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک جتنے نبی و رسول مبعوث ہوئے۔ سب کو اللہ تعالےٰ کے راہ میں دُکھ۔ درد۔ ایذا۔ و تکالیف اُٹھانی پڑیں۔ اور حقیقی قربانیاں دینی پڑیں۔ مگر انہوں نے اپنا توحیدی مشن نہ چھوڑا۔ اور راہِ حق سے مُنہ نہ موڑا۔ وہ سب کے سب امتحان میں کامل نکلے۔ کروڑوں کفار کو مسلمان کر کے جنتی بنا گئے۔ آخر کار غلبہ حق کو ہوتا رہا۔ اور شیطان اور پیروان و مریدانِ شیطان کو ہمیشہ شکست رہی اور ان پر ہمیشہ لعنتِ ابدی برستی رہی۔ موحدین مومنین بندگانِ خدا عباد الرحمٰن کے مقابلہ میں ظالم فاسق و فاجر غاصب لوگ۔ دُنیاوی لالچ حکومت و امارت کے طمع میں زنا۔ شراب۔ عیاشی و بدمعاشی میں غرق ہو کر رنگ رلیاں مناتے رہے۔ اور ہمیشہ انبیاء مُرسلین و ائمۃ المہدین کو ستاتے رہے۔ اور ان کو ہر ایک دُنیاوی تکالیف دیکر بائیکاٹ کراتے رہے۔ آخر کار حق کے مقابلہ میں باطل ہٹ گیا ان کی سلطنتیں چلی گئیں اور وہ فی النّار ہوئے۔

(۱) حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور انّی جاعلٌ فی الارض خلیفۃ کے فرمان سے تاجِ خلافت و شرافت ان کے سر پر رکھا مگر شیطان ملعون نے حسد و بغض و تکبر سے مخالفت کی۔ آخر کار خود راندۂ درگاہِ الٰہی ہوا۔ اور لعنتی بنایا گیا (قرآن شریف)

(۲) حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند حضرت ہابیل کو قابیل نے قتل کر ڈالا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ہابیل کی قربانی کو قبول کر لیا تھا۔ اور قابیل کی نذر نامنظور ہوئی اور خسارہ والے لوگوں میں سے ہو گیا۔ دنیا عالم میں یہ بھائیوں کا پہلا قتل ہے (پارۂ ۶۔ مائدہ ۵)

(۳) حضرت نوح علیہ السلام نے توحید کی منادی کی۔ آپ کی قوم نے آپ کو جھٹلایا۔ مخول و ٹھٹھا کیا۔ دیوانہ کہا۔ ڈانٹا۔ اپنے کانوں میں اُنگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے کپڑے اوڑھ لیئے تا کہ چہرہ مبارک حضرت نوح پر نظر نہ پڑے۔ بہت مغرور ہوئے۔ ایک دوسرے سے کہنے لگے اپنے دیوتاؤں کو نہ چھوڑنا۔ اور ان لوگوں کو بتوں اور رئیسوں نے گمراہ کر دیا۔ ۹۵۰ برس تک حضرت نوح نے ان کو دعوتِ اسلام دی مگر ان کا کفر بڑھتا گیا آخر کار اللہ کے پیارے نبی کو کہنا پڑا (قال نوح ربّ لا

تذر علی الارض من الکافرین دیاراً۔ ترجمہ۔ اور نوح نے یہ بددعا کی۔ اے میرے مالک ان کافروں میں سے ایک کو بھی زمین پر چلنے والا نہ چھوڑ۔ آخر کار طوفان آیا۔ سوائے حضرت نوح علیہ السلام کے کشتی پر بیٹھنے والے کے سب کے سب پانی میں غرق ہو گئے۔ (سورۂ نوح پارہ ۲۹)

(۴) حضرت ہود علیہ السلام کو قوم عاد (ملک یمن وشام) کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہدایت کیواسطے بھیجا۔ آپ نے فرمایا۔ قال یا قوم اعبدوا اللّٰہ ما لکم من الٰہ غیرہ افلا تتقون۔ اے قوم اللہ کی عبادت کرو۔ اسکے سوا کوئی تمہارا سچا معبود نہیں۔ کیا تم اسکے عذاب سے نہیں ڈرتے۔ قوم نے جناب کو احمق اور جھوٹا کہا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بجلی بادل اور آندھی کے طوفان سے ہلاک کر دیا۔ اور وہ لوگ ایسے تباہ ہوئے۔ کہ ان کے گھروں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ عاد بہت ٹھنڈے زناٹے کی آندھی سے تباہ کئے گئے۔ برابر ایک ہفتہ بھر رات دن ہوا چلی۔ سب کے سب مر گئے (الشعرا۔ حٰم۔ احقاف۔ الحاقۃ۔ قرآن شریف)

(۵) حضرت صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف نبی بنا کر بھیجا۔ انہوں نے کہا اے قوم اللہ کی عبادت کرو اسکے سوا کوئی تمہارا سچا معبود نہیں۔ اس قوم نے جھٹلایا۔ فخر کیا۔ اور معجزہ صالح اونٹنی کو زخمی کیا اور مار ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو زور کی آواز چنگھاڑ سے مار ڈالا۔ ایسے مر مٹے۔ گویا وہ دنیا میں نہ تھے۔ (ہود۔ والشمس۔ قرآن شریف)

(۶) حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو لونڈے بازی سے منع فرمایا۔ ان لوگوں نے جھٹلایا۔ کہنے لگے۔ کہ حضرت لوط اور اسکے لوگوں کو اپنی بستی سے باہر نکالو۔ یہ لوگ پاکیزہ اور مقدس بننا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر پتھر برسائے اور ہلاک کیا (پارہ ۸۔ اعراف)

(۷) اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو مدین والوں کی طرف بھیجا۔ جو ان کا بھائی تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اے قوم اللہ کی عبادت کرو۔ اسکے سوا کوئی دوسرا تمہارا سچا معبود نہیں اور اپنے ماپ تول پورا کرو۔ لوگوں کو ان کی چیزوں میں نقصان نہ دو۔ اور جب ملک سنور گیا ہے تو اس میں فساد مت کرو۔ اور ہر راستے پر بیٹھ کر جو لوگوں کو ڈراتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے اس پر ایمان لانیوالے کو روکتے ہو اور اس کو ٹیڑھا کرنا چاہتے ہو تو اس طرح سے مت بیٹھو۔ قوم نے جھٹلایا۔ آخر زلزلہ بھونچال نے ان کو آ دبایا صبح کو اپنے گھر اوندھے مرے پڑے تھے (پارہ ۸۔ اعراف)

حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا۔ تم لوگ خدا سے نہیں ڈرتے۔ کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور سب سے بہتر پیدا کرنے والے کو چھوڑ بیٹھے ہو۔ قوم نے جھٹلایا۔

(۹) اصحاب الاخدود۔ خندق والے تباہ ہوئے۔ جن میں آگ تھی۔ بہت ایندھن والی جب یہ کافر لوگ خندق کے کنارے کرسیاں لگا کر وہاں بیٹھے ہوئے تھے اور ایمانداروں پر جو ظلم وہ کر رہے تھے۔ اس کا تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ اور ایمانداروں سی صرف اس بات پر چڑے تھے۔ کہ وہ زبردست خوبیاں والے خدا پر ایمان لائے تھے۔ جس کی زمین اور آسمان میں بادشاہت ہی اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔ پڑھو۔ قتل اصحٰب الاخدود النار ذات الوقود اذھم علیھا قعودٌ وھم علٰے ما یفعلون بالمؤمنین شھود (۳۰۔ البروج)

(۱۰) حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے اندھیرے کنوئیں میں ڈال دیا۔ پھر چند روپے پر بیچ ڈالا مصر میں۔ زلیخا بی بی نے خریدا اور اپنی مراد حاصل نہ پا کر ان کو قید کر دیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے قید سے چھڑا کر ان کو بادشاہ مصر بنا دیا۔ حضرت یعقوب آپ کے فراق میں فرماتے تھے۔ وقال یاسفی علی یوسف وابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیم اور کہنے لگا۔ ہائے یوسف اور غم کے مارے اسکی دونوں آنکھوں پر سفیدی چڑھ گئی۔ اور وہ گھٹتا رہا (سورہ یوسف پارہ ۱۲)

(۱۱) اصحاب کہف (سات شخص مذہب عیسائی رومی طرطوس کے باشندے تھے) اپنی قوم بت پرست اور مشرکوں سے علیحدہ ہو کر (دقیانوس بادشاہ) کے خوف سی غار کہف میں آکر چھپ رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی۔ امر حسبت ان اصحٰب الکھف والرقیم کانوا من اٰیاتنا (پارہ ۱۵۔ الکہف) ترجمہ۔ اے پیغمبر کیا تو یہ سمجھا کہ غار اور تختے والے ہماری قدرت کی نشانیوں میں سے ایک عجیب نشانی تھی۔

(۱۲) گاؤں انطاکیہ میں اللہ تعالیٰ نے تین پیغمبروں کو بھیجا۔ لوگوں نے ان کو جھٹلایا۔ اور منحوس کہا۔ اور کہنے لگے۔ اگر تم باز نہ آؤگے۔ تبلیغ سے تو تم کو پتھروں سے مار ڈالینگے اور ہماری طرف سے تم کو سخت تکلیف پہنچیگی۔ اتنے میں شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا۔ یٰقوم اتبعوا المرسلین اتبعوا من لا یسئلکم اجرًا وھم مھتدون۔ اے بھائیو۔ پیغمبروں کا کہنا مانو اور ان کی تابعداری کرو۔ جو تم سے کچھ نہیں مانگتے اور وہ ٹھیک رستے پر ہیں (حبیب النجار) نے یہ کہا کہ اسکی قوم لپکی اور پاؤں سے اس کو کھندلا یہاں تک کہ اسکی آنتیں نکل پڑیں۔ اور مر گیا اور مرتے وقت کہتا گیا۔ قال یالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین (سورۂ یٰسین پارہ ۲۳) کاش میری قوم کو یہ معلوم ہوتا۔ کہ میرے مالک نے مجھے بخشدیا۔ اور عزت داروں میں شریک کر دیا۔ اسکے مرنیکے بعد اللہ تعالیٰ

ایک سخت آواز سے ان لوگوں کو مار دیا (تبویب القرآن)

(۱۳) حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو اللہ تعالیٰ نے نمرود کی طرف بھیجا۔ جو بادشاہی پر پھول کر خدائی دعویٰ کرنے لگا اسکے زمانہ میں لوگ سورج۔ چاند۔ ستارے پوجتے تھے۔ اور بت پرست مشرک تھے۔ نمرود نے اپنی نجومیوں سے سن کر کہا۔ کہ ایک بچہ ایسا پیدا ہونیوالا ہے۔ جو تیری بادشاہت کو تباہ کریگا۔ اس لیئے وہ بچوں کو قتل کرنے لگا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نے آپکی پرورش ایک غار میں چھپا کر کی جوان ہو کر جناب خلیل اللہ علیہ السلام نے ان کو شرک اور بت پرستی سے روکا۔ ان کے بت خانہ کو توڑ دیا۔ نمرود نے جناب کو جلتی ہوئی آگ میں ڈالدیا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ قلنا یا نار کونی بردًا وسلامًا علیٰ ابراھیم۔ ہمنے آگ کو کہا ابراہیم پر ٹھنڈی اور آرام ہوجا اور جناب ابراہیم علیہ السلام کو اپنے فرزند اسمٰعیلؑ کی ذبح کا حکم ہوا۔ آپ نے ان کو ذبح کرنا چاہا۔ مگر وعدہ ذبح عظیم ہو چکے۔ اور دنبہ ذبح ہوا۔ آپ نے حضرت اسمٰعیلؑ اور بی بی حاجرہ کو تنہا جنگل میں چھوڑا۔ اور مکہ معظمہ میں بیت اللہ کی بنیاد ڈالی۔ نمرود نے آپ کو جلاوطن کر دیا۔ وہ معہ لوط علیہ السلام شہر حران میں آرہے۔ بی بی سارہؑ کو شاہ مصر نے چھین لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بچا لیا اور بادشاہ نے اپنی بیٹی بی بی حاجرہؑ کا نکاح حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کر دیا (توریت)

(۱۴) حضرت ایوب علیہ السلام تین برس سخت مصیبت و امتحان میں رہے کہ دوسرا آدمی ایک دن بھی اسپر صبر نہیں کر سکتا۔ آپ بڑے امیر مالدار اور صاحب اولاد تھے۔ حق تعالیٰ نے آزمانے کے لیئے مال بھی لے لیا۔ اولاد بھی گذر گئی۔ سوائے ایک بی بی کے کوئی غلام لونڈی آپکے پاس نہ رہا بیماری ایسی آئی۔ کہ سارے بدن میں کوڑھ ہو گیا۔ کیڑے پڑ گئے۔ بستی والوں نے گھن سے بستی کے باہر نکال دیا۔ لیکن منہ سے ایک کلمہ ناشکری نہ کہا۔ صبر کیئے رہے۔ لاچار ہو کر بعد ایک عرصہ بھی دعا کی۔ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین (پارہ ۱۷۔ الانبیاء) تبویب القرآن ص ۵۹

(۱۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرعون کافر کی طرف ہدایت کے واسطے بھیجا۔ جو خدائی دعویٰ کرتا تھا۔ اور لوگوں سے پجواتا تھا۔ حضرت ہارون علیہ السلام شریک نبوت ہوئے فرعون بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرتا تھا۔ اور عورتوں کو زندہ رکھتا۔ اور بیگار لگاتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ایک قبطی فرعونی ہلاک ہوا۔ آپ اس کے ڈر سے بھاگ گئے۔ خود بنی اسرائیل قوم نے سرکشی کی اور سامری کا بچھڑا پوجنے لگے اور چالیس سال تک جنگلوں میں پھرنا پڑا۔ قارون نے بغاوت کی۔ خود حضرت موسیٰ علیہ السلام وقت ولادت ایک صندوق میں خوف

قتل فرعون سے دریا میں ڈال دیئے گئے۔ فرعون کی بی بی آسیہ مومنہ نے جناب کی پرورش کی۔ آخرکار فرعون معہ فوج دریائے نیل میں غرق ہوا (قرآن شریف)

(۱۶) حضرت زکریا علیہ السلام کے سر پر آرہ رکھا گیا۔ جبکہ انہوں نے خوف قتل سے بھاگ کر درخت میں پناہ لی تھی (تسلیۃ المصائب نواب صدیق حسن خان و تاریخ الانبیاء)

(۱۷) بنی اسرائیل کا بادشاہ اپنی دختر پر عاشق ہو کر زنا کرتا تھا۔ جب یحییٰ علیہ السلام نے اسکو منع کیا۔ اور عذاب الٰہی سے ڈرایا۔ وہ اپنی دختر کے کہنے پر جناب یحییٰ علیہ السلام کے قتل کے درپے ہوا۔ جلاد بھیجکر محراب مسجد میں نماز پڑھنے کی حالت میں شہید کیا گیا۔ سر کاٹ کر ایک طشت زریں میں بادشاہ کے سامنے رکھا گیا۔ سر مبارک سے یہی آواز آتی رہی۔ کہ یہ لڑکی تجھ پر حرام ہے (تسلیہ و تاریخ)

(۱۸) حضرت عیسےٰ علیہ السلام بنی اسرائیل قوم یہود کی ہدایت کے واسطے مبعوث ہوئے کیونکہ یہودی باوجود اُمت موسےٰ علیہ السلام ہونیکے کتاب توریت پر عمل نہ کرتے تھے۔ انبیاء مرسلین کو ناحق قتل کرتے۔ پیغمبروں سے اکڑ بیٹھتے۔ بعض کو جھٹلاتے اپنے مطلب کیواسطے تحریف کلام الٰہی کرتے ناحق خون کرتے۔ لوگوں کو جلاوطن کرتے۔ اپنے ارباب اور رہبان اور عالموں کی تقلید اندھا دُھند کرتے ان کو خدائی مراتب تک پہنچاتے۔ کہتے کہ سوائے یہود کے اور کوئی جنت میں نہ جائیگا یہود کہتے۔ کہ نصاریٰ کا دین کچھ نہیں۔ راہ حق کو چھپاتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے طالوت کو یہود پر بادشاہ مقرر کیا۔ تو کہنے لگے۔ طالوت ہمارا بادشاہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ طالوت سے تو ہم زیادہ حقدار ہیں۔ اس کو مال و دولت کی فراغت ہی نہیں۔ مگر یہودیوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو جھٹلایا ان کو ایک جگہ آرام سے نہ بیٹھنے دیا۔ بہت تکالیف پہنچائیں۔ آپ ہمیشہ ایک جگہ سے دوسری جگہ چھپتے رہے۔ صرف دھوبی آپ پر ایمان لائے۔ جو انصار اللہ کہلائے۔ آخرکار یہودیوں نے آپ کو سُولی پر چڑھا دیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست صلیب سے بچا لیا (قرآن شریف)

(۱۹) حضرت جرجیس علیہ السلام کو سخت تکالیف پہنچائی گئیں۔ ایک ستون کے ساتھ باندھے گئے۔ انکی کھال اُتاری گئی۔ گوشت میں نمک چھڑکا۔ لوہے کی میخیں آگ میں ڈال کر سر میں ٹھوکی گئیں۔ جس سے دماغ بہ نکلا۔ پھر سُولی پر لٹکایا۔ مگر اللہ کے فرشتے نے جسم مبارک پر ہاتھ پھیرا صحیح سالم بادشاہ کے سامنے آکھڑے ہوئے۔ اور فرمایا اللہ پر ایمان لاؤ۔ اُسنے کہا تو بڑا جادوگر ہے تب بادشاہ نے انکو آگ میں جلا کر راکھ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر زندہ کیا۔ شیر کے سامنے ڈالے گئے۔ پھر زندہ ہوئے پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ زمین پر لٹا کر چار میخوں سے ٹھونک دیں۔ ہاتھ پاؤں ستون سے باندھکر سینہ پر پتھر رکھدیں مگر

آپ صحیح وسلامت رہے۔ آخرکار بخت نصر نے بیت المقدس شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور ستر ہزار یہودی قتل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا۔ مجرموں سے بدلہ لیا گیا (تسلیۃ المصائب)

(۲۰) جناب محمد مصطفےٰ و احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام دنیا جہان کیواسطے نبی و رسول ہو کر آئے اور مکہ معظمہ میں اظہار نبوۃ فرمایا۔ تو تمام کفار و مشرکین عرب سخت دشمن ہو گئے۔ آپ سے لین دین بند کر دیا بائیکاٹ کر دیا۔ تین سال شعب ابیطالب میں محصور رہے۔ راستوں میں کانٹے بچھائے گئے۔ جناب کے سر مبارک پر خاک و دھول ڈالی گئی۔ سجدہ میں پیٹھ پر اونٹ کی اوجھری رکھی گئی۔ گلا گھونٹا گیا پتھر برسائے گئے۔ جادوگر اور مجنوں کہا گیا۔ راستے چلتے سیٹیاں اور تالیاں بجائی گئیں۔ غار میں چھپے۔ وطن چھوڑ دیا دندان مبارک شہید ہوئے۔ سر مبارک زخمی ہوا۔ خویش و اقارب و اصحاب سخت تکالیف میں رہے سید الشہدا امیر حمزہ جنگ احد میں شہید ہوئے اور مثلہ کئے گئے حضرت جعفر طیارؓ علیہ السلام جنگ موتہ میں شہید ہوئے۔ ان کے دونوں بازو کٹے۔ آپ کو مرض موت میں ہذیان سے نسبت دی گئی۔ تجہیز و تکفین اور دفن بہت ہی مسافرانہ طور پر ہوا۔ صرف بنی ہاشم جنازہ میں شامل رہے۔ بڑی تکالیف اور ایذا اٹھا کر جناب نے رحلت فرمائی (تاریخ اسلام جلد ۲)

(۲۱) اسی سنت اللہ۔ فطرت الٰہی اور معیار نبوت و منہاج رسالت پر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جناب علی المرتضیٰ وصی و خلیفۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئے۔ آپ مامور من اللہ منصوص من اللہ و حجۃ اللہ تھے اور امت محمدیہ کے واسطے ایسا ہی ہادی و مہدی و وارث دین اسلام تھے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امت موسوی کے واسطے رسول مبعوث ہوئے تھے۔ جس طرح یہودیوں نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی۔ اور ان کو تکالیف پہنچاتے رہے۔ اسی طرح مسلمانوں نے جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کو تکالیف پہنچائیں۔ خلافت ظاہری و باغ فدک و خمس سے محروم کیا۔ خود اجماعی خلیفے بن بیٹھے۔ معمولی رعایا کی طرح مراتب کو گرا دیا اور جناب کی خلافت کے وقت معاویہ شاہی باغی ہو گئے۔

(۲۲) حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دی گئی۔ آپ کی لاش مطہر پر تیر چلائے گئے حضرت امام حسین علیہ السلام کو وطن سے نکالا گیا اور دریائے فرات کے کنارے بھوکا و پیاسا بڑے ظلم و جور سے سجدہ میں ذبح کیا گیا۔ اور جناب کو اور اصحاب کو شہید کر کے انکے سر نیزوں پر چڑھائے گئے باقی جتنے ائمہ اطہار حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام تک امت محمدیہ کی ہدایت و تزکیہ نفس و تعلیم القرآن و سنت کے واسطے مبعوث ہوتے رہے۔ بنی امیہ اور بنی عباس کے یہودی صفت مسلمان بادشاہ ان کو ہزارہا قسم کی

تکالیف پہنچاتے رہے ان سے بائیکاٹ رکھا۔ زہر دیکر شہید کیا ان کے محبان و شیعیان کو طرح طرح کے عذاب میں گرفتار کر کے قتل کرایا۔ زندہ دیواروں میں چنوا دیا۔ اُن کو جلا وطن کیا۔ اُن کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ ان کے ننگ و ناموس کی بے عزتی کی ان کو زہر سے شہید کراتے رہے۔ مگر مومنین موحدین فطرت اللہ و سنت اللہ کو مدنظر رکھ کر اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ پڑھتے رہے۔ حقیقی اسلام کو نہ چھوڑا محبت واطاعت ائمۃ المعصومین سے منہ نہ موڑا اللہ تعالیٰ کے امتحان و ابتلاء میں ثابت قدم رہے مراتب و مدارج انکے زیادہ ہوتے گئے۔ جسقدر مصائب میں زیادہ مبتلا رہے۔ آخر کار وہ جابرانہ وظالمانہ برائے نام مسلمانی سلطنتیں حرف غلط کی طرح مٹ گئیں۔ چند روزہ دنیادی عیش و عشرت میں پھول کر ظالم اور جابر بادشاہ دشمنان اہلبیت صلعم فی النار والسقر ہوئے۔ لعنۃ اللہ علی الظلمین سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آیات بینات در فضیلت اہلبیت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وآلہ الاطہار العظیم

آیت شریفہ صلوٰۃ و درود۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ (احزاب پارہ ۲۲) تحقیق اللہ اور اسکے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں لئے مسلمانو تم بھی اس پر درود و سلام بھیجتے رہو۔

شان نزول۔ عبدالرحمن بن ابی لیلی سے روائت ہی کہ مجھ کو کعب بن عجرۃؓ سے ملاقات ہوئی اُسنے کہا کیا میں تیرے پاس ایک تحفہ بھیجوں۔ جس کو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کے اہلبیت پر کس طرح صلوٰۃ و درود بھیجیں۔ کیونکہ آپ کو سلام کرنا تو اللہ تعالیٰ نے ہم کو سکھا دیا۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہو اللھم صل علی محمد و علے ال محمد کما صلیت علے ابراھیم وال ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علے محمد وال محمد کما بارکت علے ابراھیم وال ابراھیم انک حمید مجید (بخاری پارہ ۱۳ ص۲۳ کتاب بدء الخلق ۱۹/۱۳۱ کتاب التفسیر)

ف۔ شیعہ اور سنی کا اتفاق ہی کہ آل سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ہیں۔ جن پر صدقہ حرام

ہے۔ حضرت علی علیہ السلام حضرت حسنین الشریفین۔ جناب سیدہ معصومہ خاتون قیامت صلوات اللہ علیہا۔ ائمہ اطہار اور سادات عظام جو آپ کی نسل مبارک سے ہیں۔ اس میں عام امتی لوگ اور اصحاب شامل نہیں۔ اگر سب مسلم آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہو جائیں تو درود شریف پڑھنے والا کون ہے۔ (آل سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مفصل بحث دیکھو میری کتاب ثبوت خلافت نو ترمیم صفحہ ۱۶۸) تمام درود شریف مسنونہ میں آل سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر درود شریف وصلوات ہے۔ اصحاب سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہرگز نہیں۔

آیت دوم۔ آیت تطہیر: انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرًا (پارہ ۲۲۔ احزاب) سوائے اس کے نہیں کہ اللہ ارادہ کرتا ہے اے اہلبیت تم سے پلیدی دور کرے۔ اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا۔

شان نزول۔ حضرت عامر اپنے باپ حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا۔ کہ جس وقت یہ آیت تطہیر اتری۔ تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی المرتضیٰ وجناب سیدہ معصومہ وامام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کو بلا کر فرمایا۔ کہ پروردگارا یہ میرے اہلبیت ہیں (مناقب مرتضوی ترجمہ خصائص نسائی مطبع محمدی لاہور ص اخیر ٹکڑہ حدیث کا)

(ب) جناب ام المومنین بی بی عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک صبح ایک نقش دار سیاہ بالوں کی کملی اوڑھ کر نکلے۔ پس۔ حضرت امام حسن علیہ السلام تشریف لائے۔ جناب سردار دو جہان صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اس کملی میں داخل کر دیا پھر امام حسین علیہ السلام تشریف لائے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بھی امام حسن علیہ السلام کے ساتھ بٹھا لیا۔ پھر جناب فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا تشریف لائیں۔ ان کو بھی اس کملی میں شامل کر لیا۔ پھر جناب علی المرتضیٰ تشریف لائے۔ ان کو بھی اسی کملی میں شامل کر لیا۔ پھر جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تطہیر پڑھی۔ پس پنجتن پاک اکٹھے ہونے سے زمین سے عرش تک روشنائی ہو گئی۔ اور نور علیٰ نور کا معاملہ ہو گیا۔ ان کو آل عبا اور آل کساء بھی کہتے ہیں۔ اور آیت تطہیر اہلبیت وآل عبا پنجتن پاک کے واسطے خاص ہو گئی۔ جناب ام المومنین بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس چادر تطہیر میں شامل ہونے کی درخواست جو نا منظور ہوئی۔ اس پر تمام شیعہ اور سنی کا اتفاق ہے۔ قرآن شریف کی یہ آیت پنجتن پاک کو معصوم اور پاک کرتی ہے۔ باقی کسی اصحاب کے شان میں ایسی کوئی آیت نہیں +

ج - جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم چھ مہینے تک جناب فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا کے دروازے پر ہر صبح کی نماز کے وقت گذرتے رہے اور فرماتے رہے ۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرًا اس عملی زنگت سے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صحابہ کرام کو دکھا دیا کہ انکی خاص اہلبیت معصوم اور پاک بھی چارتن تطہیر میں داخل ہیں - دوسرا کوئی شخص مرد یا عورت اہلبیت میں شامل نہیں (زیادہ دیکھو میری کتاب ثبوت خلافت جس میں پورا پورا بیان ہے) اور مشکوٰۃ باب مناقب اہل بیت النبی صلعم -

آیت مباہلہ - فمن حاجك فیہ من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین (آلعمران - پارہ ۳ ع) ترجمہ - پھر جب تم کو حضرت عیسیٰ کی حقیقت معلوم ہو چکی - اس کے بعد بھی تم سے ان کے بارے میں کوئی کٹ حجتی کرنے لگے - تو ایسے لوگوں سے کہو - کہ اچھا تو میدان میں آؤ - اودھر ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور ادھر تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ - اور نیز ہم اپنی بیٹوں کو بلائیں - اور تم بھی اپنے تئیں شریک کرو - پھر ہم سب مل کر خدا کی درگاہ میں گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں (ترجمہ مولوی نذیر احمد)

شانِ نزول - حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے - کہ جب یہ آیت اتری فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم الخ تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام - جناب خاتون قیامت صلوات اللہ علیہا - جناب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو بلا کر فرمایا - خداوندا یہ میرے اہلبیت ہیں (مسلم باب مناقب اہلبیت و مشکوٰۃ صـ ۱۲۹ جلد اخیر مطبع احمدی واقع لاہور -

عمل و فعل رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم - تمام اہلسنت والجماعت کی تفسیروں کا اتفاق ہے کہ جب یہ آیت اُتری - تو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجران کے پیشواؤں کو بلا کر فرمایا - کہ جسقدر ہم دلیلیں زیادہ دیتے ہیں - تم عداوت اور نزاع بڑھاتے ہو - اب آؤ تو مباہلہ میں مشغول ہوں تا کہ اس باب میں فرق ہو جائے - کہ سچا کون ہے - جھوٹا کون ہے - حق پر کون ہے - باطل پر کون - نصاریٰ اس پر راضی ہو گئے - وقت اور جگہ بھی مقرر کر دی - دوسرے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت امام حسن علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا - جناب سیدۃ النساء حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا پیچھے اور امیر المومنین حضرت

علی علیہ السلام ساتھ چلے۔ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ کہ میں جب دُعا کروں تم آمین کہنا۔ اس طرف نصاریٰ بڑے فکر کے بعد مباہلہ سے پشیمان ہوئے اور اپنی بھلائی صلح میں دیکھی۔ مگر تاہم جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر صف بندھی۔ جب ان کے سردار لارڈ پادری اسقف نامی نے حضرت سردار دو جہاں صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اہلبیت سمیت دیکھا چلایا کہ یارو ان بزرگواروں کی بددُعا سے بچنا۔ قسم خدا کی میں دیکھتا ہوں۔ کہ یہ اگر خدا سے چاہیں تو پہاڑوں کو جگہ سے ہٹا دیں۔ اور میں یقین جانتا ہوں۔ کہ اگر ان کے ساتھ بددُعا کروگے۔ تو ایک نصرانی بھی تمام روئے زمین پر زندہ نہ رہیگا۔ پس اس بات پر صلح کر لی۔ کہ ہر سال دو بار کر کے دو ہزار حلّے دیا نذر کریں۔ اور تیس عمدہ زرہیں مسلمانوں کو حوالہ کیا کرینگے اس طور پر صلح نامہ لکھ کر اپنے گھروں کو پھر گئے۔ اور حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ نجران کے سردار میرے ساتھ مباہلہ کرتے۔ تو حقتعالیٰ انہیں بد شکل و مسخ کر کے ان پر آگ نازل کرتا اور سب نجران والے بلکہ جن چڑیوں کے گھونسلے ان ارکان کی چھت میں ہیں۔ سب ہلاک ہو جاتیں (معالم التنزیل تفسیر کشاف۔ تفسیر قادری جلد اول ص۱۱۱ و ثبوت خلافت)

آیت مودۃ القربیٰ۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ (شوریٰ پارہ ۲۵) ترجمہ۔ اے پیغمبر صلعم کہو۔ کہ میں تم لوگوں سے اپنی رسالت کی اجرت نہیں مانگتا۔ مگر میرے عزیزوں سے محبت رکھو۔

شان نزول۔ جس وقت یہ آیت اُتری۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ لوگ کون ہیں۔ جن کی محبت ہم پر فرض کی گئی ہے۔ فرمایا علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام (تفسیر حسینی۔ خازن وغیرہ تفسیر کبیر جلد ۷ ص۴۰۶) مفصل ثبوت خلافت دیکھو

آیت پنجم۔ سورۂ دھر۔ یوفون بالنذر و یخافون یوما کان شرہ مستطیرا ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا (دہر۔ پارہ ۲۹) اپنی منتیں پوری کرتے ہیں۔ اور اس روز سے ڈرتے ہیں۔ جن کی مصیبت پھیلی ہوئی ہوگی اور اللہ کی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو طعام کھلاتے ہیں۔ جمہور مفسر اس بات پر متفق ہیں۔ کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے گھر میں تشریف لائے۔ حضرت امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کو بیمار دیکھا۔ تو حضرت علی اور حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا الصلوۃ والسلام سے فرمایا۔ کہ کچھ نذر کرو تاکہ تمہارے فرزند صحت پائیں۔ انہوں نے نذر کی۔ کہ تین روز روزہ رکھینگے۔ حق تعالیٰ نے حسنین شریفین علیہما السلام کو شفا بخشی۔ اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ علیہما السلام نے روزے رکھے۔ اور کسی قدر جو قرض

لیئے یا مزدوری کرکے اور آٹا پیسکر روٹی پکائی - مغرب کی نماز کے وقت چاہا کہ افطار کریں - پس ایک فقیر گھر کے دروازے پر آیا اور آواز دی - کہ اے اہلبیت نبوت صلعم میں ایک فقیر ہُوں - مُسلمان ہوں مجھے روٹی دو - کہ حق تعالےٰ بہشت کی نعمتوں میں سے تم کو بدلہ دے - امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنا حصہ اس فقیر کو دیدیا - سب اہلبیت نے بھی اپنے حصے دیئے - اور فقط پانی سے روزہ کھول کر رات بسر کی - دوسرے دن روزہ رکھا روزہ چھوڑنے کے وقت ایک یتیم دروازے پر آیا اور سوال کیا سب کھانا اُسے دے دیا - تیسری شام کو ایک قیدی وقت پر آیا - سب کھانا اسکو عطا کیا - حق تعالیٰ نے یہ آیت بھیجی (تمام تفسیر اہلسنت و تفسیر قادری صفحہ ۵۹۶ و ثبوت خلافت)

آیت ششم - ولایت مرتضیٰؑ - قولہ تعالیٰ - انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون (مائدہ - پارہ ۶) ترجمہ - سوائے اسکے نہیں کہ تمہارا والی اللہ اور اس کا رسولؐ اور وہ مومن لوگ ہیں - جو نماز کو قائم کرتے اور رکوع کی حالت میں صدقہ دیتے ہیں - تمام مفسرین اہلسنت کا اسپر اتفاق ہے کہ یہ آیت شریف جناب علی علیہ السلام کے شان میں نازل ہُوئی جبکہ انہوں نے حالت نماز میں انگوٹھی خیرات کی (ثبوت خلافت)

آیت ہفتم - ایمانِ مرتضیٰؑ - قولہ تعالیٰ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن آمن باللہ والیوم الآخر وجاھدوا فی سبیل اللہ لا یستوون عند اللہ واللہ لا یھدی القوم الظٰلمین (پارہ ۱۰ توبہ) ترجمہ - کیا تم لوگ حاجیوں کے پانی پلانے اور خانہ کعبہ کے آباد رکھنے کو اس شخص کی خدمتوں جیسا سمجھ لیا - جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان لاتا اور اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے - اللہ کے نزدیک تو لوگ ایک دوسرے کے برابر نہیں - اور اللہ ظالم لوگوں کو راہِ راست نہیں دکھایا کرتا +

شانِ نزول - تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ آیت شریفہ جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام و حضرت عباس بن عبدالمطلب اور طلحہ بن شیبہ کے حق میں نازل ہوئی جبکہ طلحہ نے فخر کیا کہ میں خانہ کعبہ کا کنجی بردار ہوں - اور متولی ہُوں - حضرت عباس نے کہا کہ میں زمزم کا نگہبان ہوں - اور حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں - جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں نے تمام لوگوں سے پہلے چھ سال نماز پڑھی ہے - اور فی سبیل اللہ جہاد کیئے - تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیت اتار کر ایمان مرتضیٰ کی تصدیق فرمائی - (زیادہ دیکھو ثبوت خلافت)

آیت ہشتم - مرج البحرین یلتقیان و یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان (پارہ ۲۷ الرحمٰن)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت انس بن مالک سے منقول ہے کہ آپس میں دو دریا ملتے ہیں وہ دریا جناب امیرالمومنین علی المرتضیٰ وجناب سیدہ معصومہ علیہم السلام ہیں اور ان سے موتی اور مونگے نکلے۔ وہ جناب حسنین الشریفین ہیں۔ (ارجح المطالب ص۹۵)

احادیث مصطفےٰ در مناقب وفضائل علی المرتضیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام

(۱) ابشر یا علی حیاتک وموتک معی (عبدالرزاق۔ کنوزالدقائق) ترجمہ۔ اے علی تجھ کو خوشخبری ہو کہ تیرا جینا اور مرنا میرے ساتھ ہے۔

(۲) اعلم امتی من بعدی علی ابن ابی طالب (دیلمی۔ کنوزالدقائق) ترجمہ سب سے زیادہ عالم میرے پیچھے علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے۔

(۳) السبق ثلاثتہ فالسابق الے موسیٰ یوشع بن نون والسابق الی موسیٰ صاحب ال یسین والسابق الی محمد علی ابن ابیطالب (دیلمی۔ صواعق محرقہ ص۱۲۱) ترجمہ۔ سابق الاسلام تین ہیں۔ حضرت موسیٰ پر ایمان لانیوالا یوشع بن نون اور حضرت عیسیٰ پر ایمان لانیوالا صاحب آل لیٰسین اور حضرت محمدؐ پر ایمان لانیوالا علی بن ابیطالب علیہ السلام۔

(۴) الصدیقون ثلاثتہ خرقیل مومن ال فرعون وحبیب النجار صاحب ال یٰسین وعلی ابن ابیطالب (بخاری بحوالہ صواعق محرقہ ص۱۲۳) ترجمہ صدیق تین ہیں خرقیل مومن آل فرعون۔ اور حبیب ترکھان صاحب آل لیٰسین اور جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام۔

(۵) الحق مع علی وعلی مع الحق (دیلمی۔ فردوس الاخبار) ترجمہ۔ حق علی کے ساتھ ہے۔ اور علی حق کے ساتھ۔

(۶) اللہم اذھب عنہ الحر والبرد (خصائص نسائی ابن ماجہ) ترجمہ۔ اے اللہ (جناب علی) سے گرمی اور سردی دور کر۔

(۷) اللہم اھد قلبہ وثبت لسانہ (خصائص نسائی۔ ابن ماجہ) ترجمہ۔ اے اللہ اسکے دل کو ہدایت بخش اور زبان کو ثابت رکھ۔

(۸) اللہم ائتنی باحب خلقک یاکل من ھٰذا الطیر فدخل علی (ترمذی۔ باب مناقب علی)

ترجمہ۔ اے اللہ میرے پاس اس شخص کو بھیج جو تیری خلقت سے تجھ کو زیادہ پیارا ہو یہ پرند (بھُونا ہُوا) میرے ساتھ کھالے۔ جناب علی علیہ السلام آئے۔

(۹) اللہم لا تمتنی حتی ترینی علیاً (ترمذی باب مناقب ص۵۷۸ نولکشور) ترجمہ اے اللہ مجھ کو مت ماریو۔ جب تک مَیں علی علیہ السلام کو نہ دیکھ لُوں۔

(۱۰) اللہم انصر من ینصر علیاً (طبرانی۔ کنوز الدقائق) ترجمہ۔ پاک پروردگار! مدد دے اس کو جو مدد دے علیؑ کو۔

(۱۱) اللہم اخذل من یخذل علیاً (طبرانی) ترجمہ۔ اے اللہ خوار کر اسکو جو خواری چاہے علی کی۔

(۱۲) امرت بسد ھذہ الابواب الا باب علی (خصائص) ترجمہ۔ مجھ کو حکم ہُوا۔ کہ سوائے دروازۂ علیؑ کے سب دروازے بند کردوں۔

(۱۳) انہ مغفور لك (خصائص نسائی ص۲۲) ترجمہ۔ خدا تجھ کو بخش چکا ہے۔

(۱۴) ان جبرئیل یقاتل عن یمینہ ومیکائیل عن یسارہ (خصائص ص۱۰) ترجمہ جبرئیل ان کے داہنے طرف لڑتے تھے اور میکائیل ان کے بائیں۔

(۱۵) ان اللہ عزوجل لا یخزیہ ابداً (خصائص نسائی ص۱۹) ترجمہ خدا تعالیٰ علی علیہ السلام کو کبھی خوار نہ کرے گا۔

(۱۶) ان اللہ سیھدی قلبك ویثبت لسانك (ترجمہ خصائص نسائی ص۲۶) ترجمہ۔ اے علی! خدا تیرے دل کو ہدایت کریگا۔ اور تیری زبان کو ثابت رکھیگا۔

(۱۷) ان اللہ یباھی بعلیٍ کل یوم الملئکۃ (دیلمی) ترجمہ۔ تحقیق اللہ تعالیٰ ہر روز فرشتوں سے جناب علی کے واسطے فخر کرتا رہتا ہے۔

(۱۸) ان اللہ امرلی بحب اربعۃ واخبرنی یحبھم قیل یارسول اللہ سماھم لنا قال علی منھم ذٰلك ثلاثا وابوذر ومقداد وسلمان وامرلی بحبھم واخبرنی انہ یحبھم (ترمذی جلد ۲ ص۲۴۳) ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو چار بزرگوں کی دوستی کا حکم دیا ہے۔ اور مجھ کو خبر دی ہے کہ وُہ بھی ان کو محبوب رکھتا ہے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ صلعم ان کے نام فرمائیے۔ فرمایا علی ان میں سے ہے۔ اور یہ تین بار فرمایا۔ اور ابوذر، مقداد اور سلمان اور مجھ کو دوستی کا حکم ہے۔ اور مجھ کو خبر دی ہے۔ کہ وُہ ان سے پیار رکھتا ہے۔

(۱۹) ان علیا سبقك بالھجرۃ قالہ للعباس (طبرانی) ترجمہ اے عباس علی تجھ سے ہجرت میں اول ہیں

(۲۰) انا دارالحکمة وعلی بابھا (ترمذی ومشکوٰة) ترجمہ۔ مَیں حکمت کا شہر ہوں۔ علی اس کا دروازہ ہے۔
(۲۱) انا مدینة العلم وعلی بابھا (طبرانی شرح فقہ اکبر) ترجمہ۔ مَیں علم کا شہر ہوں۔ علی اس کا دروازہ ہے۔
(۲۲) انا سید ولد اٰدم وعلی سید العرب (حاکم وصواعق محرقہ) ترجمہ۔ مَیں سردار اولاد آدم ہوں۔ اور علی سردار ہے عرب کا۔
(۲۳) انا المنذر وعلی الھادی (دیلمی۔ کنوز الدقائق) ترجمہ۔ مَیں ڈرانیوالا ہوں اور علی ہدایت کرنے والا ہے۔
(۲۴) انا خاتم الانبیاء وانت یا علی خاتم الاوصیاء (دیلمی) ترجمہ۔ مَیں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔ اور تُو اے علیؑ وصیوں کا۔
(۲۵) انا وھٰذا حجة علی خلقه یوم القیامة (خطیب) ترجمہ۔ مَیں اور یہ علی مخلوقِ خدا پر روزِ محشر حجت ہیں۔
(۲۶) انا وعلی من نور واحد (مناقب احمد۔ مودة القربیٰ) ترجمہ مَیں اور علی ایک نور سے ہیں۔
(۲۷) انا وعلی حجة اللہ علی عبادہ (دیلمی۔ کنوز الدقائق) ترجمہ۔ مَیں اور علی اللہ کے بندوں پر حجت ہیں۔
(۲۸) انا وعلی من شجرة واحدة والناس من اشجار شتی (دیلمی) ترجمہ۔ مَیں اور علی ایک شجرہ سے ہیں اور لوگ مختلف شجروں سے۔
(۲۹) النظر الی وجه علی عبادة (طبرانی۔ کنوز الدقائق) ترجمہ۔ علی کے مُنہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔
(۳۰) انت اخی فی الدنیا والاٰخرة (دیلمی) ترجمہ۔ اے علیؑ تُو میرا دین اور دُنیا میں بھائی ہے۔
(۳۱) انت یا علی تقتل علی سنتی (ابن عدی۔ کنوز الدقائق) ترجمہ۔ اے علیؑ تُو میری سُنت پر جنگ کریگا۔
(۳۲) انتم المستضعفون بعدی (مناقب احمد) ترجمہ۔ تم لوگ یا علی میرے پیچھے کمزور کیئے جاؤ گے۔
(۳۳) انت قسیم الجنة والنار (صواعق محرقہ) ترجمہ۔ یا علی تو جنت اور دوزخ کو بانٹنے والا ہے۔
(۳۴) انت صفی وامینی (ترجمہ خصائص نسائی ص۲۵) ترجمہ۔ ای علی تو میرا خالص دوست اور میرا امانتدار ہے۔

(۳۵) انت منی وانا منك (بخاری۔ خصائص۔ نسائی ص۲) ترجمہ اے علی تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں

(۳۶) انت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی الا انہ لا نبی بعدی متفق علیہ۔ ترجمہ۔ تیرا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہے۔ جیسا کہ ہارون کا موسٰی کے ہاں۔

(۳۷) ان اللہ امرنی ان ازوّج فاطمۃ عن علی (طبرانی ص۲۱) ترجمہ۔ تحقیق اللہ تعالےٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ جناب فاطمہ کی شادی جناب علی علیہ السلام سے کروں۔

(۳۸) ان اللہ تعالیٰ جعل ذریتہ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریتی فی صلب علی ابن ابی طالب (طبرانی۔ صواعق محرقہ ص۲۱) ترجمہ۔ تحقیق اللہ تعالےٰ نے ہر ایک نبی کی اولاد اسکی پشت سے پیدا کی ہے۔ اور میری اولاد پشت جناب علی علیہ السلام میں رکھی۔

(۳۹) ان تؤمروا علی ولا اراکم فاعلین تجدوہ ھادیًا مھدیًا یاخذکم بکم الطریق المستقیم (رواہ احمد مشکوٰۃ مناقب العشرۃ) ترجمہ اگر امیر کرو گے تم علی کو حالانکہ تحقیق میں نہیں گمان کرتا۔ کہ تم اس کو امیر بناؤ۔ پاؤ گے اسکو راہِ راست دکھانیوالا۔ لے جاویگا تم کو راہ راست کو

(۴۰) انہ لا یحبّك الا المومنین ولا یبغضنك الا المنافق (ترمذی وخصائص نسائی) ترجمہ۔ اے علی تیرے ساتھ محبت سوائے مومن کے کوئی نہ رکھیگا۔ اور نہیں بغض رکھیگا تجھ سے کوئی شخص مگر منافق۔

(۴۱) ان اللہ عزوجل اوحی الی فی علی انہ امام المتقین (دیلمی) ترجمہ۔ تحقیق اللہ تعالےٰ جل شانہ نے جناب علیؑ کے بارے میں وحی بھیجی۔ کہ وہ پرہیزگاروں کا امام ہے۔

(۴۲) ان ھٰذا اوّل من اٰمن بی وھٰذا فاروق ھذا الامۃ وھذا یعسوب المومنین وھذا من یصافحنی یوم القیامۃ وھذا صدیق الاکبر (طبری۔ دیلمی۔ طبرانی۔ ارجح المطالب ص۲۲) ترجمہ۔ جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ تحقیق یہ وُہ ہے۔ جو سب سے اول مجھ پر ایمان لایا اور یہ امت میں حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔ یہ مومنوں کا امیر ہے یہ وہ ہی جو قیامت کے روز سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کریگا۔ یہ صدیق اکبر ہی۔

(۴۳) انت صدیق الاکبر والفاروق الاعظم الذی یفرق بین الحق والباطل (محب طبری۔ ارجح المطالب ص۲۵) ترجمہ (اے علی) تم صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہو۔ کہ تم حق اور باطل میں فرق کرو گے۔

(۴۴) المبارزۃ علے العمرو بن عبدود افضل اعمال اُمتی الی یوم القیامۃ (تفسیر

کبیر و مستدرک حاکم و ثبوت خلافت) ترجمہ۔ علی علیہ السلام کا جنگ خندق میں عمرو بن عبدود سے لڑنا میری اُمت کے تمام اعمال سے جو قیامت تک کرتے رہینگے۔ افضل ہے۔

(۴۵) انہ صاحب لوری فی الدنیا والآخرۃ (دیلمی۔ ارجح المطالب صفحہ ۱۱۶) ترجمہ علی دُنیا اور آخرت میں میرا علمدار ہے۔

(۴۶) اللہ ورسولہ وجبرائیل عنک راضون (طبرانی۔ ارجح صفحہ ۱۲۲) ترجمہ اللہ اور اس کا رسول اور جبریل تجھ سے راضی ہیں۔

(۴۷) انت خیرامتی فی الدنیا والآخرۃ (ابن مردویہ۔ ارجح المطالب صفحہ ۱۲۱) ترجمہ۔ تم دنیا اور آخرت میں میری تمام اُمت سے بہتر ہو۔

(۴۸) بغض علی سیۃ لا ینفع معھا حسنۃ (دیلمی) ترجمہ۔ علی سے بغض رکھنا گناہ ہے اسکے ساتھ کوئی نیکی نفع نہیں دے سکتی۔

(۴۹) تقاتل علے تاویل القرآن کما قاتلت علے تنزیلہ (خصائص۔ نسائی مترجم ص...) ترجمہ۔ اے علی تو قرآن کی تاویل کے واسطے لڑیگا۔ جیسا کہ میں قرآن کے اُترنے پر لڑا۔

(۵۰) ثلاثتہ تشتاق الھیم الجنۃ علیؑ وعمارؓ وسلمانؓ (مشکوٰۃ باب جامع المناقب ترمذی) ترجمہ۔ تین بزرگ ہیں۔ جن کے واسطے جنت مشتاق ہے علیؑ۔ عمارؓ۔ یاسرؓ اور سلمان فارسی۔

(۵۱) حب علی براۃ من النار (دیلمی۔ کنوزالدقائق) ترجمہ۔ علی علیہ السلام کی محبت دوزخ سے بچاتی ہے

(۵۲) حب علی یاکل الذنب کما تاکل النار الحطب (دیلمی) ترجمہ علیؑ کی محبت گناہوں کو ایسا کھاتی ہے۔ جیسا آگ لکڑی کو۔

(۵۳) حق علی علی المسلمین حق الوالد علے الولد (حاکم۔ دیلمی) ترجمہ۔ علی کا حق مسلمانوں پر ایسا ہی جیسا کہ باپ کا بیٹے پر۔

(۵۴) حب علی براۃ من النفاق (دیلمی۔ کنوزالدقائق) ترجمہ۔ محبت علیؑ نفاق سے بچاتی ہے

(۵۵) حبہ ایمان وبغضہ نفاق والنظر الیہ عبادۃ (دیلمی) ترجمہ۔ علیؑ کی محبت ایمان اور اسکی دشمنی نفاق اور اسکی طرف دیکھنا عین عبادت ہے۔

(۵۶) ذکر علے عبادۃ (الخلیلی۔ کنوزالدقائق) ترجمہ علی علیہ السلام کا ذکر کرنا عبادت ہے۔

(۵۷) رحم اللہ علیاً اللھم ادرک الحق معہ حیث دار (ترمذی باب المناقب علی جلد ۲ صفحہ ۵۷۳) ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ علی پر رحمت کرے۔ یا الٰہی حق کو اس طرف پھیر جس طرف کہ علی علیہ السلام

(۵۸) سید العرب علی (حلیۃ ابونعیم۔ کنوز الدقائق) ترجمہ۔ عرب کا سردار علی ہے۔

(۵۹) صلت خدیجۃ یوم الاثنین وصلّ علی یوم الثلثۃ قبل ان یصلی معنا احد من الناس (اخرجہ احمد فی مناقب وارجح المطالب ص۵۰۳) ترجمہ۔ جناب ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ نے سوموار کو نماز پڑہی اور جناب علی علیہ السلام نے منگل کے دن قبل اسکے کہ لوگوں میں سے کسی شخص نے ہمارے ساتھ نماز پڑہی ہو۔

(۶۰) صلّت الملئکۃ علی وعلی علی سبع سنین قبل الناس وذالك بانہ کان یصلی ولا یصلی منا غیرنا (دیلمی۔ ارجح المطالب ص۵۰۴) ترجمہ۔ سات برس تک فرشتے مجھ پر اور علی پر درود پڑھتے تھے۔ اس وجہ سے کہ علی میرے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ اور ہم دونوں کے بغیر کوئی ہمارے ساتھ نماز پڑھنے والا نہیں تھا۔

(۶۱) صاحب سِرّی علی (دیلمی۔ کنوز الدقائق) ترجمہ۔ میرے راز کا واقف علیؑ ہے

(۶۲) عادی اللہ من عاد علیا (ابن مبارک۔ کنوز) ترجمہ۔ جسنے علی علیہ السلام سے دشمنی کی اسنے خدا سے دشمنی کی

(۶۳) علی اصلی وجعفر فرعی (طبرانی۔ کنوز الدقائق) ترجمہ۔ علی علیہ السلام جڑھ ہے۔ اور حضرت جعفر شاخ۔

(۶۴) علی منی بمنزلۃ راسی من بدنی (خطیب۔ کنوز الدقائق) ترجمہ۔ علی مجھ سے ایسا ہے۔ جیسا میرا سر بدن ہے۔

(۶۵) علی یقضی دَینی (دیلمی۔ خصائص نسائی) ترجمہ علی میرا قرضہ اُتاریگا۔

(۶۶) علی ینجز وعدتی ویقضی دَینی (دیلمی۔ خصائص نسائی) ترجمہ علی میرا وعدہ پورا کرے گا۔ اور میرا قرضہ ادا کریگا۔

(۶۷) علی خیر البشر من شك فیہ کفر (دیلمی احمد ابن مردویہ۔ ارجح المطالب ص۱۳) ترجمہ۔ علی سب لوگوں سے بہتر ہے۔ جس نے شک کیا وہ کافر ہے۔

(۶۸) علی منی وانا من علی ولا یودّی عنی الا علی (مشکوٰۃ باب مناقب علی خصائص نسائی۔ مسند احمد حنبل) ترجمہ۔ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ کوئی مجھ سے ادا نہ کرے۔ سوائے میرے اور علی کے (یہ حضرت ابوبکر سے سورت برأۃ لے کر فرمایا)

(۶۹) علی منی وانا منہ فقال جبرئیل انا منکما (طبرانی۔ مدارج النبوۃ ومعارج

النبوۃ وتاریخ اسلام) ترجمہ۔ علی مجھ سے اور میں علی سے۔ جبرئیل نے کہا۔ کہ میں تم دونوں کا ہوں۔

(۷۰) علی یعسوب المومنین (طبرانی۔ کنوز الدقائق) ترجمہ۔ علی علیہ السلام مومنوں کا سردار ہے

(۷۱) علی یظھر فی الجنۃ ککوکب الصبح (بیہقی) ترجمہ۔ علی جنت میں ایسا چمکیگا جیسا کہ صبح کا ستارہ چمکتا ہے۔

(۷۲) علی ملئی ایمانا مشاشہ (ابونعیم۔ کنوز الدقائق) ترجمہ۔ علی ایمان کے ساتھ مغز تک بھرا ہوا ہے۔

(۷۳) علی صاحب حوضی یوم القیمۃ (طبرانی) ترجمہ۔ علی میرے ساتھ قیامت کے دن حوض کوثر پر ہوگا۔

(۷۴) علی وشیعتہ ھم الفائزون یوم القیمہ (دیلمی۔ صواعق) ترجمہ علی اور اسکے دوست وگروہ قیامت کو مراد پاوینگے۔

(۷۵) علی اقضاء کم (بخاری) ترجمہ۔ علی تم سب سے قاضی ہے۔

(۷۶) علی خیر البشر فمن ابی فقد کفر (خطیب۔ ارجح المطالب) ترجمہ۔ علی سب لوگوں سے بہتر ہے۔ جس نے انکار کیا۔ وہ کافر تھا۔

(۷۷) علی مع القرآن والقرآن مع علی (طبرانی) ترجمہ۔ علی قرآن کے ساتھ اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔

(۷۸) علی یعسوب المومنین والمال یعسوب المنافقین (ابن عدی) ترجمہ۔ علی مومنوں کا سردار ہے۔ اور مال منافقوں کا سردار ہے۔

(۷۹) علی باب حطۃ من دخل منہ کان مومنا ومن خرج منہ کان کافراً (طبرانی صواعق محرقہ صلہ۔ دارقطنی) ترجمہ۔ علی بخشش کا دروازہ ہے۔ جو اس میں داخل ہوا۔ وہ مومن ہوگیا۔ اور جو اس سے باہر رہا وہ کافر ہوگیا۔

(۸۰) علی منی وانا منہ (خصائص نسائی) ترجمہ۔ علی علیہ السلام مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں۔

(۸۱) علی ولیکم اللہ مرتضی من بعدی (خصائص نسائی صلہ) ترجمہ علی تمہارا سردار پسندیدہ ہے۔ میرے بعد۔

(۸۲) علی امام البررۃ وقاتل الفجرۃ منصور من نصرہ فخذول من خذلہ (حاکم۔ تفسیر ثعلبی۔ ارجح المطالب صلہ) ترجمہ۔ علی نیکوکاروں کا امام اور بدکاروں کا قاتل فتح پائی

اسنے جس نے اسکی مدد کی اور چھوڑا گیا۔ جس نے علی کو چھوڑا۔
(۸۳) علی ولی کل مومن من بعدی (خصائص نسائی ص۵۲ ترمذی) ترجمہ۔ علی میرے پیچھے ہر ایمان والے کا سردار یا دوست ہے۔
(۸۴) عنوان صحیفۃ المومن حب علی (دیلمی۔ کنز العمال) ترجمہ۔ صحیفہ مومن کا عنوان حُبِ علی ہے۔
(۸۵) قد امتحن اللہ قلبہ بالایمان (خصائص نسائی ص۲۵) ترجمہ۔ خدا تعالیٰ نے علی کے دل کی آزمائش ایمان کے ساتھ کرلی۔
(۸۶) لاعطین ھٰذا الرایۃ رجلاً یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ (متفق علیہ وخصائص النبی) ترجمہ۔ یہ جھنڈا میں اس شخص کو دونگا۔ جسکے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ (خیبر) فتح کرے گا۔ جو اللہ اور اسکے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ اس کا رسول اس کو دوست رکھتے ہیں۔
(۸۷) لا یجوز احد الصراط الا من کتب لہ علی الجواز (صواعق محرقہ ص۲۱۶) ترجمہ سوائے پاسپورٹ وٹکٹ علی علیہ السلام کے کوئی پلصراط کے نہ گذر سکیگا۔
(۸۸) لا تسبّوا علیّاً فانہ کان ممسوحاً فی ذات اللہ (ابونعیم) ترجمہ۔ علی علیہ السلام کو گالیاں مت دو۔ کیونکہ وہ ذات الٰہی میں دیوانہ ہے۔
(۸۹) من قاتل علیّاً علی الخلافۃ فاقتلوہ (دیلمی۔ کنوز الدقائق) ترجمہ۔ جو علی کے ساتھ خلافت پر جنگ کرے۔ اسکو قتل کرو۔
(۹۰) من کنت مولاہ فعلی مولاہ (احمد مشکوٰۃ۔ ابن ماجہ) ترجمہ۔ جس کا میں سردار ہوں۔ اُس کا علی بھی سردار ہے۔
(۹۱) من کنت ولیہ فعلیؑ ولیہ (خصائص نسائی ص۲۸) ترجمہ۔ جس کا میں ولی ہوں۔ اس کا علی بھی ولی ہے۔ یعنی حاکم ہے۔
(۹۲) ما تری فی رجل یحب اللہ ورسولہ (ترمذی) ترجمہ۔ تو اس مرد کے حق میں کیا چاہتا ہے۔ جو اللہ اور اسکے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتا ہے۔
(۹۳) ما انا ادخلتہ واخرجکم بل اللہ ادخلہ واخرجکم (خصائص نسائی)

ترجمہ۔ نہ تو میں نے علیؑ کو دروازہ کے اندر جانے کو کہا۔ اور نہ تم کو نکالا۔ بلکہ اللہ نے اس کو دروازہ میں داخل ہونے کو کہا۔ اور تم کو نکالا۔

(۹۴) ما انتجیہ ولکن اللہ انتجاہ (ترمذی باب مناقب علی) ترجمہ۔ میں نے علی کے ساتھ سرگوشی نہیں کی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے سرگوشی کی۔

(۹۵) من سبّ علیّا فقد سبّنی (رواہ احمد۔ مشکوٰۃ باب مناقب علی) ترجمہ جس نے علی کو گالی دی۔ اُسنے مجھ کو گالی دی۔

(۹۶) من فارق علیًّا فقد فارقنی فارق اللہ عزوجل (دیلمی۔ خوارزمی احمد مؤدۃ القربیٰ) ترجمہ جس نے علی کو چھوڑا۔ اس نے مجھ کو چھوڑا۔ اور جسنے مجھ کو چھوڑا اُسنے خدا تعالیٰ کو چھوڑا۔

(۹۷) من ینقص علیا فقد ینقصنی (دیلمی۔ ارجح المطالب ص۴۳۵) ترجمہ جس نے جناب علی کی شان گھٹائی اُسنے میری شان گھٹائی۔

(۹۸) من حسد علیًّا فقد حسدنی (ابن مردویہ۔ ارجح ص۴۳۵) ترجمہ جس نے علی کو حسد کیا۔ اُسنے مجھ سے حسد کیا۔

(۹۹) من اطاع علیّا فقد اطاعنی ومن عصاہ فقد عصانی (حاکم۔ ارجح المطالب ص۴۳۶) ترجمہ۔ جس نے علی کی اطاعت کی اسنے میری اطاعت کی۔ جسنے ان کی نافرمانی کی اسنے میری نافرمانی کی۔

(۱۰۰) من اذی علیًّا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ (احمد۔ استیعاب عبداللہ۔ ارجح المطالب) ترجمہ۔ جس نے علی کو ایذا دی اُسنے مجھ کو ایذا دی۔ جس نے مجھ کو ایذا دی۔ اُسنے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔

(۱۰۱) من احب علیّا فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن اغضب علیّا فقد اغضبنی ومن اغضبنی فقد اغضب اللہ عزوجل (احمد۔ طبرانی۔ مودۃ القربیٰ۔ ارجح المطالب) ترجمہ۔ جسنے علی سے محبت کی اُسنے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی۔ اسنے اللہ سے محبت کی۔ جس نے علی پر غضب کیا۔ اسنے مجھ پر غضب کیا۔ جس نے مجھ پر غضب کیا۔ اسنے اللہ تعالیٰ پر غضب کیا۔

(۱۰۲) من مات وفی قلبہ بغض علی فلیمت یھودیا اونصرانیا (دیلمی۔ ارجح المطالب

ترجمہ۔ جو شخص مرگیا۔ اور اس کا دِل بغض علی سے بھرا ہوا ہو وہ البتہ یہودی ہو کر یا نصرانی ہو کر مرا۔

(۱۰۳) من لم یعرف حق علی فھو احد من الثلثۃ۔ امّا امہ الزانیۃ او حملتہ امّہ من غیر طھراً او منافق (مودۃ القربےٰ۔ مؤدۃ ششتم ص۲۵) ترجمہ۔ جو کوئی علی کے حق کو نہ پہچانے۔ وہ تین شخصوں سے ہے۔ یا تو اسکی ماں زناکار ہے۔ یعنی وہ حرامزادہ ہے۔ یعنی یا اسکی ماں حیض و نفاس کے ایام میں حاملہ ہوئی ہے۔ یا وہ منافق ہو۔

(۱۰۴) من اراد ان ینظر الی اٰدم فی علمہ والی ابراھیم فی حلمہ والیٰ نوحہ فی حکمہ والی یوسف فی جمالہ فینظر الی علی ابن ابیطالب (اخرجہ الملا فی سیرۃ بیہقی۔ ارجح المطالب ص۵۶۸) ترجمہ۔ اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدم کو حلم میں حضرت ابراہیمؑ کو اور حکم میں حضرت نوح کو۔ اور جمال میں حضرت یوسف کو دیکھنا چاہے۔ وہ جناب علی علیہ السلام کو دیکھ لے

(۱۰۵) مکتوب بالذھب لا الٰہ الا اللہ محمد حبیب اللہ وعلی ولی اللہ وفاطمہ امۃ اللہ والحسین صفوۃ وعلیٰ نبغضبہم لعنۃ اللہ (دیلمی۔ ارجح ص۳۴) ترجمہ۔ دروازہ جنت پر سونے کے ساتھ لکھا ہے نہیں کوئی لائق عبادت کے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ محمدؐ اللہ کا دوست ہے۔ علی خدا کا دوست ہے۔ جناب فاطمہ پروردگار کی باندی ہو اور حسنینؑ خدا کے برگزیدے ہیں۔ ان کے دشمنوں پر خدا کی لعنت ہو۔

(۱۰۶) مکتوبا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ اخو رسول اللہ (مؤدۃ القربےٰ سید علی ہمدانی مؤدۃ ششتم نمبرا۔ کنز العمال) ترجمہ۔ دروازۂ جنت پر لکھا ہوا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ اخو رسول اللہ۔

(۱۰۷) مکتوب فی باب الجنۃ قبل ان یخلق السمٰوٰت والارض بالفے سنۃ اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایتہ بعلی (کنز العمال جلد۶) ترجمہ۔ جنت کے دروازے پر زمین اور آسمان کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے لکھا ہوا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی علیؑ کو مدد دی گئی۔

(۱۰۸) مکتوب علے العرش لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ محمد عبدی و رسولی ایدتہ بعلی ابن ابیطالب (دُرِ منثور) ترجمہ۔ عرش پر لکھا ہوا ہے۔ نہیں کوئی لائق عبادت کے سوائے اللہ تعالےٰ کے وہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ محمدؐ میرا بندہ اور رسول ہے اس کو علی ابن ابیطالب سے مدد دیگئی۔

(۱۰۹) ھٰذا علی لحمی لحمہ ودمی دمہ (طبرانی۔ کنوز الدقائق) ترجمہ۔ یہ ہے علی اس کا گوشت میرا گوشت ہے اُس کا خون میرا خون ہے۔

(۱۱۰) یا علی انک ستبلی بعدی فلا تقاتلن (ابی نعلی۔ کنوز الدقائق) ترجمہ۔ اے علی تو میرے بعد امتحان میں گرفتار ہوگا۔ مت لڑیو۔

(۱۱۱) یا علی ان اللہ غفر لک ولذریتک (دیلمی۔ کنوز) ترجمہ۔ اے علی تحقیق اللہ تعالےٰ نے تجھ کو اور تیری اولاد کو بخش دیا ہے۔

(۱۱۲) یا علی انت تبین لامتی ما اختلفوا فیہ من بعدی (دیلمی) ترجمہ۔ اے علی تو میرے بعد اختلاف اُمت کو بیان کر دکھائیگا۔

(۱۱۳) یا علی انک مستخلف وانک مقتول (طبرانی۔ کنوز) ترجمہ۔ اے علی تجھ سے خلافت لی جائیگی۔ مغلوب ہوگا۔ اور قتل کیا جائیگا۔

(۱۱۴) یا علی انت بمنزلۃ الکعبۃ (دیلمی۔ ارجح المطالب۔ کنوز) ترجمہ۔ اے علی تیرا درجہ کعبہ کے مانند ہے۔

(۱۱۵) یا علی انت لغسل حبتی وتودّ دینی (دیلمی۔ کنوز) ترجمہ۔ اے علی تو مجھ کو نہلائے گا۔ اور میرا قرضہ اُتارے گا۔

(۱۱۶) یا علی انت سیّد فی الدنیا وسیّد فی الآخرۃ (دیلمی) ترجمہ۔ اے علی تو دنیا اور آخرت میں سردار ہے۔

(۱۱۷) یا علی انت وشیعتک تردون علی الحوض (دیلمی) ترجمہ۔ اے علی تو اور تیرے شیعہ میرے حوض پر آوینگے۔

(۱۱۸) یا علی محبک محبی ومبغضک مبغضی (دیلمی) ترجمہ۔ اے علی تیرا دوست میرا دوست ہی۔ اور تیرا دشمن میرا دشمن ہے۔

(۱۱۹) یا علی لایحل لاحد ان یجنب فی ھٰذا المسجد غیری وغیرک (ترمذی باب مناقب علی۔ مشکوٰۃ) ترجمہ۔ اے علی اس مسجد میں سوائے تیرے اور میرے اور کسی شخص کو حالت جنب میں رہنا حلال نہیں۔

(۱۲۰) یا علی سنقاتلک الفئۃ الباغیۃ وانت علی الحق فمن لم ینصرک یومئذٍ فلیس منی (ابن عساکر۔ کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۵)

ترجمہ۔ اے علی قریب ہے کہ تو فرقہ باغی سے جنگ کرے۔ اور تو حق پر ہوگا۔ جو شخص اس روز تم کو مدد نہ دیگا۔ وہ مجھ سے نہیں۔

(۱۲۱) یا علی یدك فی یدی تدخل معی یوم القیامۃ حیث ادخل (ابن عساکر کنزالعمال جلد ۶ صـ۱۵۹) ترجمہ۔ اے علی روز قیامت کو بہشت میں داخل ہوتے وقت تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہوگا۔

(۱۲۲) یا علی انت عبقریہم وخطیب۔ کنزالعمال جلد ۶ صـ۱۵۹، ترجمہ۔ اے علی تو ان تمام لوگوں کا قیمتی لباس ہو۔

(۱۲۳) یا علی لا یبغضك من الانصار الامن کان اصلہ یھودیا (مودۃ القربیٰ۔ مودۃ نہم نمبر ۱۳) ترجمہ۔ اے علی۔ انصار میں سے وہی شخص تم سے دشمنی رکھیگا۔ جس کی اصل یہودی ہوگی

(۱۲۴) یا علی انت اخی وانت رفیقی فی الجنۃ (مودۃ القربیٰ) ترجمہ۔ اے علی تو میرا بھائی اور بہشت میں رفیق ہے۔

(۱۲۵) یا علی انك تقرع باب الجنۃ فتدخلھا بلاحساب (مودۃ القربیٰ) ترجمہ۔ اے علی تم بہشت کا دروازہ کھٹکھٹاؤ گے اور بحیاب اسمیں ہونگے۔

(۱۲۶) یا علی انت اوّل المؤمنین اسلامًا وانت اول المسلمین ایمانا (ابن مردویہ ارجح المطالب صـ۵) ترجمہ۔ اے علی تو سب مسلمانوں سے اسلام لانیکی روسے پہلا ہے اور تو سب مومنوں سے ایمان لانے کی روسے اول ہے۔

(۱۲۷) یا علی ان اللہ قد اغفرلك ولولدك ولاھلك ولشیعتك (دیلمی) ترجمہ۔ اے علی تحقیق اللہ تعالٰی نے تجھ کو تیری اولاد کو۔ تیرے اہل کو اور شیعہ (تابعدار) کو بخشدیا ہے

(۱۲۸) یا علی انا وایاك وھٰذان فی مکان واحد (دیلمی۔ طبرانی۔ ارجح المطالب صـ۸۱۵۔ اخرجہ احمد) ترجمہ۔ یا علی میں اور تو اور یہ دونو حسنین شریفین جنت میں ایک مکان میں ہونگے

(۱۲۹) یا علی معك یوم القیامۃ عصا من عصی الجنۃ تذود بھا المنافقین عن الحوض (طبرانی۔ ارجح المطالب) ترجمہ۔ اے علی تیرے پاس قیامت کے دن جسکو کی لاٹھیوں میں سے ایک لاٹھی ہوگی۔ تو اسکے ساتھ حوض سے ہانکیگا۔

(۱۳۰) یوم القیامۃ ناقۃ من فوق الجنۃ یا علی ورکبتھا مع رکبتی وفخذك مع فخذی حتی تدخل الجنۃ (اخرجہ احمد فی مناقب ارجح المطالب صـ۲۲) ترجمہ علی کو قیامت

روز جنت کی اُونٹنیوں میں سے ایک اُونٹنی ملیگی۔ اور یا علی تم اس پر سوار ہوگے۔ تمہارا گھٹنا میرے گھٹنے کے ساتھ ہوگا اور تمہاری ران میری ران کے ساتھ ہوگی۔ یہاں تک کہ تم جنت میں داخل ہوگے

(۱۳۱) یا علی ان لك فی الجنۃ مالو قسم علیٰ اھل الارض او معھم (محب الطبری۔ ارجح المطالب صـ۸۲) ترجمہ۔ اے علی تیرے لیئے جنت میں وہ چیز ہی کہ اگر تمام روئے زمین کے لوگوں کو تقسیم کی جائے تو بچ رہے۔

(۱۳۲) لوکان البحر مدادا۔ والریاض اقلامًا۔ والانس کتابا۔ والجن حسابا ما احصوا فضائلك یا ابو الحسن (مودۃ القربیٰ مودۃ پنجم صـ۴۴) ترجمہ۔ اے ابوالحسن اگر تمام سمندر سیاہی بن جائیں۔ اور تمام انسان کاتب بن جائیں۔ اور تمام جن حساب کریں۔ تو بھی اَے ابوالحسن تمہارے فضایل کو شمار نہ کر سکیں۔

(۱۳۳) یا علی ان اللہ زوجك فاطمۃ وجعل صداقھا الارض فمن مشی علیھا مبغض لك مشی حرامًا (دیلمی۔ ارجح المطالب صـ۲۳۴) ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھ سے جناب فاطمہ کا نکاح کردیا ہی اور تمام زمین اس کا مہر قرار دیا ہی۔ پس جو شخص بحالت تیرے بغض کے اسپر چلتا ہے اسپر اس کا چلنا حرام ہے۔

(۱۳۴) یا علی اوتیت ثلاثا لم یوتی احد۔ ولا انا اوتیت صھرا مثلی ولم اُوت انا مثلی۔ واوتیت صدیقۃ مثل ابنتی ولم اوت مثلھا۔ واوتیت الحسن والحسین من صلبك ولم اوت من صلبی مثلھا ولا انتم منی وانا منکما (دیلمی ارجح المطالب) ترجمہ اے علی تجھ کو تین ایسی باتیں عطا ہوئیں۔ کہ کسی کو نہیں ملیں اور وہ مجھ کو بھی نہیں ملیں۔ تجھ کو سسر مجھ سا ملا ہے۔ اَور مجھ کو مجھ سا نہیں ملا۔ تجھ کو صدیقہ میری بیٹی جیسی ملی ہے۔ اور مجھ کو ویسی نہیں ملی۔ تجھ کو حسن وحسین تیری صلب سے عطا ہوئے ہیں۔ مجھ کو ان جیسے نہیں ملے۔ البتہ تم مجھ سے ہو۔ اَور مَیں تم سے ہُوں۔

(۱۳۵) یا علی فیك مثل من عیسی ابغضتہ الیھود حتی مبتھوا امہ واحبہ النصاری حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیست لہ ثم قال یھلك فی رجلان محب مفرط یفرطنی بما لیس فی ومبغض تحملہ شنانی علی ان یبتھنی (رواہ احمد مشکوٰۃ۔ باب مناقب علی صـ۵۶۵۔ مسند احمد حنبل جلد اول صـ۱۶۰۔ مطبوعہ مصر کتب اہلسنت والجماعت)

ترجمہ۔ یا علی تم میں ایک عیسوی مشابہت ہے۔ کہ ان کو یہود نے دشمن رکھا۔ یہاں تک کہ ان کی والدہ

مائدہ کو تہمت لگادی۔ اور ان کو نصاریٰ نے دوست رکھا۔ کہ ان کو ان کے درجہ سے بڑھا دیا۔ جوان میں ثابت نہیں۔ پھر جناب علی علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ میری دوستی میں دو شخص ہلاک ہونگے۔ ایک تو حد سے زیادہ میری تعریف کرنیوالا۔ جو مجھ میں نہیں (غالی اور نصیری) دوسرا دشمن کہ اس کو میری دشمنی ہلاک کریگی۔ کہ وہ مجھ پر بہتان باندھیگا (ناصبی اور خارجی) دیکھو ثبوت خلافت حصہ اول ص۲۹۳ مماثلت عیسوی مثل مسیح کون ہے۔

فضائل و مناقب جناب سیدہ معصومہ صلوات اللہ علیہا

(۱) ابشری یا فاطمۃ اما المهدی منك (ابن عساکر۔ کنوز) ترجمہ خوشخبری ہو اے فاطمہ امام مہدی آپ سے ہوگا۔

(۲) احب اهلی الیّ فاطمۃ (حاکم۔ ترمذی۔ دیلمی۔ نسائی) ترجمہ۔ سب خاندان سے مجھ کو جناب فاطمہؑ زیادہ پیاری ہے۔

(۳) انا و فاطمۃ والحسن مجتمعون من احبنا یوم القیٰمۃ (منتخب کنز العمال جلد ۵) ترجمہ میں اور جناب فاطمہ اور امام حسن علیہ السلام اکٹھے ہونگے۔ اور جو ہم سے محبت رکھے۔ روز قیامت۔

(۴) اذا کان یوم القیٰمۃ نادیٰ مناد من لطینان العرش یا اهل الجمع نکسوا رؤسکم وغضوا ابصارکم حتی تمر فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الصراط فتمر مع سبعین الف جاریۃ من حور العین (منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۹۶ مودۃ القربیٰ) ترجمہ۔ جب روز قیامت کا ہوگا۔ وسط عرش سے ایک منادی ندا کریگا۔ اے محشر والو۔ سر جھکاؤ۔ اور آنکھیں بند کرلو تاکہ جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا پلصراط سے گذر جائیں۔ آپکے ہمراہ ستر ہزار حوریں ان کی باندیاں ہونگی۔

(۵) اذا کان یوم القیامۃ نادیٰ منادٍ من لطینان العرش یا اهل القیامۃ اغمضوا ابصارکم لتجوز فاطمۃ بنت محمد بقمیص مخضوب بدم الحسین فتحتوی علی ساق فتقول انت الجبار العدل اقض بینی وبین من القتل ولدی فیقضی اللہ بنتی ورب الکعبۃ ثم تقول اللهم اشفعنی فیمن بکی علی مصیبتہ فیشفعها اللہ فیهم (مودۃ القربیٰ) ترجمہ۔ جب روز قیامت ہوگا۔ تو وسط عرش سے ایک منادی ندا کریگا کہ اے اہل محشر اپنی آنکھیں بند کرلو۔ تاکہ فاطمہ دختر محمد رسول اللہ صلعم خون امام حسینؑ سے رنگین شدہ

قیص کو اپنے ہمراہ لیئے ہوئے گذر جائے۔ پس جناب فاطمہؑ ساق عرش کو پکڑ کر عرض کرینگی۔ اے اللہ تو جبار اور عادل ہے۔ میرے فرزند حسینؑ کے قاتلوں اور میرے درمیان حکم کر۔ پروردگار کعبہ کی قسم ہی۔ کہ اللہ تعالےٰ میری بیٹی کے حق میں فیصلہ کریگا۔ اسکے بعد جناب فاطمہؑ عرض کرینگی۔ کہ اے خدا جو لوگ میرے حسینؑ کی مصیبت پر روئے ہیں مجھ کو ان کا شفیع کر۔ اللہ تعالیٰ شفیع کریگا۔

(۶) انما سمیت ابنتی فاطمۃ لان اللہ فطمہا وفطم محبیتہا من النار (مودۃ القربیٰ مودۃ ۱۱۔ دیلمی۔ صواعق۔) ترجمہ۔ میری بیٹی کا نام جناب فاطمہ اسلیئے رکھا گیا ہی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اسکے محبوں کو دوزخ کی آگ سے الگ کیا ہے۔

(۷) اما ترضین ان یکون اللہ اطلع الی اہل الارض فاختار منہم رجلین احدہما ابوک والآخر بعلک (مودۃ القربیٰ ۱۱) ترجمہ۔ اے فاطمہ کیا تو اس پر راضی نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے تمام اہل زمین کو دیکھا۔ اور انمیں سے دو شخصوں کو چن لیا۔ ایک تو تیرا باپ ہے اور دوسرا تیرا شوہر۔

(۸) اما ترضین ان تکونی سیدۃ النساء العالمین او نساء امتی (دیلمی۔ مودۃ القربیٰ ۱۱ حدیث، صفہ۹۔ حاکم نسائی) ترجمہ۔ اے جناب فاطمہ کیا تو اس بات پر خوش نہیں کہ تمام جہان کی عورتیں یا میری امت کی عورتوں کی سردار ہو۔

(۹) انما سمیت فاطمۃ بالبتول لانہا تبتلت من الحیض والنفاس لان ذالک عیب فی بنات الانبیاء (مودۃ القربیٰ ۱۱۔ مستدرک حاکم) ترجمہ۔ جناب فاطمہ کا نام بتول اس سبب سے ہوا ہے۔ کہ وہ ایام ماہواری سے بالکل پاک ہے۔ کیونکہ پیغمبروں کی بیٹیوں میں عیب ہی۔

(۱۰) اول من دخل الجنۃ فاطمۃ بنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم مثلہا فی ہذا الامۃ مثل مریم بنت عمران فی بنی اسرائیل (مودۃ القربیٰ ۱۱) ترجمہ پہلے جو شخص جنت میں داخل ہوگا وہ فاطمہ دختر محمد صلعم۔ اسکی مثال اس امت میں ایسی ہے۔ جیسے مریم دختر عمران بنی اسرائیل میں۔

(۱۱) اذا قدم من سفر قبل نحر فاطمۃ وقال منہا اشم رائحۃ الجنۃ (مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی شافعی مودہ ۱۱ صفہ ۱۳۰) ترجمہ۔ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سفر سے تشریف لاتے۔ تو جناب فاطمہ کا گلہ چومتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ میں اس سے جنت کی خوشبو سونگھتا ہوں۔

(۱۲) افضل نساء اہل الجنۃ خدیجۃ بنت خویلد وفاطمۃ بنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم (ابوداؤد۔ حاکم۔ خصائص نسائی) ترجمہ۔ جنت کی سب عورتوں سے افضل خدیجۃ الکبریٰ اور جناب فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا ہیں۔

(١٣) فاطمۃ سیدۃ النساء اھل الجنۃ (بخاری ٥٣٢/١٢٣) ترجمہ۔ جناب فاطمہ تمام بہشتی عورات کی سردار ہیں۔

(١٤) فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا اغضبنی (بخاری ٥٣٢/١٢٣) ترجمہ۔ فاطمہ میرا ایک ٹکڑہ ہے۔ جو ان کو غصہ دلائے اسنے مجھے غصہ دلایا۔

(١٥) فاطمۃ احبّ الیّ منك وانت اعز علی منھا (طبرانی) ترجمہ۔ جناب فاطمہؑ مجھ کو تجھ سے زیادہ پیاری ہے۔ تو اس سے زیادہ مجھ کو عزیز ہے۔

(١٦) فاطمۃ بضعۃ منی یوذینی من اذاھا (مسلم) ترجمہ۔ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔ مجھے ایذا پہنچتی ہے۔ جسنے اسکو ایذا دی۔

(١٧) فاطمۃ بضعۃ منی یریبنی ما ارابھا ویوذینی ما اذاھا (متفق علیہ مشکوٰۃ جلد اخیر۔ مناقب اہلبیت) ترجمہ۔ فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے۔ مجھے قلق میں ڈالتی ہے۔ وہ چیز کہ قلق میں ڈالتی ہے۔ جناب فاطمہ کو اور ایذا دیتی ہے مجھکو وہ چیز جو ایذا دیتی ہے جناب فاطمہؑ کو۔

(١٨) یا فاطمۃ اللہ یغضب بغضبك ویرضی برضاك (دیلمی۔ طبرانی۔ حاکم۔ ابونعیم۔ ارجح المطالب ص٣١٣) ترجمہ۔ اے جناب فاطمہ بیشک اللہ تعالیٰ تیرے غضب کی وجہ سے غضب میں آتا ہے۔ اور تیری خوشی سے خوش ہوتا ہے۔

(١٩) فاطمۃ بضعۃ منی فمن اذاھا فقد اذانی (حاکم) ترجمہ۔ جناب فاطمہ میرا ٹکڑہ ہے۔ جسنے اسکو ایذا دی اُسنے مجھکو ایذا دی۔

(٢٠) من عرف ھٰذہ فقد عرفھا ومن لم یعرفھا فھی بنت محمد صلے اللہ علیہ والہ وسلم وھی بضعۃ منی وھی قلبی وھی روحی التی بین جنبی من اذاھا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ (ابن عساکر۔ ارجح المطالب ص٣١٢) ترجمہ۔ ایک دفعہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا کا ہاتھ پکڑے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ جو شخص اس کو پہچانتا ہے کہ یہ جناب فاطمہؑ دختر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور جو شخص کہ نہ پہچانتا ہو۔ یہ میرے دل کا ٹکڑہ ہے۔ اور میرا دل ہے اور میری روح ہے جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے جسنے اسکو ایذا دی۔ مجھے ایذا دی۔ اور جسنے مجھے ایذا دی اسنے خدا کو ایذا دی۔

(٢١) یا فاطمۃ ان اللہ غیر معذبك ولا لولدك یوم القیٰمۃ (طبرانی) ترجمہ۔ اے

جناب فاطمہ اللہ تعالیٰ تجھ کو اور تیری اولاد کو قیامت کے دن عذاب نہیں کرنیوالا۔

(۲۲) یا فاطمۃ زوجك خیر اھلی اعلمھم علماً وافضلھم حلماً واولھم اسلاما۔ (خطیب۔کنوز) ترجمہ۔ اے جناب فاطمہ تیرا خاوند میری خاندان میں بہتر ہے۔ علم میں سب سے زیادہ۔ حلم میں سب سے افضل۔ اور سب سے اول اسلام لانے والا۔

(۲۳) لو لم یخلق علی ما کان لفاطمۃ کفوا (دیلمی۔کنوز) ترجمہ۔ اگر علی علیہ السلام پیدا نہ ہوتے۔ تو جناب فاطمہؑ کا کوئی جوڑ نہ تھا۔

(۲۴) اما ترضین انك سیدۃ النساء العٰلمین (ذخائر العقبیٰ) ترجمہ۔ کیا تو راضی نہیں۔ کہ تو دونوں جہان کی عورتوں کی سردار ہے۔

(۲۵) فاطمۃ ابنتی حوراء الادمیہ (طبری) ترجمہ۔ جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا خلقت آدم میں حور ہیں۔ اور میری بیٹی ہیں۔

(۲۶) کانت فاطمۃ اذا دخلت علی النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم قام الیھا فقبلھا واجلھا فی مجلسہ (ترمذی باب مناقب اہل بیت) ترجمہ۔ جسوقت جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا حضرت نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوتیں۔ تب انہیں دیکھ کر آپ اُٹھ کھڑے ہوتے ان کی پیشانی چومتے اور ان کو اپنے مقام پر بٹھلاتے۔

(۲۷) ای شئ خیر النساء قالت ان لا یراھن الرجال فذکرت ذالك للنبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فقال فاطمۃ بضعۃ منی (مسند بزاز) ترجمہ۔ جناب علی علیہ السلام نے جناب سیّدہ معصومہ سے پوچھا۔ کہ کونسی چیز عورتوں کے لیئے بہتر ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ یہ بہتر ہے۔ کہ ان کو مرد نہ دیکھ سکیں۔ پس مَیں نے (جناب علی) جناب رسولِ خدا صلعم سے اس کا ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ فاطمہ میرا جزو بدن ہے۔

(۲۸) فاطمۃ بضعۃ منّی یغضبنی من یغضبھا وان الانساب ینقطع یوم القیٰمۃ غیر نسبی وصھری (مسند امام احمد حنبل ومستدرک حاکم) ترجمہ۔ فاطمہ میرا جزو بدن ہے جو شخص اسکو غصہ دلاتا ہے۔ وُہ مجھے غصہ دلاتا ہے اور تحقیق سب نسب روز قیامت کو ٹوٹ جائینگے۔ سوائے میری نسب اور دامادی کے۔

(۲۹) کل نبی آدم ینتمون الی عصبتہ الا ولد فاطمۃ فانا ولیھم وانا عصبتھم (صواعق محرقہ۔ سند ابو لعلی۔ طبرانی باب مناقب) ترجمہ سب اولاد قرابت آبادی کیطرف منسوب ہوتی ہے۔ سوائے اولاد

فاطمہ کے کہ مَیں اُن کا ولی ہوں اور قرابت آبائی میں بھی وُہ میری طرف منسوب ہیں۔

(۳۰) یا فاطمہ اصبری علی حرارۃ الدنیا (کنوز) ترجمہ۔ اَے فاطمہ تلخی دُنیا پر صبر اختیار کرو۔

(۳۱) یا فاطمہ انت اول الناس لحوقا بی۔ ترجمہ۔ ای فاطمہ تم سب آدمیوں سی پہلے میرے پاس پہنچوگے

(۳۲) بما خلق اللہ ادم وحوا کان یفتخران فی الجنۃ فقالا ما خلق اللہ احسن منا بینہما کما کذ الک اذ رئید صورۃ جاریۃ لھا نور یکاد ضوء یطفی لابصار علی راسھا تاج وفی اذنیھا قرطان قالا وما ھذ االجاریۃ قال ھٰذہ صورۃ فاطمۃ بنت محمد سید ولدک فقالا وما ھٰذا التاج علی راسھا قال ھٰذ العلماء علیؑ ابن ابی طالب مالا وما ھٰذ االقرطان قال الحسن والحسین ابناھا وجد ذٰلک فی غامضٍ علی قبل ان اخلقک بالفی عام (مودۃ القربٰی۔ سید علی ہمدانی شافعی باب یازدہم۔ ترجمہ زاد العقبٰی ص۸۵) ترجمہ۔ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم وحضرت حوا کو پیدا کیا۔ تو وہ دونوں جنت میں فخر کرتے تھے۔ آخر کار انہوں نے فخریہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے بہتر کسی کو پیدا نہیں کیا۔ اسی اثناء میں انہوں نے ناگاہ ایک لڑکی کی صورت دیکھی کہ نور اس سی چمک رہا ہے۔ کہ اسکی روشنی آنکھوں کو بے نور کئے دیتی ہے اور اسکے سر پر ایک تاج ہے اور اسکے کانوں میں دو گوشوارے ہیں۔ تب انہوں نے عرض کی اَے پروردگار یہ لڑکی کون ہی ارشاد ہُوا کہ یہ فاطمہ کی صورت ہے جو محمد رسول اللہ سردار ہے تیری اولاد کا اسکی دختر ہی۔ پھر انہوں نے عرض کی یہ تاج اسکے سر پر کیسا ہی حکم ہُوا یہ اس کا شوہر علی ابن ابیطالب ہے۔ پھر عرض کی یہ دو گوشوارے کیسے ہیں۔ فرمایا یہ حسن اور حسین اسکے بیٹے ہیں۔ اس کا وجود میری علم پوشیدہ میں تمہارے پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے موجود ہے۔

چہارم فضائل ومناقب امامین الشہیدین حسنین الشریفین علیہما الصلوٰۃ والسلام

(۱) احب اہل البیت الحسن والحسین (طبرانی) ترجمہ سب اہلبیت سی پیاری امام حسن اور حسین ہیں۔

(۲) اللہم انی احبہما فاحبہما یعنی الحسنین (ترمذی) ترجمہ۔ اے اللہ مَیں اُن کو دوست رکھتا ہوں۔ تو بھی ان کو دوست رکھ۔

(۳) اللہم انی استودعنکہما وصالح المؤمنین (طبرانی) ترجمہ۔ اَے اللہ مَیں ان دونو کو تیرے اور نیک لوگوں کے سپرد کرتا ہوں۔

(۴) ان الحسن والحسین ریحانتائی فی الدنیا (طبرانی بخاری) ترجمہ تحقیق امام حسنؑ اور حسینؑ دنیا میں میرے پھول ہیں۔

(۵) ان ابنی ھٰذین ریحانتی من الدنیا (ابن عدی) تحقیق یہ میرے بیٹے دنیا میں میرے پھول ہیں۔

(۶) الحسن اشبہ رسول اللّٰہ ما بین الصدر الی الراس والحسین اشبہ النبی صلعم ما کان اسفل من ذالك (ترمذی) ترجمہ۔ امام حسنؑ جناب رسول مقبول سے سینہ سے سر تک مشابہ تھے۔ اور جناب امام حسینؑ سینہ سے قدم تک مشابہ تھے۔

(۷) الحسن والحسین سید شباب اھل الجنۃ (ترمذی) ترجمہ۔ امام حسن اور امام حسین بہشت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

(۸) ان ابنائی وابنا ابنتی اللھم انی احبھما فاحبھما واحب من یحبھما (ترمذی) ترجمہ۔ یہ دونوں میرے بیٹے ہیں۔ اور میری بیٹی کے فرزند ہیں۔ یا الٰہی میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ تو بھی دوست رکھ۔ جو ان کو دوست رکھے۔ تو ان کو بھی دوست رکھ۔

(۹) حسین منی وانا من الحسین احب اللہ من احب حسیناً حسین سبط من الاسباط (ترمذی) ترجمہ۔ حسین مجھ سے ہی اور میں حسینؑ سے خدا دوست رکھتا ہی۔ جو حسین کو دوست رکھے۔ حسینؑ میرے نواسوں سے ایک نواسہ ہے۔

(۱۰) خیر رجالکم علی وخیر شبابکم الحسن والحسین وخیر نساءکم فاطمۃ (خطیب منتخب کنز العمال جلد ۵ صـ۹۳) ترجمہ۔ تمہارے مردوں سے بہتر جناب علی اور تمہارے جوانوں سے بہتر امام حسن اور امام حسین اور تمہاری عورتوں سے بہتر فاطمہ ہے۔

(۱۱) اللھم انی احبھما فاحبھما وابغض من ابغضھما یعنے الحسن والحسین (منتخب کنز العمال جلد ۵ صـ۱۰۰) ترجمہ۔ اے اللہ میں امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو دوست رکھتا ہوں۔ تو بھی ان کو دوست رکھ۔ اور دشمنی رکھ اس سے جو ان سے دشمنی رکھے۔

(۱۲) ویحك یا انس دع ابنی وثمرۃ فوادی فان من اذی ھٰذا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ (طبرانی) ترجمہ۔ افسوس تجھ پر اے انس بن مالک میرے بیٹے کو چھوڑ دے۔ یہ میرے دل کا پھل ہے۔ جسنے امام حسنؑ کو ایذا دی۔ اسنے مجھ کو ایذا دی۔ اور جس نے مجھ کو تکلیف دی۔ اسنے اللہ کو تکلیف دی۔

(۱۳) اللهم انی احبّ حسنا فاحبہ و احبّ من یحبہ (احمد) ترجمہ۔ اے اللہ میں امام حسن کو دوست رکھتا ہوں۔ تو بھی اسکو دوست رکھ اور اسکو دوست رکھ جو اسکو دوست رکھے۔

(۱۴) ونعم الراکب من (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ حاکم) ترجمہ۔ ایک دفعہ جناب رسول خدا صلعم امام حسن علیہ السلام کو اپنے کندھے پر چڑھائے ہوئے تھے۔ کہ ایک شخص نے کہا۔ کہ اے صاحبزادے یہ کیسا اچھا مرکب (سواری) ہے۔ حضور نے فرمایا۔ یہ سوار بھی اچھا ہے۔

(۱۵) الحسن والحسین هما ریحانتی من الدنیا (ترمذی) ترجمہ۔ امام حسنؑ اور امام حسینؑ دنیا سے میری پھول ہیں۔

(۱۶) ادعی الی ابنی فیشتھما ویضمھا الیہ (ترمذی) ترجمہ۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا کرتے تھے۔ میرے پاس میرے بیٹوں کو بلاؤ۔ پس ان کو سونگھتے اور ان کو گود میں لیتے تھے۔

(۱۷) ان ابنی هذا سیّد یصلح الله علی یدیہ بین فئتین (بخاری۔ ترمذی) ترجمہ۔ میرا بیٹا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکے ہاتھ پر دو گروہ میں صلح کرائیگا۔

(۱۸) نظرت الی هذین الصبیین یمشیان ویعثران فلم اصبر حتی قطعت حدیثی ورفعتهما (ترمذی ص۵۸۶) ترجمہ۔ جناب رسولخدا صلعم خطبہ پڑھ رہے تھے۔ کہ ناگاہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ دو سُرخ قمیص پہنے ہوئی چلتے ہوئی۔ اور پھسلتے ہوئے آئے۔ جناب رسول خدا صلعم ممبر پر سے نازل ہوئی۔ اور ان دونوں کو اٹھا لیا۔ اور اپنی آگے بٹھا دیا۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے۔ انما اموالکم واولادکم فتنۃ۔ میں نے ان دونوں کی طرف دیکھا ہی کہ یہ چلتے ہیں۔ اور پھسلتے ہیں پس میں صبر نہیں کر سکا۔ حتیٰ کہ میں نے اپنا کلام قطع کر دیا۔ اور ان دونوں کو اٹھا لیا۔

(۱۹) ان هذا ملك لم ینزل الارض قط قبل هذه اللیلۃ استاذن ربه ان یسلم علی ویبشرنی بان فاطمۃ سیّدة النساء اهل الجنۃ وان الحسن والحسین سید الشباب اهل الجنۃ (ترمذی ص۵۸۸) ترجمہ۔ آپ نے فرمایا۔ یہ فرشتہ اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا۔ اُسنے اپنے رب سے مجھے سلام کرنے کے واسطے اور یہ خوشخبری دینے کے واسطے سوال کیا ہی۔ کہ جناب فاطمہ تمام بہشت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ اور حسن وحسین جوانان بہشت کے سردار ہیں۔

(۲۰) اخذ بید حسنؑ وحسینؑ قال من احبنی واحب هذین واباهما وامهما کان معی فی درجتی یوم القیمۃ (ترمذی ص۵۷۷) ترجمہ۔ جناب رسول خدا صلعم امام حسنؑ و امام حسینؑ

کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ جو کوئی مجھے دوست رکھے۔ ان دونوں کو اور والدین ان کے کو دوست رکھے۔ وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔

(۲۱) قال لعلیؑ وفاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ انا حرب لمن حاربهم (مشکوٰۃ ص۵۷۱ ترمذی باب مناقب) ترجمہ۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی اور جناب فاطمہ اور جناب حسنین شریفین کو فرمایا۔ میں لڑنے والا ہوں اس شخص سے جو ان سے لڑنیوالا ہے۔ اور میں صلح کرنیوالا ہوں اس شخص سے جو ان سے صلح کرے۔

(۲۲) اما الحسنؑ فلہ هیبتی وسوددی واما الحسینؑ فلہ جراتی وجودی (مودۃ القربیٰ نمبر۲، ص۹۵ طبرانی) ترجمہ۔ امام حسن کے واسطے تو میری ہیبت اور سرداری ہی اور امام حسینؑ کے واسطے میری جرأت اور سخاوت ہے۔

(۲۳) الحسنؑ والحسینؑ یوم القیامۃ عن جنبی عرش الرحمان بمنزلۃ الشنفتین من الوجہ (مودۃ القربیٰ ۹۵) ترجمہ۔ امام حسن اور امام حسین قیامت کے دن عرشِ خدا کے دونوں طرف اس طرح موجود ہونگے۔ جیسا کہ منہ کے دونوں طرف دو گوشوارے ہوتے ہیں۔

(۲۴) خزقہ خزقہ ترق عین بقہ ثم قبلہ قال اللهم احبہ (طبرانی۔ ارجح المطالب ۲۵۶) ترجمہ۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ہاتھ امام حسین علیہ السلام کے پکڑ کر سینہ تک اُٹھا لیا۔ لوری سنائی۔ اے میری بچے مُجھ پر آنکھ جیسی نیچے اوپر کو اچھل۔ پھر آپ نے امام حسینؑ کا منہ کھول کر چُوما۔ اور فرمایا اے پروردگار میں اسکو محبوب رکھتا ہوں۔ تو بھی اسکو محبوب رکھ۔

(۲۵) الم تعلم ان بکاوہ یوذینی (تنزل الابرار۔ ارجح المطالب ص۳۵۷) ترجمہ۔ جناب رسولخدا صلعم جناب سیدہ معصومہ کے دروازہ پر سے گذری۔ اور جناب امام حسینؑ کو روتے ہُوئے دیکھ کر فرمایا۔ اے فاطمہ صلوات اللہ علیہا تم نہیں جانتی۔ کہ اسکے رونے سے میرا دِل دُکھتا ہے۔

(۲۶) الحسنؑ والحسینؑ سیفا العرش ولیسا بمعلقین (طبرانی) ترجمہ۔ امام حسن اور حسین علیہما السلام عرش کی تلواریں ہیں۔ لیکن لٹکتی نہیں۔

(۲۷) نعم الجمل جملکما (نسائی۔ ارجح المطالب ص۳۸۸ کنزالعمال) ترجمہ۔ جناب رسول خدا صلعم کی پشت مبارک پر حسنین الشریفین اسوار تھے۔ آپ نے فرمایا۔ تمہارا اونٹ کیا اچھا ہی۔

(۲۸) من احب الحسنؑ والحسینؑ احببتہ ومن احببتہ احب اللہ ومن ابغضهما ابغضتہ ومن ابغضتہ ابغضہ اللہ (طبرانی۔ ارجح المطالب ص۳۸۱۔ ابونعیم۔ منتخب۔ کنزالعمال

جلد ۵ صفحہ ۱۰۷) ترجمہ۔ جس نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو دوست رکھا۔ میں نے اس کو دوست رکھا۔ اور جس کو میں نے دوست رکھا۔ اُس کو اللہ تعالیٰ نے دوست رکھا۔ اور جس نے ان دونوں کو دشمن رکھا میں نے اس کو دشمن جانا۔ جس کو میں نے دشمن جانا۔ اس کو خدا نے دشمن جانا۔

(۲۹) حسین منی وانا منہ احب اللہ من احب الحسن والحسین سبطان من الاسباط (طبرانی۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۱۰۷) ترجمہ۔ امام حسین علیہ السلام بچوں کے کوچہ میں کھیل رہے تھے اور جناب رسولخدا صلعم نے ان کو پکڑنا چاہا۔ مگر وہ اِدھر اُدھر بھاگ جاتے۔ اور جناب مُسکراتے۔ آخرکار جناب امام حسینؑ کو پکڑ کر مُنہ چُوما اور فرمایا حسینؑ مُجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے اللہ دوست رکھتا ہے اس کو جو حسنؑ وحسینؑ کو دوست رکھے۔ یہ دونوں میرے نواسے ہیں۔

(۳۰) نعم الراکبان ھما وابوھما خیر منھما (طبرانی۔ ارجح المطالب صفحہ ۳۸۸) ترجمہ۔ یہ سوار بھی تو اچھے ہیں اور ان کے والدین ان سے اچھے ہیں۔

(۳۱) رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعنی فی المنام وعلی راسہ ولحیتہ التراب فقلت مالک یا رسول اللہ قال شھدت قتل الحسین انفا (ترمذی صفحہ ۵۸۶۔ مشکوٰۃ۔ مناقب اہلبیت صفحہ ۱۳۵) ترجمہ۔ جناب ام المومنین بی بی اُم سلمہ علیہا السلام نے رو کر فرمایا کہ میں نے جناب رسول خدا صلعم کو خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کی ڈاڑھی اور سر مبارک پر مٹی پڑی تھی پس میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہوا ہے۔ فرمایا کہ میں قتل حسینؑ میں حاضر ہوا تھا۔

(۳۲) اتانی جبرائیل علیہ السلام فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی ھٰذا فقلت ھٰذا۔ قال نعم اتانی منتربتہ من تربتہ حمرا (مشکوٰۃ۔ مناقب اہلبیت النبی صفحہ ۴۲۱ امرتسری) ترجمہ۔ میرے پاس جبرائیل آئے اور مجکو خبر دی کہ تحقیق اُمت میری نزدیک ہے کہ قتل کریگی۔ اس میرے بیٹے کو۔ پس میں نے کہا اس بیٹے کو جبرائیل نے کہا ہاں اور جبرائیل نے مُجھ کو سُرخ مٹی لادی۔

(۳۳) ھٰذا دم الحسین واصحابہ لم ازل اللفظہ فند الیوم ماحصی ذلک الوقت فاجد قتل ذلک الوقت (بیہقی۔ احمد۔ مشکوٰۃ۔ باب مناقب اہلبیت صفحہ ۴۲۲ امرتسری) ترجمہ حضرت عباسؓ نے خواب میں دیکھا۔ کہ دوپہر کیوقت جناب رسولِ خدا صلعم کے پراگندہ بال گرد آلود۔ حضرت کے ہاتھ میں ایک شیشہ ہے کہ اسمیں خُون ہے پس کہا میں نے میرے ماں باپ قربان ہوں یہ کیا ہے فرمایا یہ خون حسین اور اسکے یاروں کا ہے۔ آج کے روز سے اس کو جمع کرتا رہا۔ ابن عباسؓ کہتا ہے کہ میں نے اسوقت کو یاد رکھا۔ پس میں نے دیکھا کہ امام حسینؑ اسی وقت شہید ہوئے۔

(۳۴) اخبرنی جبرائیل ان النبی الحسین یقتل بارض الطف وجاءنی بھذہ التربتہ واخبرنی ان فیھا مضجعہ (ابن سعد و الطبرانی بیہقی بغوی۔ احمد صواعق محرقہ صفحہ ۳۱۷) ترجمہ۔ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ کہ جبرائیل نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسینؑ کربلا میں شہید ہوگا اور یہ مٹی مجکو لا کر دی ہے کہ اسمیں انکی قبر ہوگی۔

(۳۵) دخل علی الیوم ملکا ولم یدخل علی قبلھا فقال لی ان ابنک ھذا حسینا مقتول وان شئت اریک من تربتہ الارض التی یقتل منھا فاخرج تربتہ حمرا (احمد بغوی۔ صواعق محرقہ صفحہ ۳۱۸) ترجمہ۔ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ کہ آج میرے پاس ایک فرشتہ آیا ہے۔ جو پہلے کبھی نہیں آیا۔ کہا۔ کہ آپ کا بیٹا حسینؑ شہید ہونے والا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو جس زمین میں وہ قتل ہونگے۔ اسکی مٹی دکھا دوں۔ پھر سُرخ مٹی سُرخ مجھے نکال کر دکھائی۔

پنجم مناقب و فضائل نبوت و امامت دوازدہ ائمہ طاہرہ اور سید احمد مختار علیہم الصلوٰۃ والسلام

(۱) قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لایزال الدین قائماً حتی تقوم الساعۃ او یکون علیکم اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش (مسلم۔ کتاب الامارت صفحہ ۱۱۹ و بخاری) ترجمہ۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ دین ہمیشہ قائم رہیگا۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو اور تیرہ بارہ خلیفے ہونگے۔ وہ سب قریشی ہونگے (سات احادیث ہیں جنکے الفاظ مختلف ہیں مگر بارہ کا عدد سب میں ہے)

(۲) لم یکون بعدی خلیفتہ۔ بعدۃ النبی اسرائیل (احمد۔ بزاز۔ طبرانی۔ مودۃ القربیٰ۔ ارجح المطالب صفحہ ۴۳۷) ترجمہ میرے بعد کتنے خلیفے ہونگے۔ فرمایا مثل بنی اسرائیل کے نقباء کی تعداد کے بارہ ہونگے۔

(۳) انا میزان العلم وعلی کفتاہ والحسن والحسین خیوط وفاطمتہ علاقتہ والائمۃ من امتی عمودہ یوزن فیہ اعمال المحبین لنا والمبغضین لنا والمبغضین لنا (دیلمی۔ ارجح المطالب صفحہ ۴۳۷) ترجمہ۔ میں علم کا ترازو ہوں۔ حسنؑ اور حسینؑ اس ترازو کے پلڑے ہیں علی اسکی زبان ہے فاطمہ اس کا علاقہ ہے اور میری امت کے امام اسکے عمود ہیں۔ اس میں ہمارے دوستوں اور دشمنوں کے اعمال تولے جائینگے۔

(۴) انت سیّد ابن سیّد وانت امام ابن امام وانت حجة ابن حجة وحجج تسعة تاسعهم قائمهم (اخطب خوارزمی و مودة القربیٰ سیّد علی ہمدانی - مودة دہم ص۸۲) ترجمہ - جناب رسول خدا امام حسین کو زانو مبارک پر بٹھا کر فرماتے تھے - تو سیّد ہے سیّد کا بیٹا اور امام ہے اور امام ہی اور امام کا بیٹا ہے - اور حجت خدا ہے اور حجت خدا کا بیٹا ہے - تو حجت ہائے خدا کا باپ ہے نواں امام مہدی قائم آلِ محمد صلعم ہے -

(۵) الخلفاء بعدی اثناء عشر بعد د نقباء بنی اسرائیل (مودة القربیٰ مودة دہم ص۸۲) ترجمہ - میرے بعد بنی اسرائیل کے نقیبوں کی تعداد کے موافق بارہ خلیفہ ہونگے -

(۶) بعدی اثناء عشر خلیفة ثم اخفی صوته فقلت لابی ما الذی اخفی صوته رسول الله صلی الله علیه و اٰله وسلم قال قال کلهم من بنی هاشم (مودة القربیٰ - مودة دہم ص۸۲) ترجمہ جابر بن جمرہ سے روایت ہے کہ اپنے باپ کے ساتھ جناب رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا - میں نے سُنا کہ حضور صلعم فرماتے تھے - کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے - یہ فرما کر آنحضرت صلعم نے اپنی آواز ہلکی کر دی تب میں نے اپنے باپ سے پوچھا - کہ حضرت صلعم نے آہستہ سے کیا کہا - جواب دیا - کہ یہ فرمایا - کہ وہ سب خلیفہ بنی ہاشم ہونگے -

(۷) انا و علی والحسن والحسین و تسعة من ولد الحسین مطهرون و معصومون (مودة القربیٰ ۱۰/۲) ترجمہ - میں اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور نو امام جو اولاد حسینؑ سے ہونگے پاک پاکیزہ اور گناہوں سے معصوم و محفوظ ہیں -

(۸) انا سیّد النبیین و علی سید الوصییّن و ان الاوصیاء بعدی اثناء عشر اولهم علی و اٰخرهم قائم المهدی (مودة القربیٰ ۸/۲) ترجمہ - میں تمام پیغمبروں کا سردار ہوں - اور علی تمام اوصیاء کا سردار ہے - اور میرے بعد ۱۲ وصی ہونگے - ان میں اول علی ہے اور آخری قائم آلِ محمد مہدی آخر الزمان ہے -

(۹) الائمة من ولدی فمن اطاعهم فقد اطاع الله و من عصاهم فقد عصی الله و هم عروة الوثقٰی و هم الوسیلة الی الله تعالیٰ (مودة القربیٰ ۱۰/۱۲) ترجمہ - امام پاک میری اولاد میں سے ہونگے - پس جس کسی نے ان کی اطاعت کی اُسنے اللہ کی اطاعت کی - جس نے ان کی نافرمانی کی اُسنے اللہ کی نافرمانی کی اور وہ مضبوط دستہ ہیں اور اللہ کی طرف سے وسیلہ اور ذریعہ ہیں -

(۱۰) ولکل نبی اٰیة و هذه اٰیة لی والائمة الطاهرین من ولده اٰیات ابی لن

تخلوا الارض من اہل الایمان ما بقے اللہ احداً من ذریتہ و علیہم تقوم القیامۃ (مودۃ القربیٰ شافعی ہمدانی ۱/۲ ص۳۳) ترجمہ۔ جناب علی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک نشانی ہے اور یہ علی میرے پروردگار کی نشانی ہے اور ائمۃ طاہرین علیہم السلام جو اسکی اولاد سے ہونگے۔ میرے پروردگار کی نشانیاں ہیں۔ جب تک کہ کسی کی اولاد میں سے کسی ایک کو اللہ تعالیٰ زمین میں رکھیگا۔ زمین ہرگز اہل ایمان سے خالی نہ ہوگی اور انہی کی بنیاد پر قیامت ہوگی۔

(۱۱) علی اخی و وارثی و وصی کل مومن بعدی ثم الحسن ثم الحسین ثم تسعۃ من ولد الحسین القرآن معہم وہم معہ القرآن والا یفارقو و یفارقہم حتےٰ یرد و علے الحوض (فرائد المطین حموینی) ترجمہ۔ علی میرا بھائی میرا وارث میرا وصی اور میرے کل مومن کا سردار ہے۔ پھر امام حسنؑ اور پھر امام حسینؑ اور پھر امام حسین کی اولاد سے نو امام قرآن اُن کے ساتھ ہوگا۔ اور وُہ قرآن کے ساتھ ہونگے۔ اور نہ وہ قرآن سے الگ ہونگے نہ قرآن ان سے حتیٰ کہ حوض کوثر پر آئینگے۔

(۱۲) ہم خلفائے من بعدی اولہم علی ابن ابیطالب ثم الحسن والحسین ثم علی ابن الحسین ثم محمدؐ ابن علی المعروف فی التوریت بالباقر وستدرکہ یا جابر فاذا لقیتہ فاقرء منی السلام ثم الصادق جعفر ابن محمد۔ ثم موسیٰ ابن جعفر۔ ثم علی ابن موسیٰ۔ ثم محمد ابن علی۔ ثم علی ابن محمدؐ۔ ثم الحسن ابن علی۔ ثم حجۃ اللہ فی الارض فی عبادہ ذٰلک الذی بفتح اللہ علےٰ یدیہ مشارق الارض لغاربہا الخ (روضۃ الاحباب۔ جلد سوئم) ترجمہ۔ جب یہ آیت یا یہا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم نازل ہوئی۔ تو حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا۔ صاحب امر کون ہیں۔ فرمایا وہ میری خلیفے میرے پیچھے ہیں۔ اول علی پھر امام حسن امام حسین امام زین العابدین امام محمدؐ باقر توریت میں نام ہیں جب ان کا زمانہ پائے۔ تو میری طرف سے سلام پہنچا دینا۔ اُنکے بعد امام جعفر صادق۔ امام موسیٰ کاظم۔ امام علی رضا امام محمد تقی۔ امام علی نقی۔ امام حسن عسکری۔ امام محمد مہدی حجۃ اللہ تعالےٰ انہی کے ہاتھوں سے مشرق اور مغرب کی دُنیا فتح کریگا۔ یہی اپنے شیعوں کے درمیان سے غیب اختیار فرمائینگے۔ امر غیب سے اثبات امامت مقصود نہیں۔ بلکہ لوگوں کا امتحان مطلوب ہے۔

ششم فضائل پنجتنپاک و اہلبیت حبیب لولاک علیہم الصلوٰت والسلام

لِي خَمْسَةٌ اُطْفِيْ بِهَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْحَاطِمَه | ش | نبیؐ و علیؑ فاطمہؑ اور حسنؑ

اَلْمُصْطَفٰے وَالْمُرْتَضٰى وَ ابْنَاهُمَا وَالْفَاطِمَةُ | ع | حسینؑ ابن حیدرؑ یہ ہیں پنجتن

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

(۱) انا اهل البيت لا تحل لنا الصدقة (طبرانی) کنوز الدقائق ص۱۲ ترجمہ۔ ہم اہلبیت ہیں۔ کہ ہمارے صدقہ حلال نہیں۔

(۲) انا اكثر النبيين تبعا (کنوز) ترجمہ۔ میں وہ ہوں جسکے تابعدار بہت نبی ہونگے۔

(۳) انا اول من تنشق عنه الارض اول شافع (کنوز الدقائق) میں وہ ہوں۔ جسکی قبر سب سے اول کھلیگی۔ اور میں شفاعت کرونگا۔

(۴) انا النبی لا كذب انا ابن عبد المطلب (بخاری مسلم۔ کنوز ص۴۲) ترجمہ۔ میں نبی ہوں جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

(۵) انا حبيب الله ولا فخر (دیلمی۔ کنوز الدقائق) ترجمہ۔ میں اللہ کا پیارا ہوں اسمیں فخر نہیں۔

(۶) انا دار الحكمة وعلی بابها (مشکوٰۃ کنوز ص۴۲) ترجمہ میں حکمت کا گھر ہوں۔ علی اسکا در ہے۔

(۷) انا سيد الناس يوم القيمة (طبرانی۔ کنوز) ترجمہ۔ میں قیامت کیدن تمام لوگوں کا سردار ہونگا۔

(۸) انا عربی والقرآن عربی ولسان اهل الجنة عربی (") میں عربی زبان ہوں۔ ور قرآن اور بہشتیوں کی زبان عربی ہے۔

(۹) كنت اول النبيين فی الخلق و اخرهم فی البعث (کنوز ص۱۰۶) ترجمہ میں پیدائش میں سب سے اول نبی ہوں۔ اور بعثت میں سب سے آخری نبی ہوں۔

(۱۰) كنت نبيا و ادم بين الروح والجسد (کنوز ص۱۰۶) ترجمہ۔ میں اسوقت نبی تھا۔ جسوقت آدم علیہ السلام روح اور جسم میں تھا۔

(۱۱) دعا رسول الله صلعم عليا و فاطمة وحسنا وحسينا فقال اللهم هؤلاء هلی (خصائص۔ نسائی مترجم ص۸ مشکوٰۃ باب المناقب اہلبیت) ترجمہ۔ جب آیت تطہیر اتری۔ تو جناب

رسول خدا صلعم نے جناب علیؑ اور فاطمۃ الزہراؑ اور حسنین الشریفین کو بلا کر فرمایا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں۔

(۱۲) انا تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ الھدیٰ والنور فخذوا بکتاب اللہ۔ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واھلبیتی اذکرکم اللہ فی اھلبیتی ثلاثا (رواہ مسلم مشکوٰۃ۔ باب مناقب اہلبیت النبیؐ ص۴۰۸) ترجمہ۔ جناب رسول اللہ صلعم نے خُم غدیر کے موقعہ پر فرمایا۔ کہ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں۔ سب سے اول اللہ کی کتاب قرآن شریف ہے۔ جس میں ہدایت اور نُور ہے۔ اللہ کی کتاب کو مضبوط پکڑو۔ کتاب اللہ پر رغبت دلائی۔ پھر فرمایا۔ دُوسری بھاری چیز میری اہلبیتؑ ہے۔ اہلبیتؑ کے حق کے بارہ میں اللہ تعالیٰ یاد دلاتا ہوں۔ تین دفعہ فرمایا۔

(۱۳) انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاٰخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھلبیتی ولن یتفرقا یرد اھل الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما (رواہ الترمذی باب مناقب اہل بیت مشکوٰۃ باب مناقب اہلبیت النبی ص۴۱۲) ترجمہ۔ میں تمہارے درمیان دو چیز چھوڑتا ہوں اگر تم اسکو پکڑو گے۔ تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک ان میں سے دُوسری سے بڑی ہے۔ اللہ کی کتاب کہ وہ ایک رسّی آسمان سے زمین تک لمبی ہے اور میری اولاد اہلبیت یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہونگے جب تک کہ مجھ تک حوض کوثر پر وارد نہ ہولیں۔ پس دیکھو کس طرح تم ان کی حفاظت کرتے ہو۔ کس طرح تم ان کی حفاظت کرتے ہو (کس طرح ان کے حقوق کی رعایت کرتے ہو)

(۱۴) الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ النوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک (رواہ احمد۔ مشکوٰۃ باب مناقب اہلبیت ص۴۲۳) ترجمہ۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے خانہ کعبہ کا دروازہ پکڑ کر فرمایا۔ کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آگاہ ہو کہ تم میں میری اہلبیت کی مثال کشتی نوح علیہ السلام کی مانند ہے۔ جو کوئی سوار ہوا۔ وُہ پار ہُوا۔ جو چھوڑ گیا۔ وُہ ہلاک ہُوا۔

(۱۵) اشتد غضب اللہ تعالیٰ علی من اذانی فی عترتی (دیلمی۔ صواعق ص۳۰۷) ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ غضب اُسپر ہے جو مجھ کو میری اولاد میں تکلیف دے۔

(۱۶) خیرکم خیرکم لاھلی من بعدی (حاکم۔ صواعق ص۳۰۸) ترجمہ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو میرے بعد میری اولاد سے اچھا ہو۔

(۱۷) سالت ربی ان لا یدخل احدٍ من اھلبیتی النار فاعطانی (صواعق محرقہ
فارسی ص۳۰۸) ترجمہ۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا۔ کہ میری اہلبیت سے کوئی شخص دوزخ میں نہ جائے
اللہ تعالےٰ نے اس کو منظور کیا۔

(۱۸) احبوا اللہ یحب اللہ واحبوا اھل بیتی بحبی (ترمذی، حاکم۔ صواعق محرقہ ص۳۰۸)
ترجمہ۔ اللہ کے واسطے مجھ سے محبت رکھو اور میری محبت کی خاطر میری اولاد سے محبت رکھو۔

(۱۹) النجوم امان لاھل السماء واھل بیتی امان لامتی (ابولیلی صواعق محرقہ ص۳۰۸)
ترجمہ۔ ستارے آسمان والوں کے واسطے امان ہیں اور میری اہلبیت میری امت کے لیئے امان ہیں۔

(۲۰) لا یدخل فی قلب امرء الایمان حتی یحبہم اللہ ولقرابتی (ابن ماجہ
صواعق ص۳۰۹) ترجمہ۔ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے۔ جب میرے اہلبیت میں سے کوئی شخص ان میں
بیٹھتا ہے۔ تو بات چیت بند کرتے ہیں۔ قسم ہے خدا کی جب تک انسان اہلبیت کے ساتھ اللہ تعالےٰ
اور میری قرابت کے باعث محبت نہ رکھے اسکے دل میں ایمان داخل نہیں ہوگا۔

(۲۱) نحن ولد عبد المطلب سادات اھل الجنۃ انا وحمزہ وعلی وجعفر
والحسن والحسین والمھدی (ابن ماجہ۔ صواعق ص۳۱۰) ترجمہ۔ ہم اولاد حضرت عبد المطلب
جنتی لوگوں کے سردار ہیں۔ میں امیر حمزہؓ جناب علیؑ اور جناب جعفرؑ اور امام حسنؑ اور حسینؑ وامام مہدیؑ۔

(۲۲) اللھم ان ھٰؤلاء اٰل محمد فاجعل صلوٰتک وبرکاتک علی اٰل محمد
انک حمید مجید (صواعق محرقہ ص۲۲۴ ثبوت خلافت) ترجمہ۔ آیت تطہیر کے نزول پر عبا کو
چارتن پاک جناب علی وفاطمہ وجناب حسنین الشریفین پر ڈال کر اور انکے سر مبارک پر ہاتھ رکھکر فرمایا۔
پروردگارا یہ میری آل ہیں اپنی رحمت وبرکت آل محمد صلعم پر بھیج تو بزرگ ہے۔

(۲۳) حب اھلبیتی نافع فی سبع مواطن اھوالھن عظمتہ عند الوفات
وعند القبر وعند النشور وعند الکتاب وعند الحساب وعند المیزان
(دیلمی۔ ارجح المطالب ص۳۸۵ وثبوت خلافت ص۱۹۱) ترجمہ۔ میری اہلبیت کی محبت سات مقام
پر نفع رسان ہے۔ جن کے خوف بھاری ہیں۔ موت کیوقت۔ قبر کیوقت۔ حساب کیوقت میزان پر پلصراط پر

(۲۴) من ابغض اھل البیت فھو منافق (احمد۔ ارجح المطالب ص۳۹۵) ترجمہ جس
نے اہلبیت سے بغض رکھا وہ منافق ہے۔

(۲۵) من ابغضنا اھل البیت حشرہ اللہ یوم القیامۃ یھودیا (طبرانی۔ درمنثور

سیوطی - احیاء المیت - ارجح المطالب صـ۲۹۶) ترجمہ - جس نے میری اہلبیت سے بُغض رکھا۔ اللہ تعالیٰ اس کو یہودی کرکے اُٹھائے گا۔

(۲۶) والذی نفسی بیدہ لا یبغضنا اھل البیت رجل الا ادخل اللہ النار (احمد ابن حبان وحاکم - دُرِ منثور سیوطی جلد ۶ صـ۷) ترجمہ - خدا کی قسم جس شخص نے ہماری اہلبیت سے بُغض رکھا - وُہ دوزخ میں جائیگا۔

(۲۷) الحمد للہ الذی جعل فینا الحکمۃ اھل البیت (احمد - ارجح صـ۲۱۲) ترجمہ - حضرت رسول خدا صلعم کی خدمت میں جناب علیؑ کے فیصلہ کا ذکر کیا گیا - تو حضرت نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے - جس نے ہم اہلبیتؑ کو حکمت عطا کی۔

(۲۸) نحن اھل البیت مفاتیح الرحمۃ وموضع الرسالۃ ومعدن الحلم (دیلمی - ارجح المطالب صـ۲۱۳) ترجمہ - ہم اہلبیت رحمت کی کنجیاں اور رسالت کا مقام اور حلم کی کان ہیں۔

(۲۹) مثل اھلبیتی فیکم کمثل باب حطۃ فی بنی اسرائیل من دخلہ غفر لہ (دیلمی - حاکم - ابو لیلی - طبرانی - ارجح المطالب صـ۲۱۴) ترجمہ - میرے اہلبیت تم لوگوں میں ایسی ہیں - جیسے کہ بنی اسرائیل میں توبہ کا دروازہ جو شخص کہ اس میں داخل ہو وہ بخشا گیا۔

(۳۰) نحن اھل البیت لا یقاس بنا احد (دیلمی - ارجح صـ۲۱۶) ترجمہ - ہم اہلبیت کے ساتھ دوسروں کا قیاس نہیں ہو سکتا۔

(۳۱) الا ان مسجدی حرام علی کل حائض من النساء وجنب من الرجال الا علی محمدٍ واھل بیتہ علیؑ وفاطمہؑ والحسنؑ والحسینؑ (طبرانی بیہقی ارجح المطالب صـ۲۱۷) ترجمہ - خبردار ہو کہ یہ میری مسجد پر حیض والی عورت اور پھر جنب والے مرد پر حرام ہے - مگر محمد صلعم پر اور اُن کی اہلبیت پر جناب علی و جناب فاطمۃ الزہرا و جناب حسن و جناب حسین علیہ السلام پر۔

(۳۲) اول اربعۃ یدخلون الجنۃ انا وانت الحسن والحسین وذریاتنا خلف ظھورنا وازواجنا خلف ذریتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا (طبرانی دیلمی - ارجح المطالب صـ۲۱۷) ترجمہ - جناب علی سے فرمایا - کہ وُہ چار شخص جو سب سے اوّل جنت میں داخل ہونگے - وُہ میں ہوں - اور تو ہے - اور امام حسن و امام حسین اور ہماری اولاد ہماری پشت

ہوگی۔ اور ان کے پیچھے ہماری بیبیاں اور ہمارے شیعہ داہنے بائیں ہونگے۔

(۳۳) وعدنی ربی فی اھلبیتی ان لا یعذبھم (حاکم۔ ارجح المطالب ص۴۱۹) ترجمہ۔ میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میرے اہلبیت کو عذاب نہ کریگا۔

(۳۴) الشفعاء خمسۃ القرآن۔ والرحم۔ والامانۃ ونبیکم واھل البیت بینکم (دیلمی۔ ارجح المطالب ص۴۱۹) ترجمہ شفاعت کرنیوالے پانچ ہیں۔ قرآن۔ رحم۔ امانت اور تمہارا نبی۴ اور تمہارے نبی کے اہلبیت۵۔

(۳۵) احبوا اھلی واحبوا علیًّا من ابغض احدا من اھل بیتی حرم علیہ شفاعتی (احمد ارجح المطالب ص۴۲۰) ترجمہ۔ میرے اہل اور علی سے محبت رکھو جس نے کہ میرے اہلبیت سے کسی ایک سے بغض رکھا تحقیق اس پر میری شفاعت حرام ہوگئی۔

(۳۶) ان اللہ حرم الجنۃ علی ظلم اھلبیتی او قاتلھم او غارھم او سبھم (ارجح المطالب ص۴۲۱) ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کردی ہے اس شخص پر جو کہ اہلبیتؑ پر ظلم کرے۔ یا ان سے لڑے یا اُن کو لُوٹے۔ یا ان کو گالی دے۔

(۳۷) حب آل محمدٍ یومًا خیر من عبادۃِ سنۃٍ ومن مات علیہ دخل الجنۃ (مودۃ القربیٰ ہمدانی ۸ ص۳۵) ترجمہ۔ ایک دن آلِ محمد کی محبت رکھنا ایک برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور جو کوئی اس محبت پر مریگا۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(۳۸) من مات علی حب آل محمد مات شھیدًا۔ الا ومن مات علی حب آل محمد مات مغفورًا۔ الا ومن مات علی حب آل محمد مات تائب۔ الا ومن مات علی حب آل محمد مات من مستکمل الایمان۔ الا ومن مات علی حب آل محمد بشرہ ملک السموٰت بالجنۃ ثم منکر ونکیر۔ الا ومن مات علی حب آل محمد یزف الی الجنۃ کما تزف العروس الی بیت زوجھا۔ الا ومن مات علی حب آل محمد فتح لہ فی قبرہ بابان الی الجنۃ۔ الا ومن مات علی حب آل محمد جعل اللہ قبرہ زار ملائکۃ۔ الا ومن مات علی بغض آل محمد مات کافرا الخ (تفسیر کشاف جلد ثالث ص۲۷ سطر ۱۹) ترجمہ۔ جو شخص آل محمد کی محبت میں مرگیا وہ شہید ہو کر مرا اور خبردار ہو جو آلِ محمد کی محبت میں مرا وہ بخشا گیا۔ جو شخص آل محمد کی محبت میں مرا وہ تائب ہو کر گیا جو شخص آل محمد کی محبت میں مرا وہ کامل ایماندار ہو کر مرا۔ خبردار جو شخص آل محمدؐ کی محبت میں مرا

اس کو فرشتۂ موت منکر و نکیر بہشت کی خوشخبری سناتے ہیں۔
یاد رکھو۔ جو شخص آلِ محمد کی محبت میں مرا۔ اسکو بہشت میں ایسا سنوار کر لے جائینگے۔ جیسا کہ عروس کو اپنے دولہا کے گھر لے جاتے ہیں۔ یاد رکھو۔ جو محبت آلِ محمد میں مرا۔ تو اسکی قبر میں دروازے بہشت کے کھولے جائینگے۔ یاد رکھو جو آلِ محمد صلعم کی محبت میں مر گیا۔ اسکی قبر کے فرشتے زیارت کرتے رہینگے۔ یاد رکھو جو شخص دشمنی اور عداوت آلِ محمد صلعم میں مر گیا۔ وہ کافر ہو کر مر گیا (تفسیر کشاف اور مفصل ثبوت خلافت دیکھو)

مختصر سوانحعمری جناب سیدنا مجتبیٰ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از زمانہ ہلیت تا ولادت باسعادت

اسم پاک محمدؐ۔ احمد۔ محمود۔ کنیت۔ ابو القاسم القاب رحمۃؐ للعالمین۔ یٰسین۔ مزمل۔ مدثر۔ طٰہٰ۔ خاتم النبیین جب دنیا و جہان میں کفر و شرک و ظلم۔ بدمعاشی۔ عیاشی کا اندھیرا چھا گیا۔ ہر ایک جگہ بت پرستی کا زور شور ہوا خاصکر ملک عرب میں یہود و نصاریٰ اپنے مذہب کو چھوڑ بیٹھے اور ستارہ پرست۔ آتش پرست۔ آفتاب پرست دہریہ فلاسفر بنکر منکر توحید رسالت ہوئے۔ کفار عرب و مشرک کھلم کھلا زنا کرنے لگے۔ شراب نوشی گھر گھر ہوئی خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بتوں کی پوجا ہونے لگی۔ کہ ۱۲ ماہ ربیع الاول عام فیل کے پہلے برس نوشیروانِ عادل کے عہد میں مکہ معظمہ کے اندر محلہ بنی ہاشم میں مطابق ۵۷۰ء میں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف تھا۔ اور والدہ ماجدہ کا نام بی بی آمنہ بنت وہب قریش کے قبیلہ کی تھیں۔ جناب کے والد بزرگوار کی جو بیس سال کی عمر تھی۔ جناب عبد المطلب نے آپ کا نام محمد رکھا۔ مگر حضرت آمنہ نے بشارتِ فرشتہ سنکر احمد نام رکھا۔ کیونکہ آپ کا آسمانی نام احمد تھا۔ ولادت کے ساتویں روز عبد المطلب نے قربانی کی اور تمام اراکین قبیلہ قریش کے دعوت میں بلایا۔ دائی حلیمہ نے جناب سرورِ عالم صلعم کو دودھ پلایا۔ اور چار برس تک اپنے ہاں رکھا اور پرورش کی۔ اور بنی سعد میں رہکر کل عرب سے زیادہ فصیح و بلیغ ہوئے۔ جناب عبد المطلب کی وفات کے بعد حضرت ابو طالب نے آپکی پرورش فرمائی اور نہایت محبت اور شفقت سے پالا اور ہر طرح کی حفاظت کی۔

زمانہ نبوت آپ شروع ہی سے امین۔ صادق۔ اور خدا پرست تھے۔ غارِ حرا میں جاکر عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔ آپکے ۲۵ سال کی عمر میں جناب بی بی خدیجۃ الکبریٰ

شہزادی عرب نے آپ سے نکاح کیا حضرت ابوطالب نے اس کا خطبہ نکاح پڑھا۔ یہ بی بی پاک نہایت مالدار صاحب عزت و ثروت و جلالت تھی۔ ہمیشہ مونس و غمخوار اور ہمدرد رہیں۔ چالیس سال کی عمر میں جناب رسول اللہ صلعم کو اظہار نبوت کا حکم صادر ہوا۔ تو سب سے اول یہ بی بی پاک ایمان لائیں اور انکے بعد جناب علی المرتضیٰ ابن عم رسول اللہ صلعم نے اظہار ایمان فرمایا۔ بعثت سے تین سال بعد جناب نے دعوت قریش فرما کر جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کو ۱۶ سال کی عمر میں اپنا وصی و خلیفہ مقرر فرمایا۔ کفار نے طرح طرح کی ایذا دینی شروع کر دی ۵ سنہ بعثت میں ۸۳ آدمی مومنین سے حبشہ کو ہجرت کر گئے۔ ان میں حضرت جعفر طیارؑ نے نجاشی بادشاہ کو سورۃ مریم سنا کر مسلمان کر دیا ۷ سنہ بعثت میں جناب سرور دو جہاں تین سال تک شعب ابوطالب میں محصور رہے ۶ سنہ میں حضرت امیر حمزہؓ آپ کے عم نامدار مسلمان ہوئے۔ نبوت کے دسویں سال حضرت ابوطالب اور جناب بی بی خدیجہ صاحبہ نے انتقال فرمایا۔ جس پر جناب سرور دو عالم صلعم کو بہت رنج و افسوس ہوا نبوت کے بارھویں سال بعد معراج ہوئی۔ اور تیرھویں سال ۱ سنہ ھ میں جناب نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کیطرف تین روز غار ثور رہکر ہجرت فرمائی۔ آپ مدینہ منورہ میں دس سال رہے۔ اور کفار کے ساتھ کئی جنگ اور جہاد لڑائیاں ہوئیں۔ جنگ بدر۔ جنگ احد۔ جنگ خندق۔ جنگ خیبر۔ جنگ حنین۔ جنگ مکہ معظمہ جنگ حنین مشہور ہیں۔ ان تمام غزوات میں جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام آپ کے چچا زاد بھائی و داماد نے بہت ہی جوانمردی و شجاعت دکھائی۔ اور ہر ایک جنگ میں تا بتقدم رہے۔ جبکہ باقی اصحاب آپ کو میدان جنگ میں چھوڑ چھوڑ کر بھاگتے رہے۔ جناب رسول اکرم صلعم کے زمانہ نبوت میں تمام عرب کا ملک فتح ہو گیا۔ اور مسلمان ہو گئے۔ جہاں۔ لات و عزیٰ بتوں کی پرستش ہوتی تھی وہاں کلمۂ توحید گونج اٹھا۔ خداوند کریم وحدہ لاشریک کی عبادت ہونے لگی۔ ۱۰ ذی الحجہ ۱۰ سنہ ھ کو مقام غدیر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام کے روبرو جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کو جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا جانشین مقرر فرمایا اور اکاسی روز کے بعد ۲۸ صفر کو اس جہان فانی سے کوچ فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم صل علی محمد و ال محمد۔

شمایل و خصائل محمدی

(۱) جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک و سراپا نور کا عکس کھینچنا سراسر مشکل و محال ہے جو مظہر انوار الٰہی ہو۔ اور جن کا سایہ بھی نہ ہو۔ اور سراپا تجلی نورانی اور پیدائش اور خلق نور یزدانی سے ہو

تو ان کی صفات میں زبانِ قلم گنگ اور لال ہے۔ حضرت انس بن مالک آنحضرت کا حلیہ بیان کرتے تھے اور کہتے تھے۔ آپ میانہ قد تھے۔ نہ بہت لمبے نہ چھوٹے۔ سفید رنگ نہ ایسے بالکل سفید بلکہ سرخی مائل نہ بہت گندم رنگ۔ نہ بالکل زرد۔ نہ سخت گھونگر والے بال جیسے حبشیوں کے ہوتے ہیں۔ نہ بالکل سیدھے بال والے۔ سب لوگوں میں خوش اور خوبصورت اور اخلاق میں سب سے اچھے تھے۔ آپکے دونوں مونڈھوں میں فاصلہ تھا۔ یعنی سینہ چوڑا تھا۔ آپ کے بال کانوں کے لو تک پہنچتے تھے۔ آپ کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح لمبا پتلا نہ تھا۔ بلکہ چاند کی طرح گول اور چمکدار۔ آپ کا ہاتھ مبارک برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ آپ کے رخسارے صاف تھے ڈاڑھی مبارک آپ کی گول گھنی قریب تھی۔ کہ سینہ ڈھانپ لے۔ بال بہت سیاہ۔ آنکھیں سرمگیں ان میں لال ڈورے تھے۔ پسینہ مبارک سے عطر گلاب سے زیادہ خوشبو آتی تھی۔ جب مدینہ منورہ کے کسی راستہ سے گذرتے۔ تو وہ مہک جاتا۔ وہاں سے مشک کی خوشبو آتی۔ ایک غریب عورت کے پاس خوشبو نہ تھی۔ آپ نے تھوڑا سا اپنا پسینہ شیشہ میں اسکو دے دیا۔ وہ عورت جب اسکو لگاتی۔ تو سارے مدینہ والے مشک کی خوشبو پاتے۔ اسکے گھر کا نام بیت المطیبین پڑ گیا۔ خوشی میں جناب کا چہرہ ایسا چمک جاتا۔ گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے۔ سر کے بالوں میں مانگ نکالا کرتے تھے۔ ہتھیلی مبارک ریشم سے زیادہ نرم تھیں۔ جناب ٹھیر ٹھیر کر گفتگو فرماتے۔ اگر کوئی گننے والا چاہتا تو اخیر تک اُن کو گن لیتا۔ آنحضرت صلعم کی آنکھیں ظاہر میں سوتی تھیں۔ مگر دل غافل نہیں ہوتا تھا (بخاری و حاشیہ بخاری کتاب المناقب۔ باب صفۃ النبی صلعم ص۲۸ تا ۳۶ پارہ ۱۴)

(ب) کبھی آنحضرت صلعم کے سر کے بال مبارک مونڈھوں تک پہنچ جاتے تھے اور دونوں کندھوں کے درمیان مُہر ختم نبوت تھی۔ (مشکوٰۃ ص۳۴۲) جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ لمبے تھے۔ نہ ٹھنگے۔ بڑا سر۔ گھنی ڈاڑھی۔ پاؤں ہاتھوں کی ہتھیلیاں پُر گوشت تھیں۔ رنگ آپ کا سفید و سرخ ملا ہوا تھا۔ ہڈیوں کے جوڑ موٹے تھے۔ سینہ سے ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی۔ جب چلتے۔ تو آگے کو جھکتے ہوئے چلتے۔ گویا بلندی سے اُترتے ہیں۔ نہ تھے بہت مُڑے ہوئے بالوں کے نہ سیدھے بالوں کے اور چہرہ نحیف نہ تھا۔ اور نہ بہت گولائی۔ روئے مبارک میں کچھ گولائی تھی۔ نہایت سیاہ آنکھیں دراز پلکیں۔ تمام بدن پر بال نہ تھے۔ جب راہ چلتے۔ قوت کے ساتھ پاؤں اُٹھاتے۔ جب متوجہ ہوتے تو بالکل متوجہ ہوتے تھے۔ آنحضرت کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ اور وہ ختم کرنے والے نبیوں کے تھے۔ از روئے دل کے لوگوں سے بڑی سخی

تھے۔ از روئے زبان کے لوگوں سے بہت سچے تھے۔ اور طبیعت میں لوگوں سے زیادہ نرم تھے۔ اور قبیلہ کے لوگوں سے تمام سے بڑے تھے۔ جو کوئی ان کو دیکھتا تھا۔ یکایک ڈرتا تھا۔ اور جو حاضر خدمت ہوتا۔ وُہ آپ کو دوست رکھتا۔ ایسا نبی مکرّم نہ ان سے اول اور نہ بعد میں کسی کو دیکھا (مشکوٰۃ اسماء النبی ص۵۱۸)

(ج) آنحضرت صلعم چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔ جب بات چیت فرماتے۔ تو گویا نور کے چمکار نکلتے تھے۔ گویا آپ کے چہرہ میں آفتاب جاری تھا۔ اور سب سے زیادہ تیز رَو تھے۔ آنحضرت صلعم بہت ہنستے نہ تھے۔ بلکہ مسکراتے تھے (مشکوٰۃ باب اسماء النبی ص۵۱۶)

(د) جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ اور آپ جس طرح اپنے آگے سے دیکھتے تھے۔ وَیسا ہی پس پشت دیکھ سکتے تھے۔ (مدارج) حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سر اور ڈاڑھی کے آگے کا حصّہ سفید ہو گیا تھا۔ جب آپ تیل ڈالتے تھے۔ تو سفیدی معلوم نہ ہوتی۔ اور آپ کی ڈاڑھی بہت گھنی تھی۔ آپ کا چہرہ سورج اور چاند کی طرح گول تھا۔ اور مُہر نبوت کبوتر کے انڈے کی طرح تھی۔ جو مونڈھوں پر تھی (مسلم باب مہر نبوت جلد سادس ص۲۳۴۶)

(ھ) جناب باری تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ اے نبی تُو سب سے بڑے خلق والا ہے۔ جناب سردار دو جہاںؐ کا خُلق قرآن شریف ہے۔ حضرت انس بن مالک نے کہا۔ کہ میں جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں دَس برس تک رہا۔ آنحضرت نے کبھی بھی مجھ کو اُف نہ کی۔ اور نہ کبھی فرمایا۔ کیوں یہ کام کیا تُونے۔ اور کیوں نہ یہ کام کیا۔ ایک اعرابی نے سرور دو جہان صلعم کی چادر مبارک کو خُوب زور سے کھینچا۔ کہ گردن مبارک پر چادر کے نشان پڑ گئے اور اعرابی نے کچھ صدقہ مانگا۔ حضور انور صلعم نے مُسکرا کر فرمایا۔ کہ اس اعرابی کو کچھ دیدو (مشکوٰۃ ص۲۴۷)

(و) جناب رسول خدا صلعم سب لوگوں سے خوبصورت اور سخی اور زیادہ بہادر تھے۔ اور سائل کو کبھی واپس نہیں کیا۔ کلمہ لا ہرگز کبھی بھی زبان مبارک سے نہیں نکلا۔ ایک دفعہ ایک اعرابی کو تمام بکریاں دے ڈالیں۔ آپ ہر ایک کا کام بخوشی کرتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فحش گو نہ تھے۔ اور نہ ہی لعنت کرنے والے تھے اور نہ ہی گالی گلوچ بُرا کہنے والے تھے۔ وقت غصہ کے یہی فرماتے تھے۔ کہ اسکو کیا ہُوا ہے۔ خاک آلود ہو پیشانی باکرہ لڑکیوں سے زیادہ حیا کرنیوالی۔ اکثر گھر کا کام خود ہی کر لیتے۔ آپ نے کسی بیبی کو نہ خادم کو اور نہ کسی لونڈی کو اپنے ہاتھ سے مارا اور نہ سزا دی۔ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہ لیتے۔ بازاروں میں چلّا کر نہ بولتے۔ بیمار پُرسی فرماتے لوگوں

کے جنازہ کے ساتھ جاتے اور نماز جنازہ پڑھاتے ہر ایک کی دعوت قبول فرماتے اور مصافحہ کرتے۔ مجلس میں زانو لمبا کر کے نہ بیٹھتے۔ اپنے اہل و عیال پر بہت مہربان رہتے۔ نہ بدزبان نہ سخت دل نہ فحش کی وضع اختیار کرنیوالے۔ اور نہ بیہودہ بات کہنے والے تھے۔ دنیا کا ذکر کم کرتے۔ رات دن عبادت الٰہی میں معروف رہتے۔ ہر ایک بیوہ اور مسکین کا کام سرانجام فرماتے تھے۔ کھانا تکیہ لگا کر نہ کھاتے تھے۔ (مشکوٰۃ باب اخلاق و شمائلہ ص۲۴۷) جنگ حنین میں آپ نے صفوان بن اُمیہ کو تین سو اُونٹ بخشدیئے (مسلم جلد سادس ص۲۳۲) آپ اپنے صحابہ میں اونٹ۔ گھوڑے۔ کپڑے۔ بچونے۔ اور تحائف اپنے مال کی بخشد یتے تھے۔ اور آپ پر کسی شخص کا احسان نہیں رہا۔

(ذ) قرآن شریف کی تلاوت روزانہ فرماتے۔ ہر ایک بیمار کو پوچھتے۔ اور دُعا صحت فرماتے۔ مشرکین اور یہود کی بیمار پُرسی کرتے۔ کسی اصحاب کی وفات سنکر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ فرماتے آنسو بہاتے اور دل سے غم کرتے۔ مقروض پر نماز جنازہ نہ پڑھتے سب لوگوں سے زیادہ سخاوت کرتے ماہ رمضان میں خیرات و صدقات زیادہ دیتے۔ ذکر الٰہی۔ نماز۔ اعتکاف اور تلاوت قرآن شریف میں غرق رہتے۔ بیٹھتے اُٹھتے۔ جاگتے۔ سوتے۔ سفر حضر۔ بلندی پر چڑھنے اُترنے۔ نیا چاند دیکھنے۔ لباس و خوراک ہر حالت میں ذکر حق جاری رہتا۔ آپ لڑکوں عورتوں پر سے گزرتے تو سلام کرتے۔ مجلس میں آتے جاتے سلام کہتے۔ بغیر اذن لوگوں کے گھروں میں نہ جاتے۔ جب چھینک آتی ہاتھ مبارک کو یا کپڑے کو منہ پر رکھتے۔ اور آواز کو چھینک کر دبا دیتے۔ اور الحمد للہ فرماتے۔ اور جواب میں یرحمک اللہ فرماتے آپ نے کسی کھانے کو بُرا نہیں کہا۔ اگر آپ کا دل چاہتا۔ تو اس کو کھا لیتے۔ ورنہ چھوڑ دیتے۔ میٹھا اور شہد بہت کھاتے۔ گوشت سے رغبت کرتے۔ کھانا دسترخوان پر کھاتے۔ پانی بیٹھ کر پیتے تھے۔ رُوئی اور اُون کا کپڑا پہنتے تھے ریشمی کپڑا ہرگز نہ پہنا۔ جبہ۔ قبا۔ کرتہ۔ زیر جامہ۔ چادر۔ موزہ۔ جوتی۔ عمامہ۔ چادر یمن پہنتے۔ اکثر سواری آپ کی گھوڑا اور اونٹ تھا۔ آپکے پاس سو بکریوں کا ایک گلہ تھا۔ لونڈی و غلام آپ کے آزاد کردہ تھے۔ ہر مرض کا علاج کرتے۔ اور سینگی لگاتے۔ بہت کھانے سے منع فرماتے۔ جادو کا علاج معوذتین سے کرتے۔ دوائیں حرام چیز کو استعمال کرنے سے منع فرماتے۔ صحت کے واسطے خوشبو لگاتے۔ اور آنکھ میں ہمیشہ سُرمہ لگاتے۔ لب کے بال کترواتے۔ بلا ضرورت بات چیت نہ کرتے۔ داہنے ہاتھ سے زیادہ کام لیتے تھے (سفر السعادت)

حضرت خباب صحابی فرماتے تھے۔ کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ کعبہ کے سایہ میں ایک چادر پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ اس زمانہ میں مشرک لوگوں سے سخت تکلیفیں اُٹھا رہے تھے

میں نے آپ سے عرض کیا آپ اللہ سے دُعا کیوں نہیں کرتے - یہ سُنتے ہی آپ تکیہ چھوڑ کر سیدھے بیٹھ گئے - آپ کا چہرہ غصہ سے سُرخ ہو گیا - آپ نے فرمایا - تم سے پہلے تو ایسے لوگ گذر چکے ہیں - جن کے گوشت اور پٹھوں میں ہڈیوں تک لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتی تھیں - مگر وہ اپنے سچّے دین سے نہیں پھرتے تھے - اور آرہ اُن کے بیچوں بیچ سر پر رکھ کر چلایا جاتا تھا - دو ٹکڑے کر دیئے جاتے تھے مگر اپنے سچے دین سے نہ پھرتے (بخاری کتاب المناقب ۱۵/۴۲) تمام سیرۃ النبی کا لکھنا محال ہے۔
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر - آپکے اسوہ حسنہ کی پیروی سے کروڑوں - جاہل بدتہذیب ایک مکمل مہذّب انسان عارف باللہ بن گئے - آپ کے قوانینِ شریعت سے غیر مذاہب نے فائدہ اٹھایا مساوات - آزادی - اخوت - اتفاق و اتحاد کا سبق آپ نے ہی پڑھایا -

مُعجزاتُ النّبی صلعم

(۱) ایک سفر میں جناب رسول خدا صلعم اور صحابہ کرام کو پانی نہ ملا - اور سب کو شدّت کی پیاس ستانے لگی - آخر دُور سے ایک عورت کو دیکھا - کہ دو پکھالیں پانی کی اُونٹ پر لادے جارہی ہے - اسکو جناب سرورِ عالمؐ کے پاس لائے اسنے عرض کی کہ یہاں سے پانی ایک دن رات کے رستہ پر ہے - میرے بچے یتیم ہیں - آپ نے اُن پکھالوں کو اُتروا کر ان کے دہانوں پر ہاتھ پھیرا چالیس آدمیوں نے خُوب جھک کر پانی پیا - اور ہر ایک نے اپنا اپنا مشکیزہ اور ڈول بھی بھر لیا - اُسپر بھی وہ دونوں پکھالیں بھری رہیں - کہ پانی ان کے مُنہ سے ٹپک رہا تھا - اسکے بعد آپ نے لوگوں کو فرمایا - تمہارے پاس جو جو کھانے کی چیز ہو وہ لاؤ - لوگوں نے اس عورت کے لیئے روٹی ٹکڑے اور کھجور اکٹھا کی - جب وہ عورت اپنے لوگوں میں آئی - تو کہنے لگی - کہ میں ایسے شخص سے ملی یا تو وہ سب لوگوں سے بڑھ کر جادوگر ہے - یا حقیقت میں پیغمبر ہے - جیسے لوگ کہتے ہیں - پھر اللہ تعالےٰ نے اسکے سبب اس قوم کو ہدایت کردی کہ وہ سب مُسلمان ہوگئے - وہ بھی مسلمان ہو گئی (بخاری ۳۶/۴۸ باب علامات نبوت - کتاب المناقب)

(۲) جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام زورا میں تشریف رکھتے تھے وہاں پانی کا برتن آپکے پاس لایا گیا - آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس میں رکھدیا - پانی آپکی انگلیوں میں سے پھُوٹنے لگا - سب لوگوں نے وضو کر لیا - جو تین سو کے قریب تھے (بخاری - کتاب المناقب - باب علامات نبوت

فی الاسلام چودھواں پارہ صـ۳۸)

(۳) انس نے کہا۔ کہ نماز کا وقت آپہنچا۔ جن لوگوں کا گھر مسجد نبوی کے قریب تھا وہ تو اپنے گھر جا کر وضو کر آئے۔ کچھ لوگ رہ گئے۔ آنحضرت صلعم کے پاس پتھر کا ایک کونڈا لے آئے جس میں پانی تھا۔ آپ نے اپنی ہتھیلی اُسکے اندر رکھی۔ کونڈا چھوٹا تھا۔ آپ ہتھیلی اسمیں پھیلا نہ سکے آخر اپنے انگلیاں ملا کر ہتھیلی کونڈی میں رکھی۔ پھر سب لوگوں نے وضو کر لیا۔ جو اسّی آدمی تھے۔ (بخاری ۱۴/۲۴)

(۴) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ حُدیبیہ کے دن لوگ پیاسے ہو گئے۔ آنحضرت صلعم کے سامنے ایک ایک چھوٹا سا پانی کا لوٹا رکھا تھا۔ لوگ اسکی طرف لپکے۔ آپ نے پوچھا: کیا۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ نہ ہمارے پاس پینے کو پانی نہ وضو کرنے کو بس یہی پانی ہے۔ جو آپکے سامنے رکھا ہے۔ آپ نے اپنا ہاتھ اُس لوٹے میں رکھدیا۔ پانی آپ کی انگلیوں میں سے چشموں کی طرح اُبلنے لگا۔ ہم نے پیا بھی۔ اور وضو بھی کیا۔ سالم نے پوچھا۔ تم کتنے آدمی تھے۔ انہوں نے کہا ہم پندرہ سو آدمی تھے۔ اگر ایک لاکھ بھی ہوتے۔ تو بھی پانی ہم کو کافی ہو جاتا (بخاری ۱۴/۲ کتاب المناقب)

(۵) حضرت براء بن عازب رضؓ نے فرمایا۔ حدیبیہ میں ہم لوگ چودہ سو آدمی تھے۔ حدیبیہ ایک کنوئیں کا نام تھا۔ ہم نے اس کا سب پانی کھینچ ڈالا۔ ایک قطرہ نہ رہا۔ آخر آنحضرت صلعم کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھے۔ اور ذرا سا پانی منگوایا۔ کُلی کی۔ اور وہ کُلی اسی کنوئیں میں ڈالدی۔ تھوڑی دیر نہیں گزری تھی۔ کہ کنوئیں میں پانی پانی ہو گیا۔ ہم نے خوب چھک کر پیا۔ اور ہمارے اُونٹ بھی سیر ہو کر لوٹے (بخاری ۱۴/۲ کتاب المناقب)

(۶) حضرت ابوطلحہ رضؓ نے ام سلیم سے کہا۔ میں نے آج آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آواز میں ناتوانی پائی۔ میں سمجھتا ہوں آپ بھوکے ہیں۔ تمہارے پاس کچھ کھانا ہے اور جو کی روٹیاں نکالیں۔ پھر اپنی اوڑھنی نکالی۔ اُسمیں دو روٹیاں لپیٹ کر اور دبا کر میرے ہاتھ میں دیدیں۔ تھوڑی اوڑھنی میرے بدن پر باندھ دی۔ پھر مجھ کو آنحضرت صلعم کے پاس بھیجا۔ میں جو گیا تو کیا دیکھتا ہوں آنحضرت صلعم مسجد میں تشریف رکھتے ہیں۔ آپ کے پاس لوگ بیٹھے ہیں۔ میں وہاں پہنچکر خاموش کھڑا ہو گیا آنحضرت صلعم نے پُوچھا۔ کیا تجکو ابوطلحہ نے بھیجا ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کچھ کھانا دیکر۔ عرض کیا جی ہاں۔ یہ سُنتے ہی آپ نے لوگوں سے فرمایا۔ چلو اُٹھو۔ آپ تشریف لے چلے۔ میں آپ سے آگے ہی لپک کر ابوطلحہ کے پاس پہنچا۔ اُن سے کہدیا۔ کہ آنحضرت صلعم اتنی بہت آدمیوں کو لیئے ہوئے آرہے ہیں۔ ابوطلحہ رضؓ نے سلیم سے کہا۔ اللہ اور رسول ہر کام کی مصلحت خوب جانتے ہیں ہم

کیوں فکر کریں۔ خیر ابوطلحہ نے آگے بڑھکر آنحضرت صلعم کا استقبال کیا آنحضرت صلعم نے فرمایا اے ام سلیم تیرے پاس جو کھانا ہے لے آ۔ ام سلیم وہی روٹیاں لیکر آئیں۔ آپ نے فرمایا ان کو چورا کر ڈالو۔ ام سلیم نے کپّی نچوڑ کر اس میں سے کچھ گھی نکالا۔ وہی سالن ہوا۔ پھر آپ نے جو کچھ دُعا کرنی تھی۔ دُعا کی اور ابوطلحہ سے فرمایا۔ دسؔ آدمیوں کو بُلا لے۔ اُنہوں نے بُلایا۔ وُہ کھا کر سیر ہو کر باہر چلے گئے۔ پھر اپنے فرمایا۔ اب دُوسرے آدمیوں کو بُلا لے۔ ان کو بھی بُلایا۔ وُہ بھی آئے۔ کھا کر سیر ہو کر چلے گئے۔ پھر فرمایا۔ اور دسؔ آدمیوں کو بُلا۔ وُہ بھی کھا کر چلے گئے۔ غرض اسی طرح سب لوگوں نے کھانا کھایا۔ جو ستّر یا اسّی آدمی تھے (بخاری پ۱۴ کتاب المناقب)

(۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ہم تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں کھاتے وقت کھانیکی تسبیح سُنتے تھے (بخاری کتاب المناقب پارہ چودہ ص۲۴۵)

(۸) ایک دفعہ کھجوروں کے ڈھیر کے چاروں طرف پھر کر دُعا کی وہ کھجور اس قدر زیادہ ہوئی۔ کہ ایک صحابی کے قرضہ کو بھی اُتارا اور جتنے ڈھیر تھے۔ سب اُتنے کے اُتنے رہے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب پارہ چودہ ص۲۴۲)

(۹) مینہ کی بارش کے واسطے جب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا فرمائی۔ مینہ موسلا دھار برسنے لگا (بخاری پ۱۴)

(۱۰) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم جمعہ کے دن ایک درخت یا ایک کھجور کی ڈالی سے ٹیک لگائے کھڑے ہو کر خطبہ سناتے۔ انصار کی ایک عورت یا ایک مرد نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم آپ کو منبر نہ بنوا دیں فرمایا اچھا تمہاری مرضی پھر انہوں نے منبر تیار کرا دیا۔ جب جمعہ کا دن ہُوا۔ تو آپ منبر پر تشریف لے گئے درخت نے اسطرح پھُوٹ کر رونا شروع کیا۔ جیسے بچّہ چلّا کر روتا ہے۔ آنحضرت منبر پر سے اُترے اور اُس درخت کو سینہ سے لگا لیا۔ تب وُہ اس بچہ کی طرح باریک آواز کرنے لگا۔ جسکو تسلی دیتے ہیں۔ فرمایا یہ درخت اس بات پر روتا ہے۔ کہ پہلے اللہ کا ذکر سُنا کرتا تھا (بخاری پ۱۴ کتاب المناقب)

(۱۱) ایک شخص نصرانی تھا۔ وُہ مُسلمان ہو گیا۔ اور کاتب وحی ہو گیا۔ پھر مرتد ہو کر نصرانی ہو گیا اور کم بخت یہ کہنے لگا۔ جناب محمدؐ کیا جانیں۔ مَیں جو کچھ ان کو لکھ دیتا وہی جانتے۔ آخر مر گیا لوگوں نے اسکو دفن کیا۔ صبح کیا دیکھتے ہیں۔ کہ اسکی لاش زمین کے باہر پڑی ہے۔ پھر اسکو دفن کیا گیا۔ دوسرے روز پھر لاش باہر نکل پڑی اخیر یہی ہوتا رہا (بخاری پ۱۴ ص۵۸)

(۱۲) خندق کے جنگ میں حضرت عبداللہ کے فرزند جابر رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار مرد جنگ بہادر کی دعوت کی۔ حالانکہ سوا تین سیر آٹا اور ایک بکری کا بچہ پکا تھا۔ مگر آنحضرت صلعم کی دُعا و برکت نے سب کو سیر کر دیا۔ اور کھانا بچارہا (متفق علیہ مشکوٰۃ باب فی المعجزات ص۲۹۲)

(۱۳) رفع حاجت کے لیئے جناب سرور عالم صلعم نے دو درختوں کو ایک میدان سے بُلایا وہ دونوں مل گئے اور سایہ کر دیا۔ اور بعد فراغت حاجت کے دونوں درخت اپنی اپنی جگہ پر جا کھڑے ہوئے۔ (رواہ مسلم مشکوٰۃ۔ باب معجزات ص۲۹۶)

(۱۴) جنگ خیبر میں حضرت سلمہ بن اکوع کو پنڈلی پر سخت زخم لگا۔ آنحضرت صلعم زخم پر پڑھ کر پھونکا۔ وہ اچھا ہوگیا (رواہ البخاری مشکوٰۃ باب معجزات ص۲۹۸)

(۱۵) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سواری کی برکت سے ایک مٹھا گھوڑا تیز ہوگیا (مشکوٰۃ ص۲۹۸)

(۱۶) جنگ حنین میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کافروں کے مُنہ پر کنکریاں پھینکیں کافروں نے شکست کھائی (مشکوٰۃ باب معجزات ص۲۹۸)

(۱۷) جنگ تبوک میں جب لوگوں کو سخت بھوک لگی۔ تو جناب نے سب لوگوں کے توشہ کو جمع کر کے دُعا کی، اور آپکی دُعا و برکت سے سب لوگوں کے برتن خوب بھر گئے۔ اور خوب سیر ہو کر بھی کھایا (مشکوٰۃ باب معجزات ص۳۱۴)

(۱۸) معمولی مالیدہ یا حلوہ پر آنحضرت صلعم نے دُعا فرمائی اور تین سو لوگوں نے خوب سیر ہو کر کھایا (مشکوٰۃ باب معجزات ص۳۱۵)

(۱۹) حضرت جابر کا اونٹ سواری میں بہت سُست چلتا تھا۔ آنحضرت کی دُعا سے تیز رفتار ہوگیا (مشکوٰۃ)

(۲۰) جدھر سے آنحضرت صلعم گزرتے تھے۔ درخت اور پتھر آپ کو سلام و تعظیم کرتے تھے (مشکوٰۃ $\frac{۳۱۸}{۳۱۹}$)

(۲۱) جناب سرور عالم صلعم پر ابر سایہ کرتا اور درخت آپ پر جُھک کر سایہ کرتے تھے (مشکوٰۃ ص۳۱۹)

(۲۲) جس درخت کو آنحضرت صلعم بلاتے۔ وہ فوراً اپنی جگہ سے اُکھڑ کر چلا آتا۔ جب واپس کرتے تو اپنی جگہ قائم ہو جاتا (مشکوٰۃ باب معجزات ص۳۱۹)

(۲۳) ایک اعرابی نے جناب رسولخدا صلعم سے تصدیق نبوت چاہی۔ آپ نے ایک کیکر کے درخت کو بلا کر گواہی طلب کی۔ اس درخت نے تین بار گواہی دی۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد

انّ محمدًا عبدہ ورسولہ۔ پھر وہ درخت اپنی جگہ پر چلا گیا (مشکوٰۃ معجزات ص۳۲۲)

(۲۴) ایک اعرابی نے سرورِ کائنات سے اپنی نبوت کی گواہی طلب کی۔ آپ نے ایک خوشہ کھجور سے گواہی طلب فرمائی۔ اس خوشہ کھجور نے درخت سے اُتر کر گواہی دی۔ اعرابی مسلمان ہُوا (مشکوٰۃ ص۳۲۲)

(۲۵) ایک یہودیہ عورت زینب بنت حارث جو مرحب کی بہن تھی۔ جسکو جناب علی المرتضیٰ نے جنگ خیبر میں قتل کیا تھا۔ وُہ ایک بھُنی ہوئی بکری کا دست لیکر جناب سرورِ عالم کی خدمت میں آئی۔ جس میں زہر ملا ہُوا تھا۔ جناب سرورِ عالم نے اُسمیں سے خود بھی کھایا۔ اور جماعت صحابہ کو بھی کھلایا۔ پھر آنحضرت صلعم نے اسکے کھانے سے لوگوں کو منع کر دیا اور اس یہودیہ عورت کو بُلوا بھیجا۔ فرمایا۔ کہ تُو نے اس گوشت میں زہر ملایا ہے۔ یہودیہ عورت نے کہا۔ آپ کو کسی نے خبر دی ہے۔ فرمایا مجھے اسی گوشت نے خبر دی ہے۔ عورت نے اقرار کیا اور کہا اگر آپ نبیؐ سچے ہیں۔ تو آپ کو ہرگز نقصان نہ پہنچیگا۔ ورنہ آپ سے یہودی آرام پا دینگے۔ آنحضرت صلعم نے اس عورت کو سزا نہ دی (مشکوٰۃ باب معجزات ص۳۲۵)

(۲۶) حضرت ابوہریرہؓ کے پاس چند کھجوریں تھیں۔ آنحضرت صلعم نے ان پر دُعا فرمائی۔ اور توشہ دان میں رکھنے کو فرمایا۔ سالہا سال تک اس سے خود کھاتے رہے۔ اور لوگوں کو کھلاتے رہے۔ راہ اللہ میں خیرات کرتے رہے۔ پھر بھی ختم نہ ہوئیں (مشکوٰۃ ص۳۲۶)

(۲۷) ایک درخت نے آنحضرت صلعم کو خبر دی۔ کہ قوم جنّات آپ سے قرآن شریف سُننے کو آرہے ہیں (مشکوٰۃ باب معجزات ص۳۲۹)

(۲۸) ایک شخص نے جناب رسول خدا صلعم پر جھوٹ باندھا۔ جناب سرورِ عالمؐ نے اُس پر بدُعا کی اُس کا پیٹ پھٹ گیا۔ اور اسکو زمین نے بھی قبول نہ کیا (مشکوٰۃ باب معجزات ص۳۳۲)

(۲۹) ایک بھُوکے شخص کو حضرت صلعم نے چند سیر جَو کے دیئے۔ وُہ اسمیں سے ہمیشہ کھاتا تھا اور اسکے بال بچہ بھی گذارہ کرتے تھے۔ ایکدن اُسنے اُس آٹے کو ناپنا شروع کر دیا۔ کہ وہ تمام ہو گیا۔ وہ شخص آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ تو جناب نے فرمایا۔ اگر تم اس کو نہ ناپتے تو تمہارے پاس یہ اناج ہمیشہ رہتا (مشکوٰۃ باب معجزات)

(۳۰) شق القمر۔ کفار مکہ نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کوئی نشانی بتلائی۔ آپ نے چاند کا پھٹ جانا بتلا دیا۔ اور فرمایا دیکھو گواہ رہنا (بخاری چودھواں پارہ

صـ۹۵-۹۶۔ کتاب المناقب)

(۳۱) انس بن مالک نے کہا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے دو شخص (اسید بن حطیر اور عباد بن بشیر) اندھیری رات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے نکلے دو چراغ کی طرح ان کے سامنے روشن جارہے تھے۔ جب وہ الگ الگ ہوئے۔ تو پھر ہر ایک کے ساتھ ایک ایک چراغ رہگیا تھا۔ یہاں تک کہ دونوں اپنے گھر پہنچگئے۔ (بخاری چودھواں پارہ کتاب المناقب صـ۹۶ احمدی پریس لاہور)

(۳۲) ایک دفعہ ایک اعرابی گوہ (سوسمار) کو پکڑے ہوئے آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور تصدیق نبوت چاہی۔ آپ نے اس گوہ (سوسمار) کو اقرار رسالت شہادت کے واسطے فرمایا گوہ نے فوراً کلمہ شہادت پڑھا۔ اور وہ گنوار بدو مسلمان ہوا (مواہب لدنیہ والانوار محمدیہ باب معجزات مطبوعہ مصر)

(۳۳) جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ مکہ شریف میں ایک پتھر ہے۔ وہ مجھے ان راتوں میں کہ میں مبعوث ہوا ہوں۔ سلام کیا کرتا تھا۔ میں اب بھی اسکو پہچانتا ہوں (ترمذی جلد۲ صـ۵۴۸)

(۳۴) حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے۔ کہ ہم نبی صلعم کے ساتھ صبح سے شام تک نوبت بہ نوبت ایک پیالہ سے کھاتے رہے دس آدمی چلے جاتے اور دس بیٹھ جاتے (ترمذی جلد۲ صـ۵۴۸)

(۳۵) جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ میں مکہ میں نبی صلعم کے ساتھ تھا۔ ہم ایک راستہ میں سے نکلے۔ پس جو کوئی پہاڑ اور درخت آپ کو ملتا۔ وہ یہی کہتا السلام علیک یا رسول اللہ (ترمذی جلد۲ صـ۵۴۸)

(۳۶) جابر سے روایت ہے کہ ام مالک جناب رسول خدا صلعم کو ایک کپی میں گھی بھیجا کرتی تھی تحفہ کے طور پر پھر اسکے بیٹے آتے اور اس سے سالن مانگتے اور گھر میں کچھ نہ ہوتا۔ تو ام مالک اس کپی سے گھی نکالتی۔ اس طرح ہمیشہ اسکے گھر کا سالن قائم رہتا۔ ایک دفعہ ام مالک نے حرص کرکے اس کپی کو نچوڑ لیا۔ پھر وہ رسول اللہ صلعم کے پاس آئی۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو اسکو یونہی رہنے دیتی۔ اور ضرورت کے وقت لیتی جاتی۔ تو وہ ہمیشہ قائم رہتا (صحیح مسلم باب معجزات النبی صلعم جلد۶ صـ۲۲۱)

(۳۷) جنگ تبوک میں جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ کہ تم کل چشمہ تبوک پر پہنچو گے۔ تو اسکے

پانی کو ہاتھ مت لگانا۔ معاذ بن جبلؓ نے کہا۔ سب سے پہلے دو آدمی وہاں پہنچے۔ اور چشمہ کا یہ حال تھا۔ کہ جُوتی کے تسمہ کے برابر پانی ہوگا۔ وہ بھی آہستہ آہستہ بہہ رہا تھا۔ جن لوگوں نے ہاتھ لگایا تھا۔ جناب رسولِ خدا نے ان کو ڈانٹا۔ اسلیئے کہ انہوں نے حکم خلاف کیا۔ پھر لوگوں نے چُلوؤں سے تھوڑا تھوڑا پانی ایک برتن میں جمع کیا۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اور منہ دھوئے پھر وُہ پانی اس چشمہ میں ڈال دیا۔ وہ چشمہ جوش مار کر بہنے لگا۔ پھر لوگوں نے آدمیوں اور جانوروں کو پانی پلانا شروع کیا۔ بعد اسکے آپ نے فرمایا۔ اے معاذ۔ اگر تیری زندگی رہی۔ تو دیکھیگا۔ اس کا پانی باغوں کو بھر دیگا۔ اس لشکر میں تیس ہزار آدمی تھے۔ (صحیح مسلم۔ باب معجزات ص ۳۳۱۲)

(۳۸) زمخشری نے کتاب ربیع الابرار میں روایت کی ہے۔ کہ ہند خواہر زادہ ام سعید۔ ام سعید سے بیان کرتا ہے۔ اسنے کہا۔ کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب سے جاگ کر پانی طلب فرمایا۔ اور دونوں ہاتھ دھوکر کلی کی اور اس پانی کو ایک خشک کانٹے والی جھاڑی پر ڈالدیا۔ جس سے ایک بڑا درخت سرسبز میوہ دار بن گیا۔ جسکی خوشبو عنبر سے زیادہ اور ذائقہ شہد سے بھی میٹھا تھا۔ اگر کوئی بھُوکا کھاتا۔ تو سیر ہو جاتا۔ اگر پیاسہ کھاتا۔ تو اس کی پیاس بُجھ جاتی۔ اس کا نام مبارکہ رکھا گیا۔ اِدھر اُدھر کے لوگ اس درخت سے میوہ کھاتے اور بیمار شفا پاتے رہے۔ ایک روز صبح کو دیکھا۔ کہ اس درخت کے تمام میوے گر گئے تھے اور پتے جھڑ گئے تھے۔ بہت افسوس کیا۔ کہ اچانک خبر آئی۔ کہ جناب رسول اللہ صلعم نے وفات پائی۔ جب تیس سال گزر گئے۔ صبح کے وقت کہ اُس درخت کی جڑھ سے کانٹے اُگے ہیں۔ اور میوہ گر گیا ہے۔ ناگاہ شہادت جناب امیر المؤمنین علی المرتضیٰ علیہ السلام سُنی گئی۔ اسکے بعد کوئی میوہ اس کو نہ لگا۔ ہاں اسکے پتوں سے فائدہ اٹھاتے رہے اچانک ایک روز دیکھا۔ کہ پتے تمام کُملا گئے ہیں۔ اور جڑھ سے خون جاری ہے۔ خبر آئی کہ جناب امیر المومنین امام حسین علیہ السلام میدانِ کربلا میں شہید ہو گئے۔ اسکے بعد وہ درخت خشک ہو کر گم ہو گیا (شواہد ص ۵۹)

(۳۹) ایک روز حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلعم کے واسطے دعوت کی۔ ایک بکرا ذبح کرکے اُسکو بھُونا۔ اور سرور عالم صلعم کے آگے رکھدیا حضرت جابر کے دو فرزند تھے۔ بڑے فرزند نے کھیل کے طور پر اپنے چھوٹے بھائی کو چھُری سے ذبح کر دیا۔ بچوں کی والدہ دوڑی۔ تو بڑا لڑکا ڈر کے چھت سے کُود کر نیچے گر کر ہلاک ہو گیا دونوں

لڑکے مرگئے۔ مگر اس مومنہ نے آہ وزاری و فریاد نہ کی۔ تاکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افسوس نہ ہو اور ان کی دعوت بے مزہ نہ ہو۔ دونوں بچوں کو اکٹھا ایک گودڑی میں چھپا دیا اور حضرت جابر کو بھی خبر نہ کی۔ وُہ دونوں خاطر و تواضع میں لگے رہے۔ حضرت وحی جبرائیل علیہ السلام نازل ہُوئے۔ اور خدمت رسول اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی۔ کہ فرمانِ الٰہی ہے۔ آپ حضرت جابرؓ کو فرمادیں۔ کہ وُہ اپنے دونوں لڑکوں کو بُلا کر آپ کے شریکِ طعام کرے۔ حضرت جابرؓ نے جاکر پوچھا۔ کہ دونوں بچے کہاں ہیں۔ بی بی صاحبہ نے کہا۔ کہ وہ غائب ہیں۔ مگر حکم رسول مقبول صلعم پر جب دوبارہ پوچھا گیا۔ تو بیبی صاحبہ رونے لگی۔ اور تمام ماجرا بیان کیا اور گودڑی اٹھا کر دونوں مُردہ بچوں کو دکھا دیا۔ دونوں خدمتِ رسولِ اقدس میں حاضر ہوکر رونے لگے اِدھر حکم الٰہی نازل ہوا۔ کہ یا رسول اللہ صلعم آپ جاکر ان دونوں بچوں کی زندگی کے لیئے دعا کریں۔ جناب رسول اللہ صلعم ان بچوں کے سرہانے کھڑے ہو گئے۔ اور دُعا فرمائی۔ دونوں فرزند حضرت جابرؓ کے فوراً زندہ ہو گئے (شواہد النبوت ص۵۷)

(۴۰) شب ہجرت میں جب کفار و مشرکین نے مکّہ معظمہ میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان کو گھیر لیا۔ اور آپ کو قتل کرنا چاہا۔ جناب سرور عالم صلعم نے سورۃ یٰس کی یہ آیت پڑہی۔ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○ اور مٹی ان کے سر اور آنکھوں پر ڈالی اور ان کے درمیان سے گزر گئے۔ کسی نے ان کو جاتے ہُوئے نہ دیکھا (شواہد النبوت ص۵۸)

(۴۱) غار ثور پر مکڑی نے جالا تنا۔ کبوتر نے انڈے دیدیئے۔ اور درخت نے سایہ کیا کفار و مشرکین مکہ معظمہ آپ کو غار میں نہ دیکھ سکے (شواہد النبوت ص۵۸)

(۴۲) غار ثور سے نکل کر جب جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کو جارہے تھے سراقہ مشرک نے پیچھا کیا۔ اور قریب تھا۔ کہ جناب سرورِ عالم صلعم کو پکڑ لیتا۔ جناب سرورِ عالم نے بددعا کی۔ کہ وُہ گھوڑے سمیت زمین میں نصف بدن تک دھس گیا اور فریاد کرنے لگا۔ حضور انور صلعم نے دُعا کی اور اسکو عذاب سے چھڑوایا واپس چلا گیا (مسلم۔ شواہد النبوت ص۵۸)

(۴۳) اسی سفر ہجرت میں ام معبد کے خیمہ میں اُترے اور فرمایا کہ اے ام معبد کچھ دودھ ہے اسنے عرض کیا۔ کہ بکریاں دُور چلی گئی ہیں حضور نے دیکھا۔ کہ ایک ضعیف اور لاغر بکری

کھڑی ہے۔ جناب نے ہاتھ مبارک سے اسکو دوہنا شروع کیا اللہ تعالےٰ کے حکم سے اس میں اتنا دودھ بڑھا۔ کہ سب کے سب سیر ہوگئے۔ اور برتن بھی پُر کر لیئے (شواہد النبوت ص۸۵ مسلم)

(۴۴) مدینہ منورہ میں تشریف لاکر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مسجد قبا کی بنیاد ڈالی۔ بعدہٗ مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی تمام مہاجرین و انصار کام کرنے میں مصروف تھے۔ باقی ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے۔ مگر حضرت عمار بن یاسرؓ دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے۔ جناب سرورِ عالم صلعم نے ان کی سر و پیشانی سے غبار دور کرکے فرمایا ویح عمار تقتلہ الفئۃ الباغیۃ عمار یدعواھم الی اللہ ویدعونہ الی النار ہائے عمارؓ کو باغی لوگ قتل کرینگے۔ عمارؓ ان کو اللہ کی طرف بلائیگا۔ اور وہ لوگ عمارؓ کو دوزخ کی طرف بلائینگے۔ (بخاری پارہ ۱۱ کتاب الجہاد والسیر ص۴۸)

(نوٹ) حضرت عمارؓ جنگ صفین میں معاویہ شامیوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ اور معاویہ کی بغاوت پر مہر صداقت پیشینگوئی کر گئے۔

مختصر سوانحعمری جناب سیدہ معصومہ خیر النساء فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم

۲۰ جمادی الثانی ۵ھ بعثت النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جمعہ کے دن جناب ام المومنین بی بی خدیجہ صدیقۃ الکبریٰ علیہا السلام کے بطن مبارک سے جناب رسول خدا صلعم کے ہاں جناب سیدہ معصومہ معصومہ پیدا ہوئیں۔ جن کے نور سے تمام مکہ معظمہ روشن ہوگیا۔ جناب سیدنا محمد مصطفےٰ و احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آپ کا نام فاطمہؑ رکھا۔ اور ان کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ فرمائی۔ پانچ سال کی عمر میں جناب سیدہ طاہرہ کی والدہ ماجدہ جناب خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام تین سال قبل ہجرت اس جہان فانی سے کوچ فرماگئیں۔ جناب سیدہ اپنے والد بزرگوار رسول صلعم کی اشاعتِ دین اسلام میں مددگار اور غمخوار رہیں۔ حضرت ابوطالب اور حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ کی وفات کے بعد

قریش مکہ نے جناب سردارِ دوجہاں صلعم کو نہایت بیرحمی سے ستانا شروع کیا ایک دفعہ حضور انور صلعم راستہ میں جا رہے تھے۔ کہ ایک کافر شقی نے آپ کے سر مبارک پر خاک ڈالدی اسی حالت میں رسول صلعم گھر تشریف لے گئے۔ جناب سیّدہ معصومہ صلوات اللہ علیہا نے دیکھا۔ تو پانی لیکر آئیں۔ حضور صلعم کا سر مبارک دھوتی جاتی تھیں اور جوشِ محبت سے روتی جاتی تھیں۔ آپ نے فرمایا اَے جانِ پدر رو نہیں۔ اللہ تعالےٰ تیرے باپ کو بچائیگا (سیرۃ النبی نعمانی جلد اول)

ایک دفعہ جناب رسولِ اکرم صلعم خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ جس وقت آپ سجدہ میں گئے۔ ابوجہل ملعون کے اشارے سے بعض کافروں نے اُونٹ کی اوجھری آپ پر ڈال دی۔ اسکے بوجھ سے آپ دب گئے۔ اور اُٹھ نہ سکے۔ کسی نے جا کر جناب سیدہ معصومہ صلوات اللہ علیہا کو خبر دی۔ آپ سُنتے ہی خانہ کعبہ میں تشریف لے گئیں۔ اور آنحضرت صلعم پر سے اوجھری اُتار کر پھینکدی۔ آپ کے رعب و جلالت کو دیکھ کر کافر چپ ہو رہے (بخاری ۱۵/۲۴ و روضۃ الصفا)

مکہ معظمہ میں ۱۳ سال جناب سرورِ عالم صلعم نے بڑی تکلیف اور مصیبتوں میں گذاری اسکے بعد جناب کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم ہؤا۔ ہجرت کے دوسرے سال جناب سیدہ معصومہ صلوات اللہ علیہا کی شادی ۱۵ سال کی عمر میں بحکم پروردگار جل شانہٗ نے جناب علی المرتضٰی علیہ السلام عمر ۲۱ سال سے ہُوئی۔ اور نکاح آسمانوں پر بھی پڑھا گیا ۳ سنہ ہجری ۱۵ ماہ رمضان المبارک کو جناب خاتونِ قیامت صلواۃ اللہ علیہا کے ہاں فرزند نہ پہلا بیٹا پیدا ہؤا۔ جس کا نام شبّر و حسنؑ رکھا گیا ۴ سنہ ہجری میں ۳ ماہ شعبان کو دوسرا بیٹا پیدا ہؤا۔ جن کا نام شبّیر و حسینؑ رکھا گیا۔ یہ وہی فرزند ارجمند ہے۔ کہ جسکی مظلومیت پر تمام زمانہ ماتم کر رہا ہے۔ دو بیٹوں کے علاوہ اللہ تعالےٰ نے جناب سیدہ معصومہ کو دو بیٹیاں عطا فرمائیں۔ جن کا نام بی بی زینب اور ام کلثومؑ ہیں صلوات اللہ علیہا

جناب فاطمۃ الزہراؑ کا مکان جناب رسول خدا صلعم کے ساتھ ملا ہؤا تھا۔ صرف دیوار درمیان تھی۔ کہ جناب ہر وقت خبر لیتے رہتے تھے۔ جب تشریف لاتے۔ تو جناب سیدہ تعظیم و استقبال کے واسطے کھڑی ہو جاتیں۔ اور جب جناب سیدہ معصومہ جناب رسولخدا صلعم کے گھر تشریف لے جاتیں۔ تو جناب رسول مقبول تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے۔ گفتار۔ رفتار۔ سیرت اور نیک اخلاق۔ متانت۔ شرافت۔ صداقت۔ عبادت میں جناب سیدہ معصومہ بالکل رسول

صلعم کے مشابہ تھیں۔ کچھ فرق نہیں تھا۔ جب جناب سیّدہ معصومہ بات چیت فرماتیں۔ تو ایسا معلوم ہوتا کہ خود جناب رسول خدا صلعم گفتگو فرما رہے ہیں۔ جناب رسول خدا صلعم نے جناب سیدہ طاہرہ کو سُونگھتے تھے۔ کہ اس خاتون جنت سے بہشت کی خوشبو آتی تھی۔ سب دُنیا جہان سے جناب سیّدہ معصومہ مطہرہ زیادہ عبادت کرتی تھیں۔ روزہ رکھتی تھیں۔ ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے کام کرتے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہتیں۔ رات کو کبھی نیند بھر نہ سوئیں۔ جو کچھ ملا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کر دیا۔ خود بھوک و پیاس میں گذار دیا مگر فقیروں اور یتیموں کو مال دے ڈالا۔ فرشتے حسنین شریفینؑ کا جھولا جھولاتے۔ چکیاں پیستے۔ آپ محراب میں تمام رات نماز پڑھتیں۔ پاؤں ورم کر جاتے۔ مومنین اور مومنات کے حق میں دعا خیر فرماتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر چادر تطہیر اُتاری۔ آپ خاتون قیامت و شفیعۂ روز محشر قرار پائیں۔ آپ کی رضا اللہ کی رضا ٹھیری۔ جناب سیّدہ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ انسان کی ہرگز طاقت نہیں ان کو شمار کر سکے اور آپکی مدح کر سکے۔

تسبیح فاطمہؑ۔ جناب خاتونِ قیامت صلوات اللہ علیہا کو گھر کے کام وکاج میں تکلیف دیکھ کر جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے پدر بزرگوار سے ایک لونڈی طلب فرمائی۔ جو جہاد میں آئی تھیں۔ اور لوگوں میں تقسیم فرماتے ہیں۔ جناب سیّدہ صدیقہ سرور عالمؐ کی خدمت میں تشریف لے گئیں۔ آپ اس وقت گھر میں تشریف نہ رکھتے تھے۔ اُم المومنینؓ سے فرمائیں۔ شام کو حضور انور صلعم یہ خبر پا کر سیدہ معصومہ کے گھر تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ میں تم کو ایسی چیز کی تعلیم کروں۔ جو لونڈی سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ اور جس کی وجہ سے تم کو اللہ تعالےٰ ایک ہزار نیکیوں کا ثواب بخشے۔ اور تمہارے دین اور دنیا کے کاموں میں تمہاری مدد کرے۔ عرض کیا گیا۔ فرمائیے۔ جناب سرور عالمؐ نے فرمایا۔ ہر روز صبح و شام ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ پڑھ لیا کرو۔ اسکو تمام عمر جناب سیّدہ معصومہ پڑھتی رہیں زندگی بھر ترک نہ کیا۔ ان کو تسبیح فاطمہؑ کہتے ہیں۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ ایکہزار رکعت نفل نماز سے تسبیح فاطمہ کا ثواب زیادہ کریں۔

وفات حسرت آیات و مقدمہ باغِ فدک

(الف) جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد صرف چھ ماہ تک زندہ رہیں۔ جو شخص سب سے زیادہ پیغمبر صاحب کی وفات سے متاذی ہؤا۔ وہ جناب فاطمہ تھیں۔ والدہ ماجدہ پہلے انتقال فرما چکی تھیں۔ اب ماں باپ دونوں کی جگہ پیغمبر صاحب تھے اور باپ بھی کیسے باپ دین و دنیا کے بادشاہ ایسے باپ کا سر پر سے اُٹھ جانا اسپر حضرت علی علیہ السلام کا خلافت سے محروم رہنا۔ نمک پر جراحت۔ ترکہ پدری باغ فدک کا دعوٰے کرنا اور مقدمے کا نہ ملنا کسی دوسرے کو ایسے صدمات بہم پہنچتے تو وہ زہر کھا کر مرجاتا۔ مگر ان کے صبر و ضبط انہی کے ساتھ تھی۔ پھر بھی اُن ہی رنجوں میں گھُل گھُل کر چھ ہی ماہ کے اندر انتقال فرما گئیں۔ اور جتنے دن زندہ رہیں۔ اُن لوگوں سے جنہوں نے اُن کو رنج دیئے تھے۔ نہ بولیں اور نہ ہی بات کی یہاں تک کہ اُن لوگوں کو اپنے جنازہ پر آنے کی بھی مناہی فرمادی اور رات کے وقت مدفون ہوئیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مانا کہ ان کا غصہ کسیقدر بیجا بھی ہوتا۔ تاہم انکے باپ کے حقوق کیا چاہتے تھے۔ جناب فاطمہ کے غم زدہ دِل کو خوش کرنے کے لیئے جناب علی کو اگر وہ اہل بھی نہ تھے۔ برائے نام خلافت دیدی ہوتی۔ اور آپ انتظام کیا ہوتا۔ خیر خلافت تو کون دیئے دیتا تھا۔ مگر باغ فدک کے دے دینے میں کونسی قباحت تھی۔ غایۃ ما فی الباب حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نورث ولا نورث ما ترکناہ صدقۃ کے خلاف ہو تو ہو۔ تو گناہ اگر ہوتا۔ تو جناب فاطمہ کو ہوتا۔ کہ وہ سادانی ہو کر صدقہ کھاتیں۔ سخت افسوس کی بات ہے۔ کہ اھلبیت نبوی صلعم کو پیغمبر صاحب کی وفات کے بعد ہی ایسی ناملائم اتفاقات پیش آئے۔ کہ ان کا وہ ادب اور لحاظ جو ہونا چاہیئے تھا۔ اس میں ضعف اور شدہ شدہ منجر ہؤا۔ اس ناقابل برداشت واقعۂ کربلائے کی طرف جسکی نظیر تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔ وہ ایسی نالائق حرکت مسلمانوں سے ہوئی ہے۔ کہ اگر سچ پوچھو۔ تو دُنیا میں مُنہ دکھانیکے قابل نہیں رہے۔ ہم کو تو اس واقعہ کا خیال کرکے وہ یہود کا فلم یقتلون انبیاء اللّٰہ من قبل ان کنتم مومنین یاد آجاتا ہے (دیکھو رویائے صادقہ صـ۱۵۳ مصنفہ مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی حنفی المذہب)

(ب) محمد اسمٰعیل بخاری کی کتاب صحیح بخاری کتاب المغازی پارہ ۱۷ صہ ۲۱ - مطبوعہ احمدی پریس لاہور پر ہے - حضرت عائشہؓ سے روایت ہے - کہ حضرت فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی نے کسی کو حضرت ابو بکرؓ کے پاس بھیجا - وہ آنحضرت صلعم کا ترکہ مانگتی تھی - اُن مالوں میں سے جو اللہ تعالےٰ نے آپ کو مدینہ منورہ اور فدک میں عنایت فرمائے تھے - اور خیبر کے پانچویں حصہ میں جو بچ رہا تھا - تو حضرت ابو بکرؓ نے اس پر یہ جواب دیا - کہ آنحضرت صلعم نے یوں فرمایا ہے - ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا - جو ہم مال و اسباب چھوڑ جائیں - وہ سب صدقہ ہے - البتہ اس میں شک نہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ کی اولاد اسی مال میں سے کھائیگی - اور میں تو آنحضرت صلعم کی خیرات اسی حال پر رکھونگا - جیسے آنحضرت صلعم کی زندگی میں تھی - اور جیسا کہ آنحضرت صلعم کیا کرتے تھے - میں بھی ویسا کرونگا - غرض حضرت ابو بکرؓ نے جناب حضرت فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا کو اس ترکہ میں سے کچھ بھی دینا منظور نہ کیا - اور حضرت فاطمہ صلوات اللہ علیہا کو حضرت ابو بکرؓ پر غصہ آیا - انہوں نے اُن کی ملاقات ترک کردی - اور مرتے تک اُن سے بات نہ کی اور وہ آنحضرت صلعم کے بعد صرف چھ مہینے تو زندہ رہیں - جب ان کی وفات ہوئی اُن کے خاوند حضرت علی علیہ السلام نے رات ہی کو ان کا جنازہ اٹھایا - اور رات کو ہی دفن کیا اور حضرت ابو بکرؓ کو ان کی وفات کی خبر نہ دی (ترجمہ بخاری پارہ ۱۷، صہ ۲۱ و ۲۲) تاریخ وفات ۲۷ - جمادی الاول سنہ ۱۱ھ ہے -

رفاقت رسولؐ و اعجاز بتولؑ

(۱) جنگ اُحد میں جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زخمی ہوئے - جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام اپنی ڈھال میں ایک چشمہ سے پانی لاکر آنحضرت صلعم کے زخموں پر ڈالتے تھے اور جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا بتول دختر رسول مقبول صلعم زخموں کو دھوتی جاتی تھیں - جب دیکھا کہ پانی سے خون نہیں تھمتا - تو بوریا جلاکر زخموں پر میں بھر دیا گیا اور خون بند ہو گیا (بخاری پ ۱۱/۸۰ ص ۱۶/۲۳)

(۲) جنگ خندق میں جناب سیدہ معصومہ صلوات اللہ علیہا کچھ روٹیوں کے ٹکڑے لے کر آنحضرت صلعم کی خدمت میں تشریف لائیں - اور خدمت نبوی صلعم میں حاضر کیں - جناب رسالتمآب صلعم نے ان کو لے لیا - اور فرمایا - اَے بیٹی - حقیقت میں یہ پہلا طعام ہے - جو تین دن کے بعد

جنگ میں تیرے باپ کے منہ میں گیا ہے۔ (ذخائر العقبیٰ طبری شافعی)

(۳) نصاریٰ نجران کے مباہلہ میں جناب سیدہ معصومہ صلوات اللہ علیہا شامل دُعا رسول مقبول صلعم ہوئیں۔

(۴) آخری سفر حجۃ الوداع میں اپنے پدر عالیقدر کے ہمراہ تھیں اور خم غدیر کا منظر آنکھوں سے دیکھا۔

(۵) مکارم اخلاق و زہد تقویٰ ایسا تھا۔ کہ جب کبھی سائل نے سوال کیا اپنے آگے سے روٹی اُٹھا کر دے دی اور اپنی پرواہ نہ کی۔ گھر کے سب اندرونی کام و کاج کھانا پکانا۔ جھاڑو دینا سب اپنے ہاتھ سے کرلیتیں۔ اور کسی ہمسائی عورت کو تکلیف نہ دیتیں۔ ایک دم اور ایک لحظہ بھی یاد الٰہی سے غافل نہ رہتی تھیں۔ ایک بار جناب علی المرتضیٰ گھر میں تشریف لائے تو دیکھا کہ جناب سیدہ روٹی پکاتی جاتی ہیں۔ اور نہایت خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھتی جاتی ہیں محراب عبادت میں صبح سے شام تک خدا کے آگے گریہ وزاری کرتیں۔ نہایت خشوع وخضوع سے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتیں۔ اور مومنین و مومنات کے واسطے دُعائیں مانگتیں۔ خوف الٰہی سے جناب سیدہ کا چہرۂ نورانی زعفرانی ہو جاتا تھا۔ تمام جسم پاک میں تھرتھری پڑ جاتی تھی۔ اور مصلےٰ آنسو سے تر ہو جایا کرتا تھا۔ سجدہ کرتے کرتے پیشانی نورانی پر مُہر عبادت لگی ہوئی تھی۔ جناب رسالتمآب کے مواعظ حسنہ کو قربت مکان کی وجہ سے برابر گھر بیٹھے بیٹھے سُنا کرتی تھیں۔ اگر کہیں عذاب الٰہی کا ذکر سُن لیا۔ تو آپ کے قلب نورانی پر خوف کا ایسا عالم طاری ہوتا تھا۔ کہ غش پر غش آنے لگتے تھے۔ خود بھی تلاوت قرآن فرماتے۔ وقت اگر وعید عذاب پر نگاہ پڑی۔ تو جسم مطہر کانپ گیا۔ اور روتے روتے بیہوش ہوگئیں۔ (الزہرا)

(۶) ایک دفعہ زنان قریش کی دعوت پر جناب سیدہ معصومہ شادی میں شامل ہوئیں۔ چادر عصمت اوڑھے اور مقنعہ ڈالے بغیر نوکر و چاکر تنہا گھر سے باہر نکلیں۔ اِدھر زنان قریش اپنے لباس و زیورات پر فخر کرنے لگیں اور جناب سیدہ کے لباس پر نکتہ چینی کرتی تھیں۔ ناگاہ صدائے غیب آئی۔ کہ جناب نام تشریف لاتی ہیں۔ آپکی تشریف آوری پر تمام گھر روشن ہو گیا۔ زنان قریش نے دیکھا۔ کہ دختر محمد مصطفیٰ صلعم پر تکلف و بے بہا لباس زیب تن کئے ہوئے تاج مرصع سر پر رکھے ہوئے حُورانِ بہشتی ہمراہ اور خوا حسین چادر مطہر کو ہاتھوں پر سنبھالے خراماں خراماں تشریف فرما رہی۔ دیکھ کر

عورتیں غش کھا گئیں۔ ہوش آنے پر ایک دوسرے سے پُوچھنے لگیں۔ کہ یہ خاتون گرامی منزلت کَون ہے۔ جب معلوم ہُوا۔ تو حسد سے کانپ اُٹھیں۔ اور گردنیں جُھکا لیں۔ اکثر خوش نصیب عورتیں صدقِ دِل سے ایمان لائیں۔ اور کلمہ شہادت پڑھا (عمدۃ المطالب ۱۹۷ وروضتہ الشہداء)

(۷) حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں۔ کہ مُجھ کو پیغمبر خدا صلعم نے سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کو بلانے کا حکم دیا۔ مَیں دَرِ دولت پر حاضر ہُوا۔ اور امیر المومنین کو آواز دی۔ لیکن کِسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ مَیں نے واپس آکر حضور پُر نُور صلعم سے عرض کیا۔ کہ وُہ گھر پر نہیں سرور عالم صلعم نے فرمایا۔ کہ وہ گھر میں ہیں۔ جاؤ بلا لاؤ۔ مَیں نے پھر دُوبارہ جا کر آواز دی۔ امیر المومنین باہر آئے۔ مَیں نے چکی چلتی کی آواز سُنی۔ کوئی پیسنے والا نظر نہ آیا۔ غرض مَیں جناب امیر علیہ السلام کو لیکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ لیکن چکی کے خود بخود چلنے سے حیران تھا۔ آپ نے مجھے حیرت میں دیکھ کر فرمایا اے ابوذر۔ ملائکہ سیاح روئے زمین پر رہتے ہیں۔ خدا نے ان کو آل محمد صلعم کی مدد کے واسطے مقرر فرمایا ہے (ازالۃ الخفاء۔ ینابیع المودۃ۔ ارجح المطالب)

مختصر سوانحعمری امامِ اول علی المرتضیٰ علیہ السلام

علیٌّ حُبّہ جنّۃ ۔ قسیم النار والجنّۃ
وصیّ المصطفیٰ حقّا ۔ امام الانس والجنّۃ

جناب سیّدنا علی ابن ابیطالب ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف بروز جمعہ ۱۳ رجب واقعہ اصحاب فیل سے تیس سال گذرنیکے بعد جب جناب کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد طواف بیت اللہ شریف میں مشغول تھیں کہ آثارِ ولادت ظاہر۔ خانہ کعبہ کی دیوار پھٹ گئی اَور جناب بی بی صاحبہ کعبۃ اللہ کے اندر داخل ہو گئیں۔ آپ خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ اَور بیبی صاحبہ نے جناب کا نام حیدر رکھا۔ اور جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپکی پرورش فرمائی۔ اور تعلیم و تربیت بھی دی۔ آپ ہمیشہ سرور عالم صلعم کے ہمراہ رہتے تھے۔ یہاں تک کہ آنحضرت کو اللہ تعالےٰ نے رسول مقرر کیا۔ جناب رسولخدا

صلعم روز سوموار مبعوث ہوئے۔ اور منگل کے روز بعمر ۱۳ سال جناب علی المرتضیٰ نے تصدیق رسالت کی۔ سب سے اوّل جناب رسول اللہ صلعم کے ساتھ نماز پڑھی اور سابق الاسلام ہوئے۔ کنیت آپکی ابوالحسن۔ ابوالتراب۔ ایلیا۔ آسمانی نام ہیں ع

یا علی یا ایلیا یا بوالحسن یا بوتراب

القاب امیرالمؤمنین۔ امام المتقین نفسِ رسول۔ وزیر وغیرہ ہیں۔

فضائلِ جسمانی اور خدماتِ اسلامی

بعثت سے تین سال کے بعد جب آئت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چالیس اقرباء کو جمع کر کے دعوت اسلام فرمائی۔ اور اس مجمع عام میں فرمایا۔ کہ جناب علی میرا بھائی۔ میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے۔ اس کا حکم مانو (معالم التنزیل۔ ثبوت خلافت)

سنہ ۷ بعثت میں کفار مکہ نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لین دین خرید و فروخت بند کر دیا۔ تو حضرت ابوطالب وتمام بنی ہاشم گڑھے یا شعب ابوطالب میں تین سال تک بند رہے۔ اور جناب علی علیہ السلام ہمیشہ جناب سرور عالم صلعم کے بستر پر سوتے تھے اور حضرت ابوطالب ہمیشہ جناب رسولِ خدا صلعم کو چھپاتے رہے۔ تاکہ ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ تین سال تک اس جگہ بنی ہاشم پتے کھا کھا کر گذارہ کرتے۔ بچے بھوک سے روتے تھے۔ تو باہر آواز آتی تھی۔ کفار قریش سُن سُن کر خوش ہوتے (سیرۃ النبی جلد اول شبلی نعمانی)

سنہ ۱۳ مکہ شریف میں ۱۳ سال سخت تکالیف میں گذارنے کے بعد جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منوّرہ کی طرف کوچ کر جانیکا حکم ہوا۔ ابوسفیان و ابوجہل وغیرہ نے آنحضرت صلعم پر حملہ کرنے اور قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ تو بحکم پروردگار جناب رسول مقبول صلعم غار ثور میں جا کر چھپے اور اپنے بستر پر اپنا قائم مقام اپنے مشابہ جناب علی المرتضےٰ علیہ السلام کو اپنی سبز چادر کو اوڑھا کر سلا گئے۔ جناب علی علیہ السلام بلا خوف وخطر تمام مشرکین وکفار مکہ کے محاصرہ کے اندر نیزوں۔ تلواروں اور پتھروں کی بوچھاڑ میں سوتے رہے (روضۃ الصفا جلد دوم صہ ۵۵ وثبوت خلافت)

جسقدر متانت تسلیم اور رضاء - ایثار نفسی و حقیقی قربانی سے جناب امیر علیہ السلام نے اس موت کے نظارہ کو دیکھا - جو اس کے معلم روحانی پاک و معصوم نبی کے لیئے تجویز کی گئی تھی یہ وصف سوائے ذات امیر المومنین کے کسی دوسرے بشر میں نہ پایا گیا - جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کے قتل ہو جانے کے لیئے بستر نبوت پر خوشی خوشی سو رہنا - گو ان کا قتل واقع نہ ہوا لیکن زندگی میں رُتبہ شہادت و فنا فی الرسول کا حاصل کر لینا ہے - جسپر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رءوفٌ بالعباد - (پ۲ - البقرۃ) کا تمغہ عطا فرمایا - حضرات جبرائیل و حضرت میکائیل دو فرشتے جناب امیر کی رات حفاظت کرتے رہے - اور فرماتے رہے - شاباش مبارک ہو یا علی تمہاری مانند کون ہے - کہ خدا تعالےٰ آپکی ذات سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے - (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۲۸۳ و ثبوت خلافت)

جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تین رات غار ثور میں رہکر مدینہ منورہ کیطرف ہجرت فرما گئے - اور جناب علی علیہ السلام تین روز تک مکہ معظمہ میں لوگوں کی امانتیں سونپتے رہے - بعدہٗ معہ عیال و اطفال سرور عالم صلعم اپنی والدہ ماجدہ کو لیکر پیادہ لہو لہان تھک کر مدینہ منورہ میں پہنچ گئے - جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں مہاجرین و انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اور جناب علی علیہ السلام سے فرمایا - تو میرا دنیا اور آخرت میں بھائی ہے (ترمذی باب مناقب علیؑ)

سنہ ۲ ھ میں بحکم خدا تعالےٰ جل شانہٗ جناب علی علیہ السلام کی شادی بعمر ۲۱ سال ہمراہ جناب سیدہ معصومہ فاطمۃ الزہرا بنت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بعمر ۱۵ سال ہوئی - اور آپ کا نکاح آسمان پر فرشتوں نے بھی پڑھا - طوبےٰ درخت نے دو یاقوت نثار کیئے - ۱۲ ماہ رمضان سنہ ۲ ھ میں ابو جہل ملعون اور کفار عرب کے ساتھ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پہلی جنگ مقام بدر پر ہوئی - اس لڑائی میں جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کمال تیزی و صفائی سے جنگ کی - اور اکیس ۲۱ کفار کو فی النار کیا (ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۳۵ و ثبوت خلافت)

۴ - ماہ شوال سنہ ۳ ھ میں جنگ اُحد ہوا - جس میں حضرت علی علیہ السلام نے سخت بہادری کی اور شجاعت دکھائی - آپ کو اٹھارہ زخم لگے - تمام صحابہ کرام بھاگ گئے اور جناب علی علیہ السلام ثابتقدم رہے - بہت سے کفار قتل کیئے - جسکے صلہ میں

آسمان سے لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیْ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار کا تمغہ حاصل ہُوا۔ اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ علی منی وانا منہ۔ علی مُجھ سے ہے اور مَیں علی سے۔ اس پر جبرائیل بولے۔ مَیں تم دونوں سے ہوں (معارج۔ مدارج۔ روضۃ الصفا جلد ۲ صـ۹۱ وثبوت خلافت) اس لڑائی میں جناب سید الشہداء امیر حمزہ علیہ السلام عم رسول صلعم شہید ہوئے۔ اور معاویہ کی ماں ہندہ نے ان کا کلیجہ نکال کر چبایا۔ وُہ جگر خوار مشہور ہُوئی۔ اس لڑائی میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا چہرہ انور زخمی ہُوا۔ اور بیچ کا دانت اور جو خُود آپ کے سر مبارک پر تھا۔ وُہ ٹوٹ گیا۔ جناب فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم خُون کو دھوتی تھیں۔ اور حضرت علی علیہ السلام اسکو بند کرتے تھے۔ جب جناب فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا نے دیکھا۔ کہ خُون تو اور بڑھ رہا ہے۔ تو انہوں نے بوریا کا ٹکڑا لیا۔ اور اسکو جلا کر راکھ کیا۔ پھر وہ زخم میں بھر دیا۔ تب خون بند ہو گیا (بخاری۔ گیارہواں باب پارہ صـ۸۰ کتاب الجہاد والسیر)

سـ۴ـہ میں غزوہ بنی نضیر ہُوا۔ جس میں علی علیہ السلام علمدار سپہ سالار مقرر ہُوئے پندرہ روز تک محاصرہ رہا۔ حضرت علی نے غرورا یہودی کا سر کاٹ کر سرور عالم کے سامنے رکھدیا۔ بنی نضیر نے صلح کر لی۔ ان کا تمام مال و اسباب مال خانے میں داخل ہوا (روضۃ الصفا صـ۱۱)

سـ۵ـہ میں جنگ خندق ہُوئی۔ ابوسفیان دس ہزار کفار لیکر مدینہ منورہ پر چڑھ آیا۔ حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ سے مدینہ منورہ کے باہر خندق کھودی گئی۔ دشمن کا نامی پہلوان و سپہ سالار عمر عبدود میدان میں نکلا۔ اور خندق سے گزر کر لڑائی کیواسطے پکارنے لگا۔ تین دفعہ اُسنے آواز دی۔ ھل من مبارز۔ کوئی لڑنے والا ہے۔ سوائے حضرت علی علیہ السلام کوئی صحابہ باہر نہ نکلا۔ اور نہ کسی کو جرأت ہوئی۔ آخر جناب رسول خدا صلعم نے اپنی تلوار اور عمامہ جناب علی علیہ السلام کو پہنا کر روانہ فرمایا اور جناب شیر خدا علی المرتضٰی علیہ السلام نے جا کر ایک ہی ہاتھ اسکے سر کو بدن سے جُدا کر دیا۔ اور بآواز بلند تکبیر فرمائی۔ جناب رسولخدا صلعم نے یہ تمغہ بہادری عطا کیا۔ لمبارزۃ علی ابن ابیطالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیمۃ (منتخب کنز العمال جلد ۴ صـ۱۲۵)

یعنی حضرت علی علیہ السلام کی خندق کے روز کی لڑائی میری اُمت کے اعمال سے افضل ہے۔ جو وہ قیامت تک کرتے رہینگے۔

سنہ ۶ھ میں صلح حدیبیہ ہُوئی۔ جس میں جناب علی علیہ السلام کاتب صلح نامہ تھے (مشکوٰۃ و بخاری)

سنہ ۷ھ میں جنگ خیبر ہُوا۔ اس وقت جناب علی علیہ السلام کی عمر اکتیس سال کی تھی۔ اہل خیبر یہودیوں کے سات مضبوط سنگین قلعے تھے۔ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے حملے روکنے کے واسطے چودہ سَو پیادہ اور دو سَو سوار کے ساتھ خیبر پر چڑھائی کی ایک ماہ تک لڑائی ہوتی رہی۔ سب قلعے فتح ہو گئے۔ مگر آخری قلعہ قموص فتح نہ ہوتا تھا۔ کیونکہ وُہ سخت مضبوط اور اسکے گرداگرد خندق تھی۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکر نشان لشکر لیکر گئے۔ وُہ بغیر فتح واپس آئے۔ اور دو دفعہ حضرت عمرؓ ابن الخطاب لشکر لیکر گئے۔ مگر وہ ناکامیاب واپس ہُوئے۔ اُلٹا وہ لوگوں کو اور لوگ حضرت عمرؓ کو بزدل کہتے تھے۔ شام ہوتے ہی جناب سرورعالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ کل میں جھنڈا اس شخص کو دونگا۔ جو کرّار غیر فرّار یعنی ثابتقدم رہ کر حملے کرنیوالا ہے۔ اور بھاگنے والا نہیں۔ اللہ اور اسکے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ اور اس کا رسول اسکو دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسکے ہاتھ سے یہ قلعہ فتح کریگا۔ (متفق علیہ خصائص نسائی۔ ازالۃ الخفا ثبوت خلافت)

تمام مؤرخین کا اتفاق ہے۔ کہ صحابہ نے تمام رات اسی فکر میں گزار دی۔ کہ دیکھیئے۔ یہ فضیلت کسکو ملتی ہے۔ صبح کو جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت علی کہاں ہیں۔ عرض کیا۔ کہ انکی آنکھیں دُکھتی ہیں۔ فرمایا بلاؤ۔ حضرت سلمہ بن رکوع گئے۔ اور جناب علی علیہ السلام کو ہاتھ پکڑے ہُوئے آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر کیا۔ جناب سرورعالم صلعم نے اپنا لعاب دہن مبارک آنکھوں کو لگایا فوراً اچھی ہو گئیں۔ پھر جھنڈا عطا کرکے اپنی زرہ پہنائی۔ اور تلوار ذوالفقار اپنے ہاتھ سے کمر باندھی۔ علم لے کر جناب علی علیہ السلام نے قلعہ کے نیچے پتھر ہی زمین میں گاڑ دیا۔ مرحب یہودی بڑا پہلوان سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق رجز پڑھتا ہُوا باہر نکلا۔ تھوڑی دیر لڑائی کے بعد جناب امیر علیہ السلام نے جب مرحب کو تلوار لگائی اسنے

ڈھال پر لی۔ تلوار ڈھال کو چیرتی ہوئی سر کے خود پر پہنچی۔ اور سر کو پھاڑ کر لوہے کے نیچے سے گزر کر سر کاٹتی ہوئی دانتوں میں پہنچ گئی۔ مرحب کو قتل کر کے سر اس کا کاٹ لیا۔ یہودی قلعہ کی طرف بھاگ گئے۔ اپنی قوت روحانی سے درِ خیبر کو اُکھاڑا۔ ڈھال بنا کر لشکر کو اُتارا۔ اور قلعہ کو ایسا ہلایا۔ کہ زلزلہ پیدا ہو گیا۔ درِ خیبر کو پیٹھ پیچھے ایسا پھینکا۔ کہ چالیس گز کے فاصلہ پر جا پڑا۔ جس کا وزن تین ہزار من تھا۔ ستر آدمی اسکو ہلا سکتے تھے۔ جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام قلعہ خیبر فتح کر کے خدمت سرورِ عالم میں حاضر ہوئے۔ حضور انور صلعم نے استقبال کیا۔ اور چھاتی سے لگا کر ماتھا چوما۔ فرمایا یا علیؑ تمہاری اس خدمت اسلامی سے اللہ اور اس کا رسول اور تمام فرشتے خوش ہیں (مفصل معہ حوالہ جات دیکھو ثبوت خلافت۔ روضۃ الصفا جلد ۲ صـ۱۳۳ ـ ترجمہ صحیح مسلم جلد ۵ صـ۱۹۳۹ وارجح المطالب صـ۲۳۸ و ازالۃ الخفا مقصد ۲ صـ۴۹) بعد شیخ خیبر جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جناب علی المرتضیٰ کو موضع فدک پر روانہ فرمایا۔ وہاں کے لوگوں نے واقعہ خیبر سے ڈر کر جناب امیر علیہ السلام سے صلح کر لی۔ اور فدک کے اردگرد کے گاؤں خاص ملکیت رسول مقبول صلعم کے قرار پائی۔ امر بحکم پروردگار آنحضرت صلعم نے باک فدک جناب سیّدہ معصومہ فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا کے حوالہ فرما دیا۔ اور وثیقہ بھی لکھ دیا۔ جو بعد وفات رسول مقبول صلعم ابوبکرؓ خلیفہ اول کو دعوٰے باغ فدک میں دکھایا گیا۔ مگر انہوں نے اس نوشتہ رسول مقبول صلعم نہ مانا۔ اور باغِ فدک جناب بی بی صاحبہ فاطمۃ الزہرا علیہ الصلوٰۃ کو نہ دیا (معارج النبوت رکن چہارم صـ۲۱۱)

سشنہ ہجری میں مکّہ معظمہ فتح ہوا۔ اور جناب علی علیہ السلام نے دوش مبارک رسول مقبول صلعم پر سوار ہو کر خانہ کعبہ کے بُت خانہ کو توڑا (ترمذی) اس علانیہ کندھے پر سوار کرا کر جناب امیر علیہ السلام کی بُت شکنی کا یہ سبب تھا۔ کہ تمام صحابہ کرام سمجھ لیں۔ کہ نبوت کے بعد دوسرا قدم امامت ہے اور خدائے تعالےٰ کے موحدانہ مشن کو وہی پورا کر سکتا ہے۔ جسنے خود کبھی بھی بُت پرستی نہ کی ہو۔ جب عام طور سے قبائل نے اسلام قبول کر لیا۔ تو بتوں کی عظمت اور جباری کا جاہلانہ اور وہم پرستانہ خیال محض قبائل سے دفعتہً نہ مٹ سکا۔ اب گو وہ اُن کو لائق پرستش نہیں سمجھتے تھے۔ تاہم انکے دلوں پر بتوں کی دراثتہً ایک موت سے جو ہیبت بیٹھی ہوئی تھی۔ اس سے یہ ہمت نہ

پڑتی ہتی۔ کہ ان باطل پرستوں کا مرکز اپنے ہاتھ سے مٹا دیں۔ ان کو یقین تھا۔ کہ ان بتوں کا ایک..... جگہ ہے۔ تو آسمان ٹوٹ پڑیگا۔ زمین پھٹ جائیگی۔ اسلیئے جناب رسولخدا نے ایسے بزرگ کو بت شکن انتخاب کیا۔ جنے کبھی طرفۃ العین میں بھی بتوں کی پرستش نہ کی تھی۔

۸ھ ہجری میں جنگ حنین۔ حنین طائف کے نزدیک ایک مقام ہے۔ فتح مکہ کے جناب سرودعالم صلعم بارہ ہزار اصحاب کے ہمراہ ایک تنگ گھاٹی سے گذرے۔ قوام ہوازن کے لوگ پہاڑ پر تھے۔ انہوں نے موقعہ پاکر جنگ شروع کردی۔ مسلمان جناب سرور عالم صلعم کو چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ صرف چار اصحاب کبار ثابت قدم رہے۔ حضرت علی علیہ السلام۔ حضرت عباسؓ۔ حضرت ابو سفیان بن حارث۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ اور جناب علی علیہ السلام نے اس روز سخت بہادری و شجاعت دکھادی (تفسیر حسینی جلد اول ص۲۳۴ تاریخ خمیس جلد دوئم ص۱۰۲ اور ثبوت خلافت میں مفصل دیکھیئے)

۹ھ ہجری میں جناب امیر علیہ السلام نے قبیلہ طے کا بت خانہ فلس توڑا۔ اور وادی الرمل میں جاکر عرب کے کفار کو فی النار کیا،

غزوۂ تبوک میں جناب رسول خدا صلعم نے جناب علی علیہ السلام کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام اور خلیفہ مقرر فرمایا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کیا تم اس بات میں راضی نہیں ہو۔ کہ مجھ سے ایسے رتبہ میں ہو۔ جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰؑ سے تھا۔ مگر میرے بعد نبی نہیں۔ جناب سرودعالم نے حج کے موقعہ پر سورت براۃ اول حضرت ابوبکرؓ کو دیکر مکہ معظمہ میں روانہ فرمایا۔ اسکے بعد بحکم اللہ تعالےٰ عزوجل جناب علی علیہ السلام کو تیز اونٹنی اپنی عضبا پر سوار کرکے جو تیز رفتار ہتی پیچھے روانہ فرمایا۔ کہ حضرت ابوبکرؓ سے سورۃ براۃ لیکر حاجیوں کو سنا دیں۔ قاعدہ ہے۔ کہ ہمیشہ مارشل لا کا اعلان فوجی جرنیل سنایا کرتا ہے۔ چونکہ جناب علی المرتضیٰ لشکر محمدی کے سپہ سالار کمانڈر انچیف تھے۔ ہر ایک جہاد و جنگ میں فتح حاصل کرچکے تھے۔ آپکی بہادری اور تلوار کی دہاک عرب میں پڑ چکی ہتی اور کفار عرب جناب علی المرتضیٰؑ سے ڈرتے تھے۔ اسلیئے حج جیسے مجمع کثیر میں سورۃ براۃ کا اعلان کرنا جناب امیر ہی کا کام تھا۔ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قائم مقام۔ ناقہ سوار۔ جناب حیدر کرار

خانہ کعبہ میں ننگی تلوار ذوالفقار کو کھینچ کر فرمانے لگے۔ جو شخص خانہ خدا میں ننگا ہو کر طواف کریگا۔ قتل کیا جائیگا۔ اس وقت جو شخص ننگا تھا۔ کپڑے پہن کر طواف کرنے لگا (معارج۔ ترمذی۔ نسائی۔ ثبوتِ خلافت)

سنہ ۱۱ھ میں جناب علی علیہ السلام مُلک یمن کی طرف بہ تبلیغ دین اسلام کیواسطے بھیجے گئے۔ قبیلہ ہمدان کے سب لوگ ایک ہی دن میں مُسلمان ہو گئے۔

حجۃ الوداع

۲۵ ماہ ذیقعد کو جناب رسول خدا صلعم نے حج بیت اللہ شریف کا ارادہ فرمایا اور یہ آخری حج تھا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار سے کم و بیش لوگ جمع ہُوئے۔ ۴ ذی الحجہ کو قافلہ مکہ شریف میں پہنچگیا۔ جناب امیر علیہ السلام کا قافلہ بالا بالا احرام باندھے آنحضرت صلعم سے مکہ شریف میں ملگیا۔ جناب رسولِ خدا صلعم عرفات کے راستہ ہی میں تھے۔ کہ سورۂ الم نشرح نازل ہُوئی۔ جسکی آئت آخری میں جناب علی علیہ السلام کو اپنا ولی عہد مقرر کرنے کا حکم تھا۔ فاذا فرغت فانصب والی ربّك فارغب۔ پس اے رسول جب تو اعمال حج سے فارغ ہو تو اپنا جانشین مقرر کر۔ اور اپنے رب کیطرف راغب ہو (دنیا سے کوچ کر) جمعہ کی صبح کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم عرفات میں داخل ہُوئے۔ اور بعد دوپہر اپنی اونٹنی قصوی پر سوار ہو کر میدانِ عرفات کی پہاڑی پر چڑھ کر نہایت فصاحت و بلاغت سے خطبات پند و نصائح فرما کر آخری وصیت فرمائی۔ حدیث شریف۔ عن جابر قال رأیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حجتہ یوم عرفہ وھو علی ناقتہ القصوی یخطب فسمعتہ یقول یایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذ تم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی (رواہ الترمذی مشکوٰۃ جلد خیر باب مناقب اہلبیت النبی صلعم ص۵۱۲ امرتسری) ترجمہ۔ حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجۃ الوداع میں روز عرفہ کے مَیں نے اونٹنی قصوی پر سوار ہے۔ اور خطبہ پڑھتے دیکھا۔ آپ فرماتے تھے۔ اے لوگو آگاہ ہو۔ تحقیق مَیں تمہارے

درمیان وہ چیز چھوڑ کر چلا ہوں۔ اگر تم اس کو پکڑو گے۔ تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ کتاب اللہ اور میری عترت کو اس کا منشا ظاہر یہ تھا۔ کہ قرآن تمہارے لیے ایسا عمدہ قانون چھوڑتا ہوں۔ جو ضروریات زندگی میں تمہارا سب سے بڑا رفیق ہے۔ اور قرآن کے سمجھانے کے لیے اہلبیت یعنی میرے گھر والے سب سے زیادہ قابل ہیں۔ کہ فیض صحبت نے انہیں دوسرے اصحاب سے زیادہ ترفیضیاب بنا رکھا ہے (تاریخ اسلام علامہ عباسی ص۱۸۰)

واقعاتِ خُمِ غدیر

حج اور طوافِ خانہ کعبہ سے فارغ ہو کر جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۱۴ ذی الحجہ کو مدینہ منورہ کی طرف کوچ فرمایا اور ۱۸ ذی الحجہ سنہ ھجری کو مقام خم غدیر میں پہنچے آثار وحی شروع ہو گئے۔ دوپہر کے وقت تمام قافلہ کو وہاں اُترنے کا حکم فرمایا۔ دوسرا تاکیدی حکم حضرت جبرئیل امین علیہ السلام لے کر حاضر ہوئے۔ قولہ تعالیٰ۔ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمك من الناس ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین (پارہ ۶۔ سورۃ مائدہ) ترجمہ۔ اے پیغمبر جو احکام تیرے پروردگار کی طرف سے نازل ہوئے ہیں۔ لوگوں کو پہنچا دو۔ اور اگر تم ایسا نہ کرو گے تو تم نے خدا کا کوئی پیغام نہیں پہنچایا۔ اور اللہ تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کافروں کو ہدایت نہیں کرتا۔ اس حکم کے جناب سرور عالم صلعم نے فوراً میدان خم غدیر کو صاف کرا کر تمام قافلہ والوں کو واپس بلا لیا۔ حضرت بلالؓ کی آواز حی علی خیرالعمل نے تمام لوگوں کو جمع کیا۔ سخت گرمی میں ایک بلند منبر پالانوں کا بنوا کر اللہ کے پیارے نبیؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو ساتھ کھڑا کر کے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام میں فرمایا الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسھم قالوا بلیٰ۔ آیا تم نہیں جانتے ہو۔ کہ میں سب مومنوں کی جان سے اولےٰ ہوں۔ سب نے عرض کی جی ہاں رسول اللہ صلعم۔ پھر جناب علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر اونچا کیا۔ حتیٰ کہ جناب کی بغل مبارک کی سفیدی ظاہر ہوگئی اور فرمایا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ جس کا میں سردار ہوں اس کا علی بھی سردار ہے۔ اے پروردگار دوست رکھ اس کو جو

علی سے دوستی رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی سے دشمنی رکھے۔ اسکے بعد حضرت ابن الخطابؓ جناب علی علیہ السلام سے ملکر کہنے لگے۔ مبارک ہو آپ کو اے فرزند ابیطالب کہ تو ہر ایک مومن اور مومنہ عورت کا سردار بن گیا ہے (مشکوٰۃ باب مناقب علی ص۱۹۷)

جب ولایت و امامت جناب علی علیہ السلام کے احکام ہو چکے۔ تو اسکے بعد سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے۔ اور ادھر بشارت۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ حضرت وحی جبرائیل علیہ السلام لے کر حاضر ہوئے۔ حضور انور صلعم تکمیل دین۔ اتمام نعمت و پسندیدگی دین اسلام۔ ولائت امامت۔ خلافت جناب علی علیہ السلام سے خداوند تعالیٰ کی رضامندی کی بشارت سنکر سجدہ شکر میں جھک گئے (مفصل دیکھو ثبوت خلافت) ان مراسم ولیعہدی و جانشینی کے خاتمہ پر اللہ کے حبیب سردار دو جہان صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوشی خوشی مدینہ منورہ کوچ فرمایا۔

سنہ ۱۲ ہجری میں خم غدیر کے واقعہ کے بعد اکیاسی روز تک جناب سردار دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ رہے اور ۲۸ صفر کو اس جہان فانی سے انتقال فرمایا۔ جناب علی المرتضیٰ و بنی ہاشم نے تجہیز و تکفین کی اور جنازہ پڑھا۔

خلافتِ مرتضیٰ

جناب علی علیہ السلام اور بنی ہاشم کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھا کر حضرت ابوبکرؓ اجماعی خلیفہ مقرر ہوئے۔ اور اڑھائی سال خلافت کرکے حضرت عمرؓ کو اپنا جانشین مقرر کر گئے ان پر اجماع نہ ہوا۔ حضرت عمرؓ کو جب ابو لولو نے قتل کر دیا۔ تو وہ مرتے وقت خلافت چھ بزرگواروں کے شوریٰ میں چھوڑ گئے۔ یہاں بھی اجماع نہ تھا۔ عبدالرحمن بن عوف نے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ بنا دیا۔ اس طرح جناب علی علیہ السلام تینوں دفعہ محروم رہ گئے جب عثمانؓ نے اپنا وزیر مروان ملعون مقرر کر دیا۔ تو سُنتِ نبوی صلعم ترک ہونے لگی۔ اور بیت المال کا روپیہ حضرت عثمانؓ کے خویش و اقارب میں بٹنا شروع ہو گیا۔ تو مہاجرین و انصار نے حضرت عثمانؓ کو اسکے اپنے مکان میں گھیر کر قتل کر ڈالا۔ اسکے بعد حضرت علی علیہ السلام

بر کامل اجماع کر کے ان کو ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ ہجری میں تختِ خلافت پر بٹھا دیا۔ حضرت طلحہ و زبیر نے طوعاً و کرہاً بیعت مرتضوی کی۔ پھر یہ دونوں حضرات بی بی عائشہؓ کو ہمراہ لیکر بصرہ گئے۔ اور وہاں حضرت عثمانؓ کے خون کا مطالبہ کیا۔ جب حضرت علی علیہ السلام کو یہ خبر پہنچی۔ تو آپ بھی عراق تشریف لے گئے۔ اور جمادی الآخر ۳۶ھ میں جنگ جمل واقعہ ہوئی۔ حضرت طلحہ و زبیر وغیرہ وغیرہ ہزار آدمی شہید ہوئے۔ اور جناب بی بی عائشہ اسیر ہوئیں۔ جو عزت کے ساتھ مدینہ منورہ میں واپس بھیجدی گئی (تاریخ اعثم کوفی خمیس ابوالفدا روضۃ الاحباب۔ تاریخ اسلام وغیرہ وغیرہ)

۳۷ھ ہجری میں معاویہ بن سفیان اموی نے جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام پر خروج کیا۔ اور صفین کے میدان میں پھر صف آرائی ہوئی۔ تاب مقابلہ نہ لاکر معاویہ نے ازراہِ فریب قرآن شریف بلند کئے۔ اور صلح کے لئے حکم مقرر کئے۔ حضرت علی کوفہ میں تشریف لائے (ابوالفدا)

۳۸ھ ہجری میں خارجیوں سے جنگِ نہروان ہوئی۔ خارجی سب کے سب مارے گئے۔ صرف ان میں سے دس ہی آدمی بچ نکلے (تاریخ الخلفا سیوطی۔ ابوالفدا)

حُلیہ مُبارک

جناب امیر علیہ السلام سب سے زیادہ خوبصورت۔ درمیانہ قد۔ تمام بدن فولاد کی طرح مضبوط سیہ آنکھیں۔ گھنی ریش مبارک اور ان کو خضاب فرماتے تھے۔ اُن کے شانے اور بازو بھرے بھرے۔ کلائیاں گول۔ عمامہ سیاہ دھاریدار پہنتے تھے۔ گرمیوں میں موٹے سخت اور ادنی کپڑے پہنتے اور سردی میں بالکل باریک کپڑے ململ کی طرح اوڑھتے تھے آہستہ آہستہ چلتے تھے۔ اور ان کی رفتار موافق رفتار جناب سیدنا احمد مختار صلعم تھی ہمیشہ چہرہ ہنس مکھ رہتا تھا۔ گردن چاند کی صراحی سے برتر۔ بہادر و شجاع عرب میں مشہور تھے۔ جب کسی کا ہاتھ پکڑ کر دباتے۔ تو اُس کا سانس رُک جاتا۔ ہر لڑائی میں دُور کر جاتے۔ نماز کے وقت آپ کا بدن موم کی طرح نرم ہو جاتا (استیعاب۔ اسد الغابہ)

فضایل رحمانی { جناب امیر المومنین علی علیہ السلام تمام صحابہ کرام سے علم و فضل قدامت اسلام۔ دامادی رسول مقبول صلعم۔ فقہ۔ سنت۔ علم حدیث

علم قرآن۔ علم توراۃ۔ علم انجیل وعلم زبور۔ علم تفسیر۔ علم قرأت۔ علم فرائض۔ علم کلام۔ علم تصوف علم نحو۔ علم فصاحت۔ علم الشعر۔ حاضر جوابی۔ علم کتابت۔ علم تعبیر رویا۔ علم جفر و جامعہ۔ علم حساب علم ہیئت میں افضل واعلیٰ تھے۔ کیونکہ وہ دروازہ شہر نبوت تھے۔ ان کی شان میں جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انا مدینۃ العلم وعلی بابہا۔ میں علم کا شہر ہوں۔ علی اس کا دروازہ ہے۔ (ارجح)

جناب امیر علیہ السلام سے زیادہ زاہد دُنیا میں کوئی نہیں گذرا۔ لباس۔ خوراک فرش سامان بالکل سادہ تھا۔ جو کچھ مال ومتاع زر نقد محنت۔ باغات۔ خمس ومال غنیمت سے حاصل کرتے سب کچھ راہ خدائتعالےٰ میں مسکینوں۔ یتیموں۔ بیواؤں پر خرچ کردیتے تے رعایا میں پُورا پُورا عدل وانصاف فرماتے تھے۔ اور بیت المال میں سے سب کو برابر حصہ دیتے۔ امیر وغریب اسلام میں سب برابر تھے۔ جب نماز کا وقت آجاتا۔ تو جناب کا رنگ زرد پڑجاتا۔ جنگ صفین میں عین لڑائی میں نماز کی صف بچھائی گئی۔ تیروں کی بوچھاڑ آپ پر سے گذری۔ جب تک اپنے وظائف سے فارغ نہ ہُوئے۔ اُس کا کچھ خون نہ کیا۔ نماز کے وقت جناب کو کامل استغراق ہو جاتا۔ ایک دفعہ جنگ میں جناب کو تیر لگا۔ اور جسوقت جناب نے نماز شروع فرمائی۔ تو وہ تیر نکالا گیا۔ جس سے تمام مصلےٰ اور محراب لہولہان ہو گیا۔ اور جناب امیر علیہ السلام کو خبر بھی نہ ہُوئی۔ چالیس ہزار دینار تک صدقہ وزکوٰۃ مال دے دی جناب نے اپنی زمین میں تالاب کُھدوایا۔ اسمیں ایک چشمہ جاری ہوگیا۔ وُہ غریبوں اور مسکینوں پر خیرات کردیا۔ لونڈی وغلام آزاد فرماتے۔ قرضداروں کا قرض ادا کردیتے تھے۔ ظاہر وباطن خیرات کرتے۔ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ کبھی سائل کو خالی واپس نہ کیا۔ لڑائی کے گھسان میں ایک کافر نے جناب امیر علیہ السلام سے تلوار مانگی۔ آپ نے اپنے دشمن کو تلوار دے دی وہ کافر یہ سخاوت اور شجاعت دیکھ کر مسلمان ہوگیا۔ مہمان نوازی میں مشہور تھے۔ سب سے زیادہ صاحب کرم تھے۔ سب صحابہ سے زیادہ غازی جنگ بہادر تھے۔ کسی جنگ میں پیٹھ نہیں دکھائی۔ سب جنگوں میں فتح پائی۔ تمام رات جاگتے رہتے اور عبادتِ الٰہی میں غرق رہتے۔ ایک ہزار تکبیر لوگ سنتے۔ خوف خدائتعالےٰ سے زیادہ روتے رہتے تھے۔ تمام صوفیاء کرام کے تاج ولایت ہیں اور عارفوں کے راز۔ ظاہری اور باطنی علوم کے چشمے جناب علی علیہ السلام سے ظاہر ہُوئے سوائے

جناب امیر علیہ السلام کے آجتک کسی صحابیؓ نے منبر نبوی صلعم پر دعوی نہیں کیا کہ سئلونی قبل ان تفقدونی جو چاہو سوال کرو۔ اس سے پیشتر کہ تم مجھکو نہ پاؤ۔ جناب علی علیہ السلام عالم ربانی بے نظیر زاہد۔ مشہور شجاع۔ بے بدل اور مشہور و معروف خطیب تھے۔ آپ ان لوگوں میں سے جنہوں نے قرآن شریف جمع کرکے خلافت رسول مقبول صلعم میں پیش کیا تھا۔ امام احمد حنبلؒ کہتے ہیں۔ احادیث سے جتنی فضیلت آپ کی ثابت ہوتی ہے۔ کسی صحابہ کی نہیں ہوتی۔ (تاریخ الخلفا سیوطی۔ ارجح المطالب)

(نوٹ) چار یار۔ چار خلفا۔ چار اصحاب حقانی۔ عشرہ مبشرہ۔ پنجتن پاک۔ بارہ امام چودہ معصومین۔ سب میں علی علیہ السلام شامل و داخل ہیں۔

اعجاز و کرامات

(۱) زمانہ نبوت میں جنگ خیبر سے واپس ہوتے ایک جگہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے زانو مبارک پر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سر اطہر تھا۔ کہ نماز عصر قضا ہو گئی جب سرور عالم بیدار ہوئے۔ تو دعا فرمائی۔ کہ یا الٰہی علی علیہ السلام تیری طاعت میں تھا۔ سورج کو واپس فرما۔ تاکہ نماز ادا کرلیں۔ فوراً سورج ڈوبا ہوا واپس ہوا (صواعق محرقہ صـ۲۱۸ وارجح المطالب صـ۸۴۶)

(۲) جنگ صفین میں بابل کی طرف جاتے ہوئے دریائے فرات میں سے لشکر کو پار اُتارنے میں نماز عصر قضا ہو گئی۔ لوگوں میں شکایت شروع ہوئی۔ جب جناب امیر علیہ السلام کو خبر پہنچی آپ نے دعا فرمائی۔ ڈوبا ہوا سورج واپس ہوا۔ جب نماز تمام لوگ پڑھ چکے۔ تو بڑی ہولناک آواز سے سورج ڈوبا۔ کہ تمام لوگ توبہ استغفار میں مصروف ہوئے (شواہد النبوت صـ۱۶۶)

(۳) جناب امیر علیہ السلام کے دوران گفتگو میں ایک شخص نے جھٹلایا۔ جناب نے فرمایا۔ کہ اگر تو جھوٹا ہے۔ تو تیرے واسطے بددعا کریں اُسنے کہا کہ ہاں۔ جناب نے اسکے واسطے بددعا کی کہ وہ اس مجلس سے اندھا ہو کر اُٹھا (صواعق محرقہ صـ۲۱۹ تاریخ الخلفا سیوطی صـ۹۷ ارجح المطالب صـ۸۴۱)

(۴) حضرت علی کے سامنے ایک مقدمہ پیش ہوا۔ آپ ایک دیوار کے نیچے بیٹھکر اُسے فیصلہ فرمانے لگے۔ کسی نے عرض کیا۔ کہ دیوار گرا چاہتی ہے۔ آپ نے فرمایا تم اپنا کام کرو۔ خدا میری حفاظت سے

کریگا۔ وہ کافی ہے۔ چنانچہ جب آپ اس مقدمہ کو فیصلہ کرکے وہاں سے ہٹے۔ تو دیوار گر گئی (تاریخ الخلفاء سیوطی ص۹۶)

(۵) جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہوتے ہوئے ایک رکاب میں پاؤں ڈال کر دوسری رکاب تک قرآن شریف ختم کر لیتے تھے (شواہد النبوت ص۱۶۱)

(۶) جناب سیدہ معصومہ فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ زمین جناب علی سے بولتی ہے۔ جناب رسولخدا صلعم نے سجدۂ شکر کیا اور فرمایا۔ خوشخبری ہو آپ کو پاکیزگی نسل سے کہ اللہ تعالےٰ تمام مخلوق پر فضیلت دی۔ اور زمین کو حکم دیا۔ جو مشرق سے مغرب تک حالات گزرینگے وہ علی علیہ السلام کو بتلا وے (شواہد النبوۃ ص۱۶۱۔ ارجح المطالب)

(۷) ایک دفعہ کوفہ کے لوگ جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں دریا کی طغیانی کی شکایت لیکر آئے۔ اور عرض کی کہ دریائے فرات کا پانی اس قدر بڑھ گیا ہے کہ جس سے کھیتوں کے نقصان ہونے کا اندیشہ ہے۔ آپ دُعا فرماویں کہ پانی کم ہو جاوے۔ جناب امیر علیہ السلام یہ سُنکر گھر میں تشریف لے گئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جُبہ مبارک اور عمامہ اور چادر پہنکر اور ہاتھ میں عصا لیکر برآمد ہوئے۔ اور سواری کا گھوڑا طلب کیا۔ تمام لوگ پیادہ روانہ ہوئے۔ جناب امیر علیہ السلام فرات پر پہنچ کر ٹھیرے اور گھوڑے سے اُترے اور چھوٹی چھوٹی رکعتیں نماز کی پڑہیں۔ پھر اُٹھ کر عصا ہاتھ میں لیکر پُل کی طرف حسنین شریفین علیہما السلام کو لے کر گئے۔ عصا کے ساتھ پانی کو اشارہ کیا۔ پانی ایک گز کے قریب کم ہو گیا۔ پھر دوبارہ اشارہ کیا۔ گز پھر اور کم ہو گیا۔ لوگوں کی درخواست پر تیسری بار عصا سے پھر اشارہ کیا۔ پانی گز پھر اور بھی کم ہوا۔ لوگوں نے عرض کی یا امیر المومنین اب کافی ہے۔ آپ وہاں سے گھر کو واپس تشریف لائے (شواہد النبوت ص۱۶۲۔ ارجح المطالب ص۹۳۶)

(۸) جناب امیر علیہ السلام نے نہروان میں کھڑے ہو کر فرمایا۔ کہ اسجگہ خارجی قتل ہونگے۔ ان میں سے سوائے نو آدمیوں کے کوئی نہ بچیگا۔ اور ہمارے لشکر سے صرف نو آدمی شہید ہونگے۔ ویسا ہی ہُوا (شواہد النبوت ص۱۶۲/۱۶۳)

(۹) حضرت کمیل بن زیاد رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ آپ حجاج بن یوسف ظالم شہید

کریگا۔ ویسا ہی ہُوا (شواہد النبوت)

(۱۰) حضرت قنبر غلام کو جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ آپ کو حجاج بن یوسف ظالم شہید کریگا۔ ویسا ہی ہُوا (شواہد النبوت ص۱۶۳)

(۱۱) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ اے براء افسوس ہے کہ میرا بیٹا حسینؑ قتل کیا جاوے گا۔ اور تو زندہ ہو گا۔ اور اسکی مدد نہیں کریگا۔ جب امام حسینؑ شہید ہو گئے۔ تو براءؓ نے کہا۔ کہ جناب امیر علیہ السلام نے سچ فرمایا تھا۔ کہ حسینؑ شہید ہو گئے۔ اور میں نے ان کی مدد نہ کی۔ تمام عمر براء بن عازب اظہار حسرت و ندامت کرتے رہتے (شواہد النبوت ص۱۶۳ وارجح المطالب ص۸۴۲)

(۱۲) جناب امیر علیہ السلام ایک دفعہ مقام کربلا سے گزرے۔ داہنے بائیں دیکھکر روتے چلے۔ فرمایا یہاں اُن کے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے یہاں ان کا اسباب ہوگا۔ لوگوں نے عرض کی یہ کیا جگہ ہے۔ فرمایا کربلا ہے۔ اس جگہ ایسی قوم کو قتل کریگی۔ جو بغیر حساب کے داخل جنت ہونگے۔ یہاں محمد رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آل کے حق کے نوجوانوں کا خُون بہے گا۔ ان پر آسمان اور زمین روئینگے (شواہد النبوت جامی ص۱۶۴ وارجح المطالب ص۸۴۲)

(۱۳) جنگ صفین میں فرمایا۔ کہ کوفہ سے بارہ ہزار و ایک مرد آئینگے۔ جب شمار کیا گیا۔ تو پُورے نکلے (شواہد ص۱۶۴)

(۱۴) جناب امیر علیہ السلام نے لوگوں کو قسم دے کر پُوچھا کہ جسنے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرماتے ہُوئے سنا ہے۔ وُہ کھڑا ہو جاوے۔ اور بیان کرے کہ بارہ بدری اصحابی جن میں سے چھ منبر کے بائیں جانب سے اور چھ منبر کے دائیں طرف سے اُٹھ کھڑے ہُوئے انہوں نے اسکی گواہی دی۔ سوائے زید بن ارقم صحابی کے جناب امیر کی بددُعا سے حضرت زید بن ارقم حق کی گواہی چھپانے سے اندھے ہو گئے۔ تمام عمر پشیمان ہوتے رہے توبہ کرتے رہے (شواہد ص۱۶۸ وارجح ص۸۴۰)

(۱۵) حضرت انس بن مالکؓ صحابی اس گواہی کے چھپانے سے کوڑھی مبروص ہوگیا (شواہد النبوت ص۱۶۸ وارجح المطالب ص۸۴۰)

(۱۶) جناب امیر علیہ السلام نے عزا پر جرم لگایا گیا۔ کہ وہ معاویہ کو ان کی خبریں دیتا تھا۔ اسنے انکار کیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا تو قسم کھا سکتا ہے۔ اسنے قسم کھا کر بھی انکار کیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اگر تونے جھوٹی قسم کھائی ہے۔ تو خدا تجھ کو اندھا کردیگا۔ پس وہ شخص اس مجلس سے اندھا ہو کر اُٹھا (شواہد النبوت صـ۱۶۸ وارجح المطالب صـ۸۴۱)

(۱۷) صفین کو جاتے ہوئے راستہ میں پانی نہ ملا۔ میدان میں عیسائیوں کے ایک پادری سے دریافت کیا۔ تو اسنے پانی کا پتہ چھ میل کے فاصلہ پر تبلایا۔ لشکر نے عرض کی یا امیر المؤمنین آگے چلنے کی طاقت نہیں رہی۔ جناب امیرؑ نے قبلہ کیطرف گھوڑے کا منہ پھیر کر فرمایا۔ کہ اُس گرجا کے نزدیک کھودو۔ کھودنے پر ایک بھاری چٹان نظر آئی۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ بھاری پتھر تو ہم سے نہیں اکھڑ سکتا جناب نے فرمایا۔ پانی اسکے نیچے ہے۔ سب لوگ پتھر کو اُٹھائینگے۔ مگر ہل نہ سکا جناب امیر علیہ السلام نے اپنی آستینوں کو لوٹا۔ اور اس پتھر کے نیچے انگلیاں گاڑ کر اسکو ہلایا۔ اور اُکھاڑ کر دُور پھینکدیا۔ نیچے سے میٹھا اور ٹھنڈا پانی نکلا۔ لشکر نے خوب پیا پادری یہ حال دیکھ کر نیچے اُتر آیا۔ جناب امیر علیہ السلام کے سامنے دست بستہ آکھڑا ہُوا۔ اور عرض کی۔ کہ آپ مُرسل ہیں۔ یا مقرب فرشتہ ہیں۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا نہ مَیں رسول ہُوں۔ اور نہ فرشتہ ہُوں۔ بلکہ مَیں خدا کے رسُول محمد بن عبداللہ تمام نبیوں کے خاتم کا وصی ہوں۔ راہب نے جناب امیر علیہ السلام کی بیعت کی۔ اور کہا۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمدًا عبدہٗ و رسولہ و اشھد انک علی وصی رسول اللہ اور مسلمان ہوگیا۔ پھر جناب امیر علیہ السلام نے اُس سے پُوچھا۔ کہ اتنی دیر کے بعد مُسلمان کیوں ہُوا۔ اسنے عرض کی کہ ہماری کتب میں لکھا ہے۔ کہ اُس جگہ ایک پتھر چشمہ کے مُنہ پر ہے۔ اسکو سوائے نبی مرسل یا اسکے وصی کے کوئی نہ اُکھاڑ سکیگا۔ جب مَیں نے دیکھا کہ آپ نے یہ پتھر اُکھاڑا۔ تو مَیں نے اپنے اسلام اور ایمان کا وقت پہچان لیا۔ جناب علی علیہ السلام نے سُنکر بہت روئے اور فرمایا الحمد للہ الذی لکن عندہٗ منسیا و کنت فی کتبہ مذکورًا۔ پس وہ راہب نو مسلم جناب امیر

علیہ السلام کے ہمراہ جنگ صفین میں شہید ہوا۔ اور جناب امیر علیہ السلام نے اسپر نماز جنازہ پڑھی اور دفن کیا (شواہد النبوۃ ص۱۶۸ و ارحج المطالب ص۸۴۱)

(۱۸) مقام جحفہ پر پانی نہ ملا۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک جنگلی کنوئیں سے صحابہ کرام کو پانی لانے کے واسطے حکم دیا۔ چونکہ کنوآں گنجان درختوں میں تھا۔ وہاں سے آوازیں ہولناک اور سر بغیر تن کے اور بدن بغیر سر کے اور آگ کے شعلے نکلتے نظر آتے تھے۔ تمام لوگ ڈر گئے۔ آخر کار جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام روانہ ہوئے۔ اور اس کنوآں جنات کو قتل کرکے اور باقی مسلمان ہو گئے اور پانی لائے۔ اسکے بعد اس کنوئیں پر کوئی آواز نہ آئی (شواہد النبوت جامی ص۱۶۶)

(۱۹) جنگ صفین میں شامیوں کا ایک اونٹ اپنی سوار اور بوجھ کو پھینک کر لوگوں کو چیرتا ہوا چلا آیا اور جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے پاس کھڑا ہو کر اپنا منہ جناب امیر کے کندھے مبارک پر رکھ کر اپنے ہونٹوں کو ہلانے لگا گویا اسنے کچھ بیان کیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ واللہ یہ ایک علامت ہے میرے اور جناب رسول مقبول صلعم کے لیئے (ارحج المطالب ص۸۴۵)

شہادت

جناب امیر علیہ السلام نے حسنین شریفین سے وصیت فرمائی۔ کہ میرے انتقال کے بعد مجھ کو ایک تخت پر رکھنا اور نجف اشرف میں لے جانا۔ اور وہاں تم دونوں ایک سفید پتھر دیکھو گے۔ جس میں نور چمکتا ہوگا۔ پس اس مقام پر زمین کو کھودنا۔ ایک تختہ پاؤگے۔ اس قبر میں مجھ کو دفن کرنا (حاکم۔ ارحج المطالب ص۸۳۷ و شواہد النبوت ص۱۷۰)

جب ایام شہادت نزدیک ہوئے۔ تو جناب رسول خدا کو خواب میں دیکھا جو کچھ اُمت کا سلوک تھا۔ بیان کیا حضور نے فرمایا۔ ان کے واسطے دُعا کر۔ مجھ کو ایسا بدل دے۔ جو مجھ سے اچھا ہو۔ اور ان لوگوں پر ایسا شخص مسلط کر جو بدتر ہو۔ اسوقت بطخوں نے چیخنا شروع کر دیا۔ مسجد میں جاکر نماز کی تیاری فرمائی۔ تکبیر اولیٰ کے بعد ابن

ملجم خارجی نے تلوار زہر دار کو جناب امیر علیہ السلام کی پیشانی و سر مبارک پر مار لگائی۔ وہ مغز تک پہنچی۔ زہر کا اثر ہوا۔ جناب کو اٹھا کر دولت خانہ میں لے گئے ۱۹ ماہ رمضان المبارک کو زخم شدید پہنچا۔ ۲۱ ماہ رمضان المبارک سنہ ہجری کو اس جہان فانی سے کوچ فرما گئے۔ ابن ملجم پکڑا گیا۔ اور قتل کیا گیا۔

جب جناب امیر علیہ السلام نے وفات پائی۔ تو غیب سے ایک آواز آئی۔ محمد علیہ السلام گذر گئے۔ اور وصی اس کا شہید ہوا۔ امت کی نگہبانی کون کریگا۔ دوسرے نے کہا۔ جو شخص ان کی سیرت کی پیروی کرے۔ جب آواز بند ہوئی مکان کے اندر جا کر دیکھا۔ تو غسل و کفن کیا ہوا پایا (شواہد النبوت ص ۱۷ صواعق محرقہ ص ۲۳۲)

جناب امام حسن علیہ السلام نماز جنازہ پڑھائی۔ اور سات تکبیر نماز جنازہ پڑھی (صواعق محرقہ ص ۲۳۲)

پوشیدہ دفن کئے گئے۔ ابن عساکر کا قول ہے کہ جناب ایک اونٹ پر رکھکر مدینہ منورہ کی طرف لے جانے لگے۔ تو اونٹ غائب ہوگیا۔ پتہ نہ چلا کہ کہاں گیا۔ جناب کی عمر شریف ۶۳ سال کی تھی ۔

کسے را میسر نشد ایں سعادت

بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

جناب امیرالمومنین وارث علم الاولین والآخرین

اللہ اللہ الغالب غالب کل مطلوب کل طالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے بارہ میں
روایت کی مجاہد نے ابوعمر سے اور ابوسعید خدری سے کہ کہا ان دونوں نے کہ ایک دن ہم
خدمت رسولخدا صلعم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ سلمان فارسی آئے اور ابوذر غفاری اور مقداد بن
اسود اور عمار بن یاسر اور حذیفہ بن الیمان اور الہشیم بن التیہان اور ابوالطفیل اور عامر بن واملہ ان کے
ہمراہ تھے۔ یہ سب خدمت بابرکت رسول خدا صلعم میں آکر بیٹھ گئے۔ اور آثار ملال واندوہ انکے چہرہ سے ظاہر تھے
ان سب نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلعم آپ متوجہ ہو کر سنئے۔ کہ بعض باتیں اہل بغض و حسد ہم سنتے ہیں بہ
نسبت ابن عم آپکے بھائی کی کہ ہم کو نہایت ناگوار ہوتے ہیں۔ اور بہت رنج ہوتا ہے۔ پس حضرت نے فرمایا
کہ کیا کہتے ہیں حق میں علیؑ ابن ابیطالب میرے بھائی کے انہوں نے عرض کیا یا حضرت وہ لوگ یہ کہتے ہیں۔
کہ کیا بزرگی اور فضیلت ہے ہمارے پیشوا اور مقتدا حضرت علیؑ کو بمقابلہ دوسروں کی سبقت اسلام
میں کسواسطے کہ حضرت علیؑ اس زمانہ میں طفل نابالغ تھے۔ حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ میں تم کو خوش
کروں تم ایسے خوش ہوگے کہ روشن ہو جائینگے دل تمہارے قسم ہے مجکو اس خدا کی جسکے قبضہ قدرت
میں میری جان ہے اور جس نے مجکو مبعوث برسالت کیا ہے ایک نقل بیان کرتا ہوں میں تم سے کہ
خدائے برتر نے مجکو خبر دی ہے اوس سے شاید کہ تم نے بھی کتب سابقہ میں دیکھا پڑھا ہو وہ یہ ہے۔ کہ
جسوقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ میرے باپ کو نمرود نے ملک سے نکالدیا تو منقول ہے کہ جب وہ
جناب پیدا ہوئے توانکی والدہ نے وقت غروب آفتاب کے ایک پارچہ چھال درخت کا انکو پہنایا۔ اور کنارہ
جوئبار اڑپر انکو لے گئیں اور اس جگہ ان کو رکھا پس اسوقت حضرت ابراہیمؑ اوٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ہاتھ
اپنے منہ پر پھیرنے لگے۔ اور کلمہ توحید ورد زبان کیا اور جس کپڑے میں آپ تھے اپنا منہ اس سے صاف
کرنے لگے جب یہ حال انکی ماں نے دیکھا تو بہت ڈریں۔ اس ماجرا کو خدا نے قرآن میں فرمایا ہے (دیکھو
کتاب فضایل مرتضوی)۔

اور دیکھلایا ہمنے فرشتگان کو اور آسمان اور زمین کو تاکہ ہو وے اہل یقین سے جب رات ہوئی
تو دیکھے حضرت ابراہیم نے ستارے تو کہا یہ ہے رب میرا جب وہ غروب ہوگئے تب کہا ہے
میرا تو قائم دائم واحد ہے۔ اور میں نہیں ہوں شرک کرنیوالوں سے اے گروہ اصحاب اور جانو تم
کہ حضرت موسیٰ ابن عمران کے مارنے پر فرعون تلا تھا۔ عورت کے شکم جو حاملہ ہوتی تھی۔ چاک کر ڈالتا تھا۔

کہ حضرت موسیٰ اگر شکم میں ہوں تو مارے جاویں یہانتک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام متولد ہوئے اور بوقت پیدا ہونیکے حضرت موسیٰ نے اپنی والدہ سے کہا کہ مادر گرامی مجھکو ایک تابوت میں رکھکر دریا میں بہا دے اے اصحاب جب یہ کلام کلیم اللہ سے اسکی ماں نے سنا تو ڈریں اور کہا کہ تو دریا میں غرق ہو جاویگا۔ تو حضرت موسیٰ نے کہا اے مادر مہربان کچھ خوف اندیشہ نہ کر اللہ تعالیٰ مجھکو صحیح سلامت تیرے پاس پہنچا دیگا پس ان کو ایک تابوت میں رکھکر ان کی ماں نے دریا میں ڈالدیا۔ بعد عرصہ بقدرت خدا پانی سے حضرت موسیٰ کو سالم کنارہ پر پہنچا دیا۔ اور اپنی ماں کے پاس پہنچے۔ خدا نے انکی ماں کو بھی خبر دی تھی اے گروہ اصحاب اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خداوند نے طفولیت میں کتاب اور نبوت عطا کی تھی۔ اور انکو وصیت زکوٰۃ نماز کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تین یوم کے تھے کہ متکلم ہوئے۔ اور یہ سنو کہ خداوند تعالیٰ نے مجھکو اور علیؑ کو ایک نور سے پیدا کیا۔ اور جب ہم پشت آدم میں ہمارا نور آیا تو ہم تسبیح ذکر خداوند عالم میں مصروف تھے یہانتک کہ ہمکو نقل کیا خدا تعالیٰ نے اصلاب طاہرہ سے ارحام پاکیزہ کی طرف چنانچہ جو تسبیح اور ہم رحموں اور پشتوں میں کرتے تھے۔ اور ماں باپ ہمارے انکو سنتے تھے ہر وقت اور ہر عہد میں یہاں تک ہم پشت حضرت عبد المطلب میں پہنچے اور نور ہمارا ہمارے باپ دادا کے چہروں سے روشن تھا اسوقت تک وہ نور واحد میرا اور علیؑ کا دو حصہ ہوکر آدھا صلب عبد اللہ میں اور نصف صلب ابو طالب میں گیا تا یہ کہ ہم ماؤں کے پیٹ میں پونچے جب وہ زمانہ آیا کہ علیؑ کعبہ بیت اللہ میں متولد ہوئے۔ تو اسوقت جبرائیل امین طرف رب العالمین سے میرے پاس آئے اور کہا کہ اے حبیب خداوند عالم بعد تحفہ درود کے مبارکباد دیتا ہے تمکو پیدائش علی ابن ابیطالب تمہارے بھائی کی اور خدا نے فرمایا ہے کہ اے حبیب میرے وقت ظاہر ہوئی اب تیری نبوت کا ہے اور نزول وحی کا قریب پونچا ہے۔ اور مؤید کیا مینے تجھکو بجد و قوت تیرے بھائی اور وزیر اور وصی اور خلیفہ اور مانند تیری کے اور نام تیرا بسبب اسکے بہت بلند ہوگا۔ اور نسل تیری اوس سے قائم اور باقی رہیگی جب علیؑ پیدا ہوئے تو انکی والدہ نے علیؑ کو میرے ہاتھوں پر رکھا اور میں نے علیؑ کو گود میں لیا اوس وقت حضرت علیؑ نے انگشت شہادت اپنے داہنے ہاتھ کی اپنے کان پر رکھے اور میری رسالت کا اقرار کیا۔ اور کہا علیؑ نے کہ یا رسول اللہ صلعم کچھ پڑھوں حضرت رسالت فرمانے لگے کہ مجھے قسم ہے اس خداوند عالم کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ حضرت علیؑ نے پڑھنا شروع کیا۔ ان صحیفوں کا جو خداوند تعالیٰ نے حضور حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت شیث علیہ السلام پر بھیجے تھے اور اول سے آخر تک ان صحف کو ایسا پڑھا کہ اگر حضرت

شیث علیہ السلام ہوتے تو اقرار کرتے کہ علیؑ علیہ السلام مجھ سے زیادہ حافظ ہیں۔ بعد اسکے توریت حضرت
موسیٰ علیہ السلام اور زبور حضرت داود علیہ السلام اور انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس خوش
الحان سے پڑھا کہ اگر یہ صاحب کتب ہوتے تو انصاف کرتے اور داد دیتے بعدہٗ فرقان کو پڑھا کہ
جسکو خداوند عالم نے مجھکو بھیجا ہے جیسا کہ میں حافظ فرقان علی بھی حافظ اسی کا ہے۔ بعد ازاں حضرت
علیؑ علیہ السلام اور مجھ سے وہ گفتگو ہوئی جو انبیاء اور اولیا میں ہوئی ہے بعد اسکے حضرت علیؑ نے
طرف طفولیت کے رجوع کی اسیوقت میں نے علیؑ کو اپنی گود میں سے ان والدہ فاطمہ بنت اسد بنت
خویلد دیدیا۔ اے دوستو تم میرے دشمنوں کے کہنے پر کیوں رنجیدہ ہوتے ہو کیونکہ گفتار اہل شک اور
شرک سے کچھ غبار نہیں تم اسبات پر رہو کہ میں سب نبیوں سے افضل اور اعلیٰ ہوں اور اکمل ہوں۔
اور علیؑ وصی میرا جملہ وصیوں سے افضل اور اعلیٰ ہے اسوقت سلمان فارسی اور سب اصحاب
کبار خوشنوش ہوئے اور ہنستے ہوئے اٹھے اور صلوات اور سلام محمد وآل محمد پر بھیجنے لگے اور کہتے
تھے ہم خلاصی یافتہ ہیں آتش دوزخ سے اسوقت حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا واللہ تم رستگار
ہو اور بہشت تمہارے واسطے ہے اور دوزخ تمہارے دشمنوں کے لئے اور تمہارے آقا اور
صاحب دشمنوں کیلئے ہے انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت رسالت ایک
کوہ پر تشریف لے گئے اور مجھے فرمایا کہ فلاں موضع میں جا اور وہاں حضرت علیؑ علیہ السلام
سنگریزوں پر تسبیح حق کر رہے ہے ان کو بلا لا انسؓ کہتا ہے میں حسب الحکم جناب پیغمبر صلعم وہاں گیا
اور جناب امیرالمومنین کی خدمت میں گیا اور عرض کیا آپ تشریف لائے اور حضرت رسول اللہ صلعم
کو سلام کیا۔ آنحضرت نے جواب سلام دیا اور فرمایا اے علیؑ جس سنگ پر میں بیٹھا ہوں ستر پیغمبر بیٹھ
چکے ہیں اور ان کے وصی بھی بیٹھ چکے ہیں۔ میں ان پیغمبروں سے بہتر ہوں اور تو ان وصیوں سے
بہتر ہے انسؓ کہتا ہے اس اثنا میں ایک ابر حضرت رسولخدا کے سر مبارک پر آیا اپنے دست دراز
کر کے اس ابر سے ایک خوشہ انگور لے لیا اور اپنے اور علیؑ کے درمیان میں رکھلیا۔ اور فرمایا اے
برادر کھاؤ یہ خدا تعالےٰ نے تحفہ بھیجا ہے اور فرمایا اے علیؑ اس ابر سے تین سو پیغمبر اور ان کے وصی
مائدہ کھا چکے ہیں۔ ہمسے پہلے لیکن اے عزیز برادر میں ان نبیوں سے بہتر ہوں اور تو ان وصیوں
سے بہتر ہے جب فراغت ہوئی تو انس کہتا ہے میں نے حضرت پیغمبر صلعم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
علیؑ آپ کے برادر ہیں آنحضرت نے فرمایا ہاں علیؑ میرا بھائی اسواسطے کہ خداوند عالم نے ایک
آب زیر عرش ہزار برس قبل از خلقت حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا کیا تھا۔ اس پانی کو مروارید سبز

میں رکھا تھا۔ جو حضرت آدم کو پیدا کیا تو اس پانی کو صلب آدم میں جاری کیا بعدآدم اس آب کو صلب حضرت شیث میں منتقل کیا اسیطرح بعد اسکے ایک صلب طاہرہ سے دوسری صلب طاہرہ میں جاری کیا کہ وہ بصلب عبدالمطلب میں پونچا پس وہاں سے دو حصّہ کیا خدا نے اسنور اپنے کو ایک حصہ صلب حضرت عبداللہ میں قرار پایا۔ اور دوسرا حصہ صلب حضرت عمران ابوطالب میں پونچا۔ اس نصف آب سے میں پیدا ہوا اور نصف سے حضرت علیؑ پیدا ہوئے اس صورت میں علیؑ میرا برادر ہے دنیا و آخرت میں بحوالہ کتاب مقابل مرتضوی اور بحوالہ کتاب الانوار الاعجازیہ لکھا گیا۔ اور مسند احمد حنبل کی تاریخ میں ترجمہ حدیث کا لیا گیا وہ یہی کہ فرمایا حضرت رسول صلعم نے کہ میں اور علیؑ چوداں ہزار برس قبل از خلقت آدم علیہ السلام سے عالم نور میں بحضور پروردگار موجود تھے۔ اس نور کے دو حصہ ہوئے اس کا ایک ٹکڑا میں ہوں اور دوسرا ٹکڑا علیؑ ابن ابیطالب ہے میں سرفراز ہوا منصب نبوت پر اور علیؑ منصب خلافت پر یہ کتاب قبول فیصل میں درج ہے اور کتاب الانوار الاعجاز میں امام حسنؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا جناب سرور کائنات نے کہ بہشت میں ایک چشمہ ہے شہد سے شیریں تر اور برف سے خنک تر اور مشک سے خوشبو تر اس چشمہ سے خداوند عالم میری طینت پیدا کی میں پیدا ہوا نور سے اور میری اہلبیت میرے نور سے پیدا ہوئی اور اہلبیت کے نور سے انکی محب پیدا ہوئی ہیں۔ خدا تعالیٰ میرے نور کو چار لاکھ چوبیس ہزار برس پہلے عرش و کرسی و آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے پیدا کیا ہے اور اس نور نے بیشمار حجابوں میں تسبیح خدا کی ہے۔ اور ایک بزرگ صوفیہ کرام سے رسالہ رہبر حق میں لکھتے ہیں۔ کہ نور محمدؐ ایک پدم بیس کروڑ ننانوے لکھ سال تسبیح خدا میں حجابو رہا اسکے بعد صلب آدم میں منتقل ہوا خداوند قدیم قایم دایم ہے +

اور کتاب قصص الانبیاء میں پیدائش کائنات نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا اسطرح لکھا ہے۔ کہ روایت کرتے ہیں محمدؐ بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن بخاری حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے باپ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور وہ اپنے باپ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اور وہ اپنے باپ حضرت امام حسینؑ علیہ السلام سے اور انہوں نے سنا اپنے والد حضرت امیر المؤمنین علیؑ کرم اللہ وجہہ سے آپنے فرمایا ایک روز میں جناب رسول خدا صلعم کے پاس بیٹھا تھا کہ جابر بن عبداللہ انصاری نے آکر رسولخدا سے عرض کی یا رسول اللہ مجھے خبر دو کہ اول خدا نے کس چیز کو پیدا کیا جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ سب کے آگے اللہ تعالیٰ نے نور میرا پیدا کیا تھا۔ ہزار برس تک کہ ایک روز اس جہان کا ہزار برس کے برابر ہے اس جہان کے بمصداق اس آیت قرانٰ

يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّوْنَ. جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک دن تمہارے رب کے نزدیک ہزار برس کے برابر ہے اس دنیا کے برسوں سے کہ جو تم گنتے ہو وہ نور میرا قدرت الہی سے عظمت وبزرگی آلہی کی مشاہدہ کرتا اور تسبیح وطواف اور سجدہ آلہی میں مصروف تھا۔
اور ابن عباس سے روایت ہے کہ اس نور محمدؐ مصطفٰی نے بارہ ہزار برس تک عالم تجردی میں خدا کی عبادت کی پھر حق تعالیٰ اس نور کو چار قسم کر کے ایک سے عرش کو پیدا کیا۔ دوسری قسم سے قلم کو تیسری قسم سے بہشت کو چوتھی قسم سے عالم ارواح کو اور ساری مخلوق کو خلق کیا اور ان چار میں چار قسم نکال کے تین قسم سے عقل اور شرم اور عشق پیدا کیا۔ اور قسم اول سے عزیز ومکرم مجھکو پیدا کیا کہ رسول اس کا ہوں بمصداق لولاک لما خلقت الافلاک اگر نہ پیدا کرتا تجھکو اے محمدؐ نہ پیدا کرتا سارے مخلوق کو موافق اس حدیث کے انا من نور اللہ والخلق کلھم من نوری فرمایا حضرت نے میں پیدا ہوا نور اللہ سے اور میرے نور سے ساری مخلوق ہے بعد اسکے خدا کا حکم قلم کو ہوا کہ ساق عرش پر اول اس کلمہ کو لکھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ قلم سے چار سو برس تک لکھا تو عرض کی یارب العالمین تو بیمثل بے مانند ہے تیرے نام کے ساتھ یہ نام بزرگ کس کا ہے پس جناب باری سے آواز آئی" یہ نام میرے حبیب برگزیدہ کا ہے تو لکھ محمدؐ رسول اللہ جب یہ حکم ہوا قلم کے منہ پر شگاف ہوا جب سے لکھا محمد رسول اللہ اسکے بعد عرش کے اوپر اٹھارہ ہزار برج پیدا کئے۔ اور ہر برج میں اٹھارہ ہزار ستون کھڑے کئے۔ اور ہر ستون کے اوپر ہزار کنگرے بنائے ایک کنگرے سے دوسرے کنگرے تک سات سو برس کی راہ ہے۔ اور ہر کنگرے پر اٹھارہ ہزار قندیل ہیں۔ ہر ایک ایسا بڑا کہ سات طبق زمین وآسمان اس طرح ہیں جیسے انگشتری میں نگینہ ہو سکے بعد چار فرشتے پیدا کئے ایک بصورت آدمی دوسرا بصورت شیر تیسرا گدھ کے صورت چوتھا بصورت بیل کے ہے پاؤں ان کے تحت الثری میں پونچے اور مونڈھے انکے نیچے عرش کے لگے ہوئے ہیں۔ اور چلنے کیوقت ایک قدم چار ہزار برس کی راہ میں جا پڑے خدا کا حکم ہوا انکو عرش اٹھانیکو تب ان چاروں نے زور کیا نہ اٹھا سکے اور یہ تسبیح پڑھی حمد کرتا ہوں اللہ کے لئے نہیں کوئی معبود سوائے خدا کے اور اللہ بزرگ توانا ہے بڑا زور والا ہے جب یہ پڑا تو عرش کو اٹھا لیا بعد اسکے عرش کے نیچے ایک دانہ مروارید پیدا کیا۔ اس سے خدا نے لوح محفوظ بنایا بلندی اس کی سات سو برس کے راہ اور چوڑائی اس کی تین سو برس کی راہ اور چاروں طرف اسکی یاقوت سرخ جڑا ہوا اور قلم نے بحکم خدا علم خدا کا موجودات میں ہونیوالا تھا لکھا تھا جو روز قیامت تک ہونا تھا پہلے لوح پر لکھا گیا بعد اس کی لوح محفوظ خود بخود جنبش میں آیا۔

اور خوش ہوا کہ سارے خدائے کا علم مجھ پر لکھا گیا ہے اور پھر اس مروارید پر حکم ہوا وسیع ہکو مروارید
پہلی جانب پھیل گیا وسیع کرسیہ السموٰات والارض وسیع ہوئی کرسی ساتوں آسمانوں اور زمینوں
سے پھر نیچے کرسی کے ایک دانہ یاقوت کا پیدا ہوا بلندی اس کی پانسو برس کی راہ اور چوڑائی بھی
اسی قدر رکھتی جب اس کی طرف دیکھا ایزد جلشانہ کی ہیبت سے وہ خود بخود پانی ہو گیا۔ اور بعد اس کے
صبا دبور جنوب شمال ان چار باد کو پیدا کیا اور حکم دیا کہ تم ہر چار گوشہ پر اس پانی کی موج مار کر
کف نکالو تو ایسا ہے کیا بعدہٗ قدرت الہی سے آگ دھواں دنار پیدا ہو کر اس پانی پر گئے۔ اور اس
سے دھواں نکل کر درمیان کرسی اور پانی کے ہوا پر معلق ہو رہا اور اسی دھویں سے حق تعالے نے سات
پارے کر کے ایکپارے سے پانی اور ایک پارے سے تانبا اور ایک پارے سے لوہا اور ایک پارے سے چاندی
اور ایک پارے سے سونا اور ایک پارے سے مروارید اور ایک پارے سے یاقوت سرخ پیدا کیا۔ اور پھر اس
پانی سے آسمان اول اور پارے سے تانبے کی دوسرا آسمان اور پارے سے لوہے کی تیسرا آسمان اور پارے
سے چاندی کی چوتھا آسمان اور پارے سے سونے کے پانچواں آسمان اور پارہ مروارید سے چھٹا آسمان
اور پارہ یاقوت سے ساتواں آسمان بنایا اور فاصلہ ہر آسمان کا ایک دوسرے سے پانسو برس کی راہ
ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے قدرت کاملہ سے اپنے اس کف آب سے پشتہ خاک سرخ پیدا کیا اسے جگہ پر جہاں اب
خانہ کعبہ ہے اور جبرائیلؑ میکائیلؑ اسرافیلؑ و عزرائیلؑ کو حکم ہوا کہ چار گوشہ اس پشتہ خاک کی پھیلا دو انہوں
نے ویسا ہی کیا۔ اور یہ زمین اسی پشتہ خاک سے پیدا ہوئی اٰیتہ خلق الارض فی یومین بنایا خدا نے زمین
کو دو دن میں اور عبداللہ بن سلام سے روایت ہے ایک روز احوال زمین کی دریافت کرنے کے واسطے
جناب رسول اللہ صلعم کے پاس آئے اور عرض کی یا حضرت خداوند نے اس زمین کو کس چیز سے بنایا ہے
حضرت نے فرمایا کف آب سے پھر پوچھا کہ وہ کف کس سے پیدا ہوا فرمایا پانی کی موج سے پھر سوال
کیا موج کس سے نکلے فرمایا پانی سے پھر پوچھا وہ پانی کس سے نکلا ہے فرمایا ایک دانہ مروارید سے
کہا مروارید کس سے ہے فرمایا تازگی سے پھر سوال کیا حضرت زمین کو قرار کس سے ہے فرمایا
کوہ قاف سے کہا کوہ قاف سے کس سے بنا ہے فرمایا زمرد سبز سے اور آسمان کی یہ سبزی اسکے
پرتو سے ہے کہا سچ ہے یا رسول اللہ اور بلندی کوہ قاف کی کسقدر ہے فرمایا پانسو برس کی
راہ اور گرداگرد اس کے کسقدر ہے فرمایا دو ہزار برس کی راہ ہے اور اس پار کوہ قاف کی
کیا چیز ہے فرمایا سات زمینیں ہیں مشک سے بنی ہوئیں اور اسکے بعد کیا ہے فرمایا سات
زمینیں کافور سے بنی ہوئی اور اسکے بعد کیا ہے فرمایا سات زمینیں ہیں چاندی کی اور بعد اس کے

کیا ہے فرمایا ستر ہزار علم ہیں۔ اور نیچے ہر علم کے ستر ہزار فرشتے ہیں۔ اور آواز کرتے ہیں
کہ آدم اس تسبیح سے پیدا ہوئے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا صدقت یا رسول اللہ اور کہا
اس طرف کیا ہے حضرت نے فرمایا ایک اژدہائے دروازے اسکے دو ہزار برس کی راہ اور یہ
سارے عالم اسکے حلقے میں ہیں کہا صدقت یا رسول اللہ ساتویں زمین پر کون ہیں فرمایا فرشتے
چھٹی زمین پر شیطان اور اس کی اولاد اور پانچویں زمین پر دیو اور چوتھی زمین پر سانپ اور تیسری
زمین پر جانوران گزندہ اور دوسری زمین پر پریاں ہیں اور اول زمین پر آدمی ہیں کہا صدقت
یا رسول اللہ اور نیچے ساتویں زمین کے کیا ہے فرمایا ایک گائے ہے۔ ایسی کہ اسکے چار ہزار سینگ
ہیں۔ اور اسکے ایک سینگ سے دوسرے سینگ تک فاصلہ پانسو برس کی راہ کا ہی اور یہ سات
طبق زمین اسکے دو سینگوں کے درمیان ہیں پھر پوچھا وہ گائے کس پر کھڑی ہے حضرت نے فرمایا
ایک مچھلی کے پشت پر اور مچھلی آب پر ستادہ ہے اور عمق اور گہرائی اوس پانی کا چالیس برس
کی راہ ہے اور وہ پانی ہوا پر کھڑا ہے اور ہوا قدرت خدا سے معلق ہے اور قدرت اس کی بے پایاں ہے
اور ذات صفات اسکی منزہ ہے نقصان اور زوال سے کہا سچ ہے یا رسول اللہ صلعم جو روایت
عبداللہ ابن عباس سے مذکورہ بالا ہوئے کہ نور محمدی باراں ہزار برس زیر عرش تسبیح خواں رہا
اور ہزار برس دنیا کا ایک دن عرشے کے برابر ہے تو یہ حساب کیا جائے تو چار عرب اٹھتیس کروڑ شمار
میں دور اپیدا آفرینش ہوتا ہے اور اگر صاحب انوار الاعجاز کا جو اوپر لکھا گیا ہے کہ چار لاکھ چوبیس ہزار
برس نور محمدی بیشمار حجابوں میں تسبیح الٰہی میں مصروف رہا ہے اگر حساب کیا جائے تو پدم سنکھوں
تک پہنچے گا۔ مختلف روایات ہیں قصص الانبیاء مصنفہ جناب غلام نبی ابن عنایت اللہ مطبوعہ کریمی
بمبئی کتاب فضایل مرتضوی لکھا ہے کہ شب معراج میں خاتم الانبیاء نے ایک قطار شتران کی
ملاحظہ فرمائے کہ غرب سے شرق کو جاتی ہے اور ہر ایک ناقہ پر صندوق لدے ہیں۔ آنحضرت نے
جبرائیل سے دریافت کیا کہ یہ ناقہ کیسے ہیں۔ اور کہاں جاتے ہیں۔ جبرائیل نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
جب سے خداوند عالم نے مجھکو خلق فرمایا۔ اسی طرح قطار کو جاتے دیکھتا ہوں حضرت سرور کائنات
نے فرمایا کس طرح حال آشکارا ہو جبرائیل نے ایک ناقہ کو بٹھلایا اور کنجی بسم اللہ سے کھولا تو کتابیں
تھیں تمام صندوقوں میں اور سب میں فضایل حضرت علی علیہ السلام لکھے تھے۔ اور فرمایا حضرت صلعم
نے کہ اگر شجر شجر قلم ہوں اور تمام دریا سیاہی ہوں اور برگ ہر ایک شجر ورق ہوں یکقلم دریا ہے
اور قلم بھی سراسر تمام ہوں لیکن نہ وصف حیدر صفدر تمام ہوں اور جناب رسول اللہ صلعم فرماتے

ہیں کہ نظر کرنا علی کی طرف عبادت ہے اور ذکر علیؑ بھی عبادت ہے حدیث انظر علیؑ وجہہ علی عبادۃ جو
شخص ذکر فضیلت کرے ایک علیؑ کی اسکے گناہ خدا بخش دیتا ہے جو ایک فضیلت اگر لکھی جب تک
وہ تحریر رہے ملائکہ کاتب کے حق طلب مغفرت کرتے ہیں جو سنے یا دیکھے بخشتا ہے خداوند عالم اوس
سمع و بصر کو اور فرمایا حضرت پیغمبر صلعم نے علیؑ ہمراہ حق کی ہے اور حق ہمراہ علیؑ کے ہے دوستی علی گناہ
کو کھاتی ہے جیسے لکڑی کو آگ اور ایمان کامل نہیں ہوتا جبکو محبت علیؑ نہو اور فرمایا آنحضرت نے
کہ خدا کو سوا میرے اور علیؑ کے کوئی نہیں جانتا اور علیؑ کو سوائے میرے اور اللہ کے کوئی نہیں جانتا
اور مجھکو سوائے اللہ اور علیؑ کے کوئی نہیں جانتا علیؑ کا قول میرا قول ہے اور حکم علیؑ کا میرا حکم ہے اور
دوست علیؑ کا میرا دوست ہے اور دشمن علیؑ کا میرا دشمن ہے اور ایک روز ایک شخص نے عرض
کی یا رسول اللہ کچھہ حضرت کا مرتبہ ارشاد فرمایئے آپ نے فرمایا کہ میں اور علیؑ آدم کی پیدایش سے
چودہ ہزار برس پیشتر خدا کی روبرو عالم نور میں تھے۔ جب حضرت آدم پیدا ہوئے تو ہمارا نور انکی
پشت میں قایم کیا گیا اسیطرح ہم دونوں کا نور ایک صلب طاہرہ سے دوسری صلب طاہرہ سے
بدلتا رہا اور تا بہ عبدالمطلب پونچا عبدالمطلب سے میرا نور حضرت عبداللہ کی صلب میں منتقل ہوا اور
علیؑ کا نور ابو طالب کی صلب میں آیا ہم دونوں مانند روح و جسم کے ہیں نہ مجھہ سے علیؑ جدا ہے اور نہ
میں علیؑ سے جدا ہوں علیؑ کا خون میرا خون ہے علیؑ کا جسم میرا جسم ہے علیؑ کی جان میری جان ہے
منقول از کتاب فضایل مرتضوی) ایک شخص نے حضرت رسول اللہ صلعم سے سوال کیا یا حضرت
علیؑ ملائکہ سے افضل ہیں فرمایا ملائکہ کو شرف ملا ہے حضرت کے ولایت اور محبت سے ملا ہے۔ ایک
روز جناب سرور کائنات جناب سیدہ دوجہان کی گھر تشریف لائے اور اشاروں سے حضرت
علیؑ کو دریافت فرمایا۔ اور نام نہ لیا جناب سیدہ دوجہان نے کہا کیا سبب قبلہ ام آج نام علیؑ کا حضور
نہیں لیتے حضرت نے فرمایا کہ مرشد روح الامیں کا رتبہ خدا وند نے اعلیٰ کیا ہے سوائے وضو کی نام نہ
لینا چاہیے۔ مجھکو اسوقت وضو نہیں ہے منقول ہے ایک شب حضرت پناہ بام پر برہنہ سر دست
دعا بلند کئے ہوئے تھے درگاہ آلہی میں بایں کلمات دعا فرماتے تھے۔ اے پروردگار بحق حیدر کرار امت
کے پشت کو بار گناہ سے سبک دوش کر دے ازدواج نے عرض کی کہ یا حضرت اور بھی مقربان درگاہ
آلہی ہیں حضرت علیؑ کا واسطے آپ کیوں دیتے ہیں کیا انبیاء سے بھی علیؑ کا رتبہ زیادہ ہے تو فرمایا
جناب رسالت پناہ نے کہ حضرت کا قرب نزد حق رسولوں سے زیادہ اگر نہ ہوتا واسطہ علیؑ کا دعا
میں نہ دیتے مقربان درگاہ بھی علیؑ کا واسطے دیتے ہیں ؎

اگر واسطہ علیؑ کا دعا میں ندیں عباد ✣ درگاہ حق میں پھر کبھی حاصل نہ ہو مراد
ہمنام کبریا کے سوا کس کا نام لوں ✣ اعلیٰ علیؑ سے کون ہے میں نام جسکا لوں

شب معراج میں ایک مقام پر ایک شیر کو دیکھا تو حضرت جبرائیل نے عرض کی یا حضرت اپنی انگشتری اس شیر کے منہ میں ڈالدیں آنحضرت نے اپنی انگشتری اس شیر کے منہ میں ڈالدی اور آپ قاب قوسین پر پہونچے ؎

شیر عسل سرکہ کھانا جب آیا ✣ عرض کی حضرت نے کہ شکر ہے خدایا
تنہا بندہ نے کبھی کھانا نہ کھایا ✣ پردہ سے ید قدرت نے حق لٹایا

دیکھا تو دست علیؑ ہے اور وہ انگشتری جو اسد کے دہن ڈالدی تھی وہ انگشتری آپکے دست مبارک میں تھی۔ ہمکاسہ دست خدا ہوا ؎

کافی یہ کف دست ہے ہر بندۂ رب کو ✣ کرتا ہوں عطا رزق اسی ہاتھ سے سبکو

پھر صبح کو جناب سرور کائنات جب حضرت علیؑ سے ملے تو وہ انگشتری علی کے ہاتھ میں دیکھی۔ اس روز سے ید اللہ اسد اللہ لقب مشہور ہوا اور یوم القیٰمۃ کو لوائے حمد جناب امیرالمومنین علیؑ کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور تمام انبیاء اس کے نیچے چلیں گے اور وہ لوا حضرت علیؑ کے سر پر مثل تاج چمکے گا۔ اور حضرت نے اس عرش پر لکھا دیکھا کہ کوئی معبود نہیں سوائے خدا کے اور محمدؐ اس کا رسول ہے اور علی اس کی نصرت کرنیوالا ہے اور حضرت نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علی دروازہ اس کا ہے پس جو کوئی شہر میں آنا چاہے دروازہ سے آئے ✣

منقول ہے ایک روز حضرت جبرائیل ہاتھ میں آفتابہ اور طاس لے کر خدمت رسول اللہ صلعم میں آئے بعد تحفہ درود سلام کے عرض کی کہ یا حضرت خدا تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہم کو ہاتھ علی کے بہت عزیز ہیں آج تم ہاتھ علی کے دہولاؤ تب حضرت نے علیؑ سے کہا۔ یا علیؑ آؤ ہم آج تمہارے ہاتھ دہولائیں۔ علیؑ نے عرض کی آپ بادشاہ ہیں اور میں غلام ہوں ترک ادب کیوں کر کروں حضرت نے فرمایا جبرائیلؑ حکم رب العالمین لائے ہیں یہ عذر کا موقع نہیں ہے آؤ آخر دست مبارک دہونے شروع کئے جب کل پانی آفتابہ کا ختم ہو گیا۔ تو جناب امیر علیہ السلام نے طاس کی طرف دیکھا تو خشک تھا جب دریافت کیا تو فرمایا حضرت نے آب آرندہ کا جبرائیل ہوا اور ریزندہ مصطفےٰ ہوا اور ہاتھ اسکے دہولائیں جو کل کا پیشوا ہوا ہے ہوساکنان عرش ملکر قطرہ تمام لیگئے اور مثل گلاب خوشبو کے کوثر میں تبرک کیلئے لیگئے۔ منقول ہے کہ

ایک روز ایک مرغ کے کباب آگے جناب کے رکھا تھا اور آپ خدا سے دعا مانگ رہے تھے
کہ یا الٰہی ایسے شخص کو لا جو تجھے ساری خلق سے محبوب ہو وہ میرے ساتھ اس طیر کو تناول کرے
کہیں جناب امیرؑ آئے انکے ساتھ تناول فرمایا اور ایک دن ایک شخص نے جناب سرور کائنات
سے سوال کیا کہ یا حضرت رسول اللہ صلعم آپ مالک بحر بر ہیں اور کل حال آپکو معلوم ہے یہ
ارشاد فرمائی کہ پانی کا منبع کہاں ہے آنحضرت رسولؐ نے فرمایا کوہ ابو قبیس پر جا الغرض وہ
شخص پہاڑ پر گیا۔ تو کیا دیکھا کہ ایک شخص تخت سنگ مرمر پر سوتا ہے اور چار طرف اسکے
نور پھیلا ہوا ہے اور اس شخص کے جو تخت پر سوتا تھا اسکی دنس انگشت سے دنس نہریں
آب کی جاری ہیں جب اس شخص نے غور سے دیکھا تو وہ جناب امیر علیہ السلام تھے وہ شخص
حیرت زدہ ہوکر جناب پیغمبر آخرالزمان کے پاس آیا تو حضرت علیؑ علیہ السلام رسول اللہ صلعم
کے پاس بیٹھے تھے۔

منقول ہے ایک سال بارش نہ ہوئی۔ بڑا قحط پڑا بندگان خدا حیران و پریشان ہوئے
اور جناب امیر سے لوگوں نے آکر عرض کی کہ یا حضرت قحط سے مخلوق بہت تنگ ہے اور آپ دعا
فرمائیں۔ آپ نے دعا فرمائی اسیوقت بارش ہوئی مخلوق مالا مال ہوئی۔ قحط جاتا رہا غلہ کی ارزانی
ہوگئی۔ روایت جناب سیدہ دوجہان سے ہے کہ ایک شب میں نے دیکھا کہ زمین جناب سے کچھ باتیں
کرتی ہے اور آپ بھی کچھ باتیں کرتے ہیں صبح ہوئی تو میں نے اپنے والد بزرگوار سے پوچھا تو حضرت
نے سجدہ شکر ادا کیا جب سجدہ سے سر اٹھایا تو فرمایا کہ اے فاطمہ تجھے بشارت ہو کہ حق تعالیٰ نے تیری
نسل کو طاہر اور اطہر کیا اور تیرے شوہر کو تمام مخلوق پر فضیلت دی اور زمین کو حکم دیا کہ جو کچھ زمین
پر گذرتا ہے وہ روزانہ خدمت علیؑ میں خبریں دیا کرے اور سب کا اتفاق ہے کہ دو مرتبہ ردالشمس
حضرت کیلئے ہوا ہے آفتاب بعد غروب پھر لوٹا ہے ایک مرتبہ نزول وحی رسولؐ خدا سر مبارک
اپنا زانو حضرت علی پر رکھکر سوئے تھے کہ سورج غروب ہو گیا تھا فراغ وحی سے حضرت نے فرمایا
علی نماز عصر تم نے ادا کی ہے عرض کیا یا حضرت دعا کرو خدا تعالیٰ پھر سورج کو لوٹا دے حضرت
حضرت نے دعا فرمائی تو شمس وقت نماز عصر پر آیا پھر علی نے نماز ادا کی عارؔ دوسری مرتبہ جنگ
صفین میں دریا اترتے دیر ہو گئی اور نماز عصر لوگوں کی قضا ہو گئی تو آپ نے دعا کی اور آفتاب
بعد غروب طالع ہوا تو تمام لشکر نے نماز کے وقت پھر نماز ادا کی۔

منقول از کتاب فضایل مرتضوی ایک مرتبہ حضرت پیغمبر نے حضرت علیؑ کو اپنی انگشتری دی

کہ اسپر محمدؐ بن عبداللہ کندہ کرادیں جناب امیرؑ نے مُہر کُن کو فرمایا کہ محمدؐ بن عبد اللہ نگینہ پر کندہ کردے وہ جب کرنے لگا بجائے اس کے محمدؐ رسولؐ اللہ کندہ ہو گیا۔ جناب امیرؑ نے دیکھا تو کہا اے شخص میں نے تو یہ کہا تھا اسنے کہا یا امیرالمؤمنین میرے ہاتھ نے خطا کی جب پاس حضرت کے تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا حضرت میں نے نقاش کو بموجب ارشاد حضور انور کے کہا تھا۔ لیکن اسنے کندہ کر دیا ہے آنحضرت نے فرمایا درست ہے جو کندہ ہوا جب صبح ہوئی تو اس انگشتری پر علیؑ ولی اللہ وصی رسول اللہ بھی لکھا ہوا تھا۔ یہ دیکھکر نہایت تعجب ہوا ناگاہ جبرائیل نازل ہوئے کہ یارسول اللہ آپکو حق تعالےٰ سلام فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ جو تمہیں منظور تھا انگشتری پر کندہ کیا اور جو ہمیں منظور تھا وہ ہمنے کندہ کیا اور جناب امیر علیہ السلام میں چار وصف ایسے خداوند تعالےٰ نے عطا کئے تھے جس میں کوئی شریک نہ ہوا ایک سب سے پہلے ایمان لائے دوسرا ہر جنگ میں لشکر کا ان کے ہاتھ رہا تیسرا جنگ سے کبھی فرار نہ ہوئے چوتھے حضرت کو بدست خود لحد قبر میں اتارا جملہ اصحاب کبار یا انصار کو یہ مراتب نصیب ہوا جو پیغمبر آخرالزمان کی تجہیز تکفین میں شامل ہوں یہ صاحبان کی انصار مہاجر بمقام ساعدہ نبی سقیفہ میں جمع ہو کر تدبیر خلافت میں تھے آخر اجماع یہ ہوا حضرت ابوبکر خلیفہ رسولؐ اللہ مقرر ہوئے اور حضرت علیؑ علیہ السلام اور ان کے فرزندان نے صرف جنازہ کیا اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور ان کی اولیاء اور ملائکہ ہفت آسمان و زمین کی جناب سرور کائنات کے جنازہ پر مجتمع ہوئے اور آگے ان کے حضرت علیؑ امام ہوئے اور جنازہ کیا گیا اور اندر ... ازواج نبیاں کو رکھا اور تمام روتے ہوئے حضرت علیؑ سے رخصت ہو گئے اور آپ جناب امیر علیہ السلام حضرت رسالت پناہ کی فاتحہ خوانی پر بیٹھے رہے تا چہلم اور اصحاب کبار انصار قیام بساعدہ نبی سقیفہ سے ایک روایت بعد وفات تین یوم مدینہ میں تشریف لائے اور روایت ہے کہ بارہ یوم بعد اسیطرح مختلف روایات ہیں۔ جو بارہ وفات مقرر کرتے ہیں جب سات یوم کے بعد اصحاب کا مجمع ہوا اور انہوں نے عرض کی لاش مطہر قبر سے باہر نکال کر جنازہ پڑھتے ہیں حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا تربت پر جنازہ کیا جائے اصحاب نے انکار کیا ضرور لاش مطہر نکالکر ہم جنازہ کریں گے تب حضرت علیؑ مع تربت حضرت پر سوار ہو گئے تب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا یہ حضرت نے فرمایا تھا کہ ایک روز ایسا ہو گا حضرت علیؑ مٹی کے گھوڑے پر سوار ہونگے اور سرخ عمامہ سر مبارک پر ہو گا اور دست مبارک میں تلوار چوبیں ہونگے اور دہن مبارک سے کف کذب

جاری ہوگا اوس روز تمام جہان کے لوگ اگر جمع ہونگے تب بھی حضرت علیؑ پر فتح نہ پاویں گے تب تربت پر جملہ اصحاب نے جنازہ پڑھا بمصداق اشعار مولوی جلال الدین رومی جو اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں ؎

اہل دنیا حب دنیا داشتن * مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتن

اہل دنیا کافران مطلق اند * روز و شب در جق جق در بق بق اند

اہل دنیا چہ سگیں * لعنت اللہ علیہم اجمعین

ترک دنیا ہست حدیث مصطفےٰ * عاشقان کردند ایں سنت ادا

معجزہ حضرت علیؑ آفتاب کی رجعت کا

ایسے ہی جناب فاطمہ علیہ السلام نے بھی وصیت حضرت علیؑ علیہ السلام کو یہ کردی تھی کہ جب میرے والد بزرگوار کا جنازہ ان لوگوں نے نہیں پڑھا تو میرے جنازے سے کیا تعلق ہے اسلئے جناب سیدۂ دوجہان کا جنازہ رات کو اٹھایا گیا۔ علیٰ ہذا القیاس ایسا ہی ان پانچوں نوری اجسام کا جنازہ اصحاب نے نہیں پڑھا اور نہ اُن حضرات کا جنازہ جناب امیر علیہ السلام نے پڑھا بحوالہ کتاب قول فیصل و مرتع السلام کتاب فضایل مرتضوی میں حضرت سلمان فارسی سے مروی ہے کہ ایکروز فراغ نماز صبح حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کہاں ہے ابن عم میرا علی جو دین میرا ادا کریگا۔ اور وعدہ وفا کریگا حضرت علیؑ علیہ السلام تشریف لائے ۔ اور لبیک کہکر کھڑے ہوگئے پیغمبر صاحب نے فرمایا اے علیؑ تم چاہتے ہو کہ اپنے فضل و مرتبہ کو جانو کہ پیش احدیت تمہارا کیا مرتبہ ہے حضرت علی نے کہا نعم یا رسول رسول اللہ صلعم پر حضرت نے فرمایا صحن مسجد میں جاؤ جب آفتاب طلوع کرے اسکو یہ خطاب کرکے کہو السلام علیک ایہا الشمس حضرت علیؑ نے کہا اے آفتاب تجھہ پر سلام ہو ابو تراب خورشید نے بحکم خدا دیا جواب اے عبد حق وصی نبی ملک الرقاب بیشک تو ہے ظاہر و باطن ہے اسلام حقا کہ تو ہی اول و آخر ہے اسلام سب اصحاب نے یہ سنا تو کہا کہ یا رسول اللہ صلعم کل آپ نے فرمایا تھا کہ اول و آخر صفات حق تعالےٰ ہیں فرمایا کہ ہاں اصحاب نے کہا کہ پھر آفتاب نے ان صفات کو حضرت علی کے واسطے کیوں بیان کیا۔ پھر فرمایا آپ نے آفتاب نے اول کہا تو مراد یہ ہے کہ وہ اول اس شخص کا ہے جو مجھہ پر ایمان لایا اور تصدیق میری کی اور آخر سے مراد یہ ہے کہ وہ آخر ہے اوس شخص کا کہ مجھے

خاک میں پنہاں کریگا۔ اور لحد میں رکھیگا۔ اور ظاہر سے مراد یہ ہے کہ دینِ خدا کو شمشیر سے ظاہر کریگا۔ اور باطن سے مراد یہ ہے کہ سب علوم باطنیہ اسکے دل میں پنہاں ہیں۔ اور جو طاعت خدا دشوار ہوتی ہے اسکو علیؑ اختیار کرتے ہیں اور علم کے دس حصے ہیں تو علیؑ کو عطا ہوئے اور ایک حصہ تمام دنیا کو اس ایک میں بھی حضرت علیؑ امیر شامل ہیں۔ جناب سیدہ دوجہان سے روائت ہے کہ قرآن مجید کے چھ دفتر ہیں پانچ دفتر ہم پنجتن ہیں اور چھیواں دفتر یہ قرآن کریم ہے جو شخص پانچ دفتر کا ناطق ہو وہ رحمت الٰہی سے ولی اللہ ہوتا ہے اور وہ چھیواں دفتر قرآن جناب امیر علیہ السلام کو ایسا تھا کسکا یہ مصحف ناطق کلام تھا پونچا ادہر جو پاا‌ون تو قرآن تمام تھا۔

کتاب روضۃ الواعظین اور ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ اور بحارالانوار میں مذکور ہے کہ جناب امیرالمؤمنین جب خانہ کعبہ میں روز جمعہ ۱۳ ماہ رجب کو متولد ہوئے اسوقت جناب رسالت مآب کا سن مبارک اٹھائیس سال کا تھا حضرت علیؑ کی ولادت کے قبل نہ بعد ولادت انکے کوئی شخص خانہ کعبہ میں پیدا ہوا یہ شرف بھی حضرت علیہ السلام کو درگاہ سے عطا ہوا اور تمام عالم کو نور وجود قابض الوجود سے اپنے روشن منور کیا اور اسم مبارک بحکم رب الجلیل اعلےٰ رکھا گیا قبل اس سے کوئی شخص اس نام سے مسمیٰ نہیں ہوا تھا منقول ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے حضرت رسول اللہ صلعم نے گود میں لیلیا جب گیسوئے معنبر رسول مقبول کی خوشبو انکے دماغ میں پونچی تو فوراً چشم مبارک کھولدیں اور پہلے جو آنکھہ کھولی تو دیدار سرور کائنات کا جمال باکمال دیکھا اور بشاشت سے کہا اسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ہنوز جناب امیر علیہ السلام نے دودھ نہ پیا تھا کہ ان کے دہن مبارک میں آنحضرت نے اپنی زبان مبارک دی آپ کی زبان سے بارہ چشمہ شیر کے جاری ہوئے حضرت علیؑ سیر ہوگئے۔ اور غسل ولادت بھی آنحضرتؐ نے دیا اور فرمایا یہ مجھکو اخیر غسل دیگا۔ جب اول پیدائش جناب امیر حضرت نبیؐ کی گود میں تھے ویسے حضرت رسول اللہ کا آخیری وقت حضرت علیؑ کے زانو پر ہوا جیساکہ دنیا میں آکر اول علی کی چشم مبارک چہرہ رسول خدا پر پڑی ویسے ہی آخری وقت رسولخدا کی نظر مبارک چہرۂ حضرت علیؑ پر پڑی جناب پیغمبر صلعم اس وجہ علیؑ سے محبت رکھتے تھے کہ گہوارہ جناب امیرؑ کا اپنی خوابگاہ کے قریب رکھتے تھے اور خود ہلاتے تھے۔ جب علیؑ کو خواہش شیر کی ہوتی تھی۔ تو رسول پاک اپنے ہاتھ سے شیر انکے حلق میں ٹپکاتے تھے۔ اور اکثر اوقات اپنے بھائی کو آغوش میں لے کر پہاڑوں اور صحرا کو لیجاتے تھے۔ اور علوم الٰہی کے اسرار تعلیم فرماتے تھے۔

منقول ہے کہ حوالے مکہ میں ایک اژدہا مثل کوہ عظیم کے پیدا ہوا کہ چار سو گز اسکا قد قامت تھا

اور اسکے سر پر شاخیں تھیں اور آنکھیں مثل مشعل کی روشن تھیں اور سر مثل کوہ اور دہن مثل غار کے تھا اور دانت چار چار بالشت کا تھا۔ اور منہ دس گز چوڑا تھا۔ جب وہ دم کھینچتا تھا دور دور سے جانوران مرغ کھینچکر اسکے منہ میں چلے جاتے تھے اور اسکے منہ سے آتش کے شعلے نکلتے تھے تمام مردم اس نواح کے بہت تنگ تھے اور کوئی حربہ اسپر کارگر نہ ہوتا تھا۔ ایک روز وہ اژدہا داخل شہر مکہ میں ہوا اسکے خوف سے شور و غل پڑ گیا اکثر لوگ گھر چھوڑ کر صحرا کو بھاگ گئے وہ اژدہا حضرت عمران کنیت ابیطالب کے گھر میں آیا جب قریب گہوارہ حضرت علیؑ کے آیا تو اس ایام طفولیت میں علیؑ نے اسکے دونو لب پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر کا فرمایا اور اسکو سر سے دم دو ٹکڑے کر دیا اور گہوارہ سے آپ نے ذرہ حرکت نہ کی تا دیر آدہی اژدہی کو اٹھائے رہے اور نصف بدن گہوارہ کے نیچے پھینکدیا پس کبر خلایق شہر کے دیکھنے کو دوڑے جو دیکھتا تھا حیران رہ جاتا تھا سب لوگ دیکھتے تھے کہ دو ٹکڑے گہوارہ کے نیچے پڑے ہیں اور دریائے خون اسکا جاری ہے جناب رسول خدا نے آدمیوں کو اشارہ کیا کہ ٹکڑیوں کو یہاں سے لیجاؤ چار چار سو آدمی نے ایک ایک ٹکڑا اٹھایا اور شہر کے باہر جا کر ڈالا ہر ایک شخص تحسین اور آفرین جناب امیر کی کرتا تھا ✽

جعفر بن انصاری سے منقول ہے کہ فرمایا حضرت سرور کائنات نے کہ جب روز قیامت ہوگا تو حضرت جبرائیل بحکم رب الجلیل دو حلقے میرے پاس لائینگے ایک میں کلید ہائے جنت النعیم اور دوسرے میں مفاتح نار جہیم ہونگے اور بہشت کی کنجیوں پر اسماء مومنونکے ہونگے کلید ہائے دوزخ پر نام دشمنان آئمہ ہدا مرقوم ہونگے پس میں ان دو حلقوں کو اپنے بھائی علیؑ کے ہاتھ میں دونگا۔ جیسا مناسب سمجھیں ویسا کریں۔ بحوالہ از مثنوی مولانا روم سے

پیش ازیں بیت المقدس قبلہ بود	خلق عالم مے نمود آنجا سجود
چوں تولد کرد در کعبہ علیؑ	کعبہ قبلہ گشت از نص جلی
طواف خانہ کعبہ ازاں شد بر ہمہ واجب	کہ آنجا در وجود آمد علی ابن ابیطالب
خوشا بخت خوش دین دنیائے ما	کہ ہمچوں علیؑ است مولائے ما

بحوالہ مثنوی رومی ✽

کتاب مناقب مرتضوی میں نوید بن ارقم سے منقول ہے کہ فرمایا جناب رسول صلعم نے اے علیؑ تمہیں مبارک ہو تمہارے کون ہو مثال ملائکہ اور بہشت تمہارے مشتاق ہیں جب روز قیامت ہوگا تو ایک ممبر نور میرے واسطے اور ایک حضرت ابراہیم خلیلؑ کے واسطے

اور ایک تمہارے واسطے میدان حشر میں نصب ہو گا ہم ان ممبرہائے نور پر قیام کرینگے۔ اور
منادی ندا کریگا کہ مبارک ہو یہ نبی اور یہ وصی ہے پھر خداوند تعالےٰ کنجیاں بہشت دوزخ کی
مجھے دیگا۔ اور میں تمہیں دونگا۔ اور جناب امام زین العابدین سے مروی ہے کہ جب قیامت
برپا ہو گی تو ایک مسند بہشت سے لاکر کنارہ جہنم پر بچھاوینگے اور جناب امیر اس مسند پر جلوس
فرماوینگے۔ اور دشمنان اہلبیت کو جناب کی روبرو لاکر حاضر کرینگے وہ کہیں گے اے جناب امیر
تم اس وقت ہم پر رحم نہیں کرتے یہ سن کر آپ ہنسینگے اور اٹھ کر بہشت میں تشریف لے
جائیں گے۔

کتاب عین الحیات ملا محمد باقر مجلسی میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت جبرائیل جناب رسالت
پناہ کی خدمت میں تشریف لائے اور عرض کی کہ بعد تحفہ درود وسلام کے کہا کہ اللہ تعالےٰ کہتا ہے کہ
اے میرے حبیب ہفت زمین اور آسمان کی اور جو ان میں پیدا کیا ہے کسی جگہ کو بہتر رکن مقام
ابراہیم سے پیدا نہیں کیا ہے اگر کوئی بندہ میرا ابتدا پیدائش عالم سے مقام ابراہیم میں عبادت
کرے اور اقرار ولایت علیؑ کا نہ کرے تو اسکو سرنگون جہنم میں ڈالونگا۔ اور فرمایا اے محمدؐ اگر کوئی
بندہ اسقدر عبادت کرے کہ بدن اسکا بوسیدہ ہو جائے اور علیؑ کی ولادت کا منکر ہو اسکو اپنے جنت
میں جگہ نہ دونگا۔ اور اپنے عرش کے سایہ میں نہ لاؤں گا۔ جناب علیؑ ابن الحسینؑ علیہ السلام سے منقول
ہے کہ جناب رسالت پناہ نے فرمایا کہ قسم خدا کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر کوئی بندہ
قیامت کے دن عرصہ محشر میں آئے اور عمل ستر پیغمبر کے لائے اور حضرت علیؑ کی ولایت کا منکر ہو تو اسکا
ایک عمل بھی قبول نہ ہوگا۔ اور امام زین العابدین سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت نے اگر بہترین مقام
ابراہیم پر کوئی بندہ تمام عمر عبادت کرے اور دوستی علیؑ کی نہ رکھتا ہو۔ تو عبادت اس کو نفع نہ دیگی۔

کتاب فضایل مرتضوی میں لکھا ہے۔ فاذا فرغت فانصب والی ربك فرغب
چند بار رسول اللہ صلعم کو خدا تعالےٰ کا حکم ہوا کہ حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر
کرو۔ حضرت رسول خدا صلعم کو یہ خیال تھا کہ کوئی ایسا وقت ملے کہ اختلامات سے خالی ہو اس موقعہ
پر اس امر کو ظاہر کیا جائے جب حضرت سرور کائنات نے حج الوداع سے مراجعت فرمائی اور ۱۸
تاریخ ذوالحجہ سنہ۱۰ھ کو وقت ظہر موضع خم غدیر پر پہنچے تو حضرت جبرائیل جانب حضرت رب الجلیل
سے نازل ہوئے۔ اور بعد تحفہ درود وسلام کے عرض کیا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ حبیب میرے وہ پیغام
میرے پروردگار نے تجھ پر نازل کیا ہے وہ اپنی امت کو سمجھا دے اگر نہ پہنچایا پس نہ پہنچایا

تو نے کوئی پیغام حضرت وہی کے نازل ہوتے ہی ٹھہر گئے یہ مقام تھا وہاں سے ہر طرف جو راستے
کے جدا ہوتے تھے جب سب لوگ جمع ہوئے تو چار کجاویوں کا ممبر بنایا گیا۔ لکھا گیا ہے کہ ایک
لاکھ بیس ہزار آدمیوں کا مجمع تھا اس مجمع میں حضرت رسول صلعم تشریف لائے اور سلمان
فارسی سے فرمایا کہ علی کو بلاؤ اور حضرت علیؑ بارشاد رسول اللہ صلعم حاضر ہوئے پھر پیغمبر صاحب
اس ممبر پر تشریف لے گئے۔ اور جناب امیر کو اپنے برابر جگہ دی اور بعد حمد و ثنا باری تعالے
حضرت نے سب کی طرف مخاطب ہو کر خطبہ ولایت علیؑ کا سنایا اور پھر دونوں ہاتھ جناب امیر
کے اپنے ہاتھوں سے لیکر بلند کئے کہ سفیدی بغل نمایاں ہوئی اور فرمایا یا ایہا الناس الست
بربکم من انفسکم اور فرمایا من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ یعنے جس کا میں مولا ہوں اس
کا علی مولا ہے سب کے پہلے حضرت عمر خطاب نے مبارک دی اور کہا بخ بخ یا علی انت
مولائی و مولائی کل مؤمنٍ و مؤمنةٍ یعنے یا علی آج آپ مولا ہوئے میرے اور کل
مومنوں کے اور مومنہ عورتوں کے تمام لوگوں نے وہ جسقدر وہ مجمع تھا حضرت علیؑ کی بیعت
کی اور ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلعم علی کو خدا کی جانب سے ہمپر امیر فرماتے ہیں یا اپنی طرف سے
حضرت نے فرمایا بحکم خدا آیتہ بلغ حکم تاکیدی ہے فہری بولا اگر حکم خدا سے ہے تو ہمپر عذاب نازل
ہو ورنہ آپ پر اسیوقت ایک پتھر آسمان سے نازل ہوا اور اسکی سر پر گرا وہ لعین لمعہ شرر
فی النار السقر ہو گیا اور تمام مخلوق نے اسوقت خلیفہ بلافصل حضرت علیؑ کو تسلیم کر لیا اور دوسری
آیہ الیوم اکملت لکم دینکم حضرت جبرائیلؑ لائے اور حدیث صحاح ستہ میں ہے حضرت نے فرمایا
لایزال امر الدین قائماً حقا یکون اثنا عشر خلیفة کلهم من قریش اول
علی و اخر هم مهدی ای اثنا عشر نقباء اور حدیث العلماء وارث الانبیاء اور حدیث
العلماء امتی افضل القوم بنی اسرائیل حدیث العلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ہمیشہ رہے گا یہ دین
قایم تا آنکہ اسمیں بارہ خلیفہ ہونگے جملہ قریش سے ہونگے اول علی ہوگا اور آخر مہدی ہوگا اور یہ
ہیں باراں نقیب اور یہ ہیں عالم دین محمدؐ کے اور وارث تمام نبیوں کے اور یہ ہیں عالم میری
امت کے جنکی فضیلت ہے انبیاء بنی اسرائیل پر اور یہ ہیں علما میری امت کے جیسے نبی تھے بنی
اسرائیل کے اور فرمایا حضرت نے ممبر پر یہ وہ ہے ؎

بے چوب ستوں خیمہ گردوں کیا استاد ٭ یہ قابض ارواح ہے اور خالق اجساد
ناصر ہے رسولوں کا فرشتوں کا ہے استاد ٭ کہ کونین کو جس نے کیا ایجاد

اور ایک بزرگ کے یہ چار اشعار ہیں ۔

صبح دم سورج برارند علیؑ — شب کے تائیں ماہ تابندہ علیؑ
ہر کہ تائیں روزی رسانندہ علیؑ — وہ خدا ہے مست کہو بندہ علیؑ

فضایل مرتضوی میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی اور حضرت مقداد اسود و حضرت عمار یاسر علیہ رحمتہ یہ صادق اصحاب روایت کرتے ہیں کہ بخدا ہنوز ہم اپنی جگہ نہ ہلنے پائے تھے۔ کہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم اسلام دنیا لیکر حضرت جبرائیل نازل ہوئے ترجمہ آج کے دن کامل کیا میں نے تمہارے واسطے دین تمہارا اور تمام کیں میں نے تم پر نعمتیں اپنی اور پسند کیا واسطے تمہارے اسلام کو دین پھر فرمایا جناب رسولخدا نے کہ حمد سپاس کرتا ہوں میں اس خدا کی جسنے کامل کیا دین کو اور تمام اپنی نعمت کو اور راضی وخوشنود ہوا میری رسالت پر یہ فرماکر ممبر سے نیچے حضرت تشریف لائے ۔

اور جناب امیرؑ کی شجاعت کا حال اظہر من الشمس ہے کہ کسی جنگ سے آپ نے منہ نہیں موڑا نہ فرار ہوئے اور نہ معرکہ جنگ میں رسول اللہ صلعم کو تنہا چھوڑا بروز ہجرت تنہا بستر رسول پر سوئے اور چار طرف سے کفار محاصرہ کئے ہوئے تھے ذرہ خوف نہ کیا اور شجاعان عرب کو آپ نے قتل کیا اور ہمیشہ ہر معرکہ میں رسول کی مدد کی اور ہر معرکہ میں علم رسول خدا کا آپکے ہاتھ میں رہا جنگ خیبر میں سب اصحاب فرار ہوئے تھے جناب رسول اللہ نے فرمایا کل اس دوست کو بھیجونگا۔ جو کبھی فرار نہیں ہوا جب شب گذری اور نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص نے عرض کی کہ یا حضرت آپ نے فرمایا تھا کہ کل صبح کو علم ہدایت نشیم شخص کو دونگا۔ کہ وہ قلعہ کو مسخر کریگا۔ آپ کیوں تغافل فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا اسکو حکم خدا میں تغیر نہیں ہے وہ شخص ابھی مدینہ شریف میں ہے اور سجادہ پر بیٹھا ہوا ہے اور اسکی آنکھہ میں درد ہے اسی لحاظ حاضر ہوگا۔ پھر آپ نے نادعلی پڑھنا شروع کیا۔ اور رخ مبارک بھی طرف مدینہ منورہ کو تھا۔ منقول ہے جب اول مرتبہ آپ نے نادعلی پڑہا تو جناب امیرؑ نے غلام قنبر سے فرمایا دُلدُل حاضر کرو۔ حضرت جناب رسالت مآب نے ہمکو طلب فرمایا ہے جب حضرت نے دوسری مرتبہ نادعلی پڑہا تو جنابنے کہا لبیک یارسول اللہ صلعم سب کو وداع کرکے اسوار ہوئے اور پیچھے قنبر کو بیٹھا لیا۔ جب تیسری مرتبہ آواز سنی تو لبیک یارسول اللہ اور تازیانہ دُلدُل پر مار کر فرمایا اگر فرقتہ العین میں مجھے خدمت رسول خدا میں نہ پونچایا تو پھر تجھپر سوار نہ ہونگا دُلدُل نے اپنی زبان میں پیش قادنہ

ذوالجلال استغاثہ کیا کہ اے خداوند عالم اس راہ کو مجھپر آسان کر پس ایزد لایزال نے ملائکہ کو
حکمدیا طنابین زمین کی کھینچلیں ایک ماہ کی راہ تھی جو چشم زدن میں طے کی اور اور قریب خیبر
پہنچے اسوقت تمام آدمیوں کی نگاہ طرف مدینہ تھی کہ ناگاہ حضرت علیؑ مظہر العجائب نمودار ہوئے
سب خوش ہوئے حضرت علی نے آکر حضرت رسولخداؐ کو سلام آداب کیا اور بغلگیر اور حضرت
رسالتپناہ نے فرمایا یا علیؑ حکم رب آپکو یہ ہے کہ آج چار ساعت کے بعد در قلعہ خیبر کو اوکھیڑ دو
پھر جناب امیر نے عرض کی یا رسول اللہ دروازہ قلعہ خیبر کے صیقل کیا ہوا ہے اور آفتاب کے
شعاع چمکتا ہے اور چشم میری اس کی روبرو نہیں ہو سکتی حضرت نے فرمایا یا علیؑ میں نے ان
سے اقرار کیا ہوا ہے کہ کل دوپہر کو قلعہ فتح کرلونگا۔ فوراً حضرت جبرائیل جانب رب الجلیل نازل
ہووے اور عرض کی یا رسول اللہ کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ اپنی زبان مبارک حضرت علیؑ کی
چشموں میں پھیریں ابھی چشم انکی اچھی ہوجائیگی۔ جب آنحضرت نے اپنی زبان مبارک حضرت علیؑ
کی آنکھوں میں پھیری اسیوقت چشم اچھی تندرت ہوگئیں جب حضرت علیؑ سوار ہوکر چلے تو آپ
حضرتؐ دعائیں مانگتے تھے حضرت علیؑ نے پہاڑ پر جاکر علم کو گاڑ دیا اور قلعہ کے قرین جب حضرت
علیؑ کو تنہا دیکھا تو مرحب ہنسا اور حارث سے کہنے لگا۔ جا اسکا سر کاٹ لا جب حصار سے باہر
آیا تو جناب نے ذوالفقار سے دو کر دیا مرحب حارث کا بڑا بھائی تھا اور شجاعت میں بینظیر تھا
کسی اہل اسلام کو اسکے مقابلہ کی تاب نہ تھی بہادران جنگ آزمودہ کو ہمراہ لے کر آیا اور میدان
جنگ میں کھڑا ہوا جناب امیر علیہ السلام نے اسکی آکر رجز پڑھا اور فرمایا میرا نام حیدر ہے
یہ سنکر بند بند اس کا نپنے لگا۔ اور ارادہ بھاگنے کا کیا تو شیطان بصورت راہب بنکر سامنے
اسکے آیا اور کہنے لگا۔ اے مرحب تو کیوں بھاگتا ہے اسنے کہا میری ماں نے نصیحت کی تھی کہ
جس کا نام حیدر ہو اس سے نہ لڑنا شیطان نے جواب دیا کہ آیا دنیا میں اسی شخص کا نام حیدر
ہے تعجب ہے تو عورتوں کی بات پر عمل کرتا ہے ہرگز خوف نہ کھائیں تیری کمک کو اور شجاع
بھیجتا ہوں یہ سنکر وہ نامرد شیطان کی فریب میں آگیا اور چاہتا تھا کہ شمشیر حوالہ فرق جناب امیر
کرے اسوقت جناب نے ذوالفقار کو علم فرمایا اور ایسی ضرب لگائی فرق سے کمر تک اور
مرکب کو زمین سے آسمان تک اور ایک پر حضرت جبرائیل کا بھی کٹ گیا بعد اسکے دروازہ
قلعہ کو اکھاڑ لیا۔ اور اسکو سپر بنایا تھا۔ جو تیر تبر کفار مارتے تھے آپ روکتے تھے آخر جناب نے
اس در کو جسکا وزن ہزار من کا لکھا ہے طرف آسمان کی پھینکا مثل ستارہ ہوگیا جب پہنچی

تو پھر حضرت نے راہ میں اسکو ہاتھوں پر لے لیا اور خندق کا پل کر دیا ایک بالشت وہ خندق سے کم رہا۔ آپ نے قدم پانی پر رکھا اور ایک سرے کو پکڑا رہے اور فرمایا اے دوستان حضرت محمدؐ آؤ پل سے گذر جاؤ اور قلعہ کے اندر جاکر کفار کو ہلاک کرو غرض ایک طرف سے وہ جناب سر اسکا دونوں ہاتھوں اٹھائے ہوئے تھے۔ کہ تمام لشکر اوپر سے گذر گیا اور نہ ہلا نہ دست مبارک حضرت کو لغزش آئی نو ہزار آدمی گذر گیا ایک نے کہا حضرت علیؑ کے قدم ہوا پر ہیں جناب رسالت مآب بولے نہیں جبرائیلؑ کے پروں پر قدم مبارک ہیں۔ پھر اس نے عرض کی یا حضرت علیؑ کو اس درجہ منزلت ہے کہ جبرائیل کے پروں پر قدم رکھے فرمایا۔ اے شخص تیرے نزدیک مجھے جبرائیل پر فضیلت ہے یا نہیں اسنے کہا لاریب پس آپ نے فرمایا کہ جب علیؑ میرے دوش پر قدم رکھیگا اور کعبہ سے بتوں کو گرا دیگا تو پھر جبرائیل کے پروں پر پاؤں کیوں نہیں رکھ سکتا۔

غزوہ خندق چنانچہ منقول ہے کہ جب مکہ معظمہ فتح ہوا اور جناب رسول اللہ داخل بیت اللہ ہوئے تو حضرت نے علیؑ کو اپنے دوش مبارک پر سوار کیا اور بت توڑے اور جنگ احد سے افواج رسول اللہ بھاگ گئے سوائے حضرت علیؑ کے کوئی قریب نہ رہا لشکر منافقین کا ہجوم تھا اور پتھر مارتے تھے۔

زخمی جو یکبیک لب معجز نما ہوا ✦ درج دہن سے گوہر دندان جدا ہوا

یہ پتھر ابو سفیان نے مارا تھا تب حضرت علیؑ ذوالفقار لیکر بڑھے تمام فوج کفار فرار ہوگئی اور میدان صاف ہوگیا۔ اور غزوہ خندق میں جناب امیر نے بڑی کارنمایاں کئے ایک شخص بنی نضیر سے تھا اسنے خیمہ رسول اللہ پر تیر مارا تھا جناب علی رات کو اسکا سر کاٹ لائے عمرو ابن عبدود بڑا جسیم پہلوان اور ایسا بہادر تھا کہ ہزار سوار کے برابر تھا غزوہ خندق میں جانب کفار سے لڑنے کو نکلا اور مبارز طلب کیا اس کی آواز سنکر لشکر اسلام سے کوئی نہ نکلا جناب امیر المقصد جنگ ہر مرتبہ نکلتے تھے اور جناب رسول اللہ صلعم روکتے تھے اور جناب رسالت مآب نے اور لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا تین مرتبہ کہ کوئی ہے مگر کوئی نہ نکلا اسوقت حضرت نے حضرت علیؑ کو اجازت دی اور حضرت قبلہ کیطرف رُخ مبارک کرکے دعا مانگتے تھے کہ اے خداوند حضرت علیؑ کو فتحیاب فرمانا آخر جنگ شروع ہوئے آخیر عمرو ابن عبدود قتل ہوگیا علیؑ کی ذوالفقار سے تب تکبیر کی ندا سنکر حضرت رسالت پناہ نے سجدہ شکر ادا کیا جب مظفر و الپس تشریف لائے تو حضرت رسول اللہ نے علیؑ

کے سر و چشم پر بوسہ دیا اور فرمایا علیؑ کی خندق لڑائی میری تمام امت کے اعمال جو کچھ وہ قیامت تک کرینگے افضل ہے لافتا الا علیؑ لا سیف الا ذوالفقار اسے جنگ میں نازل ہوا ہے کیونکہ کوئی گھر مشرکین کے گھروں میں نہیں تھا کہ بسبب قتل عمرو ابن عبدود کی رنج نہوا ہوا اور کوئی گھر مسلمان کا ایسا نہیں تھا کہ اسمیں خوشی نہ ہوئی ہو۔

غزوہ بیر العلم

اور عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب پیغمبرؐ صاحب بروز حدیبیہ متوجہ مکہ ہوئے اور ایک مقام پر پہونچے اس راہ میں آب نایاب تھا کئی مرتبہ چاہ پر اصحاب کو پانی کیلئے بھیجا مگر بسبب خوف جناب کے وہاں کوئی نہ جاسکا وہ چاہ گنجان درختوں میں تھا اور آوازہ ہولناک اور سربریدن اور آتش کے شعلے نظر آتے تھے استنے میں حضرت پر جبرائیل نازل ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ اس چاہ میں ایک بڑا دشت ہے اور ایک جن رعد نام رہتا ہے اور ہزارہا جن اسکی تابع ہیں اس دشت میں اسکو بیر العلم کہتے ہیں اور سوائے حضرت علیؑ کے کسی کی مجال نہیں جو وہاں جاسکے یہ سن کر جناب رسول نے جناب امیر کو روانہ کیا جب حضرت علیؑ وہاں پوہنچے طرح طرح کی شکلیں ہیبت ناک نظر آنے لگیں لیکن آپ نہ ڈرے چاہ پر جا پہنچے اور چاہ میں ڈول ڈالدیا اور جناب نے رسی ڈول کی کاٹ دی پھر جناب امیر ذوالفقار لیکر چاہ میں کود پڑے ہزارہا جن مقابل ہوئے سب کو آپ نے تہ تیغ کردیا ہزارہا فرار ہوئے اور امان چاہئی غرض کہ تمام جنات کو مسلمان کیا اور سب نے صدق دل سے کلمہ توحید پڑھا سب مسلمان ہوچکے تو حضرت علیؑ نے وہاں کی بادشاہت راحیل ابن راعد کو عطا فرماکر خدمت اقدس جناب رسول خدا میں آپ لیکر حاضر ہوئے اور جو گذرا تھا بیان کیا۔

کتاب فضایل مرتضوی سے منقول ہے کہ کسی جنگ پر جناب رسولِ خدا گئے اور علیؑ کو مدینہ میں چھوڑ گئے جب بعد جنگ فتح کی مدینہ میں آئے تو اسباب غنیمت تقسیم کیا ایک ایک حصہ سب کو دیا اور حضرت علیؑ کو دو حصے دیئے کسی نے کہا اس جنگ میں علیؑ گئے بھی نہیں ہیں آپ نے دو حصے کیوں دیئے آپ نے فرمایا علیؑ ہر جنگ میں میرے ہمراہ رہا نہ کبھی فرار ہوا بحکم خدا میں چھوڑ گیا تھا۔ ایک حصہ ان کا تھا۔ اور ایک حصہ جبرائیل کا تھا۔ میرے ہمراہ ہمیشہ رہتے ہیں۔ ایک جبرائیل کا بھی ان کو دیا اسلئے دو حصے دیئے ہیں۔

منقول ہے کہ جب انیسویں شب ماہ رمضان المبارک کی تو آپکی دختر نیک اختر جناب ام کلثوم بوقت افطار نان جویں تھوڑا سا نمک اور ایک کاسہ شیر ایک خوان میں لائیں آپ نے دیکھا تو فرمایا تو دو کھانے میرے سامنے لائے ہو مجھے نہیں گوارہ ہے صبح قیامت کو روبرو خدا کے ٹھیرنا میرا دیر تک ہوا

اور سید ابن طاؤس سے منقول ہے کہ دو دن سے جناب امیر فاقہ سے تھے اور جناب زہرا علیہ السلام سے فرمایا کہ کچھ کھانیکو ہے جناب سیدہ دوجہان نے فرمایا کیا لا کر کھلاؤں تیسرا دن فاقہ سے تھے اور جناب امیر نے یہ سنکر فرمایا گھر میں کچھ ایسی چیز ہے کہ جسکو رہن کروں میری تلوار یا اپنی چادر دو کچھ بند و بست کروں غرض عبا کو چھپا کر ایک یہودی کے پاس لیگئے وہ یہود تعظیم کو اٹھا اور سبب تشریف آوری پوچھا آپ نے فرمایا یہ چادر اپنے پاس رکھ لی اور ایک صاع جو ہمکو دی جو فاقہ شکنی ہو یہودی نے چادر رکھ لی اور جو دیدیئے وقت روانگی یہودی نے عرض کی یا حضرت آپکے بھائی محمدؐ فرماتے ہیں کہ میں رتبہ میں انبیاء سلف سے زیادہ ہوں جس کے یہ رتبہ ہوں اس کا وصی فاقہ پر فاقہ کرے جنکے غلاموں کو خلد کے حلے ہوں اور آپ انکے جامہ میں پیوند لگے ہوں تعجب ہے یہ سنکر حضرت علیؑ نے فرمایا خدا نے ہمکو سب نعمتیں بخشی ہیں اگر ہم چاہیں تو خلد سے کھانے گوناگون آجاویں مولا یہ کہتے تھے کہ جو وہ جو تھی سونیکی دیوار ہو گئے۔ اور دیوار سے آواز آئی کہ آپ میرے مالک ہیں حضرت نے فرمایا مجھے تیری پرواہ نہیں ہے۔ یہ معجزہ دیکھکر یہودی آپکے قدموں پر گرا اور مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا دولت ایمان آپکی تصدق مجھے ملی ہے حضرت نے فرمایا یہ چادر زہرا کی زیارت کا سبب ہے اور سخاوت کا یہ حال تھا اور آپ فاقہ پر فاقہ کرتے تھے اور اپنے اہل وعیال کو بھی بھوکھا رکھتے تھے مگر فقیر مساکین و محتاجوں کو بھوکھا نہ دیکھ سکتے تھے جناب زہرا سلام اللہ کی چادر بارہا رہن ہو کر آرد آیا اور حضرت نے سایل کو دے دیا اور خود فاقہ سے رہے فقر علیؑ کا فخر تھا۔

اہلبیت کا قیدی کو طعام دینا

ایک روز جناب امیرؑ روزہ سے تھے۔ وقت افطار جو کی روٹی میسر ہوئی اور کھانیکا ارادہ کیا تھا کہ سائل نے دروازہ پر صدا دی کہ اے اہل بیت محمدؐ میں مسکین ہوں کچھ کھانا کھلائے جناب امیر نے وہ روٹی سایل کو دیدی خلاصہ سب نے دیدی اور پانی سے روزہ افطار کیا۔ دوسرے روز بھی سب نے روزہ رکھا شام کو جناب سیدہ سلام اللہ نے پانچ روٹیاں پکائیں اور جب بعد افطار کھانے بیٹھے

توایک یتیم نے آکر سوال کیا پانچوں صاحبوں نے سائل کو روٹیاں اٹھادیں اور شب کو کسی نے کچھ نہ کھایا تیسرے روز بعد افطار کھانیکا قصد کیا تو ایک قیدی نے آکر سوال کیا کہ اسلام علیکم یا اہلبیت محمدؐ میں قیدی ہوں اور بھوکھا ہوں سب صاحبوں نے روٹیاں اس اسیر کو اٹھادیں سوائے پانی کے اس روز بھی کچھ نہ کھایا اور شدت بھوک نے جب ستایا تو جناب سیدہ دوجہان نے فرمایا اے شیر خدا بچے میرے بھوک سے بول نہیں سکتے یہ خبر رسولخداؐ کو کہوا تنے میں رسول اللہؐ تشریف لائے۔ جناب امیر تعظیم کو اٹھے مگر پاؤں کانپ گئے نقاہت سے اور حسنینؑ کی عجب حالت تھی جناب سیدہ کا بھی حال ویسا تھا جناب سرور کائنات نے حضرت حسنینؑ علیہ السلام کو گلے میں لے لیا اور پھر جناب سیدہ دوجہان کو گلے لگایا۔ اور فرمایا افسوس یہ حالت تمہاری اور میں بے خبر رہا اسیوقت آیتہ اہل اتی الدہر جناب امیرؑ میں جبرائیل لیکر نازل ہوئے کہ خداوندان روزہ داروں سے راضی ہوا۔ حضرت رسالت پناہ نے اسوقت سجدہ شکر ادا فرمایا۔ اور خوشنجری جناب امیرؑ کو سنائی علیؑ نے بعد عجز کہا عنایت بندہ پر یہ ایک مشت خاک کا عزو وقار ہے ؛

ماجرا ایک سایل کا منقول ہے کہ جناب سرور کائنات مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ایک سایل نے آکر سوال کیا کہ یا حضرت میں سات ہزار درہم کا قرضدار ہوں اور قرض خواہ کافر ہیں وہ مجھے تنگ کرتے ہیں۔ حضرت اپنے اصحاب کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ آیا ایسا تم میں کوئی ہے کہ اسکے قرض کو ادا کرے۔ کسی نے جواب نہ دیا پھر آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا یا علیؑ تم اسکے قرض کو ادا کرو آپ یہ سنکر اٹھ کھڑے ہوئے اور سائل کا ہاتھ پکڑ کر مسجد سے باہر تشریف لائے اور فرمایا تو اپنی آنکھیں بند کرلے سائل نے چشم بند کرلیں لمحہ کے بعد فرمایا کھولدے جب سائل نے چشم کھولی تو ایک شہر عظیم میں آپکو پایا۔ اور جناب امیرؑ سے دریافت فرمایا تو آپ نے فرمایا اس شہر کو بر بیچتے ہیں۔ تو ہمکو اسجگہ فروخت کرلے سائل بولا ہزار توبہ ایسے بادشاہ سر حلقہ اولیا اور برگزیدہ اولیا کو کیا مقدور ہے کہ یہ کام کروں یہ کام ہرگز مجھ سے ہرگز نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا ای شخص جو میں کہتا ہوں اسکی متابعت کر کہ اسمیں ایک مصلحت ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اہل شہر کو مسلمان کروں پھر وہ درویش جناب امیر کو سلطان کے پاس لیگیا کہ یہ ماہ میں بیچتا ہوں اگر تو مشتری ہے بادشاہ نے کہا اسکی کیا تعریف ہے سایل نے کہا ہر ایک مشکل کو یہ حل کردیتا ہے یہ سنکر بادشاہ خوش ہوا اور پوچھا قیمت اسکی کیا ہے۔ کہا کہ ایک ترازو کی پلہ میں بٹھلاؤ اور دوسرے پلہ میں جواہرا بدار اور گوہر شاہوار ڈالو بادشاہ نے کہا اسقدر جواہرات میرے خانہ میں نہیں اگر برابر نہ

کو دوسرے پلہ میں ڈالدی جسوقت میرا پاؤں حرکت کرجائے وہ ہی قیمت میری ہے یہ سن کر
بادشاہ نے حکمدیا کہ سات خروار زر کے لاؤ جناب امیر نے اپنا پاؤں ایک پلہ میں رکھدیا۔ اور چالیس
خروار زر اس اسمیں ڈالی جناب کے پا مبارک کو حرکت ہوئی اہل شہر متعجب ہوئے پھر آپ نے اپنا
قدم اٹھالیا سائل نے اس زر کو ایک معتمد کے سپرد کیا اس بادشاہ نے جناب امیر سے نام پوچھا تو فرمایا
میرے نام بہت ہیں انمیں سے ایک اسداللہ بھی ہے اب تو کوئی خدمت مجھے بتلا ئیں بجلا لاؤں خوش
ہو کے شہ نے کہا میرے تین کام ہیں۔ ان کا انصرام کریں ایک یہ سیلاب شہر کو ہمیشہ برباد کرتا ہے اگر تم
مشکل کشا ہو تو اسے جاکر بند کرو اور ایک اژدہا بڑا بلند ہے جنگل کو پھوک دیتا ہے سو سو آدمی ایک
دم میں نگل لیتا ہے تیسرا ایک شخص میرا دشمن ہے وہ جوان مکہ شہر میں رہتا ہے۔ اور احمد کا جانشین
ہے اور علیؑ اس کا نام ہے اگر اس کا سر لا دیوے تو بہت شاداں ہونگا جب قریب اور دریا
کے جناب تشریف لے گئے نو ہزار غلام تھے بادشاہ کے جو بند کرنیکو لگے تھے حضرت نے سب کو
آزاد کردیا۔ اس دریا کے قریب ایک کوہ تھا آپ نے اس پہاڑ پر ذوالفقار کو مارا کہ وہ پہاڑ دو
ٹکڑے ہوگیا۔ اور دریا میں گر پڑا اس کا دریا میں گرنا تھا کہ اسکا رُخ شہر سے جنگل کو ہوگیا۔ پھر
آپ اژدہے کی طرف تشریف لے گئے۔ تو ایک پہاڑ بلند وہاں دیکھا وہ اژدہا اسپر سوتا تھا اسکے
سانس کے شعلے جنگل کو جلاتے تھے۔ اور ہر سانس کے ساتھ پتھر دور دور سے کھینچ کر آتے تھے
اور قد کئی سو گز تھا۔ سات سر اور چوداں آنکھیں تھیں جناب نے ایک نعرہ کیا تو وہ اژدہا ایکدم
حضرت پر دوڑا آپ نے ذوالفقار سے دو ٹکڑے کردیا۔ اور اس کا سر کاٹ کر لائے اور بادشاہ
بربر کے آگے لاکر رکھدیا۔ بادشاہ دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا دو کام تو آپ نے کئے تیسرا
کام باقی ہے علیؑ کا سر جلدی مجھے لادے یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ او بیخبر میں ہی علیؑ ہوں اگر
کچھ حوصلہ ہے تو میرا سر اتار لے یہ سنتے ہی اسنے فوجکو طلب کیا کہ سب ملکر علیؑ کو پکڑ لو کئے ہزار
آدمی حضرت کو پکڑ نیکو آمادہ ہوئے اور حلقہ میں اس جناب کو گھیر لیا۔ اور کمندیں حضرت پر پھینکدیں
جناب جب مثل شیر کے جھومے وہ سب کمندیں ٹوٹ گئیں۔ تمام فوج حضرت پر ٹوٹ پڑے۔
آپ نے ذوالفقار کھینچ لی کشتوں پر پشتے ہو گئے اور فتح نصرت کرکے آپ خدمت محبوب خدا میں
حاضر ہوگئے شاہ بربر مسلمان بمعہ رعیت و افواج کی ہوا اور بت خانہ برباد کر کے مسجدیں تیار
ہوگئیں ایک روز جناب امیرؑ نماز میں مشغول تھے یہ فضائل مرتضوی میں ہے کہ ایک سایل نے
آکر سوال کیا آپ نے انگشتری رکوع میں اسکو دیدی قیمت اسکی خراج ملک یمن کا تھی۔ اسوقت

جبرائیلؑ نازل ہوئے آیتہ انما ولیکم لیکر ۔ قیمت نہ دے سکا کوئی جسکی حجاز میں ۔ سائل کو
بخشدی انگشتری نماز میں ۔
کتاب ارشاد القلوب میں مسطور ہے کہ جناب حیدر کرار غیر فرار مکہ میں تشریف لے گئے
وہاں ایک عرابی دامن خانہ کعبہ کا پکڑے ہوئے خدا سے چار ہزار درہم مانگتا ہے جناب امیرالمومنین
نے پوچھا اسقدر درہم کیا کریگا اس نے کہا آپ کیوں پوچھتے ہو اور کون ہیں آپ نے فرمایا میں علیؑ
ہوں سائل نے یہ سنکر کہا اب میری حاجتیں سب روا ہو جاوینگی آپ سخی ہیں اور یا حضرت میری
چار حاجت ہیں ایک ہزار درہم مہر کا میرے ذمہ ہے اور ہزار درہم سے مکان سکونت بنانا چاہتا
ہوں اور ہزار درہم قرض ہے اور باقی ہزار میں اپنے اوقات بسر کرونگا حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا
تو جب کعبہ سے مراجعت کرے تو مدینہ رسول اللہ صلعم میں میرے گھر آنا القصہ وہ عرابی مدینہ منورہ
میں آیا اور بازار میں کہتا تھا حضرت علیؑ علیہ السلام کا گھر کہاں ہے اتفاقاً حضرت حسنینؑ علیہ السلام
تشریف لائے اور عرابی کو فرمایا آ ہمارے ساتھ اس جناب کے گھر لے چلیں اوس مرد عرب نے کہا
تمہارا حسب نسب کیا ہے حضرت حسنینؑ نے فرمایا ہم نواسے ہیں رسولخداؐ کے اور فرزند ہیں اس
جناب کے جسکو تو پوچھتا ہے وہ سائل ہمراہ حسنینؑ کے مولائے کونین کے در پر آیا حسنینؑ نے عرض
کی کہ جس سائل سے آپ نے وعدہ فرمایا تھا وہ حاضر ہے یہ سنکر جناب باہر تشریف لائے اور سلمان
فارسی سے ارشاد فرمایا کہ وہ باغ میرا جو جناب رسولخداؐ نے عنایت فرمایا ہے جتنے کو بکے بیچ دے پس
سلمان حسب الحکم بارہ درہم کو فروخت کرے جناب امیر نے انمیں سے چار ہزار درہم اس عرابی کو
دیدیئے اور مساکین محتاجوں کو خبر ہوئے تو ہر جانب سے دوڑے اور اس جناب کو چار جانب
سے آکر گھیر لیا اس بحر کرم اور دریا سخاوت نے ایک مشت زر سب کو دینا شروع کئے کچھ باقی نہ رہا
جب دولت سرا میں تشریف لائے تو جناب امیر کا دامن جناب سیدہ دوجہان نے پکڑا کہ باغ
آپ نے فروخت کیا اور میرے بچے فاقہ سے ہیں انکا حصہ آپ گھر نہ لائے ادہر رسول اللہ کے پاس
جبرئیل جانب رب الجلیل یہ حکم لائے کہ دامن علیؑ کا جاکر کہدو کہ چھوڑ دے حضرت رسالت نے آکر
فرمایا اے جان پدر حضرت جبرائیل یہ حکم لائے ہیں کہ جناب سیدہ سے کہدو کہ دامن علیؑ کا چھوڑ دے
یہ سنتے ہی جناب سیدہ دوجہان تہرا گئیں اور دامن کو ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ اور ہیں جناب رسول
نے جناب امیر کو گلے سے لگایا۔ اور سات دینار دیکر فرمایا اے علیؑ جاؤ اپنے عیال کیلئے کچھ کھانا
لاؤ حضرت علیؑ کے ہمراہ امام حسنؑ بھی تھے جب بازار میں تشریف لے گئے تو ایک سائل ملا وہ

وہ کہتا تھا میرے بچے تین دن سے فاقہ ہیں یہ سنکر ساتوں دینار اسکو دیدیئے اور جناب امام حسن علیہ السلام سے فرمایا العزیز خداوند رزاق ہے جب آگے چلے تو ایک عرابی ناقہ لیکر ملا اور علیؑ کے ہاتھ فروخت کر کے چلا گیا کہ قیمت اسکی لوٹ کر دونگا پھر دوسرا شخص آیا نفع دیکر شتر خریدا کر لیگیا جب آگے چلے تو بالغ کی نخلستان میں بیٹھے ناگاہ حضرت رسالت پناہ ملے اور فرمایا اے علیؑ آپ کسکو ڈھونڈتے ہیں وہ تو جبرائیل تھا جو قرض ناقہ دیگیا تھا اور جو خرید کر لیگیا ہے وہ میکائیل تھا وہ ناقہ بہشتی تھا عوض سات دینار خالق نے تمکو عنایت کی ہیں جو آپ نے سایل کو دئے تھے۔

ایک نان کے سائل کا بیان کتاب فضائل مرتضوی میں لکھا ہے کہ ایک سفر میں اثنا راہ ایک فقیر نے اس بادشاہ دین پناہ سے ایک روٹی مانگی تو آپ نے غلام قنبر کو فرمایا اسکو روٹی دید و قنبر نے عرض کی جناب روٹیاں دستر خوان میں ہیں آنحضرت نے فرمایا معہ دستر خوان دیدے قنبر نے عرض کی حضور دستر خوان اونٹ پر ہے فرمایا معہ شتر دید و قنبر نے عرض کی جناب شتر قطار میں ہے آپ نے فرمایا معہ قطار دید و قنبر نے تمام قطار کی سایل کو دیکر آپ دور جا کھڑا ہوا حضرت علیؑ نے قنبر سے پوچھا یہ کیا قنبر نے عرض کی آپکا بحر جود و سخاوت ظاہر ہے کہیں مجھکو نہ بخشدیں قطار میں اور مجھکو جدا ہو حضرت مسکرائے روایت ایکروز جناب احمد مختار بعد نماز صبح پیش اصحاب واعظ فرما رہے تھے کہ ایک درویش نے آکر سوال کیا کہ میں ہزار دینار کا قرضدار ہوں کوئی شخص ایسا ہے کہ میرا قرض ادا کرے دو فرزند میرے قرض خواہ نے پکڑ رکھے ہیں اور مجھکو میسر نہیں جو فرزندوں کو چھوڑاؤں جناب امیرؑ اٹھے اور ہزار درہم فقیر کو دیدیئے ~ غل تھا سوال رد نکیا دستگیر نے تاج شرف فقیر کو بخشا امیر نے۔ وہ سائل خوش ہو کر چلا گیا اور آپ ایک باغ کیطرف متوجہ ہوئے اور وہاں عجب ایک مرغ آپ نے دیکھا کہ نور میں غرق تھا۔ خیال کیا کہ یہ مرغ حسنینؑ کے لئے لے چلیں پس پاؤں اس مرغ کا حضرت نے پکڑ لیا وہ مرغ بحکم خداوند گویا ہوا کہ اسلام علیک یا ولی اللہ میرے پار کو زور سے نہ دبایئے میں آپکے زور کی طاقت نہیں رکھتا نبوت حضرت محمدؐ صلعم اور آپ کی ولایت کا اقرار کرتا ہوں اور خدا کا یہ حکم ہے کہ آپ میرا پاؤں پکڑ لیں اور میں پرواز کروں اور جہاں کا حکم ہے وہاں آپکو پہنچا دوں یہ سنکر جناب امیرؑ نے دست دست مبارک ڈھیلا کر دیا اور وہ مرغ جناب امیرؑ کو اپنی پشت پر لے کر اڑ گیا ایک ساعت کے بعد ایک شہر کے دروازہ پر پہنچکر طائر نے عرض کی کہ یا حضرت آپ اس شہر میں تشریف لیجاویں اور اہل شہر کو مسلمان فرمائیں اور بعد حصول مدعا آپ یہیں تشریف لائیں مجھے اسی جگہ پائیں گے جب جناب امیرؑ اس شہر میں گئے۔ تو دیکھا کہ عجب شہر ہے۔ اور آباد و شاد ہے اور نورانی شکلیں اور ملبوس فاخرہ ایک جانب کو تمام لوگ جاتے ہیں جس سمت

کو وہ لوگ جاتے تھے جناب امیرؑ بھی متوجہ ہوئے اور اثنا راہ میں ایک شخص سے دریافت کیا کہ اس شہر کا کیا نام ہے اور تمہارا کیا دین مذہب ہے اسنے کہا جابلسا اسجگہ کا نام ہے اور یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملت پر ہیں سب لوگوں کا ایک پیر ضعیف راہب امام اور پیشوا ہے کہ ہمیشہ خلوت میں رہتا ہے مگر تمام سال میں ایک مرتبہ باہر آتا ہے اور سب کو واعظ پند کرتا ہے یہ باتیں کرکے وہ آگے بڑھا اور اسکے ہمراہ جناب امیرؑ چلے جب جامع مسجد میں پونہچے وہاں آدمیوں کا اسقدر مجمع تھا کہ لنظر ادہر اُدہر نہ جا سکتے تھے جناب امیرؑ ایک سمت جاکر بیٹھے وہ پارسا سیاہ لباس ایک ہاتھ میں انجیل ریش دراز تھے ہر ایک شخص نے پیر مرد سے مصافحہ کیا جب سب مصافحہ کر چکے تو وہ ممبر پر گیا اور کتاب کھولی سب خاموش ہو گئے اور وہ ایسا حیران تھا کہ طاقت کلام نہ رکھتا تھا کسی نے پوچھا جواب نہ پایا پھر دست بستہ لوگوں نے سوال کیا کہ اب تاب انتظار کی نہیں ہے کیا باعث ہے بہت دیر ہوئی آپ کلام نہیں کرتے راہب نے کہا کہ کوئی شخص اس مجلس میں ہے کہ اسکے علم کے برابر کوئی علم نہیں رکھتا میں چاہتا ہوں کہ کچھ کہوں تو ایک ہاتھ غیب سے پیدا ہوتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ چپکا رہو اسجگہ جبرائیل کی مجال کلام کرنیکی نہیں ہے تب اذن لیکر راہب سے ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے چار سمت دیکھکر صدا دی کہ مرد عالی قدر تجھکو قسم ہے خدا کی جس نے یہ مرتبہ تجھے دیا تو کھڑا ہو جا کہ سب تیری زیارت سے مشرف ہوں یہ سن کر وہ جناب کھڑے ہو گئے تو تمام خلایق کی نظر جناب امیرؑ پر پڑی تو مثل بید کانپنے لگے. راہب نے ممبر سے اتر کر جناب کے قدم مبارک پر سر رکھا اور کہا تو ولی خدا ہے اور وصی رسول ہے جناب نے راہب سے فرمایا تو میرے نام نسب سے کسطرح واقف ہے راہب نے کہا گو میں نے آپکو نہ دیکھا تھا. مگر کتب سے تمام حال معلوم تھا. اسوقت جو آپکے چہرہ مبارک پر خیال کیا تو ساری باتیں مشاہدہ کیں یا مولا ئے اس غلام کی یہ التجا ہے آپ کا ممبر ہے پیروی دین مصطفےٰ کی بتلائیں اور خطبہ خوانی فرمائیں جو اسم اقتدا ہو ہم بجا لائیں اور اصول فروع اور حکام شرع کا فرمائیں سب نے کہا ہمارا کوئی عدول نہیں دین احمدی دلجان سے ہمکو قبول ہے منقول ہے کہ بعد حمد لغت رسولؐ اصول دین اور احکام وضو کی بتلائے. بیت. بتادیا ہر ایک کو رستہ نجات کا * حج زکوٰۃ خمس کا صوم و صلوٰت کا * پھر آپ ممبر سے جب اترے تو لوگوں نے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کسی نے قدم چومے اور ہر ایک شخص آنحضرتؑ کی نذر کرنیکو کوئی لعل کوئی زمرد کوئی گوہر نذر کرتا تھا. غرضیکہ ساٹھ ہزار دینار سُرخ نذر میں آئے دس ہزار درہم آپ نے اپنے پاس رکھے اور باقی مساکین کو راہ خدا میں تقسیم کر دیئے جب آپ رخصت ہونے لگے تو راہب نے عرض کی کہ آپکے مکارم اخلاق سے یہ امید ہے کہ دو دن اور اسجگہ قیام فرمائیں تاکہ سامان سفر تیار کیا جائے کیونکہ نسیرب یہاں سے برسوں کی راہ ہے حضرت جناب امیرؑ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ رفیق ہے اور ایسا اختیار مجھکو بخشا ہے کہ ہر

شرق ایک دم میں طے ہو جاتا ہے آپ یہ فکر اندیشہ نہ کریں۔ نماز صبح ساتھ پیغمبر آخر الزمان کی ادا کی تھی۔ اور ظہر کی نماز یہاں ادا کی ہے اور نماز عصر کی پھر مدینہ منورہ میں جاکر ادا کرونگا جب شہر سے باہر تمام لوگ رخصت کرنیکو آئے تو وہ طائرہ ظاہر ہوا۔ آپ نے اسکو پاؤں کو پکڑا اس مرغ نے آپ کو اپنی پشت پر ڈال لیا اور واقعی وہ طایر سب کے دیکھتے اڑ گیا دم زدن میں حضرت علیؑ کو لیکر مدینہ منورہ میں آگیا۔

حضرت علی علیہ السّلام کی پوشیدہ سخاوت کا بیان

کتاب فضایل مرتضوی میں لکھا ہے کہ آپ حضرت راتوں کو روٹیاں کمر پر لادکر کوفہ شہر کی گلی کوچہ میں محتاجوں کو تلاش کر کے کھلاتے تھے بعد شہادت آپکے اندھے اور لنگڑے محتاج بہت ظاہر ہوئے۔ کہ بعض بیکس تنہا تھے۔ منقول ہے کہ جناب امیرؑ نے جب عالم فانی سے ملک جاویدانی کی طرف انتقال فرمایا تو راوی کہتا ہے کہ دیکھا میں نے مسجد کوفہ میں ایک مرد ضعیف زار و زار روتا ہے میں نے پوچھا اے غمدیدہ تو کون ہے اور کیوں روتا ہے اوس نے کہا میں قوم یہود سے ہوں اور عمر میری ایک سو دو (۱۰۲) برس کی ہے اور قریہ سودا کا باشندہ ہوں اور میرا پیشہ غلہ فروشی کا تھا جب میں خچروں پر غلہ شہر کوفہ میں لایا اور میرے جانور غائب ہوگئے میں حضرت امیرؑ کے پاس گیا آپ نے مجھے تسلی دی اور کھانا کھلایا بعد اسکے قنبر سے حضرت نے ذوالفقار طلب کی اور میرے ہمراہ ہولے اور فرمایا کس مقام پر تیری خچراں گم ہوئیں ہیں۔ میں نے وہ مقام بتلایا آپ نے باآواز بلند یہ ارشاد فرمایا کہ قوم نبی جان آگاہ ہو کہ ذوالفقار قاتل الکفار علیؑ حیدر کرار تم کو حکم کرتا ہے جانور بار بردار اس شخص کے جلد معہ بار غلہ حاضر کرو ورنہ یہ ذوالفقار مثل تیر العلم کے ایک ایک کے سر کو قتل کرے گی۔ یہ کلام امام کا ابھی ناتمام نہ ہوا تھا۔ کہ سب جانوراں معہ بار غلہ موجود ہوگئے اور حضرتؑ نے مجھے فرمایا یہ تیرے جانور حاضر ہیں اور وہاں سے بازار غلہ فروشوں میں پونچے جب بار اونتاری تو آپ پاسبانی کرتے رہے اور ہمراہ ہوکر غلہ حسناتؐ سے بیچدیا۔ اور روپیہ جمع کر کے مجھکو دیدیا جب آپ رخصت ہونے لگے میں بصدق دل اوس امام عادل پر ایمان لایا اور آپکے دست حق پرست پر بیعت کی بعد رخصت ہوکر اپنے وطن کو گیا۔ اور تمام اپنے عزیز اقربا کو مذہب حق سے ممتاز کیا پھر بقیہ عمر بسر کرنے کی نیت سے جو یہاں آیا انکو دشمنوں کے ہاتھ شہید پایا انکے غم میں بیٹھا روتا ہوں۔

روایت منقول ہے کہ ایک روز جناب حضرت علیؑ ایک کوچہ میں تشریف لے جا رہے تھے۔ اور ایک ضعیفہ کو دیکھا کہ بہت پریشان ہے اور اس کے کاندھے پر مشک ہے اور آغوش میں لڑکا ہے اور یہ کہتی ہے کہ خدا میرے اور علیؑ کے درمیان انصاف کرے حضرت یہ سنکر کانپے۔ اور ضعیفہ سے فرمایا تیرا کیا گناہ حضرت علیؑ نے کیا ہے خدا سے فریاد نہ کر اس نے کہا کیونکر میں شکوہ نہ کروں کہ میرے شوہر کو علیؑ نے لڑائی میں بھیجا تھا وہ وہاں مارا گیا اور اب وہ میری خبر نہیں لیتے ہیں اب میں پانی بھرتی ہوں اور چکی پیستی ہوں تب قوت ہوتا ہے جب وارث نہیں تو اولاد کی خدمت کروں یا فکر روزی کا کروں حضرت نے فرمایا حیدر کے عوض میں مشک اٹھالوں یا تیرے فرزند کو پالوں عورت نے کہا اگر یہ تیری خوشی ہے تو مشک اٹھالے۔ حضرت نے مشک اٹھالی اور اس کے ساتھ چلی۔ ابن کدہ سے یہ روایت ہے کہ جناب امیرؑ ایک رات کو کہیں جا رہے تھے ایک گھر کے در پر پہنچے تو دیکھا کہ عورت بیوہ چولہے پر آب گرم کر رہی ہے اور اسکے بچے گریہ کر رہے ہیں۔ زمین پر لوٹتے ہیں۔ جناب امیرؑ ٹھہر گئے۔ اور پوچھا کہ یہ تیرے بچے کیوں روتے ہیں۔ اس نے کہا کہ شخص میں ایک بے وارث ہوں یہ یتیم بچے میرے ہیں آج کچھ میسر نہیں جو انکو کھلاؤں لاچار انکو بھلانیکو خالی دیگچی چڑھادی ہے کہ جانے کھانا پکتا ہے اس امید میں سو جائیں حضرت یہ سن کر غمگین ہوئے اور اپنے گھر سے جو کا آٹا جو اپنا قوت تھا سب لے گئے اور اس عورت کو جاکر دیا اور فرمایا اسے گوندکر خمیر کر اور آپ آگ جلانے لگی اور یہ خیال بھی آیا کہ یہ بچے سو نہ جائیں۔ آگ بھی جلاتی رہی اور بچوں سے بھی طفلانہ کھیلتی رہی۔ آخر وہ رونا بھول گئے۔ جب کھانا تیار ہوگیا۔ تو حضرت نے آپ یتیموں کو کھلایا اور دعا کی اے خدا ان بچوں کو کبھی بھوکھا نہ رکھنا ہر چند عورت نے حسب نسب پوچھا نہ بتلایا رخصت ہوکر چلے آئے اور آپ فاقہ رہی اس عورت نے رحم دل اور یتیم پروری ہمسایا سے بیان کی انہوں نے صورت شکل پوچھی اس نے بیان کی تو وہ کہنے لگی وہ جناب امیرؑ تھے یہ رحم دلی کس میں ہے۔ اور جو کا آٹا بھی مخصوص قوت آنحضرتؑ کا ہے وہ عورت رونے لگی افسوس میں اپنے آقا سے گھر کا کام لیا۔

صاحب سرور المؤمنین کتاب فتوحات قدس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سائل عرابی جناب امیرؑ کیخدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور اپنی نداری کا حال اظہار کیا آپ اس سائل کو ساتھ لے کر احمد کوفی کے مقام پر تشریف لائے وہ جناب کو دیکھکر اپنے غیر حاضر کا بیان کرنے لگا باعث یہ کہ ایک مکان کی تعمیر میں مصروف تھا۔ آپؑ نے فرمایا فردوس میں مکان ہے وہ ہم بیچتے ہیں تو لیگا اس نے اپنی زوجہ سے بیان کیا وہ بھی شریک ہوگئی۔ اور ہزار دینار سرخ لاکر آگے رکھدیا اور آپ نے اس گھر کا قبالہ تحریر کردیا۔

اور وہ سائل کو دیدیا۔ غرض وہ قبالہ احمد کوفی نے اپنی زوجہ کے حوالہ کیا اور کہا جو ہم میں سے اول رخصت کرے یہ وثیقہ اس کے کفن میں رکھدیا راوی کہتا ہے بعد چند روز کے احمد کوفی نے انتقال کیا پس خود امیرؑ کائنات نے اسکا جنازہ کیا اور دفن کیا ناگاہ ایک کبوتر اپنی منقار میں ایک نوشتہ لیکر ظاہر ہوا اور قریب جناب امیرؑ کے وہ نوشتہ گرادیا اور خود اڑگیا حضرت نے اس کتابت کو پڑھا تو یہ مضمون لکھا تھا۔ کہ یہ نامہ ہے جانب خداوند عالم کی بنام حیدر کرار کہ یا علیؑ جو تمہارا وہ احمد کوفی سے تھا۔ اسکو ہمنے وفا کیا اب وہ تمہارے قصر بیع کردہ میں معہ حور و غلمان براحت اور سرور بسر کرتا ہے کہانتک سخاوت جناب امیرؑ کا حال لکھا جاوے جناب حسنینؑ علیہ السلام کا فقیر کو دیدینا گوش زد خلائق ہے ؁

مقدمہ دو عورتوں کا

روایت ہے کہ دو عورتیں ایک پسر پر جھگڑا کرتے جناب امیرؑ کے قریب آئیں ایک نے کہا لڑکا میرا ہے۔ دوسری نے کہا میرا ہے جناب امیرؑ نے پہلے انکو نصیحت کی اور خوف خدا دلایا مگر وہ عورتیں اپنے دعوی سے باز نہ آئیں اور آپنے حکمدیا کہ ایک آرا لاؤ ان عورتوں نے کہا آرا آپ کیا کرینگے آپنے کہا اس لڑکے کے دو ٹکڑے کرکے ایک ایک ٹکڑا انکو دیا جاویگا دوسری عورت نے کہا یا حضرت میں نے دعوی چھوڑا اسکو دیدیا جاوے میں ہلاک ہونا پسر کا نہیں چاہتی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا یہ لڑکا تیرا ہے نہ اسکا اگر اس کا ہوتا تو اسکو بھی کچھ رحم آتا اوس عورت نے بھی اقرار کیا کہ یہ حق پر ہے فرزند اس کا ہے وہ لڑکا اسکی ماں کو دیدیا گیا ؁

کتاب فضائل میں یہ لکھا ہے کہ جناب امیرؑ کے پاس ایک شخص کو لائے جسکے دو سر دو دہن اور چار چشم اور دو قبل اور دو دبر اور ایک تن تھا۔ حضرت سے پوچھا کہ اسکو میراث کیونکر دیجائے۔ حضرت نے فرمایا اول کھانا کھلاؤ اور پانی پلاؤ اور پھر انکو قضا حاجت کو لیجاؤ اور دیکھو اگر دونو مخرج سے معاً پیشاب آئے اور معاً منقطع ہو جائے تو ایک ہیں اور پہلے ایک مخرج سے پیشاب آئے اور پھر دوسرے سے تو دو یہ شخص ہیں اور انکو سلاؤ اگر ایک دفعہ سو جائیں اور ایک دفعہ جاگ اٹھیں تو یہ ایک تن ہے۔ غرضکہ جب مرسودہ جناب امیرؑ کو جو انکی ازمائش کی تو دو نکلے پھر مدت کے بعد آئے اور استدعا نکاح کی کی آپ نے انکو فرمایا انکو نکاح کرنا درست نہیں کیونکہ ایک کی فرج دوسرے کو پونچیگی۔ اور سر واحد غیر کی فرج پر نظر کریگا ہر واحد کی بی بی غیر ہوگی دوسرے سے پھر آپنے فرمایا جب انکو شہوت پیدا ہوگی جلد مر جائینگے سو ایسا ہی ہوا ایک پہلے مرا پھر دوسرا بھی بدبو سے مر گیا ؁

کتاب فضائل میں لکھا ہے کہ ایک عورت کو خلیفہ دوئم کے پاس لائے۔ کہ وہ حاملہ تھی۔ انہوں نے کہا اس نے زناہ کیا ہے خلیفہ نے اس کے رجم کا حکم دیا۔ اس اثنا میں جناب علیؑ تشریف لائے دریافت فرمایا کہ اس عورت پر تو سبیل ہے مگر طفل جو اس کے شکم میں ہے اس پر کیا سبیل ہے خلیفہ نے عرض کی کہ یا حضرت کیا کرنا چاہیئے آپ نے فرمایا حفاظت کرنی چاہیئے جب لڑکا پیدا ہو پھر حد شرع جاری کریں خلیفہ نے کہا مولا علیؑ ملک العرب

روایت ہے کہ ایک شخص جناب امیرؑ کی خدمت میں عرض کرنے لگا کہ میری ماں نے مجھے نکال دیا ہے اور کہتی ہے تو میرا بیٹا نہیں ہے حضرت نے اس کی ماں کو بلا کر پوچھا یہ تیرا بیٹا نہیں ہے اس نے کہا خدا جانے یہ کون ہے میرا بیٹا نہیں اور اپنے چار برادر حقیقی اور ہمسایہ کو وہ عورت گواہ لائی سب نے کہا یہ اس کا بیٹا نہیں ہے حضرت نے فرمایا چار سو درہم مہر پر میں نے یہ عورت اس مرد کو دے قنبر کو حکم دیا وہ جا کر سو درہم لایا جناب امیرؑ نے اس لڑکے کو درہم چار سو دیئے اور کہا یہ درہم اس عورت کو دے اور ہاتھ اس کا پکڑ لے اور اپنے گھر لے جا۔ لڑکا اٹھا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور چار سو درہم اس کی گود میں ڈال دیئے جب اس عورت نے یہ حال دیکھا تو فریاد کی کہ النار النار اے پسر عم رسول خدا آپ مجھے میرے بیٹے کو دیتے ہو بخدا یہ میرا فرزند ہے میرے بھائیوں نے مجھے کہا ہے تو اسے نکال دے ورنہ یہ اپنے باپ کا سب مال تجھ سے چھین لے گا۔ اس سبب میں نے اس سے انکار کیا تھا یہ سنکر جناب امیرؑ نے عورت اور اس کے گواہاں پر حد جاری کی +

حضرت عمار یاسر اور زید بن ارقم روایت کرتے ہیں کہ ہم خدمت جناب امیرؑ میں حاضر تھے کہ ہزار آدمی تلواریں علم کئے مسجد کے دروازہ پر آئے اور اجازت چاہی حضرت نے اندر آنے کی اجازت دی اس گروہ میں ایک یہود کی رو رو یہ کہتی تھی۔ کہ دستگیر درماندگاں میں پناہ لائی ہوں جب حاضر ہوئی اور سلام کیا اور رو کر عرض کی آپکی بارگاہ خالق پناہ میں آئی ہوں میری مشکل حل کرو بعد اس کے اس کا باپ آیا اور اس نے عرض کی کہ یا حضرت یہ دختر میری ناکتخدا حاملہ ہے میں حیران ہوں اسکو حمل کیونکر رہا۔ حضرت نے اس دختر سے کہا تو کیا کہتی ہے اس نے کہا جو میرا باپ کہتا ہے سچ ہے لیکن مجھے آپ کے حق کی قسم ہے مجھ سے کسی طرح کی خیانت سرزد نہیں ہوئی آپ نے دایہ کو بلا کر فرمایا دیکھ یہ دختر حاملہ ہے دایہ نے دیکھ کر کہا البتہ حاملہ حاملہ ہے یہ سنکر جناب امیرؑ نے اسکے باپ سے کہا تو فلاں موضع کا باشندہ ہے جو نواح دمشق میں ہے اسنے کہا ہاں پھر فرمایا تمہارے جبال میں برف ہے وہ بولے ہاں ہے

آپ نے فرمایا تم میں کوئی شخص ہے جو ٹکڑا برف کا لائے انہوں نے عرض کی جناب عالی جبال برف ڈھائی سو فرسنگ کا فاصلہ ہے یہ سنکر جناب امیر نے دست مبارک اپنا دراز کیا اور ایک قطعہ برف کا آپ کے ہاتھ پڑ آیا آپ نے دایہ کو حکم دیا کہ اس دختر کو خیمہ میں لے جا اور ایک طشت میں یہ رکھکر اوپر اس دختر کو بیٹھا ایک کیڑا ساڑھے ۷۵ درہم اور دو دانگ کا رحم سے گرے گا دایہ نے ایسا ہی کیا جب وہ کیڑا وزن کیا تو جو آپ نے فرمایا تھا اسقدر تھا اور اسکے والد سے کہا اس نے خیانت نہیں کی یہ نہانے گئی تھی تالاب میں وہاں سے یہ کیڑا رحم میں چلا گیا تھا۔ اور بہت خورد تھا شکم میں اسقدر ہو گیا۔

کتاب شواہد النبوت میں لکھا ہے کہ ایک بار کوفہ میں آب فرات نے اسقدر زیادتی کی کہ لوگوں کو خوف غرق ہونیکا ہوا سب لوگ پناہ جناب امیرؑ کی طرف لائے اور حال بیان کیا۔ آنحضرتؐ یہ سنکر تشریف ان کی ہمراہ لے گئے جب آب فرات پر پہنچے دو رکعت نماز پڑھکر عصا سے پانی کیطرف اشارہ کیا اشارہ کے ساتھ ہی پانی کم ہو گیا۔

معجزہ مُردہ کا زندہ کرنا حضرت علی علیہ السلام کا

زہرۃ الریاض حسن الکبار کا مولف لکھتا ہے کہ ایک روز کوفہ میں مع ایک جماعت صحابہ کبار خدمت جناب امیرالمؤمنین میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا تم میں کون ہے ایسا جو جہاد سے کبھی فرار نہ ہوا ہو۔ اور خانہ کعبہ میں اس کی پیدائیش ہو اور اخلاق میں مرتبہ عالی رکھتا ہو اور غزوات میں محمد مصطفےٰ کی نصرت کی ہو اور عمرا بن عبدود کو مارا ہو۔ اور در خیبر کو اکھاڑا ہو۔ وہ کون ہے جناب امیرؑ نے فرمایا اے سعد بن فضل کیا کہتا ہے میں ہوں دست بستہ ہو کر سعد بولا یا حضرت ساٹھ ہزار آدمی میری قوم کے ہیں جو در مسجد پر کھڑے ہیں اور ایک مردہ ہمراہ لئے ہیں اس کا قاتل نہیں ملتا آنحضرت مسجد سے طرف نجف کے چلے اور سب پیر و جوان روانہ ہوئے اور ساٹھ ہزار آدمی تابوت لیکر وہ بھی رواں تھے جو جگہ مقرر تھی وہاں پہنچے تو جناب نے فرمایا جنازہ کو حاضر کرو سلمان نے شہر کوفہ میں منادی کر دی کہ جسنے کرامات حضرت علیؑ کے دیکھنے ہوں وہ دشت نجف میں حاضر ہو جب جنازہ کھولا تو دیکھا حضور انور نے ایک جوان کثرت زخم سے پارہ پارہ ہے اور فرمایا اسکو قتل ہوئے کتنے روز ہوئے ہیں اس قوم نے کہا چالیس روز ہوئے ہیں

پھر فرمایا اسکا خون کون طلب کرتا ہے کہا کہ پچاس آدمی کہ اسکی قوم کے ہیں حضرت نے فرمایا اسکو اسکے چچا نے قتل کیا
ہے کہ نام اسکا حریث بن حسان ہے کہ اسنے اپنی دختر کا نکاح اس سے کیا تھا اور اسنے اسکی بیٹی کو چھوڑ کر دوسرا
نکاح کیا ہے اس سبب سے اسنے اسکو قتل کیا اعرابی نے کہا صورت تو یہی ہے جو آپ فرماتے ہیں لیکن ہم اس پر
راضی نہ ہونگے جبتک آپ اسکو زندہ نہ کریں اور یہ اپنا حال آپ زبان سے بیان نہ کرے جناب امیرؑ نے اسکے
سر کو اپنا پا مبارک مارا اور کہا قم مردہ اٹھ کھڑا ہوا تمام لوگ متحیر ہوئے جب اسکو پوچھا تجھے کس نے مارا وہ بولا
چچا نے جناب امیرؑ نے اس سے کہا تم جاؤ اور جو کچھ دیکھا ہے اپنی قوم سے جا کر کہو انہوں نے عرض کی کہ ہم آپکے
قدموں سے جب تک زندہ ہیں جدا نہ ہونگے پس یہ دونوں حضرت کی خدمت میں رہے اور علوم تحصیل کیا اور جنگ صفین
میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے +

بیان حضرت علی علیہ السلام کا چالیس جگہ روزہ افطار کرنا

کتاب فضایل مرتضوی میں لکھا ہے کہ ایک روز ماہ رمضان میں ایک شخص نے جناب امیرؑ کی خدمتمیں حاضر ہو کر عرض کی کہ امیدوار
ہوں آج روزہ غریب خانہ پر افطار کریں آپ نے فرمایا اچھا شامکو علیؑ ضرور آئیگا جب وہ شخص چلا گیا تو دوسرا حاضر ہوا
اور عرض کی کہ میرا دل چاہتا ہے کہ حضور آج روزہ غریب خانہ پر افطار فرمائیں آپنے اسکو فرمایا اگر خدا نے چاہا تو وقت شام
ہم آوینگے وہ رخصت ہوا تو تیسرا آگیا اور دست بستہ ہو کر عرض کی کہ دعوت سی تو مجال نہیں مگر مدعا ہے کہ بندہ کے گھر آپکا
روزہ کھلے آپ کسیکو ناراض کرنا بھی نہ چاہتے تھے اور وعدہ خلاف کبھی نہ کرتے تھے اچھا دوست کیخاطر ضرور ہے۔
عرض چالیس آدمیوں نے ایک وقت میں جناب امیرؑ کی دعوت کی اور آپنے سب سے اقرار فرمایا اور سبکی دعوت قبول کی جب
شام ہوئی اور نماز مغرب جناب امیرؑ نے جناب رسولخدا کیساتھ ادا فرمائی بعد فراغ نماز جناب رسولخدا نے فرمایا آج روزہ
ہمارے گھر میں کھولیں حضرت علیؑ حضرت رسول کے ہمراہ تشریف لیگئے اور روزہ افطار رسول صلعم کے گھر فرمایا اور تا بہ نصف شب
خدمت رسول میں حاضر رہے بعد اسکے دولتسرا میں تشریف لائے اور صبح تک عبادت خدا میں معروف رہے جب صبح ہوئی جناب
رسولخدا مسجد میں تشریف لائے اور تمام اصحاب بھی حاضر ہوئے جب نماز سے فارغ ہوئے تو جسنے پہلی دعوت کی تھی جناب امیرؑ کی اُس
ایک شخص سے کہا کل کیا سعادت دو جہانی مجھے حاصل ہوئی کہ حضرت علیؑ نے روزہ میرے گھر افطار کیا دوسرا بولا کیا تونے خواب
دیکھا ہے آج شبکو تو آپ نے میرے ساتھ طعام تناول فرمایا ہے تیسرے شخص نے کہا تم دونوں غلط کہتے ہو کل اس جناب نے
میرے گھر پر روزہ افطار کیا ہے صحابہ میں نزاع واقع ہوئی تو سلطان الانبیا متوجہ غرض چالیس شخص نے یہ
حضرت رسالت پناہ نے فرمایا تم سب راست گو ہو ہر جگہ علیؑ شریک ہونگے کچھ
عجب نہیں بدیت + مگر یقین کرو کہ ہے صادق رسول رب + مہمان تھے میرے حیدرؑ کرار وقت شب + اور بیرے

ہی ساتھ روزہ افطار کیا ہے یہ سنکر سب کو حیرت ہوئی اور ایک شخص نے جرأت کر کے پیغمبر خدا سے پوچھا۔ کہ یا حضرت یہہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص آن واحد میں چالیس جگہ روزہ افطار کرے حضرت نے فرمایا علی کے باب میں حیرت اور تعجب کیوں کرتے ہو۔ علی مظہر العجائب ہے علی کو خدا تعالیٰ نے وہ کرامات اور قدرت عنایت کی ہے کہ اگر ایک لاکھ آدمی ایک وقت اسکی دعوت کریں۔ تو وہ اُسوقت سب جگہ پہنچے۔ ناگاہ جبرائیل جانب رب الجلیل نازل ہوئے۔ اور بعد سلام کے کہا کہ حق نے فرمایا ہے کیوں مرتضےٰ کے باب میں بحث ہے۔ کل وقت شام عرش پاک پر علی کا گذر تھا۔ ہم نے حضرت علی کو وہ فضل وکمال بخشے ہیں۔ عقل کی رسائی وہاں نہیں ہے۔ کہدو اُن کو عبث یہ قیل وقال ہے حضرت علی کل رات ہمارے پاس تھے۔ اور حوراں بہشت کی ساتھ روزہ افطار کیا ہے۔ حضرت رسول صلعم یہ سُنکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا دیکھو کہ تم کو تعجب تھا۔ یہ ادنےٰ معجزہ ہے امام کا یہاں نہمان رسول کا تھا۔ اور وہاں خدا کا +

کتاب فضل مرتضوی میں لکھا ہے امام حسن علیہ السلام کو سَیر کرنا مشرق مغرب تک

سلمان فارسی سے منقول ہے کہ ایک روز مَیں اور محمد حنفیہ اور محمد بن ابو بکرؓ اور عمّار بن یاسر اور مقداد اسود جناب امیر کیخدمت میں موجود تھے۔ اور کچھ ذکر حضرت سلیمانؑ بن داؤد علیہ السلام کا بیان ہُوا تو امام حسنؑ نے عرض کی اے قبلہ زمان سنتے ہیں کہ انکی زیر حکم تھے۔ سب انس وجاں انکے سوا کسی کو نہ یہ اختیار تھا۔ بڑا اختیار تھا۔ عجب سلطنت خدا نے انکو عطا کی تھی۔ آپ فخر الانبیاء کے وصی ہیں۔ اس سلطنت سے آپکو حصّہ میں کیا ملا۔ طبع غمگین ہے۔ آپ ارشاد فرمائیں دلکو سرور ہو یہ سنکر آپ نے تبسم کیا۔ اور فرمایا قسم ہے مجھے اس معبود کی۔ جو خشک دانہ کو زمین سے سرسبز کرتا ہے اور قسم اس قادر کی جس نے خاک تیرہ سے آدم کو پیدا کیا ہے کہ جو کچھ مجھکو اُس نے عطا کیا ہے وہ کسیکو نہیں کیا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے جو انسان اور جن مطیع تھے۔ نقش نگین مہر سلیمان میں میرا نام تھا۔ اسلئے اسکی دنیا مطیع تھی۔ یہ سنکر امام حسن علیہ السلام نے عرض کی اور حصار نے بھی عرض کی۔ یا حضرت ہم چاہتے ہیں کہ شمہ اس چیز کا جو خدا نے آپکو عطا فرمایا ہے۔ ہم بھی دیکھیں کہ باعث یاد وایمان اور تقویت ایقان کا موجب ہو۔ حضرت نے فرمایا قبول ہے آج قدرت پروردگار کو تم دیکھو۔ پس یہ کہکر حضرت کھڑے ہوگئے اور دو رکعت نماز ادا کی اور چند کلمہ زبان مبارک پر جاری کئے۔ کہ کوئی حاضرین میں سے نہ سمجھا وہاں سے خانہ ہدایت کاشانہ میں تشریف لیگئے اور دست حق پرست کو جانب مغرب دراز کیا اتنے میں ایک ٹکڑا ابر کا آیا اسکو نیچے رکھکر پھر دست دراز کیا۔ تو دوسرا ٹکڑا ابر کا آیا۔ آنحضرت نے اشارہ فرمایا تو وہ ابر ہر دو مثل صورت قالین ہوگئے۔ سلمان فرماتے ہیں۔ کہ اس سحاب سے ندا تھی۔ برحق محمد مصطفےٰ اور آپ اسکے جانشین ہیں۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اور اس بساط پر بیٹھو۔ ہم سب ایک ٹکڑے پر جا بیٹھے۔ اور دوسرے ٹکڑے پر آپ جناب بیٹھے۔ حضرت امام حسن فرماتے ہیں۔ کہ

اسوقت میں نے اپنے والد کیطرف دیکھا کہ آپ کے بدن میں سبز جامہ ہے اور کلاہ یاقوت سرخ کی سر پر ہے اور جو نعلین تھے بند اوسکے یاقوت آبدار کے تھے۔ اور ہاتھ میں انگشتری تھی۔ مروارید سفید ابرق کی اس کی روشنی چشم کو خیرہ کرتی تھی۔ اور آپ ایک کُرسی نور پر جلوہ گر ہیں۔ اسوقت میں نے عرض کی کہ حضرت سب مخلوقات بسبب انگشتری کے حضرت سلیمان کی تابع تھے۔ اور آپ کی کس سبب سے اطاعت کرتے ہیں فرمایا اے نور العین میں خدا کی زبان اور چشم جہاں ہوں اور دولت دین کا گنج ہوں اور میں خدا سے قاسم نار و جناں ہوں۔ اور میں کشتیِ جہاں کا لنگر ہوں۔ اور سدِ سکندری میں نے استوار کی ہے۔ میں حُجتِ خدا ہوں۔ سب سے رتبہ میرا رفیع ہے جو خدا کے بعد ہے وہ میرا مطیع ہے۔ خدا نے مجھکو دونو جہان کا بادشاہ بنایا ہے۔ سب میرے زیر حکم ہیں۔ جن و انسان و ہوا پھر وہ مہر سلیمان دکھلائی۔ کہ یہ دیکھ لو اس میں تمہارا بھی نام ہے۔ اور یہ فیض پنجتن پاک کا عالم میں ہے سب حاضرین کو تعجب ہُوا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ تم میرے باب میں ایسا تعجب نہ کرو آج تم کو ایسی چیز دکھاتا ہوں جو کبھی نہ دیکھی ہو۔ حضرت امام حسنؑ نے عرض کی۔ کہ جناب ہماری آرزو یہ ہے۔ کہ یاجوج ماجوج اور سد سکندری دکھلائیں آپ نے فرمایا بہت اچھا پھر ہوا کو آپ نے حکم دیا وہ ابر لیکر ہوا پر چلا آ۔ آواز رعد کی ابر سے پیدا ہوئی۔ اور ایسی بلند ہوئی تمام دنیا برابر ایک درہم کے نظر آنے لگی اور کوہ مثل دانہ خردل کے اور بارِیک خط جدول کتاب کیطرح دریا نظر آنے لگے۔ تاانیکہ وہ ابر ایک پہاڑ پر لے کر پہنچا وہاں ایک، درخت عظیم دیکھا۔ مگر خشک تھا۔ امام حسنؑ نے عرض کی یا قبلہ کیا باعث درخت کے برگ گر گئے ہیں۔ جناب امیر نے فرمایا اس درخت سے دریافت کر لو۔ سلمان فارسی کہتے ہیں۔ قسم بخدا اس درخت نے کلام کیا۔ اور کہا السلام علیکم یا وصی رسول اللہ اور درخت نے عرض کی کہ اے شاہزادے کونین جوانی سے میری پیری مبدل ہوئی مجھکو زیادہ صدمہ ہجر مرتضےٰ کا ہے۔ کہ آپ ہر روز وقت سحر میرے پاس آپکے والد بزرگوار آیا کرتے تھے آج چوبیس روز کے بعد تشریف لائے ہیں اسلئے میرے برگ خشک ہو کر گر پڑے آپ فیض قدم رحم فرمائیں حضرت امام حسنؑ نے عرض کی تو آپ اُس درخت کے نیچے تشریف لیگئے اور وہ اُسی وقت سر سبز ہو گیا۔ پھر جناب اپنی کُرسی پر بیٹھے اور ہوا لیکر بلند ہوئی تمام دُنیا ہماری نظر میں مثل ایک پشہ کے نظر آنے لگی اور ہوا میں ایک فرشتہ کو دیکھا۔ سر اسکا قرص آفتاب سے ہے اور پاؤں قعر پر محیط میں ایک ہاتھ مشرق میں اور ایک مغرب میں ہے۔ حضرت امام حسنؑ نے دریافت کیا۔ کہ جناب عالی یہ کون ہے آپ نے فرمایا۔ اسکو میں نے ازل سے فرمانروائے ظلمت اور نور شب روز پر مقرر کیا ہے۔ حکم خدا سے دن کو رات اور رات کو دن کرتا ہے۔ پھر ہوا ہم کو اوڑا کر مقام یاجوج ماجوج پر لیگئی۔ اُس قوم کی بڑی کثرت دیکھی۔ تین قسم وہ قوم تھی۔ ایک قوم تھی۔ کہ قد اُنکا بیس گز طول کا تھا۔ اور عرض دس گز کا تھا۔ اور دوسری ایسی تھی طول گز بھر کا اور عرض سنر

گز کا تھا۔ اور تیسری قوم ایسی تھی گوش ان کے مثل لحاف کے تھے ایک کان کو اوپر لیتے تھے اور ایک کان کو نیچے بچھاتے تھے۔ مثل تو شک کے کچھ انسان کی شکل تھے اور کچھ اور صنعت کے تھی وہ تمام قوم جناب امیر کے قدموں پر آکر گری آپ حضرت انکی کلام کا جواب بھی دیتے تھے اور فرمایا یہ سب ہمارے زیر حکم ہیں پھر وہاں سے کوہ قاف پر پہونچے یہ پہاڑ سُرخ یاقوت کا بنا ہُوا ہے اور تمام دنیا کو محیط ہے وہاں سے ایک فرشتہ بشکل انسان موکل تھا۔ دیکھتے ہی اُس نے کہا۔ السلام علیکم یا امیر المومنین پھر اُس فرشتہ نے عرض کی یا جناب میری ایک عرض ہے آپ نے فرمایا۔ تو اپنے بھائی کی ملاقات کو جانا چاہتا ہے۔ اُس نے کہا ہاں حضور عالی یہ میرا ارادہ ہے آپ نے کہا اچھا وہ بھی رخصت لیگیا ہے۔ سلمان نے عرض کی کہ جناب یہ فرشتہ جو یہاں مُوکل ہے آپ نے فرمایا کہ کل جو میں کوہ ظلمات پر گیا تھا۔ جو فرشتہ وہاں موکل ہے اس نے اس فرشتہ کی ملاقات کیلئے رخصت لی تھی آج اُس نے اس کی ملاقات کی رخصت طلب کی۔ وہاں گیا ہے پھر حضرت امام حسن نے عرض کی یا حضرت سب ملک آپ کی رضا بغیر کہیں نہیں جا سکتے آپ نے فرمایا بخدا میں سب کا پیشوا ہوں اور طریقہ عبادت میں نے انکو سکھلایا ہے اگر میرے حکم سے عدول کریں تو قہر الٰہی سے جل جائیں ایک پلک جھپکا نہیں سکتے۔ پھر حضرت نے فرمایا۔ کہ تم اپنی آنکھیں بند کر لو۔ سب نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ بعد ساعت کے فرمایا کھولدو ہم نے کھولدیں تو اپنے کو ایک اور ملک میں پایا وہ سب شہروں کے لوگ خوش و آباد شاد تھے۔ اور سوائے جماعت حضرت علی کے اونکو کوئی کام نہ تھا۔ ساتھیوں نے عرض کی مولا ایسا آباد کوئی ملک نہ دیکھا یہ سب عمدہ شہر ہیں اور جناب کے منقبت ورد زبان ہیں ہمارا دل چاہتا ہے کہ تا زیست یہیں رہیں۔ آپ نے فرمایا سب شہر میرے زیر نگیں ہیں اور آباد تا ابد رہینگے اور میں یہاں کا تاجدار ہوں۔ چالیس شہر اور کوہ قاف کے پیچھے ہیں۔ ان میں بھی میرا دور ہے۔ اسی طرح سے میں بعد رسول خدا صلعم کے دو جہاں کا بادشاہ ہوں میرے بعد اسی طرح امام حسنؑ کو اختیار ہوگا۔ اور بعد امام حسنؑ کے امام حسین سب کا شہریار ہوگا۔ بعد انکے نو پسر اس کے شہریار ہونگے اور اس ہماری بادشاہت کا خاتمہ قائم آل رسول پر ہوگا۔ وہاں سے ہوا ہمکو ایک باغ سبز میں لیگئی۔ جو مانند بہشت کے تھا وہاں ایک جوان کو دیکھا۔ کہ درمیان دو قبروں کے نماز پڑھ رہا ہے۔ حضرت امام حسنؑ نے دریافت کیا۔ تو فرمایا آپ نے یہ صالح نبی ہیں یہ انکے والدین کی مزاریں ہیں نماز پڑھکر حضرت صالح جناب امیر کے پاس آئے اور بغلگیر ہوئے اور رونے لگے امام حسنؑ نے عرض کی۔ کہ یا حضرت کیا باعث یہ روتے ہیں آپ نے فرمایا تم خود دریافت کرو۔ جب دریافت کیا۔ تو صالح نے جواب دیا۔ کہ سرور سوائے علی کے یہ راز کسی پر منکشف نہیں عرصہ ہوا ہے آپ اسجگہ نماز صبح پڑھتے تھے۔ دس دن کے بعد آج آئے ہیں۔ آپ کی مفارقت سے روتا ہوں۔ حضرت امام حسن نے عرض کی کہ یا جناب ہم ساتھ آپکے صبح کی نماز ہمیشہ کرتے ہیں کس وقت آپ یہاں آتے ہیں فرمایا یہ راز الٰہی ہیں۔ اس کے جادہ سے زمین آسمان

خالی نہیں ہے۔ ہر جا میرا مقام ہے پھر فرمایا کہ چاہتے ہو حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کو دیکھو سب نے عرض کی۔ کہ ہاں پس ایک باغ میں جناب تشریف لائے جب وسط باغ میں پہونچے تو ایک تخت فیروزہ پر ایک شخص کو سوتے دیکھا۔ سرہانے اور پائینتے ایک ایک اژدہا حفاظت کرتا ہے۔ جب اژدہاؤں نے جناب امیر کو دیکھا تو آپ کے قدموں پر منہ اپنا ملنے لگے۔ اور وہ انگشتری آپ نے اس تخت پر جو شخص سوتا تھا۔ اسکو پہنا دی اور فرمایا حکم خدا سے اُٹھئے۔ حضرت امام حسنؑ فرماتے ہیں حضرت سلیمان اُٹھ بیٹھے اور سلام کیا اور مسکرا کے کہا جس کو ارشاد آپ کا ہو وہ لحد سے ابھی اُٹھے برحق خدا ایکتا اور پیغمبر محمدؐ اور آپ اسکے وصی برحق ہیں۔ آپ کی ولا سے مجھے سب رتبہ ملا تھا۔ ورنہ میں کیا چیز تھا۔ پھر وہاں سے مشرق کی جانب روانہ ہوئے ایک قوم طویل و تندمند دیکھی دریافت کیا۔ تو آنحضرت نے فرمایا۔ یہ لوگ بقیہ قوم عاد سے ہیں حضرت علی نے دعوت اسلام انکو کی اس قوم نے انکار کیا آپ نے ذوالفقار کھینچکر اونپر حملہ کیا وہ قوم ہلاک ہو گئی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اور کچھ دیکھنا چاہتے ہو سب نے دست بستہ عرض کی کہ یا حضرت امیرالمومنین ہم کو زیادہ طاقت ایسے امورات عجیب دیکھنے کی ہم نہیں چاہتے ہیں کہ اب وطن کیطرف رجوع کریں۔ پھر اس ابر پر سوار ہوئے۔ تو دو ساعت میں حضرت علی کے گھر پہونچے جب اُتر کر بیٹھے تو اذان ظہر کی ہوئی نماز صبح ادا کر کے علی روانہ ہوئے تھے۔ اور اتنی دیر میں کہاں کہاں پھر آئے۔ بڑی حیرت ہوئی آپ نے فرمایا اگر چاہو تو فلک کی سیر کرا دوں ہزار بار اسی طرح ؞

سوال ایک یہود علماء کا جناب امیر علیہ السلام سے

ابن بابویہ نے بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک علماء یہود سے جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوا ایک یہ بات پوچھی کہ تمہارے پیغمبر کا وصی بعد اسکے کتنی مدت ظاہر زندگانی کریگا آپ نے فرمایا تیس برس پھر اُس نے پوچھا کہ وہ اپنی موت سے مریگا یا مارا جائیگا آپ نے جوابدیا وہ مقتول ہوگا۔ اسکے سر پر بدبخت امت ایک ضرب لگائیگی۔ ریش اسکی سر کے خون سے خضاب ہوگی۔ علماء یہود نے کہا سوگند بخدا کہ سچ ہے میں نے اس کتاب میں جسکو حضرت موسٰے دہاروں نے لکھا ہے۔ اس میں ایسا ہی پڑھا ہے آپ برحق وصی رسول اللہ صلعم ہیں ؞

جناب رسالت پناہ سے چار اشخاص کا سوال کرنا اور معجزہ دیکھکر مسلمان ہونا

کتاب فضائل مرتضوی میں لکھا ہے کہ ایک روز جناب سرور کائنات مسجد میں وعظ فرما رہے تھے۔ کہ ناگاہ چار شخص آئے اور عرض کی اگر آپ پیغمبر خدا ہیں تو ہمارے سوالوں کا جواب دیجئے اگر آپ ہماری سوالوں کا جواب دینگے۔ تو ہم

صدق دل سے آپ پر ایمان لائینگے حضرت رسالت پناہ نے فرمایا بیان کرو ایک کا یہ سوال تھا کہ ایک فرد کاغذ لیکر
ہوا میں اڑاتا ہوں اور وہ کاغذ خورشید کے ورق سے لپٹ جاتا ہے اور جدا نہیں ہوتا۔ آپ اگر جدا کرکے منگوا دیں تو
ایمان لاتا ہوں پھر دوسرے نے عرض کی کہ میری پاس اژدہا ہے۔ جب میں اسکو چھوڑتا ہوں تو وہ زیر زمین
جاکر گاؤ زمین کے سم سے لپٹ جاتا ہے۔ اسکو واپس منگوا دیں تو بندہ آپ پر ایمان لائے۔ پھر تیسرے نے سوال
کیا۔ کہ جناب میں تاجر ہوں۔ ایک مرتبہ میں چین میں گیا۔ اور وہاں شاہزادی چین پر عاشق ہوگیا۔ اس شہزادی
کو مدینہ میں مجھے دکھلائیں تو میں ایمان لاتا ہوں۔ چوتھے نے کہا یا حضرت فرزند میرا چودہ سال کا تھا۔ اور برائے
شکار جنگل میں گیا تھا۔ اور گم ہوگیا اسکی فرقت سے میری بصارت بھی جاتی رہی اسکو مجھے دکھلائیں تو میں بچشم خود
دیکھوں تو ایمان لاؤں یہ سنکر جناب رسول مقبول نے سلمان سے فرمایا کہ اے سلمان میرے جانشین کو اسوقت بلا لا۔
اس اثنا میں جناب امیر تشریف لائے۔ تو حضرت رسول تعظیم کو اُٹھے اور کل حال حضرت نے جناب امیر سے کہا جناب
امیر نے انکو کہا تم پہلے اپنا کمال دکھاؤ۔ پس وہ شخص اُٹھے۔ ایک نے تو آسمان کو فرد کاغذ کے اُڑائے اور دوسری
زمین پر سانپ پھینکا وہ سانپ گاؤ زمین سے جا لپٹا اور فرد پشت آفتاب سے چمٹ گئے سلمان فارسی کا بیان ہے کہ جناب
امیر وہاں سے نہاں ہوگئے آفتاب سے وہ فرد حضرت جبرائیل چھوڑا کر لائے اور ناگاہ طبق زمین کو زلزلہ ہوا جناب مولا
علی مرتضےٰ نہاں ہوگئے اور حضرت میکائیل بحکم خدا جلوہ میں ہمراہ گئے وہ سانپ سم گاؤ زمین سے جدا کرکے حوالہ شیر خدا
کیا ناگاہ تخت فوق پر جناب امیر پری اور کاغذ کے فرد کو مٹھی میں بند کی اور اژدہا جادو بھی لئے ہوئے تھے۔ اور
مٹھی کھولکر حضرت علی نے بیان فرمایا لو وہ طلسم ہے تمہارا وہ بولی جہاں سے آپ لیگئے تھے۔ وہاں رکھدو آپنے فرمایا
اب کاغذ کے فرد تمہارے جسم کے ٹکڑے اُڑائینگے اور سانپ کاٹ دیگا اور تمہاری جان جائیگی وہ الامان کہکر دونوں
ساحر مسلمان ہوگئے۔ اور مسجد میں دو حجرے تھے جو شخص کہ شاہ چین کی دختر کا عاشق تھا۔ ایک حجرہ میں اُسے
جانیکو فرمایا۔ جب وہ شخص حجرہ میں گیا تو دیکھا کہ دختر شاہ چین وہاں موجود ہے ارشاد فرمایا اور کہا وہاں جاکر
اپنے فرزند کا نام لیکر پکار جب اُس نے نام لیا تو اسکا پسر حجرہ کھولکر باہر نکل آیا۔ اس نوجوان سے آپ نے
فرمایا۔ کہ اپنا حال بیان کر کہ میں کروں اسکے پدر نے کہا یا جناب آپ واقفِ سرِ خفی و جلی ہیں میں مشتاق ہوں
یہ خود بیان کرے۔ پھر اس جوان نے کہا کہ ایک دن میں شکار کو گیا تھا۔ کہ ایک درخت پر ایک سانپ نظر آیا۔
سارا جنگل سنسان تھا۔ اور میرے قدم زمین نے پکڑ لئے۔ ناگاہ چار سوار آئے۔ اور مجھکو قید کرکے ایک باغ میں
لیگئے وہاں ایک جوان مہ لقا سر بند ہا ہوا بیٹھا تھا۔ اور اُسکے بالین پر اسکا پدر روتا ہے۔ وہ نیز خوردہ تھا۔
وہ چار اسکے پیش ہوکر بولے یہ حاضر ہے تیر زن اُس نے کہا اسکو قید رکھو اگر فرزند بچگیا تو اسکو رہائی
دیجائیگی۔ ورنہ اس کی جان ضائع کرونگا۔ پھر مجھکو چار سال قید رکھا آجکل اُسکا انتقال ہوگیا تھا۔ اور

محافظ کہتے تھے۔ کہ کل تمہاری جان ماری جائیگی آمد اجل میری کی تھی کہ حضور پرنور تشریف لائے اور مجھے کہاں سے کہاں لے آئے یہ سنکر حضرت مقبول رسول اللہ صلعم نے سجدہ شکر ادا کیا اور کہا عجب وزیر مجھے عطا فرمایا ہے خدا نے تین ساعتوں میں یہ کار خدائی حضرت نے کیا اور ایک روز جناب امیر بروز جمعہ منبر پر خطبہ فرما رہے تھے۔ کہ اژدہا باب الفیل مدینہ سے آیا۔ سب لوگ خوفناک ہوئے۔ اور اسکے دفع کا ارادہ کیا۔ آپ نے منع فرمایا۔ کہ کہا اسکو آنے دو غرض وہ اژدہا منبر کے قریب آیا۔ اور جناب امیر کے گوش مبارک میں کچھ کہا۔ آپ نے جواب دیا پھر وہ چلا گیا۔ لوگوں نے آنحضرت سے دریافت کیا کہ اس اژدہا نے آپ سے کیا کہا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ ایک حاکم جنوں کا تھا۔ ایک حکم اُسکو معلوم نہ تھا۔ مجھسے پوچھنے آیا تھا۔ میں نے بتلا دیا یہ اژدہا نہ تھا۔ درحقیقت جن تھا +

بیان احوال بعد وفات سرور کائنات کے جو قرض یا امانت تھیں انکا ادا کرنا

بعد وفات جناب رسولخدا حضرت علی نے مدینہ شریف میں یہ منادی کرا دی کہ جناب رسول اللہ صلعم نے جس شخص سے کچھ وعدہ کیا ہو یا قرض دینا ہو وہ میرے پاس آوے میں آپکے وعدے اور قرض ادا کرونگا۔ یہ سنکر لوگ آنے لگے جو آتا اور جو کہتا تھا۔ جناب امیر جائے خانہ کے نیچے سے دینار درہم دیتے جاتے تھے جسقدر کوئی طلب کرتا تھا۔ آپ دیتے تھے۔ ناگاہ ایک اعرابی آیا اور کہا انثی شتر رخ اور چشم سیاہ والے جن کی رسولخدا نے مجھے ضمانت کی تھی آپ اُنکے وصی ہیں عنایت فرمائیے یہ سنکر حضرت نے امام حسن سے ارشاد فرمایا کہ تم اور سلمان اس اعرابی کو فلاں وادی میں لیجاؤ اور یہ آواز دو اے صالح جب وہ جواب دے تو اُسے کہنا کہ امیرالمومنین نے بعد سلام تجھے یہ کہا ہے کہ وہ انثی شتر جنکا رسول اللہ نے وعدہ کیا تھا اس اعرابی کو دیدو۔ اصحاب خاص سلمان کہتے ہیں کہ ہم اُس صحرا میں گئے اور امام حسن نے اسکو آواز دی اُس نے جواب دیا لبیک یا ابن رسول اللہ حضرت امام حسنؑ نے پیغام بیان فرمایا اُس نے فوراً ایک مُہار ناقہ کی زمین سے نکال دی امام حسنؑ نے لیکر اعرابی کے ہاتھ میں دیدی اعرابی نے مہار کو کھینچا پس اُس صفت کے ناقے نکلنے شروع ہوئے جنکا وعدہ جناب رسولخدا نے کیا تھا۔ انثی شتر نکلے اعرابی لیکر چلا گیا +

مروی ہے کہ جب لشکر ظفر پیکر جناب امیر کو صفین میں طول ہوا۔ تو اصحاب نے اس جناب سے کمی زاد راہ علف کی شکایت کی کہ ہمارے پاس ایک روز کا بھی گھاس دانہ نہیں ہے یہ سنکر آپ ایک ٹیلہ پر تشریف لیگئے اور بعد نماز درگاہ قاضی الحاجات میں دست دعا بلند کئے ہنوز دُعا کر کے اپنی منزل تک نہ پہونچے تھے کہ ایک قافلہ پہونچا۔ جو کچھ ضرورت تھی جملہ اشیا لشکر میں تقسیم کر کے چلا گیا۔ کسی کو معلوم نہ ہوا کدہر گیا +

منقول ہے ایک جنگ سے جنابِ امیر منصور مظفر چلے آتے تھے راہ میں ایک یہود نے کہا یا حضرت میں آپ کا
دوست ہوں آپ نے فرمایا تو دشمن ہے ایک طرف وہاں آگ روشن تھی آپنے فرمایا اگر دوست ہی تو اس آگ میں
دپڑ اگر تو میرا دوست ہی تو ہرگز آگ تجھکو نہ جلائے گی وہ کہنے لگا اور کوئی آپ کا دوست نہیں ہی۔ جو مجھکو ارشاد
لیا آنحضرت کے ہمراہ ایک پیرمرد تھا۔ اسکو فرمایا کچھ مال اولاد تمکو خدا نے دیا ہے یہ سنکر وہ شخص اپنی گھر آیا اور اپنی
وجہ سے کہا کہ حضرت نے فرمایا ہی کہ جسقدر مال ہو اور فرزند ہو تیرے پاس وہ لیکر جلد لاؤ وہ بولی حضرت نے کیوں یاد
یا۔ اُس نے کہا ہمارے کو آگ میں ڈالینگے وہ بولی گلزار ہو گی بسم اللہ لیجاؤ اور فرزند کو بھی کہا ہرگز گھبرانہ نہ اور
شیر خدا کہکر آگ میں چلے جانا القصہ وہ شخص مال اور فرزند کو لیکر حضرت کیخدمت میں حاضر ہوا مولائے مومنین
فرمایا اس میں کود پڑ وہ جلد بازو پسر کا پکڑ کر آگ میں گیا یہودی سے فرمایا یہ دیکھہ میرے دوست کو ای دشمنِ خدا
ب دونو آگ میں غالب ہو گئے اور آگ ٹھنڈی ہوئی تو دیکھا کہ پدر سجادہ پر طاعت خدا میں مشغول ہی اور پسر تلاوت
رآن کرتا ہی کچھ نقصان نہ ہوا پارچہ تک معہ زیور آگ سی سلامت نکلے وہ یہود حضرت کے پاؤں پر گرا اور یہ معجزہ دیکھکر مسلمان ہو گیا+

منقول ہے کہ ایک روز ایک شخص خوشرو و خوش لباس آیا اور جناب امیر سے باتیں کرتا تھا اور آپ جناب
ی اس سے متوجہ تھے جب وہ اُٹھکر چلا گیا تو لوگوں نے دریافت کیا کہ یا حضرت یہ کون شخص تھا۔ جو آپسے کلام کرتا تھا۔
نحضرت نے فرمایا یہ یوشع بن نون وصی حضرت موسیٰ بن عمران کا تھا فضائل مرتضوی میں لکھا ہی مروی ہی کہ جبکہ جناب
میر نے جنگ صفین سے مراجعت فرمائی تو ایک صحرا میں پہونچے اور نزول اجلال فرمایا لشکر پر تشنگی نے غلبہ کیا اہل
شکر نے شکایت پیاس کی کی آپ جناب اُٹھے اور ایکطرف صحرا میں نظر کی تو ایک سنگ عظیم نظر پڑا آپنے اس سنگ
قریب جاکر فرمایا ای سنگ خبر دے کہ اس صحرا میں پانی کسجگہ ہے اوس سنگ نے سلام کیا اور کہا پانی میری نیچے ہی یہ سنکر
پنے حکم دیا کہ اس پتھر کو اُٹھائیں سو آدمی اُٹھانے کو متوجہ ہوئے مگر سنگ نہ ہلا پھر جنابنے لب مبارک ہلائی اور دست
بارک اوس سنگ پہ مارا سنگ بقدرت الٰہی اُس جگہ سے ایک فرسنگ جا پڑا اور آب شیریں مثل برف اسکے نیچے
نکلا سبنے خوب سیر ہو کر پیا اور مشکیں بھر لیں اور چوپائے جانور بھی سیر ہو گئے حضرت علی نے پھر اُس سنگ کو
اب فرمایا سنگ مثل گنبد کے اپنی جگہ پہ آیا اور قایم ہو گیا +

محمد ابن ابوبکر سی مروی ہی کہ ایکبار امام حسنؑ بیمار ہو گئے اور جناب امیر سے انار مانگا آپنے ستون خانہ کیطرف دست
ذکرکے دُعا کی ایک شاخ انار کی اس ستون سی پیدا ہوئی چار انار اس میں لگے ہوئے تھے آپنے ایک امام حسن کو اور ایک
سینؑ کو توڑ کر دیا امام حسن نے عرض کی یا قبلہ ام یہ انار کہاں سے آئے آپنے فرمایا خلد بریں سی روح الامین لائے ہیں +

روایت ہے کہ ایک روز ایک شخص نے جناب امیر سے کہا یا علی میں نے بہت آدمیوں کو قتل کیا ہی اور بہت اطفال
یتیم کیا ہی یہ سنکر آپ غصہ ہوئے اور فرمایا دور ہو ای کتے اسی وقت وہ شخص سیاہ کتا ہو گیا جب اوس نے یہ حال اپنا

دیکھا تو دُم ہلانے لگا اور فریاد فغاں کرنے لگا جناب کو اسپر رحم آیا اسکے واسطے دعا کی وہ پھر انسان ہوگیا اور توبہ کی +

فضائل میں منقول ہی کہ ایک روز جناب امیر کوفہ مسجد میں مسند قضا پر تھے ایک قوم ایک حبشی کو باندھ کر لائے کہ یا حضرت اس نے چوری کی ہی آپنے اس سے پوچھا تو نے چوری کی ہی وہ بولا البتہ میں نے چوری کی ہی آپنے نام پوچھا اس نے کہا عمر بن گریز ہے اور قبیلہ ثعلبہ سے ہوں آپنے فرمایا جس مال کو تو نے چورایا قیمت اسکی ڈیڑھ دانگ تھی وہ بولا ہاں آپنے اسکے دست راست کو قطع کیا وہ حبشی دست بریدہ اُٹھکر دار قضا سے نکلا راہ میں عبداللہ بن رکدانی اس سے ملاقات کی اور پوچھا تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہی کہا کہ امیر مومناں نے عبداللہ نے کہا علی نے تیرا ہاتھ کاٹا ہے جو مجھپر واجب ہوا ہی عبداللہ حضرت کی جناب میں آیا اور عرض کی یا حضرت میں نے ایک حبشی کو دیکھا ہی کہ ہاتھ اپنا کٹا ہوا دوسرے ہاتھ لئے ہوئے آپ کی صفت ثنا کرتا جاتا تھا یہ سُنکر آپنے فرمایا ہماری دوستوں کا یہی حال ہی اگر انکے ٹکڑے کئے جاویں ہماری محبت سے دست بردار نہیں ہوتے یہ کہکر امام حسن سے فرمایا اس حبشی کو میری پاس بلالاؤ شہزادہ نے حبشی کو لاکر حاضر کیا آپ نے فرمایا اے اسود میں نے تیرا ہاتھ کاٹا اور تو مدح کرتا ہی وہ بولا کیوں نہ کروں آپکی محبت میری خون و گوشت میں ملی ہوئی ہی اور ہاتھ میرا آپنے حق پر کاٹا ہی پھر جناب امیر نے فرمایا اب ہاتھ کٹا ہوا مجھے دے پس جناب نے دست بریدہ کو اسکی جگہ پر رکھکر ردائے مبارک اوپر ڈالدی اور دو رکعت نماز ادا کی اور دعا کی جب فارغ ہوئے تو دیکھا کہ ہاتھ اس کا درست ہو گیا +

روایت ہے۔ کسی شہر میں دشمن جناب امیر کا رہتا تھا جو شخص نام حضرت کا لیتا تھا۔ وہ اسکو ایذا دیتا تھا اتفاقاً ایک فقیر جناب امیر کا اس شہر میں وارد ہوا اور ہر کوچہ میں یہ ندا کرتا پھرتا تھا کہ کوئی ایسا ہی جو مجھے نام حضرت علی ؑ کے کھانا کھلائے ایک مومنہ بولی کہ اس شہر میں حیدرؑ کا نام لینا گناہ ہی میں ایک بیوہ اور ایک میرا پسر ہے مزدوری کرکے روزی تیار کرتی ہوں اور روزہ دار بھی ہوں یہ دو روٹیاں جَو کی ہیں فقیر نے ایک لے لی یہ خبر حاکم شہر کو پہونچی اوسیوقت اس غریب کو پکڑ بلایا اور معہ فرزند اسکو قید کیا جب صبح ہوئی تو حکم دیا کہ شانوں سے ہاتھ کاٹ کر اسکی پشت پر باندھ دو اور تشہیر کرو جلادوں نے ایسا ہی کیا اور طعن کرنے لگے۔ علیؑ نے تیری مدد نہ کی اور ہاتھ کٹنے سے الفت حضرت علی کی ثابت ہو گئی جلادوں نے لڑکا اور ہاتھ اسکے چادر میں لپیٹ کر اسکی پشت پر باندھ دے اور جنگل میں چھوڑ آئے وہ بیچارے ہر سمت نظر کرتی تھی کہ کوئی ایسا ہو جو میرے بغیر کھولدے اور شیر اسکو دوں جب کوئی نہ آیا تو ایک دریا اسکو ملا اس میں غرق ہونے لگے یا علی کہہ کر دریا میں جاگرے دریا خشک ہوگیا اور ایک سوار نقاب پوش عیاں ہوا اور اس نے کنارہ پر لاکر بٹھلایا۔ اور بچہ پشت سے کھولا اور کہا اوسکو دودھ پلا وہ بولی اسکا صلہ تجھے حضرت علی دے آپنے فرمایا اے صاحب یقین میں ہے علی ہوں آنحضرت نے لب مبارک لگاکر اسکے ہاتھ بھی لگا دیئے جب شانوں سے ہاتھ

درست ہوگئے باجازت جناب قدمبوسی کرکے شہر کو چلے گئے جب شہر میں پہونچے تو تمام خلق اللہ حیران تھی اور جام محبت جناب امیرؑ کا اہل شہر نے نوش کیا +

منقول ہے کہ جنگ میں مالک اشتر کا بھائی کو جناب امیر نے قتل کیا تھا۔ اُس روز سے مالک اشتر کا ارادہ بدلہ لینے کا تھا۔ ایکدن حضرت امام حسنین علیہما السلام کہیں تشریف لیجاتے تھے ناگاہ وہاں مالک اشتر آئے اور شاہزادوں سے حسب نسب پوچھا۔ تو انہوں نے کہا ہمارے والد کا نام حضرت علی ہے۔ اور والدہ صاحبہ فاطمۃ الزہرا ہیں اور نانا ہمارا محمدؐ مصطفے ہیں یہ سنکر مالک اشتر خوش ہوئے اور کہا مدت کی آرزو برآئی اب میں تمکو نہ چھوڑونگا۔ زندہ صفحہ ہستی پر القصہ مالک اشتر دونوں شہزادوں کو شتر سوار کرکے قلعہ سنحر کو لیگیا جب یہ خبر جناب امیر کو پہونچی اُسی وقت آپ دلدل پر سوار ہوکر سنحر کو روانہ ہوئے عرصہ ایک دم کا ہُوا۔ آپ سنحرستان پہونچگئے۔ وہاں کے لوگ آتش پرست اور بت پرست تھے وہ تمام بت موہنہ کے بل گر پڑے وہ تمام لوگ حیران تھے۔ کہ یہ کیا نقشہ ہے سب بُت گرتے ہیں ناگاہ خیمہ سے مالک اشتر برآمد ہوا اور پکارا تو کون ہے کیا قاصد تو نہیں احمد مرسل کے وصی کا اور کیا لایا پیغام مدینہ سے علی کا آپ نے فرمایا یداللہ مجھے کہتے ہیں یہ سنکر اسکی ہوش اڑگئی اور بولا اس قد وقامت پر یداللہ کا شہرہ ہے۔ نہ تلوار نہ نیزہ کیا ہاتھوں سے لڑینگے یکدم سب فوج حملہ در ہوگئی اور جان جائیگی آنحضرت نے فرمایا کیا ہُوا اگر شمشیر نہیں تو حکم قضا وقدر ہمارا ہے ہم چاہیں تو دو عالم کو ایک انگشت پر اُٹھالیں قربان اعجاز حضرت رسول اللہ پر اسی وقت ذوالفقار لیکر سامنے تشریف لائے آپ نے لیکر قبضہ پر ہاتھ رکھا۔ اور کہا کلمہ طیب پڑھ ورنہ سب فناہ ہوجاؤگے۔ اُسیوقت مالک اشتر نے عرض کی کہ اگر ایک معجزہ مجھکو دکھلادیں تو ابھی مسلمان ہوتا ہوں۔ آپنے فرمایا بیان کر مالک اشتر نے عرض کی کہ یہ سنگ مدت سے اس میدان میں پڑا ہے اس میں سے ایک مرغ برآمد ہوتا ہو اور اس مرغ کی یہ شکل ہو کہ پنجے زبرجد کے ہوں اور چشم دُرشہوار کے ہو اور گردن الماس کی اور منقار یاقوت کی ہو اور پر لعل کے ہوں۔ مالک اشتر یہ کہہ رہا تھا کہ وہ سنگ شق ہوا جب مالک اشتر نے کہا تھا۔ ویسا مرغ نکلا یہ دیکھکر معہ لشکر مالک اشتر نے اسلام قبول کیا اور لاکر حضرت حسنین کو جناب امیر کے حوالہ کیا اور آپ کی ہمراہ چلا اور مدینہ منورہ میں پہونچے۔ مالک اشتر نے شہزادوں کو دوش پر اُٹھایا تھا۔ اور دروازہ جناب فاطمہ علیہا السّلام پر حاضر ہوکر کہتا تہا۔ حضور مجھ کو معافی بخشیں آپ سخی ہیں میری تقصیر عفو ہوتا زہ مسلمان ہوں۔ ہمیشہ کے لئے غلام ہوں +

کتاب ذریعۃ المحاج میں منقول ہے۔ کہ ملک حبش میں ایک بادشاہ اشکبوس نام تھا۔ اور اسکا ایک برادر زادہ حقیقی تھا۔ بڑا شجاع اور دلیر تھا۔ اور نام اسکا فتاح تھا۔ ہمیشہ اس میں اور اشکبوس میں جنگ و جدال رہتا تھا ایک روز اشکبوس نے فتاح سے کہا تو ہمیشہ مجھ سے قتال اور جدال رکھتا ہے اسکا کیا سبب ہے اور کیا مقصد ہے فتاح

نے کہا میرے دو مطلب ہیں اگر تو بر لائے تو میں تجھسے دائم مقام صلح میں رہوں ایک تو یہ ہی کہ تو اپنی دختر کا عقد مجھسے کر دے۔ دوسرا میرے باپ کا مال مجھے دیدے اور بادشاہی میرے نام مقرر کر دے اشکبوس نے کہا اول میرا ایک علی نام دشمن شہر مدینہ میں ہی اگر اس کا سر کاٹ کر لادے تو دختر بھی دونگا اور سب مال بھی دونگا۔ فتاح نے یہ قبول کیا اور کہا کہ فضل اپنے پسر کو میرے ہمراہ اور سات ہزار جنگی جوان دے جو میں جاکر حضرت علی کا سر کاٹ کر لادوں اشکبوس نے معہ سات ہزار سپاہ فضل کو طرف مدینہ ہمراہ فتاح کے روانہ کیا۔ دو ماہ کے عرصہ میں یہ لوگ مدینہ کے قریب پہونچے ایک فرسخ کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے تھوڑی دیر آرام کر کے ارادہ کیا۔ کہ شہر میں جاکر حضرت علی کو (دیکھیں) کہ کس شان و شوکت کا جوان ہے غرض فضل اور فتاح اور بارہ نفر قوی ہیکل جو اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے دروازہ مدینہ پر پہونچے اتفاقاً جناب امیر اپنے نخلستان کو تشریف لیجا رہے تھے۔ فتاح نے فضل سے کہا۔ کہ اس جوان سی دریافت کر کہ حضرت علی گھر میں ہی فضل نے آواز دی کہ اے جوان ذرا ہمارے پاس سے ہوتا جا ہمیں کچھ پوچھنا ہے۔ جناب انکے قریب تشریف لائے۔ تو فتاح نے کہا اے بندۂ خدا حضرت علی کو جانتا ہی آپ نے فرمایا خوب جانتا ہوں اور کہا تمہارا علی سے کیا کام ہے فتاح نے کہا اے جوان میں دور سے آیا ہوں فقط اسلئے کہ علی کا سر کاٹ کر بادشاہ حبش کیلئے تحفہ لیجاؤں آپ نے فرمایا علی نے تیرا کیا قصور کیا ہی فتاح نے سارا قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا اے شخص اگر تو بُت پرستی ترک کرے اور اسلام لادے۔ تو علی اپنے سر کو تجھہ پر فدا کرے۔ فتاح نے کہا اے جوان پہلے تو صورت شکل اسکی بیان کر کہ کیسی شکل و شمائل کا جوان ہی آپنے فرمایا مجھ میں اور حضرت علی میں کسی طرح کا فرق نہیں تو اگر مجھپر غالب آئیگا۔ تو علی پر بھی غالب آئیگا۔ فتاح نے کہا آ تو اور میں محاربہ کریں تا دیکھوں میں علی کے مقابل ہو سکتا ہوں یا نہیں یہ کہکر فتاح نے ایک تلوار حوالہ فرق مبارک حضرت پر ماری آپ نے بیلچہ اس کی تلوار پر مارا دو ٹکڑے ہو گئی۔ فتاح نے پھر گرز لیا اور مارا آپنے اسکا گرز چھین لیا اور فرمایا ایجوان تو دو وار کر چکا اب میں وار تجھپر کرتا ہوں ہُشیار ہو جا۔ فتاح نے سپر کو سر پر لیا جناب نے بیلچہ اسکی کمر پر مارا اُس نے اپنی آپ کو بچانا چاہا جناب نے کمر سے پکڑ کر زمین سی اُٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے فرمایا مجھے تجھپر رحم آتا ہی یہ کہکر زمین پر رکھدیا اور فرمایا اے فتاح اسلام قبول کر فتاح نے جان لیا کہ یہی علی ہیں۔ فتاح نے عرض کی اگر تین شرطیں میری آپ قبول کریں تو میں اسلام لاتا ہوں آپ نے فرمایا کہو عرض کیا۔ کہ ایک شرط یہ ہے کہ مجھے اپنی غلامی میں قبول کریں۔ دوسرے یہ حلقہ اپنی بندگی کا میرے گوش جان میں ڈالیں۔ تیسرے یہ کبھی آپ مجھے اپنے سی جُدا نہ کریں آپ نے یہ شرطیں قبول فرمائیں فتاح نے صدق دل سی کلمہ پڑھا۔ فضل نے جو یہ حال فتاح کا دیکھا تو معہ سات ہزار جوانوں کے مسلمان ہوا۔ اسوقت جناب امیر نے فتاح کا نام قنبر رکھا فضل نے حضرت سے رخصت چاہی اور عرض کی کہ حبش جاکر اپنے باپ کو بھی مسلمان کرونگا۔ وقت رخصت آپنے

فرمایا کہ اگر کوئی مشکل تجھے پیش آوے۔ تو مجھے یاد کرنا۔ غرضکہ فضل مدینہ سے حبش پہونچا۔ تو اشکبوس نے کہا۔ اے پسر فتاح کیا ہوا فضل نے کہا سعادت دوجہانی پر فائز ہوا اسلام لایا اور غلامی حضرت علی کو اختیار کیا پھر فضل نے اپنے باپ سے کہا یہ سنکر اشکبوس نے کہا فضل کو گرفتار کرو اور جلاد کو کہا کہ اسکو قتل کر جب اس نے فضل کے قتل کا ارادہ کیا۔ تو فضل نے منہ اپنا مدینہ کیطرف کرکے پکارا یا علیؑ اور کہنے بجرد اس ندا کے دفعتہً ہر ایک کے کانوں میں آواز اللہ اکبر کی آئی۔ اُس آواز کو سنکر سب کافر بیہوش ہوگئے۔ جب ہوش آئی تو ایک سوار پشمینہ پوش کو دیکھا کہ بارگاہ کے دروازہ سے چلا آتا ہے اور فضل کے پاس آکر کہا اُٹھ کھڑا ہو جب جناب کو دیکھا تو بہت خوش ہوا۔ اور باعجاز حضرت زنجیر ٹوٹ گئی۔ اشکبوس نے آپ کو دیکھکر فضل سے پوچھا کہ یہہ کون ہے اُس نے کہا یہ حضرت علی ابن ابیطالب یہی ہیں کہ ایک چشم زدن میں مدینہ سے دیار حبش میں تشریف لائے یہ سنکر اشکبوس نے پوچھا کہ آپ مدینہ سے کب چلے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ جسوقت آپنے فضل کے ہاتھ بندہوائے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا تو اسلام لا ورنہ قتل کرونگا۔ عرض کی کہ ایک معجزہ میں طلب کرتا ہوں اگر آپ دکھلائیں گے تو اسلام قبول کرونگا۔ آپنے فرمایا کیا معجزہ چاہتا ہے اُسنے کہا کہ اس سنگ عقیق سے کہ میرے آگے رکھا ہوا ہے دو چشمے پانی جاری ہوں یہ سنکر حضرت نے ذوالفقار اس سنگ پر مارے تو دو چشمے آب خوشگوار کے جاری ہوگئے یہ دیکھکر اشکبوس نے کہا کہ اے علی تجھ سا ساحر میں نے کہیں نہیں دیکھا یہ سنکر آپ کو غصہ آیا اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر سر سے بلند کیا اور زمین پر دے مارا۔ جناب امیر نے ہرچند اسکو فرمایا۔ مگر اسلام نہ لایا آخر فضل نے اپنے باپ کا سر کاٹ لیا اہل شہر نے جب یہ حال دیکھا تو بصدق دل تمام اسلام میں داخل ہوئے اور جناب امیر نے فضل کو وہاں کا بادشاہ بنایا فضل نے جناب سے عرض کی کہ فتاح میری بہن کا طالب تھا۔ اگر وہ چاہتے۔ تو میں عقد کردوں۔ جناب عالی نے قنبر سے پوچھا۔ کہ وہ بولا جناب عالی میں اب اسکی ہمشیرہ کو کیا کروں پھر جناب امیر اہل شہر سے وداع ہوکر مدینہ میں تشریف لائے ۔

کتاب فضائل مرتضوی میں منقول ہے کہ زمانہ خلافت ابن عباسؓ ایک مرد بخیل شہر موصل میں رہتا تھا۔ اور دشمن اہلبیت کا تھا۔ مگر اسکی دختر جو اسکی زوجہ کے ہمراہ آئی تھی وہ مومنہ تھی۔ اور خاندان رسالت پر نثار تھی۔ مرد بخیل نے اس دختر کے لئے دو روٹیاں مقرر کر رکھی تھیں ایک روز ایک فقیر بخیل کے در پر آیا اور ندا کی کہ کوئی ایسا ہے جو دوستی علی میں روٹی دے اس دختر نے نام علی کا سنکر وہ دونوں روٹیاں فقیر کو دیدیں۔ جب اسکو اشتہا ہوئی تو بخیل کے حصہ کی روٹیوں میں ایک روٹی نکال کر کھانے لگے تو وہ بخیل گھر میں آیا اور اپنے حصہ کی روٹی دیکھکر کہنے لگا۔ تونے روٹیاں کہاں کیں باپ سے وہ دختر کہنے لگی۔ ایک سائل آیا اور نام علی پر روٹی مانگی میں نے اسکو اپنی روٹیاں اوٹھا دیں۔ وہ حضرت علی کا دشمن تھا چلگیا اور کہنے لگا کس ہاتھ سے تونے

روٹیاں دیں وہ بولی سیدھے ہاتھ سے اس لعین نے کہا اگر تو دوستی پہ علی میں راسخ ہے - تو ہاتھ اپنا مجھکو دے میں
اسکو کاٹ ڈالوں دختر نے کہا ہاتھ کیا ہی جان بھی قربان ہے مگر یہ ہاتھ آپ بیرانہ کاٹیں اس سے میں ماتم امام حسین
کا کرتی ہوں وہ نہ مانا آخر ہاتھ اپنا اسکے آگے کیا تو شانہ سے اسنے قلم کر دیا اور یہ ستم کیا کہ گھر سے بھی نکال دیا۔ وہ
روتے تھے۔ اور تصور حضرت عباس علمدار کا کر کے کہتے تھے لونڈی کو جمال مبارک دیکھائے اور ہاتھ میری مثل اسود
ملائے جنگل میں ایک درخت کے نیچے جا پڑے خون بدن سے زیادہ گیا بیہوش ہوکر لیٹ گئی شہر موصل کا بادشاہ
عادل اور محبت علی میں سرشار تہا۔ شکار کھیلنے باہر آیا۔ اسکو ایک آہو نظر آیا اسکے پیچھے گھوڑا ڈالا جب قریب اس
درخت کے گیا تو دیکھا ایک نور اس شجر سے بلند ہے تعجب ہوا اور جلد اسکے نیچے آیا تو دیکھا ہزارہا جانور پرند وحشی
نالہ و فغاں کرتے ہیں اور ایک لڑکی حسین غش میں ہے اور اسکے دست بریدہ سے خون جاری ہی۔ گھوڑے سے اُتر کر
اپنی دستار سے زخم باندھا اور روتا تھا اس دختر کی آنکھ کھل گئی تو بادشاہ نے حال دریافت کیا تو بولی کہ میں
عاشق علی کی تھی ایک سائل کو روٹیاں دیدیں اس جرم پہ پدر نے ہاتھ کاٹا ہی بادشاہ خوش ہوا کہ یہ مومنہ ہے
گھر لیجا کر علاج کروں اور اپنے پسر سے اسکا عقد کروں پھر اسکو گھوڑے پر سوار کر کے روانہ ہوا اور گھر جا کر علاج
کیا وہ دختر تندرست ہوگئی مگر نہ ہونے ہاتھ کا اسکو غم تھا۔ بادشاہ نے بخیل کو بلا کر جلادوں کے سپرد کیا وہ مارا گیا
پھر اس مومنہ کا عقد بادشاہ کے فرزند سے ہوا شاہزادہ نے جو اسکا حسن و جمال دیکھا تو دل سے عاشق ہوا شاہزادہ
اسکے ہاتھ کٹنے سے ناواقف تھا جب وقت خلوت کا ہوا شاہزادہ کو پیاس لگی۔ وہ دختر بائیں ہاتھ میں پیالہ پانی
کا لیکر آئی شاہزادہ نے کہا اسکو تمیز راست چپ کی بھی نہیں آزردہ ہوکر سو رہا۔ مومنہ کو یہ صدمہ ہوا کہ جگر
چاک ہوگیا وہ روتی روتی نے وضو کیا اور فریاد و آہ کی اور کہا اے رب ذوالجلال تجھے میرا حال آشکارا ہے اور
میں تیرے خاص بندوں پہ نثار ہوں اور ہاتھ ان کی محبت میں کٹوایا یہ دعا صدقہ پنجتن پاک کا میری قبول فرما
اور شوہر کی آنکھ میں حقیر اور ذلیل نہ کر واسطے پنجتن پاک کے یا مجھکو اس جہان سے اُٹھالے یا مجھپر رحم کر یہ کہہ کر
بہت روئی کہ بیہوش ہوگئی۔ اوس بیہوشی میں کیا دیکھتی ہے کہ آسمان سے ایک تخت اوترا اور قریب اسکے آیا
تو اُس نے دیکھا کہ پانچ شخص ہیں ایک ان میں بی بی سب تخت سے اوتر کر اسکے پاس آئی اور اسکو گلے سے لگایا
اور پیشانی پر بوسہ دیا اس دختر نے عرض کی کہ آپکا اسم مبارک کیا ہی جناب سیدہ دو جہان نے فرمایا میرا نام فاطمہ
ہے اور یہ جو تخت پر بیٹھے ہیں ایک میرے پدر محمد مصطفےٰ ہیں دوسرے میرے شوہر علی مرتضےٰ ہیں اور دو
میرے فرزند امام حسن حسین ہیں پھر جناب معصومہ نے جناب امیر سے کہا اے حل المشکلات اس دختر نے آپ کی محبت
میں ہاتھ کٹوایا ہے دعا کرو آپ کی دُعا کی برکت سے اسکا ہاتھ سالم ہوجائے اور شاہزادہ کی روبرو شرمندہ نہ ہو
تب حضرت نے دُعا کی دست بریدہ غیب سے آیا۔ اور شانہ سے ملایا۔ تندرست ہوگیا۔ بعد اسکے سیدہ دو جہاں نے

شانے کو اسکے بوسہ دیا اور تخت پر بیٹھگئے۔ تو وہ تخت آسمان کیطرف روانہ ہوا۔ خواب سے اُٹھے تو کہنے لگے یا علی تیرے نام سے نثار شہزادہ پردہ سے سنتا تھا پوچھا جو اُس نے حال تو بولی وہ گلعذار ✦ آکر علی جمال مبارک دیکھا گئے ✦ شانہ سے میرا ہاتھ ید اللہ ملا گئے ✦ بادشاہزادہ جب بیدار ہوا۔ تو دیکھا زوجہ کو سر بسجدہ ہے۔ جب ماجرا پوچھا تو بادشاہ نے پسر سے بیان کر دیا کہ تو نے اسکو رنج دیا تھا۔ مہربانی حضرت علی سے اسکو دوسرا ہاتھ بھی ملگیا ✦

کتاب فضائل مرتضوی میں منقول ہے کہ ایک شخص بصری نہایت غنی تھا۔ قدرت خداوند جہاں وہ مفلس ہو گیا۔ تو بصرہ سے وہ کوفہ میں چلا گیا۔ اور وہاں اُس نے ایک غنی سے سوال کیا کہ تو مجھے بحق محمد و آل محمد و بولایت علی کچھ دے وہ غنی جملہ خوارج سے تھا وہ نام حضرت کا سنکر جلگیا اور کہنے لگا حضرت علی کے نام پر تو تجھے خاک بھی نہ دونگا۔ وہ مفلس بصری دلتنگ ہوا اور رویا۔ اور کوفہ کی گلی کوچہ میں پھرنے لگا۔ ناگاہ ایک عورت حسین ایک مقام کے غرفہ میں بیٹھی تھی۔ اسکو اسکے حال پر رحم آیا۔ تو حال بلا کر دریافت کیا تو مستفسر ہوئی۔ بصری نے اپنی سرگذشت بیان کی۔ وہ عورت دوستان جناب اہلبیت سے تھی اُس نے اپنے کان سے گوشوارے کہ اسکے باپ سے اسکی ارث میں پہونچے تھے اور تین لعل ایک ایک دینار کے اس میں تعبیہ کئے تھے اوتار کر بصری تا جو دیدئے وہ بصری لیکر بازار میں اوسی دوکاندار غنی کے پاس آیا اور کہا کہ تو عورت سے بھی کمتر ہے اوسنے گوشوارے کو بچھانا کہ اس کی زوجہ کے تھے۔ دیکھکر آتش قہر اسکے سینہ میں مشتعل ہوئی دوکان بند کرکے گھر میں آیا اور بی بی سے کہا تو نے اس درویش کو اپنے گوشوارے کیوں دیئے۔ عورت نے کہا میرا مال تھا مجھے میراث باپ میں ملا تھا تیرے مال سے تو میں نے اسکو کچھ نہیں دیا بلکہ صنو حضرت علی کے نام پر دیا ہے۔ وہ بولا جسکی محبت میں تو نے جس ہاتھ سے گوشوارے دیئے ہیں وہ ہاتھ دراز کر میں اُسکو کاٹوں عورت نے کہا ہاتھ کیا ہے۔ میری جان بھی انکے نام پر قربان ہے پھر ہاتھ دراز کیا اوس بیرحم نے ہاتھ اسکا بند سے جدا کر دیا۔ اور گھر سے نکالدیا۔ وہ مومنہ کاروانسرائے میں روتی ہوئی پہونچی اور وہاں غش کھا کر گر پڑی۔ وہاں ایک پیرمرد معہ زوجہ کے اس سرا میں رہتا تھا اور اسکی اولاد نہ تھی اس پیرمرد کا وہاں گذر ہوا۔ تو دیکھکر حیران رہ گیا۔ اور دیکھا کہ ہاتھ سے خون جاری ہے وہ جا کر اپنی بی بی کو بلا لایا۔ وہ آنکر دونو اسکے سرہانے بیٹھ گئے۔ اور جب اسکو ہوش آیا تو اپنا قصہ پیرمرد سے بیان کیا۔ وہ بھی محبان اہلبیتؑ سے تھے اس زن صالح کو تشفی دی اور اپنے گھر میں اُٹھا لائے۔ ہاتھ کا علاج کرایا۔ وہ اچھی ہو گئی پس وہ زن شب و روز عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ سات برس گذرے کہ ناگاہ ہند کی جانب سے ایک تاجر کا قافلہ آیا اسکا مال نفیس ایک سو شتی خروار کے مقدار تھا اوس تاجر کا معمول تہا۔ کہ بعد نصف شب کے وہ اُٹھکر قافلہ میں پہرتا تہا۔ جب وہ اُٹھکر پھرنے لگا۔ تو اسکو ایک گوشہ سرا میں روشنی معلوم ہوئی۔ تاجر کو چوروں کا گمان ہوا۔ جب وہ قریب جا کر دیکھا در روشنی اندر تھی۔ اور تمام در و دیوار منور تھے۔ آہستہ دروازہ کھولا اور اندر آیا دیکھا کہ ایک پیرمرد اور ایک

پیرزن سوتی ہے اور ایک دختر حسین سجادہ بیٹھی ہے۔ خواجہ دیکھکر عاشق ہو گیا۔ اور واپس آیا اور صبح کو طبق جواہرات کے بیش قیمت لاکر پیرمرد کے آگے رکھے۔ پیرمرد متعجب ہوا اور تاجر سے پوچھا کہ کچھ مجھ سے حاجت رکھتے ہو کہا ہاں اچھا کہو یہ دختر تمہاری شوہر رکھتی ہے یا نہیں کہا نہیں خواجہ خوش ہوا۔ اور کہا میں یہ چاہتا ہوں۔ اسکا عقد میرے ساتھ کر دو۔ پیرمرد نے کہا بہتر ذرا صبر کرو پیرمرد وہ طبق جواہرات لیکر دختر کے پاس گیا اور ماجرا بیان کیا دختر نے کہا تمہیں اختیار ہے۔ خواجہ خوش ہوا۔ مگر وہ عورت اپنے ہاتھ کٹے سے مغموم تھی کہ اس حال میں کیا شوہر کے پاس جاؤنگی۔ غرض پیرمرد نے اوس تاجر سے دختر کا عقد کر دیا۔ خواجہ اسباب عروس بہت لایا۔ جسوقت عروس کو تاجر نے طلب کیا شب کو تو عروس نے کہا ایک ساعت توقف کرو کچھ مجھے کام ہے یہ کہکر وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی اور سر عجز نیاز زمین پر رکھا اور بہت روئی اور کہنے لگی اے خداوند بحق محمد و آل محمد و علی کے مجھے شرمندہ نہ کر۔ یہ کہکر ایسا روئی کہ بیہوش ہو گئی اور ناگاہ خواب میں اوسنے دیکھا کہ ایک باغستان بہشت میں اُسے لیگئے اور وہاں ایک قصر سرخ یاقوت کا اوسنے دیکھا۔ اور اس میں ایک تخت سبز زمرد کا دیکھا اوسپر ایک مرد بیٹھا تھا۔ اور ہزاروں فرشتے روبرو صف باندھے کھڑے ہیں یہ دیکھکر وہ دُختر ڈری ایک فرشتہ اوسکو پکڑ کر اُس تخت کے قریب لیگیا۔ اس تخت نشین نے فرمایا اے دختر میں علی ابن ابیطالب ہوں جس کی محبت کے سبب تو نے ہاتھ اپنا کٹوایا ہے تو میرے پاس آ۔ جب وہ آپکے قریب آئی۔ تو آنحضرت نے فرمایا ہاتھ کھولدے جب ہاتھ کھولا تو ہاتھ درست تھا۔ اور جب وہ بیدار ہوئی۔ تو دونو ہاتھوں کو درست پایا۔ اور سجدہ شکر ادا کیا اور شوہر کے پاس گئی۔ اتفاقاً ایک دن ایک سائل آیا خواجہ نے درہم کیسہ سے نکالکر دینے کا قصد کیا۔ اُسوقت کوئی غلام اور کنیز حاضر نہ تھی۔ تو وہ عورت شوہر سے درہم لیکر خود سائل کو دینے گئی اور اس شخص کو اُس نے پہچان لیا۔ کہ تو فلاناں ہے۔ کہ میں تیری زوجہ تھی۔ اور مجھے طلاق دیا۔ اور ہاتھ میرا کاٹ کر نکال دیا تھا۔ اور یہ بھی کہا تھا کہ جا علی تیرا ہاتھ اچھا کرے۔ اب دیکھہ میرے مولا نے میرا ہاتھ اچھا کر دیا یا نہیں۔ وہ رویا اور کہا میں وہ ہی ہوں عورت نے پوچھا تیرا یہ حال کیونکر ہوا اُسنے کہا جب میں نے تیرا ہاتھ کاٹ کر نکال دیا۔ تو میرے گھر کو قدرت سے آگ لگ گئی۔ سب کچھ جل گیا۔ یہ کہکر چلا گیا تو تیرے شوہر تاجر نے جو یہ کلمات سنے۔ تو اسکے پاؤں پر گر پڑا۔ اور کہا میں تیرا غلام ہوں اور یہ مال سب تیرا ہے۔ عورت نے حیران ہو کر کہا کہ اے خواجہ یہ کیا کلمات ہیں۔ خواجہ نے کہا۔ میں وہ ہی فقیر ہوں۔ جس کو تو نے اپنے گوشوارے دیئے تھے۔ پس ان دونوں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ اور خوش خرم رہنے لگے ؛

قصہ ایک دیو کا کتاب فضائل میں لکھا ہے

کہ ایک روز وقت جناب رسالت مآب مدینہ میں غوغا عظیم برپا ہوا اور تمام اہل شہر خدمت بابرکت حضرت
میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔ کہ یا حضرت ایک دیو مثل کوہ کلاں کے شہر میں آگیا ہے اور قد اسکا اکتیس گز کا
ہے۔ اور بال بدن پر مانند خرس کے دراز ہیں اور دانت باہر دہن سے نکلے ہیں۔ آخر وہ دیو جناب سرور کائنات
خدمت میں حاضر ہوا اور دونوں انگوٹھے اسکے بندھے ہوئے تھے۔ زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کی کہ بہترین
خلائق جہاں اور اے پیغمبر آخر الزماں اور اے رہبر پیشوائے انس و جاں اور اے حاجت روائے عالمیاں
مشکل رکھتا ہوں کہ کسی سے حل نہیں ہوتی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر جملہ انبیاء کی خدمت میں جاکر
سار کیا۔ لیکن یہ عقدہ نہ کھلا آپ کو حق نے جملہ اختیار دیا ہے۔ اے دستگیر میرے ہاتھوں کو کھولدے
تیس ہزار سال پہلے پیدا ہونے حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا ہوا ہوں۔ اور ہمیشہ میرا کام یہ تھا۔ کہ خلق
آزار و ایذا دینا رہتا تھا۔ کوئی ذی روح مجھ سے نہ بچا۔ میرے دل میں رحم نہ تھا قدرت کردگار ایک روز
ئے شکار میں جانب دریا گیا۔ اور ایک کشتی دریا میں دیکھی۔ اور طفل مہ جبیں سر کشتی سوار تھا اور کشتی
پر آب روانہ تھی نہ ملاح تھا نہ بادبان تھا۔ میرا دل چاہتا تھا۔ کہ کشتی کو اوٹھا لوں۔ جب دست
از کیا۔ تو وہ جوان مانع ہوا۔ میں نے نہ مانا تو اسکا ہاتھ اُٹھا اور ایسا ایک مشت لگایا۔ جو میرے
سینہ کو توڑ کر جانب پشت سے نکلا۔ ناسور اس ضرب سے اب تک ہے اور پیپ اور لہو اس زخم سے جاری
۔ کسی طبیب اور دوا سے فائدہ نہیں ہوتا۔ غرضکہ جب طمانچہ مارا۔ تو میں مثل پشہ کے آپکو ذلیل پایا۔ پھر اس
ن نے میرے ہاتھ ریشۂ خرما سے باندھے۔ ہرچند چاہا نہ کھلے اور دیوؤں سے امداد چاہی نہ کھلے لاچار صبر کیا
ینکہ حضرت آدم پیدا ہوئے انکی خدمات میں حاضر ہوا اور نہایت عجز سے عرض کی آپ نے رحم فرمایا اور زور کیا
نہ کھلے۔ اسی طرح جو نبی پیدا ہوا۔ میں اسکے پاس حاضر ہوا۔ مگر یہ عقدہ لاینحل کسی سے حل نہ ہوا تا اینکہ
رت سلیمان کے پاس آیا۔ انسے بھی باوجود بادشاہت انس و جن کی میرے دست نہ کھلے تمام
ن کے زور آوروں نے زور کیا کچھ نہ ہوا۔ اب امید میں رو رو کے اندھا ہو گیا ہوں طاقت سے یہ نہیں
ے۔ یہ قدرت خدا کھولے تو کھلیں۔ جناب سرور کائنات سنکر ہنسے اور سلمان سے فرمایا۔
ر کشا کو بلا لاؤ ناگاہ نمود ہوئے۔ شہنشاہ دیکھتے ہی وہ دیو غش کھا کر گرا۔ جب ہوش آیا تو حضرت
کہنے لگا یا حضرت مجھے چھپائیں واسطے خدا کے اسی طفل نے میرے ہاتھ باندھے۔ ہنسکر فرمایا حضرت
یہ تیری دوا ہے۔ اور علی اسکا نام ہے۔ اسوقت سن حضرت امیر کا چھ برس کا تھا۔ جناب رسالت

پناہ نے فرمایا یا علی جس طرح ہاتھ دیو کے تم نے باندھے ہیں۔ اسی طرح کھولدو مدت سے یہ دیو اذیت میں ہے جناب رسولخدا سے حضرت نے سنکر لب اقدس ناسور سینہ پر لگایا اور انگوٹھے کھولکر اسکے مونہہ پر ہاتھ مبارک پھیرا تو نشان طمانچہ مٹ گیا یہ دیکھکر ایک شور مرحبا کا حاضرین سے بلند ہؤا۔ اور سب نے کہا۔ یا علی لاریب تم شیر خدا ہو اور چالیس ہزار آدمی یہ اعجاز دیکھکر مسلمان ہوئے اس دیو عفریت نے بعد عجز نیاز عرض کی کہ یا حضرت باقی جسقدر میری زندگی ہے وہ میں خدمت حضرت علی میں بسر کروں تو بہتر ہے۔ جناب سرور کائنات نے فرمایا یا علی اس کو اپنے پاس آپ رکھ لو +

کتاب فضائل میں ایک جن کا حال یہ لکھا ہے

کہ ایک جن خدمت جناب رسالت مآب میں حاضر ہؤا اور کچھ مسائل دریافت کرتا تھا۔ ناگاہ جناب امیر تشریف لائے۔ وہ جن ڈر کر حضرت رسالت پناہ سے پوچھنے لگا۔ کہ جناب یہ کون ہیں۔ حضرت نے سبب حزن جن سے پوچھا۔ تو اس نے عرض کی یا حضرت جسوقت جناب حضرت باریتعالےٰ نے طوفان حضرت نوح علیہ السلام کی امت پر وارد کیا۔ اور حضرت نوح کشتی پر بیٹھے تھے۔ میں نے چاہا کہ یہ کشتی اُلٹ دوں اور غرق کروں۔ جب دست دراز کیا۔ تو اس جوان نے ایسی تلوار ماری کہ میرا ہاتھ کٹ کر گر پڑا۔ وہ ہاتھ اس جن نے حضرت پیغمبر صاحب کو دکھلایا۔ حضرت نے فرمایا اے جن یہ بھائی میرا علی ابن ابیطالب ہے تب وہ جن جناب امیر کے قدمونپر گر پڑا۔ حضرت نے دعا کی اس کا دست درست ہوگیا +

کتاب فضائل میں منقول ہے کہ ایک جن تھا حضرت سلیمان کیوقت

لکھا ہے کہ ایک روز ایک جن خدمت بابرکت جناب رسولخدا میں حاضر ہؤا ناگاہ جناب امیر تشریف لائے وہ فریاد فغاں کرنے لگا۔ اور عرض کی کہ یا حضرت اس جوان کا کیا نام۔ حضرت نے فرمایا۔ تو کیوں پوچھتا ہے۔ پھر جن نے عرض کی کہ یا حضرت میں نے حضرت سلیمان سے سرکشی کی تھی۔ آنحضرت نے بہت جنوں کو میرے مقابلہ پر بھیجا۔ کہ مجھے سزا دیں میں ان جنوں پر غالب آیا۔ بعد اس کے یہ جوان وہاں ظاہر ہؤا اور مجھے زخمی کیا۔ اور قید کیا۔ اب تک اس زخم کا نشان باقی ہے +

کتاب فضائل میں منقول ہے ایک روز خدمت حضرت رسول اللہ صلعم میں حضرت جبرائیل حاضر ہوئے ناگاہ جناب امیر تشریف لائے تو حضرت جبرائیل تعظیم کو اٹھے حضرت سرور کائنات نے فرمایا اے جبرائیل تم حضرت علیؑ کی تعظیم کیوں کرتے ہو جبرائیلؑ نے عرض کی یا حضرت مجھ پر حق تعظیم واجب ہے حضرت نے فرمایا کس طرح جبرائیلؑ نے عرض کی کہ یا حضرت جب حق تعالےٰ نے مجھے خلق کیا اسوقت خداوند ذوالجلال نے فرمایا بتا تو کون ہے اور میں کون اور میرا نام کیا ہے۔ اور تیرا نام کیا ہے ناگاہ حضرت علیؑ ایک کشتی پر سوار تشریف لائے اور مجھے کہا کہ تو رب جلیل ہے اور میں عبد ذلیل ہوں جب یہ کلمہ میں نے کہا تو مقبول ہوا اسلئے اسکی تعظیم مجھ پر واجب ہے۔

قصہ اصحابؓ سلمان فارسی

کتاب فتوحات القدس میں منقول ہے کہ ایک روز عہد طفولیت میں جناب امیر ایک شہ نشین میں بیٹھے تھے اور دانہ ہائے خرما نوش فرماتے تھے اتفاقاً اس قصر کے نیچے سلمان علیہ رحمۃ کپڑے سی رہے تھے۔ جناب امیرؑ نے دریچہ سے ایک دانہ خرما سلمان پر پھینکا۔ سلمان نے عرض کی کہ یا علیؑ آپ طفل صغیر اور میں مرد پیر مناسب نہیں کہ آپ مجھ سے مزاخ کریں علیؑ تبسم کر کے گفت اے پیر بگو با من ذکر کودک کہ من کیندانی جناب امیرؑ نے فرمایا کہ سلمان تم کو پیر ہونے کا گمان ہے اور دشت درنہ کا واقع بھول گئے کہ اس صحرا میں کس نے تمہاری مدد کی تھی اور شیر سے بچایا تھا یہ سن کر سلمان متعجب ہوئے اور دست بستہ عرض کی کہ وہ حال تمام بیان فرمایئے جناب امیرؑ نے فرمایا جب تم کو شیر ببر نے اس آب کے کنارے گھیرا تو تم نے کہا خداوندے کہ پروردگار عالم بحق نور پاک خویش و نور احمد مرسل بکہ بیچارہ یارب ز شر شیر بر ہانی جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اے سلمان تم اس جنگل میں ایک نہر کے کنارے غسل کیواسطے گئے تھے ناگاہ ایک شیر ببر نے تمہاری ہلاکت کا قصد کیا اسوقت تم نے مضطر ہو کر درگاہ آلہی میں دعا کی فوراً ایک سوار زرہ پوش شمشیر بکف ظاہر ہوا اسنے شیر کو مارا۔ اور تم کو بچایا سلمان نے عرض کی کہ سوائے اسکے اور کچھ پتہ بھی بتا سکتے ہیں بعد از و گفت این باشد میان درمیان تو برائے ما کہ دادی اندر آن ساعت تو بستانی حضرت نے فرمایا اے سلمان یہ گلدستہ تم نے بطور ہدیہ اس سوار کو دیا تھا وہ گلدستہ دیکھکر سلمان متحیر ہوئے اتنے میں ہاتف نے آواز دی اے سلمان جلد خدمت رسول اللہ میں حاضر ہو کر سارا قصہ اپنا بیان کرو پس سلمان

خدمت پیغمبر آخر الزمان میں بیان کرنے لگا کہ یا حضرت اس ماجرے کو تین سو تینتیس برس گذر گئے ہیں میں نے کسی سے بیان نہیں کیا لیکن تعجب ہے کہ آپ کے بھائی نے ابتدا سے انتہا تک وہ حال کیونکر بیان کیا جناب رسالت پناہ نے فرمایا اے سلمان حالات علیؑ سے تعجب نہ کر میں نے وہ عجائبات حضرت علیؑ سے دیکھے ہیں کہ جن کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا کوئی نبی اور وصی یا ولی از آدمؑ تا ایندم نہیں گذرا کہ جسکی مدد مصیبت میں علیؑ نہ کی ہو۔

قصّہ مرّہ بن قیس

کتاب فضائل میں مروی ہے کہ مرہ ابن قیس نے لوگوں سے اپنی اجداد کا حال استفسار کیا تو لوگوں نے کہا کہ حضرت علیؑ نے تمہارے بزرگوں سے کئی ہزار آدمی قتل کئے ہیں مرہ نے پوچھا وہ کہاں ہیں۔ لوگوں نے کہا نجف اشرف میں وہ رہتے ہیں وہ دو ہزار سوار اور پانسو پیادے لیکر نجف کو روانہ ہوا بعد طے منازل کے نجف میں آ پہونچا سادات مجاور و سائر مردم یہ سنکر حفاظت شہر میں سرگرم ہوئی جب لاچار ہوئے تو روضہ مقدسہ میں پناہ گزیں ہوئے اور دروازہ حصار روضہ منورہ کو خشت و گل سے مستحکم کیا اور چھ روز لڑائی رہی آخر وہ لعین دیوار توڑکر اندر حصار کے آیا۔ اور روضہ مقدسہ میں آنکر کہا اے علیؑ تو نے ہمارے آباؤ اجداد کو قتل کیا ہے یہ کہکر چاہا کہ قبر مبارک کھودے ناگاہ دو انگلیاں لبان ذوالفقار سے باہر نکلیں اور اس کی کمر میں ماریں دو ٹکڑے ہو کر گرا اور سنگ کا بن گیا اسوقت سے ابتک وہ پتھر کا بت سیاہ حصار کے دروازہ پر پڑا ہے اور اسکے ہمراہ ہے جو باقی تھے وہ معجزہ دیکھکر ایمان لائے۔

قصہ ایک شیر اور شیرنی کا

منقول ہے کہ ایک حاکم کسی دشت میں شکار کو گیا وہاں ایک شیر اور شیرنی رہتے تھے۔ آواز بندوق سنکر بچے چھوڑکر بھاگ گئے بادشاہ ان بچوں کو اپنے ہمراہ گھر لے گیا۔ جب شیرنی شیر آئے بچے نہ پائے تو غش میں ہو گئے۔ القصہ وہ شیرنی مدت کے بعد وہ شیرنی نجف اشرف میں پہونچی جب بازار نجف میں آئے تو بازاریوں پر خوف طاری ہوا اور دوکانوں سے اٹھکر بھاگ گئے اسوقت شیر

منورسے شریف متولی کو ندا آئی کہ شیرنی ایک شخص کی ستائی ہوئی ہے اور ہمارے پاس
فریاد لائی ہے کل اس کا خیال تمکو معلوم ہوگا یہاں شریف سے یہ ارشاد ہوا اور وہاں بادشاہ
سے فرمایا کہ جلد شیرنی کے بچوں کو نجف میں پونچا دے بادشاہ حیران ہوا کل کس طرح پونچا دوں نجف
پندرہ یوم کی راہ ہے اس سے آپ نے فرمایا بچوں کو جب صبح ہو اونٹ پر سوار کر کے شہر کے باہر
بھیجدیئے بادشاہ نے ایسا ہی کیا وہاں ایک ناقہ سوار انتظار میں تھا وہ بچے لے کر روانہ ہوا ایک پہر دن
چڑھے نجف پہنچا۔ جب شیرنی نے بچے دیکھے تو بہت خوش ہوئے اور معہ بچوں کے سات مرتبہ طواف
گرد روضہ اقدس کے کر کے اپنی سکونت کو روانہ ہوگئی +

حقیقت مذہب شیعہ

اور اب میں اصل حقیقت مذہب شیعہ کی ظاہر کرتا ہوں شیعہ نام ہی اس گروہ کا جو حضرت علیؑ کا رفیق
اور مددگار اور مطیع فرمبردار ہمیشہ رہا ہے۔ کتاب شرح مواقف صفحہ ۶۲۴ عبارت عربی کا ترجمہ یہ ہے۔
کہ شیعہ وہ فرقہ ہے جس نے وفات سرور کائنات کے بعد اطاعت اور پیروی کی حضرت علیؑ کی اور
قائل ہوئے امامت حضرت علیؑ کی اور اولاد علیؑ کی کسی دوسرے کی خلافت امامت کو قبول نہیں کیا
شرح مواقف صفحہ ۶۲۹ فرقہ شیعہ امامیہ اول اوپر مذہب علیؑ اور اولاد علیؑ کے تھے جب زمانہ دراز
گذرا تو مذہب امامیہ کے بھی چند فرقے ہوگئے کتاب جامع الاصول ابن اثیر میں لکھا ہے کہ مذہب
امامیہ کی مجدد جو ہیں حضرت علیؑ رضا ہیں یعنے مذہب شیعہ میں جو بوجہ ظلم بنی امیہ اور بنی عباس تقیہ
کے سبب جو کچھ اختلاف واقع ہوا تھا۔ اس کی اصلاح دوسری صدی ہجری میں حضرت امام علیؑ رضا
نے فرمائی اور جب سے یہ مذہب کہ جسکے مجدد امام رضا ہیں از نام امامیہ اثنا عشرہ نام زد ہوا تا ایندم
اسی طریقہ پر قایم ہے کتاب معجم طبرانی و اسعاف الراغبین صفحہ ۱۵۷ ترجمہ حدیث کہ فرمایا جناب رسولخدا
نے کہ میری امت سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب جنت داخل ہونگے۔ عرض کی حضرت علیؑ نے
کہ یا رسول صلعم وہ کونسی جماعت ہے جو بغیر حساب جنت داخل ہوگی۔ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ وہ
شیعہ تمہارے ہیں اور تم انکے امام ہوگے اور امام مناوی کتاب کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق
میں مندرجہ ذیل ترجمہ حدیث کا نقل کی ہے اور فرمایا جناب رسول اللہ نے کہ اے علیؑ تم اور تمہاری
شیعہ وارد ہونگے حوض کوثر پر دوسری حدیث۔ فرمایا آنحضرت نے علیؑ اور شیعہ انکی قیامت میں نجات

پاوینگے۔ منقول از کتاب قول فیصل مرقع السلام چونکہ بعد از وفات رسول خدا کے لوگوں نے جو قلبی دشمنی تھی اسکو اظہار کردیا جسکی پیروی آج تک ہوتی ہے اسی دشمنی کے سبب آل رسول خلافت سے محروم کئے گئے ؛

اور تمامی مہاجر و انصار اور تابعین نے بہ طیب خاطر اجماع کرکے دست معاویہ اور یزید ابن معاویہ پر بیعت کرکے خلیفہ اور امام بنایا لیکن جب واقعہ شہادت امام حسینؑ ہوا تو لوگوں میں اضطراب پیدا ہوا اور اس اضطراب کے سبب امت کی بنی امیہ اور بنی عباس کیجانب سے برگشتہ ہونے لگے اور چونکہ حضرت علیؑ کے اوصاف میں آیات قرآنی اور احادیث نبوی صاف اور تصریح موجود تھیں جنکے انکار کا موقعہ باقی نہ رہا تھا لہذا لوگوں کے سُرخ رُخ آل رسول کیجانب پھرنے لگے اور خلفائے بنی امیہؓ اور بنی عباس کو زوال حکومت کا خوف پیدا ہوا سو جہ وقتاً فوقتاً ایک جماعت از نام اولیاء اللہ تیار کئے گئے۔ اور اس جماعت کو ان فضائل اور مناقب سے موسوم کرنا شروع کیا۔ جو فضائل اور مناقب جناب امیرؑ کے پروردگار عالم نے اور جناب رسالت پناہ نے امت پر ظاہر کئے تھے اور ایک حضرت علیؑ کے مقابل بہت سے علیؑ ہمرتبہ علیؑ بنائے گئے اور انکی جانب امت رجوع کی گئی۔ تاکہ آل رسول کو کسی قسم کی قوت حاصل نہ ہو اور امت حضرت علیؑ اور اولاد حضرت علیؑ سے برگشتہ رہے اور ان اولیائے معتقد رہے جو کہ ہمرتبہ علیؑ بنائے گئے تاکہ حکومت بنی امیہ اور بنی عباس استحکام میں نقص پیدا نہ ہو اور امت اولاد حضرت علیؑ کے مطیع نہ ہونے پاوے۔ چنانچہ جن حضرات کو خلفائے بنی عباسؑ نے اور خیر خواہان بنی امیہ اور بنی عباسؑ درجہ ولایت پر پہنچا ہمرتبہ حضرت علیؑ یا ان میں سے دو تین صاحبوں کا ذکر ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

جناب مولوی عبدالقادر غلام سرور لاہوری اہل سنت کے ایک عالم ہیں اپنی کتاب گلدستہ کرامات میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مناقب فضایل التیصریح ذیل درج فرماتے ہیں۔ کتاب گلدستہ کرامات صفحہ (۱۰) کہ جسطرح مگس حضرت رسولؐ خدا کے جسم مطہر پر نہ بیٹھتے تھے اسی طرح حضرت شیخ عبدالقادر پر مکھی نہ بیٹھتی تھی اور جسطرح بول و براز رسول اللہ صلعم کا زمین کھا جاتی تھی اسیطرح شیخ عبدالقادر کا کھا جاتی تھی کہ ہذا وجود جدی محمدؐ صلعم کا وجود عبدالقادر یعنے عبدالقادر کا جسم اصل میں جناب محمدؐ کا جسم ہے مطلب اس تحریر کا یہ ہے کہ اصل میں شیخ عبدالقادر وہی ہیں جو اول صلب حضرت عبداللہ سے پیدا ہو کر از نام محمدؐ معروف ہوئے۔ اور سنہ ۱۱ ہجری میں اس دنیا سے رحلت فرما کر دیگر صلب ابو صالح سے پیدا ہوئی اور از نام عبدالقادر معروف ہوئے۔ اور

اصل میں یہ واقعہ اس حدیث کی تردید میں ہے یا اس حدیث کی جواب میں ہے جو حضرت رسولخدا
نے فرمایا تھا۔ کہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اور میں اور علیؑ نور واحد سے پیدا ہوئے ہیں گلدستہ
کرامات صفحہ ۹ کہ شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ حضرت جناب محمد میری جد امجد کے قدم تمام انبیار کی گردن
پر ہیں اور اسیطرح میرا قدم تمام اولیا کی گردن پر ہے جسطرح شیعہ دعویدار ہیں کہ آنحضرت محمدؐ پر نبوت
ختم ہوئی اور جناب امیرؑ پر ولایت ختم ہوئی جو اسکا جواب ہے اور علما اہل سنت اپنے مقلدوں
کی تسکین کے لئے شیخ عبدالقادر کی غلط مناقب بیان کرکے گنہگار ہوتے ہیں مگر عام لوگ اس
بات کا غور نہیں کرتے کہ حضرت علیؑ کے مناقب قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہیں۔ جو کتب
اہل سنت میں درج ہیں اور شیخ عبدالقادر کا زمانہ رسول خدا میں اور بعد وفات آنحضرت قبل
نہ پیدائش شیخ عبدالقادر کے عبدالقادر کا کوئی نام و نشان بھی نہ جانتا تھا اور مناقب کہاں سے
پیدا ہو گئے اور گلدستہ میں یہ لکھا ہے کہ برگ ہے تمام دنیا کے اشجار کاغذ بنجاویں اور شاخہائے
درخت قلم بنجاویں اور تمام جن اور انس ملکر لکھنا شروع کردیں تو بھی مناقب اور کرامات شیخ عبدالقادر
کے ختم نہ ہوں اور تمام مخلوق لکھتے لکھتے عاجز آجائے یہ جواب شیعوں کے اس دعوٰی کا ہے۔
جو حضرت کے فضائل ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ گر دریا روشنائی بنجاویں اور درخت قلم بنجاویں
تو بھی فضائل حضرت علیؑ ختم نہ ہوں جو اس فقیر حقیر نے بھی فضائل حضرت علیؑ بالا قلم بند
کیں ہیں۔ اور گلدستہ کرامات صفحہ ۱ شب معراج کو جب جناب محمدؐ ہفت اسمان کی منزلیں
طے کرکے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اسوقت حضرت جبرائیل نور رخصت ہو گئے اور شیخ
عبدالقادر نے آنحضرت کو اپنے کاندھے پر اٹھاکر قاب قوسین تک پہنچا دیا یہ شیعوں کے اس دعوے
کا جواب ہے جو شیعہ کہتے ہیں کہ اصحاب نے آنحضرت سے پوچھا معراج میں آپ نے کس کو
دیکھا تو آپ نے فرمایا واللہ جہاں دیکھا علیؑ کو دیکھا گلدستہ کرامات صفحہ ۱۹ کہ جس شب شیخ عبدالقادرؒ
بمقام گیلان پیدا ہوئے اس کو ایک ہزار یکصد طفل بخانہ ہائے دیگر میں بمقام گیلان اور بھی پیدا
ہوئے تھے۔ جو برکت قدم شیخ عبدالقادر سے سب ولی اللہ ہوئے اس دعوٰی سے ثابت ہوتا ہے۔
کہ شیعوں کو تو ایک حضرت علیؑ کی ولایت پر بھی فخر ہے مگر شیخ عبدالقادر تو رتبہ میں حضرت علیؑ سے
بھی اسقدر بلند ہیں کہ بروز پیدائش شیخ عبدالقادر جسقدر طفل پیدا ہوئے سب ولی اللہ پیدا
ہوئے مگر ان ایک ہزار ایک سو طفل کا نام اہل سنت آجتک نہ بتا سکے مگر شیخ عبدالقادر کا رتبہ
رسول اللہ صلعم سے بھی بڑھا دیا کیونکہ بروز پیدائش رسول اللہ صلعم جو طفل دنیا میں تولد ہوئے

ان میں سے نہ کوئی رسول ہوا نہ ولی ہوا گلدستہ کرامات صفحہ ۱۲۴ ایک غرق شدہ کشتی کو بارہ برس کے بعد معہ ان لوگوں جو اس پر سوار تھے۔ شیخ عبدالقادر نے دریا سے نکالدیا یہ جواب شیعوں کی اس دعویٰ کا ہے کہ جو زمانہ حیات رسول خدا جناب حضرت علیؑ نے بحکم رسول خدا کشتیاں غرق شدہ معہ ان لوگونکے جو اسپر سوار تھے نکالا تھا +

کتاب گلدستہ کرامات صفحہ ۳ زمانہ شیرخواری میں شیخ عبدالقادر نے دایہ کی گود سے جانب آسمان پرواز کر گئے اور قریب آفتاب پونچے تو خلق اللہ کو دو آفتاب نظر آنے لگے یہ جواب ہے حدیث بساط کا گلدستہ کرامات صفحہ ۲۶ ایک عیسائی کو شیخ عبدالقادر نے وقت مباحثہ قبرستان میں لے گئے اور ایک قبر کہنہ سے ایک مردہ قوال کو قم باذنی کہکر زندکیا یعنے میرے حکم سے زندہ ہوجا وہ قوال قبر سے گاتا بجاتا زندہ نکل آیا کلمہ پڑھا زندہ نہ ہوا اس واقع سے شیخ عبدالقادر کا مرتبہ خدا ہونا ظاہر ہوتا ہے اور یہ جواب اس کا ہے جو نسیری حضرت علیؑ کو خدا کہنے لگے اور شیعہ متردد رہے۔ کہ علیؑ ان کا خدا ہے یا رب ان کا خدا ہے اس قسم کی بکثرت واقعات بلاسند گلدستہ کرامات میں موجود ہیں +

اور اخبار خیر خواہ عالم دہلی مرقومہ ۲۴ فروری ۱۹۱۱ء نمبر ہشتم جلد بستم میں ایک خبر اس عنوان سے درج ہے کیفیت عرس شریف گنگوہ ضلع سہارنپور راقم دبدبہ سکندری کی ایک نامہ نگار صاحب لکھتے ہیں کہ بمقام پیران گنگوہ سہارنپور سے پندرہ کوس ہے اور وہاں حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس گنگوہی قطب عالم دستگیر سلطان التارکین رحمۃ اللہ کا مزار ہے علیؑ آخر یہ لقب شاہ عبدالقدوس کو شیعوں کے اس دعوے کے جواب میں دیا گیا جو وہ حضرت علیؑ کو مشکلکشا کہتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ آپ نے دنیا کو طلاق دیا تھا۔ ان واقعات کا خلاصہ یہ ہے کہ جسطرح حضرت علیؑ کو شیعہ مشکل کشا اور ولی اللہ صاحب معجزہ جانتے ہیں اور امام کہتے ہیں اسیطرح اہل سنت بہت سے حضرت کو ہر قبہ علیؑ بنا کر خلق اللہ کو تسکین دیتے ہیں۔ اور حضرت علیؑ و اولاد علیؑ کی جانب سے بدعقیدہ لوگونکو کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ حکومت بنی امیہ اور بنی عباس کو زوال نہو یہ سارے واقعات محض عداوت حضرت علیؑ کے سبب ظہور پذیر ہوئے۔ اور ہوتے جاتے ہیں اور ذریعوں سے کر کے لوگوں کو دہوکہ دیا جاتا ہے اور وہ لوگ بوجہہ ناواقفیت محض بربنا اپنے باپ دادوں کی تقلید میں خراب ہوتے ہیں لیکن تعجب اسبات کا ہے کہ اسکے بہکانے سے کیا حاصل جبکہ خلافت خاندان بنی امیہ میں باقی نہ رہی اور نہ بنی عباس میں کہ خوف زوال ہوا اور نہ آل رسول میں خلافت پہنچنے کا کوئی اندیشہ ہے اس قسم کے اعتقاد

سے اسلام ضعیف ہوتا چلتا ہے میری رائے میں تو اب حضرت علیؑ و اولاد علیؑ کی عداوت قلبی ترک
کر کے اتفاق باہمی کیجانب رجوع کیا جاوے تو بہتر ہے برائے مہربانی غور فرمادیں کہ جو لوگ ہمرتبہ
حضرت علیؑ بنائے گئے ہیں۔ انہیں کی مزاروں پر ہر سال عام مسلمانوں کے قافلہ زیارت کو جایا کرتے
ہیں حضرت علیؑ کی زیارت کو نجف اشرف میں اور امام حسینؑ کی زیارت کو کربلا معلیٰ میں آجتک کوئی
قافلہ اہل سنت کا نہیں گیا۔ بلکہ تاریخوں سے ثابت ہے کہ زمانہ بنی امیہ میں بہت کوشش کی گئی
تھی کہ نشانات قبر شہدا محدوم کئے جائیں اور زائروں پر ظلم شدید مدت تک ہوتا رہا یہ ناصر الدین
شاہ ایران کے زمانہ میں بند ہوئے لیکن شیخ عبدالقادر کی زیارت کو بغداد شریف میں اور شاہ عبدالقدوس
گنگوہی کی زیارت ضلع سہارنپور میں اور شاہ معین الدین کی زیارت کو اجمیر میں اور مدار صاحب
کی زیارت کو مکن پور میں اور بابا فرید کی زیارت کو پاکپٹن میں ہر سال ہر ایک صاحب کی زیارت
کو جو ہمرتبہ حضرت علیؑ بنائے گئے مسلمان کے قافلے جاتے ہیں مگر کربلا اور نجف سے دو منزل
پہلے بغداد سے واپس آتے ہیں اور بغداد حضرت امام موسیٰ کاظم کی زیارت نہیں کرتے اگر محبت
حضرت علیؑ و اولاد علیؑ سے ہوتی تو جسطرح بغداد میں شیخ عبدالقادر کی زیارت کرتے ہیں اسی
طرح امام موسیٰ کاظم کی زیارت بھی کرتے ضرور کرتے وہاں سوائے شیعوں کے کوئی مسلمان
نہیں جاتا جو جسکا معتقد ہوتا ہے اس کی مزار پر جاتے مشکل کشا افضل الامم اور بہترین خلائق
ہونے میں جائے گفتگو نہیں اور شک کرنیوالا نجات عقبیٰ سے محروم ہی رہیگا۔ میری اس فیصلہ
کی تردید گلدستہ کرامات صفحہ ۱۳ کے اس عبارت سے بھی ہوتی ہے کہ فرمایا جناب محبوب سبحانی
شیخ عبدالقادر فرماتے ہیں کہ پیغمبر صاحب نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے فرزند دلبند
اور اے پسر سعادت مند خوشخبری ہو تمکو کہ حق تعالےٰ نے تجھکو میرا وزیر مقرر کیا بعد میرے
دنیا و آخرت میں حالانکہ زمانہ حیات آنحضرتؐ میں نہ شیخ عبدالقادر کا وجود تھا نہ شیخ عبدالقادر
نے جناب سرور کائنات کو دیکھا نہ جناب رسولخدا نے شیخ عبدالقادر کو دیکھا نہ آنحضرت نے کبھی شیخ
عبدالقادر کا تذکرہ کیا کہ میری امت میں یا میری آل میں کوئی شخص عبدالقادرؒ نامی ایسا پیدا ہوگا جو بعد میرے
دنیا و آخرت میں میرا وزیر ہوگا مگر یہ ساری تک بندی محض عداوت حضرت علیؑ جوڑی گئی ہے کیونکہ شیعہ اس
حدیث سے دلیل لاتے ہیں کہ جسمیں آنحضرتؐ نے وقت دعوت اسلام اپنے اہل قبیلہ کو جمع کر کے فرمایا تھا
کہ یا علیؑ تم میرے بعد دنیا و آخرت میں میرے بھائی اور میرے وزیر اور میرے وصی ہو اسکے جواب میں شیخ
عبدالقادر جناب رسولخدؐا کے وزیر بنائے گئے ہیں شیعہ جو حضرت علیؑ کو وزیر رسول خدا کا قبول کرتے تو اسکے

ساتھ کسی دوسرے کو تسلیم نہیں کرتے اور جب اہلسنت شیخ عبدالقادر کی اس کلام کو جو غیر سند ہے قبول کرتے ہیں کہ وہ دنیا و آخرت میں رسولِ خدا کے وزیر ہیں تو پھر انکو خلفائے ثلثہ اور خلفائے بنی امیہ اور بنی عباس انکار کرنا پڑیگا ورنہ ارشاد پیغمبر آخرالزمان کی تکذیب لازم آویگی اور جسطرح شیعہ حضرت علی المرتضیٰ کو قاسم نعمائے بہشت اور ساقی کوثر اور افضل الامم اور اشرف المخلوقات کہتے ہیں اسیطرح اہلسنت شیخ عبدالقادر کو شافی اور افضل الامم اور اشرف الخلائق تسلیم کرتے ہیں جسکا ثبوت غزل مندرجہ صفحہ ۱۰۸ گلدستہ کرامات سے بخوبی ہوتا ہے نقل اس غزل کی ذیل میں درج ہے ؎ غوث الاعظم قطب عالم شاہ اکبر محی الدین ٭ نور چشم نور چشمان پیغمبر محی الدین ٭ اشرف سادات سرخیل شریفان جہان ٭ افضل اولاد آدم پیران پیر محی الدین ٭ شاہ اشرف قاسم نعمائے فردوس بریں ٭ مالک باغ حیات ساقی کوثر محی الدین ٭ جبکہ اہل سنت اولاد آدم سے بزرگ افضل شیخ عبدالقادر کو تسلیم کرتے ہیں تو اولاد آدم میں جناب رسولِ خدا اور خلفائے ثلثہ بھی داخل ہیں۔ تو جناب رسولِ خدا اور اصحاب سے علیٰ افضل شیخ عبدالقادر ہوگئے۔ اس اقبال سے تو شاہ محشر بھی اہل سنت کے شیخ عبدالقادر ہی ہوئے ہیں اور ساقی کوثر بھی انکے عبدالقادر ہیں اور شیعوں کے شاہ محشر جناب رسولِ خدا اور ساقی کوثر حضرت علیؑ ابن ابیطالب ہیں۔ پس شیعہ محبت علیؑ اور اولاد علیؑ کو ذریعہ نجات گر دانتے ہیں اور اہل سنت محبت شیخ عبدالقادر کو ذریعہ نجات تصور کرتے ہیں۔ بدیں وجہ محبت شیخ عبدالقادر میں مجلس حال قال اور راگ راگنے برپا کرتے ہیں اور منافب شیخ عبدالقادر کو راگ راگنی میں ساتھ رقص سرود کے سنکر خوش ہوتے ہیں اور وجد کرتے ہیں اور اسے خوشی میں بنچہ دیوتے ہیں کہ حکومت اسلام ہمارے ہاتھ اور قبضہ میں رہے اور شیعہ محبت علیؑ اور اولاد علیؑ میں مجلس عزا برپا کرکے گریہ وزاری کرتے ہیں کہ ہمارے پیشوایان دین نے خلائق کی رہنمائی اور شریعت کی حفاظت اور اسلام کے استحکام کیواسطے کہ جو تا قیامت بنی آدم کی نجات کا ذریعہ ہے اپنے شہادت قبول کی اور مصیبت شدید گوارہ کی مگر ہماری نجات کیلئے صبر کیا اور راضی برضا الٰہی رہے افسوس اگر ہم روز عاشورہ موجود ہوتے تو فرزند رسول خدا پر اپنی جان نثار کرتے ٭

تذکرہ اولیاء ہند جلد اول صفحہ ۱۲۶ میں اور ایک بزرگ ہم رتبہ علیؑ بنائی ہیں ازکا مدائح شیخ عبدالقادر سے بھی زیادہ لکھا ہی اور سلسلہ النسب انکا خلیفہ عمر ابن الخطاب کو ملتا ہے شیخ فریدالدین مسعود بن شیخ سلیمان بن شیخ لعبان بن شیخ احمد بن شیخ یوسف بن شیخ محمد بن شہاب الدین بن شیخ احمد المعروف بن شیخ فرخ شاہ کابلی البلخی بن شیخ نصیرالدین محمود سبحان شاہ بن شیخ سلیمان بن شیخ مسعود بن شیخ عبداللہ واعظ الاصغر بن واعظ الاکبر بن شیخ ابوالفتح بن شیخ

سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی بن شیخ سلیمان بن شیخ ناصر بن شیخ عبداللہ بن شیخ عمر ابن الخطاب اکو دا
ان کے اکیسو ایک نام ہیں اور برائے ہر حاجت پڑھے جاتے ہیں ان میں سے فقیر نے نو اسما نقل کئے
ہیں بباعث طول کے وہ یہ ہیں اول فرید آخر فرید ظاہر فرید باطن جل فرید قبل فرید قطب الاقطاب
فرید مشکل کشا، فرید قاضی الحاجات فرید ان اسمار سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کل مراتب نبی و علی حضرت
پیغمبر آخر الزمان کے اور حضرت علیؓ و اولاد علیؓ کے جسقدر رکھتے جملہ جمع ہو کر شیخ بابا فرید پر سے ختم ہوگئے
باقی کوئی مدارج رہا نہیں جو عوام الناس جسکے سبب حضرت محمدؐ و آل محمدؐ صلعم کیجانب رجوع کریں یہ مرتبہ
نبوت اور ولایت اور خدائے کس لیئے انکو دیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ بابا فرید کا نسب شیخ عبداللہ ابن عمر
الخطاب کے ہے اول حضرت عمر خطاب کا یہ مدارج تھا کہ خداوند تعالےٰ انکے رائے کے مطابق وحی نازل
کرتا تھا جو بالا مدلور ہوا اور انکے فرزند شیخ عبداللہ نے بیعت حضرت علیؓ سے انکار کیا اور معتزلہ ہوگئے
بعدہٗ جب یزید بادشاہ ہوا تو انکی بیعت میں داخل ہوگئے اور یزید ابن معاویہ کو خلیفہ رسول اور امام
برحق تسلیم کیا جب انکی اولاد سے بابا فرید ہیں تو پھر کیونکر نہ اہل سنت کے لوگ انکو اسقدر فضیلت
عنائت فرمائیں جو فضائل حضرت علیؓ کے ہیں وہ سب اولاد حضرت عمر کو سپرد دیئے ہیں وہ کونسی وجہ ہے
جو لوگ مسلمان آل رسول کیجانب متوجہ ہوں شیخ عبدالقادر کے سلسلہ نسب کے بارہ میں انکے مرید وں
نے رسالہ صوفی میں اقبال کیا ہے کہ حضرت عمر خطاب کی اولاد سے ہیں۔ کتاب ذوالفقار صفدری
مولفہ سید عنایت علیؓ وزیر آبادی ہندی اشعار و نمیں تحریر فرماتے ہیں وہ یہ ہیں ؎ سنیا ندا ہوار
رسالہ صوفی نام کہاوے ٭ نمبر دوتے جلد نریجی چھیواں صفحہ لکھاوے ٭ پنڈی بہاؤالدین اوہے
ضلع گجراتوں ٭ اسنوں پڑھکے ویکھ بھراوا چھٹے جند آفاتوں ٭ لکھے ایڈیٹر سنے صوفی شجرہ شیخ جیلانی
خاص اولاد عمر فاروقوں کردا گل سیانی ٭

اور سادات عظام اولاد حضرت کا یہ رتبہ اگر امت خیال کرتی تو انکو موجودگی میں امام اربعہ کی
اطاعت اختیار کیوں کرتے جنکو مولانا روم اپنی مثنوی میں لکھتے ہیں۔ کہ علم اسمی راہزن بر سالک اند ٭
ایں عقیدہ جنبل وہم اند ٭ ہر کہ آں در نبد قیل و قال شد ٭ ہمچوں فرعون غرق اندر نیل شد ٭ برحق
اماموں سے امت برگشتہ ہوکر اصحاب ثلاثہ کی پیروی کر کے اور غیروں کو امام تصور کر لیا۔ اب جو شخص
انکی اولاد سے ہو انکو ہے یہ مراتب فرقہ اہل سنت بخشتا ہے کہ کسی سادات آل رسول کو اور سید
عبدالقادر جیلانی کو یہ مرتبہ کب امت دینے لگے تھے ان کی جد امجد حضرت امام حسنؑ کی خلافت
سے انحراف امت نے کیا تھا۔ اور ان کی نعش مطہر پر تیر باراں کئے تھے۔ اور ان کی اولاد سے

سید عبدالقادر علی اللہ مقامہ کے موقعہ پر جبکہ ان کا نسب تحریر ہوگا اور شیخ عبدالقادر کا ہے
سلسلہ نسب حسنی میں درج ہے واللہ علم ایڈیٹر صوفی نے سلسلہ نسب ان کا نہیں لکھا خاص انداز
عمر فاروقی لکھدیا ہے اصل اصول تائید اپنے بزرگوں کا جو جاری کیا وہ حضرت بابا فرید نے کیا
کیونکہ ساتویں تاریخ محرم شریف بابا فرید کے بہشت کا دروازہ کھلتا ہے اور تمام پنجاب کے
مسلمان خاص عام جو ان کے مقلد ہیں وہاں عرس میلہ پر جمع ہو کر داخل بہشت ہوتے ہیں اور یہ
سات تاریخ ماہ محرم شریف کو آل رسول پر آب دانہ بحکم یزید بند کرایا گیا اور عشرہ محرم تمام
آل رسولؐ قتل کئے گئے اور پاک پٹن میں عشرہ محرم کو بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے وہ خوشی و عیش عشرت
یہ لوگ کرتے ہیں اور تمام پنجاب کے طوائف وہاں جمع ہوتے ہیں۔ اور عیش اڑایا جاتا ہے یہ سنت یزید
اور لشکر یزید کی فتحیابی کی خوشی منائی جاتی ہے کسی کو اہل اسلام میں سے خوف خدا یا رسولؐ کا ہو کیا
کرتے ہیں کہ آج کونسا دن ہے جس دن تمام مخلوقات فرزند رسولؐ کے ماتم نہیں ہوئے اس
گروہ کے یہ عداوت اولاد علیؑ سے ظاہر ہے لوگ مسلمان اس گروہ کے عشرہ محرم کو خوشی کرتے ہیں۔
کس طرح کوئی دیدہ دانستہ انکو ولی اللہ مان لیگا۔ ناواقفیت کیوجہ سے لوگ اپنی عاقبت سے
محروم رہتے ہیں جن لوگوں نے بطلب ریاست یہ دستور نکالا اس کا انجام یہ ہوا کہ اب کوئی خلیفہ
مسلمانوں میں نہیں ہے کہ رہنمائی کرے کہ جسکی رہنمائی سے اختلاف مذہبی باقی نہ رہے اور جو نفاق
کہ باہم مسلمانوں میں ہے امام کے نہ ہونے کے سبب سے ہے اگر کوئی امام موجود ہوتا تو اتفاق
باہمی کو ضرور ہوتا۔ اسواسطے زمانہ حیات میں حضرت رسولخدا نے حضرت علیؑ کو امیرالمومنین کے
لقب سے سرفراز فرمایا تھا۔ بار بار امت پر ظاہر کر دیا تھا علیؑ ہادی امت ہیں علیؑ ساتھ قرآن ہے
اور قرآن ساتھ علیؑ کے ہے اور علیؑ کا دوست مومن ہے اور علیؑ کا دشمن منافق ہے محبت علیؑ
کی امت پر واجب ہے اور فرمایا کہ میری اہلبیت کی فرمانبرداری کرنا اگر نافرمانی کروگے تو
گمراہ ہو جاؤگے کہ جب آنحضرتؐ مبعوث برسالت ہوئی تو مخصوص حضرت علیؑ کے حق میں ابتدا
زمانہ میں فرمایا تھا کہ میرے بعد علیؑ میرا خلیفہ اور وصی وارث ہے اور وقت واپسی حج آخری بمقام
خم غدیر میں امت کو امامت حضرت علیؑ سے آگاہ کر دیا تھا اسکا سبب یہی تھا کہ امت بعد وفات
میری حضرت علیؑ کی فرمانبردار رہے اور دولت ایمان اور شرف اتفاق ضائع برباد نہ ہونی پاوے اگر امت بعد
وفات پیغمبر آخرالزمان حضرت علیؑ کی فرمانبردار رہتے جسطرح رسولخدا کی اطاعت کی تھی اسیطرح حضرت علیؑ کو بعد
حضرت اپنا امام اور ہادی قبول کرتے اور یکے بعد دیگرے دوازدہ امام علیہم السلام کی پیروی کرتے چلے جاتے تو

میں کبھی نفاق نہ ہوتا تفریق مذہبی کی بنا پڑتی اور دنیا میں کوئی شہر اور قصبہ باقی نہ رہتا جہاں اسلام کی سلطنت نہ ہوتی اور غالباً آج دنیا میں بجز اسلام کے کوئی دوسرا مذہب نظر نہ آتا اسیواسطے وقت تعین خلافت اول حضرت ابوبکر کو حضرت علیؑ بار بار کہتے تھے کہ خلافت کو خاندان رسالت سے نہ نکالو اور میری خلافت کو قبول کرو۔ وقت تعین خلافت ثالث تک آپ دعویدار رہے اور امت کو اپنے جانب رجوع کرتے رہے دعوئ خلافت سے آپکے یہ غرض تھی کہ دین میں اختلاف نہ پڑے اور اتفاق باہمی میں خرابی واقع نہو امت ہرگز رجوع نہوئی اور حضرت رسول خدا کا حکم حضرت علیؑ کو یہ بھی تھا تم صبر کرنا اور امت کو امت کی حالت پر چھوڑ دینا اگر تمہارا کہنا نہ مانے بعد قتل حضرت عثمان امت نے رجوع جانب حضرت کے کیا تو حضرت علیؑ نے انکار کیا سبب انکار کا یہ تھا کہ زمانہ خلافت عثمان میں قبیلہ بنی امیہ کے گئے ہوئے قوت پورے طور سے حاصل ہو چکی تھی اور شریعت میں زیادہ تغیر تبدل ہو گیا تھا اور کلام الٰہی کی ترتیب ہے خلافت تنزل ہو کر ہر چار جانب تقسیم ہو چکا تھا ایمان کی بربادی اتفاق کی خرابی کے پورے سامان ہو چکے تھے جنکی اصلاح محال تھی حضرت کو معلوم تھا اگر حکومت ظاہرا اختیار کروں گا تو انجام اسکا خونریزی ہوگی کیونکہ رسم جاہلیت عہد خلافت حضرت عثمان میں قایم ہو گئی تھی جب امت نے اژدہام کیا تو آپکو مجبوراً قبول کرنا پڑا اگر آپ قطعاً انکار کرتے تو شان امت کے خلاف تھا مگر اسکا نتیجہ فوراً ظاہر ہوا کہ اہل مدینہ نے انحراف شروع کیا جن لوگوں نے آپ کی بیعت سے انکار کیا تھا انکے سبب ہر چار جانب سے بغاوت شروع ہوگئی آپ مدینہ سے کوفہ کو تشریف لیگئے اور جنگ جمل اور جنگ صفین کی تیاریاں ہوگئیں جنکی اصلاح امام وقت پر واجب تھے آپ برابر کرتے رہے اور معاویہ اور عمرو عاص کی وہ تدبیر کہ نیزوں پر قرآن مجید بلند کئے اور آپ کے مددگاروں کو بلندی قرآن کا بہانہ ملگیا۔ اور لڑنے سے دست کش ہوئے آپ نے امت کو سمجھایا۔ مگر امت نے ہدایت قبول نہ کی اور جواب یہ دیا کہ اگر آپ صلح نہ کرینگے تو ہم آپ پر تلواریں لگائینگے آخر آپ نے صبر سکوت کیا اور امت نے خلاف حکم ابوموسیٰ اشعری کو ثالث مقرر کر لیا آپ دیکھتے رہے آپ کے پاس کوئی اعانت نہ رہی بعد از صلح جنگ صفین آپ کے اختیار میں برائے نام حکومت رہ گئی تھی۔ اور مددگار آپ کے حکم سے بالکل علیحدہ ہوگئے تھے اس لئے بے اختیاری سے آپ نے صلح کر لی اسی مصلحت کا نام تقیہ ہے پھر آپ کوفہ تشریف لے گئے۔ منقول از کتاب قول فیصل۔

کتاب فضائل مرتضوی صفحہ ۱۴۳ شیخ مفید وغیرہ علما نے روایت کی ہے کہ ایک گروہ خوارج کا بعد واقعہ نہروان مدینہ میں جمع ہوا اور آپس میں عہد کیا کہ جناب امیرالمومنین علی ابن ابیطالب

اور معاویہ اور عمرو عاص کو ایک ہی شب میں قتل کریں عبدالرحمان بن ملجم نے کہا میں جاکر حضرت علیؑ کو قتل کرونگا۔ اور عمر بن ابو بکر نے کہا کہ میں عمرو عاص کو قتل کرونگا اور برگ بن عبداللہ نے کہا میں معاویہ کو قتل کرونگا۔ یہ تینوں نے آپس میں عہد کیا تھا۔ کہ انیسویں شب رمضان المبارک کو یہ کام کرنا چاہیئے عہد کرکے آپسمیں جدا ہوئے دونوں شام مصر کو روانہ ہوئے اور ابن ملجم ملعون کوفہ میں آیا راہ میں قطامہ ملعونہ کو دیکھکر عاشق ہوگیا۔ اس ملعونہ کے باپ اور بھائی کو جناب امیرؑ نے جنگ خوارج میں مارا تھا۔ بدینوجہ وہ جناب امیر کے دشمن تھے ابن ملجم کو بیقراری جب حد سے زیادہ گذری تو اس نے نکاح کا پیغام کہلا بھیجا تو اس ملعونہ نے کہا کہ مہر میرا تین ہزار درہم اور ایک غلام اور قتل کرنا علیؑ کا ہے اس ملعون نے کہا کہ جو کچھ تم نے کہا مجھے قبول ہے مگر حضرت علیؑ کے قتل کی مجھکو طاقت نہیں ہے اس ملعونہ نے کہا حضرت علیؑ کے قتل کی سہل سے سہل ترکیب میں بتلاتی ہوں وہ یہ ہے کہ مسجد میں جاکر چھپ بیٹھنا جب وہ نماز میں مشغول ہوں تب قتل کرنا یہ سن کر وہ ملعون بہت خوش ہوا۔ اور بولا بخدا میں اس شہر میں اسی کام کو آیا ہوں وہ ملعون خوش ہوئی اپنے گھر میں اسکو رہائش دی اب رات قربت کی انیسویں رمضان کی تھی۔ آپ مصروف بعبادت تھے اور کبھی صحن خانہ میں آتے تھے اور جانب آسمان آپ نظر مبارک اٹھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ واللہ وہی رات ہے جسکا مجھ سے حق تعالےٰ نے وعدہ کیا ہے اور وقت میرا مقرر کردیا ہے جناب بی بی ام کلثوم نے عرض کی پدر عالیمقام کیا سبب ہے اس شب آپنے ایک لحظہ آرام نہیں فرمایا آنحضرتؑ نے کہا اے دختر نیک اختر میں شب کی صبح کو شہید ہونگا۔ جب ام کلثوم نے عرض کی کہ اے قبلہ آج آپ مسجد میں نہ جائیں آپنے فرمایا قضا آلہی سے بھاگا نہیں جاتا یہ فرماکر جناب عبادت میں مشغول ہوئے۔ جبکہ ایک ثلث شب باقی رہگئی تو حضرت نے وضو تازہ کیا اور کپڑے پہنے اور مکان سے صحن خانہ میں تشریف لائے اسوقت مرغابیوں نے آپکے گرد حلقہ کرلیا۔ اور حضور کے دامنکو چونچ سے پکڑا آپ نے فرمایا انکو آب دانہ کھلانا میرے غم سے انکو بھول نہ جانا آخر جب آپ دروازہ پر پہنچے۔ اور گھر سے تشریف باہر لائے تو جناب ام کلثوم نے امام حسنینؑ کو جگادیا اور حال سارا سنایا شہزادے دوڑے اور جاکر عرض کی آپ نے اپنے فرزند کو فرمایا کہ تم مانع ہو حکم الہی اسیطرح ہے واپس جاؤ اور لاچار دونوں صاحبزادے دولت سرائے میں تشریف لائے جناب ام کلثومؑ دروازہ پر منتظر کھڑی تھیں جو حضرت نے فرمایا تھا ہمشیرہ سے شہزادیوں نے بیان کیا ادہر جناب امیرؑ مسجد میں داخل ہوئے اور وہ نمازیں جو ہر شب پڑھا کرتے تھے بجالائے اور پھر دو رکعت نماز

بڑھ کر گلدستہ پر اذان کے لئے تشریف لے گئے۔ اور باواز بلند اذان کہی کہ سب کوفہ گھروں
میں آپکے آواز پہنچی ابن ملجم ملعون تمام رات جاگتا رہا۔ اور اس امر عظیم میں متفکر تھا کہ قطامہ نے کہا
کہ جس شخصکو ایسا امر عظیم درپیش ہو عجب ہے وہ اس اطمینان سے سوئے جلد جا فرصت ہاتھ سے جاتی
رہیگی۔ یہ سنکر وہ ملعون لبسرعت اٹھا اور جو تلوار زہر آلودہ تھی لے کر باہر آیا اور مسجد میں آیا۔ اور مسجد کے
فرش پر لیٹ رہا جب حضرت گلدستہ سے نیچے تشریف لائے اور تسبیح تقدیس میں مشغول ہوئے
حضرت کی محاسن عادات اور مکارم اخلاق سے یہ بات تھی کہ جو لوگ مسجد میں سوتے تھے۔ آپ
از راہ عنایت جگاتے تھے۔ اور ہر ایک سے فرماتے تھے کہ اٹھو اور جیسے تمپر حق نے واجب کیا ہے
بجالاؤ اس سبب سے حضرت نے بدستور سابق لوگونکو بیدار کیا جبکہ اس مقام پر آئے جہاں وہ ملعون پڑا
تھا۔ حضرت نے فرمایا اے شخص بیدار ہو مونہہ کے بل سونا حق تعالیٰ کو پسند نہیں اسطرح کا سونا شیطان
اور اہل جہنم کا ہے اور جو تو نے قصد کیا ہے عجب نہیں کہ بسبب اسکے آسمان پھٹ جائے اور شق ہو
اگر میں چاہوں تو بتادوں اسچیز کو جو چیز تیرے لباس کے نیچے ہے پوشیدہ یہ فرماکر حضرت نے اس
ملعون کو اسیطرح چھوڑا اور محراب عبادت میں آکر نماز میں مشغول ہوئے اور ہر رکوع اور سجود کو
موافق اپنی عادت کے طول دیتے تھے اسوقت ایسے تند ہوا چلے کہ اس نے مسجد کی قندیلیں گرادیں
تو حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا لا الہ الا اللہ یہ ایک علامت میرے قتل کی جب اس لعین کو معلوم ہوا
کہ حضرت اب نماز میں مشغول ہیں تو وہ مقابل اس ستون کے آکر کھڑا ہوا جسوقت آپ نے سر
مبارک سجدہ سے اٹھایا اسوقت اس ملعون نے تلوار فرق مبارک پر ماری کہ تا پیشانی سر مبارک
دو ٹکڑے ہوگیا جناب اہلبیت کو خبر ہوئی تو برہنہ پا مسجد میں تشریف لے گئے اور جب یہ خبر وحشت
اثر کوفہ میں ہوئی تو مرد عورت گھروں میں سے نکل کر مسجد میں جمع ہو گئے اور حضرت کا یہ حال دیکھکر مسجد
میں شور قیامت برپا ہو گیا ہر چند خون کو روئے مبارک سے پونچھکر زخم کو باندھ دیا تھا مگر خون جاری تھا
اور اثر شمشیر کے زہر کا بدن مبارک میں سرایت کرتا جاتا تھا آنحضرتؑ نے امام حسنؑ سے فرمایا تم اور لوگوں
کو نماز پڑہا دو اور آپ حضرت نے اشارہ سے نماز باقی پڑہی کہ ناگاہ ابن ملجم لعین کو لوگ مشکیں باندھ
کر لائے اور سامنے کھڑا کیا جب نظر مبارک جناب کی اس ملعون پر پڑی تو فرمایا کہ اے بدبخت
تو نے بڑے امر عظیم کا اقدام کیا کیا میں برا امام تھا آیا تجھپر شفیق نہ تھا اور میں نے احسان تجھپر نہ کیا تھا پھر
حضرت نے حضرت حسنینؑ سے فرمایا کہ اب مجھکو گھر لے چلو۔ یہ سنکر صاحبزادے حضرت کو دولت
سرا کو لیچلے اور سب آدمی گرد آپکے نالہ فریاد کرتے جاتے تھے اور قریب تھا کہ ہلاک ہو جاویں اسوقت قطامہ

ملعونہ اپنے برانڈہ میں بیٹھے تھے۔ جب آواز گریہ زاری اور فریاد بیقراری کی سنی تو بہت خوش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملائکہ نے اس برانڈہ کو اُلٹ دیا اور ملعونہ دب کر مر گئے اور جہنم واصل ہو گئے پس اوس جناب کو حجرہ میں قریب محراب جا کر لٹایا اور اہل کوفہ آتے تھے اور سلام کرتے تھے آپ جواب سلام دیتے تھے اور فرماتے تھے ایہا الناس جو کچھ تمہیں پوچھنا ہو اس وقت مجھ سے پوچھ لو۔ پھر مجھکو نہ پاؤ گے اسوقت ایک شخص نے عرض کی یا حضرت میں کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا بیان کر اس نے عرض کی کہ حضرت یہ فرمائیں کہ آپ کا رتبہ زیادہ ہے یا حضرت آدم کا آپ نے فرمایا حضرت آدم کو دانہ گندم خدا نے منع کیا تھا اور آپ نے باغوائی شیطان کھایا اور مورد عتاب الٰہی ہوئے میں نے تمام عمر جو کی غذا کھائی اور گندم ہرگز نہیں کھائی پھر اوس نے عرض کی آپ کا رتبہ زیادہ ہے یا حضرت نوح ؑ کا آپ نے فرمایا حضرت نوح ؑ کا پسر نافرمان دین پر ور نہ تھا اور میرے فرزند جوانان جنت کے سردار ہیں اور حضرت محمدؐ رسول کے نواسے ہیں اور آپ امام ہیں اور امام کے پسر ہیں۔ پھر اس نے عرض کی یا حضرت حضرت موسےٰ کا درجہ زیادہ ہے یا آپ کا آپ نے فرمایا ان کو یہ حکم خدا کا ہوا کہ فرعون کے پاس جاؤ اس نے کہا کہ مجھکو خوف ہے اگر حکم ہو تو اپنے بھائی کو ہمراہ لیجاؤں اور اس کا عصا کوہ طور پر اژدہا ہوا تو اسکو حکم خدا ہوا کہ اے موسےٰ اسکو پکڑ لے حضرت موسیٰ ڈر گئے میں کبھی کسی سے نہیں ڈرا سوائے خدا کے حضرت عیسیٰ کی نسبت جو اس نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب انکی مادر مریم کو درد وضع حمل ہوا تو ندا غیب سے ندا آئی کہ اے مادر عیسیٰ باہر جا یہاں کوئی امر سوائے عبادت کے جائز نہیں ہے۔ اور جس وقت ولادت کا موقع آیا تو مادر میری نے دعا کی کعبہ میں سے کسی نے صدا دی کہ اے فاطمہؑ اندر آ کعبہ کے اے مادر علیؑ مریم سے تیرا رتبہ زیادہ ہے تو کنیز اور علیؑ خانہ زاد ہے پھر کہتے کہتے شیر خدا غش آنے لگے۔ جناب زینب علیہ السلام نے امام حسنینؑ سے کہا اے برادر لوگوں کو اپنے گھروں کو جانیدا اور ہم جی بھر کر اپنے والد بزرگوار کو دیکھ لیں یہ سنکر لوگ رخصت ہوئے اسیوقت حضرت نے سب اپنی اہلبیت اور اولاد کو جمع کیا اور فرمایا آج میں تم سے جاتا ہوں اور اسرار امامت اور خلافت سب امام حسنؑ کو سپرد کر دی اور اپنا وصی جانشین مقرر کیا پھر سب اولاد کا ہاتھ حضرت امام حسنؑ کے ہاتھ میں دیا مگر جناب عباسؑ کو سپرد نہ کیا۔ والدہ صاحبہ جناب حضرت عباسؑ بی بی ام البنین گھبرائیں اور عرض کی کہ اے آقا کیا عباس کیجانب سے کچھ آپکو ملال ہے اسکا ہاتھ حضرت امام حسنؑ کے ہاتھ میں نہ دیا آپ نے کہا اسکے ہاتھ ازل سے دست مبارک امام حسینؑ میں ہیں۔ اسکی سپرد امام حسینؑ کو فرمائی اور

ارشاد کیا کہ اے لعل یہ تمہارا غلام اور وفادار ہے اس سے پیار کرنا بہشت اوسکے وقت کام آئیگا۔ اور حضرت
عباس سے فرمایا میرا لال ہے اور یہ مصطفےٰ کا لال ہے اسکا بڑا مرتبہ ہے اسکا ملال احمد مرسل کا ملال ہی اور خدا
کے آگے بھی رتبہ بزرگ ہے حسینؑ کا۔ خصوصہ نہ کرنا تو مٹت خاک ہے یہ خدا کا نور ہے اگر سارا زمانہ پھر جائے
مگر تو نہ پھرنا جب آپ حضرت ہر ایک کو وصیت کر چکے تو اکیسویں شب رمضان کو اثر زہر کا تمام بدن میں پھیل
گیا اور حضرت سمت قبلہ متوجہ ہوئے اور زبان مبارک سے کلمہ شہادت پڑھا اور اس جہان ناپائدار سے
روضہ رضوان کیطرف تشریف لے گئے اسوقت جناب زینب علیہ السلام اور جناب ام کلثوم اور سب
اہلبیت باآواز بلند رونے لگے اور گریبان چاک اور طمانچے اپنے رخساروں پر مارے تمام قصہ مبارک سے
صدا گریہ اور بکا کے بلند ہوئے جب اہل کوفہ کو معلوم ہوا جناب حضرت علیؑ امیر المومنین علیہ السلام نے وفات
پائی اسیوقت سب زن و مرد دولتسرای پر حاضر ہوئے اور روتے تھے کہ کثرت بکا سے شہر کوفہ ہل رہا تھا جب
صبح ہوئی تو حسنینؑ علیہ السلام نے قصد تجہیز تکفین کا کیا پس حسب وصیت اس جناب کے حضرت امام حسنؑ آپکو
غسل دیتے تھے اور حضرت امام حسینؑ پانی ڈالتے تھے کہ لاش مطہر جناب کے خود بخود ایک جانب سے دوسری
جانب ہو جاتی تھی۔ اور جسم مطہر سے خوشبو مشک سے بہتر آتی تھی بعد غسل کے شاہزادوں نے اس کافور سے
رسول خداؐ کے حنوط سے بچ رہا تھا حنوط کیا بعد اسکے آپکو کفن پہنایا جسوقت حسنینؑ غسل کفن سے فارغ ہوئے
و دونوں شہزادوں نے تابوت حضرت کو پائتے کی طرف سے اٹھایا اور سرہانے سے خود بخود بلند ہوا اور
ٹھانیوالا نظر نہ آتا تھا اسلئے کہ حامل اسکے حضرت جبرائیلؑ اور میکائیلؑ تھے پس دونوں شہزادے جنازہ
حضرت کا گھر سے لیکر چلے اسوقت عجب قیامت تھی ساری زنان ہاشمیہ ننگی سر اور تمام لوگ ننگے سر اور پابرہنہ
روتے اور پیٹتے تھے۔ اور جملہ ارواح انبیاء اور جملہ ملائکہ اپنے پیشوا کے ماتم میں داخل تھے اور آپکے فرزندوں
کیا حال تھا قلم تحریر سے قاصر ہے منقول ہے کہ جس کوچہ و بازار سے لاش مطہر کا گذر ہوتا تھا اسطرف کے
مقامات اور اشجار تعظیم کو جھکتے تھے۔ اور پھر راست ہوتے تھے چنانچہ بعض دیواریں جو اسوقت خم ہوئیں اسی
حالت پر رہیں اور امام حسنؑ فرماتے ہیں جب ہم مقام دفن پر پہنچے اور قبر کھودنا شروع کیا تو ایک لوح زمرد
ظاہر ہوئی اسپر یہ لکھا تھا کہ یہ وہ قبر ہے کہ جسکو نوح پیغمبرؑ نے واسطے حضرت علیؑ ابن ابیطالب کی بنایا ہے۔
وہ جناب کے جنازہ کے امام حسنؑ امام ہوئے جو منصب امامت پر بعد اپنے والد بزرگوار کے سرفراز ہوئے تھے جملہ
انبیاء اور جملہ ملائکہ اور جملہ مخلوق شہر کوفہ نے جنازہ کی نماز ادا کی اور قبر مبارک میں لاش مطہر کو اتارنے لگے
جناب سرور کائنات کے دست مبارک قبر سے واسطے لینے کے نکلے اور آواز آئی کہ اے حسینؑ جلد میرے
ی کو میرے آغوش میں دیدو محبوں نے رو رو کر قبر کو بند کیا امام قبر سے لپٹ کر روتے تھے اور کہتے تھے

کہ اب ہم گھر جاکر کیا کریں۔ نہ نانا ہے نہ اماں ہے نہ بابا ہے امام حسنؑ نے فرمایا چار دن زندگی کے جو ہیں اسے غم میں گذر جائیگی۔ گھر کو چلو پھر قبر سے بھی صدا آئی کہ فرزندان گھر جاؤ ورنہ تمہاری ہمشیرہ بھی قبر پہ چلی آئے گی تب جملہ انبیاء اور ملائکہ ماتم علیؑ کا کر کے رخصت امام حسنینؑ سے لیکر روتے روانہ ہوئے۔ اور صاحبزادوں نے بھی طرف دولت سرا مراجعت فرمائی۔ اور وقت مراجعت کے گذر شہزادوں کا ایک ویرانہ میں ہوا وہاں آواز گریہ زاری کی آتی تھی جناب حضرت امام حسینؑ نے دریافت آواز کے لئے وہاں تشریف لیگئے تو دیکھا ایک نابینا ضعیف ناتوان رو رہا ہے جب حال پوچھا تو وہ بولا میں ایک بیکس ہوں آوارہ وطن مبتلا مرض اور گرفتار رنج محن ہوں میرا پردیس میں کوئی یار مددگار نہیں شاہزادوں نے فرمایا جب تیرا یہ حال ہے تو تیری خبر کون لیتا ہے اور غذا اور دوا کون دیتا ہے اس ویرانہ میں تیرا سرپرست کون ہے یہ سنکر وہ مسکین بشدت رونے لگا۔ اور بولا ایک شخص میرا پرستار تھا مثل پدر شفیق کے مجھپر شفقت کرتا تھا۔ اور ہاتھ سے مجھہ کو کھلاتا تھا اور پلاتا تھا آج تیسرا روز ہے کہ وہ نہیں آیا۔ اور میں فاقہ میں ہوں شہزادوں نے سنکر کہا تو نے اوس جناب کا نام دریافت کیا تھا۔ تو اس نے کہا میرے نام سے تجھے کیا کام ہے میں تیری خدمت صرف خوشنودی خدا کے واسطے کرتا ہوں اور نہ عوض چاہتا ہوں حضرات حسنینؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ کچھہ کلام یا خصائل یا شمائل اسکے تجھکو معلوم ہیں اس نے کہا ہر وقت تسبیح الٰہی زبان پر جاری تھی اور یہ مقام ہمیشہ خوشبو سے معطر رہتا تھا۔ اور تقریر تمہاری سے تھی۔ تم سے انکی بو آتی ہے درویش سے یہ بات سنکر حسنینؑ نے رو کر فرمایا اے ضعیف ہم انکے فرزند ہیں وہ سارے زمانہ کے مالک تھے۔ اس جناب کو ایک ستمگار نے نماز پڑھتے مسجد میں شہید کر دیا ہے اور ہم دفن کر کے پھرے جاتے ہیں۔ جب اس نابینا نے یہ حال سنا تو فریاد زاری کرنے لگا۔ اور زمین پر لوٹنے لگا۔ اور کہتا افسوس اے امیر المومنین اب میری خبر آپ کے سوا کون لیگا۔ حضرات امام حسینؑ نے فرمایا ہم تیرے خدمتگار ہیں۔ اگر تجھے لے تو گھر چلیں اور بسر کریں اور جو ہمکو میسر ہوگا اول آپکو دیا جائیگا۔ جناب حسنینؑ ہر چند اسکو تسلی دیتے تھے پر اسکا بند نہ ہوا زار زار روتا تھا اور کہتا تھا اے شہزادو مجھکو اس جناب کی مزار مطہر پر لیچلو لاچار اسکو اٹھا کر دونوں کی مزار پر انوار پر لیگئے اور نابینا نے اپنے تئیں قبر مطہر پر گرا دیا اور کہتا تھا خداوند میں تجھے قسم دیتا ہوں اس صاحب قبر کی میری جان قبض کرے دعا اسکی حق نے قبول کی اسکے روح نے اسیوقت پرواز کیا پس حسنینؑ نے اسکو غسل کفن دیکر جوار سلطان میں دفن کیا جناب مرزا جلال کی کتاب تاریخ آلائمہ فہرنگین آب کی السالک اللہ واحد القہار ہے اور از آئمہ اثنا عشر آپ امام اول ہیں ؞

باب چہارم

در تذکرہ اسماء و کنیت و القاب و ایام ولادت و وفات حضرت امام حسنؑ علیہ السلام و اعقاب و انساب آنجناب آپکے اسما مبارک ہر مذہب و ملت میں حسب ذیل

اسم مبارک آپ کا حسنؑ اور کنیت ابو محمدؐ اور لقب مجتبیٰ ہے اور اسما سید تقی وارث شہر توریت میں جلی نو خور توریت میں ہاسن انجیل میں زینت کتاب انگلیوں میں تو سموس کتاب تو نیا میں سعید شہید البشیر نذیر معرفت عزیز غریب امیر مسعود مشہور محمود معصوم مودود محامد مجاہد حامد معتصم جاہد مشیر مرابط ابن فریب رشید۔ فصیح قبول مجیب قلیل رفیعا ملیجا ماموم قیوم غازی مقیم نور صالح حاجب کریم جلیل رؤف رحیم اخی الحسینؑ قریشی مدنی ہاشمی مبارک ماالحسن عاصمی مصری عربی عادل فاتح فاضل باذل مقبل قاسم ناطق مکمل مفصل محبوب مرغوب ولیب طاہر تقی عامل کامل شجاع مصلح خالص ظاہر بانی زکی عارث شاکر مظفر شریف سراج ذاکر شکور ابن علیؑ متقی سبنتا میحی سلم رفیع ابن رسول شفیع حلیم ابن البتول قتیل قریر صبیر رضا مظلوم۔

چنانچہ اسی طور پر آپ کے اسمار اور بھی ہیں۔ باعث طوالت اسی پر اکتفا کیا گیا۔ اور آپ کے والد بزرگوار حضرت علیؑ ابن ابیطالب اور آپ کی والدہ ماجدہ معظمہ یکہ جناب فاطمۃ الزہراؑ بنت محمدؐ مصطفےٰ اور ولادت آپ کی روز سہ شنبہ پندرہ ماہ رمضان المبارک سال تین ۳ھ ہجری مقام ولادت مدینہ منورہ بادشاہ وقت ہرمز بن نوشیراں عدد ازواج ترسٹھ ۶۳ عدد اولاد تیئیس ۲۳ اکیس فرزند گیارہ لڑکیاں دختران مدت عمر چہل و ہفت سال مدت امامت دس سال اور خلافت ظاہری چہار ماہ سہ روز

اور وفات پنجشنبہ تاریخ بست ہفتم ماہ صفر سال ۵۰ھ ہجری مکان وفات بخانہ خود سبب وفات
زہر دادن جعدہ بنت اشعث باغوای معاویہ بادشاہ وقت قبر در جنت البقیع نزدیک جدہ خود فاطمہ
بنت اسد تعداد پسران امام حسنؑ علیہ السلام منقول از کتاب لواعج الاحزان تاریخ الائمہ۔

اسمائے فرزندانِ امام حسنؑ علیہ السّلام

سید یعقوب و سید اسماعیل و سید حمزہ و سید احمد شہید۔ و سید عبداللہ اصغر شہید و سید عقیل و
سید ابوبکرؑ و سید حسنؑ اصغر و سید محمدؑ اکبر و سید محمدؑ اصغر و سید جعفر و سید و عبداللہ اکبر شہید و سید
علیؑ اکبر و سید علیؑ اصغر و سید طلحہ جواد و سید عبدالرحمان شہید و سید قاسم شہید و سید زید کثیر النسل و سید حسنؑ مثنیٰ
و سید عمر شہید و سید حسینؑ ازم۔

تاریخ امام حسنؑ علیہ السلام مولفہ سید اولاد حیدر بلگرامی فوق نے تاریخ امام حسنؑ میں لکھا ہے کہ جناب
سرور کائنات امام حسنؑ کی ولادت باسعادت کا مژدہ مسجد میں سنکر فوراً محلسرا کی طرف تشریف لائے
جناب سیدہ دوجہان کی خدمت میں اس وقت اسما بنت عمیس زیادہ قابلہ تمام خدمت کے کفیل اسمائے
انحضرتؐ نے فرمایا میرے بچہ کو اٹھالا اسمائی انحضرت کا حکم سنتے ہی اس مولود مسعود کو ایک جامہ
سفید میں لپیٹ کر لائے اور اس گوہر امامت کو کنار رسالت مآب میں رکھدیا جناب رسالت مآب نے
اپنے جگر گوشہ کو چھاتی سے لگایا۔ اور گوش راست میں اذان دے اور گوش چپ میں اقامت کے
اپنے پارہ جگر کو گود میں لے کر آنحضرتؐ جناب علیؑ سے مخاطب ہوئے۔ اور فرمایا کہو آپ نے اس فرزند
کا کچھ نام سے تجویز کیا ہے۔ حضرت علیؑ نے عرض کی کہ مجھکو کسی امر میں آپ سے سبقت لازم نہیں آنحضرت
نے فرمایا میں اس امر خاص میں وحی کا منتظر ہوں اس اثنا میں اساس وحی محسوس ہوئی۔ بعد فراغ
وحی آنحضرتؐ نے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے جو حضرت ہارون کے فرزند کا نام تھا وہ نام رکھو۔ نیز
کر امام حسنؑ نام رکھا۔ جو لفظ عبرانی شبر کا ترجمہ ہے سید اولاد حیدر لکھتے ہیں۔ میں نے اس واقعہ کو مختلف
الفاظ اور متفرق عبارت کے ساتھ ان تمام کتابوں میں دیکھا ہے جو میرے پیش نظر ہیں مگر میں نے زیادہ تر
کتاب فضائل الخلفا الاربعہ علامہ وصابی اور جلاالعیون ملا مجلسی کی نقل پر اکتفا کیا ہے
چنانچہ وصابی کی اصلی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ اسما بنت عمیس سے روایت ہے کہ جناب
امام حسنؑ کی ولادت میں سیدہ سلام اللہ کی میں قابلہ تھی۔ جناب پیغمبر تشریف لائے اور مجھے

اے اسماء میرے بچہ کو اٹھا لاؤ حسب الحکم امام حسنؑ کو اٹھا لائے آپ نے منع کیا آئندہ زرد کپڑے
میں نہ لپیٹنا۔ پھر میں سفید کپڑے میں لپیٹ کر لائے اور آنحضرتؐ کی آغوش میں دیا حضرتؐ نے اُن
کے سیدھے کان میں اذان اور الٹے میں اقامت فرمائی پھر حضرت نے حضرت علیؑ سے پوچھا تم
نے میرے فرزند کا کیا نام رکھا ہے حضرت علیؑ نے عرض کی میں آپ پر سبقت نہیں کر سکتا تب
حضرت نے فرمایا میں بھی خدا نہیں کر سکتا پس جبرائیل نے آکر فرمایا کہ خداوند سلام کہتا ہے کہ علیؑ تمہارے
نزدیک ایسے ہیں جیسے ہارون حضرت موسیٰ کے قریب تھے۔ لیکن بعد تمہارے نبی نہیں ہے۔
آپ اپنے بیٹوں کا نام ہارون کے پسروں کے نام پر رکھو حضرت نے فرمایا حضرت ہارون کے
فرزندوں کا کیا نام تھا حضرت جبرائیل نے کہا انکا نام شبر شبیر تھا حضرت نے فرمایا میری زبان عربی
ہے حضرت جبرائیل کہنے لگے آپ ان کا نام حسنؑ رکھیں یہ روایت مستدرک اور شرح شرف النبوۃ اور
مناقب السادات میں بھی درج ہے۔ اس روایت کو امام حاکم مستدرک میں اور علامہ دارقطنی اور
بیہقی ابن عساکر اور امام بغوی اپنی اپنی تصنیفات میں لکھا ہے علامہ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں
لکھا ہے کہ عرب میں امام حسنؑ سے پہلے اس نام اور کنیت کا کوئی دوسرا آدمی نہیں تھا۔ ان کی
عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ جناب ابو محمد حسنؑ عسکری امام سے روایت ہے کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا
اور اپنے نواسہ کا نام حسنؑ رکھا یہ کنیت اہلبیت میں کسی کی نہ تھی علامہ ابن سعد کا قول ابن اثیر
کی تصدیق کرتا ہے ترجمہ عمران ابن سلیمان کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ حسنؑ حسینؑ
دو اسم ہیں۔ جنت سے کبھی عرب نے یہ نام جاہلیت سے نہیں رکھے ولادت سے سات دن
بعد حضرت اپنے اس پارہ جگر کا رسم قوم عقیقہ ادا فرمایا یہ دونوں رسمی سنت ابراہیم میں داخل
ہے تاریخوں میں اس کا نشان قبل کسے قبیلہ میں نہیں ملتا آنحضرتؐ نے اس رسم کو شریعت قایم
رکھا اور جتنے بال سر سے اترے ان کے برابر وزن چاندی تصدق فرمائی۔ اور ایک درہم اسماء کو
انعام دیا۔ اور گوشواروں میں سوراخ کر دی امام ترمذی نے اپنی صحیح میں اسکو لکھا ہے۔ ان کا
ترجمہ یہ ہے کہ علیؑ مرتضیٰ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے انکے عقیقہ میں مینڈھا ذبح کیا اور فرمایا کہ اے فاطمہ
انکے سر کے بال منڈوا ڈالو جناب رسولخداؐ کے سوائے جناب سیدہ دوجہان کے عقب دوسرے کو نہیں چھوڑا
جو آپکی ذریت یا آپ کی اولاد مشہور ہونے کی عزت رکھتا ہو اسیطرح جناب سیدہ کے بعد انکے اولاد
آنحضرتؐ کی اس میراث کی تمام حیثیت سے مستحق ٹھہرے اسیوجہ تمام علماکرام نے بلا لحاظ سخن
انبیاء لانورث حضرات حسنینؑ پر آنحضرت کی آل اہلبیت قربی اپنا عشرت اور ذریت وغیرہ عرض

مقدس اور معزز الفاظ کو ان حضرات کی ذات تک محدود و مخصوص کر رکھا ہے اور کسی غیر کے لئے ان الفاظ کے استعمال کو ناجائز کیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن اثیر اسد الغابہ بذیل تذکرہ جناب سیدۃ العالمین تحریر فرماتے ہیں ترجمہ کہ سوائے جناب سیدہ دوجہان کی نسل جناب رسالتمآب کی منقطع ہوگئی ہے۔ اور علامہ سمہودی اپنی کتاب جواہر العقد میں تصدیق اس واقعہ کی کرتے ہیں ترجمہ کہ کتاب جناب امیرؑ نے حضرات حسنینؑ کو لڑائی کے میدان میں جاتے ہوئے دیکھکر فرمایا کہ تھام لو ان دونوں کو کہ میں ڈرتا ہوں کہ ان کے شہید ہو جانے سے کہیں حضرت رسول اللہ کی نسل نہ منقطع ہو جائے آج تک جہاں کہیں نسل رسول اللہ کا نشان پایا جاتا ہے اس کا مقدس سلسلہ انہیں حضرات سے شروع ہوتا ہے اور آنحضرتؐ بھی ایک موقع پر نہیں ہزار موقع پر انہیں کو اپنا فرزند اپنی اولاد اپنی ذریت اپنی عزت فرمایا ہے اور اپنی امت کو برابر انہیں الفاظ یاد کرنیکی تاکید فرمائی ہے اور جناب رسالتمآب صلعم کو بد زبان دشمنان دین اور مشرکین زبان دراز کرتے تھے۔ جن میں حکم ابن العاص اور ابو سفیان اور بنی امیہ کی خیل کا نام خصوصیت کے ساتھ لیا گیا ہے۔ آنحضرتؐ کو الابتر کا خطاب دے رکھا تھا۔ تاآنکہ جناب باریتعالےٰ درگاہ سے آنحضرتؐ کو آپ کے بقائے نسل کے لئے سچی بشارت دیگئی ہے اور بخلاف آپ کی ان دشمنان دین کی اختلاف اور عقاب کی پوری استیصال اور بربادی کے وعدے فرمائے گئے جسکی تصدیق اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ سے ہوئی امام حاکم مستدرک میں اور امام طبرانی معجم میں اور خطیب بغدادی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ ترجمہ کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے پاس عباسؓ جناب سرور کائنات کی خدمت میں بیٹھے تھے جناب حضرت علیؑ تشریف لائے اور سلام کیا آنحضرتؐ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور اٹھکر ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنی داہنی طرف بیٹھا لیا حضرت نے فرمایا یا رسول اللہ آپ ان سے بہت محبت رکھتے ہیں آنحضرت نے فرمایا اے چچا واللہ میں خدا کے لئے اس سے بہت محبت رکھتا ہوں۔ تحقیق پروردگار نے ہر ایک نبی کی ذریت کو اس کی صلب میں رکھا ہے اور میری ذریت کو حضرت علیؑ کی صلب میں قرار دیا ہے اور امام طبرانی معجم میں لکھتے ہیں کہ جناب سیدہ دوجہان سے مروی ہے کہ فرمایا میرے والد بزرگوار نے کہ ہر ایک باپ کے بیٹوں کے واسطے عصبہ ہوتا ہے مگر فاطمہ کی اولاد کے لئے میں خود ولی اور عصبہ ہوں اور حضرت عمرؓ ابن الخطاب سے منقول ہے کہ فرمایا یا رسول اللہ صلعم نے کہ قیامت کے دن تمام رشتے منقطع ہو جائینگے سوائے میرے اور میری قرابت کے ہر ایک کیلئے عصبہ ہوتا ہے بجز اولاد جناب فاطمہؑ کی میں انکا باپ اور عصبہ ہوں اس حدیث کو علامہ ابو صالح نے اور حافظ ابو نعیم

نے حلیۃ الاولیاء میں اور ابن سمیان نے اور امام مسلم نے باب المتابعات میں اور علامہ دار قطنی نے اور امام طبرانی نے معجم الاوسط میں اور امام ابو الحسن مغازلی نے مناقب میں اور امام بیہقی نے اور علامہ دولابی نے کتاب المذریۃ الطاہرہ میں اپنی اپنی اسناد سے درج کیا ہے ان حضرات کا تعلق ساتھ رسول کے ایسا ہی جیسا باپ کا فرزندوں سے ان کی اولاد اہلبیت ذریت عترت اصلاب او اعقاب غرض جو جو الفاظ جناب رسالت مآب کے بعد ان کی اولاد پر صادق آسکتے ہیں۔ جائز اور لازم ہیں اگر تمام نبوت سے چشم پوشی فرمائی جائے تو ایک آیہ مباہلہ کا ان کے شان نزول میں کافی ہے۔ اور جناب رسول اللہ کی محفل ایسی نہ تھی جس میں آپ کے آغوش مبارک حضرات حسنینؑ سے خالی رہتے ہوا بلکہ لمحہ بھی آپ کی نظروں سے جو دور ہوں کمال درجہ کی محبت تھی۔ علامہ ابن سعد تحریر کرتے ہیں کہ عبداللہ ابن زبیر کہتے ہیں کہ امام حسنؑ اپنے گھر والوں سے زیادہ جناب رسالت کی شابہ تھے۔ اور سب سے زیادہ تھے۔ اور علامہ سائی اور علامہ ابن ابی الغزالی فرماتے ہیں ترجمہ کہ انس بن مالک سے مروی ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا کہ ایک شخص کیواسطے خط لکھا جب وہ شخص حاضر ہوا آپ اسیوقت نماز میں مشغول تھے۔ اس نے دیکھا کہ جناب حسنینؑ کبھی آپکی گردن مبارک پر اور کبھی پشت مقدس پر سوار ہوتے ہیں اور آگے پیچھے سے گذر جاتے تھے۔ جب آنحضرت نماز سے فارغ ہوئے تو اسنے کہا ان لڑکوں نے آپکی نماز کو کیسا خراب کیا ہے آنحضرت نے طیش میں آکر اسکو کہا خط اپنا ہمیں دے اسنے دیا اور آپ نے لیکر خط کو پھاڑ دیا اور ارشاد فرمایا جو ہمارے چھوٹوں خوردوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کرتا نہ وہ ہمارا ہے نہ ہم اسکے ہیں۔

اور امام طبرانی معجم الکبیر میں کہتے ہیں ترجمہ انس بن مالک سے منقول کہ یکمرتبہ جناب رسولخدا اپنے گھر خواب میں تھے ناگاہ امام حسنؑ آئے اور آپ کے سینہ مطہر پر بیٹھ گئے میں نے روکا تو آنحضرتؐ نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر میرے بیٹے اور میرے دل کے پھل چھوڑ دے جسنے اسکو ایذا دی اس نے مجھکو ایذا دی میری ایذا خدا کی ایذا ہے۔ انس معتبر اصحابوں میں تھا اسنے نہ مارا نہ ڈرایا خفیف تہدید بھی انکے آنحضرت کے بڑے عتاب کا باعث ہوئے آنحضرت کو الفت ان کے پارہ جگر کے ان درجہ تھے اور امام ترمذی اور امام نسائی اپنی صحاح اور امام طبرانی معجم میں لکھتے ہیں ترجمہ اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ میں ایک شب خدمت جناب رسالت میں گیا آنحضرت برآمد ہوئے جب میں عرض ضرورت کر چکا تو میں نے عرض کیا یا حضرت آپکی آغوش میں کیا چیز ہے آنحضرت نے ردا کو اٹھایا تو میں نے دیکھا جناب حسنینؑ ہیں آپکی گود میں اور فرمایا یہ میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں میں انکو پیار کرتا ہوں الٰہی تو بھی انکو پیار

کرامۃ رعلامہ ابن سعد لکھتے ہیں کہ ابی سلمہ ابن عبدالرحمان سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ امام حسنؑ کو گود
میں لئے تھے۔ اور زبان مبارک دہن سے نکالتے تھے جب وہ معصوم سرخی زبان دیکھتا تھا تو
ان کی جانب جھک جاتا تھا اور امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی صحاح میں امام احمد حنبل نے مناقب
میں اور ابن ماجہ نے اپنی صحیح میں اور ابو لیلی نے اپنی مسند میں ذیل کا واقعہ لکھا ہے کہ ابو ہریرہؓ مع
ایک جماعت آنحضرتؐ کے ساتھ باہر نکلے بازار سے ہوکر دروازہ جناب سیدہ دوجہان کے گھر
اندر رونق افروز ہوئے جناب امام حسنؑ آپکے سینہ مبارک سے لپٹ گئے اور فرمایا حضرت نے اے
خدا میں اسے پیار کرتا ہوں تو بھی اسے پیار کر امام نسائی اپنے صحیح میں امام احمد اپنے مناقب میں امام حاکم
اپنے مستدرک میں امام طبرانی معجم میں اور امام بغوی اور علامہ بیہقی اپنی اپنی تصنیفات میں لکھتے ہیں کہ ترجمہ
عبداللہ بن شداد داپنے والد سے ناقل ہیں کہ ایک مرتبہ جناب رسالت مآب نماز عشا کے لئے برآمد
ہوئے اور امام حسنؑ کو اٹھائے ہوئے تھے۔ انکو زمین پر بیٹھا کر آپ نے تکبیر کہی اور نماز شروع
کردی جب سجدہ میں گئے تو اسکو طول دیا۔ جب سر اٹھایا تو دیکھا امام حسنؑ پشت مبارک پر سوار
ہیں اور آپ سجدہ میں مصروف ہیں جب آپ نماز ادا کر چکے تو غرضکہ عرض کی یا رسول اللہ آپ نے
دوسرے سجدہ کو طول دیا آپ نے فرمایا یہ میرا بیٹا میری پشت پر سوار ہوگیا تھا میں اسے جلدی
سے اتارنا ناگوار سمجھا تھا اور امام احمد حنبل کتاب مناقب میں لکھتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ کا بیان ہے
ایک شب نماز عشاء ہم ہمراہ رسالت مآب پڑھ رہے تھے جب آنحضرتؐ نے سجدہ کیا تو حسنینؑ حضور
کی پشت مبارک پر سوار ہوگئے جب سر اٹھایا تو دونوں اسوار ونکو آہستہ نیچے اتارا جب دوسرے
سجدہ میں گئے تو پھر صاحبزادے اسوار ہوگئے جب نماز ادا ہوگئی تو پارہ ہائے جگر کو اپنے زانو پر
بیٹھا لیا امام بخاری اور امام ترمذی نے اپنی اپنی صحاح میں لکھا ہے اور امام حاکم نے مستدرک میں
عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسالت مآب امام حسنؑ کو کندھے پر لئے
ہوئے تھے۔ کہ اس اثناء میں ایک شخص نے کہا کہ اے صاحبزادے تمہارا مرکب کیسا اچھا ہے آنحضرتؐ
صلعم نے فرمایا یہ اسوار بھی تو عمدہ ہے امام احمد حنبل کتاب مناقب میں اور امام نسائی اپنی صحاح میں
اور ابن ماجہ ابی داؤد اپنی سنن میں امام مالک مستدرک میں اور ابن حبان تحریر فرماتے ہیں ترجمہ کہ بریدہ
سے مروی ہے کہ ایکبار جناب رسولخداؐ خطبہ فرما رہے تھے کہ جناب حسنینؑ سرخ کپڑے پہنے ہوئے تشریف
لائے اور آنحضرتؐ دیکھکر کھڑے ہوگئے اور منبر سے نیچے اتر آئے اور انکو اٹھا لیا ابن عباسؓ سے روایت
ہے کہ ایکدن ہم خدمت رسولخداؐ میں حاضر تھے اتنے میں جناب سیدہ دوجہان تشریف لائے اور عرض کی کہ

حسینؑ گھر سے باہر گئے ہیں نامعلوم کہ کہاں گئے ہیں پس حضرت جبرائیلؑ نازل ہوئے اور کہا یا محمدؐ آپ غمگین نہوں دونوں حضرات خطیرۂ نبی بخار میں ہو گئے ہیں اور خاص فرشتہ انکا موکل ہے آنحضرتؐ معہ اصحابؓ وہاں تشریف لیگئے اور انکو جگایا۔ اور چوما اور دونوں کو شانوں پر سوار کر لیا اور مسجد میں تشریف لائے اور صاحبزادے کاندھوں پر سوار تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے گروہ مسلمانان میں تمکو آگاہ کرتا ہوں اُن سے جو سب آدمیوں سے بہتر ہیں اصحاب نے عرض کی یا حضرت آپ بیان فرمائیں آنحضرتؐ نے فرمایا امام حسنؑ اور حسینؑ نانا جنکا ختم المرسلین ہے اور والدہ جنکی خیر النساء العالمین اور باپ انکا علیؑ ابن ابیطالب ہے جو شخص ان سے محبت کریگا جنت میں جائیگا۔ جو بغض کریگا۔ دوزخ میں گریگا اور امام علیؑ ابن ابراہیم ابن احمد ابن علیؑ ابن نورالدین حلبی کی کتاب کا ترجمہ یعنی سیرۃ الحلبیہ کا ابن عباس سے روایت ہے کہ نجران کا ایک گروہ خدمت رسولخداؐ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضرت عیسٰی مسیح خدا کے بیٹے ہیں انکا کوئی باپ نہیں اسکے ہمراہی نے کہا بلکہ خدا تھے کیونکہ وہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ اور غیب کی سب خبریں دیتے تھے اور اندھوں کو اور کوڑھیوں کو اچھا کرتے تھے۔ اور مٹی سے جانور بناتے تھے آپ انکو بندہ خدا کا خیال کرتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا وہ خدا کے پاک بندے تھے اور اسکا پاک کلمہ تھے جو جناب مریمؑ کیطرف القا ہوا کفایہ سنکر وہ غصہ ہوئے اور کہنے لگے راضی نہ ہونگے اگر آپ صادق ہیں تو دوسرا شخص بتلا دو جیسے عیسٰی تھے جناب خاموش ہوئے فوراً وحی نازل ہوئی فرمایا اللہ تعالیٰ نے وہ لوگ کافر ہوئے جو کہتے ہیں کہ عیسٰی خدا کا بیٹا ہے یا کہتے ہیں خدا ہے۔ پس کہدے انسے بلائیں ہم اپنے بیٹے اور تم بلاؤ اپنے بیٹے ہم بلائیں اپنی عورتوں کو اور تم بلاؤ اپنی عورتونکو اور ہم بلائیں اپنی جان کو اور تم بلاؤ اپنی جان کو پھر دعائیں کریں کہ اللہ لعنت کرے جھوٹوں پر خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم سے مباہلہ کروں انہوں نے وعدہ کیا دوسرے دن کا جب صبح کو جناب رسولخداؐ اور امام حسینؑ اور جناب فاطمہؑ اور حضرت علیؑ کو ساتھ لیکر تشریف لائے تو اسقف نے کہا میں انکے چہروں کو دیکھتا ہوں کہ اگر خدا سے یہ دعا کریں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جاوے تو ضرور ٹل جاویگا تم لوگ انسے مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤگے اور روئے زمین پر کوئی نصرانی نہ رہیگا پس اسقف انکے افسر عالم نے عرض کی کہ آپ سے مباہلہ نہیں کرتے آپ برحق نبی ہیں ہم جزیہ دینگے رسولخداؐ کو دعا مباہلہ کرنے سے پہلے ہی روک دیا اور جزیہ اسلام قبول کیا اور اپنے گھروں کو واپس گئے۔ اور امام حاکم نے مستدرک میں جابر ابن عبداللہ انصاری کی اسناد سے لکھا ہے کہ انفسنا سے مراد جناب رسولخداؐ کی حضرت علیؑ مرتضٰی ہیں اور ابنانا سے مراد حسنینؑ ہیں اور نسانا سے جناب

سیدہ مراد ہیں۔ ان کے سوا اور تمامی آئمہ حدیث نے اس واقعہ کو اپنی اپنی معتبر تالیفات میں درج کیا ہے صاحب جامع الاصول نے اور حافظ ابونعیم نے حلیۃ الاولیا میں امام ثعلبی نے اپنی تفسیر میں امام سیوطی نے اپنی تفسیر میں امام بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں سید علیؒ ہمدانی نے المودۃ فی القربیٰ میں علامہ شیخ حسین دیار بکری نے تاریخ الخمیس میں صفحہ ۱۳۳ مطبوعہ مصر میں اور علامہ ابن اثیر نے اپنی کامل جلد دویم صفحہ ۲۳ میں اور علامہ جریر طبری نے اپنی تاریخ جلد چہارم میں اس واقعہ کو پوری تصریح کے ساتھ مندرج کیا ہے +

تعلیم کا زمانہ

جناب امام حسنؑ اسی گھر کے چشم چراغ اور گلشن اقبال کی نو نہال تھے جنکا نانا حضرت محمدؐ اور باپ علی مرتضیٰؑ اور ماں سیدۃ النساء العالمین ہو اور ان دونوں صاحبزادوں کے متعلق گفتگو ہو رہی ہو اور تحصیل کا شرف حاصل ہوا ان کے جوہر ذاتی اور قابلیت کا کیا پوچھنا ہی ایسے کبیر القدر اور عظیم الشان والدین کے دامن میں رہکر جن خوش قسمت اور ذی سعادت بچوں نے تعلیم پائی ہو خدا کے فضل سے وہ خوش قسمت بچے بھی کیسی جنکی عادت اطوار کو دنیا کی معمولی طبع کو واسطہ نہیں اہل دنیا کے عام بچوں کے خلاف ان کے قلوب روشن انکے دل نورانی انکے نفوس پاکیزہ انکی زبان صادق ان کے ذہن سالم ان کے عقول کامل ان کی شعور درست اُن کی طبیعتیں حاضر ناظر ان کے اطوار آراستہ ان کی عادت شائستہ اور ان کی اخلاق وسیع تھی اور یہ تمام یکتا اور بے نظیر صفات مخصوص اہلبیت کی مقدس سیرت اور مبارک فطرت تک محدود سوائے انبیاء کے وقت وفات جناب رسالت مآب سن امام حسنؑ کا آٹھ برس کا تھا بعد وفات امام حسنؑ سے پیغمبر آخر الزمان کے حلیہ کی نسبت سوال کیا گیا آپ نے سر مبارک سے پائے اقدس تک سچی تصویر فرما دے جو آجتک اسلامی کتابوں میں مندرج ہے دیکھو ینابیع المودۃ شیخ الاسلام السلیمان الحنفی القندوزی آنحضرتؐ صلعم کے بعد ان کے حضرات کی تعلیم اس عالم علم الاولین اور آخرین کی والستہ ہوئی ہے جو تمام امت اسلامیہ میں جو انا مدینۃ العلم و علیؑ بابہا کا مفہوم سمجھا جاتا ہے اور ان خاصان خدا نے اپنی عین سعادت مندی اور خوش قسمتی سے علم لدنی میں مخصوص حصہ لیا ہے اسلیئے ان کی تعلیم تدریس کی معمولی حالات پر بالکل

پردہ ہے اسلام کی تمام کتابوں میں ان واقعات کا نشان نہیں ملتا کہ حسنین کی تعلیم تدریس
پر کون شخص مامور تھا معمولی تعلیم کی ان کو ضرورت نہ تھی اور مخصوص تعلیم کی ضرورت تھی۔ وہ
انسانی فہم و ادراک سے باہر تھے اور وہ بالکل تائید ایزدی اور مشیت سبحانی کے متعلق تھے۔ اور
تعلیم اور تلقین علم لدنی کے وہ جزو عظم اور اسرار حکم ہیں جو خاصان خدا اور مقربان رب الاعلیٰ کی
مقدس طبقہ میں سینہ بسینہ چلے آتے ہیں جو ان کو کوئی سیکھ نہیں سکتا مگر جو خدا کا مقرب اور خاصہ ہو وہی سیکھے
اور جسکو نہیں بتلا سکتا مگر وہی جو برگزیدہ خدا یا اسکی بارگاہ عالی کا مقرب ہو اور حضرات حسنینؑ کی
تعلیم تدریس کے تمام تعلقات مخصوص خدا ورسول سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ واقع تمام اسلامی کتابوں
میں مندرج ہے اور مستند بین الفریقین ہے چنانچہ علامہ سعد اور سید علی ہمدانی شافعی کی عبارت عربی
کا ترجمہ یہ ہے عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایکمرتبہ جناب حسینؑ نے بطور مشق کے کچھ لکھا
تھا۔ امام حسینؑ نے امام حسنؑ سے فرمایا کہ میرا خط تم سے اچھا ہے اور امام حسنؑ فرماتے تھے کہ میرا خط تم
سے اچھا ہے آخر اپنی مادر گرامی جناب سیدہ سے عرض کی کہ تم ہمارا فیصلہ کرو کہ ہم میں سے کس کا خط
اچھا ہے جناب فاطمہؑ نے اس خیال سے فرمایا کہ اگر میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دیتی ہوں۔ تو
ایک کو ضرور ایذا ہو گی۔ آپ نے فیصلہ پسند نہ فرمایا اور کہا اپنے والد بزرگوار سے دریافت کرو۔
تب حسنینؑ نے اپنے باپ سے دریافت کیا آنحضرتؑ نے فرمایا میں حکم نہیں کر سکتا اسے فرزندو تم
اپنے نانا رسول اللہ صلعم سے پوچھو تب صاحبزادوں نے جناب پیغمبرؐ آخر الزمان سے دریافت
کیا کہ خط کسکا اچھا ہے آنحضرتؐ نے بھی حسنینؑ کی دل شکنی کرنی نہ چاہی اور فرمایا جب تک جبرائیل
سے نہ پوچھوں جب جبرائیل حاضر ہوئے تو عرض کی جبرائیلؑ نے کہا میں آپکے درمیان میں حکم
نہیں دیتا جبتک میکائیل آپ کے درمیان حکم نہ دیں گے جب میکائیل حاضر ہونگے تو انہوں
نے کہا میں انکے درمیان حکم نہیں کر سکتا۔ جبتک اسرافیل نہ حکم کریں پھر اسرافیل نے حاضر ہو کر
عرض کی کہ میں انکے درمیان حکم نہیں کر سکتا بلکہ حق سبحانہٗ تعالیٰ سے درخواست کرونگا کہ وہ اس
امر کا فیصلہ فرما وے آخر کار اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں انکے درمیان حکم نہیں کر سکتا۔ ان
ماں فاطمہ علیہا لسلام ان کے درمیان حکم فرمائیں گی الغرض جناب فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا کہ اچھا انکے
درمیان میں فیصلہ کرتی ہوں معصومہ کے پاس موتیوں کا ایک ہار تھا۔ دونوں فرزندو سے فرمایا۔
میں ہار کو توڑ کر زمین پر پھینکدیتی ہوں جو زیادہ موتی چنے گا اس کا خط اچھا سمجھا جائے گا۔ یہ
فرما کر موتی پھینک دیئے اسوقت حضرت جبرائیلؑ کو جناب باری تعالےٰ نے حکم دیا تم جا کر موتی

نصف نصف تقسیم کر دو تاکہ ان میں سے کوئی رنجیدہ خاطر نہو جبرائیلؑ نے ان دونوں حضرات
کی عظمت حرمت کے سبب موتیوں کو نصف نصف کر دیا یہ عبارت علامہ سید علی ہمدانی
کی کتاب المودت فی القربیٰ کی مودت چہاردہم اربعہ عشر سے نقل کی ہے اور علامہ عبدالرحمان
جامی نے اپنی کتاب نفحات الانس میں ان کے فضائل اور ان کے علوم ظاہری اور باطنی
کی جامعیت کی تفصیل اور تصریح کو خصوصیت کے ساتھ لکھا ہے۔ حضرات حسنینؑ کے خط
کا فیصلہ لکھا گیا۔

حضرات حسنینؑ کی ہدایت ایک اعرابی کو بابت وضو کے

جناب حسنینؑ علیہ السلام اپنے ذاتی منصب کے اعتبار سے اسوقت سے بندگان خدا کی ہدایت
کی طرف مامور تھے۔ چنانچہ ذیل کا واقعہ بہ فقیر محمد باقر مجلسی کی کتابوں حیات القلوب اور
جلاالعیون کے ترجمہ سے لکھا ہے ایک دن حضرات حسنینؑ زمانہ طفولیت میں مدینہ کی آبادی
کے باہر تشریف لے گئے تو ایک مرد اعرابی کو وضو کرتے دیکھا جسکے ارکان وضو صحیح نہ تھے۔
اور وضو باطل تھا صاحبزادوں نے خیال فرمایا کہ اسکو ہدایت بھی ہو جاوے اور دل شکنی
بھی نہ ہو وہ تدبیر کرنی چاہیئے اس مرد اعرابی سے فرمایا اے بابا پہلے ہمارا تصفیہ کو لو پھر
نماز پڑھو وضو کے مسئلہ میں ہمارا باہم تنازع ہے ہم دونوں نے اس پر قرار دیا ہے
کہ کبیر السن ہو اور ترکیب وضو سے اچھے جانتا ہو ہم وضو کرتے ہیں تم اس کو بتلادو
اگر صحیح ہوں یہ فرما کر چشمہ کے کنارے شاہزادوں نے وضو کرنا شروع کیا اور وہ اعرابی
دیکھتا رہا۔ جب حضرات حسنینؑ وضو کر چکے تو اس اعرابی سے فیصلہ کے خواہاں ہوئے تو اس
نے یہ جواب دیا کہ آپ دونوں صاحبوں کی ترکیب وضو میری دانست میں میرے ارکان
وضو سے بدرجہا بہتر ہے میں خود غلط وضو کیا کرتا تھا اب آپ کے وضو کرنے کے طریقہ سے
مجکو ہدایت ہوئی میں پہلے اس طریقہ سے غافل تھا جناب حسنینؑ نے بھی فرمایا ہماری غرض
بھی یہ تھی تیری ہدایت کی جب اس اعرابی نے صغیر سن صاحبزادوں میں ایسی صلاحیت اور
محاسن اخلاق دیکھا تو عرض کی آپ حضرات اپنی حسب نسب اور نام نشان سے مطلع
فرمائیں یہ سنکر شاہزادوں نے فرمایا معرفت کے لئے اتنی واقفیت کافی ہے کہ دونوں

جناب سیّد المرسلین کے نور سے ہیں اور ان کی اہلبیت میں داخل ہیں ان حضرات کو اپنی ذاتی منصب کے لحاظ سے بچپن ہیں امور ہدایت اور تعلیم شریعت کی طرف کس درجہ توجہ اور رغبت تھی اور وفات حضرت رسول اللہ کے وقت سے تیسری خلافت تک امام حسینؑ کی مشاغل وہی تھے جو جناب علیؑ کی جن کی تفصیل صرف تحصیل علمی تجمع قرآن اور ترتیب حدیث اور دیگر روحانی تعلقات کی تحصیل پر ختم ہوتی ہے۔

احوال خطبہ امام حسنؑ علیہ السلام جو بعد پدر پڑھا

وفات سرور کائنات سے جناب امیرؑ کی ظاہری خلافت تک ان کا زمانہ سکوت و خاموشی میں گذرا ہے جنہیں سوائے ان مشاغل کی اور کسی امور کا مشکل سے سراغ لگ سکتا ہے جناب علیؑ کی تخت نشینی کے وقت امام حسنؑ کا سن مبارک تیئس برس کا تھا جناب امیرؑ کی وفات کے بعد اکیسویں رمضان المبارک ۴۰ھ ہجری کو اپنے پدر عالیمقام کے سریر سلطنت پر متمکن ہوئے اہل اسلام کی موجود مجمع میں جنکی تعداد کتابوں میں چالیس ہزار بتائی ہے جناب امام حسنؑ نے ذیل کا خطبہ مفصل اور مشرح نہایت فصاحت اور بلاغت سے ادا فرمایا جس کا ترجمہ جلا العیون سے لکھا جاتا ہے وہ یہ ہے جناب امام حسنؑ نے معارف حقانی اور محامد سبحانی اور فرما کر ارشاد کیا کہ ہم ہے حزب اللہ ہیں کہ سب پر غالب ہیں اور ہم ہے عترت رسول اللہ صلعم ہیں کہ آنحضرت سے نزدیک تر ہیں اور ہم اہلبیت طاہرین ہیں کہ بدی اور گناہ سے معصوم اور مطہر ہیں۔ اور ہم ان دو بزرگ چیزوں سے کہ آنحضرت ہم کو اپنی جگہ چھوڑ گئے اور تاکید فرما گئے حدیث انی تارک وہ ہم ہی ہیں کہ آنحضرت نے ہم کو خدا قرآن شریف کے ردیف قرار دیا ہے اور ہم کو تاویل و تنزیل قرآن کا پورا علم دیا ہے ہم قرآن میں بیقین سخن کرتے ہیں اور بطن اور گمان تاویل آیات نہیں کرتے۔ پس ہماری اطاعت کرو کہ ہماری اطاعت تم پر خدا کی طرف سے واجب ہوئی ہے اور خدا نے ہماری اطاعت اور اپنے رسول کی اطاعت کو اپنی اطاعت سے مقرون کیا ہے اور فرمایا ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم پس حضرت نے فرمایا آج شب کو وہ ذبیلے گیا ہے پس فرمایا حضرت امام حسنؑ نے کہ اس شب وہ شخص دنیا سے گیا ہے کہ عمل خیر میں سابقین نے جس پر

سبقت نہیں کی اور نہ ان تک آئندہ کوئی سعید پونچ سکے گا۔ تحقیق انہوں نے حضرت رسول کے ساتھ ہوکر کفار سے جہاد کیا اور اپنی جان رسول اللہ پہ قربان فرمائی آنحضرت اپنا علم دے کر جس طرف بھیجتے تھے جبرائیلؑ اس کی داہنی طرف اور میکائیلؑ بائیں طرف رہتے تھے اور پھر کر نہ آتے تھے جب تک ان کے ہاتھ سے خدا فتح نہ کرتا تھا۔ اس رات کو انہوں نے عالم البقا کی طرف فرمائی تھی یہ فرما کر امام حسنؑ پر رقت طاری ہوئی پھر تھوڑی دیر خاموش رہکر ارشاد فرمایا کہ فرزند بشیر نذیر کا میں ہوں اور فرزند دعوت کنندہ سنجانب خدا میں ہوں اور فرزند سراج منیر میں ہوں میں اس خانوادہ سے ہوں۔ جسکو خدا نے رجس اور عیب سے دور کیا ہے اور معصوم اور مطہر کیا ہے میں بھی انہیں کی اہلبیت سے ہوں کہ خدا نے جنکی محبت کو امت پر واجب کیا ہے اور فرمایا ہے قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ مراد اس سے ہماری محبت ہے اور ترجمہ کتاب جلا العیون صفحہ ۲۲۶ *

اس خطبہ کو شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے ازالۃ الخلفا میں تحریر کیا ہے اُن کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے جو اوپر نقل ہوا۔ جلا العیون سے مطابق ہے اسی خطبہ کو شیخ الاسلام قندوری بھی اپنی کتاب ینابیع المودت فی القربیٰ مطبوعہ بمبئی میں لکھتا ہے۔ *

امام حسنؑ اپنے خطبہ کو یہاں تک پہنچا چکے تو حاضرین مجلس سے جن کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ ان میں سے پہلے عبداللہ ابن عباسؓ اٹھ کر کھڑے ہوگئے اور عامۃ المسلمین کو مخاطب کرکے فرمایا۔ اے گروہ مردمان یہ تمہارے پیغمبرؐ کا فرزند ہے۔ اور تمام امام کا وصی ہے اس کی بیعت اختیار کرو۔ تمام لوگوں نے قبول کیا اور برضا و رغبت آپ سے بیعت کی مگر امام حسنؑ نے اپنی موجودہ ضرورت اور حاضرین کی طبیعتوں کو دیکھکر اپنی عاقبت بینی کی نگاہ سے بیعت لینے کے وقت یہ شرط بھی لی کہ جس سے میں جنگ کروں تم بھی جنگ کرو۔ اور جس سے میں صلح کروں تم بھی صلح کرو۔ ترجمہ جلا العیون صفحہ ۲۲۶ *

یہ خطبہ فصوص المہمہ اور نزہتہ المجالس میں منقول ہے جناب امام حسنؑ نے اپنی خلافت کا مطیع مسلمانوں کو معمولی طور سے نہ بنایا ایسی شرائط قایم کی تہی جس سے وہ تاوقتیکہ دین سے علیحدہ نہ ہوجائیں یہ تجویز ایسی تہی جیسے آپکے والد بزرگ کے رائے اپنی خلافت کے وقت اس سے قبل ہو چکی تہی علامہ طبری کا بیان ہے کہ جس شخص نے امام حسنؑ سے پہلے بیعت کی تھی وہ سعد بن عبادہ انصاری تھے طبری جلد چہارم صفحہ ۱۰۱

سریر خلافت پر متمکن ہو کر امام حسنؑ نے ضرورت کے مطابق اور نیز اس غرض سے کہ آپ کی خلافت اور حکومت کا تمام میں اعلان ہو جائے عاملان اور قاضیان کو مقرر فرمایا اور عبداللہ ابن عباسؓ کو بصرہ کی ولایت پر مامور فرماکر رخصت کیا اور معاویہ ابن ابوسفیان نے یہ تدبیر مخالفانہ کی کہ دو شخص اپنے معتمد کو عراق کی طرف روانہ کیا اور ان کو یہ ہدایت کر دی کہ تم اہل عراق سے بظاہر ملکر اخبارات روزانہ سے لکھا کرو معاویہ کا یہ راز پوشیدہ طشت از بام ہو گیا وہ دونوں جاسوس دارالخلافہ میں پکڑے گئے اور امام حسنؑ کے حکم سے قتل کیئے گئے جلا العیون صفحہ ۲۰۱۶ ؛

اور امام حسنؑ نے معاویہ کو خط لکھا کہ اے معاویہ تجھکو لازم ہے میری بیعت کر لے تو نے جاسوس بھیجکر یہ حیلہ سازی کی مجھکو معلوم ہے تیرا ارادہ جنگ کا ہے اگر تیرا ارادہ ہے تو ہم بھی موجود ہیں یہ ترجمہ جلا العیون سے منقول ہے ؛

اب جو موانع اسکے بعد پیش آئی گئی صرف قلت اعوان انصار کی بدولت اسوقت امام حسنؑ کی پیچیدگی کی وہی صورت تھی جو حضرت علیؑ کو جنگ صفین کے آخیر میں مشکلیں ظاہر ہوئیں تھیں امت کی بیوفائی جان نثار انصار نہ ملی اور معاویہ نے خط کا جواب ثقیل الفاظ میں لکھا اور آپ خود لشکر لے کر ہمراہ شام سے کوفہ کی طرف متوجہ ہوا اور اپنے حصول مطلب کے لئے پھر جاسوس کو کوفہ روانہ کیا اور عمر ابن حریث اور اشعث بن قیس اور شیبث ابن ربعی وغیرہ کو جو اپنے خود غرضی اور طمعہ دنیاوی کیوجہ سے امام حسنؑ سے بظاہر بیعت کر چکے تھے۔ معاویہ نے انکو اپنے وعدے کا منتظر بنایا اور یہ بھی لکھدیا کہ تم سے جو بدبخت حضرت امام حسنؑ کو قتل کریگا اسکو ہم دو لاکھ دینار اور دختر اور افسری شام کی فوج کی دینگے تاریخ جلا العیون صفحہ ۲۶۶ ؛

معاویہ کی کامیابی کا بیان

معاویہؓ کو حصول خلافت کی کشش میں جو کامیابی ہوئی چالاکی کی بدولت، جنگ صفین میں عمرو عاص کو ایسے وعدہائے طول مسافت سے فلسطین سے بلا لینا اور سرخیل اپنا بنانا اور مالک اشتر کو دہقان سے قتل کرانا اور مصر میں سعد ابن عبادہ کی شکایتوں میں اہل مصر کیطرف سے جعلی خط لکھا کر منگوانا اور اہل عراق میں اسکا خط کا اعلان کرنا اور یہ تلبیس کتاب اللہ ایٹونکو جزدانوں میں بھر کر نیزوں پر اٹھوانا اس کی فتنہ پردازی کی گئی واقعات ہیں جو دنیا کی پیش نظر ہیں امام حسنؑ

معاویہؓ کو آمادہ پیکار پاکر اسکی طرف متوجہ ہوئے امام حسنؑ کی تخت نشینی کے تھوڑے دن کے بعد عراق میں معاویہؓ کے لشکر کی خبر ہوئی حضرت امام حسنؑ نے ان لوگوں کو جو ظاہر موافق اور باطن مخالف تھے ان کو جمع کرکے فرمایا میں تم کو معاویہ سے جہاد کا حکم دیتا ہوں آپ سے یہ سن کر سب مجمع چپ چاپ بیٹھا رہا حقیقت میں وہ معاویہؓ کے دام میں تھے مگر دو چار خالص الایمان یہ حال دیکھکر عدی ابن حاتم طائی اٹھ کھڑے ہوئی اور تمام لوگوں سے کہا کہ تم کیسے نالائق ہو۔ فرزند رسولؐ حکم جہاد کرے اور تم قبول نہیں کرتے خدا سے ڈرو یہ سنکر ایک گروہ نے عدی ساتھ دیا امام حسنؑ نے اوس گروہ سے فرمایا کہ اگر تم سچ کہتے ہو تو میرے لشکرگاہ میں جمع ہو۔ حالانکہ مجھے معلوم ہے تم وفا نہ کروگے کیونکہ میں نے خود دیکھا ہے جو تم نے میرے والد بزرگوار سے سلوک کیا تھا۔ یہ کہکر آپ منبر سے اترے اور اپنے لشکر میں آگئے جن لوگوں نے اظہار اطاعت کیا تھا ان میں سے اکثر موقعہ پر حاضر نہ تھے جلا العیون صفحہ ۲۶۶ +

ایسی وفادار فوج جس فرمانروا کے ماتحت میں ہوگئی تو اسکی کامیابی کی کیا ہو سکتی ہے امام حسنؑ نے اتمام حجت کے لحاظ سے فوج کشی کا سامان کیا اور اپنی طرف سے معاویہؓ کے مقابل پوری مستعدی ظاہر فرمائی امام حسنؑ کے لشکر کی تعداد اسوقت بارہ ہزار تھی جن کے نام فرزند رسولؐ کے لشکر میں درج تھے اور قلوب معاویہ کے خوان نعمت پر ہر دم لگے ہوئے تھے ان ظاہری انصار سے ایک شخص کو قبیلہ کندہ سے معاویہؓ کے مقابلہ کو چار ہزار آدمی دے کر روانہ کیا اور حکم دیا کہ مقام انبار پر جاکر میرے حکم کی انتظار کرنا جب اہل عراق سے یہ جماعت کثیر انبار میں پہنچے اور معاویہ کو خبر ملی اس نے پانچسو درہم دے کر ایک قاصد اس فوج کے افسر کے پاس بھیجا اور خط میں لکھا اگر تم ہم سے ملجاؤگے تو شہر شام سے کسی شہر کی حکومت ہم تیرے نام لکھدینگے۔ اس نے معاویہ کی درخواست کو قبول کرلیا اور معہ عزیز و اقارب فوج امیر شام سے جاملا۔ جب اُن کی انحراف کی خبر امام حسنؑ کو پہنچی۔ تو آپ نے صاف فرمایا میں چند مرتبہ تم سے کہہ چکا ہوں کہ تم لوگوں کے وفا کی ضرورت نہیں تم محض دنیا کے بندے ہو اب ہم دوسرے کو روانہ کرتے ہیں مگر یہ بھی ویسا ہی کرے گا جیسا اسکے بھائی کندی نے کیا ہے اہل عراق کلام مبارک سنتے تھے۔ مگر چپ چاپ رہے امام حسنؑ نے پھر ایک شخص کو قبیلہ مرادی سے تھا اور جس پر اہل عراق کو اعتبار تھا چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ شہر انبار کو روانہ کیا جب انبار پونچے تو معاویہ نے وہی چال چلی اور انپر کیا موقوف تھا اہل عراق کو فطرت نے ایک ہی سانچہ میں ڈھالا تھا پھر

سکے توڑا اور نصف امارت کے آئندہ امید پر معاویہ کی خدمت میں جا پونچے ان کی خبر بھی لشکر عراق میں مشہور ہوئی حضرت امام حسنؑ نے اہل عراق کو جمع کرکے فرمایا میں نے چند بار تم سے کہدیا کہ تم میں وفاداری مطلق نہیں امام پاک اہل عراق سے روز بروز پاس ہوتے تھے۔ اور لشکریں بے وفا اور پیمان شکن پھرتے تھے اور امام برالعین مشاہدہ فرماتے تھے۔ مگر تاہم اپنی پائیداری کیوجہ سے انکے معاملات میں اب تک خاموشی سے کام لیتے تھے اور اہل عراق کے عقیدت کا امتحان فرماتے تھے اس مراد یکا حال سنکر امام نے ویسی ہی تقریر فرمائی اب کئی بار بھی جو بارہ ہزار آدمی تھے قیس بن سعد بن عبادہ اور عبداللہ ابن عباس کے ماتحتی میں دب کر معاویہ کے مقابلہ کو روانہ کیا۔ ان دونوں معتبر پر خاص لوگوں کا یقین تھا اس لئے امام نے اپنی اخیر کوششوں میں اپنے سارے مقاصد کو انکے سپرد فرمایا ان ہر دو افسروں کو خیر خواہ جانتے تھے عبداللہ ابن عباسؓ کو روانہ فرماکر آپ حضرت باقیماندہ جمیعت کے ہمراہ مدائن کی طرف روانہ ہوئے اور ہمراہی وہی سپاہی جو حرص خود غرضی کی ناپیدا کنار دریا میں غوطہ کھارہے تھے۔ اور پہلے جو عبداللہ ابن عباسؓ اور قیس ابن سعد کے ساتھ روانہ کیا تھا وہ جب اہل شام کے قریب پونچا تو امیر شام نے عبداللہ ابن عباسؓ کے پاس ایک قاصد دو ہزار دینار کے ہمراہ روانہ کیا کہ نصف رقم اسوقت حاضر ہے اور نصف جب آپ آئینگے پیش کیجائیگی یہ صاحب قاصد پونچتے ہی اسی رات کو روپوش ہوکر معاویہ کے پاس چلے گئے قیس ابن سعد کو جب یہ خبر ملی تو اس نے لشکر کو کہا کہ اگر عبداللہ ابن عباسؓ چلے گئے تو فکر نہیں تم خدا سے ڈرو اور دشمنان خدا سے لڑو اسوقت تو سب نے ہاں میں ہاں ملادی مگر روز بروز چھپکر اہل سلام کے لشکر میں جاملے تاریخ جلا العیون ۲۶۸ ؛

تاریخ طبری میں ہے عبداللہ ابن عباسؓ کی اختلاف کی کیفیت لکھی مگر ایک دوسری طریق ان کی عبارت یہ ہے عبداللہ ابن عباس نامہ کرد نزد معاویہ تا آنکہ زور تر او بہ شود بر آں شرط کہ شمار ز بیت المال بصرہ از و نخواہید معاویہ اجابت کرد عبداللہ شام رفت آں خواستہ کہ داشت واز آں جائیکہ رفت تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۶۰۲ ؛

عبداللہ ابن عباسؓ کی نسبت سوائے اس واقعہ کے کہ دوست پھر جائیں تو دشمن کی شکایت کیا ہے عبداللہ ابن عباس کا ماجرا سنکر حضرت امام حسن کو اپنی جان کو بھی حفاظت ضرور ہوئی چونکہ سفر در پیش تھا اسوجہ سے شہر مدائن تک اس امر کو پوشیدہ رکھا۔

ایسے صبر پر بھی اہل عراق کی سرکشی اور مخالفت میں ذرہ فرق نہ آیا جب شہر مداین میں پہنچے تو ان کی مخالفانہ حرکات میں اور ترقی ہو گئی آخر امام حسنؑ کے معاملات کو بالکل یہ ہاتھ سے جاتا دیکھ کر پھر ایک مجمع کیا بعد حمد اور نعت کے ارشاد فرمایا ایہا الناس میں امید رکھتا ہوں کہ خلق خدا پر میں خواہ ہوں اور کسی مرد مسلمان کیطرف سے میرے دل میں کینہ نہیں ہے اور جو صلاح تم اپنے حق میں بہتر جانتے ہو اس سے میں زیادہ بہتر جانتا ہوں تم کو لازم ہے میرے حکم کی مخالفت نہ کرو۔ اور میری رائے اپنے حق میں رد نہ کرو امید ہے خدا مجھے اور تمہیں بخشدے تاریخ جلاالعیون صفحہ ۲۶۸ ٭

اس کلام صداقت کے سنتے ہی انکی باغیانہ خیالوں کو زیادہ نہ لگا۔ وہ سب ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے وہ نرول منافق اسی طاق میں لگے تھے کہ کوئی جھوٹا سچا الزام لگا کر امام پر اور شام کی راہ لیں ہر شخص کہنے لگا آپ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکو معاویہ سے صلح ہی منظور ہے اور آپ چاہتے ہیں کہ منصب خلافت معاویہ کو دیدیں۔ یہ خیال کر کے ہر ایک شخص اٹھا اور کہنے لگا کفر الحسن کما کفر ابیہ وہ دائرہ اسلام سے خارج اور ایمان سے باہر ہو کر مسند نہروان کیطرف کھلے کھلے خارجی ہو گئے تمام لشکر گاہ میں ایک بلوہ عظیم پیدا ہو گیا ان کے پوشیدہ فتنہ فساد اور بعض کے گمراہیوں نے آپکے ذاتی اسباب کو غارت کر دیا اور ردا دوش مبارک سے اتار لی اور وہ مصلےٰ جسپر آپ نماز پڑھتے تھے کھینچ لیا ان کی ایسی گستاخی اور انسے ایذا رسانیوں کی اظہار پر امام حسنؑ کی محاسن اخلاق اور صبر تحمل سوائے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کے کچھ نہ کہا جلاالعیون صفحہ ۲۶۸ ٭

روضتہ الصفا تاریخ جلد چہارم صفحہ ۵ اہل عراق کی بغداوت ان کے دلوں میں جو پوشیدہ تھے ظاہر ہو کر خلائق کے پیش نظر ہو گئی امام حسنؑ نے اپنے خاص اصحاب کے ہمراہ جنکی تعداد تاریخوں میں نو سو آدمی تھی۔ زیادہ قبیلہ ربیع اور قبیلہ ہمدان کے لوگ تھے کوشک سفید کیطرف مراجعت فرمائی وہ کوشک سفید نوشیراواں کے رہنے کا محل تھا خارجیونکی شورش اسدرجہ تھی صرف لشکرگاہ سے کوشک سفید تک جاتی ہوئی ایک خارجی نے جسکا نام جراح ابن قیفہ اسود تھا راہ پر سواری میں امام حسنؑ کی ران مبارک پر تلوار کا زخم مارا جلاالعیون صفحہ ۲۶۸ ٭

طبری جلد چہارم صفحہ ۵ جناب امام حسنؑ کے موالیان نے اس موذی کو پکڑ کر قتل کر ڈالا زخم امام کو سخت لگا گھوڑے سے اتار کر عماری میں بیٹھایا اور وہاں لا کر سعد ابن ابی عبیدہ ثقفی کے گھر اتار دیا سعد نے امام کے

زخموں کا کامل معالجہ شروع کیا امام حسنؑ سعد کے گھر مقیم رہے یہ سعد جناب حضرت علیؑ کی طرف
سے مدائن کا حاکم تھا۔ اہل عراق کی جمعیت جو علانیہ خارجی ہو کر ادہر اُدہر منتشر ہو گئے دوسرے
وہ لوگ جو لشکر عراق سے علیحدہ ہو کر معاویہ سے مل گئے اسی تفرقے کے باعث عبداللہ ابن عباسؓ
کی معاویہ سے موافقت تھی امام نے زخمی ہو کر خانہ نشینی اختیار فرمائی اور ادہر دنیا کے لوگوں نے معاویہ
کو خط لکھے امام حسنؑ کی ان کارروائیوں کی اہل عراق سے معاویہ کو اطلاع ہو گی ان واقعات کو معاویہ
نے معلوم کر کے ایک نامہ امام حسنؑ کو لکھا اور جن لوگوں نے خط لکھے تھے اُن کے نام کی فہرست
بھی لکھدی۔ اور یہ بھی لکھا آپ کے اصحاب نے تمہارے باپ کے ساتھ موافقت نہیں کی پر تم سے
موافقت کیا کرینگے جلاالعیون صفحہ ۲۶۹ ؛

معاویہ نے شہر انبار سے عبداللہ ابن عامر کو خاص مداین کی طرف روانہ کیا عبداللہ ابن عامر
نے مدائن پونچکر شہر محاصرہ کیا اور اعلان کیا کہ میں معاویہ کے لشکر کا مقدمہ ہوں اور معاویہ ایک لشکر
گرنبار کے ساتھ عقب سے آرہا ہے تم لوگ امام کو میرا پیغام دو اور اپنی جان عزیز اور اصحاب
کی جان کو ضائع نفرمایئں روضۃ الصفا جلد چہارم صنـ۶

عبداللہ ابن عامر کی اس تقریر نے اہل عراق کی باقیماندہ ہمت کو پست کر دیا خوارج تو ان کی
عقل کے تھے اور جو باقی تھے وہ بھی اپنا اپنا ٹکا نا کرتے جاتے تھے بعض معاویہ کی معذرت اور منت
کے خطوط لے کر اہل شام میں ملتے جاتے تھے حضرت امام حسنؑ نے مخالفین کی فہرست ملاحظہ فرما کر فوراً
جواب لکھا اور ہمراہیوں کو جمع کر کے فرمایا ایہا الناس مجھے اس گروہ پر تعجب ہے کہ جو نہ حیا کرتے ہیں
نہ ایمان تم پر وا ئے ہو خدا کی قسم خدا کی معاویہ جس بات کا میری قتل پر تمہارا ضامن ہوا ہے ہرگز وفا
نہ کریگا: میں چاہتا تھا نہیں دین حق پر قائم رکھوں مگر تم نے میری مدد نہ کی اگر امر خلافت معاویہ کو
سپرد کر دوں۔ تو تم لوگ دولت نبی امیہ میں خوشحال نہ رہو گے قسم کھا کر میں تمہیں رکھتا ہوں میں ہرگز
یہ حکومت معاویہ کے لئے نہ چھوڑتا کیونکہ خلافت نبی امیہ کے لئے حرام ہے پس اے بندگان تم پر
نفریں ہوں بہت جلد تم اپنے اعمال کے وبال میں گرفتار ہو گے اہل عراق کی حجت اتمام فرمانیکے
بعد امام حسنؑ نے معاویہ کو خط لکھا کہ اسے معاویہ میں چاہتا ہوں کہ کتاب اور سنت رسولؐ اللہ کو جاری
رکھوں لوگوں نے مجھہ سے موافقت نہ کی اب مجھکو منظور ہے کہ میں چند شرطوں پر تجھ سے صلح کر لوں
ہر چند کہ مجھکو یہ معلوم ہے کہ تو شرطوں پر بھی اکتفا نہ کریگا اس بادشاہی پر تو خوش نہو بہت جلد پشیمان ہو گا۔
جسطرح اوروں نے پشیمانی اٹھائی انکو کوئی نفع نہ پہنچا سکے جلاالعیون صفحہ ۲۶۹ ؛

معاویہ نے نہایت نرمی سے منظوری کا جواب لکھا جواس کا جواب پاکر امام حسنؑ نے عبداللہ ابن الحارث ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب کو معاویہ کے پاس بھیجا علامہ طبری نے اس واقعہ کی صورت لکھی ہے مگر کسی شخص کا نام نہیں لکھا طبری جلد چہارم صفحہ ۶۰۲ *

روضۃ الصفا اور دیگر مورخین نے عبداللہ ابن عامر کو جانبین میں پیغام دیتے ہوئے بتایا ہے ان تاریخوں اور جلاالعیون کے بیان میں سے یہ ثابت ہے کہ شرائط صلح کے معاملات میں عبداللہ ابن عامر کی طرف سے اور عبداللہ ابن الحارث امام حسنؑ کی طرف سے مقرر ہوئے عبداللہ ابن الحارث نے امام کی فرمان کے مطابق ذیل کے شرائط پہ معاویہ سے صلح کرلی کہ درمیان مردم بکتاب اللہ بہ سنت رسول اللہ پر عمل کرے، دو اپنے بعد کسی کو اس کام پر معین نہ کرے تین شام اور عراق اور حجاز اور یمن ہر جگہ کے لوگ اس کے شر اور عذر سے امن میں رہیں چار اور اصحاب حضرت علیؑ کی تمام شیعہ اپنی جان اور مال اور زن فرزند کے ساتھ بے خوف رہیں پانچ اور جناب حسنینؑ اور تمیع اہلبیت اور خویشان رسول اللہ سے معاویہ کوئی مکر اور کوئی عذر نہ کرے اور نہ پنہاں نہ آشکارا کسیکو ضرور پہونچائے اور ہر ذی حق کا حق پہونچائے اور ہر سال خراج ملک سے پچاس ہزار درہم حضرت امام حسنؑ کو پہنچاتا رہے اور جناب علیؑ کو برا نہ کہے یہ صلحنامہ لکھکر تیار ہو گیا اور عبداللہ ابن الحارث اور عمر ابن ابی سلمہ اور عبداللہ ابن ابی ثمرہ وغیرہ ہم نے صلحنامہ پر اپنے دستخط کرلئے جلاالعیون جلد دوم صفحہ ۲۶۹ *

اور تاریخ طبری نے صلح نامہ کا مضمون یہ لکھا ہے کہ امام حسنؑ خواست کہ با او معاویہ صلح کند باآں شرطہا کہ او گوئد علیؑ را لعنت نہ کند ۲ امام حسنؑ را بانہ مدینہ فرلیسد ۳ بر خوانند کہ در بیت المال است بعراق و کوفہ بہ حسنؑ رہا کند تا میان او و میان برادرانش و خواہرانش باشد و آں خواستہ پنجہزار درہم بود ہم و ہم خراج داراب ہر سال بحسنؑ دہد و آن شہر یست شہرہائے فارس نزدیک بصرہ حسنؑ ایں را برائے آں مے خواست کہ از علیؑ چیزے نماندہ بود و فرزندان بسیار بود وش خواست تا در ویشں نباشند زیرا کہ چوں علیؑ بمردشش صد درہم بماند پس معاویہ عبدالرحمان بن عمر و عبدالرحمان بن سمرہ بن جندب را فرستادہ و با ایں شرطہا و فاکر د مگر بیحرمتی کردن علیؑ کہ این بر نہ گیرم ولیکن چوں تو حاضر باشی بہ فرمائم تا بے حرمتی او نکنند تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۶۰۲ *

تاریخ روضۃ الصفا میں صلح کی عبارت یہ ہے۔ و چوں امام حسنؑ و حسینؑ و ضعف اصحاب خود مشاہدہ فرمود بہ عبداللہ ابن عامر بمقام فرستاد کہ من ترک خلافت گفتہ

و نام اختیار را در کف معاویہ سے نہم اما آں مشروط بچند شرط است ابو حنیفہ دینوری مے گوئد کہ شروط ایں بود کہ معاویہ اگر کینہ از اہل عراق اور متابعان و شیعیان امیرؑ المؤمنین داشتہ باشد انتقام نکند ۲ و ہر اسود و احمر وے در امان بودہ ہیچکس را مواخذہ کند ۳ خراج اہواز را ہر سال باں سلم وار دسم مبلغ دو ہزار درہم سال بسال بمدینہ بفرستد تا حسینؑ در جہات خود صرف نمائدہ دیگر امیر المؤمنین را سب نکند گویند کہ معاویہ مجموعہ شروط قبول کرد الا سب ۳ امیر المؤمنینؑ را اما گفت کہ در مجلس امام حسنؑ باشد امیر المؤمنین را سب ۳ نکند روضۃ الصفا جلد سویم صفحہ ۶۔

تاریخ ابو الفدا اپنی معتبر تاریخ المختصر میں لکھتے ہیں (۱) کہ جو مال اسوقت بیت المال کوفہ میں موجود ہے وہ میرے اور میرے ہمراہیوں کے لئے چھوڑ دیا جائے (۲) دار الجرد متعلقہ ملک فارس کا محاصل ہمیشہ کے لئے اہلبیت طاہرین کے مصارف اور گذران کے لئے چھوڑ دیا جائے (۳) اسوقت تک جو سب امیر المؤمنین پر کی جاتی ہے وہ سب موقوف کردی جائے۔ محقق ابو الفدا کا مثل تاریخ طبری اور اعثم کوفی روضۃ الصفا اور روضۃ الاحباب وغیرہ کا بیان ہے کہ معاویہ نے امام حسنؑ کی طرف سے ان شرائط کو قبول کر لیا مگر سب ۳ علیؑ کی نسبت کہا کہ اسے ضرور کہیں گے آخر کار بعد اصرار یہ تجویز ہو کہ جس مجلس میں امام حسنؑ موجود ہوں جناب امیرؑ پر بہ زبان طعن تشنیع دراز نہ کی جائے لیکن اس شرط کو بھی پورا نہیں کیا بیت المال کوفہ کی درہم اخفا امام کے ہاتھ لگے باقی دار اب جرد کا خراج امام یا اہلبیت کو کبھی نہیں دیا دیکھو ترجمہ تاریخ ابو الفدا صفحہ ۴۴۴۔

مطبوعہ انصاری دہلی اور انگریزی تاریخوں میں سب سے پہلے انگریزی تاریخ جو اسلام کے حالات کی تفصیل میں لکھی گئی ہے۔ وہ مسٹر سائمن دی اگلی کی ہسٹری آف سارا سائینس جس کو ذیقدر مصنف نے ۱۷۱۸ عیسوی میں عربی کی اصلی ماخذوں سے جمع کرکے تالیف کیا ہے مسٹر اگلی نے تاریخ ابن اثیر اور المکین وغیرہ کے اسناد سے لکھا ہے کہ جناب امام حسنؑ نے معاویہ کے مقابلہ میں ذیل کی شرائط پر صلح فرمائی (۱) جس قدر بیت المال کوفہ میں موجود ہے وہ امام حسنؑ کے لئے چھوڑ دیا جائے (۲) خراج ملک فارس کا آپ کے مصارف کے لئے اور آپ کے اہلبیت کے لئے فروگذاشت کیا جاوے (۳) معاویہ جناب امیر المؤمنینؑ

کی نسبت بُرے کلمات استعمال نہ کرے معاویہ اس آخر والی شرط پر راضی نہ ہوا تب آخرکار امام حسنؑ نے فرمایا کہ جس مجلس میں ہم موجود ہوں وہ کلمات نہ استعمال کئے جاویں معاویہ نے اس وقت اقرار کر لیا لیکن اپنے اقرار کو پورا نہ کیا ہسٹری اف سارا سائینس لندن صفحہ ۳۲۷ء

ہم تاریخ طبری تاریخ ابوالفدا تاریخ روضۃ الاحباب تاریخ روضۃ الصفا تاریخ اعثم کوفی وغیرہ کے اسناد سے سب حضرت علیؑ کی شرط کو اس صلح نامہ میں مندرج ہونا کافی ہے معاویہ کو کسی شرط کے قبول کرنے میں کوئی عذر نہ ہوا مگر اس شرط پر کسی طرح راضی نہ ہوا آخر باصرار بسیار یہ قبول کیا جس مجلس میں امام حسنؑ تشریف لائیں گے اس میں احتیاط کی جائے گی جلاالعیون صفحہ ۲۷۸۔

طبری جلد چہارم صفحہ ۶۰۲ ابوالفدا صفحہ ۳۴۴ روضۃ الصفا مطبوعہ بمبئی صفحہ ۶ جلد سوئم صفحہ مورخ ابوالفدا اس شرط کی کہ جس مجلس میں امام حسنؑ ہونگے وہاں نہ کہیں گے اس شرط پر بھی وفا نہیں کی دیکھو تاریخ ابوالفدا صفحہ ۳۴۴ جب یہ صلحنامہ تیار ہوا اور فریقین نے اپنے مقابلہ مقاتلہ سے دست کشی اختیار کی اور جناب امام حسنؑ نے مدینہ منورہ کی مراجعت کا ارادہ کیا۔ اور معاویہ ابن ابوسفیان اپنی جمعیت اور رفقا کو معہ ولید ابن عقبہ اور مروان ابن الحکم اور عمرو ابن عاصی وغیرہ کوفہ میں داخل ہوئے انہوں نے آتے ہی یہ خطبہ اہل عراق میں پڑھا جلا العیون سے اس کی نقل ہے وہ یہ ہے ایہا الناس میں نے تم سے اس وجہ سے قتال نہیں کہ تم نماز پڑھو اور روزے رکھو یا زکوٰۃ دو ولیکن اس سبب سے قتال کر دے کہ میں تم پر امیر ہو جاؤں خدا نے مجھے عمارت دی ہے ہر چند تم نے نہ چاہا میں نے جناب امام حسنؑ سے چند شرائط کئے ہیں وہ سب میرے زیر قدم ہیں۔ ان میں سے ایک پر بھی میں وفا نہ کرونگا یہ خطبہ سنکر تمام مجمع کا مجمع متفرق ہوا معاویہ نے دارالامارت کوفہ میں استراحت کی معاویہ ابھی کوفہ میں تھا کہ امام حسنؑ مدائن سے کوفہ میں تشریف لائے معاویہ نے امام کو اپنی مجلس میں تشریف لانے کو تکلیف دی آپ نے اس کی استدعا کو قبول کیا اور وعدہ کیا آپ کی تشریف آوری کی تحریک سے دربار شام میں یہ تجویز قرار پائی کہ امام حسنؑ کی صلح خلافت کا اقرار اہل اسلام کے مجمع عام میں کرا لیا جائے اس اقرار سے معاویہ کو ان پر ترجیح اور قوت حاصل ہوگی اور استحکام سلطنت کے لئے سفید ہوگا امام حسنؑ جمعہ کے دن مسجد جامع

میں بلاسئے گئے تاریخ اعثم کوفی اور روضۃ الصفا سے منقول ہے چوں زمام حل و عقد مہام از باب اسلام در قبضہ حاکم شام آمد عمر ابن عاص با معاویہ گفت امام حسنؑ را بگو کہ بر منبر برود خلائق را از عزل خویش و خلافت بیاگاہاند و چناں شود کہ امام حسنؑ از ادائے خطبہ عاجز خواہد شد و مردم را معلوم خواہد گشت کہ او را صلاحیت ایں ہم خطیر نبود معاویہ گفت ایں امر خطیر محتاج الیہ من نیست عمرو گفت بالضرورت اورا تکلیف باید کرد روضۃ الصفا صفحہ ۷ جلد سویم مطبوعہ بمبئی تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۲۰۲ ترجمہ چوں امام حسنؑ بر منبر شد با معاویہ گفت یا ابو محمدؐ فرود آئی امام فرود آمد معاویہ از عمرو عاص گفت ایں است امام حسنؑ کہ زبان ندارد صاحب روضۃ الصفا اپنی فارسی عبارت میں سے خطبہ کا بجنسہ ترجمہ کر دیا ہے جس کو طبری اور اعثم کوفی نے درج کیا ہے آنجناب بر بالائے منبر بر آمد و بعد حمد و ثنائے باری تعالےٰ و درود بر محمدؐ مصطفیٰ صلعم گفت وائے قوم خدائے عز و جل بادل ما شمارا ہدایت داد با آخر ما را از ریختن خون نگاہ داشت و شمارا بر آئینہ مرا ملامت و سرزنش ملکنید کہ امر بالغیر اہل آں دادم دریں حق را در غیر موضعش نہادم اما قصد من دریں قضیہ صلاح حال امت بود و چوں سخن بدیں جا رسید معاویہ بے طاقت شدہ گفت اے ابا محمدؐ فرود آئی و چوں علافت لسان و فصاحت بیان امام سمت ظہور یافت عمرو خجل شد و معاویہ از آں التماس پشیمان مدہ کینہ عمرو عاص در ضمیر پدید آمد۔

ملا محمدؐ باقر مجلسی جلاء العیون میں تھوڑا اختلاف سے اس خطبہ کو نقل کرتے ہیں اور علامہ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں بجنسہ ملا کی عبارت نقل کر دی ہے ہم دونوں کتابوں کی عبارت کا ترجمہ لکھتے ہیں۔ ایہا الناس خداوند عالم نے تم کو ہماری جد بزرگوار سید الانبیاء محمدؐ مصطفیٰ صلعم کے ذریعہ سے ہدایت فرمائی آنحضرت نے تم کو ضلالت اور جہالت سے نکالا اور ذلیل ہونے کے بعد تم کو معزز فرمایا بدرستیکہ اس امر میں جو مجھ سے مخصوص تھا معاویہ نے مجھ سے منازعہ کیا جب میں نے یاور کوئی نہیں پایا بخیال اصلاح و حفظ خونہائی امت خود دست بردار ہوا تم نے مجھ سے بیعت اس امر پر کی تھی کہ جس سے میں صلح کروں تم بھی صلح کرو اور جس سے میں جنگ کروں تم بھی جنگ کرو۔ اور میں نے مصلحت منفعت امت کے دیکھے کہ معاویہ سے صلح کروں اور میں حفظ خونہائی مردم کو اس خونریزی سے بہتر سمجھا اور میری غرض تمہاری صلاح تھی اور جو کچھ میں نے کیا وہ تم پر حجت ہے جلاء العیون صفحہ ۲۷۰۔

اس خطبہ کو شیخ السلام علامہ سلیمان قندوزی نے اپنی کتاب ینابیع المودت مطبوعہ بمبئی صفحہ ۲۴۲ میں

لکھا ہے اور علامہ حافظ جمال الدین الزرندی المدنی کی تاریخ دار المسطین کا ترجمہ نقل کرتے ہیں۔
جناب امام حسنؑ نے بعد حمد و نعت جناب شافع روز جزا محمدؐ مصطفٰے کے ارشاد فرمایا کہ خدا تبارک
تعالٰے نے ہم اہلبیت کو کرامت عنایت فرمائی اور ہمکو اپنی تمام مخلوقات میں چیدہ اور برگزیدہ فرمایا
اور تمام الائیشوں سے پاک پاکیزہ فرمایا خدا نے آدمیوں کو فرقوں میں تقسیم فرمایا اور فرقہ اخیار میں خدا
نے جناب آدم صفی اللہ سے لیکر ہماری جد بزرگوار محمدؐ تک اور خود ان کو اختیار فرمایا اور ان کے قبضہ اقتدار
میں احکام نبوت اور ارشاد رسالت عطا فرمایا ہے اور اپنے حق ان پر نازل فرمائی جسپر ہمارے والد بزرگوار
نبیل تنہا سب سے پہلے ایمان لائے اور جناب باریتعالٰی اسکے رسول کی تصدیق فرمائی اور علیؑ بینہ ہو
ہمارے جد بزرگوار اور یتلوہ منہ سے مراد ہمارے والد ماجد ہیں اور جناب جد معظم رسول خدا ہمارے والد کے
شان میں فرمایا اسوقت جسوقت آپ کو ایام حج میں تبلیغ احکام عشرہ کے لئے مکہ معظمہ زاد اللہ شرفا
میں روانہ فرمایا کہ یا علی اللہ تعالٰے نے مجھکو امر فرمایا ہے کہ ان احکام کو خود میں لے جاؤں یا میرا عزیز
اور تم میرے مخصوص ہو لیس میرے بابا میرے نانا سے اور نانا خدا سے قریب تر ہیں۔ اور پھر ہمارے
باپ کی شان میں ہماری جد بزرگوار نے اسوقت ارشاد فرمایا جسوقت دختر جناب حمزہ سید الشہدا کی نسبت
ہمارے والد اور جناب جعفر اور زید ابن حارث میں بحث ہوئی کہ یا علیؑ تم مجھ سے ہو اور میں تمسے ہوں اور تم میرے
بعد تمام مومن اور مومنہ کے ولی اور تمام محرکہ کارزار جنگ پیکار میں ہمارے والد بھیجے جاتے تھے آنحضرت کو اعتبار تھا کہ
سوائے فتح کے واپس نہ آئینگے اور جناب باری نے فرمایا السابقون السابقون اولئک ہم المقربون ہمارے والد ماجد سابق
سابقین اور درگاہ رب العزت میں مقرب المقربین ہیں اور کسی فرد واحد کو آپکے مقابل سبقت اسلام میں سوائے جناب
خدیجۃ الکبریٰ کی سبقت حاصل نہیں اور جناب حمزہ اور جناب جعفر بلیار اکثر صحابہ سے مقابلہ میں شہید ہوئے ہیں لیکن
بمقابلہ ان شہدا کی جناب اقدس الٰہی نے جناب حمزہ کو سید الشہدا کا خطاب دیا اور ہمارے عم نامدار جعفر طیار کو اپنی
عین عنایت سے دو پر کرامت فرمائی کہ وہ انکے ذریعہ سے بہشت میں بہمراہی ملائکہ جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے
اور یہ تمام شرف ان صاحبونکو ہماری جد بزرگوار کی قرابت کیوجہ سے حاصل ہوا ہے اور ہماری جد بزرگوار کی
مسجد میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب برابر ہے ان ہزار رکعتوں سے سوائے مسجد الحرام کی اور مسجد وںمیں پڑھی جاتی
اور جب یہ آیتہ نازل ہوا یا ایہا الذین آمنوں یصلون علی النبی تو لوگونے آنحضرت سے پوچھا کہ ہم آپ پر کیسی صلوٰت
بھیجیں تو آپ نے فرمایا اللہم صلی علی محمد اور تمام مسلمین پر واجب اور فرض ہے ہماری جد بزرگوار پر درود بھیجیں
کیوقت ہمپر درود بھیجی اور صدقہ زکوٰۃ حرام اور خمس حلال فرمایا اور ویسی ہی ہمارے اوپر بھی حرام ہے بس لئے کہ
خدا نے ہمیں پاک پاکیزہ فرمایا جیسا کہ انکو پاکیزہ فرمایا ویسا ہمکو طاہر فرمایا اور یہ ایک ایسا شرف مخصوصہ ہے اور کرامت

اور ایسی فضیلت وافرہ ہے کہ جس سے ہمکو تمام بندگان خدا پر فضیلت حاصل ہے اور خدا تعالیٰ نے
میری جد بزرگوار رسول مختار سے خطاب اسوقت کہ جسوقت نصاریٰ نجران کے لوگ آپسی مناظرہ
کے لئے آئے کہ تم ان سے کہدو کہ ندعوا ابناءنا وابناءکم پس ہماری جد بزرگوار اپنے ساتھ ہمکو اور
ہمارے والد نامدار اور مادر عالیمقدار اور برادر گرامی آثار کو ساتھ لے کر بیت الشرف سے تشریف
لیگئے اور ہمیں لوگ ان کی اہلبیت انکے گوشت پوشت انکے خون انکے نفس تھے اور ہمیں لوگ ان سے
تھے اور ہمیں لوگ سے وہ تھے اور خدا نے فرمایا انما یرید اللہ جسوقت آیۃ نازل ہوئی ہماری
جد بزرگوار نے ہم کو ہمارے بھائی کو ہماری مادر کو اور ہمارے باپ کو ایک کمل کے نیچے ام المومنین
ام سلمہ کے حجرہ میں جمع فرمایا اے پروردگار یہ میرے اہلبیت ہیں تو ان سے ہر قسم کی آلائشوں
کو دور کرنا اور ایسا پاک پاکیزہ فرمانا جو حق پاک فرمانیکا ہی معاملہ سد الباب میں سب لوگوں کے
دروازے جانب مسجد رسول نے بند کر دیئے اور ہمارا دروازہ کھلا رکھا اسپر بعض کو کلام ہوا آنحضرت
نے فرمایا میں نے اپنی خواہش سے علیؑ کا در نہیں کھولا خدا کے حکم کی تکمیل کی ہے امت کے تمام لوگوں
نے رسول خدا سے سنا کہ علیؑ ہمارے قریب ایسے قدر منزلت کے ہیں جیسے حضرت موسیٰ کے قریب
حضرت ہارون تھے اور خم غدیر کے مقام پر کہتے ہوئے سنا لوگوں نے کہ جسکا میں مولا ہوں اسکے
علیؑ مولا ہیں پروردگارا تو اسکو دوست رکھ جو اسکو دوست رکھے اور تو اسکو دشمن رکھ جو اسکو
دشمن رکھے پس آنحضرتؐ نے بتاکید فرمایا اسواقعہ کی شہادت کو حاضرین غائبین تک پہنچائیں پس ان
امور کے بعد امام حسنؑ نے اس مجمع کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ ایہا الناس اگر تم ایسے شخص کی تلاش میں
ہو جسکا نانا محمدؐ نبی اور باپ وصی رسول اللہ ہو تمام دنیا میں جابرسا جابلقا یہ دو تو شہر منتہائے مغرب
و مشرق بتلائے جاتے ہیں۔ وہاں تک گھوم آؤ تو سوائے میرے اور بھائی حسینؑ کے کسی دوسرے
کو نہ پاؤ گے پس تم لوگ خدا سے ڈرو اور تقویٰ پرہیزگاری اختیار کرو ایہا الناس اگر ہم اپنے فضائل جو کتاب خدا
و زبان رسول خدا سے ثابت ہیں اگر اپنے وہ خصائص جو مخصوص ہماری ذات کیلئے خالق عالم کیطرف سے ودیعت
کی گئی ہیں جنکے ذریعہ سے ہمکو تمام دنیا کے لوگوں پر فضیلت حاصل ہے بیان کریں تو بھی انکا شمار نہیں ہو سکتا ہم
ابن البشیر نذیر ہیں ہم اس برگزیدہ کے صاحبزادے ہیں جسکو درگاہ رب العزت سے رحمۃ للعالمین کا خطاب ہوا ہے اگر دنیا
کے لوگ ہماری ولایت اور محبت کیساتھ متمسک نہوتی تو کبھی آسمان و زمین قطرہ پانی عطا نہ کرتا اور نہ زمین
عنایت کرتے ایہا الناس ہم تمام لوگوں سے از روئے کتاب خدا و حدیث رسول مقبول اولیٰ اور بہتر ہیں پس اے معشر الناس
ہمارے احکام کو سنو اور ہماری اعانت کرو اور خدا سے ڈرو اور اسطرف رجوع کر دینا ینابیع المودۃ علامہ سلیمان قندوزی

مطبع بمبئی صفحہ ۳۹۹ تا ۴۰۰ ٭

ملا محمد باقر مجلسی نے ترجمہ جلاء العیون میں صفحہ ۲۱۳ سے لیکر ۲۷۵ تک بھی خطبہ درج ہے اگر ہر دو خطبہ کی عبارت ملادیں تو قریب قریب دونوں کے مضامین ایکدوسرے سے ملتے ہوئے پائے جائینگے جناب امام حسنؑ کی اسطوالانی خطبہ سے تمام اہل اسلام کے ہدایت عام کی مصلحت پر خاص طور سے مبنی تھی واقعی اگر اس تفصیل وتشریح کیساتھ خاندان نبوت کے فضائل اس مجلس میں بیان کئے جاتے تو فاصکر عمر بن عاص ولید ابن عقبہ وغیرہ خیر خواہان بنی امیہ کے اہتمام سے منعقد ہوئے تھے تو اس واقعہ صلح کے بعد ضرور یہ تھا کہ اہل اسلام میں ہاشم اور بنی امیہ کے ترجیح کا مسئلہ غیر مفصل ومشتبہ رہجاتا اسلئے امام حسنؑ اپنی اس منصب کے روسے جو درگاہ رب العزت سے آپکو حاصل تھا اپنے لئے فرض سمجھتے تھے کہ امور گو کے طے ہوجانے کے بعد امور سلطنت کے منتزع ہونیکے بعد بھی اتمام حجت کے طور پر تمام اہل اسلام کو دکھلا دیا جائے اور ان پر مستحکم اور مضبوط دلیلوں سے ثابت کردیا جاوے کہ ان ظاہری غلبہ اور اقتدار حاصل ہوجانے پر بھی مخالف کو ہم پر ترجیح اور فضیلت نہیں ہوسکتی ہے اور نہ وہ ہمارے کسی ذاتی مدارج میں ہمارے مقابل ہوسکتا ہے ہم اور ہمارے تمام ذاتی اوصاف ویسے ہی تنہا بےنظیر عدیم المثال اور لاجواب ہیں تمام ساری مخلوقات میں ہماری ذات منتخب ہے حضرت امام حسنؑ نے تمام اہل اسلام کے سامنے خاصکر اس موقعہ پر جب مقابل کا حریف بھی موجود تھا اور اس کے تمام اعوان انصار بھی حاضر تھے اہلبیت کرام کے فضائل مناقب نہائت شرح اور بسط سے بیان کی لفظوں قرآنی اور احادیث نبوی سے اپنے مدارج عالیہ کو ثابت کردیا اور جس بنا پر مصالحت کے معاملات قائم کئے گئے تھے اور تمام شرائط جو اس صلحنامہ میں تحریر تھے بیان فرمادیئے گئے کسیکو بھی شک کی گنجائش باقی نہ رہی امام کا خطبہ آپکی حکومت کا اور کارروائیوں کا تکملہ تھا بعد ادائے خطبہ امام اپنے مقام پر تشریف لے گئے اور کوفہ میں چند یوم قیام فرماکر اپنے اہلبیت کے ہمراہ مدینہ منورہ کیطرف تشریف لے گئے اور خلافت وامارت کی ظاہر کاروبار سے قطعی دست بردار ہوکر خانہ عزلت گزینی کی اور اپنی حیات ستودہ صفات کے باقیماندہ ایام صرف فرمانے لگے جس طرح جناب حضرت علیؑ کے مقدس حیات کے واقعات اور حالات جناب سرور کائنات کے وفات سے لے کر خلافت ثلاثہ کے آخیر زمانہ تک پردہ ہے اسی طرح امام حسنؑ کے اس دہ سالہ حالات ہیں۔ جن مشاغل میں جناب حضرت علیؑ نے اپنی خانہ نشینی کی ۲۶ برس کی مدت صرف فرمائی۔ انہیں مشاغل میں امام حسنؑ نے اپنی حیات دہ سالہ

صرف فرمائی اور احکام فرائض وسنن تمامی امور دینیات جو منجانب اللہ آپ کی ذات سے متعلق تھے
تمام اصول جاری رکھے۔ اور اس صلحنامہ کے مرتب ہونیکے بعد معاویہ نے اپنے ان پوشیدہ رازوں کو
ظاہر کردیا۔ جنکو وہ سالہا سال سے اپنے دل میں چھپائے ہوئے تھے۔ اب انہوں نے ان سابق عداوتوں
کے دروازے کھولدیئے۔ جب سمجھ لیا زمانہ مقابل سے خالی ہے۔ جن بزرگوں کو تاریخ اسلام کی
ملاحظہ کا شوق ہے۔ وہ بخوبی اندازہ کرسکتے ہیں۔ کہ معاویہ کی یہ مخالفتیں اور ان کا اظہار تعمیل
صلحنامہ کے بعد شروع نہیں ہوا ہے بلکہ ان کے ظاہری ابتدا تو حکمین کے غیر معتبرہ فیصلہ سے
ہوتی ہے۔ بالاتفاق تمام تاریخیں اس بیان کے مشاہد صادق ہیں۔ چنانچہ علامہ طبری نے واقعہ
تحکیم کے بعد جہاں سے ان مفسدوں کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ فساد کے دروازے تو یہیں سے کھل
گئے۔ دومۃ الجندل میں ابوموسیٰ اشعری کی سفاہت اور عمرو عاص کی دیانت کسکو معلوم نہیں ابھی
دنیا کی نگاہوں میں یہ معاملہ فیصل بھی نہ ہونے پایا تھا کہ معاویہ نے تمام بلاد اسلامیہ میں فتنہ وفساد
کے تارپیڈو چھوڑ دیئے۔ اور عام طور سے چاروں طرف ملک میں اپنی شورش کے طوفان اوٹھائے
بغیر اس خیال کے کہ امت اسلام پر کیا گذریگی۔ اور ان کی بربادی کی کیا حالت ہوگی ایک حضرت
علی کی تنہا مخالفت اور حصول دولت کی وجہ سے فوجوں پر فوجیں بھیجیں اور ایسی مقرر کی جو لوگ
عداوت علی میں زیادہ سخت تھے۔ اور مملکت اسلام میں سرحد شام سے لیکر حجاز عراق اور یمن اور
حضرموت الجزائر تک خونریزیاں اور مار مچائی وہ تمام اسلامی تاریخوں میں تفصیل کے ساتھ درج ہیں
اور متواتر حملوں نے جیسا کچھ ملک اور رعایا کی مال وجان کو نقصان پہنچایا وہ نہایت شرمناک
اور افسوس کے قابل ہے۔ جو خاصکر اسکی ہم قوم ہموطن ہونیکا دعوے رکھتے تھے۔ اون حملات
کا بیان تو یہ فقیر نہیں لکھتا۔ مگر بطور نمونہ کے مختصر لکھتا ہے۔ خلاصہ پہلے معاویہ نے ضحاک ابن القیس
فہری کو عراق کی طرف روانہ کیا ضحاک جب شام سے روانہ ہوا۔ تو راستہ میں جو صحرانشین قبیلے
تھے۔ لوٹتا ہوا ثعلبیہ تک پہنچا وہاں اسنے قافلہ حجاج پر چھاپا مارا اور انکے مال ومتاع کو غارت کیا
اور عمر بن عمیس ابن مسعود نے عبداللہ ابن مسعود اصحابی رسولخدا کے برادرزادے کو عمر کی فوج
نے ناحق قتل کرڈالا۔ اور اسکے تمام سرمایہ کو غارت کیا۔

تاریخ طبری جلد چہارم صـــ ٥٦٩ ضحاک کے بعد نعمان ابن لبشیر کے مفسدی کے باری آئی۔ یہ
دو ہزار فوج کی جمعیت لیکر شام سے عین التمر تک پہنچے اور راستہ میں فساد مچائی۔ مالک ابن
کعب نے سرراہ مقابلہ کیا۔ نعمان تاب مقاومت نہ لائی۔ جدھر سے آئے ادھر چلے گئے طبری صـــ ٥٦٩

روضۃ الصفا صنہ ۲۴ تہذیب تین صنہ ۲۲۶ عبداللہ ابن عامر نے بصرہ پر پھر حملہ کیا۔ اور وہاں لوگوں
سے محاصرہ کیا۔ مگر حارث حضرت علی کی موجودہ عامل نے اس کا بہت جلد تدارک کیا اور عبداللہ
عامر کی آیندہ مفسدات سے محفوظ رکھا۔ تاریخ تہذیب المتین صنہ ۲۶۹ ۳۹ سنہ ہجری کے آخیر میں معاویہ
نے یزید ابن شمرہ کو چھ ہزار آدمی بہ حرمین مکہ پر روانہ کیا۔ یزید کی آمد سے تمام حجاز میں ایک زلزلہ
پڑ گیا۔ قثم بن عباس جو مدینہ کے جناب امیر کی طرف سے عامل تھے۔ ان کو خوف پیدا ہوا۔ مگر ان کو
کمک پہنچ گئی۔ اس وجہ سے مدینہ کے لوگوں کا کچھ نہ کر سکتا تھا۔ شام کو واپس کیا تہذیب المتین صنہ ۲۷۱
یزید ابن شمرہ کے واپس آنے پر معاویہ نے بسر ابن ارطات کو حرمین کی طرف روانہ کیا۔ تین ہزار
فوج اسکے ہمراہ تھی اسکو یہ تاکید تھی کہ شیعیان علی کا نشان جہاں ملے میری بیعت لی اگر انکار
کریں۔ تو قتل کر دے جب وہ قتل ہو چکیں۔ تو ان کا مال اسباب لوٹ لے ایسا ہی مدینہ جا کر کرنا ابوایوب
انصاری جناب امیرؑ کی جانب سے عامل تھے۔ بسر نے پہلے مدینہ کا رخ کیا اور بسر کے آتے ہی ابوایوب
روپوش ہو گیا۔ بسر نے لوگوں کو بیعت معاویہ کی دعوت کے بعض نے بخوف جان قبول کی اور بعض نے
انکار کیا۔ بسر نے ان کو قتل کیا۔ اور گھر لوٹ کر آگ لگا دی تاریخ طبری صنہ ۵۹۷ آگ لگانے کے
بعد بسر ابن ارطات نے ایک دن مسجد رسولخدا کے دروازے پر میرے بنائی۔ کہ حاضرین مسجد سے
کوئی شخص معاویہ کی بیعت بغیر باہر جائے۔ اور تمام اہل اسلام کو جمع کر کے کہا کہ تم لوگ نے مظلوم
عثمان کو قتل کیا قسم خدا کی میں حاضرین میں سے کسیکو بھی زندہ نہ چھوڑونگا۔ تا وقتیکہ تم معاویہ
کی بیعت نہ کر لوگے۔ طبری جلد چہارم صنہ ۵۹۷)

بسر ابن ارطات چھ ماہ مدینہ رسول اللہ کے نواح میں مقیم رہا۔ اور ابوہریرہ کو مدینہ عامل مقرر
کر کے خود بیت اللہ کی طرف روانہ ہوا۔ تاریخ تہذیب صنہ ۲۷۶ مدینہ سے اوٹھ کر بسر ابن ارطات نے
تمام مظالم کے ساتھ طائف تک پہنچا اور یہاں سے شیعیان علیؑ کا سراغ لگاتا ہوا اور جو شیعہ علی ملتا
گیا۔ وہ قتل کرتا گیا۔ طائف کے قریب ایک بستی تھی جس میں تھوڑے شیعہ تھے۔ بسر کو خبر لگ گئی
فوج لیکر اودہر گرا اور انکا محاصرہ کیا۔ ان لوگوں نے درخواست معافی کی مگر چند اشخاص قتل ہو گئے
بسر جب مکہ پہنچا۔ تمام لوگ اوسکی خبریں وحشت ناک سنکر بھاگ گئے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس کی
دو صاحبزادے جن کا نام سلیمان اور داؤد تھا۔ ایک غلام کے ہمراہ بھاگ کر یمن کو جاتے تھے۔ وہ اپنے
باپ کے پاس جاتے تھے۔ بسر نے ان معصوم بچوں کو بھی قتل کر ڈالا۔ پھر مکہ معظمہ میں قتل عام
کر کے نجران کی طرف روانہ ہوا۔ نجران پہنچکر عبداللہ ابن عبد الہمدانی جو عبداللہ ابن عباس کے خسر تھے

انکو قتل کر ڈالا۔ بنی نجران سے ارجب میں پہنچا۔ وہاں ابو بکر کو جو قبیلہ بنی ہمدان کا رئیس تھا۔ مار ڈالا تاریخ طبری ۵۹،۷ تاریخ تہذیب صفحہ ۲۷۶۔

ہم نے معاویہ کے اتنی مفسدی اور عام خونریزی سے جو ان کے فرمانروا تسلیم ہونے سے پہلے ان کے حکم و قوع میں لائے گئے۔ شیعیانِ حضرت علی کے مال و جان پر جو گذری ان واقعات کو دیکھ کر ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ جس فرمانروا نے اپنی بے اختیاری کے زمانہ میں اس فرقہ کے ساتھ سلوک قائم کیئے اور ان کے مال و متاع کو غارت کیا اور ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کیا وُہ اپنی پُوری حکومت اور اختیار کے زمانہ میں اونکے قتل اور غارت اور نام و نشان مٹانے میں کس حد تک کوشش کریگا معاویہ نے سریرِ سلطنت پر بیٹھتے ہی اس فرقہ کا تجسس اور سراغ لگانا دربار عام میں حکم جاری کر دیا۔ جو ملک کے ہر گوشہ میں سختی سے پہنچایا گیا۔ ہر عامل نے اور ماتحت افسر نے نہایت سختی سے اس فرمان کو اپنی قلمرو میں جاری کیا ان کے زمانہ میں جو کچھ قصور تھا۔ شیعیانِ علی کا قصور تھا۔ نہ کسی یہود کا نہ نصارا کا جو بُرائے اور خرابی تھی۔ محبت علی اور اطاعت اہلبیت میں تھی اشیاع و دوستان امیر المومنین علیہ السلام را بقتل رسانید و در ہر کجا کہ یکی از انجماعت یافت مے کُشت و دست پائی ایشان را مے برید برید و چشم ہائے را برمے کند و معاویہ ابن ابو سفیان ہمیشہ بر مصلحت و ہدادنے رفت۔

تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۲۸۱ ان واقعات کو دیکھ کر ہر ذی فہم خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ معاویہ نے شیعیان علی کے معاملات میں اگر اس صلحنامہ کے بعد مسجد جامع کوفہ میں اپنے خطبہ کے درمیان کہا تھا۔ جسکو ہم اعثم کوفی وغیرہ کی اسناد سے مذکورہ بالا ہے وہ یہ تھا۔ کہ ہم نے امام حسن کیساتھ چند شرائط کی ہیں۔ اب وُہ تمام شرائط میرے قدموں کے نیچے ہیں چاہے میں پُورا کروں یا نہ پورا کروں۔ یہ صلحنامہ تو ایک حیلۃ الوقتی تھا۔ شرائط کو پورا نہیں کیا اپنے اس قول کو البتہ بجا کر دکھلایا جس کو انہوں نے مسجد کوفہ میں کہا تھا۔ یہ صلحنامہ ان کے حصول مقاصد کے لیئے ایک آڑ تھا۔ جو اُن کے دِل میں تھا ظاہر کر دیا سوائے عداوت حضرت علی کے ان کے دل میں تھا ہی اسکی تعمیل میں ہزارہا حیلہ سازیاں وہ کرتے گئے۔ جو تاریخوں میں درج ہی۔

اب یہ فقیر حقیر علامہ ابن اثیر کی تاریخ کامل سے ایک اور واقعہ نقل کرتا ہے۔ ترجمہ مغیرہ ابن شعبہ نے صعصعہ ابن سوحان کو لکھا کہ خبردار جو تو فضائل علیؑ کا ذکر کرے ضرور میں تجھ سے زیادہ انکے فضائل جانتا ہوں۔

مگر سلطانِ وقت کی مصلحت کے خلاف ہی۔ کیونکہ ہم لوگ مجبور کیئے گئے ہیں۔ کہ علی کی بُرائیوں کو

ظاہر کریں۔ لوگوں میں اور اُن کے فضائل کو چھپائیں چند امور سے ترک کرتے رہیں۔ اور جس میں مجبور ہو جاتے ہیں۔ اسکو دفع شر کی غرض سے بیان کرتے ہیں۔ تاریخ کامل ابن کثیر مطبوعہ مصر جلد سویم صفحہ ۱۷۱۔

اور محبت اہل بیت کو تو صریح خطا اور معصیت مقرر کیا ہے اب ان کا صرف ذکر کرنیوالا ہی سلطنت کا مجرم قرار پایا اب ایسی سلطنت اور ایسے سلطان کی ماتحتی میں شیعوں کا آباد رہنا قطعی محال ہے۔ حتی المقدور معاویہ نے شیعوں کو تمام ملک میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر پھانسی دلوایا سولی چڑھایا۔ اور قتل کرایا۔ جو غریب بچ گئے۔ وہ ایسی بیکسی میں اور بے بسی کی حالت میں گرفتار تھے کہ اپنا رازِ دل زبان پر نہ لا سکتے تھے۔ اور معاویہ نے کسی وقت یا ساعت اپنے اقرار پر وفا کی ہو جسکو وہ اپنی مُہر دستخط کے تمام اہل اسلام کے سامنے مرتب اور مکمل کر چکے تھے ہرگز نہیں۔

حضرت امام حسنؑ کے قتل اور مسموم کرنے کی عجلت اور کوشش کا انتظام کیا گیا کہ یزید کے ولیعہدی کا مسئلہ حسب دلخواہ فیصل نہیں ہوتا۔ اور امام حسن کے وجود سے دنیا جب تک خالی نہ ہوگی۔ امام حسن کا موجود رہنا انکے حصول مقاصد اور کامیابی کے لیئے غیر مفید تھا۔ خواجہ عبید اللہ صاحب امرتسری اپنی کتاب ارجح المطالب فی عدد مناقب علی ابن ابیطالب صـ۴۸۱ مطبوعہ لاہور انارکلی میں اس عہد نامہ کو تحریر فرماتے ہیں۔ ہم انکے لفظ بلفظ عبارت ذیل میں قلمبند کرتے ہیں۔ معاویہ حسب دلخواہ عہد نامہ یزید کو اپنے بعد خلیفہ بنانے کی مجاز نہیں تھے۔ کیونکہ عہد نامہ میں ایک شرط یہ بھی تھی۔ کہ امیر معاویہ کے بعد خلافت پھر خاندان نبوت کی طرف عود کریگی چنانچہ علامہ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ معاویہ نے اس عہد نامہ کے خوف سے جناب امام حسن کو زہر دلوایا تھا۔ کہ اگر امام حسن میرے بعد زندہ رہے۔ تو حسب عہد نامہ خلیفہ بنائے جائینگے اور میرا بیٹا خلافت سے محروم رہجائیگا۔ دیکھو ارجح المطالب صفحہ ۴۸۱۔ اور روضۃ الصفا میں بستر مرگ پر ان کی تقریر تحریر ہے کہ گفت کہ ایں ہمہ را بسبب دوستی یزید میکنم واگر محبت او نبودی بسلوک طریق موافق مے گشتی و رشد خویش مے شناختمے و علاقہ ابوت او مرا باعث برایں حرکات و محاربات گشت اکنوں کار بجائے رسیدہ کہ دشمن برمن خندید و دوست بگریست (روضۃ الصفا مطبوعہ بمبئی صـ۲۹)

یزید کی شدت محبت تو معاویہ کے اس اقرار سے ظاہر ہی۔ کہ ان خیالوں میں مجبور ہو گئی تھی کہ جب تک امام حسنؑ کی حیات والاصفات کا خاتمہ نہ کیا جائیگا۔ خلافت کے واپس دینے کا اقرار

مٹ نہیں سکتا۔ جب تک کے خاندانِ نبوت کے اس چشم چراغ کو گل نہ کرلیا معاویہ کو اطمینان دل حاصل نہوا۔

کتاب حیوۃ الحیوان دمیری کا ترجمہ جب امام حسنؑ کی مرض کی کیفیت مروان کو لکھی۔ تو معاویہ نے جواب میں مروان کو لکھا کہ جب وہ تمام ہو جائیں۔ تو تم فوراً خبر دینا جب معاویہ کو امام کی وفات کی خبر لگی۔ تو بآواز بلند تکبیر کہی ظہور اسلام کے زمانہ میں عرب میں یہ دستور جاری تھا۔ کہ جب حریف اپنے مقابل حریف پر غالب آتا تھا۔ تو وہ اپنی فتحیابی کی مسرت میں تکبیر کے نعرے بلند کرتا تھا۔ اس سے سمجھ لینا چاہیئے۔ امام حسنؑ کی خبر وفات سنکر معاویہ کو اپنے حریف مقابل کے اوپر غالب اور فتحیابی کی مسرت ہوئی۔ علامہ ابو الفدا کی تو یہاں تک تحقیق ہے کہ امام حسنؑ کی خبر وفات سنکر معاویہ ابن سفیان نے شکر کے سجدے ادا کئے۔ تاریخ ابو الفدا مطبوعہ انصاری دہلی صفحہ ۵۸۴ +

دیکھنا چاہیئے۔ معاویہ نے اس شرط پر کہاں وفا کی جناب امام حسنؑ نے ۵۰ھ ہجری میں وفات فرمائی اور انکی وفات کے بعد ہی انہوں نے اپنے خلف الرشید یزید کی ولیعہدی اور جانشینی کی سلسلہ جنبانی شروع کر دیتے اور اسکی تعمیل میں جیسے جیسے عرق ریزیوں سے کام لیا وہ علے العموم تمام تاریخوں میں درج ہیں +

علامہ طبری نے بعیت یزید کو ۵۶ھ ہجری میں کی واقعات سے لکھا ہے۔ چنانچہ انکی عبارت یہ ہے۔ فی خمسین عام من الھجرۃ واخذ الا البیعۃ لابیہ یزید ابن معاویہ طبری جلد چہارم صفحہ ۱۶۱ اور معاویہ یہ تدبیر بھی کرتے تھے۔ کہ امام حسن ہلاک بھی ہو جائے۔ اور ہمارے بریت بھی رہے کسی حیلہ سے آپ کی شہادت ہو جائے۔ طبریؒ نے یہ مضمون صاف لکھدیا ہے۔ چوں امام حسنؑ رفت معاویہ در تدبیر ہلاک او ایستادتا او را بچہ او ہلاک کند۔ تا مردمان ندانند کہ او را ہلاک کردہ است تاریخ طبری جلد چہارم صـ۶۰۳ معاویہ کی جو تجویز تھی۔ دنیا سے نرالی تھی۔ کہیں آجتک خون ناحق بھی چھپا ہے۔ پھر کس کا خون جو فرزند سید المرسلین اور حجۃ اللہ فی العالمین ہو۔ امام کی شہادت کی ترکیب جعدہ بنت الاشعث ابن قیس حضرت ابوبکرؓ کی سالی تھی۔ اشعث جناب امیر کے خون ناحق میں شامل تھا۔ اور شہادت جناب رسول اللہ صلعم میں یہ شقی داخل تھا اشعث کے پسر محمدؐ نے جناب امام حسینؑ پر بھی تیغ کی صفائی کی تھی۔ جلاء العیون صـ۲۸۷ اور معرکہ کربلا کے قبل بھی محمد بن اشعث تھے۔ جو حضرت مسلم ابن عقیل کا اپنے غلام سیاہ روسے سراغ طوعہ کے گھر لگایا

اور شہید کرایا زخمی کرکے باندھ کر ابن زیاد کے پاس لیگیا تھا۔ جعدہ ایسے باپ کے بیٹے اور ایسے بھائی کی بہین تھی۔ پر ان کے دل میں امام حسنؑ یا اہلبیت کی محبت کیا ہوگی۔ معاویہ نے مروان ابن الحکم کے ذریعہ جو عامل مدینہ تھا جعدہ بنت اشعث کی سازش کی فکر لگائی اس بدبخت کو یہ وعدہ دیا کہ جب امام حسن کی شہادت کی ترکیب عمل میں لائینگے۔ تو تیرا عقد یزید سے کرادینگے وہ بے حیا اونکے فریب میں آگئے اور فرزند رسول اللہ کے باعث ہلاکت ہوئی۔ تین بار مختلف طریقوں سے امام حسن کو زہر دیا مگر سم کا اثر نہایت کم ہوا۔ جعدہ کا ناکام رہنا معلوم کرکے ایکبار وہ سریع التاثیر سم قاتل جو روم سے منگوایا تھا۔ مروان کی ذریعہ سے جعدہ کے پاس بھجوادیا اور جعدہ سے سابق وعدے یہ تھے۔ دو ہزار دینار دس پارچہ زریں اور سواد کوفہ کا خوشبودار روغن جعدہ نے ان سب چیزوں کو لیکر پاس رکھ لیا اور اپنے کام میں مصروف ہوئے۔ اور موقعہ پاکر وہ شربت سم آلود حضرت امام حسن کے پانی پینے والے برتن میں سب کا سب ملادیا رات کا وقت تھا امام حسن کو پیاس معلوم ہوئی۔ اور وہ زہر آلودہ پانی آپ پی گئے۔ جسکی ایک گھونٹ نے گلو مبارک سے اوترتے۔ فرزند رسول جگر بتولؑ کے جگر کے ایک ٹکڑے کے سو ٹکڑے کردیئے تاریخ ابوالفدا صفحہ ۴۴۴ تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۶۰۵ جب جعدہ حسب الوعدہ شام میں پہنچے۔ معاویہ نے خیال نہ کیا۔ جب اصرار کیا تو کہا جب تو نے ایسے مقدس شوہر فرزند رسول مقبول کو نہ سمجھا انکی ہلاکت کی باعث ہوئے۔ پھر میرا بیٹا۔ یزید کیا امید رکھتا ہے۔ اور معاویہ نے اسکے قتل کا حکم دیا وہ شہر دمشق میں قتل کی گئی۔ تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۶۰۷ ٭

اور کتاب کفایۃ الطالب کے مؤلف لکھتے ہیں۔ کہ قتادہ ابن اثیر امام حسنؑ کی علالت سنکر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اوس کا بیان ہے کہ میں نے آپ کو اس حالت میں پایا کہ آپ کے سامنے ایک طشت رکھا تھا۔ اور آپکے جگر مبارک کے ٹکڑے اوسمیں اوگل رہے تھے ٭

جناب امام حسنؑ کی آخری وصیّت

کہ میں نے جناب رسالتمآب سے سُنا ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے اور یہ سب تیغ یا زہر سے شہید ہونگے۔ پس طشت سامنے سے اُٹھایا گیا اور حضرت گریاں ہوئے اور ارشاد فرمایا۔ اصحاب مخلصین سے کہ سفر آخرت پر ہوشیار رہو اور توشہ سفر اجل سے قبل تحصیل کرلو۔ اور

ایسے شخص کی مصاحبت کرو کہ اسکی مصاحبت تمہاری زینت ہو۔ اگر اوسکی خدمت کرو وہ تمہاری حفاظت کرے۔ اگر اسکی یاوری چاہو وہ یاوری کرے ✦

پھر جناب امام حسینؑ نے یہ حالت مشاہدہ فرما کر آپ کے سر مبارک کو اپنے آغوش میں لے لیا۔ اور اپنے بزرگوار کی آنکھوں کے درمیان محبت سے بوسہ لیا۔ جناب امام حسنؑ نے اپنے بھائی کو ایسے جوشِ محبت میں بے اختیار پاکر آنکھیں کھول دیں۔ اور وہ تمام و کمال راز جو خدا کی جانب سے آپ کی ذات سے مخصوص ودیعت تھی۔ جناب امام حسینؑ کے سپرد فرمائے۔ ابوالاسود کا بیان ہے۔ کہ رازوں کے بتانے کے بعد آپ کے جسم مطہر سے آثارِ مرگ طاری ہوئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد روح مقدس نے عالم قدس کی طرف انتقال فرمایا۔ تاریخ جلاء العیون صفحہ ۲۹۳ ✦

جناب امام حسنؑ کی آنکھ بند ہوتے ہی اہلبیت کے گھر میں کہرام مچگیا۔ جناب امام حسینؑ نے اس بیقراری اور گریہ زاری کی حالت میں اپنے مظلوم مسموم بھائی کی جد مبارک کی اخیر خدمتوں سے فراغت پاکر جنازہ تیار کر دیا۔ جناب امام حسنؑ نے روضہ رسول اللہ میں دفن ہونے کی وصیت بھی فرمائی تھی۔ علامہ ابن اثیر اسد الغابہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ ترجمہ کہ جب امام حسنؑ کو مرض کی شدت ہوئی۔ تو امام حسینؑ سے فرمایا۔ کہ اے بھائی مجھ کو تین دفعہ زہر دیا گیا لیکن ایسا زہر کبھی نہیں دیا گیا پس جگر کٹ کر گر گیا ہے۔ جناب حسینؑ نے عرض کی کہ آپ کو کسنے زہر دیا۔ آنحضرت نے فرمایا آپ کیوں پوچھتے ہو۔ کیا تمہارا ارادہ اُن سے لڑنے کا ہے۔ میں اسکو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ جب وفات کا وقت قریب آیا۔ تو بی بی عائشہؓ کے پاس پیغام بھیجا۔ کہ آپ مجھ کو آنحضرت کے پاس دفن کی اجازت دیں۔ ام المومنین عائشہؓ نے منظور کیا اور امام حسنؑ نے اپنے برادر سے فرمایا۔ کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو بی بی عائشہؓ سے کہنا۔ کہ جگہ روضہ منورہ میں دیوے۔ اگر اجازت دیں۔ تو دفن کرنا۔ اور نہ مجھ کو جنۃ البقیعہ میں دفن کرنا۔ بنی امیہ کی قوم دفن کرنے سے مانع ہوگی۔ پس آپ اُن سے نہ جھگڑیں حضرت امام حسین نے حسب وصیت اپنے بھائی کے جنازہ کو اوٹھا کر آنحضرت صلعم کے روضہ منورہ کیطرف لے چلے۔ کہ جو کثرت الناس کے جنازہ کے ساتھ تھی۔ ویسی عرب میں نہ قبل نہ بعد آج تک ہوئی جن لوگوں نے عرب کی تاریخیں پڑھی ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ جتنے لوگ شریک ہوئے اور آنحضرت صلعم کی لاش مبارک پر جتنے لوگوں نے نماز پڑھی اسکے بعد جناب سیدؑ دوجہانؐ کی تجہیز تکفین سے لے کر آپ کے مدفن تک سارے سامان آپ کی وصیت مطابق رات کے وقت تنہائی میں انجام دیئے گئے۔ اور جناب حضرت علیؑ کے جنازہ کو کوفہ میں اوٹھایا گیا۔ فرقہ خوارج اور بنی امیہ

بے ادبیوں کے خیال سے آپ کا مدفن مبارک بھی عام طور سے پوشیدہ رکھا گیا۔ حقیقت شناسی تو یہیں سے معلوم ہوگی۔ یہانتک تو جنازہ امام حسنؑ کی وفات کے اوٹھے تھے۔ اب انکے بعد جنازے کے حالات لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ عیاں راچہ بیاں۔ امام حسنؑ کے جنازہ کی جیسی مشایعت ہوئی۔ وہ ظاہر ہے۔ پھر ان کے بعد تو ائمہ طاہرین کی زندگی میں زمانہ کیا قدر کرتا تھا۔ جو مرنے کے بعد کرتا ہوگا۔ ان مظلوموں کے جنازہ میں کون ایسا ہمدرد اور موافق موجود ثابت ہوتا ہے جو اپنی طرف سے اہتمام کرتا۔ جنازہ امام حسنؑ ابھی روضہ رسول تک نہ پہنچنے پایا تھا۔ کہ ام المومنین عائشہ مع ہمراہی بنی امیہ سد راہ ہوکر دفن سے مانع ہوئیں اس مخالفت کے ظاہر ہوتے ہی بنی ہاشم کے رگ و پا میں جوش پیدا ہوگیا۔ عمر ابن حنیفہ اور عبداللہ ابن عباس اور ام المومنین کی لفظی نزاع ہوگئی۔ غرض جانبین سے بات بہت بڑھ چلی تھی۔ اور ہمراہیان ام المومنین کی طرف سے تیر باراتی بھی شروع ہوگئی۔ بلکہ امام مظلوم کے جنازہ میں کئی پیوست ہوگئے ام المومنین کا یہ دوسرا حملہ تھا اول زندوں کے مقابل میں اور یہ مردوں کے ساتھ امام حسینؑ نے غضب بنی ہاشم کو سنبھال لیا اور خونریزی سے باز رکھا اور جنۃ البقیعہ میں اپنی مادر گرامی کے پہلو میں دفن فرمایا

ذکر اولاد اعقاب جناب امام حسن علیہ السلام

جناب امام حسنؑ کے اکیس۲۱ فرزند تھے۔ اسماء مبارک ان کے یہ فقیر اوپر شروع باب میں لکھ چکا ہے۔ اب ان کی اولاد کا بیان عرض کرتا ہے۔ ان تمام صاحبزادوں میں جو دو باقی بچ گئے تھے ایک سید زید ابن امام حسنؑ یہ کثیر الاولاد ہیں۔ ان کی اولاد حکام میں بھی رہے ہیں۔ دوسرے حسن مثنیٰ ابن امام حسنؑ تھے۔ ان کی بابت کتاب گلزار جنت تصویر کربلا مؤلفہ سید آل محمد صاحب امروہی نے ص۳۵ فہرست شہدائے کربلا میں لکھا ہے۔ کہ حسن مثنیٰ ابن امام حسنؑ بحوالہ کتاب عمدۃ المطالب اور بحوالہ قمقام اور ناسخ التواریخ اور کشف الغمہ اور ارشاد اور ریاض الشہادتین کے حوالہ لکھا ہے کہ جب یہ زخمی ہوکر گرے۔ اور جس وقت سر شہدا کے جسم سے جدا کیے جاتے تھے۔ اسما بن خارجہ ابوحسان ان کا ماموں کہ رمق حیات باقی تھے۔ سفارش کر کے بچالے گیا۔ اور کوفہ میں ان کے زخموں کی دوا کی جب صحت ہوئی تو ان کو طرف مدینہ کے روانہ کر دیا۔ اور ان کا عقد جناب امام حسینؑ نے قبل از معرکہ کربلا اپنی دختر فاطمہ سے کر دیا تھا۔ جب فاطمہ قید سے چھوٹ کر مدینہ میں آئیں۔ تب انکی اولاد ہوئی اور

پینتیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ جیساکہ قمقام زخار میں وارد ہوا ہے سیّد حسن مثنیٰ انکے پانچ پسر تھے فرزند بزرگ سیّد عبداللہ محض اور سیّد ابراہیم اور سیّد حسن مثلث اور سیّد جعفر اور سیّد داؤد تاریخ بحر الجمان مولفہ سید محبوب شاہ گیلانی میں لکھا ہے۔ کہ سیّد ابراہیم بن سیّد حسن مثنیٰ انکے پسر سیّد اسماعیل انکے پسر سید ابراہیم طبا طبا انکی اولاد عرصہ دراز تک سنہ ۱۹۹ھ ملک یمن پر جاکر قابض ہوگئے اور بادشاہت یمن میں کرتے رہے اور سیّد عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ انکے چھ فرزند تھے۔ سیّد سلمان اور سیّد موسیٰ الجون اور سید محمد نفس زکیہ اور ابراہیم اور سیّد یحییٰ اور سیّد ادریس تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے اسلام ص ۱۷۳ میں بھی لکھا ہے کہ دولت طبرستانیہ علویہ حسینیہ ملک رَے اور دیلم میں سنہ ۲۵ھ سے لیکر سنہ ۲۸۸ھ تک ختم ہوگئی ان کا شجرہ نسب یہ ہے سیّد محمد مہدی بن سیّد حسن بن سید زید بن سید محمد بن سید اسماعیل اور سیّد قائم بالحق محمد بن سید زید بن سیّد اسماعیل بن سید حسن بن سیّد زید الجود بن سیّد حسین بن سیّد علی بن سیّد الحسین بن علی علیہ السلام شجرہ نسب سے تو یہ سادات امام زین العابدین کی اولاد ثابت ہوئے ہیں۔ تاریخ اسلام میں جنسے لکھا ہی ینسب امام حسینؑ کو ملایا ہے۔ واللہ اعلم تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے اسلام صفحہ ۵۷۰ دولت طبا طبا بصرہ میں سنہ ۱۹۹ ہجری سے لے کر سنہ ۲۵۵ ہجری تک حکومت بصرہ پر فائز رہے۔ انکا سلسلہ نسب اسطرح سے لکھا ہی سیّد محمد بن سیّد ابراہیم بن سیّد مرتضیٰ محمد بن سیّد ابراہیم سید ناصر احمد بن سیّد ابراہیم سیّد منتخب حسین بن سیّد ناصر احمد سید ہادی محمد بن سید ناصر احمد سید محمد بن سید ناصر احمد سید رشید بن سیّد عباس بن سید ناصر احمد بن سید ابراہیم بن سید عبداللہ محض بن سید حسن مثنیٰ ابن سید امام حسن بن حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام۔

تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے اسلام ص ۳۸۱ میں لکھا ہے۔ کہ سیّد علی بن سیّد حمود تا سیّد یحییٰ سادات حسنی ادریسیہ سے تھے۔ کہ قرطبہ پر حاکم رہے۔ مؤرخین نے لکھا ہے۔ کہ ادریس نامی ایک سیّد زادہ سیّد عبداللہ بن سید حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ نے سنہ ۱۷۲ ہجری میں خلفائے عباسیہ کے خوف سے بھاگ کر ملک مغرب کی طرف چلا گیا سنہ ۱۷۲ھ میں وہ کسیقدر ممالک پر جاکر قابض ہوگیا انکی وفات کے بعد اُنکے اولاد بہار ملک پر قابض رہے۔ ترتیب انکی وراثت کی یُوں ہے۔ ادریس کے بعد انکے بیٹے عمرو بن ادریس پھر عبداللہ بن عمرو سید علی بن سید عبداللہ پھر سید احمد بن علی پھر یعقوب بن احمد پھر علی بن حمود اگرچہ ادریسیوں کی مملکت ایک بڑا حصہ خلفائے قرطبہ نے دبا لیا تھا لیکن انہوں نے پھر واپس لیا۔ یہاں تک کہ خود خلفائے قرطبہ سے ہوئی۔ کتاب مصنفہ مسٹر سٹینلی لین پول عربی زبان کی تاریخ کی بے نظیر عالم ہی۔ اس کتاب شجرات فرمانروایان عرب اسلام کے صفحہ ۲۴

میں لکھتے ہیں کہ سنہ ۱۶۸ ہجری میں علویوں نے علم مدینہ میں استقلال بلند کیا اوس ہنگامہ میں ادریس بن عبد اللہ محض بن حسن مثنی بن حضرت امام حسن علیہ السلام تھا۔ جو ہنگامہ فرو ہو جانے پر ملک مصر کی جانب بھاگ گیا تھا۔ وہاں سے مقام مراکو پہنچکر متصل سیوٹہ کے خود مختار ہو گیا تھا۔ اسکے سلدر شہر طنجا اور عالہ مرقوم تھے۔ سنہ ۳۶۰ عیسوی کے قریب ادریسی سلطنت منتہائی کمال تک پہونچگئی پھر رفتہ رفتہ اوسمیں زوال آتا گیا یہاں تک کہ سنہ ۳۷۵ھ میں اس سلطنت کا خاتمہ ہو گیا تیرہ نفر بادشاہت ملک مغرب میں کر چلے۔ ہارون رشید نے سنہ ۱۸۴ھ میں ابراہیم ابن اغلب کو گورنر مقرر کر کے بھیجا۔ مگر ابراہیم نے ادریسیہ کی خود مختاری میں مداخلت نہ کی اور خاندان اغلب خود مختار ہو گیا انکی سلطنت بڑی عروج پر رہے۔ ملک مراکو میں گیارہ بادشاہ رہے۔ ان کا شجرہ نسب اوپر بھی مذکور ہو چکا ہے۔ مگر دوسری تاریخ میں اسطرح لکھا ہے کہ یحییٰ رابعہ بن سید ادریس بن سید حسن بن سید ادریس بن عمر علی ثانی بن عمر بن ادریس ثانی بن یحییٰ ثالث بن قاسم بن ادریس ثانی بن یحییٰ ثالث بن قاسم بن ادریس ثانی اور یحییٰ ثانی بن حسن یحییٰ بن احمد علی بن احمد بن ادریس ثانی بن ادریس بن سید عبد اللہ محض بن حسن مثنی بن امام حسنؑ اور تاریخ شجرات فرمانروایان عرب اسلام میں لکھا ہے کہ اماماں رشیدیہ سنہ ۲۸۰ ہجری سے لے کر تا سنہ ۱۰۰۷ ہجری فرقہ زیدیہ کی مورث علی سید ہادی یحییٰ امام بادشاہ ہوا۔ یحییٰ قاسم اسی کا پوتا تھا۔ جس نے مامون رشید خلیفہ عباسی کے زمانہ میں علم استقلال بلند کیا تھا۔ اسکے خاندان میں ملک یمن کی امامت اب تک چلی جاتی تھی۔ بیشتر اماموں کا صدر مقام سعدا تھا۔ لیکن وہ اکثر مقام سنا پر بھی متصرف ہو جاتے تھے۔ یمن کی امامت جس کا دار الخلافہ سنا تھا۔ ایک شاخ سعدا رشیدیہ کی کیونکہ بانی سنا قاسم منصور اللہ یوسف مناد اور ہادی یحییٰ بانی امامت تھے۔ اور سعدا کی نبیرہ کی اولاد سے ابتک اوسی خاندان کی حکومت ہے۔ سنہ ۱۰۰۶ ہجری میں قاسم منصور بادشاہ ہوا اسکے بعد سنہ ۱۰۲۹ ہجری میں مؤید احمد ہوا اور سنہ ۱۰۴۵ھ میں شاہ اسمٰعیل ہوا اسکے بعد سنہ ۱۰۸۷ھ میں مجید محمد مہدی احمد بادشاہ ہوا اسکے بعد سنہ ۱۰۹۲ ہجری میں ہادی محمد بادشاہ ہوا اسکے بعد سنہ ۱۰۹۵ھ میں محمدؐ قائم مقام ہوا انکے بعد اس کا بیٹا سنہ ۱۱۲۶ھ میں ناصر محمد جانشین ہوا اسکے بعد ان کا پسر سنہ ۱۱۲۸ھ میں قاسم مہدی محمد قاسم بادشاہ ہوا اسکے بعد سنہ ۱۱۳۹ ہجری میں منصور حسین بادشاہ ہوا ان کے بعد سنہ ۱۱۴۰ ہجری میں ہادی مجید محمد قائم ہوا انکے بعد سنہ ۱۱۶۰ ہجری میں منصور کرم بادشاہ انکے بعد انکا پسر سنہ ۱۱۹۰ ہجری میں مہدی عباس بادشاہ ہوا یہ منصور سادات عظام ہیں +

اماماں سادات اسعد ارشیدیہ کا شجرہ نسب ہے

تاریخ شجرات فرمانروایانِ اسلام قاسم رشید ترجمان الدین ان کے چار پسر تھے۔ محمد اور عبداللہ اور ہادی یحییٰ اور حسین محمد ان کے تین پسر ابراہیم اور عبداللہ اور قاسم انکے پسر احمد ان کے پسر اسماعیل انکے پسر احمد ان کے پسر قاسم انکے پسر عبداللہ سید محمد ابن رشید دوسری پسر عبداللہ کے فرزند علی ان کے پسر قاسم منصور انکے پسر عبداللہ انکے دو پسر مہدی حسین اور جعفر بالا عبداللہ ابن قاسم رشید ان کے پسر یحییٰ ان کے عبدالرحمان انکے پسر ابوہاشم حسین ان کے پسر حمزہ انکے پسر سلیمان ان کے پسر حمزہ انکے پسر دو عماد الدین یحییٰ و عبداللہ منصور انکے دو پسر معین الدین احمد اور عزالدین ناصر اب تیسرے ہادی یحییٰ بن قاسم رشید مذکورہ بالا ان کے دو پسر ناصر احمد و عبدالقاسم محمد مرتضےٰ ان کے پسر عبدالحسین و ہادی یحییٰ ہر دو لاولد اور ناصر احمد ان کے تین پسر قاسم مختار و علی و یحییٰ ان کے پسر یوسف منادی لاولد اور انکے پسر محمد انکے پسر سلیمان ان کے پسر احمد متوکل اور قاسم مختار بن ناصر احمد انکے پسر محمد انکے پسر عبداللہ انکے دو پسر محسن محمد اور احمد انکے پسر دو بدر الدین محمد اور شرف الدین یحییٰ محسن محمد ان کے دو پسر نجم الدین اور یحییٰ منادی قاسم رشید کا چوتھا پسر حسین لاولد سعد اسنا کے ہر دو گرہ کا شجرہ نسب ابتدا سے ایک ہی۔

تاریخ شجرات فرمانروایان اسلام میں لکھا ہے کہ شرفائے مراکو اب تک حکمران ہیں ۹۵۱ھ سے تا ۱۳۳۱ھ تک مراکو کی موجودہ فرمانروا خاندان کا خطاب شریف ہے۔ یہ اپنے آپ کو حضرت فاطمہؓ کے بڑے بیٹے امام حسنؓ کی اولاد بتلا کر خاندان حضرت محمدؐ سے ہونیکا دعوےٰ کرتے ہیں شرفا سادات نے ۱۵۱۵ء میں تارودنٹ فتح کیا۔ بعدہ مراکو اور فیض پر مسلط ہوئے۔ لیکن درحصل انکی باقاعدہ سلطنت کا زمانہ ۹۵۱ھ ہجری سے شروع ہوتا ہے۔ جسنے اور فلانے شرفا سادات میں تقسیم ہو گیا۔ چنانچہ چھ سال تک ان دونوں میں ہنگامہ اور فساد کا بازار گرم رہا ان کو حسد و سابق میں زیادہ تر دہی تھے۔ جواب ہیں۔ لیکن بااوقات شریف مراکو کی خلاف مقام فیض میں بھی ایک شریف نمودار ہوتا ہے۔ شرفا مراکو آپ نے آپ کو خطاب خلیفہ کا وارث قرار دیتے ہیں۔ جسنے شرفا اول ۹۵۱ھ ہجری میں محمد اول بادشاہ ہوا اسکے بعد ۹۶۵ھ میں عبداللہ بادشاہ ہوا اسکے بعد ۹۸۱ھ میں محمد ثانی بادشاہ اور ۹۸۳ھ میں عبدالملک اول بادشاہ ہوا

اور اسکے بعد سنہ ۹۸۴ھ میں ابوالعباسی احمد اول منصور شیخ بادشاہ ہؤا اسکے بعد سنہ ۱۰۱۲ھ میں بادشاہ ہوا ابوالفارس اسکے بعد سنہ ۱۰۱۶ھ میں زیدان بادشاہ ہؤا اسکے بعد سنہ ۱۰۳۱ھ میں عبدالملک ثانی بادشاہ ہؤا۔ اسکے بعد سنہ ۱۰۴۰ھ میں ولیدبادشاہ ہؤا اسکے بعد سنہ ۱۰۴۵ھ میں محمدؐ ثانی بادشاہ ہوا اسکے بعد سنہ ۱۰۶۹ھ میں احمد ثانی بادشاہ ہؤا دیگر سلسلہ سادات حسینی شرفا فلالی سنہ ۱۰۷۵ھ سے لیکر تا سنہ ۱۲۹۰ھ تک رشید بن شریف بن علی اسکے بعد اس کا پسر سنہ ۱۰۸۳ھ میں اسماعیل بادشاہ رہا اسکے بعد سنہ ۱۱۳۹ھ احمد بادشاہ رہا اسکے بعد سنہ ۱۱۴۱ھ میں عبداللہ حاکم ہؤا۔ اور اسکے بعد سنہ ۱۱۷۱ھ تک محمد اول بادشاہ رہا اسکے بعد سنہ ۱۲۰۴ھ تک بایزید پارسا حاکم رہا۔ اسکے بعد سنہ ۱۲۰۶ھ تک ہشام بادشاہ ہؤا اور اسکے بعد سنہ ۱۲۰۹ھ تک سبحان بادشاہ رہا اسکے بعد سنہ ۱۲۳۸ھ تک عبدالرحمان حاکم رہا اسکے بعد سنہ ۱۲۷۲ ہجری تک محمد ثانی بادشاہ ہؤا اسکے بعد سنہ ۱۲۹۰ھ تک سید حسن بادشاہ رہا گیارہ بادشاہ ہوئے۔

تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے اسلام میں لکھا ہے کہ اب تک وہاں سادات حکمران ہیں۔ اور وہاں کے موجودہ بادشاہ کا نام عبداللہ شاہ ہے اس ملک کے آدمی نہایت قوی اور سُرخ سفید ہوتے ہیں اور قدیم اسلام کی خلافت یہ سلطنت نشانی ہے اسلئے یہاں کے بادشاہ کو اہلِ یورپ شہنشاہ کہتے ہیں اس ملک کی وسعت پارس کے برابر ہے۔ جغرافیہ کل زمین دنیا کی پیمائش کی رُو سے چار کروڑ پچانوے لاکھ ساٹھ ہزار مربع میل ٹھہر کر پانچ حصوں پر تقسیم ہے۔ یورپ۔ ایشیا۔ افریقہ۔ امریکہ۔ اوسٹیتیا اور زمین مقبوضہ اہل اسلام ایک کروڑ باون لاکھ نوے ہزار ہے اور باقی سب عیسائی ہیں۔ جملہ سادات ابتدا میں حسینی حسنی بالاتفاق تھے۔ جو جو ملک انہوں نے مسخر کیا تھا۔ ائمہ طاہرین کی مصلحت سے علیحدہ ہو کر فتح کیا تھا۔ خواہ زید بن امام حسنؑ کی اولاد سے ہوں۔ خواہ ادریس بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ سے ہوں۔ خواہ امام حسینؑ کی اولاد سے ہوں سید عبداللہ محض کے دو فرزندوں محمد نفس زکیہ اور ابراہیم نے منصور دوانقی کے وقت خروج کیا تھا۔ اور ادریس بھاگ کر ملک مغرب میں تشریف لے گئے۔ ان کی اولاد سے ہادی یحییٰ جو فرقہ زیدیہ کے امام پیشوا بنے تھے۔ اور مذہب شیعہ کو ترقی دی تھی۔ اور تیسرے پسر سید موسیٰ الجون تھے۔ انکے عبداللہ ثانی تھے۔ ان کے پسر موسیٰ ثانی تھے انکے پسر ابوبکر داؤد تھے۔ ان کے پسر شرف الدین محمد تھے۔ ان کے پسر یحییٰ زاہد تھے۔ انکے پسر عبدالکریم تھے۔ ان کے پسر موسیٰ دوست خدا تھے۔ انکے پسر ابو محمد صالح تھے۔ ان کے پسر تھے۔ سید عبداللہ و سید عبدالقادر تذکرۃ السادات میں سید عبدالقادر بن ابو محمد صالح بن موسیٰ لکھا ہے۔ اور تذکرۂ اولیاء ہند میں عبدالقادر بن ابی صالح بن موسیٰ لکھا ہے اور صاحب

تاریخ یافعی تحریر کرتے ہیں۔ کہ نام اس قصبہ کا جیل تھا۔ نہایت پُر فزا اور آب و ہوا اسکی معتدل تھی۔ ملک گیلان میں کوہ جودی کے قریب تھا۔ اور بغداد سے سات یوم کا راستہ لکھا ہے اور ولادت عبدالقادرؓ کی بمقام جیلان شب اول ماہ رمضان ۴۷۱ھ میں ہوئی۔ اور ۱۱ ربیع الاول ۵۶۱ھ ہجری کو وفات پائی۔ اور مزار آپ کا بعض سادات کہتے ہیں۔ قصبہ جیلان میں ہے اور فرقہ اہلسنت کے تمام لوگ اور جو سادات عظام جو آنحضرت کی اولاد کہلاتے ہیں۔ اور اہل شیعہ بھی حسب بالاتفاق ہیں۔ کہ مزار سید عبدالقادر اعلی اللہ مقامہٗ کی شہر بغداد مدرسہ شیخ ابوسعید میں ہے۔ سیّد عبدالقادر اور شیخ عبدالقادر میں البتہ اختلاف پایا جاتا ہے سیّد عبدالقادر صحیح نسب سادات حسنی سے ہیں۔ قصیدہ غوثیہ میں آنحضرت نے اپنا نسب ظاہر کر دیا ہے۔ اور شجرہ نسب سے آپ کا سادات حسنی میں درج ہے۔ تذکرہ اولیا اللہ جلد سوئم میں آپکا سلسلہ نسب اس طرح درج ہی سید عبدالقادر خلف سید ابی صالح بن سید عبداللہ جیلی بن سید یحیٰی زاہد بن سید محمد بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن عبداللہ ثانی بن سید موسیٰ الجون بن عبداللہ محض بن سیّد حسن مثنیٰ بن حضرت امام حسنؑ۔ اور سید عبدالقادر کے دس فرزند بھی تذکرہ اولیاء ہند میں لکھے ہیں۔ انکے اسماء یہ ہیں۔ سیّد عبدالوہاب و سید شرف الدین و سید عبدالعزیز و سید عبدالجبار و سید عبدالرزاق و سیّد ابراہیم و سیّد محمد و سیّد یحییٰ و سیّد موسیٰ ابونصر۔

حضرت امام حسنؑ کی اولاد سے بجز دو فرزند نکے دوسروں کی نسل نہیں ہوئی سیّد زید اور سیّد حسن مثنیٰ یہ ہر دو برادر صاحب اولاد ہوئے ہیں۔ اور انہیں کی اولاد سے سادات حسنی ہیں۔ صرف سیّد حسن مثنیٰ کی نسل ہندوستان میں پائی جاتی ہے سیّد ابراہیم بن حسن مثنیٰ کی اولاد ہندوستان میں کم ہے اور سید موسٰے بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ انکی اولاد ہندوستان میں بسیار ہے۔ سادات قطبیہ جالبس اور نصیر آباد وغیرہ اور سادات سکنہ دہلی اور بدایوں اور کڑا وغیرہ اولاد سید قطب الدین سے ہیں۔ اور سادات جون پور سید علاؤالدین محمد سے ہیں۔ اور سادات رودلی اولاد سیّد حیدر سے ہیں۔ تمام ہندوستان اور پنجاب میں کشمیر پشاور تک اولاد سیّد عبدالقادر سے ہیں۔ اور اہل شیعہ شیخ عبدالقادر کی سیادت کے قائل نہیں ہیں۔ کتاب زیدیہ قنوجی میں لکھا ہے۔ کہ یہ عجمی تھے۔ انہوں نے دعوٰی سیادت نہیں کیا۔ پوتا ابو صالح انساب نے دعوٰی سیادت کا کیا الا اس وقت کی نسابوں نے شہادت

نہیں دی ہے۔ اور بحوالہ غیاث اللغات بیان کیا ہے۔ کہ یہ صاحب ماہر علم موسیقی تھے اور بحوالہ
کتاب غنیۃ الطالبین قادری لکھا ہے۔ الاکثر سبب نسب میں آپ کا سلسلہ سادات حسنی میں
ہے۔ واللہ اعلم اور سادات اور بہار فرزندانِ سید فضل اللہ معروف بہ سید گوسائیں سے ہیں۔
اور سادات کورہ فرزندانِ سید جلال الدین سے ہیں۔ اور سادات دہلی اور پنڈدن بیانہ اولاد
سید عماد الدین سے ہیں۔ اور سادات نصیرآباد اور رودلی اور چندہار اور اچھوہ اور کودیں اور
ملتی اور منعم آباد اور راجپور اور رسولپور اور کرادلی اور کرلی اور ٹپنہ ماچھرا اور گوالیار اور دہلی اور
ہسوہ اور سادات بیجاپور فرزندان سید محمود سے ہیں۔ اور رودلی چندہار اولاد سید علیم اللہ
سید احمد سے ہیں۔ اور سادات مالنی پوری اولاد سید احمد سے ہیں۔ اور سادات فتح پور اولاد سید
صالح سے ہیں +

باب پنجم سید الشہدا

در تذکرہ حضرت امام حسین علیہ السلام اسماء و کنیت و القاب و اعقاب و تاریخ ولادت و تاریخ وفات

اے مومنین فضائل اور بزرگی اور قدر و منزلت جناب امام حسینؑ کی انسان سے کب ادا ہو سکتی ہے
ہے۔ اور صبر رضا آپ کا مشہور ترین ہے کہ ابتدائے خلقت آدم تا ایندم کسی نبی اور پیغمبر یا رسل
سے ہوا ہے۔ نہ کسی شخص سے تا قیامت ہوسکیگا۔ چنانچہ راوی نے لکھا ہے۔ کہ جب خدا کو خلقت
آدم کی منظور ہوئی۔ تب ارواح تمام انبیاء اور اولیاء کو جو علمِ آلہی میں تھے۔ جمع فرمایا۔ اور
معرکہ کربلا کہ جس کا کل حال اظہر من الشمس ہے دکھلا کر فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی روح اس
بار کا اوٹھانا منظور کرے۔ تو میں خلقتِ آدم کو پیدا کروں۔ کیونکہ بعد پیدائش بنی آدم
سے گناہ کبیرہ و صغیرہ سرزد ہونگے۔ تو حامل ان مصائب کا شفیع گنہگاران بنی آدم ہوگا
نہ سب دوزخ میں جائینگے۔ بس لبسماعت ان کلمات کے جو پردہ قدرت سے ظاہر ہوئے

تھے۔ جب خطاب عالم بالا سنکر جو تفصیل وار ہر ایک دیکھ چکا تھا۔ تاب نہ رہی۔ سب خاموش اور
سر جھکائے رہے۔ پس جسوقت سوائے نور کرامت جناب سید الشہداء فی حالِ انبیاء اور کا معائنہ فرمایا
بجز سکوت کوئی جواب نہیں دیتا۔ تو تصور فرمایا ایسا نہو کہ بوجہ توقف جواب سکوت کی خلقت
دم ملتوی رہی یہ سوچکر آپ کے نور مبارک نے جماعت انبیاء اولیاء سے باہر قدم رکھا اور ہمراہ آپ
کے نور اُن اصحاب کا جو کربلا معلّیٰ میں موجود تھے۔ برامد ہُوا۔ تاریخ الائمہ سے

پرتو فگن جو عارضِ پُر نُور ہو گیا ساراوہ نُور دشت سے معمور ہو گیا

اسوقت کہ تمام انوار قدسیہ نے روشنی آپ کے نور کے ملاحظہ فرمائی۔ تو ہر ایک متحیر و ششدر ہو
گیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ یہ نُور عجب جوانمرد صاحب حوصلہ ہے۔ کہ معہ قبائل اور بچوں کے بمقابل لشکر
کثیر اصحاب قلیل کو لیکر یہ صدمہ اوٹھانے آیا ہے۔ اور خریدار بلا کو راضی ہے۔ الغرض جناب
شہید کربلا نے بمقابلہ اس لشکر کے آکر اول نصیحت اور ہدایت فرمائی۔ وہ گمراہ راہ
پر نہ آئے۔ تب لڑائی شروع فرمائی۔ آخرش ناظران سب کا خون بہہ گیا۔ تنہا غریب قتل
گاہِ میدان میں رہ گیا۔ یہ حالت دیکھ کر ہر ایک انگشت بدندان تھا۔ اور آپ کی جوانمردی اور صبر شکر
دیکھ کر تعجب کرتا تھا۔ جبکہ وہ امام کون و مکان تنہا رہ گیا۔ تو پھر خیمہ اطہر میں گیا اور مخدرات
عصمت سے رخصت اخیر چاہی۔ احوال اسوقت کا تمام اہلِ حرم آپ کے قدموں سے لپٹے ہوئے
تھے۔ اور بآواز بلند کہتے تھے۔ کہ یا مولا ہم کو اس دیار ناہنجار میں تنہا چھوڑ کر نہ جائیے بعد آپکے
یہ ظالمان ہر قسم کے ستم اور جفا کرینگے۔ تو ہمارا فریادرس کون ہوگا۔ بجواب اہلحرم کے آپ
ہر ایک کو تشفی دے کر فرماتے تھے۔ کہ مقام صبر شکر ہے۔ کہ آج مجھ کو خدا نے وہ صبر عطا فرمایا ہے
کہ میں نے وہ گراں بار اوٹھایا ہے۔ جو کسی پیغمبر اور نبی کے نور نے نہ اوٹھایا نہ اوٹھ سکا یہ فرماکر
آپ رخصت ہُوئے۔ پیدائشِ آدم بوجہ اوٹھانے بار شہادت امام حسین کے ہوئی اور ایک
لاکھ اسی ہزار پیغمبر اولاد حضرت آدم ابوالبشر اول میں پیدا ہُوئے۔ بعدان سب کے ہمارے
نبی وہینے محمد صلعم کا نور کرامت ظہور عالم شہود میں آیا۔ اور صلب نبی آخر الزمان سے جناب
فاطمہ پیدائش ہو کر قدوم میمنت لزوم سے زمین رشکِ گلزار ہُوئی۔ اور خداوند نے اس
معصومہ کا عقد ساتھ اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب سے کیا۔ آسمان پر معہ جماعت
فرشتوں کے پڑھایا۔ اور آپکے بطنِ مطہر سے امام حسنؑ و امام حسینؑ پیدا ہوئے۔ کہ جب وقت
تولد اس امام کون و مکان کا پہنچا۔ تو بحکم ربّ جلیل ایک حور سردار حوران بہشت لعبہ نام

معہ ستر ہزار حوران جنت دولت سرائے بنت محمد صلعم میں آئے۔ رب الجلیل جبرائیل نے آکر فرش استبرق کا بچھایا اور باجازت جناب فاطمہ لعبہ مع حوران مثل خادمہ کے آکر کھڑی ہوئیں اور آب آفتابونمیں تسنیم سلسبیل کا ہاتھوں میں موجود تھا۔ غسل کے لئے بعد غسل تولد لعبانی مولا کو کنار اقدس جناب فاطمہؑ میں دیا اس وقت اور اسماء طیب جو کتب مبسوطہ سے پائے جاتے ہیں۔ یہ فقیر تحریر کرتا ہے وہ یہ ہیں۔

حسینؑ عرب میں قتل زاد توریت میں شبیر عبرانی میں جوسن انجیل فرنگیاں میں اعظم تار کتاب ہندؤں میں اندکش وید براہمہ کہتے ہیں۔ نیک بخت جوب سعید قتیل غریب فصیح بلیغ زکی سخی۔ حبیب سید طاہر امام تقی نقی زاہد محامد مجاہد بشیر نذیر قدیر طیب حامد منذر مبارک معصوم قریشی عربی ہاشمی مکی مدنی بطحی مرتضیٰ۔ مصطفیٰ۔ مجتبیٰ محمود۔ ودود ابن الفاطمہؑ ابن ابوتراب غازی۔ حاجی۔ قاسم۔ علوی یسا لمی محب محبوب حب الورٰی مجیب مرغوب مرابط مقبول سبط۔ مطہر۔ مسعود۔ شہود۔ مقصود بصیر مبصر شریف امیر صاحب ناطق نورالحق سراج متین شجاع منیب عافی والی رقیب عابد واجد متقی۔ عادل باذل سخی باقی حارث فاضل مکرم حریص کامل بلیغ رفیع۔ رؤف۔ جمیل خالص۔ مخلص جلیل جمال مذکور ذاکر مکمل مصلح امیر عرب مصالح میمون مامون۔ معروف اور اکثر آپ کے جھولا جھلانے کو جبرائیل آتے تھے۔ اسم مبارک حسین کنیت ابو عبداللہ لقب سید الشہدا والد بزرگوار حضرت علی ابن ابیطالب اور والدہ ماجدہ فاطمۃ الزہرا بنت حضرت محمد مصطفیٰ اور تاریخ ولادت پنجشنبہ پنجم ماہ شعبان ۴ھ ہجری المقدس مقام ولادت مدینہ منورہ بادشاہ وقت ہرمز بن نوشیروان عدد ازواج پنج سوائے کنیزان عدد اولاد ہشت ذکور اور اناث مدت عمر پنجاہ ہفت سال مدت امامت دہ سال روز وفات عبارت مہر نگین ان اللہ بالغ امرہ شہادت جمعہ تاریخ دہم ماہ محرم الحرام سال وفات ۶۱ھ مکان قتل دشت ماریہ کربلا معلّٰی بامر یزید پلید شمر شریر شہید کردہ بادشاہ وقت یزید ابن معاویہ بروزن ہادیہ اسمہائے فرزندان امام علی زین العابدینؑ دو شہزادہ علی اکبرؑ شہید اور علی اصغرؑ شہید و عبداللہ و جعفر و محمد صغیر فوت شد کتاب لوائح الاحزان میں شش فرزند لکھے ہیں۔ اور کتاب گلزار جنت میں چار دختران لکھی ہیں۔ حضرت المومنین حسینؑ کے فضائل اور مناقب ہر دو برادران کے اوپر درج ہو چکے ہیں۔ جسقدر محبت الفت جناب رسول خدا امام حسنؑ سے تھے۔ ویسے امام حسین سے تھے۔

مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۶ میں حدیث ہے۔ اوس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ فرمایا جناب رسول خدا نے کہ جو لڑے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ سے اس سے لڑنیوالا ہوں اور جو صلح کرے ان سے اس سے میں صلح کرنیوالا ہوں۔ یہ حدیث ترمذی سے نقل ہوئی ہے۔ جو لوگ لڑے حضرت علیؑ سے وہ لوگ رسول خدا سے لڑنیوالے ضرور قرار پائینگے۔ اور جو لڑے امام حسنؑ حسینؑ سے وہ بھی مطابق اس حدیث صحیح کے رسولِ خدا سے لڑنیوالے قرار پائینگے۔ رسولِ خدا سے لڑنیوالا مسلمان نہیں ہوسکتا۔ نقل از کتاب قول فیصل۔ سورۂ احزاب ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لہم عذاباً مبینا۔ تحقیق جو لوگ کہ ایذا دیتے ہیں اللہ کو اور اسکے رسول کو لعنت کی ہے اللہ نے اُنکو دُنیا اور آخرت میں اور تیار کیا ہے واسطے ان کے عذاب خوار کرنیوالا بعد شہادت امام حسنؑ معاویہ نے یزید کو ولیعہد کیا۔ اور اُمت نے اجماع کرکے خلیفہ مقرر کیا۔ تو اوسنے شراب خواری اور زنا اور لواطت اور حقیقی بھائی بہین کا عقد جاری کیا اور خلافِ شریعت خود بھی عمل کیا کرتا تھا۔ اور اُمت سے بھی عمل کراتا تھا۔ میں نے بنظر اختصار اُن واقعات کا لکھنا قصداً ترک کردیا۔ کہ جو کچھ خلافِ شریعت وفات رسولخدا کے بعد عملدرآمد ہوا۔ اس فقیر حقیر کو نجات اُمت کا ذریعہ تبلانا منظور ہے خلافت یزید کے مختصر بیان کرکے ذریعہ نجات ظاہر کردونگا۔ قول فیصل صفحہ ۳۱۲۔ اگر واقعہ شہادت امام حسینؑ ہوتا۔ تو زمانہ خلافت یزید میں احکام شریعت تمام نیست و نابود ہو جاتی۔ جناب بعد محمدؐ کے کوئی نبی پیدا ہونیوالا نہیں تھا۔ کہ بنی آدم کی رہنمائی کرتا بدیں وجہ شہادت امام حسین کی مخالفت اور دین اسلام کے استحکام اور بندگانِ خدا کی رہنمائی کا ایک مستحکم ذریعہ قرار پایا جو تا قیامت قائم رہیگا۔ امام حسین نے حفاظت شریعت اور استحکام دین اور رہنمائی خلائق کے واسطے اون مصائب کو اپنے اوپر گوارہ کیا۔ جو ابتداء پیدائش دنیا سے آجتک بجز امام حسین اور رفقاء حسینؑ اور عزیزان حسینؑ اور اہلبیت حسینؑ کسی فرد بشر پر نہیں گذری لہذا پروردگار عالم نے اُن مصائب کا عوضہ یہ عطا فرمایا۔ کہ جو لوگ شہادت امام حسینؑ کو نجات عقبےٰ سمجھ کر ذکر مصائب کرتے ہیں۔ اور ذکر مصائب سنکر گریہ اور بکا باین خیال کرتے ہیں۔ کہ افسوس عاشورہ محرم کو زمین کربلا پر موجود نہ ہوئے۔ کہ فرزند رسول کی اعانت کرتے اس خیال کے سبب تمام گناہ ان کے عفو ہوتے ہیں۔ اور رحمت الٰہی اوسپر نازل ہوتی ہے۔ اور وہ نجات پاتے ہیں۔ اور فشار قبر اور عذاب دوزخ اور منزل پلصراط کے مشکلات اور قیامت کی مواخذہ سے

وہ محفوظ ہو کر داخل جنت ہوتے ہیں ۔ اسوجہ سے کہ جس دین اور جس شریعت کے استحکام کے لیے امام
حسینؑ نے مصائب عظیم گوارہ کرکے درجہ شہادت قبول کیا ۔ اور یہ شہادت باعث شفاعت اُمت ہوئی۔ اور
امام حسین کے عدم اعانت کے سبب جو لوگ نالہ و فریاد کرتے ہیں ۔ اور افسوسناک ہوتے ہیں وہ باغ اسلام
کے تر و تازہ رکھنے والے ہیں اور وہی لوگ اصلی مسلمان امام حسین کے محب اور جناب رسول خدا کی
امت ہیں ۔ اور انہیں کی شفاعت کے لیئے امام حسینؑ نے شہادت قبول فرمائی بدیں وجہ محبان بعوض
خون حسینؑ صرف محبت حسینؑ کی سبب ہر مواخذہ سے پاک صاف ہوکر بوجہ نزول رحمت الٰہی
نجات پائینگے ۔ پس رحمتِ الٰہی کے واسطے سبب کی ضرورت ہے ۔ اور نزولی رحمت کا سبب
ظاہر یہ ہے ۔ کہ امام حسینؑ بعد امام حسنؑ اس دنیا میں محافظِ شریعت اور دینِ اسلام تھے اس حفاظت
میں اپنی جان اور مال عزیز اور رفیق یہانتک کہ اپنا ششماہا بچہ راہِ خدا میں نثار کر دیا اور انواع
اقسام کے مصائب برداشت کیئے ۔ تین روز کی بھوک پیاس میں اپنا گلا کٹایا اور مطلق اضطراب
نہ ہوا ۔ ایسی فرمانبرداری اپنے معبود کی ابتداء پیدائش دنیا سے آجتک کسی بندۂ خدا نے نہیں
کی ۔ اور معاوضہ اس فرمانبرداری کا یہ ہوا ۔ کہ جو شخص دل سے امام حسینؑ کی محبت کریگا اوسپر
رحمت الٰہی نازل ہو گی اور بوجہ رحمت الٰہی کل گناہ صغیرہ و کبیرہ معاف ہونگے ۔ اور وہ نجات
پاکر داخل جنت ہوگا ۔ اور امام حسینؑ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ ان کی محبت باعثِ نزولِ رحمت
قرار پائی ۔ کہ جس سے تمام گناہ متقدمین کے عفو ہو جاتے ہیں ۔ پس نزولِ رحمت کے واسطے
ایسے معقول سبب کی ضرورت ہے ۔ کہ جس سے عدالت میں نقص بھی واقع نہ ہو اور گنہگار
بسبب رحمت الٰہی مستحق نجات بھی ہو جاوے ۔ اور پیدایش بہشت کا فعل عیب نہ پڑے بسبب
نزول رحمت کا مخالف عدول نہیں مخالفانِ اہلبیت جو دعوٰی نجات کا رحمتِ الٰہی پر دارومدار
کرتے ہیں ۔ اسکے واسطے کوئی سبب معقول بیان نہیں کرتے ۔ اگر کہتے ہیں ۔ تو اسیقدر کہ بوجہ
اقرار توحید اور نبوت اور ہونے مسلمان اور پڑھنے کلمہ کے خدا اپنے حبیب کی تصدیق میں
بخشدیگا ۔ کیونکہ کلمہ گو کی نجات کا وعدہ ہے ۔ اگر یہ عذر ان کا قابل قبول سمجھا جاوے تو
قاتلانِ امام حسینؑ اور دشمنانِ آل بھی قابل نجات قرار پائینگے ۔ اور خارجی اور ناصبی اور رافضی
کُل فرقہ ہائے اسلام قابل نجات ہو جاوینگے ۔ کیونکہ مُسلمانوں کے کُل فرقہ کلمہ گو ہیں تو اس
حالت میں رسول خدا کی وہ حدیث جو متفق علیہ ہے کہ میری امت کے تہتر فرقہ ہونگے
ان میں سے ایک ناجی ہوگا باقی بہتر فرقہ دوزخ میں جائینگے ۔ اور دشمنان آلِ رسول کے دوزخی

ہونے کی اور منافقین کی دوزخ جانیکی جو قرآن اور حدیث میں خبر ہے۔ انکی تکذیب لازم آویگی
اصلی حقیقت اس دھوکا کھلنے کی یہ ہے۔ کہ بعد وفات رسولخدا لوگوں نے علی ؑ سے انحراف
کیا۔ تو بعض لوگوں کے دِلوں میں محرومی نجات کی خدشات پیدا ہونے لگے۔ لہذا تالیف
قلوب کے لیئے بے سرو پا قصتہ بنائے گئے۔ اور لغو حدیثیں تصنیف ہوئیں۔ خیریت ہوئی احادیث
کے تصنیف کرنے والے جاہل تھے۔ انجام پر غور نہ کرتے تھے۔ دفع الوقتی کے واسطے جو دل
میں آتا تھا۔ رسول کی جانب منسوب کرکے لکھدیا کرتے تھے۔ تاریخ ابن خلکان ترجمہ ابو عبدالرحمان
نسائی امام نسائی کو شامیوں نے بوجہ اظہار فضائل حضرت علیؑ مار ڈالا تھا۔ جب امام نسائی کو
قتل کر ڈالا۔ جسکے خوف سے سب لوگ ساکت تھے۔ محبوں کو تقیہ کرنا پڑا جو لوگ تقیہ کو
بُرا کہتے ہیں۔ وہ شامیوں کے شریک ہوگئے تھے۔ حضرت علی اور اولاد علی پر تبرّا کرتے تھے
اس رسم نے یہاں تک استحکام پایا کہ جب مومن مجالس میں فضائل حضرت علیؑ بیان کرتے ہیں
اور مقابلہ فضائل حضرت علیؑ کی وُہ فضائل شیخ عبدالقادر کے بیان کرتے ہیں
اور مصائب آلِ رسولؐ جو محب بیان کرکے گریہ وزاری کرتے ہیں۔ عدُو اسکے جواب میں
مجالس رقص وسرود برپا کرکے حال قال میں مصروف ہوتے ہیں۔ محبانِ خاندانِ
نبوت مجالس عزا کو عبادت بتلاتے ہیں۔ اور دشمنانِ مجلس حال وقال کو جسمیں رقص وسرود
ہوتا ہے۔ داخل عبادت بتلاتے ہیں۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ١٩٨ سے ثابت ہے۔ کہ حضرت علیؑ کے
دشمن بکثرت تھے۔ اور متلاشی کہ اونپر کوئی عیب لگایا جاوے۔ جب کچھ نہ پایا تو خوش طبعی
کا عیب لگایا۔ اگر حضرت علی ؑ کو بوجہ دشمنی خلافت سے ہتھی۔ محروم نہ کرتے۔ تو نوبت جنگ صفین
اور معرکہ کربلا کے نہ پہنچتے۔ نہ ایک مذہب اسلام کے مذہب مختلف قائم ہوتے اسلیئے باربار
رسولِ مختار نے فرمایا۔ کہ علی کا دشمن میرا دشمن ہے۔ میرا دشمن دشمنِ خدا ہے۔ باربار اس
تاکید سے آنحضرت کی غرض یہ ہے۔ کہ دینِ اسلام میں اختلاف نہ پڑنے پاوے اگر خاندان نبوت
میں خلافت رہیگی۔ تو دین میں اختلاف نہ پڑیگا۔ افسوس کہ اُمت نے حکمِ خدا اور رسول کی نافرمانی
کی اور اسلام کی قوت شوکت کو طمع دنیا میں پڑکر برباد کردیا۔ جسکے سبب سے ایک مذہب مختلف
فرقوں میں تقسیم ہوگیا۔ یہ فقیر حقیر سخت متعجب ہے کہ معتبرین علماء لکھ رہے ہیں۔ کہ دفات رسولخدا
کے بعد اہلبیت رسولخدا کی مخالف اصحاب نے اتفاق کرلیا تھا۔ کہ حکومتِ خاندانِ رسالت سے
علیحدہ کرلی جاوے اور حضرت علی ؑ تک خلافت نہ پہنچنے پاوے اور خاندانِ رسالت سے حکومت

کو نکالنے اور حضرت علیؑ کو خلافت سے محروم رکھنے کی غرض سے اہلبیت رسول کو سخت ایذا
پہنچائے گئے۔ اسپر بھی مخالف اہلبیت کی ایذا رسانیوں کو مومن اور پیشوا بتاتے ہیں اور
اسپر آمادۂ جنگ و جدال ہوتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اور خوف قیامت
سے بالکل نہیں ڈرتے۔ اور اسباب کا خیال نہیں کرتے۔ کہ خاندانِ رسالت سے جو براہ
دشمنی حکومت نکالی گئی۔ اُسی کا انجام اختلافِ مذہبی ہے۔ مگر اسپر خیال نہیں کرتے اس
بیان کی تاکید میں مسعودی کی مروج الذہب میں روایت ہے۔ صفحہ مسعودی ۱۶۶ اور کامل ابن
اثیر کی تاریخ کی جلد پنجم میں کہ کھڑے ہوگئے۔ حضرت مقداد فرمانے لگے کہ وفات رسولخدا کی
بعد جیسے ایذا انکی اہلبیت کو دیئے گئے اونکی مانند کوئی بشر مبتلائے ایذا نہیں ہوا ہیں کہا
عبد الرحمٰن بن عوف نے کہ تم کو اس امور میں کیا دخل ہے۔ جواب دیا مقداد نے کہ قسم خدا کی
ہم اہلبیت رسولخدا کے دوست ہیں یہ لوگ حق کے ساتھ ہیں۔ اور حق بیچ انکے ہے ای عبد الرحمٰن
تعجب ہے تو قریش کو غلبہ دے رہا ہے اور غیروں کو خاندانِ رسالتؐ پر فضیلت دیتا
ہے۔ اور افسوس تم کو اللہ کا ڈر نہیں ہے۔ تم لوگوں نے اتفاق کرلیا ہے۔ اسباب پر کہ وفات
رسولِ خدا کے بعد سلطنت خاندانِ نبوۃ سے نکال لو۔ اس مقام پر حجت اسلام امام
غزالی کی روایت بھی قابلِ غور ہے۔ جسکو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حجۃ البالغہ میں نقل
کیا ہے ترجمہ حجۃ الاسلام امام غزالی سے حجۃ البالغہ میں روایت ہے۔ کہ زمانہ خلفائے راشدین
کا ختم ہوگیا اور خلافت آگئی۔ اوس قوم میں کہ جن کو کچھ استحقاق نہ تھا۔ اور علم و اقتدار کا ان کو
حاصل نہ تھا۔ پس وہ خلفائے مضطرب ہو کر طالب اعانت فقہا کے ہوئے۔ اور باقی رہا علم علماء
میں مثل طور اور طریق صحابہ کے عمل حدیث پر بدوں قیاس کے اور اس زمانہ کے علماء نے
دیکھا۔ کہ عزت دولت خلفاء کی رضامندی ہے۔ یہ تو واسطے خوشنودی خلفائے غیر مستحقین کے
مسائل میں قیاس داخل کردیا۔ تاکہ بحث اور تغیر کو گنجائش ملے۔ امام غزالی کی شہادت سے
ثابت ہوتا ہے۔ کہ علما نے واسطے حصول دولت خلفائی وقت کے رضامند کرنیکو مسائل قیاس
داخل کرکے تقریریں شروع کیں۔ اور غیر مستحقین کو واسطے خوشنودی خلفاء وقت کے
مستحق ثابت کرنا شروع کردیا۔ انہیں عالموں نے بذریعہ قیاسات فرقہ ناصبی اور معتزلہ اور
خارجی اور ماتریدی اور اشعری کو مجموعہ کرکے تبدیل نام کھرلیا۔ اور ذریعہ قیاسات اسقدر
اسلام میں تغیر تبدل پیدا کردیا ہے کہ عوام الناس حق و باطل میں تمیز نہیں کرسکتے۔ گمراہی

میں پڑے ہوئے ہیں۔ اونہیں قیاسات نے اختلاف مذہبی کو ترقی دی اور جب لوگوں کو اپنے عالموں سے تقریروں میں ذریعہ قیاس بحث کی گنجائش ملی۔ تب ہر شخص کو حوصلہ ہوگیا۔ کہ جو دل میں آتا ہے قرآن اور حدیث کے معنے پیدا کرکے جاہلوں کو گمراہ کرتا ہے۔ اونہیں خوشامد کرنیوالے عالموں کی قیاسات نے دروازہ امام علیہم السلام کو معطل کر دیا تھا۔ اور خلق کو ان کی جانب رجوع نہ ہونے دیا تھا۔ اور خود امام نبی اور امام بنکر عزت اور دولت حاصل کرنے کے لئے اور اس عزت اور دولت نے ہر ایک شخص کو دعویدار امامت اور ولایت بنا دیا جو ہر قوم کے لوگ بکثرت امام بن گئے ہیں۔ اور مذہبی حنفی اور شافعی اور مالکی اور حنبلی جاری ہو گئے ہیں۔ اور پیری مریدی کے چرچے گھر گھر پھیل گئے ہیں۔ رقص سرود کی محفلیں بے تکلف جاری ہو گئیں یہ سارا نتیجہ اونہیں قیاسات کا ہے۔ جو حضرت علیؑ اور اولاد علیؑ کے حقوق کو ثابت نہیں ہونے دیتا۔

مشکوٰۃ شریف صـ۵۵۷ ترجمہ حدیث فرمایا جناب رسولخدا نے جو شخص تبرا یا دشنام کرے علیؑ پر اسنے مجھ پر کیا۔ ترمذی جلد دوم صـ۲۳۶ فرمایا جناب رسولخدا نے۔ کہ یا علی دوست تمہارا مومن ہے اور دشمن تمہارا منافق ہے۔ تاریخ الخلفا صـ۱۷۱ فرمایا جناب سرور کائنات نے کہ جسنے ایذا دی علی کو اسنے ایذا دی مجھ کو اور جسنے محبت کی علی سے اسنے محبت کی مجھ سے۔ ملل ونحل شہرستانی صـ۹ امام ابوالفتح عبدالکریم شہرستانی کتاب ملل ونحل میں لکھتے ہیں کہ امام مقرر ہوتا ہے اتفاق اور اختیار سے اور ہر شخص کی امامت قبول کی گئی ہے۔ اجماع امت کے سبب سے اسلیئے امامت معاویہ اور یزید ابن معاویہ اور ان کے بعد امامت مروان و اولاد مروان بھی واجب التسلیم ہے۔ دیوان حضرت علی صفحہ ۱۴۹ ان اشعار میں حضرت علی نے معاویہ کو ناری و سگ کہا ہے۔ شرح ابن ابی الحدید معتزلی جلد دوئم صـ۲۳۴ ترجمہ حدیث فرمایا جناب رسول خدا نے کہ معاویہ کی موت غیر شریعت پر ہوگی۔ اور فرمایا معاویہ ایک صندوق آتشی میں طبقہ جہنم میں ہوگا۔ سیرۃ المحمدیہ صـ۵۷۷ سنہ ۴۱ھ میں جو ابن عدی اور پانچ کس اصحاب رسول اللہ بجرم رفاقت علیؑ بحکم معاویہ قتل ہوئے۔ معاویہ کو حضرت علیؑ سے اس درجہ عداوت تھی اور شہادت امام حسین سنکر معاویہ اور اہل شام کو از حد خوشی ہوئی۔ اور تکبیریں کہیں۔ اور شہادت امام حسن سے یزید پسر معاویہ کو بدرجہا خوشی ہوئی اور مقلدان معاویہ یزید ابتک ان دونوں اماموں کی شہادت کو باعث خوشی قرار دیتے ہیں اور یوم شہادت کو عمدہ عمدہ پارچات زینت بدن کرتے ہیں۔ اور خوشبو لگاتے ہیں

اور ناچ تماشہ بغرض ادائے سنت یزید ومعاویہ دیکھتے ہیں۔ اس خوشی کا سبب یہی ہے کہ یزید نے خوشی کی تھی۔ اور خلافت یزید کو تسلیم کرچکے تھے۔ اسلیئے اپنے خلیفہ یزید ومعاویہ کی سنت کو ادا کرتے ہیں۔ اس عداوت کے نتیجہ میں براہ مکر دغابازی جنگ صفین واقعہ ہوئی اور اس دشمنی کے سبب چند کس نے حضرت علی کی خلافت کو قبول نہ کیا۔ پس امت نے امام وقت اور خلیفہ مطلق حضرت علی سے روگردانی کرکے اپنی مرضی سے خلیفہ بنایا۔ جن مسلمانوں کو آجتک مسلمان ہونے کا دعوٰے ہے۔ گویا دارومدار مذہب کا عداوت حضرت علی پر رکھا گیا ہے۔ اور پیشوایانِ اہلسنت نے آلِ رسول کی ضد میں اپنے کو اصلی مسلمان اور افضل الامت وفخر الاسلام قرار دیا ہے۔

ازقول فیصل

شہادت حضرت امام حسینؑ کے بعد لوگوں میں اضطراب پیدا ہوگیا تھا۔ اور چار جانب سے لوگ خونِ حسین کے انتقام کے لیئے مستعد بجنگ ہوگئے۔ چنانچہ مختار ثقفی کا خروج مشہور ہے۔ جسکی اعانت میں شیعیانِ علی شریک ہوتے جاتے تھے۔ مختار ثقفی کے خروج نے حکومت یزید کا رنگ بدل دیا۔ چونکہ بعوض خون عثمان امام شہید کیئے گئے تھے۔ اور دوستانِ حضرت عثمان اور رؤسا مکہ مدینہ نے اس وجہ سے امامؑ کی اعانت نہ کی تھی کیونکہ خون عثمان کا بدلہ لیا جاتا تھا۔ اگر لوگ امامِ حق کی اعانت کرتے تو عثمان کی خلافت کی مخالفت کرتے۔ اور عثمان کے ساتھ ہر دو خلافت سے بھی منکر ہونا پڑتا تھا۔ جن کے اجماع سے یہ ہر سہ اشخاص خلیفہ بنی تھے۔ بدیں وجہ لوگوں نے سکوت کیا تھا اور واقعہ شہادت کربلا کا ہوگیا۔ لیکن بعد شہادت سب لوگ انتقام خون حسین پر آمادہ ہوگئے۔ تو تمام اصحاب الفاظ میں اضطراب پیدا ہوگیا۔ کہ اس شہادت سے خلفائے ثلاثہ کی خلافت کا غصب بھی ثابت ہوتا ہے۔ اور کل اصحاب اور انصار اور تابعین اور مسلمین کے ذمہ الزام قتل امام حسین عاید ہوتا ہے۔ جنکے اجماع سے یزید خلیفہ ہوا۔ اور جنہوں نے خدا اور رسول کے احکام کی مخالفت کرکے تعین خلافت کے واسطے اجماع امت کی رسم نکالی۔ پس شہادت امام حسین کی تشویش میں سب پریشان تھے۔ اور اس اضطراب اور پریشانی کے سبب ہر شخص اہلِ شام یزید کو الزام دیتا تھا۔ کہ تو نے برا کیا ان الزامات کے سبب انجام میں یزید پشیمان ہوا۔ اور اہلِ حرم کو قید سے رہا کرکے مدینہ بھیجا۔ اور امام زین العابدینؑ بھی اس سبب قتل سے محفوظ

ہے۔ پس واقعات شہادت امام حسین کی بیان سے اُن اصحاب انصار پر کہ جنہوں نے خلافتِ
ثانیہ اور معاویہ اور یزید پر اجماع کیا تھا۔ قتل حسینؑ انصار حسینؑ اور اقربا ءحسینؑ کا
الزام عائد ہوتا ہے۔ اور انجام میں سلسلہ بہ سلسلہ یہ الزام قتل کا خلیفہ دوم پر عاید ہو جاتا
ہے۔ جیسا کہ تحریر باہمی یزید اور عبداللہ ابن خلیفہ ثانی سے ظاہر ہے۔ کہ یزید نے عبداللہ
کو صاف لکھا۔ کہ اس قتل کا بانی تیرا باپ ہے۔ اور لوگوں نے کہا۔ امام حسین قتل ہوئے
روز شورہ سقیفہ بنی ساعدہ اور یہ سب اصحاب انصار اور خلفار اور معاویہ یزید یکساں
ہیں۔ چونکہ مواخذہ خون امام حسین کا سب کے ذمہ عاید ہوتا تھا۔ اس مواخذہ خون کے
سبب خلفاء بنی امیہ اور بنی عباسیہ کو اسبات کا ہمیشہ خوف رہا کہ جسطرح مختار ثقفی نے انتقام
خون امام حسینؑ کے واسطے خروج کیا۔ اور قاتلانِ امام حسین کو جابجا ڈھونڈھ کر قتل
کیا۔ اور طوائف الملوکی ہو گی۔ مبادا اس ذکرِ شہادت شہداء کربلا سے مسلمانوں کو دفعتہً
جوش نہ پیدا ہو جاوے اور طوائف الملوکی پھر نہ ہو جائے۔ اور اس جوش میں مثل خروج
مختار کے پھر جنگ نہ شروع ہو جائے۔ اور اسی طوائف الملوکی میں اولاد امام حسینؑ
...ے جو مسند امارت پر یکے بعد دیگرے جلوہ افروز ہوتے چلے گئے ہیں خلافتِ اسلام پر
قبض نہ ہو جاویں۔ اور اس وجہ سے حکومت بنی امیہ اور بنی عباسیہ سے جاتی نہ رہے
...را بنظر تالیف قلوب دانشمندی کے ساتھ وقتاً فوقتاً اول مختار پر الزام لگایا گیا کہ
...م مسلمان اوس سے کنارہ کش رہیں۔ اور اسکے شریک نہ ہو جاویں۔ اور یہ مکر تقلید تھی اس
...سکے جو جنگِ صفین میں کلام مجید نیزوں پر بلند کئے گئے تھے۔ جسکے سبب سے لشکر حضرت
...ں کے لوگ جنگ سے دست کش ہو کر حکم حضرت علی کی بجا آوری سے قاصر رہے اور
...ب گروہ خارجی ہو گیا۔ یہ ساری تدبیریں خلفائے بنی اُمیہ کے استحکام کے لئے تھیں
...ار پر بھی علماء نے فتویٰ دیا اماموں کو بھی وقتاً فوقتاً زہر سے شہید کیا۔
اور ذکر شہادت کا قطعی ممانعت تھی۔ اوسی ممانعت کے سبب مکہ مدینہ بروز عاشورہ
جبتک کوئی ذکر نہیں کرتا۔ اور اسی بنار پر ابن حجر مکی اور حجۃ الاسلام امام غزالی
...ہ ذکر شہادت شہدائے کربلا کو منع کیا۔ اور صاف لکھدیا۔ اس ذکر سے خلفاء کیجانب
...ے بدباطنی اور کینہ دلوں میں پیدا ہوتا ہے۔ اور اکثر علمار اسی طور پر لکھتے چلے آتے
...ں۔ اور بہت کوشش کرتے تھے۔ کہ نشان ہائے قبر شہدائے کربلا نیست و نابود کئے

جائیں۔ تاکہ یہ ذکر شہادت فراموش ہو جائے۔ اور اصحاب اور انصار اور خلفار اور معاویہ یزید
الزام قتل آلِ رسول سے بدنام نہ ہوں۔ مگر یہ کوشش بھی ضایع ہوئی۔ اس بدنامی کے
بچانے کے لیئے ابن حجر اور امام غزالی اور ملا علی قاری صاحب شرع فقہ اکبر میں لکھتے
ہیں۔ کہ قتل امام حسین میں یزید کا کوئی قصور نہ تھا۔ یزید مومن تھا۔ خلافت یزید کا حق
تھا۔ اور مشیئت الہی باعثِ قتل امام حسین تھی زمانہ شہادت امام سے تا ایندم علمار اہلسنت
کی کوشش کرتے رہے۔ کہ ذکرِ شہادت مسدود ہو جائے۔ کیونکہ اس ذکر سے سامعین
کے دلوں میں جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور اصحاب انصار کی جانب سے بدظنی پیدا ہوتی ہے
جنہوں نے خلافت یزید پر اجماع کیا اور امام حسین کی نصرت نہ کی۔ اور انجام میں خلفا
کا کینہ سامعین کے دلوں میں مستحکم ہوتا ہے۔ چونکہ زمانہ حکومت بنی امیہ اور بنی عباسیہ
کا تھا۔ خلائق مطیع حکام وقت کی تھی۔ اور علما بغرض حصول دولت خلفار وقت کی
خوشامد کو دین و ایمان سمجھتے تھے۔ علما ہر زمانہ میں مسلمانوں کو ذکر شہادت شہدار کربلا
سے منع کرتے چلے آئے ہیں۔ رفتہ رفتہ اس رسم کی ممانعت کو استحکام ہو گیا اور
رسم معینہ کے مطابق اپنے باپ دادوں کی تقلید میں اب بھی علمار ذکر شہادت شہدار
کربلا سے ممانعت کرتے ہیں۔ اور مجالس شہدار کو بدعت سیئہ بتلاتے ہیں۔ اور قریب بکفر
کہتے ہیں۔ حالانکہ اب اس ذکر سے کوئی نقصان اُن کا نہیں ہوتا۔ کیونکہ نہ اب خلافت
بنی امیہ کی باقی ہے۔ نہ بنی عباس کی۔ کہ جسکو ذکر شہدار کربلا سے ضرر پہنچتا ہو صرف رسم
معینہ کی تقلید میں بلا ضرورت اور بلا سبب ممانعت کرتے ہیں۔ اور انجام پر غور نہیں کرتے
کہ اس ممانعت کے سبب دشمنانِ آلِ رسول میں انکا شمار ہوا جاتا ہے۔ اور ممانعت سے
نہ کوئی نفع ہے۔ نہ اب اسکی ضرورت ہے۔ پس یہ ممانعت انکی نافہمی کے سبب تقلیداً
ہے۔ نہ ضرورتاً نہ شرعاً اصلی حقیقت اسکی یہ ہے کہ

جس روز عاشورہ محرم کو امام حسینؑ شہید ہوئے۔ آسمان سے خون برسا۔ جنات کی
نالہ شیون کی صدا اُٹھی ہر کلوخ کے نیچے سے خون تازہ نکلتا تھا۔ اور صدائے قتل
الحسینؑ ہر چہار جانب سے بلند تھی۔ جس کا اقرار شاہ عبدالعزیزؒ صاحب محدث دہلوی
نے اپنی کتاب سر الشہادتین میں کیا ہے۔ کہ اہلِ حرم میں نالہ شیون بپا تھا بی بیوں نے
سر کے بال کھولدیئے تھے۔ سروں پر خاک پڑی تھی۔ اپنے وارثوں کے غم میں بیبیاں

مُنہ پر طمانچے مارتی تھیں۔ اور سینہ کوٹتی تھیں۔ سر پیٹتی تھیں۔ اس طرف تو حرم امام میں ماتم امام کا ہوتا تھا۔ اور اہل حرم روتی جاتی تھی۔ اور اسیر کیجاتی تھیں۔ اور مصائب شدید میں مبتلا تھی اُدہر طرف دن یزید میں قتل امام کی عید تھی۔ عبداللہ ابن زیاد کا دربار اور شہر کوفہ مثل یوم عید آراستہ کیا گیا تھا اور دربار یزید و شہر شام میں جشن تھا۔ اور آپس میں ملتے تھے۔ خوشی کرتے تھے۔ اور وہ لوگ کہ جن کے اجماع سے یزید خلیفہ ہوا تھا۔ یزید کے ساتھ شریک تھے۔ جشن میں پس جو لوگ کہ خلافت یزید کے مطیع تھے اور خلافت یزید کو حق جانتے تھے۔ وُہ لوگ یزید کی پیروی میں یوم عاشورہ محرم کو یوم عید و یوم جشن قرار دیتے ہیں۔ اور جو لوگ معتقد اور پیرو حضرت علیؑ و اونکی اولاد کے ہیں اور امام حسینؑ کو اپنا پیشوا جانتے ہیں۔ وہ لوگ یوم عاشورہ محرم کو مصائب شہدا و اہل حرم کو یاد کر کے ماتم کرتے ہیں اور سر و پر خاک اوڑاتی ہیں۔ اور سر و سینہ پیٹتی ہیں۔ اور نالہ و شیون کرتے ہیں۔ اور قاتلان حسین سے اپنی نفرت ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ اس غم میں جناب سید الساجدین یعنی زین العابدینؑ چالیس سال کامل روتے رہے۔ اور آنکھوں میں حلقے پڑ گئے تھے۔ خلافت یزید کے بعد چھ سو برس تک خلافت بنی امیہ اور بنی عباس میں رہے۔ اور ہر زمانہ میں یہ تقلید یزید یوم عاشور محرم یوم سعد و یوم عید قرار پاتا رہا۔ اور خلفاء وقت کی خوشامد کے سبب عالموں نے بھی یوم عاشورہ محرم کے فضائل بیان کر کے اس دن کو باعث سرور اور باعث خوشی قرار دیا تھا۔ چنانچہ شیخ عبدالقادر نے بھی اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں یوم عاشور محرم کو فرحت و سرور لکھا ہے۔ اوسی تقلید یزید میں مولوی محمد جہانگیر خان نے بھی اپنی کتاب اظہار الہدیٰ کے صفحہ ۹۳ میں اس یوم عاشور کو یوم عید باعث خوشی قرار دیا ہے۔ اصلی عبارت کتاب اظہار الہدیٰ کو جب مسلمان محرم کا چاند دیکھیں اس ماہ کو متبرک سمجھیں۔ قول فیصل صفحہ ۳۳۲ توضیح یعنی مقصد ولی مولوی محمد جہانگیر خاں صاحب کا کہ ماہ محرم میں یزید نے خون حضرت عثمانؓ کا بدلہ لیا حضرت امام حسینؑ سے۔ اور یزید کو اس مہینہ میں فتح نصیب ہوئی اسلئے اس ماہ کو متبرک سمجھنا چاہیئے۔ اور اس ماہ میں پنجتنؑ کا خاتمہ ہوا۔ جسکے سبب یزید کو راحت قلبی حاصل ہوئی۔ اور دشمنان یزید یعنی آل رسول اللہؐ کی بیبیاں اور ماں بہنوں کو اس مہینہ میں ذلت اور رسوائے نصیب ہوئی۔ بہتر اس سے زیادہ اور کونسا ماہ مبارک ہوگا۔ کہ دشمنان یزید تہ تیغ ہوئے۔ اور اُن کے حرم رسوا کئے گئے۔ اصل عبارت کتاب اظہار الہدیٰ کہ عاشورہ کے دن روزہ رکھیں نوافل پڑھیں۔ غسل کریں۔ علما سے ملیں محتاجوں کو فی سبیل اللہ صدقہ دیں اور باہم مسلمانوں سے ملیں توضیح بروز عاشورہ غسل کرنیکی ہدایت اسلئے ہے کہ اوس

روز شہدائے کربلا کو پانی میسر نہ تھا۔ لہذا فتح یزید کی خوشی میں بلاضرورت بھی غسل کرنا چاہیے۔ جیسا کہ بروز عید غسل کرتے ہیں۔ تاکہ یوم عاشورہ کا روز یوم سرور ہونا ظاہر ہو۔ اور محبان امام حسینؑ کو معلوم ہو جاوے کہ ان کے امام کو بروز عاشورہ ایک جام آب میسر نہ تھا۔ کہ حلق اپنا تر کرتے مگر معتقدان یزید کو جس طرح بروزِ قتل امام حسینؑ بکثرت پانی میسر تھا۔ اوسی طرح انکی تقلید میں انکے مقلدوں کو اب تک اسقدر پانی میسر ہے۔ کہ یوم عاشورہ ایک مشک پانی سے بلاضرورت بھی غسل کرتے ہیں اور روزہ رکھنے کی ہدایت اسلیئے ہے کہ امام حسینؑ کو یوم عاشورہ بھی روزہ میسر نہ ہوا۔ کیونکہ بعد ظہر و قبل از عصر آپ شہید ہو چکے تھے اور روزہ ختم ہوتا ہے۔ شام کو نہ آپ نے روز کی نیت کی تھی اور روزہ ہوتا بھی چار پہر کا نہ چوبیس پہر کا آپ پر تو تین یوم سے آب و دانہ بند تھا۔ مگر معتقدان یزید کو اسی طرح بروز قتل امام حسینؑ اطمینان حاصل تھا اور فتح یزید کی نیت سے روزہ رکھا تھا اسی کی تقلید میں روزہ رکھنا امر ضروری قرار دیا جاتا ہے۔ تاکہ سنت یزید پوری طور سے ادا ہو جائے اور علماء سے ملنے اور آپسمیں مسلمانوں سے ملنے کی ہدایت سے مطلب یہ ہے۔ کہ جب تک لوگ عالموں سے ملتے باہم معانقہ نہیں کرتے۔ یوم عید کی فضیلت ظاہر نہیں ہوتی۔ چنانچہ بروز عید جو مسلمان معانقہ باہم کرتے ہیں۔ اس معانقہ سے غرض یہ ہے۔ کہ خدا نے ہم کو روز عید دنیا میں نصیب کیا کیونکہ یوم عید یوم سعد برکت و یوم خوشی قرار پایا ہے۔ لہذا اس خوشی کے اظہار میں باہم ملا کرتے ہیں۔ اور عاشورہ محرم کی برکت اور یوم عید اور خوشی کے اظہار کی نیت معانقہ باہمی مولوی صاحب ہدایت فرماتے ہیں +

اور صدقہ دینے کی ہدایت بھی اس غرض سے ہے۔ کہ بروز عید صدقہ دینا لوازمات عید سے ہے اور اس صدقہ دینے سے اہلبیت رسول اللہ کی محتاجی اور مقلدان یزید کی دولت مندی اور سیر چشمی اور سخاوت اور فتح یزید کی خوشی کا اظہار ہوتا ہے۔ اصل عبارت کتاب اظہار الہدیٰ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب شکوہ آبادی کی یہ بھی ہے۔ کہ ان اعمال بد سے بچیں۔ مثل مرثیہ سننے سینہ کوٹنے سر پیٹنے سر کھولنے بیس اوٹھانے ماتم کرنے نذر حسینؑ سبیل رکھنے اور فاقہ سے مرنے یا پھرنے زمین پر لیٹنے وغیرہ سے توضیح چونکہ عاشورہ محرم کو فتح یزید کا دن ہونے کے سبب یوم خوشی و یوم فرحت ہے۔ دوستانِ یزید کے واسطے مولوی صاحب ممانعت فرماتے ہیں۔ کہ اس خوشی کے دن مرثیہ سننا نہ چاہیئے۔ مرثیوں میں اوصاف شہدائے کربلا کے پڑھے جاتے ہیں۔ کہ جنکی سماعت سے دلوں میں درد پیدا ہوتا ہے۔ چونکہ شہدائے کربلا بوجہ انکار بعیت یزید شہید ہوئے ان کے

اوصاف بیان کرکے لوگوں کے دلوں میں درد پیدا کرنا مخالفت یزید کی ظاہر کی ہے کہ جسکی امامت
اور خلافت پر اصحاب اور تابعین نے اجماع کرکے قبول کیا تھا۔ بدیں وجہ مولوی صاحب مرثیہ کی
سماعت سے ممانعت فرماتے ہیں۔ تاکہ سامعین کا شمار مخالفان یزید اور اصحاب اور تابعین میں
نہ ہو جاوے۔ جبکہ یوم عاشورہ مولوی صاحب کے نزدیک یوم فرحت و سرور ہے۔ تو بروز عید طلات
مصیبت اور رنج غم کی سماعت سے خوشی مبدل بغم ہو جاتی ہے۔ اور یہ عمل امر داخل بدشگونی
ہے۔ اور سر پیٹنے اور سر کوٹنے اور سر کھولنے اور ماتم کرنے اور پابرہنہ پھرنے اور زمین پر لیٹنے سے
مولوی صاحب اس لیئے ممانعت فرماتے ہیں۔ کہ ان فعال سے دشمنانِ یزید کی تقلید ثابت
ہوتی ہے۔ کیونکہ اہلِ حرم نے سر کھول دیئے تھے۔ اور سروں پر خاک اڑاتے تھے۔ اور غمِ
امام حسینؑ میں سینہ کوٹا تھا۔ سر پیٹا تھا۔ ماتم کیا تھا زمین پر سوئے تھے۔ اور امام سجادؑ
کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک پابرہنہ گئے تھے۔ اور یہ لوگ خلیفہ یزید کے دشمن تھے پس
دشمنانِ خلیفہ کی تقلید کرکے سنت یزید کا ترک کرنا داخل عمل بد ہے۔ اور نذر حسینؑ سبیل رکھنے سے
اس واسطے مولوی صاحب نے ممانعت فرمائی ہے۔ کہ حسینؑ دشمن یزید کا تھا۔ اور یزید نے ان پر پانی بند
کیا تھا۔ پس محبت حسین میں حسین کی تشنگی یاد رکھنا اور پانی پلانا خلیفہ یزید کی تکذیب کا باعث ہے
اسلیئے یہ عمل بد ہے اور فاقہ کشی سے اسلیئے ممانعت فرماتے ہیں۔ کہ امام حسین بوجہ دشمنی یزید کے فاقہ
میں فوج یزید کے ہاتھ سے ذبح ہوئے ہیں۔ اور اہل بیت حسینؑ دشمنی یزید کے سبب معاوضہ
مصائب حضرت عثمان نوبتِ فاقہ کی پہنچی۔ پس بروز عاشورہ فاقہ کرنا امام حسین کی تقلید ہے
اور خلیفہ یزید کے دشمن کی تقلید کرنا سنت خلیفہ کے خلاف ہے۔ اسلیئے یہ فعل داخل عمل بد ہے

اور اصل عبارت کتاب اظہار الہدیٰ مولوی صاحب محمدؐ جہانگیر خاں نے لکھا ہے کہ دن
عاشور محرم قدیم سے برکت والا ہے۔ اور اکثر انبیاء اولیاء کے رنج و غم اسی دن دور ہوئے ہیں
اور فضلِ خدا سے ان کو بڑے درجے ملتے ہیں۔ چنانچہ آدم کی دعا اسی دن قبول ہوئی۔ اور
موسیٰ نے اسی دن فرعون کے ظلم سے نجات پائی تھی۔ اور نوحؑ کی کشتی بھی اسی دن جودی
پہاڑ پر ٹھیری تھی۔ توضیح اس عبارت سے میرے نزدیک صاف صاف یہ بات ثابت ہوتی ہے
کہ جناب مولوی صاحب محمدؐ جہانگیر کا یہ اصل مطلب یہ ہے۔ کہ جس طرح یوم عاشور کو انبیاء اولیاء
کے رنج و غم دور ہوئے۔ اسی طرح یوم عاشور محرم کو یزید کے بھی رنج غم دور ہوئے اور خداد
پنجتن سے اس کو استحکام حکومت کا اطمینان ہوا۔ اور جس طرح انبیاء اولیاء کو بروز عاشورہ محرم

بڑے بڑے درجے فضل خدا سے ملے اسی طرح یزید کو بھی حضرت امام حسینؑ کے مقابلہ میں درجہ فضیلت بوجہ فتح حاصل ہوا اور جس طرح آدم کی دعاء قبول ہوئی اور اسی طرح یزید کی دعاء قبول ہوئی اور یزید نے فتح پائی بدیں وجہ یہ دن بڑی برکت والا ہے لہذا اسدن خوشی کرنی چاہیئے۔ نہ رنج۔ تاکہ خلیفہ یزید کی پیروی میں فرق نہ آوے اور جس طرح بروز عاشورہ محرم یزید نے خوشی کی اوسیطرح اوسکے مقلد بھی جشن اور خوشی میں مصروف رہیں +

اور عبارت کتاب اظہار الہدیٰ سے محمدؐ جہانگیر خان صاحب نے لکھا ہے۔ کہ حضرت امام حسینؑ نے بھی طریق قدیم اُسیدن درجہ مظلومیت اور شہادت کا حاصل کیا۔ اوس کا سبب یہ تھا کہ اللہ صاحب نے اپنے فضل سے تمام مراتب اپنے محبوب پاک محمد صلعم کو عطا کئے تھے۔ صرف رتبہ شہادت کو مولوی صاحب ممدوح نے امام حسینؑ کی ذات سے علیحدہ کر کے اس رُتبہ عظیم کو حضرت رسول اللہ کی ذات میں شامل کردیا کہ رسول اللہ کی عظمت قائم رہی اور امام حسین اس عظمت سے علیحدہ کردئے جائیں۔ اگر رسول اللہ کی عظمت سے انکار کیا جاتا مقلدان یزید کو نہ مسلمان بننے کا حق باقی رہتا کہ نہ یزید خلیفہ رسول قرار پاتے۔ اسواسطے درجہ شہادت کا درجہ تو ذات رسول خدا میں شامل کردیا گیا اور رہ گئے امام حسین اون کے خون کا جرم قیامت کو یزید پر عائد کرکے فتویٰ دیا گیا قتل الحسین الا السیف جدّہ۔ اگر یہ رُتبہ شہادت کا امام حسینؑ کی ذات میں قائم رکھا جاتا۔ تو یزید معہ ان اصحاب اور مسلمانوں کے کہ جنکے اجماع سے یزید خلیفہ ہوا تھا۔ بزمرہ قاتلانِ امام حسینؑ میں شمار کئے جاتے۔ اسلیئے امام حسین کی ذات سے درجہ شہادت علیحدہ کرلیا گیا۔ پس جو لوگ خلافت یزید کی حق جانتے ہیں۔ اور یزید کے مقلد اور پیرو ہیں وُہ تو یوم عاشورہ محرم کو یوم عید اور یوم فرحت و خوشی جانتے ہیں۔ اور جو لوگ مقلد امام حسین کے ہیں۔ اور اون کی اولاد اہلبیت کے ہیں۔ وُہ لوگ یوم عاشورہ محرم کو یوم رنج وغم و یوم مصیبت کے جانتے ہیں۔ پس باہم سُنی و شیعہ کے دربارہ یوم عاشورہ محرم اختلاف باہمی کا یہ سبب ہے۔ جو پوشیدہ راز تھا وہ ظاہر کیا گیا ہے۔

پوشیدہ نہ رہے کہ یوم عاشورہ محرم یوم عید کلاں تھا۔ لیکن یہ یوم عید بوجہ شہادت فرزند رسولؐ یوم رنج وغم ہو گیا اور بجائے عید عاشورہ کی پروردگار عالی نے عشرہ ذی الحجہ کو یوم عید مقرر فرمایا۔ پس عشرہ ذی الحجہ معاوضہ ہے عید عشر محرم کا +

اور نہم محرم کو جو امام عالی مقام نے ایک شب مہلت لی تھی۔ اس کا سبب یہ تھا۔ کہ

کہ ہدایت اور رہنمائی تا قیامت اُمت محمدیؐ کے استحکام ایمان کے لیئے ایک بڑا ذریعہ ہے۔ اور اس مہلت کے چند سبب تھے۔ جنکی تصریح ذیل میں کیجاتی ہے۔ اول یہ کہ امام حسینؑ نے عمرابن سعد کو طلب کیا۔ اور فرمایا کہ بدبخت تو مجھ سے مقابلہ کرتا ہے۔ حالانکہ تو جانتا ہے۔ کہ میں کس کا پسر ہوں آیا خدا سے نہیں ڈرتا اور اعتقاد قیامت پر نہیں رکھتا۔ میری طرف چلا آ۔ کہ سعادت ابدی تجھ کو حاصل ہو۔ اور عذاب آخرت سے تجھ کو نجات ہو۔ عمر سعد نے امام کی اس ہدایت کو قبول نہ کیا۔ اور کہا کہ مجھ کو خوف ہے۔ کہ ابن زیادہ میرا گھر لوٹ لے اور میری زرعات کو چھین لے۔ اور میرے عیال و اطفال کو برباد کرے۔ اس ہدایت سے امام کی یہ غرض تھی کہ امت خبردار رہے۔ کہ طمع دُنیا کے سبب انسان اپنی عاقبت کو خراب کرتا ہے۔ مگر ترک دنیا نہیں کرتا۔ پس ایمانداروں کے لیئے یہ ایک عمدہ ہدایت ہے کہ جسکے یاد رکھنے سے ایماندار شخص دنیا سے نفرت کرتا ہے۔ اور کسی کی بہکانے سے راہ راست کو نہیں چھوڑتا ہے

ترکِ دُنیا کن کہ تا دیئت بود + آں بدہ از دست تا اینت بود

جب حضرت امام حسینؑ نے دیکھا کہ میری نصیحت کا کوئی اثر عمر سعد پر نہیں ہوتا۔ تب آپ نے فرمایا۔ کہ اے عمر سعد اگر تو اس بات پر رضامند نہیں ہوتا۔ کہ میری اطاعت کرے تو تو مجھ سے مزاحمت نہ کر کہ میں اپنے وطن کو چلا جاؤں۔ اور گوشہ نشینی اختیار کر کے عام مسلمانوں کی طرح اپنی زندگی بسر کروں۔ اور اگر ابن زیادہ کو میرے وطن کی سکونت ناگوار ہو تو میں یزید کی ممالک مقبوضہ کی سکونت ترک کر کے کسی دوسرے حکومت میں چلا جاؤں۔ اگر یہ بھی منظور نہ ہو۔ تو مجھ کو یزید کے پاس جانے دو۔ میں یزید سے خود فیصلہ کرلونگا۔ چنانچہ عمر سعد نے ابن زیاد کو لکھا۔ کہ اے ابن زیاد امام کی استدعا ہے۔ یقیناً تیری خوشی کا باعث ہوگا۔ اور تو اگر امام کی اس استدعا کو قبول کریگا۔ تو اُمت محمدیؐ کو نفع حاصل ہوگا۔ عمرابن زیاد نے اس تحریر کے جواب میں لکھا ہے۔ کہ میں نے تجھ کو واسطے صلح کے نہیں بھیجا۔ بلکہ واسطے اس امر کے کہ امام سے یزید کی بعیت لی۔ اگر بعیت سے انکار کرے۔ تو مع انکے ہمراہیوں انہیں قتل کر اگر تو اس کام میں عذر کرتا ہے۔ تو فوج کی سرداری شمر کے سپرد کردے۔ یہ خط نہم محرم کو بعد ظہر عمر سعد کے پاس شمر لے کر آیا امام حسینؑ کی یہ استدعا اس غرض سے تھی۔ تاکہ خلق اللہ پر روشن ہو جائے۔ کہ امام دعویدار سلطنت کے نہیں تھے۔ بلکہ گوشہ نشینی کی مستدعی تھی۔ لیکن یزید اور ابن زیاد نے امام حسینؑ کو بوجہ دعوٰی دولت اور سلطنت شہید نہیں کیا بلکہ بوجہ عداوت قتل

عثمان شہید کیا ہے۔ اگر بوجہ دعوی سلطنت قتل کرتے۔ تو آب ودانہ بند کرتے آب و
دانہ بند کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ بلکہ آب ودانہ کا بند کرنا تھا۔ اس کا جو خلیفہ عثمانؓ پر
مصریوں نے پانی بند کیا تھا۔ دوسرے اسباب کا ظاہر کرنا منظور تھا۔ کہ عمر سعد کی خواہش
تو ضرور تھی کہ باہم امام حسین میں اور یزیدیوں میں صلح ہوجاوے۔ اور خونِ حسینؑ کا مواخذہ
میری گردن پر نہ آوے۔ مگر حکومت رے کے طمع اسکے ارادہ کو پورا نہ ہونے دیتے تھے اور
اس حال سے واقف ہو کر لوگ عبرت پکڑیں۔ اور چند روزہ طمع دنیا کی امید پر دین کو برباد نہ کریں
پس شمر نے ابن زیاد کا نامہ نہم محرم کو عمر سعد کو دیا اور کہا کہ اگر تو ابن زیاد کے حکم کی تعمیل نہیں
نہیں کرتا۔ تو حکومت فوج کی میرے حوالہ کر یہ سُنکر عمر سعد نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ قتل کی
تیاری کرو۔ پس اشقیاء کوفہ وشام بعزم جدال جانب خیمہ امامؑ روانہ ہوئے۔ اسوقت امام
مظلوم پیش خیمہ سر بزانو بیٹھے تھے۔ اور غنودگی طاری تھی۔ شمر لعین نے قریب لشکر امام پہنچکر
آواز دی۔ کہ جعفرؑ اور عباسؑ اور عثمانؑ فرزند حضرت علی کہاں ہیں۔ پس حضرت عباسؑ بمعہ
برادران خود قریب شمر کے آئے اور فرمایا کہ ہمسے کیا چاہتا ہے۔ شمر نے کہا تمہاری والدہ میرے
قبیلہ سے ہیں۔ تم کو امان دیتا ہوں۔ یہ سُنکر حضرت عباس اور برادرانِ عباس نے فرمایا خدا
تجھ پر اور تیری امان پر لعنت کرے۔ تو ہم کو امان دیتا ہے۔ اور فرزند رسولخدا کو امان نہیں دیتا
جب لشکر کا خروش زیادہ ہوا۔ تو جناب زینب خاتونؑ نے امام کو بیدار کیا اور امام نے
عباس سے فرمایا۔ کہ بھائی جاؤ اور لشکر مخالف سے دریافت کرو۔ کہ اس یورش سے تمہارا کیا
مطلب ہے۔ حضرت عباسؑ نے مخالفین سے استفسار کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے
امیر ابن زیاد کا حکم ہے۔ کہ تم سے بعیت لیں۔ اگر بعیت سے انکار کریں۔ تو تم کو ابن زیاد کے
پاس لے چلیں۔ اگر جانے سے انکار کریں۔ تو تم سے جنگ کریں۔ جناب عباسؑ نے فرمایا کہ صبر
کرو کہ تمہارا پیغام امام سے کہتا ہوں۔ جناب عباسؑ نے آکر لشکر یزید کا پیغام امامؑ سے عرض
کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ لشکر یزید سے ایک شب کی مہلت طلب کرو اور لڑائی کل کو موقوف
رکھو۔ جب حضرت عباس علمدار نے لشکر یزید سے ایک شب کی مہلت طلب کی تو سرداران
لشکر یزید نے مہلت دینے سے انکار کیا۔ اسوقت لشکر یزید میں خروش بلند ہوا کہ اگر تم
سے کوئی کافر مہلت مانگتا تو تم اسکو مہلت ضرور دیتے۔ اور جگر گوشہ رسولخدا تم سے ایک شب
کی مہلت مانگتا ہے۔ اور تم انکار کرتے ہو۔ اسوقت عمر سعد نے اپنے لشکر میں آواز بلند کیا

کہ ہم نے ایک شب کی مہلت امام حسینؑ کو اور انکے تمام اصحاب کو دے پس اس طلب مہلت کا سبب اول یہ تھا۔ کہ خلق اللہ پر روشن ہو جائے۔ کہ یزید اور قبیلہ بنی امیہ اور طرفدار ان یزید کو امام حسینؑ اور آلِ رسولؐ اولاد علیؑ کے ساتھ اسقدر عداوت تھی۔ کہ قتل امامؑ میں عجلت کرتے تھے۔ اور عذر بیعت ایک بہانہ تھا۔ قتل امام حسینؑ کا اور جناب عباس اور انکے بھائیوں کی امان دینے میں اشقیاء رضامند تھے۔ مگر حسینؑ کی قتل میں جلدی کرتے تھے۔ دوسرا سبب اس مہلت کا یہ تھا۔ کہ آپ کی شہادت کے واسطے یوم عاشور محرم مخصوص تھا اگر آپ مُہلت بھی نہ طلب فرماتے۔ تو بھی اسروز جدال قتال نہوتا۔ مُہلت طلب کرنا ایک اسباب ظاہری میں تھا اور یہ غرض تھی۔ کہ ارادہ اشقیاء اور شقاوت امت کی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی آیندہ نسلوں میں یہ واقعہ یادگار رہے۔ کہ جس طرح اشقیاء اُمت قتل امام حسین پر امادہ اور مستعد تھے۔ اوسی طرح ان اشقیا کی اولاد اور انکے مقلد ذکر امام حسین اور مجالس عزا حسینؑ کی مسدودی میں تا قیامت آمادہ اور مستعد رہینگے۔ اور جسطرح نصیحت امام کی کا اثر عمر سعد اور لشکر یزید پر نہوا اوسی طرح محبان حسینؑ کے نصیحت کا اثر بھی اولاد بنی امیہ اور مقلدان بنی امیہ پر کہ جو نسلاً بعد نسلاً دشمن امام حسینؑ پر نہ ہوگا۔ اور تیسرا سبب اس طلب مہلت کا یہ تھا۔ اسوقت تک امام حسنؑ کی وصیت کی تعمیل یا تکمیل نہیں ہوئی تھی۔ اسکی بجا آوری باقی تھی اور چوتھا سبب یہ تھا۔ کہ آپ کو اپنے فرزندوں اور عزیزوں اور رفیقوں کو وداع کرنا تھا۔ اسلیئے کہ فوج مخالف میں بائیس ہزار آدمی آمادہ قتل تھے۔ یہ لوگ آپکے پاس قلیل فوج تھی جن میں چند آدمی جوان تھے۔ باقی کم سن اور ضعیف العمر لوگ تھے۔ یہ لوگ فوج مخالف کے مقابلہ میں کسی طرح فتحیاب نہ ہو سکتے تھے۔ اور فوج مخالف کے لوگ صرف قتل امام حسین کے خواہان تھے۔ نہ کسی عزیز یا انصار کی۔ پس ایک اپنی جان کی حفاظت کے لیئے اسقدر بیگناہوں کا خون کرانا خلاف عدالت تھا۔ اور عدالت کا قائم رکھنا امام وقت کے لیئے ایک امر لازمی ہے لہذا واسطے تکمیل عدالت اور اظہار استقلال اور اظہار صبر اور اظہار رضامندی از شہادت خود امام حسین نے شب عاشور محرم کو اپنے فرزندوں اور عزیزوں اور رفیقوں کو ایک جا جمع کیا۔ اور فرمایا کہ میں بہتر حمد و ثناء اپنے خدا کی جانتا ہوں اور اسکی حمد ہر سختی اور نرمی اور بلا پر کرتا ہوں یہ انتہائے فرمانبرداری تھی اور اسی فرمانبرداری کا عوض درگاہ باری تعالےٰ سے یہ عطا ہوا کہ جو شخص محبت اور اطاعت اور فرمانبرداری کرے۔ امام

حسینؑ کی اگر وقت گزر گیا ہو تو اظہار اطاعت دل وجان سے کرے اور دل وجان سے مستعد ہی اطاعت پر اور منتظر رہے وقت ظہور قائم آل محمد کا وہ شخص بخاطر امام حسینؑ یقیناً نجات پائیگا وُہ کیسا ہے۔ گناہ صغیرہ وکبیرہ میں مبتلا ہو مگر بوجہ خون حسینؑ پروردگار عالم اپنی رحمت سے تمامی گناہان کو عفو فرماکر بخشدیگا۔ پس خون امام حسینؑ کا یہ عوض محبان امام حسینؑ کو ملیگا۔ اور نزول رحمتِ الٰہی کا اُمت محمدی پر یہ سبب ہوگا۔ اسواسطے شہادت امام حسینؑ کی ہُوئی۔ اگر یہ سبب نہوتا۔ تو شہادت کا ایک فعل عبث تھا۔ اور جو لوگ شہادت امام حسین کو ذریعہ نجات نہیں سمجھتے۔ ان کے نزدیک واقعہ شہادت ایک امر معمولی ہے۔ یہی سبب ہے کہ وہ لوگ یزید کے مومن ہونے کے قائل ہیں۔ اور یزید کی خلافت کو حق سمجھتے ہیں۔ پس رحمت الٰہی سے بلاکسی سبب خاص کے کسی کا نجات پانا خلافِ عدالت ہے۔ اور جب ایک واسطہ شہادت امام حسینؑ کا قائم ہوگیا۔ تو نزول رحمت کا سبب ظاہر ہوگیا۔ جسکے سبب سے عدالت میں بھی کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا۔ اور رحمتِ الٰہی باعث نجات امت عاصی بھی یقینی ہوگئے قابل اعتراض نہ رہے۔ اور امام حسینؑ اپنے انصار کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں اپنے اصحاب سے وفادار اور نیکوکار کسی کے اصحاب کو نہیں پاتا۔ اور اپنے اصحاب سے پاکیزہ اور شائستہ تر اور حق شناس اور کسی کے اصحاب کو نہیں جانتا۔ خدا تم کو جزا خیر میری جانب سے عطافرمائے۔ مجھ پر بالفعل جو مصیبت نازل ہے۔ اسکو تم مشاہدہ کررہے ہو۔ اب میں تم کو رخصت کرتا ہوں۔ اور اپنی بعیت تمہاری گردنوں سے نکال لیتا ہوں۔ اور تمہاری نصرت بھی نہیں چاہتا ہوں۔ اسلیئے کہ تم اس گروہ بے شمار کی تاب مقاومت نہیں لاسکتے اور وقت اندھیری رات ہے۔ جسطرف چاہو چلے جاؤ۔ کہ ان اشقیار کو جو مجھ سے کام ہے اور کسی سے نہیں نہ کیسکو طلب کرینگے۔ ایسا صابر شاکر اور ایسا مظلوم اور ایسا امام مستقل مزاج جیسا کہ امام حسین تھے۔ ابتدار پیدائش دنیا سے آجتک کوئی بشر پیدا نہیں ہوا۔ کہ اپنی مرگ پر رضامند اور خوش ہو۔ اور اپنے اصحاب کو رخصت کرتے تھے۔ اور اپنی تنہائی اور مرگ کی مطلق پرواہ نہ تھی۔ نہ ایسے اخفا وفادار پیدا ہوتے ہیں۔ کہ جیسے اصحاب جناب امام حسینؑ کے تھے یہ سُنکر حضرت عباس معہ برادران حق شناس اُٹھ کھڑے ہُوئے۔ اور عرض کی کہ قسم ہے خدائے پاک کی ہم آپ سے ہرگز جُدا نہ ہونگے۔ خداوند وہ دن ہمیں نہ دکھائے۔ کہ بعد آپکے ہم زندہ رہیں۔ ہم اپنی جان آپ پر قربان کرینگے۔ پس امام حسینؑ اولاد حضرت مسلم

بن عقیل کی جانب متوجہ ہُوئے۔ اور فرمایا کہ شہادت بھائی مسلم کی تمہارے واسطے کافی ہے
مَیں تم کو رخصت کرتا ہوں۔ جس طرف چاہو چلے جاؤ۔ ان سعادتمندوں نے جواب دیا کہ فرزند
رسول اللہ لوگ ہمیں کیا کہینگے۔ کہ فرزند پیغمبر کی نصرت نہ کی بخدا ہم کبھی جُدا نہ ہونگے اور
اپنی جان آپ حضور پر فدا کرکے اپنا حق ادا کرینگے۔ اس زندگی پر خدا لعنت کرے جو بعد
آپ کے باقی رہے اسکے بعد مسلم بن عوسجہ اُٹھے۔ اور عرض کی کہ اگر ہم آپکی نصرت سے دست
بردار ہوں۔ تو اپنے پروردگار سے کیا عذر کریں۔ بخدا ہم آپ سے جدا نہ ہونگے۔ جب تک
قبضۂ شمشیر ہمارے ہاتھ میں ہے۔ آپکی نصرت سے دست بردار ہرگز نہ ہونگے۔ بخدا اگر ہمیں
معلوم ہو کہ ستر مرتبہ قتل ہونگے۔ اور ہر مرتبہ راکھ ہمارے جلا کی اوڑا دیجا دیگی۔ تب بھی ہم
آپ سے جُدا نہ ہونگے۔ اسکے بعد زہیر بن قیس اُٹھے۔ اور عرض کی کہ سوگند بخدا میں راضی
ہوں۔ کہ ہزار مرتبہ قتل ہوں اور ہر بار زندہ کیا جاؤں۔ اور پھر قتل ہوں تو بھی ہزار جان
سے آپ اور آپکے اہلبیت پر قربان ہوجانے سے انکار نہ کروں۔ پس اگر امام عالیمقام ایک شب
کی مہلت نہ لیتے۔ تو انکے اصحاب کے یہ ارادے خلق اللہ پر کیونکر ظاہر ہوتے۔ جو قیامت تک
غیرت اور وفاداری اور فرمانبرداری کا نمونہ ہے۔ اور فرمانبرداری اسکو کہتے ہیں۔ کہ با خود الیقین
ہوجائے۔ کہ کل صبح ہم سب تہ تیغ ہوجائینگے۔ مگر رفاقت امام حسینؑ سے مُنہ نہ موڑتے تھے۔
اور باوجود امام ان کو ان کی موت کی خبر دیتے تھے۔ اور رخصت کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔
کہ میرے ساتھ اپنی ہلاکت گوارہ نہ کرو۔ خدا تم کو جزا خیر دے۔ مَیں تم سے راضی ہوں۔ مگر
اصحاب امام حسینؑ کی غیرت اور وفاداری اس امر کو گوارہ نہ کرتے تھے۔ کہ مظلوم امام حسینؑ تنہا
نرغۂ اعداء چھوڑ کر کنارہ کش ہوجاویں۔ راضی رہے خدا اصحاب امام حسینؑ سے کہ جنہوں نے
تین یوم کی بھُوک اور پیاس کے مصائب برداشت کیئے۔ اور شدتِ گرما اور حرارتِ آفتاب
میں بحالت تشنگی و گرسنگی دشمنانِ امام حسینؑ سے لڑے۔ اور جام شہادت نوش کیا۔ مگر
جام آب سے اس دنیا میں محروم رہے۔ ان اصحاب امام حسینؑ کا واقعہ البتہ قابل ثنا و صفت
ہے۔ اور مسلمانوں کے واسطے تا قیامت باعث رہنمائی ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو
مسلمان راہ خدا پر اسقدر فرمانبرداری کرے۔ وُہی خاصانِ خدا اور برگزیدوں میں شمار کیئے
جاتے ہیں۔ مگر افسوس ہے اُن دشمنانِ آل رسول پر کہ جو شہادت امام حسینؑ کو ایک معمولی جنگ
خیال کرتے ہیں۔ اور اُن اصحاب کو خاصانِ خدا میں داخل کرتے ہیں جو بحالت اطمینان

ہیں بوقت جنگ اُحد رسول اللہ کو دشمنوں میں تنہا چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ حالانکہ اُن فراریوں میں نہ کوئی بھوکا تھا نہ پیاسہ تھا۔ اور غزوۂ خندق میں عمرو بن عبدود کے مقابلہ کی کیسکو جرأت نہ ہوئی۔ اور رسولخدا صلعم کی نافرمانی کی۔ حالانکہ آب و دانہ سے سب سیراب تھے۔ پس وُہ اصحاب رسولخدا جو ہر جنگ میں رسولخدا کو تنہا چھوڑ کر فرار ہوتے تھے۔ اور بعیت رضوان کے معاہدہ کی بھی انکو غیرت نہ تہی۔ ایسے اصحاب فخر اُمت اور پیشوائے اُمت قرار دیئے جاتے ہیں۔ اور اصحاب امام حسینؑ جو افتخار اور لائق ثناء صفت ہیں اُن کے ذکر سے ممانعت کی جاتی ہے

نظم

تعالی اللہ کیا کیا یار تھے سبط پیغمبر کے ۔۔۔ وہ عارف تھے وُہ کامل تھے وہ مومن اور مسلم تہے

بری تھے حُبِ دُنیا سے خدا کی خاص پیارے تھے ۔۔۔ مگر سبط نبی کے ساتھ کیا کیا یار صادق تہے

جناب امام حسینؑ کے تمام عزیز و انصار نے اسی طرح کلام کیا اور حضرت نے ان کو دُعا خیر دی اور فرمایا درآنحالیکہ تمنے اپنے اوپر وہ قرار دیا ہے۔ جو مَیں نے اپنے اوپر قرار دیا ہی +

پس واضح ہو کہ خداوند عالم منازل شریفہ اور درجات رفیعہ اس شخص کو بخشتا ہے۔ جو اُسکی راہ میں متحمل مکروہات اور شدائد عظیم ہو اور تلخ شیریں دنیا فانی بمقابلہ جہان باقی مثل خواب وخیال کرے۔ اور رستگار وُہ ہے۔ جو آخرت میں فائز اور رستگار ہے اور بدبخت وُہ ہی جو نعیم آخرت کو ہاتھ سے کھوہ بیٹھے۔ پانچواں سبب اس مہلت کا یہ تھا۔ کہ آپ کی شہادت سے خاتمہ پنجتن پاک کا ہوتا تھا۔ لہٰذا اُمت کی رہنمائی اور ہدایت کے واسطے آپ کو اپنے اصحاب کی غیرت اور رفاقت اور صبر اور شجاعت اور فرمانبرداری کا ظاہر کرنا منظور تھا تاکہ مومنین واقعات اصحاب امام حسینؑ کو سنکر غیرت پکڑیں۔ اور مثل اصحاب امام حسینؑ رفاقت اور فرمانبرداری اور صبر شکر اختیار کریں۔ اور دُنیا فانی کی جانب رجوع نہوں۔ اور سب پر ظاہر ہو جائے۔ کہ اسلام اسکو کہتے ہیں اور مسلمان ہونے کا مطلب یہ ہی جو رفقا امام حسینؑ نے کر کے دکھلا دیا جو لوگ مثل رفقاء امام حسینؑ فرمانبرداری اور اطاعت اور صبر شکر کو اختیار کرتے ہیں۔ اور طمع دنیا کیطرف راغب نہیں ہوتے۔ وہی اصلی مسلمان ہیں جناب اصحاب امام حسینؑ کی وفاداری کے ثبوت میں جناب زینب خاتونؑ فرماتی ہیں۔ کہ شب عاشورہ نصف شب کے بعد میں خیمہ بھائی عباسؑ میں گئی۔ کہ دیکھوں اسوقت حضرت کس کام میں مشغول ہیں جب مَیں نے دیکھا۔ کہ عباس دوزانو حلقہ برادران میں بیٹھے ہیں اور

فرماتے ہیں۔ کہ اَے برادران وفادار اگر اجازت دو تو میں تم سے کچھ کہوں۔ پس سب نے بالاتفاق عرض کیا۔ کہ جو ارشاد ہوگا۔ بدل و جان قبول کرینگے۔ پس جناب عباس نے فرمایا کہ اَے بھائیو تم دیکھتے ہو۔ کہ فرزند رسولخدا کس مصیبت میں گرفتار ہے صبح کو آتش جنگ افروختہ ہوگی۔ سب سے اول جنگ میں جو قدم بڑھائے۔ بجز تم بنی ہاشم کے کوئی دوسرا نہ ہوتا۔ خلق خدا کو اسبات کے کہنے کا موقعہ نہ ملے۔ کہ بنی ہاشم نے اپنی زندگی میں اپنے رفقاء کو اول میدان جنگ میں بھیجا۔ کہ اس مصیبت جنگ جدال کو بنی ہاشم سے اپنی اپنی جان فرزند رسول اللہ پر قربان کرنا پس تمامی بنی ہاشم نے اقرار کیا۔ کہ ہم ایسا ہی کرینگے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ تین شخصوں نے باہم مشورہ کیا تھا۔ کہ جب تک ہم زندہ ہیں امام حسین کو میدان جنگ میں لڑائی کے واسطے نہیں جانے دینگے۔ ان تین صاحبوں میں ایک حضرت عباس تھے۔ اور دوسرے حضرت علی اکبرؑ ہم شکل نبی تھے۔ اور تیسرے قاسم ابن امام حسنؑ تھے چنانچہ روز عاشورہ یہ تینوں صاحب ایک دوسرے پر اپنی مرگ میں سبقت کرتے تھے اور ایک خیمہ میں انصار امام حسینؑ جمع تھے۔ ان کے درمیان حبیب ابن مظاہر نے خطبہ پڑھا اور درود بھیجا۔ جناب رسولخدا اور انکی آل اطہار پر اسکے بعد فرمایا۔ اَے گروہِ انصار ہم اور تم اس دُنیا کو طلاق دے کر کس واسطے اس صحراءِ کربلا میں آئے ہیں۔ خدا تم سب پر اپنی رحمت نازل کرے۔ اَے رفقاء امام حسینؑ ہم سب یہاں اسلیئے آئے ہیں۔ کہ فرزند فاطمہؑ کی اعانت کریں۔ اَے عزیزو تمہارا امام نرغہ اشقیا میں گھرا ہوا ہی اور ایک دم پنجتنپاک میں سے باقی ہے۔ کل صبح میدانِ جنگ گرم ہوگا۔ سب سے اول جو قدم میدان جنگ میں بڑھائے۔ وہ بجز تمہارے اور ہمارے کوئی دوسرا نہو۔ اے عزیزو۔ خیال رکھنا۔ کہ تم سے پہلے میدانِ جنگ میں بنی ہاشم کا قدم نہ پڑے اور شربت شہادت نوش کرنے میں کوئی بنی ہاشم تم پر سبقت نہ لیجاوے۔ اور کسیکو اسبات کے کہنے کا موقعہ نہ ملے۔ کہ اپنی زندگی میں انصار امام حسینؑ نے سادات کو جو بزرگانِ دین میں سے تھے۔ اپنی زندگی کی امید پر میدانِ جنگ میں بھیجکر شہید کرایا جب تک ہم اور تم زندہ ہیں۔ بنی فاطمہؑ کی حفاظت میں دریغ نہ کریں۔ ہماری شہادت کے بعد خاندان نبوت کا خدا حافظ ناصر ہی۔ پس تمامی انصار نے اقرار کیا۔ کہ ہم ایسا ہی کرینگے۔ ہم ایسا ہی کرینگے۔ ہم سب فرزند فاطمہ کی نصرت کو تیار ہیں۔ پس اصحاب امام حسین تو فرزند فاطمہؑ کی نصرت پر اسدرجہ آمادہ تھے۔ ایکدوسرے

پر مرگ میں سبقت کرتا تھا۔ اور اصحاب رسول صلعم میں ایسے اصحاب بھی تھے۔ کہ خود فاطمہ کو رنجیدہ کرتے تھے۔ کہ تادم مرگ جناب ان سے ہمکلام نہ ہوئیں۔ اور وہی اصحاب پیشوائے دین مانے جاتے ہیں اصحاب امام حسینؑ تو حفاظت نصرت میں ارادہ کرتے تھے۔ کہ جب تک ہم زندہ ہیں۔ امام حسینؑ کو میدانِ جنگ میں نہ جانے دینگے۔ حالانکہ سب کو اپنی اور اپنے امام کی شہادت کا یقین تھا اور روز عاشورہ محرم جب تک کل اصحاب امام شہید نہ ہونگے۔ جب تک امام کو بذاتِ خود نوبت جنگ نہ آئے اور ایک رفیق دوسرے کو قتل ہوتے نہ دیکھتا تھا۔ مگر بالکل مضطر نہ ہوتا تھا اور اپنا قدم آگے بڑھاتا تھا۔ اور شہید ہوتا تھا۔ لیکن رسولِ خدا کے مقابلہ میں کفار جنگ کرتے تھے۔ تو باوجودیکہ اس کے کہ اصحاب رسولِ خدا کو نہ صدمہ بھوک پیاس کا ہوتا تھا۔ نہ اپنے قتل کا مثل اصحاب حسینؑ یقین ہوتا تھا۔ پھر بھی باوجود بیعتِ رضوان حفاظت رسول خدا سے منحرف ہو کر رسول کو درمیان کفار چھوڑ کر فرار ہو جاتے تھے۔ پس جو لوگ اپنے رسول کی حفاظت سے منحرف ہو کر راہِ فرار اختیار کریں۔ اور رسول کو نرغہ کفار میں چھوڑ دیں۔ اور اپنی جان کا راہِ خدا میں لالچ کریں وہ کیونکر پیشوا دین قرار پا سکتے ہیں۔ پس اُن فراریوں کے پیرو اور معتقد اپنے پیشوایان کے عیب فرار نافرمانی کے پوشیدہ کرنے کو مجلس عزا حسینؑ کے کرنے کو اسواسطے بدعت سیئہ کہتے ہیں۔ اور منع کرتے ہیں۔ تاکہ مجلس عزا میں اصحاب امام حسینؑ کی رفاقت اور فرمانبرداری اور نصرت اور شجاعت ظاہر ہونے سے ان کے پیشواؤں کی فراری اور نافرمانی باعث ثبوت منافقت قرار نہ پاوے۔ حالانکہ مجالس عزا سے اُمت محمدی کو یہ نفع پہونچتا ہے۔ کہ جب واقعات رفاقت اور فرمانبرداری اصحاب امام حسینؑ کو مُسلمان سُنتے ہیں۔ تو شرمندہ ہوتے ہیں۔ اور اپنی بے عزتی پر افسوس کرتے ہیں۔ جبکہ ایک مُسلمان دوسرے مُسلمان کو کسی نرغہ میں پھنسا ہوا اور کسی بلا میں مبتلا دیکھتا ہے۔ اور اسکی اعانت سے گریز کرتا ہے۔ تو واقعات اصحابِ حسینؑ مسلمان کو غیرت دلاتے ہیں۔ کہ باہم مُسلمانوں کے یکے بعد دیگرے اعانت کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ اصحاب امام حسینؑ نے یکے بعد دیگرے اعانت کی اور ایک دوسرے پر اپنے مرنے میں سبقت کرتا تھا۔ اسی کا نام اسلام ہے۔ اور اسی کا نام اسلام کی فرمانبرداری ہے۔ نہ یہ کہ ایک مُسلمان دُوسرے مُسلمان کو ذلیل اور خوار ہوتے ہوئے دیکھے۔ اور خندہ زنی کرے اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی ذلت اور رسوائی کا خواہاں ہو۔ اور اسکو باعثِ فخر سمجھے۔ پس یہ مجالس عزا کی مسدودی کے سارے نتیجہ ہیں۔ کہ مسلمان اسوقت تک بے غیرتی اختیار کرتے چلے

جاتے ہیں۔ اور ایک دوسرے مسلمان کا عروج دیکھ کر کینہ و حسد کرتا ہے اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی مصیبت کے وقت اعانت نہیں کرتا بلکہ فخریہ خندہ زنی کرتا ہے۔

چھٹا سبب یہ تھا۔ کہ امام حسینؑ کو قاصد صغراؑ کا انتظار تھا۔ اور امام وقت کا انتظار عبث نہیں ہوتا۔ اور قاصد جناب صغراؑ کا عاشورہ محرم الحرام کو داخل کربلا ہوا پس ایک شب کی مہلت امام حسینؑ نے وجوہات مذکورہ بالا کا نتیجہ ظاہر ہونے کی غرض سے لی تھی نہ کسی دوسرے سبب سے۔ جو عقد وصیت امام حسینؑ کی ادا کی۔ سبب کیا تھا۔ یہ بھی ایک دنیا کی بے ثباتی اور راہِ خدا میں فرمانبرداری کے ظاہر ہونے کی غرض سے کیا تھا۔ تاکہ امت محمدیؐ پر ظاہر ہو جائے۔ کہ جس طرح انسان حیات صد سالہ میں بحالت اطمینان واسطے رضاء الٰہی کے کارِ دنیوی کرتا ہے۔ اسی طرح ایک شب کی حیات میں انسان کو دنیوی کاموں کو کر لینا چاہیئے۔ جو ضروری ہیں۔ کیونکہ مومن کیواسطے مدتِ صد سالہ و یک شب بدرجہ مساوی ہے اگر انسان کو معلوم ہو کہ کل مجھ کو سفر آخرت کرنا ہے۔ تو اسپر واجب ہے کہ اپنی موت سے مضطر نہ ہو۔ بلکہ کمال شکر گزاری کے ساتھ امور ضروری کو انجام دے اور سفر آخرت کی تیاری کرے۔ جیسا کہ امام حسین اور اصحاب امام نے کیا۔

پس عقد قاسمؑ کا سبب اول تو وصیت امام حسینؑ کی بجا آوری تھی۔ دوسرے امام حسینؑ کا استقلال اور اطمینان اس عقد سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ کو کسی قسم کا اضطراب نہ تھا۔ بلکہ جو کام کرتے تھے۔ اور جن کا کرنا آپ کے اختیار میں ان کاموں کو کمال اطمینان کے ساتھ انجام فرماتے تھے۔ اور اپنے مرنے سے خوش تھے۔ اسی کا نام ثابت قدمی ہے اور رضائے الٰہی کی فرمانبرداری جو تا قیامت امت محمدی کے لیئے ایک ہدایت ہی اور رہنمائی ہے۔ بروزِ شہادت امام نے صدائے استغاثہ کیوں بلند کی اسکے چند سبب ہیں جو ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔ امامِ وقت کا یہ خاص کام ہے۔ کہ وہ بآواز بلند سب کو مطلع کر دے۔ کہ میں کون ہوں۔ تاکہ آئندہ کسی شخص کو اس عذر کا موقعہ باقی نہ رہے۔ کہ ہم نے فرزند رسول اللہ کو پہچانا نہ تھا۔ اور دھوکے میں قتل کیا۔ اور کسیکو اس عذر کی گنجائش نہ ہو کہ ہم سے فرزند رسول اللہ نے اعانت نہ چاہی۔ اگر طالب امداد ہوتی تو ہم ضرور اعانت کرتے اس استغاثہ سے یہ بات ثابت ہو گئی۔ کہ لشکر یزید میں بجز حضرت حُرؑ اور فرزند حُر اور برادر حُر اور غلام حُر کوئی پانچواں شخص ایماندار مومن تھا۔ کہ لشکر یزید سے علیحدہ ہو کر فرزند

رسولخدا کی نصرت کرتا۔ سب دنیا طلب ظاہری مسلمان تھے۔ اور قرآن مجید کے حافظ تھے وہ لوگ حافظ قرآن تو تھے۔ مگر عامل نہ تھے۔ قاتلانِ شہدار کربلا میں اکثر حافظ قرآن تھے پس حُر و فرزند حُر و برادر و غلام حُر صدائے استغاثہ امام سنکر کانپ گئے اور اس دُنیائے دغا پر لعنت کرکے قوم یزید سے علیحدہ ہُوئے اور نصرتِ امام پر تیار ہوکر فوج حسینی میں شریک ہوئے۔ اور شربتِ شہادت نوش فرماکر بہشت برین کو اپنا مسکن بنایا اور دنیا میں اپنی ایمانداری اور جوانمردی اور رفاقت اور وفاداری کا جھنڈا گاڑ گئے۔ جو تا قیامت قائم رہیگا۔ اور ایمانداروں کو ہدایت اور رہنمائی کا ذریعہ رہیگا۔ خدا ان سے ہمیشہ راضی رہے۔ اور امام مظلوم کو اس استغاثہ سے ساری دُنیا کو ظاہر کردینا منظور تھا +

احوالِ شہادتِ حُر علیہ الرحمۃ

شب دہم ماہ محرم کو حضرت حُر کو جناب رسالتمآب محمد مصطفٰے زینت ارض وسما بیچ خواب کے تشریف آور ہُوئے۔ اور فرمایا اَے غمخوار میرے فرزند دلبند خواب سے بیدار ہو اور جلدی امام حسینؑ کو تیری انتظار ہے۔ لذتِ دُنیا کو ترک کر اے بلبلِ بے وطن اور شیدا ہو گُلِ رعنا پر کن فیکون کا جو تو نے وعدہ کیا تھا۔ اسکو فراموش نہ کر اور صبح قریب ہے۔ شہزادہ علی اکبرؑ اذان کہتا ہے۔ اور جماعت عاشقانِ حسینؑ تیار ہے۔ جب یہ حکم جناب رسوؐل خدا کا حر کو ہوا۔ تو جلد اوٹھا اور کہا اللّٰہ اکبر میں واسطے جنگ حسینؑ کے آیا ہوں۔ اور نانا امام حسینؑ کا مجھ کو خوشخبری جنت کی دیتا ہے۔ یہ عجب ہے اور محبت حسینؑ نے بیر ٗوں ٗوں میں بخود بخود ترقی پر ہے۔ اور صبح کا یہ راز آلٰہی ظاہر ہُوا ہے۔ ہر جانب سے دل آزاری قبول کرتا جاتا ہے۔ اب طعام اچھا نہیں لگتا۔ اور دمبدم آواز ہاتف کی حُر کے گوش میں آتی تھی۔ آجام کوثر کا تیار ہے۔ حورالعین نظارہ کناں ہیں۔ حُر نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اپنے بھائی سے بھی صلاح کروں جب حُر نے اپنے برادر سے بیان پیاس نرغہ اشقیار کا ذکر کیا تو وہ بولا میں رات سویا۔ تو حضرت امیرؑ نے مُجھ کو خواب میں فرمایا ہے۔ کہ عجب صدمہ ہے آج بن کربلا میں امام حسینؑ فرزند میرا پیاسا ہے اور تمام روم شام عراق کی مخلوق ایک طرف ہے۔ جلد اوٹھ اور امام حسینؑ سے جاکر ملو سعادت دارین حاصل کر۔ بس حر نے کہا یہ تو تمام محبت یار سے سرشار ہے

فرزند سے بھی صلاح کریں - اس کا کیا حال ہے - جب فرزند کے پاس گیا - تو کمر باندھی ہوئی وہ گھوڑے پر سوار ہو رہا ہے - حُر نے پسر کو فرمایا کہاں کا ارادہ ہے - پسر دست بستہ ہو کر رویا اور عرض کی اے والد میرے اپنے حقوق مجھ کو بخش دے میں جانب امام حسین کی جاتا ہوں - حُر نے فرمایا - کیوں جاتے ہو - فرزندوں نے عرض کی زندگی کی ہوس نہیں - نوکری کی غرض نہیں - حضرت امام حسینؑ بُلاتے ہیں - اور جنت دِکھا رہے ہیں - حُر نے کہا امام حسینؑ کے یاروں کے نام ازل سے لکھے ہوئے ہیں - حُر بہت خوش ہوا اور فرمایا نوکر جو آتا تھا - آج آیا پس اسکی خبر بھی لینی لازم ہے - جب جا کر دیکھا تو وہ غلام ہتھیار کمر سے باندھے ہوئے تیار کھڑا تھا اور زار زار روتا تھا - حضرت حُر نے کہا تم کدھر کو تیار ہو - اور کس واسطے روتے ہو - غلام نے دست بستہ رو کر عرض کی مُجھ کو آپ اپنی ملازمت سے رخصت بخشیں - مجھکو خواب میں آج شب جناب رسولِ خداؐ روتے ہوئے نظر آئے اور جناب بتولؑ کو میں نے سر کھُلے روتے دیکھا اور ایک جوان شل قمر ہے - اسکو قید کئے ہوئے دیکھا ہے - اور کہتے ہیں یہ جوان فرزند امام حسینؑ کا ہے - حضرت حر تو کل ہر ایک کے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اپنے خیموں میں گیا - اور اپنی عورت سے کہنے لگا اپنے پسر کو واپس منع کرو وہ امام حسینؑ کی طرف تیار ہے - عورت نے رو کر حُر کو کہا نام امام حسینؑ پر اگر لاکھ فرزند ہوں - تو بھی قربان کروں میں اور خدا سے کیا مانگتی ہوں - آج رات خواب میں عجب ایک حال مشاہدہ ہوا ہے - کہ امام حسینؑ کا سُرخ لباس ہے - اور ہزارہا تیر تلوار ان کے جسم مطہر پر لوگ فوج یزید کی مارتے ہیں - اور ان کے خورد بچے اور جوان قتل کردیئے ہیں - اور انکی ہمشیرہ در خیمہ پر روتی ہے - میرا دل چاہتا ہے میں جا کر اہلحرم سے شامل ہوں - پھر حضرت حُر نے دختر کو اپنے گلے لگایا اور فرمایا کہ اے نور چشم تو اپنی والدہ کے ہمراہ جائیگی یا میرے پاس رہیگی - حُر نے فرمایا تو روتی کیوں ہے - دختر نے کہا اے والد خیمہ کے دروازہ پر ایک معصوم روتی ہے - جب میں اسکو دیکھتی ہوں - تو میرے آنسو جاری ہو جاتے ہیں - حُر نے فرمایا - سُبحان اللہ یہ سارا پُور محبت امام حسین میں محو ہے - جسوقت کمر ان تو کل کی باندھکر چلے - تو عمر ابن سعد نے منع کیا کہ یہ کیا حال ہے - سرداری فوج کی چھوڑ کر شاید تو امام کی طرف چلا ہے - حُر نے فرمایا - خوابِ غفلت سے حضرت امام حسین نے مجھکو بیدار فرمایا مجھ کو سلطنت دُنیا کی بالکل اُلفت نہیں رہی - بھُوک پیاس امام عالی مقام کے مجھکو عیش

تخت شاہی سے زیادہ تر ہے۔ پس عمر سعد کو جواب دیکر امام کی خدمت اقدس میں چلے آتے تھے
اور جناب پاک نے جب دیکھا کہ چار اسوار لشکر یزید سے ہماری جانب آتے ہیں۔ تو حضرت
عباسؑ اور حضرت علی اکبرؑ سے فرمایا۔ حُر ابن ریاحی ہماری جانب آتا ہے۔ تم آگے جاکر اسکو
ہمراہ لیتے آؤ۔ حضرت عباس اور شاہزادہ علی اکبر خیمہ گاہ سے باہر گئے۔ تو حُر معہ ہمراہیان
ان کے اقدام پر آگرا۔ کہ میں تقصیر دار ہوں۔ آپ اپنے قبلہ گاہ سے میرے گناہ معاف کرا
دیں۔ سب آکر حضور انور امام حسینؑ کے قدموں پر آکر گرے۔ اور بعد عفو تقصیر
کے بڑے عجز و نیاز سے اجازت جنگ طلب کی۔ آنحضرت نے فرمایا اے حُر تو ہمارا مہمان ہے
تیری کیا خاطر کریں۔ اور اجازت جنگ کی کس طرح دیں۔ آخر رخصت لیکر میدان میں آیا اور
ایسے لڑے کہ کثرتِ خون سے زمین رنگین ہو گئی۔ روح رسولخدا اور علی المرتضیٰ جنت
سے مرحبا اور شاباش کی آواز دیتے تھے۔ جب زخمی ہو کر زمین پر گرا تو جناب امام حسین
نے حر کو اپنی گود میں لے لیا اور روتے تھے۔ حر نے آنکھیں کھولدیں۔ اور اپنے مرشد کا
دیدار کیا۔ اور طوطی روح پاک نے گلزار جنت کی طرف پرواز کیا۔ اسی طرح تمام عزیز اقربا
اور اصحاب شہید ہوتے گئے۔

اور کتاب ریاض الشہادتین میں لکھا ہے۔ کہ فرستادہ ابن زیاد کا آیا اور حضرت حر کو
اوس کا خط دیا۔ اسمیں لکھا تھا۔ کہ امام حسین کو اوسجگہ اوتارنا جس جگہ آب اور گھاس نہو اور
کتاب قمقام میں لکھا ہے۔ کہ یزید بن زیاد بن کندی مہاجر نے نامہ بر ملعون کو شناخت
کرلیا۔ وہ مالک بن نسیر کندی تھا۔ اس ملعون نے فرق مبارک امام پر تلوار ماری تھی
مختار نے اس ملعون کے دست و پا کٹوا کر مارا تھا۔ پس حُر نے چاہا کہ امام حسین کو صحرائے
بے آب گیاہ میں اوتارے آنحضرت امام حسینؑ نے فرمایا اے حُر یہ قریہ غافریہ اور نینوا اور
شفیہ ہے۔ حُر نے کہا آپ یہیں اوتریے۔ زہیر قیس کو غصہ آیا۔ اور اجازت جنگ کی
چاہی۔ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا ابھی صبر کریں۔ بروایت وہاں سے اُترے اور خیمہ بپا
کیا اور اہلحرم کو اوتارا تو ایک آندھی زرد آئی۔ اور گرد آلودہ ہو گئی۔ اور اصحاب الفار
دوسری تاریخ محرم کی اوتری قمقام زخار میں یہ واقعہ ہے۔ کہ سنہ ۶۱ھ میں لکھا ہے۔ اور علی
بن عیسٰی اربلی نے اور ریاض الشہادتین میں اور جلاء العیون میں دوسری محرم سنہ ۶۱ھ
جمعرات کا دن لکھا ہے اور ملا اسحاق نے کتاب نور العین میں لکھا ہے۔ کہ جب امام اوتر چکے

حُرنے فرات پر قبضہ کرلیا۔ درمیان حُرّ اور امام عالی مقام کے خیمہ گاہ کا فاصلہ ایک فرسخ کا تھا۔ اور نزل الابرار میں مرزا محمد معتمد خان بدخشانی نے لکھا ہے۔ کہ حُر مقابل امام کے اوترا اور کشف الغمہ میں اور قمقام میں لکھا ہے۔ کہ حُر مقابل اوترا۔ اور کتاب مائتین میں لکھا ہے۔ کہ ایک درخت بیر کا تھا۔ ہمراہی امام نے برائے مسواک شاخ کاٹی تو خون جاری ہوگیا۔ جب امام سے دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا ہم معہ ہمراہیوں یہاں قتل ہونگے۔ اور مخزن البکا میں لکھا ہے۔ کہ آپ کی ہمشیرہ نے کہا اے برادر عزیز یہ کیسا جنگل ہولناک ہے۔ آپ نے فرمایا یہ جگہ ہماری اور ہمارے اقربا کی ہے۔ بعد قیام اہل قادسیہ و سائر عرابی کہ در حوالے بودند و مالک زمین کربلا بودند امام آنرا طلبید۔ ظاہر ہے۔ کہ اہل قادسیہ اور غاضریہ اور نینوا اور ماریہ اور شفیہ اور عقرب جو قریات گرد کربلا تھے وہ لوگ عرب اوس زمین پر قابض تھے۔ ان کو حضرت امام حسینؑ نے طلب فرمایا۔ اشخاص مطلوبہ سے جناب امام نے فرمایا۔ کہ ہم اور ہمارے رفیق اسجگہ شہید ہونگے۔ اور دوست ہمارے دور دور سے زیارت کو آوینگے۔ اسلئے میں چاہتا ہوں۔ کہ تم اس زمین کو ہم فروخت کردو اور بعد خرید کے ہم اسکو وقف کردینگے۔ اور تم اسکے متولی رہوگے۔ سب نے قبول کیا۔ اور کتاب مائتین میں بحوالہ کتاب بحر المصائب لکھا ہے۔ کہ امام نے ساٹھ ہزار درم کو وہ زمین خرید کرلی۔ پیمائش اسکی چار میل مربع ہے۔ سولہ میل مضروب ہے۔

خبر نی خبر امام کی عبیداللہ ابن زیاد کو بھیجی۔ اوسنے امام کو خط لکھا۔ امام کو پہنچا۔ آنحضرت نے جواب نہ دیا۔ روایت ریاض الشہادتین ابن زیاد کے خط کا مضمون یہ تھا۔ کہ یزید نے مجھکو لکھا ہے کہ امام سے میری بعیت لی۔ اگر انکار کریں۔ تو شہید کردیئے۔ جب خط ابن زیاد کا امام کو پہنچا۔ تو امام نے جواب نہ لکھا۔ یہ روایت ریاض الشہادتین میں اور قمقام زخار میں اور مظہر الادیان میں ہے۔ ابن زیاد نے عمر سعد وقاص کو پانچہزار سوار دیکر روانہ بہ کربلا کیا تیسری محرم کو یہ واقعہ قمقام زخار میں لکھا ہے +

اور ملا محمد باقر جلاء العیون میں فرماتے ہیں۔ کہ چہار ہزار منافقین لے کر آیا اور مقابل امام سعید کے اوترا اور مقتل ابو مخنف میں لکھا ہے۔ کہ عمر سعد امام کی خدمت میں آتا تھا۔ اور باتیں کرتا تھا۔ صاحب کتاب مائتین نے لکھا ہے۔ کہ خولی نے ابن زیاد کو خبر دی۔ کہ عمر ابن سعد پار دریا فرات سے اوتر کر امام ہمام کی خدمت میں جاتا ہے۔ ملا محمد باقر ثانی فرماتے ہیں۔ کہ عمر نے عروہ بن قیس کو پاس امام کے روانہ کرنا چاہا وہ نہ گیا اور کثیر ابن عبداللہ شریر صفات

کو روانہ کیا اور قمقام میں لکھا ہے۔ کہ ابو ثمامہ صاعدی نے اس شقی سے کہا۔ بغیر ہتھیار
کے نہ جا وہ بھی نہ گیا۔ عمر نے پھر قرہ بن قیس حنظلی کو روانہ کیا قرہ نے سبب تشریف آوری
دریافت کیا امامؑ نے فرمایا مجھ کو کوفیوں نے بلایا ہے۔ اگر تمہارے خلاف ہے۔ تو ہم واپس
چلے جائینگے۔ ابن زیاد کو جب یہ خبر ہوئی۔ اور کہا۔ اب ہمارے جنگل میں آگئے ہیں
واپس جانا کہاں فوراً عمر کو لکھا ہے کہ امام سے بیعت لی ورنہ قتل کرا اور اول آب بند کر
دے عمر نے چوتھی محرم کو فوج پر فوج روانہ کرنی شروع کردی اور آپ مقام نخیلہ میں
آگیا۔ کتاب امالی شیخ صدوق میں یہ لکھا ہے۔ کہ عمر حجاج کو ابن زیاد نے پانصد سوار اور
خولی بن یزید اور قسم اور مضائر بن ربیہ مازنی اور بجر بن کعب بن خرشہ کو تین تین ہزار
اسوار اور ابن انس نخعی اور شیث بن ربعی کو چار چار اسوار اور عامر بن خریمہ کو ہزار اسوار
حصین بن بجر کو آٹھ ہزار سوار اور ابو قدار باہلی کو نو ہزار سوار پر افسر کرکے کربلا کو روانہ
کردیا۔ اہل سیر تاریخ اخبار کی تعداد لشکر ابن زیاد کی ستر ہزار کی ہے اور تاریخ ابو مخنف
کے مقتل میں لکھا ہے کہ ابن لوط بن یحییٰ ازدی سے روایت ہے۔ کہ عمر سعد کے پاس اسی ہزار
اسوار اور چالیس ہزار پیادی قتل فرزند رسول مختار پر جمع تھے۔ اور ابن زیاد نے کوفہ میں حکم
دیا۔ کہ جو قتل امام کے لیئے نہ جائیگا۔ اوسکو قتل کرونگا۔ اور گھر اس کا لوٹ لونگا تاریخ
روضۃ الصفا میں لکھا ہے۔ کہ کوفہ کے لوگ امام سے لڑنا پسند نہ کرتے تھے۔ جب چند لوگوں
کو قتل کیا۔ تو پھر کسی نے عذر نہ کیا بحر المصائب میں لکھا ہے۔ کہ کوفہ سے اس کثرت سے
فوج آتی تھی۔ کہ تمام صحرا پُر ہوگیا۔ بحر المصائب میں بھی لکھا ہے کہ چھ لاکھ اسوار اور بیس
ہزار پیادے کربلا میں جمع ہوگئے تھے۔ اللہ اللہ اسقدر ہجوم قلیل فوج پر لیکن شجاعان رسالت
کا دبدبہ یہ تھا۔ اور چھ تاریخ محرم کا یہ واقعہ ہے۔ حبیب ابن مظاہر نے یہ کثرت فوج دیکھ
کر عرض کی۔ کہ یا امام بندہ غاصریہ ہو جائے۔ بحوالہ جلاء العیون حبیب وہاں سے بنی اسد
کے نوے آدمی لے کر چلے۔ تو عمر کو یہ خبر ملی اوسنے ارزق کو راہ روکنے کو روانہ کیا حبیب
ابن مظاہر نے منع کیا۔ مگر نہیں تھوڑے لڑے ہوئے بنی اسد مجروح ہوکر واپس گئے۔
تاریخ جلاء العیون اور تاریخ ناسخ التواریخ اور تاریخ قمقام اور ریاض الشہادتین ان چار
کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ بنی اسد سے کوئی شہید نہیں ہوا۔ حبیب ابن مظاہر تنہا واپس
آگئے۔ سات تاریخ محرم کا یہ واقعہ ہے۔ اور ناسخ میں لکھا ہے کہ تاریخ محرم کو پانی بند

ہو گیا۔ صاحب مائتین فرماتے ہیں۔ کہ ایک ہزار نو سو آدمی پانی روکنے والوں کی تعداد تھی اور اسرار الشہادت میں عبداللہ انبار سے روایت ہے۔ کہ اسحاق بن صود کو پانی روکنے میں بڑی شقاوت تھی۔

بحار الانوار اور جلاء العیون اور مائتین اور ریاض الشہادتین وغیرہم کتب میں لکھا ہے کہ جس وقت امام حسین علیہ السلام پر پانی بند ہوا۔ اور شدت پیاس کی رفقاء کو سخت تکلیف ہوئی تو آپ نے پشتِ خیمہ سے نو قدم بدست خود چاہ کھودا۔ فوراً آب شیریں نکلا۔ اور رفقا نے پیا۔ اور پھر وہ چشمہ غائب ہو گیا۔ یہ آپ کی کرامت ہے۔ ابومخنف کے مقتل میں لکھا ہے کہ تمام عراق اور کربلا میں جتنے کنوئیں ہیں۔ سب کھاری ہیں۔ اور بہت دور پانی ہے یہ بعلم امامت آپ کو معلوم تھا۔ کہ اسجگہ آب شیریں ہے۔ خود آپ امام نے کھودا اگر اور شخص کھودتا کبھی چشمہ ظاہر نہ ہوتا۔ وہ پانی بہشت کا تھا۔ جو آخری غذا ہوا اور صاحب مائتین فرماتے ہیں۔ کہ اس کا حال شاید آنحضرت کے صحیفہ میں ہو آٹھ تاریخ محرم کو جب تمام انصار اور اہلبیتؑ پر پیاس کی شدت ہوئی۔ ریاض الشہادتین اور جلاء العیون اور مائتین میں لکھا ہے۔ کہ حضرت عباسؑ علمدار باجازت امام نہر فرات کو روانہ ہوئے۔ تیس سوار اور بیس پیادے آپ کے ہمراہ تھے۔ نصف شب کو نہر فرات پر پہنچے۔ عمر بن حجاج نے کہا تم کون ہو۔ ہلال ابن نافع نے کہا تیرا چچازاد بھائی ہوں۔ پانی پینے آیا ہوں۔ کہا پی لو خدا نصیب کرے۔ ہلال نے کہا وائے ہو تجھ پر مجھ کو پانی پینے کی اجازت دیتا ہے اور امام حسین فرزند رسول الثقلین کو اجازت نہیں دیتا ہے۔ اور امام پر آب تو نے بند کیا ہے عمر نے کہا یہ سچ ہے۔ مگر ہم کو حکم حاکم کا یہی ہے۔ ہلال نے کہا۔ آؤ پانی بھر لو۔ یہ سُنکر انصار حضرت داخل آبِ فرات ہوئے اور عمر حجاج نے لشکر کو پکارا وہ آ گئے کفار کا فرات پر جنگ ہوا۔ کچھ لڑتے رہے۔ اور کچھ پانی بھرتے تھے۔ بیس مشکیں پُر کر لیں بڑی شجاعت سے حضرت عباسؑ معہ ہمراہیان اپنے مقام پر پہنچ گئے۔ اس لڑائی میں کوئی شہید نہیں ہوا۔ اس وجہ سے حضرت عباسؑ کا سقائی اہلبیت سے لقب ہے۔

اور نویں تاریخ محرم کا واقعہ جلاء العیون بحوالہ ارشاد شیخ مفید مرقوم ہے۔ کہ عمر سعد نے زیاد کو خبر دی کہ امام واپس جانے کو چاہتے ہیں۔ ابن زیاد نے پسند کیا شمر نے کہا امام تمہارے جنگل میں آ گیا ہے۔ اوس سے بیعت یزید لی یا درصورت انکار قتل کرا دے

شمر لعین کو روانہ کر دیا اور خط دیا کہ اگر تجھ سے اَے عمر یہ کار نہیں ہوتا تو تو افسری سے علیحدہ ہو جا عمر نے شمر سے کہا تجھ کو امام سے اور مجھ سے کیسے عداوت ہے میرا ارادہ تھا کہ صلح ہو جائے۔ شمر نے کہا۔ تقریر زیادہ فضول ہے۔ کہ افسری فوج کی تو مجھے دے اوس نے پیادوں کی افسری شمر کو دیدی۔ تمقام میں لکھا ہے۔ کہ عمر سعد خود جنگ پر آمادہ ہو گیا۔ اسکو طلب ملک رَے کی لو لگی تھی۔ یوم پنجشنبہ کو شمر آگیا تھا۔ اور عمر سعد سے وہ گفتگو ہوئی۔ عمر سوار ہو کر قلیل فوج امام پر چڑھ آیا۔ ریاض الشہادتین بحوالہ ارشاد شیخ مفید لکھا ہے۔ کہ ماہ بنی ہاشم یہ شور بے ادبی دیکھ کر خدمت امامؑ میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی کہ لشکر عمر سعد کا لڑنے کو آیا ہے۔ امام نے فرمایا دریافت کریں۔ اول اس کا ارادہ کیا ہے۔ ماہ بنی ہاشم حضرت عباسؑ معہ بیس اسوار عمر سعد کے پاس پیغام امام پہنچایا۔ عمر نے کہا ابن زیاد کا حکم ہے۔ کہ آپ طاعت یزید کی کریں۔ ورنہ ہم لڑینگے۔ حضرت عباسؑ نے واپس آکر جواب عرض کیا۔ امام عالی مقام نے ایک شب کی مہلت طلب کی۔ حضرت عباسؑ نے عمر کو جا کر کہا شمر نے انکار کیا۔ ابو سفیان کندی اور عمر حجاج نے کہا اے قوم بیحیا اگر کافر مہلت طلب ہوتا۔ تو تم دیتے۔ یہ مسلمان اور فرزند رسول اور نواسہ رسول ان کو مہلت نہیں دیتے۔ فوج میں شور و غل پڑ گیا۔ عمر شمر نے ڈر کر ایک شب کی مہلت دی عمر پلٹ کر واپس گیا۔ اور ماہِ بنی ہاشم بھی واپس آگئے۔ اصحاب امامؑ خیموں میں داخل ہوئی کتاب تبر المذاب میں لکھا ہے۔ کہ شمر نے عمر سے حضرت عباس اور برادران حضرت عباس کی امان لے لی تھی۔ اور کتاب مناقب میں لکھا ہے۔ کہ والدہ انکی کلابیہ تھیں ام النبیین حزام کلابی کی دختر تھی۔ اور شمر بھی کلابی تھا۔ اور کتاب لہوف میں لکھا ہے۔ کہ شمر نے پکار کر کہا میرے بھانجے کہاں ہیں۔ یعنی عباس اور انکے برادران ان سب نے کہا۔ تو کیا کہتا ہے۔ شمر نے کہا تم میرے بھانجے ہو تم کو امان ہے۔ ہماری طرف چلے آؤ۔ حضرت عباسؑ کو سنکر غصہ آیا اور کہا اَے لعین تو چاہتا ہے۔ ہم اپنے آقا نورچشم رسول اللہ کو چھوڑ دیویں۔ اور یزید لعین شقی ازلی نابکار شرار الجوار کی تابع ہو جاویں ہرگز نہیں شمر شرمندہ ہو کر چلا گیا +

کتاب مروج الذہب مسعودی میں لکھا ہے۔ کہ حضرت امام عالیمقام کے ہمراہ پانچ سو سوار اور سو پیادے تھے۔ اور ابو القاسم زیدی نے لکھا ہے۔ کہ ہزار سوار اور سو پیادے تھے اور پچاس دوکاندار تھے۔ حضرت نے سب کو جمع کر کے فرمایا کہ تاریکی شب کا پردہ ہے تم

سب چلے جاؤ - اور آپ کو موت کے حوالہ نہ کرو - جو میرے ساتھ اسجگہ رہیگا زندہ نہ بچیگا - جو جانے والے تھے چلے گئے جو رہنے والے تھے وہ رہ گئے - دوکانداروں سے فرمایا - تم اہلِ بازار ہو تمہارے چلے جانے میں عیب نہیں - چالیس دوکاندار لشکر عمر سعد میں چلے گئے - اور دس نیک بخت رہ پڑے - حضرت نے ان کے حق دعا خیر فرمائی جلاءالعیون اور منتقام میں لکھا ہے - کہ بریر بن خضیر ہمدانی نے خدمت حضرت میں عرض کی - جناب عالی اگر اجازت فرمادیں - تو میں جاکر عمر سعد کو سمجھاؤں - فرمایا اچھا بریر عمر کے جلسہ میں جا بیٹھے - عمر کو غصہ آیا اور کہا کیا ہم مسلمان نہیں ہیں - تم نے سلام نہ کیا - بریر نے کہا مُسلمان وُہ ہی جسکے شر سے مسلمان محفوظ رہیں - تونے اولادِ پیغمبر پر لشکر کشی کی اور ارادہ قتل کا رکھتا ہی وہ مُسلمان نہیں ہیں - تم کو خدا و رسول سے شرم نہیں آتی - عمر دیر تک فکر میں رہ کر بولا مجھکو معلوم ہے - جو امام سے لڑیگا - جہنم میں جائیگا - مگر مجھکو طلب ملک رے اور خوشی حاکم کی ہے - آخر بریر اوٹھ کر چلے آئے +

بحر المصائب اور مقتل ابو مخنف میں لکھا ہے - کہ ملاقات عمر سعد کی شب دہم کا یہ نتیجہ ہُوا - لڑنے سے باز نہ آیا - امام نے فرمایا - گندم ملک رے کی تیرے نصیب نہ ہوگی - وہ لعین تمسخر سے بولا - مجھ کو جُو ہی کافی ہیں - وقت ملاقات ہمراہ عمر سعد ایک خفص اس کا پسر دوسرا غلام ورید تھا - اور امام کے ہمراہ حضرت عباسؑ اور شاہزادہ علی اکبر تھے اصحاب امام نے یہ مشورت کی - صبح لڑائی ہوگی - تم سب اول بنی ہاشم سے اپنی جانیں امام پر قربان کردو - اور امام کے خاندان کا ایک شخص بھی پہلے شہید نہ ہو - قیامت کو کیسے مُنہ جناب علیؑ و نبیؐ کو دکھلائینگے - بخوشی سب نے کہا ہم پہلے جان دینگے اور حضرت عباسؑ علمدار اہلِ خاندان سے کہہ رہے ہیں - کہ سنا گیا ہے - کہ انصار کہتے ہیں - کہ ہم پہلے امام کے عزیزوں سے اوپر نثار ہونگے - تم کو چاہیئے - تم پہلے اپنی جانیں دو اگر وہ شہید ہوگئے - اور صلح ہو گئی - تو غیر چرچا کرینگے - کہ امام نے عزیزوں کو بچا لیا - اور انصار کو قتل کرادیا سب نے کہا اب ہم کو زندہ رہنا ایک دم ناگوار ہے - یہ رات بڑی سخت تھی - امام کبھی اہلبیت میں مصروف ہوتے تھے - اور کبھی عبادت میں اور صبح باغ بلوی تیغ تیز سے قلم ہوگا - اور خاندان رسالت کی جوانمرد شہید ہوکر پیوند خاک ہو چکے ساتویں سے آب میسّر نہ تھا لشکر امام میں اذان ہوئی - سب نے تیمّم کرکے نماز ادا کی اور لشکر عمر میں باجے جنگ شروع ہوگئے

عمر نے ترتیب لشکر شروع کی۔ جلاء العیون اور ریاض الشہادتین میں لکھا ہے کہ جانب راست
عمر بن حجاج کو مقرر کیا۔ اور چپ شمر کو اور علم درید کو دیا سواروں پر عروہ بن قیس اور پیادوں پر
شیث بن ربعی کو مقرر کیا۔ مقتل ابو مخنف اور قمقام میں ایسا لکھا ہے۔ قبیلہ کندہ اور ربیعہ
پر قیس بن اشعث کو اور اہل مدینہ وغیرہ پر عبد اللہ ابن زبیر کو اور قبیلہ مذحج اور اسد پر عبدالرحمان
بن سبرہ جعفی کو اور قبیلہ تمیم اور ہمدان پر حر بن یزید ریاحی کو مقرر کر دیا۔ ابن اثیر نے کامل
التواریخ میں لکھا ہے۔ کہ حر امام کے لشکر میں آگئے۔ حضرت نے جب اوس فوج کو اپنی قتل
پر آمادہ پایا۔ تو اپنے لشکر قلیل کی ترتیب شروع کی۔ محمد بن ابیطالب مؤرخ نے تعداد
رفقا امام کے بیاسی پیادے اور بتیس سوار لکھا ہے۔ اور کتاب لہوف علی ابن طاؤس
میں لکھا ہے۔ کہ بینتالیس سوار اور سو پیادے تھے۔ یہ روایت کتاب بحر المصائب اور
قمقام زخار اور جلاء العیون اور ریاض الشہادتین وغیرہ کتب معتبر علماء مؤرخین میں
حسب ارشاد امام محمد باقرؑ منقول ہے۔ جملہ اسماء مبارک اکیسو بینتالیس کے اس کتاب
میں مذکور ہیں۔ کتاب ہذا سے وہ سب نام ظاہر ہوتے ہیں۔ جناب امام حسینؑ نے لشکر
قلیل کی ترتیب اس طرح شروع کی۔ جانب راست زہیر قیس کو دی اور جانب چپ حبیب
مظاہر کو سپرد کی اور قلب لشکر میں اولاد جناب امیر اور فرزند اور جعفر طیار اور عقیل
کی اولاد کو سپرد کیا۔ اور علم جلالت شیم اپنا حضرت عباس کو مرحمت فرمایا اور خیمہ جانب
پشت پر رکھا اور لشکر عمر کنارہ فرات پورب اور شمال کی طرف تھا۔ اور لشکر امام جانب
جنوب تھا۔ اور قبلہ **مکہ** بھی جنوب کی طرف کربلا سے ہے۔ اور تل ٹیلہ گوشہ غرب
کی طرف تھا۔ جسپر حضرت زینب وقت ذبح امامؑ اوس ٹیلہ پر آکر دیکھتی تھیں۔ بعد ترتیب
لشکر صفوف امام حسینؑ نے ایک ایک شتر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا اُن لعینوں کو اثر نہ ہوا تب
حُر نے عمر سے کہا تیرا ارادہ ضرور لڑنے کا ہے۔ عمر نے کہا۔ ہاں اوسوقت مصعب برادر
حُر اور بکیر پسر حُر اور قرہ غلام حر اسپ اُٹھا کر امام کے لشکر میں آملی اور عفو تقصیر چاہی
حضرت نے معاف کیا تمام کتب میں واقعہ ایسا ہے +

عمر نے پہلے تیر جانب امام روانہ کیا۔ اور کہا سب گواہ رہیں۔ میں پہلے تیر مارتا ہوں تب
تمام تیر اندازوں نے تیر برسائے۔ جلاء العیون اور سیر الائمہ اور کشف الغمہ میں لکھا ہے۔ کہ
تبالیس انصار تیروں سے شہید ہوگئے۔ اور لڑائی شروع ہوگئی۔ بارے بارے ہر نامر

شجاع شہید ہوگیا۔ اور خاندان رسالت کے جوان بھی ہم صحبت حورِ جنان ہوئے علی اصغر معصوم تک نہر لبن پر پہنچے۔ حرملہ کے تیر سے +

واقعہ جانگداز قتل فرزند رسول خدا صلعم

اسوقت آفتاب کو گہن لگا ایسا سیاہ ہوا کہ اندھیرا ہو گیا دریا موجزن ہو گئے۔ مچھلیاں دریا سے باہر آگئیں۔ وحشی چرنا چھوڑ بیٹھے اور پرند گر گئے۔ اور جنوں کی آواز رونے کی آتی تھی۔ اور تازہ خون آسمان سے برسا اور آندھی آگئی شاہ سلامت اللہ اپنی کتاب تحریر الشہادتین شرح سر الشہادتین شاہ عبدالعزیز دہلوی میں تحریر کرتے ہیں کہ اگر دن قیامت خاص مقرر نہ ہوتا۔ تو اسدن ضرور قیامت آجاتی۔ اور امام محمد باقر سے روایت ہے۔ کہ زخم امام کی بدن مبارک پر تین سو تیس سے زیادہ تھے۔ ایک روایت میں ایکہزار نو سو زخم تھے۔ ارباب سیر کا درباب قاتل کے اختلاف ہے۔ صاحب قمقام فرماتے ہیں سید ابن طاؤس نے لہوف میں اور مسعودی نے مزاج الذہب میں اور شیخ صدوق نے امالی میں اور ابن اثیر کامل التواریخ میں اور ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین میں لکھاہے کہ سنان ابن انس نے سر جدا کیا اور شمر لعین بھی سنان کا شریک تھا اور شاد شیخ مفید کی نقل ہے کہ شمر نے سر کاٹ کر خولی ابن یزید کو دیا اور علی بن عیسٰی اربلی نے کشف الغمہ میں فرمایا ہے کہ حافظ عبدالعزیز جنابدی نے کہا ہے کہ شمر نے سر کاٹا ہے اور نزل الابرار بدخشانی میں لکھا ہے کہ شمر نے سر جدا کیا اور ملا محمد باقر مجلسی نے جلاء العیون میں قاتل شمر لکھا ہے۔ اسکو برص کی مرض تھی۔ کبڑی کہتا تھا۔ حضور نے شناخت کر لیا تھا۔ بفرمان رسول معلوم تھا۔ یہ واقعہ جانسوز جمعہ کے دن دسویں تاریخ محرم کی ۶۱ھ سنہ ہجری میں واقع ہوا۔ سن شریف حضرت کا اٹھاون سال تھا +

اور دامادی حضرت قاسم ابن امام حسینؑ کی روایت کتب جدیدہ کی ہے۔ کتب قدیمہ مثل ابن مولویہ کی کامل زیادہ اور شاد شیخ مفید اور کتاب المزار سید مرتضیٰ علم الہدیٰ اور شیر الاحزان ابن نما اور لہوف سید علی ابن طاؤس اور خرائج قطب راوندی اور مناقب ابن شہر آشوب اور کشف الغمہ علی ابن عیسٰی اربلی اور علامہ طبرسی کی علام الورٰی اور امالی

شیخ صدوق اور امالی شیخ طوسی اور در النعیم فی مناقب الائمہ جمال الدین بن یوسف بن حاتم شافعی اور مقتل عوالم اور فوارح حسینیہ اور بحار الانوار مجلسی اور انوار نعمانیہ سید نعمت اللہ اور تظلم الزہرا اور علامہ نوری کی لولو مرجان اور ہزار جلد مناقب ان جملہ کتب میں روایت نہیں لکھی۔

کتب قدیمہ میں اس روایت کا بالکل وجود ہے نہیں ہے۔ ہاں کتاب منتخب فخر الدین اور روضۃ الشہداء جو اباطیل اور اکاذیب کا خزانہ ہے۔ تاریخ حسین کاشفی سے یہ روایت نقل ہوکر غیر معتبر کتابوں میں مندرج ہونی شروع ہوگئی۔ علماء نے خیال نہ کیا اور جو علماء ایسے ہیں جنھوں نے تحقیق کی وُہ قدح کرتے ہیں۔ اور قادحین کی جماعت کثیر ہے اور روایت جناب شہربانو کا طوس طیران اسپ پر جانا محض غلط ہے۔ بی بی اس حادثہ کربلا سے پہلے وفات پا گئی تھیں۔ ہر چند بہت علماء نے اس روایت کاذبہ کا قدح کیا ہے۔ در حیات امام حسینؑ کی کوئی دختر نہیں تھی۔ جو وصیت میں نامزد ہوتی۔ ام اسحاق زوجہ حسنؑ بعد عقد امام حسینؑ میں آئیں اون سے دختر فاطمہ متولد ہوئی۔ اور مدینہ میں حسن مثنیٰ سے ان کا نکاح ہوا تھا تمقام میں تفصیل اس کا ذکر ہے۔ اور جناب سکینہؑ فاطمہ سے خورد تھیں۔ تاریخ طبری اور نور الابصار اور فصول مہمہ میں لکھا ہے کہ فاطمہؑ کا عقد ہونا حسن مثنیٰ سے ناسخ التواریخ اور محسن الابرار اور ارشاد شیخ مفید اور کشف الغمہ اور عمدۃ المطالب اور سیر الائمہ میں لکھا ہے۔ حضرت قاسمؑ وقت وفات امام حسن شیر خوار تھے۔ کہیں وصیت عقد کا ذکر نہیں ہوا۔ حضرت امام حسینؑ کی دو دختر تھیں جو بعد امام حسینؑ پیدا ہوئیں ایک فاطمہ زوجہ حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ اور دوسری سکینہؑ زوجہ عبداللہ بن امام حسن ارشاد شیخ مفید اور کشف الغمہ اور علام الورٰے اور تمقام میں واقعہ لکھا ہے +

کتاب گلزار جنت تصویر کربلا صـ۱۲۲ دسویں محرم کی واقعہ میں غیر معتبر کتابوں میں روایت دامادی جناب قاسم بن حسن علیہ السلام لکھی ہے کہ امام حسینؑ نے اپنی دختر کا عقد بعد شہادت انصار و عزیزان جسوقت حضرت عباس اور عون آپ کے بھائی اور امام حسینؑ اور حضرت قاسمؑ باقی تھے۔ بڑھا دیا یہ روایت کتب جدیدہ و قدیمہ میں مثل ابن قولویہ کی کامل الزیادۃ اور ارشاد شیخ مفید و کتاب المزار سید مرتضیٰ علم الہدیٰ اور مثیر الاحزان ابن غا لہوف ابن طاؤس اور خرائج الجرائح قطب راوندی اور مناقب ابن شہر آشوب اور علی بن عیسیٰ

اربلی کے کشف الغمہ اور علامہ طبرسی کی علام الوری اور امالی شیخ صدوق اور امالی شیخ طوسی اور دُر النظیم مناقب الائمۃ اللہامیم جمال الدین بن یوسف بن حاتم شافعی اور مقتل عوالم اور فوادح حسینیہ میں نہیں۔ اور ملا مجلسی نے بحار الانوار میں سید نعمت اللہ جزایری نے انوار نعمانیہ میں اور مولانا رضی قزوینی نے تظلم الزہرا میں اس روایت مقطوع الکذب کو نہیں لکھا اور علامہ نوری نور اللہ مضجعہ نے جن کی مدح جناب محمد سلمان تنکابنی نے قصص العلماء میں کی ہے۔ اور آقا صدر حائری سے جوان کا حال دریافت کیا۔ تو ان جناب نے ان کے محامد علیہ بیان فرمائے اور شیخ حسین حائری اور ملا محمد کاظم نجفی اور شیخ عبد اللہ مازندرانی نجفی مجتہدین عراق نے ان علامہ نوری کی مدح کر کے انکے لؤلؤ مرجان کی طرف رجوع کرنے کو حکم دیا ہے۔ اپنے لؤلؤ مرجان میں فرماتے ہیں۔ چگونہ مے شود تصنیف باین عظمت قصہ چنین آشکارا محقق و مضبوط باشد و بنظر تمام این جماعت نرسیدہ باشد حتی مثل ابن شہر آشوب کہ بتصریح کردند کہ ہزار جلد کتاب مناقب نزد او بود +

کاتب الحروف کہتا ہے کہ ان ہزار جلد مناقب میں بھی یہ روایت کاذبہ نہیں تھی اور سید العلماء سید حسین عرف جناب میرن صاحب نے مجالس مفجعہ میں لکھا ہے۔ کہ روایت تزویج جناب قاسم کی اکثر کتب میں مذکور نہیں ہوئی۔ اور اسی سبب سے مولانا مجلسی نے اپنی کتاب میں نہیں لکھا۔ یہ امر لائق غور ہے۔ کہ کتب قدیمہ میں یہ روایت مذکور نہیں ہوئی۔ تو ملا مجلسی نے اسکو سبب ترک کا قرار دیا۔ غرضکہ قدیمی کتابوں میں تو اس روایت کا بالکل وجود ہی نہیں۔ آخر زمانہ میں کتاب روضۃ الشہداء سے جو اباطیل اور اکاذیب کا خزانہ ہے۔ یہ بلا نکلی یس ماخذ اس کا حسب ارشاد جناب سید العلماء یہ ہے۔ روضہ کاشفی ہے +

تاریخ حسین کاشفی سے یہ روایت نکل کر غیر معتبر کتابوں میں مندرج ہونی شروع ہوگئی۔ جو عالم شیعہ اسکی تحقیق میں غفلت کر گئے۔ اپنی کتاب میں مثل اور بے اصل روائیوں کے وارد کر و۔ اور فتوی ہی اسکی صحت کا نہیں دیا۔ جو علماء ایسے ہیں۔ انہوں نے کامل صورت سے اوسکی تحقیق کی۔ وہ اس کا قدح کرتے ہیں۔ اور قادحین کی ایک جماعت کثیر ہے اول تو ملا مجلسی ہیں۔ یہ جناب جلاء العیون میں فرماتے ہیں۔ اور روایت دامادی قاسمؑ در کتب معتبرہ بنظر حقیر رسیدہ اس سے ظاہر ہے۔ کہ یہ جناب اس روایت سے مطلع ہوتے ہیں۔ مگر جس کتاب سے یہ انکو روایت ملی۔ اس کتاب کو یہ جناب معتبر نہیں جانتے اسی وجہ سے اپنی کتاب میں اسکو نہ لکھا۔ اور غیر معتبر کتب میں مذکور ہونے کو اس روایت کے

ظاہر کردیا۔ غالباً وہ منتخب فخرالدین طریح کی اور سب کا ماخذ روضۃ الشہداء ہوگی اس لیئے کہ قبل کسی کتاب میں یہ روایت نہیں پائی جاتی۔ علامہ نوری فرماتے ہیں۔ قصہ عروسی قاسم قبل از روضۃ الشہدا در ہیچ کتاب دیدہ نشدہ اور جناب رضی قزوینی بعد ذکر شہادت بعض شہداء تظلم الزہراء میں فرماتے ہیں۔ کہ کتب میں حضرت قاسم کی مبارزت اور شہادت کا ذکر ہؤا ہے۔ اور ان کتب قدیمہ میں ذکر شادی قاسم نہیں ہے۔ مگر کتاب منتخب میں قصہ دامادی مذکور ہے۔ لیکن فاضل معتبر ملا مجلسی نے ذکر کیا ہے۔ کہ روایت معتمدہ اور کتب معتبرہ میں یہ روایت نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ مولانا مجلسی نے گویا منتخب کی روایت پر وثوق نہ کیا۔ اور اسکو صحیح نہ جانا۔ پس روضۃ الشہدا اور منتخب دونوں ملا مجلسی کے نزدیک غیر معتبر ہیں اور جناب رضی قزوینی یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ میں بھی اسی سبب سے اس روایت کو ترک کرتا ہوں۔ اس لیئے کہ ناقل نے کسی کی طرف اسکو منسوب نہیں کیا بلکہ بصیغہ مجہول نقل کہکر لکھا ہے +

پس قادحین میں سے دوسری رضی قزوینی ہیں اور تیسرے صاحب خیرات حسان ہیں چنانچہ لکھتے ہیں۔ واز قبیل ہمیں خرافاتست۔ آنچہ مابین عوام الناس اشتہار گرفتہ کہ حضرت فاطمہ بنت الحسین را در کربلا با حضرت قاسم ابن حسینؑ عقد بستہ چوتھے محمد بن سلمان تنکابنی ہیں۔ انکی عبارت بعد ذکر جانے بی بی شہربانو کے بطرف ملک رَے اکلیل المصائب میں یہ ہے۔ واضعف ازیں قول اینکہ فاطمہؑ عروس قاسم نیز ہمراہ او بود واز قاسم حمل داشت دلبرے متولد شد مسمی بقاسم ثانی کہ در جبال شمران طہران مزار معروفی دارد ایں نیز مثل سابق در ضعف ازانست زیرا کہ اولاً عروسی روایت قاسم شیعہ ندارد اور پانچویں علامہ نوری ہیں جنکی عبارت نقل ہو چکی۔ چھٹے صاحب سیر الائمہ ہیں۔ وہ اول نکاح ہونا جناب فاطمہ بنت الحسین کا حسن مثنیٰ کے ساتھ لکھتے ہیں۔ بعدہٗ موجود ہونا حسن مثنیٰ کا کربلا میں اور زندہ رہنا بیان کرتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں۔ دریں حدیث مکشوف افتاد۔ کہ روایت دامادی حضرت قاسم در کربلا از اکاذیب رواست۔ آٹھویں جناب شیخ عبداللہ مازندرانی یہ جناب در جواب ایک استفتا کے تحریر فرماتے ہیں۔ الے الامان مستندیکہ بتواں اعتماد نمود دریں باب دو قوع ایں قصہ بدست نیامد۔ نویں شیخ حسینؑ مازندرانی ہیں۔ یہ بھی اسی استفتا کے جواب میں فرماتے ہیں۔ اما وقوع ایں قصہ پس ہنوز بدرجہ تحقیق و ثبوت و یقین نرسیدہ ملکہ عدمش

محقق و بنحو احتمال جزم و قطع خواندنش مشکل بلکہ حرام است - اور دسویں آقا غلام حسین اصفہانی حائری ہیں
وُہ بھی اسی استفتا کے جواب میں فرماتے ہیں - خواندن آں مقدار یکہ در منتخب مذکور است ما نسبت بہماں
کتاب ہم غیر جائز است و زاید برآں کہ بہتان و افتراء بر اہلبیت عصمت و طہارت سے باشد و ہر کس کہ
زیادہ ہم برآں مقدار بخواند یا آنکہ قدح در علمائے اعلام کہ منکر وقوع ایں قصہ باشند بکند و آثم و گنہگار
است اور گیارھویں سلطان العلماء محمد طالب ہیں انکے استفتا موجود ہیں - بارھویں سید طباطبائے
نجفی محمد کاظم صاحب ہیں - یہ بھی فرماتے ہیں - وقوع ایں قصہ ثابت نیست ہر چند در بعض کتب بدون
سند مذکور باشد و خواندنِ آں باظہار جزم و عدم جزم بوقوع مشکل است و در علمائے اعلام کہ ایں
مطلب را انکار کردہ اند بد نخواہ جائز نیست ہر چند بہت سے علماء نے اس روایت کاذبہ کا قدح کیا
ہے - مگر بسبب طوالت ان کے اسماء اور اقوال نہیں لکھے - پس جس وقت سے یہ روایت نکلی اُسی
وقت سے اس کا قدح شروع ہو گیا - اور کوئی دختر امام حسینؑ کے وقت حیات امام حسنؑ موجود
نہ تھی - جو وصیت میں نامزد ہوتی - جو بڑی دختر امام حسین کی تھی - وہ بطن سے ام اسحاق
کے پیدا ہوئی تھی - اور ام اسحاق اول زوجہ امام حسن کے تھے - جب وقت وفات امام حسنؑ کا قریب آیا
تو اپنے برادر امام حسینؑ کو وصیت کی کہ تم ام اسحاق کی حفاظت کیجو اور بعد عدت عقد کر لیجو - پس امام
حسینؑ نے اس وصیت پر بسرعت عمل کیا - چنانچہ محمد بن جریر طبری کی ذیل الحذیل اور قمقام وغیرہ
کتب میں بتفصیل اس کا ذکر ہے - الحاصل امام حسین کے عقد میں بعد عدت ام اسحاق آئیں اس
وقت بعد سوا برس کے فاطمہؑ پیدا ہوئی - اگر در باب عقد قاسم فاطمہؑ سے وصیت ہوتی تو آنجناب
فاطمہ کا عقد حسن مثنیٰ سے برخلاف وصیت نہ کر دیتے - جس کا ہونا ناسخ التواریخ اور محسن الابرار
ارشاد شیخ مفید اور کشف الغمہ اور عمدۃ المطالب اور سیر الائمہ میں لکھا ہے -

اور روایت دامادی قاسمؑ کی ماخذ یعنی روضۃ الشہداء اور علام الورٰی وغیرہم میں مصرح
ہے - اور کسی طرح لائق انکار نہیں - اور جناب سکینہؑ جنکی واسطے حضرت فاطمہ سے چھوٹا ہونا
تاریخ طبری اور نور الابصار اور فصول مہمہ میں بھی ہے - یہ بھی امام حسنؑ کے بعد پیدا ہوئیں
بروقت وصیت یہ بھی موجود نہ تھیں - اور تیسرے دختران کا نام زینب معلوم ہوتا ہے - جو
فاطمہ صغرا مشہور ہو گئیں - وہ حسب تصریح صاحب روضۃ الشہداء کہ جو ماخذ روایت دامادی ہے
ہفت سالہ مدینہ میں رہ گئی تھیں وُہ حضرت امام حسنؑ کی وفات کے بعد چار یا تین برس بعد
پیدا ہوئی تھیں وہ بھی بروقت وصیت موجود نہ تھیں اور جو تھے بروایت منتخب سپہ سالار

اور بروایت روضۃ الشہدا چار سالہ قید خانہ میں مرگئیں یہ دختر سات سال بعد امام حسنؑ کی وفات کے پیدا ہوئی تھیں یہ بھی بروقت وصیت موجود نہ تھی۔ اور چار دختر سے زیادہ کسی نے امام حسینؑ کی نہیں لکھیں۔ اصل میں دو دختر تھیں۔ ایک فاطمہ زوجہ حسن مثنیٰ اور دوسری سکینہ زوجہ عبداللہ ابن امام حسنؑ کی تھی۔ آنجناب نے اپنی دونو دختران کا عقد دونوں بھتیجوں کے مدینہ میں کردیا تھا۔ جیسا کہ ارشاد شیخ مفید اور کشف الغمہ اور علام الوریٰ اور قمقام وغیرہ میں لکھا ہے۔ حضرت حسن مثنیٰ اور عبداللہ کی تو جناب امام حسینؑ سے وصیت نہیں کی اور حضرت قاسم جو وقت وفات اپنے والد بزرگوار کے شیرخوار تھے۔ انکے واسطے وصیت عقد کی اور عجب بر عجب آنکہ ہے کہ امام حسینؑ نے وہ عقد جنکے واسطے کہیں وصیت نکاح کا پتہ نہیں مدینہ میں کردی۔ اور وہ نکاح جس کی وصیت تھی۔ اس کو دس سال روکے رہے وصیت کے مطابق تو جلدی چاہیئے دس سال کی دیر جس سے وصیت کے ابطال لازم آتا ہے اور بروقت نکاح واقعہ ہونے میں فعل عبث امام کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اور موافق ارشاد جناب آقا غلام حسین حائری اس نکاح کے بیان کرنے میں معصوم اہلبیت پر تہمت کا خوف ہے۔ اور یہ واقعہ طرائف سے بھرا ہوا ہے۔ ازانجملہ کچھ معرض بیان میں آئے۔ ازانجملہ یہ ہے۔ کہ ماخذ اس روایت کا روضۃ الشہدا ہے۔ اور بعد اسکے منتخب ہے اور دونوں کتابوں میں منکوحہ کا نام نہیں۔ پھر فاطمہ کہاں سے منکوحہ تجویز ہوگئیں۔ باوجودیکہ زوجہ حسن مثنیٰ کی نہیں ظاہر ہے۔ کہ اگر وصیت عقد بابت فاطمہ کے ہوتی۔ تو امام حسین انکا عقد حسن مثنیٰ سے مدینہ میں کردیتے۔ روضۃ الشہدا جو ماخذ عقد ہے۔ اسمیں ہے عقد جناب حسن مثنیٰ کا فاطمہ کے ساتھ امام حسینؑ کا کردینا بمقام مدینہ لکھا ہے۔ علاوہ بریں کاتب الحروف نے بیس کتابوں سے دیکھا ہے۔ پس حیات میں شوہر کے جناب امام دوسرا عقد فاطمہؑ کا جناب قاسم سے کربلا میں کس طرح کردیتے اسکے بیان میں تو امام معصوم پر تہمت کا خوف ہے +

ناظرین باتمکین پر مخفی نہ رہے یہ ہیچمدان فقیر حقیر کاتب الحروف کہ روایات کتب جدید میں جو علمائے متاخرین تمام مرثیوں میں دامادی حضرت قاسم ابن امام حسنؑ اور شہربانو کا طوس جانا مندرج کیا ہے۔ اور ہند اور سندھ اور پنجاب میں بڑے زور شور سے یہ مذکور ہوتا ہے۔ اور بیان تمام کتب جدیدہ اور مرثیوں میں واقعہ ہے۔ اور یہ واقعہ عوام الناس مومنین میں مشہور معروف ہی اور یہ فسانہ دردناک باعثِ رقت ضرور ہے۔ اور یہ فقیر بھی اور اس

باب پنجم میں تحریر کر آیا ہے۔ لیکن علمائے متقدمین جو صاحب کتب معتبر ہیں۔ وہ کتب قدیمہ میں اس روایات کا قدح کرتے ہیں۔ اور جائز نہیں فرماتے ہیں۔ اس فقیر ناچیز کا اس میں کیا قصور ہو سکتا ہے۔ کہ ہر دو روایت قدیم جدید کا حوالہ کتابت ہذا میں مندرج کر دیا ہے۔ ناظرین اس امر میں غور فرمائینگے۔ کہ علماء متقدمین تو اس کا ذکر کرنا جائز نہیں جانتے۔ اور تمام مرثیہ خوان سوائے ان اذکار دردناک کے اور ذکر کم بیان فرماتے ہیں۔ یہ روایت تمام ملک انڈیا میں مشہور و معروف ہیں۔ اور روز بروز ترقی پر ہیں۔ گلزار جنت صفحہ ۴۶ ۔

بعد شہادت جناب سیّد الشہداءؑ

غُل قتل الحسین بکربلا ذبح الحسین بکربلا اس صحرا میں بلند ہوا۔ تو عمر سعد نے حکم دیا۔ کہ لشکر کے سوار سبط رسول مختار کی لاش مطہر پر گھوڑے دوڑائیں سید مرتضیٰ علم الہدیٰ اپنے مقتل میں اور شیخ مفید اور ابن شہر آشوب نے تحریر فرمایا ہے کہ عمر سعد کا یہ حکم سنکر دس اشخاص گھوڑے اُٹھا کر لشکر سے جُدا ہوئے۔ ان ملاعنہ کے نام یہ ہیں ایک اخنس بن مرثد دوسرا عمر بن صبیح تیسرا حکیم بن طفیل چوتھا رجا بن منفذ پانچواں سالم بن خثیمہ چھٹا صالح بن وہب ساتواں ہانی بن ثبیت آٹھواں اسد بن مالک نواں اسحاق بن حویرہ دسواں واخط بن ناعم ان ملاعنہ سے یہ امر شنیع صادر ہوا۔ کہ لاش مطہر جگر بند رسولؐ اور نور چشم بتولؑ کی لاش پامال سم اسپاں سے ہوئی۔ ریاض الشہادت میں لکھا ہے۔ کہ ابو عمر زاہدی سے نقل ہے کہ جب ان ملاعنہ کے حال کا تفحص کیا۔ تو معلوم ہوا کہ سب مردود ولد الزنا حرامزادے تھے۔ مختارؑ نے ان سب کو پکڑ کر زمین پر لٹایا اور اسکے جسم میں اور زمین میں لوہے کی میخیں ٹھوک دیں اور اُن پر گھوڑے دوڑائے بدن نجس انکے پاش پاش ہو گئے اور تمقام میں یہ ہے نام ان ملاعنہ کے لکھے ہیں۔ اور اسی کتاب میں یہ لکھا ہے۔ کہ فرشتوں نے خدا سے امام حسینؑ کی مدد کرنیکی اجازت لی تھی۔ مگر اسوقت کربلا میں پہنچے کہ امام شہید ہو چکے تھے۔ اسی وقت سب نے درگاہ خدا میں عرض کی۔ کہ ہم مدد کو آئے تھے محروم رہے وحی ہوئی۔ کہ تم مجاور قبر امام حسینؑ کے رہو تا آخر اور خبر جلاء العیون میں ہے کہ قولویہ نے بسند معتبر امام صادقؑ سے روایت کی ہے کہ چار ہزار فرشتوں نے

خدا سے رخصت لی تھی۔ کہ کربلا میں امام کی مدد کریں۔ خدا نے ان کو رخصت کردیا وہ جو آسمان سے کربلا میں آئے۔ امام کو شہید پایا۔ وُہ سب کربلا میں رہے بال بکھرے اور گرد آلودہ مظلوم کربلا پر روتے ہیں۔ اور سرداران کا ایک فرشتہ ہے۔ جس کا نام منصور ہے۔ جو کوئی شخص امام حسینؑ کی زیارت کو آتا ہے۔ اس کا استقبال کرتے ہیں۔ جب واپس ہوتا ہے تو اسکی متابعت کرتے ہیں۔ اگر زائر بیمار ہوتا ہے۔ تو اسکی عیادت کرتے ہیں۔ اگر مرتا ہے تو اسکے جنازہ پر نماز پڑھتے ہیں۔ اور اسکے لیئے طلب مغفرت کرتے ہیں۔ اور قریب اسکے تحفۃ الزائرین سے ہے۔ پس پیراہن امام حسینؑ کا اسحاق بن جویرہ لے گیا اور پاجامہ الجر بن کعب نے لے لیا۔ اور عمامہ اخنس بن مرثد کے پاس گیا اور زرہ مالک بن بشیر نے لے لی۔ اور انگشتری بجدل بن سلیم لے گیا۔ اور تلوار جو غیر فراد تھی اُسکو جمیع ازدی نے لے لیا۔ یہ خلاصہ ہے۔ عبارت ریاض الشہادتین کا اور اسکی کتابت میں لکھا ہے کہ ذوالجناح نے سر اور بال اپنے خون امام حسینؑ میں رنگین کئے۔ اور اہلحرم کے خیمے کی طرف گیا۔ اور اپنے سردار کی خبر دی اور عمر سعد نے معہ اہلحرم کے خیموں میں آگ لگانے کا حکم دیا۔ بعض نے منع کیا۔ پس آگ سے منع کرکے انکے لوٹنے کا حکم دیا اور سپاہ فوج یزید اس امر شنیع کے ارتکاب کے لیئے طرف خیام کے روانہ ہوئی۔ پس ان ملاعنہ نے خیمے لوٹے۔ جلاء العیون اور ریاض الشہادتین اور قمقام میں لکھا ہے کہ لشکر یزید میں ایک عورت بکر بن وائل کے قبیلہ کی تھی اوسنے جو یہ ظلم ستم دیکھا تو تلوار اُٹھا کر آئی۔ اور کہا کہ اے روسیہ اور بے دینو۔ تم رسول خدا صلعم کی اہلبیت کو لوٹتے ہو۔ اس کا شوہر لعین آیا اور واپس لے گیا۔ اور شمر لعین جناب امام زین العابدینؑ کے قتل کو آیا۔ حمید بن مُسلم کے منع کرنے سے باز رہا۔ قمقام میں لکھا ہے۔ کہ عمر سعد دَر خیمہ پر آیا۔ اور کہا کہ اہلبیت کو آزار نہ دو۔ اہلحرم نے اپنی چادریں واپس مانگیں۔ عمر نے واپسی کا حکم دیا۔ مگر کسی شخص نے واپس نہ دیں۔ عمر کچھ لوگ اپنے لشکر کے وہاں پہرے دار مقرر کردیئے۔ کہ وہ انکی فراری کی محافظت کریں۔ اور ایسا ہی ریاض الشہادتین میں مذکور ہے۔ اور قمقام میں لکھا ہے۔ کہ سر مطہر امام حسینؑ کا عمر سعد نے خولی بن یزید اصبحی اور حمید بن مسلم کے ساتھ ابن زیاد کے پاس کوفہ کو روانہ کردیا وقت روانگی سر اطہر فرزند رسول خیر البشر وقت نماز عصر روز عاشورہ ہی پس عمر باطمینان اپنے خیمہ میں گیا

مُلّا محمّد باقر مجلسی جلاء العیون میں فرماتے ہیں

شیخ مفید و دیگران روایت کردہ اند کہ چوں حضرت سیّد الشہداء بعالم رحلت نمود عمر سعد
سرہائے شہداء را بر قبائل لعنہ قسمت کرد یا د با خواتین مکرم اہلبیت رسالت در ہماں روز
متوجہ گردانید و خود روز دیگر ماند مگر قمقام اور ریاض الشہادتین میں گیارھویں تاریخ عمر سعد
کے ساتھ اہل حرم کا جانا لکھا ہے +

بعد شہادت گیارہ محرم سنہ ۶۱ ہجری کی آخر تک جو کربلا میں واقعہ ہوئی ہیں قمقام اور
مقتل سیّد مرتضیٰ اور ریاض الشہادتین وغیرہ ہیں۔ مرقوم ہے۔ کہ جب محرم کی گیارہویں تاریخ
کی صبح نمایاں ہوئی۔ تو عمر سعد نے اپنی طرف کے مقتولین کی دفن کا انتظام شروع کیا۔ اور
انکی جیفہ ہائے خبیث و نجس کو کفن دیکر اور نماز پڑھ کر دفن کرادیا اور بیکس و مظلوم فرزند دلبند
رسول خاصہ قیوم کی نعش مبارک کو معہ اونکے عزیز و رفقا کی بے غسل و کفن ریگ گرم اور زمین
تفتیدہ کربلا پر چھوڑا اور بعد ظہر اہلبیت اور بچوں اور امام حسینؑ کے فرزند امام زین العابدینؑ
بیمار کربلا کو اسیر و دستگیر کرکے اور اہل حرم کو بے مقنع و چادر رسن بستہ بے فرش شتروں پر
سوار کرکے کوفہ کو روانہ کردیا اور قمقام اور ریاض الشہادتین اور بحر المصائب میں لکھا ہے کہ
بشدت عداوت عمر سعد نے حکمدیا کہ اسیروں کو قتلگاہ کی راہ سے لے جائیں۔ تاکہ ان سب
کے دل دردمند ہوں۔ عبارت ریاض الشہادتین کی یہ ہے۔ والیشاں را عمداً از قتلگاہ
بردند کہ بدنہائے پارہ پارہ کہ بر روئے خاک انداختہ بودند بہ بینید و دل ایشاں بیشتر بود
آید۔ جسوقت اسیران کربلا قتلگاہ میں پہنچے۔ اسوقت کا حال پُر ملال مصائب کی کتابوں
میں مرقوم ہے +

فہرست شہدائے کربلا معلّٰی جو لوگ ہمراہ امام تھے

(۱) ابراہیم بن حصین اسدی قمقام میں انکا نام ہے کربلا میں روز عاشورہ شہید ہوئے +
(۲) ابو ثمامہ عمر بن عبداللہ صائدی کتاب زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے۔ روز عاشورہ شہید ہوئے

(۳) ابو عمر نہشلی کتاب قمقام میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے +

(۴) ابو وجانہ - ریاض الشہادتین انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے +

(۵) ابو بکر بن امام حسن قمقام میں ان کا نام ہی عبداللہ بن عقبہ غنوی کے ہاتھ سے شہید ہوئے +

(۶) ابو بکر بن علی ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہے +

(۶) ابو عمارہ سیر الائمہ میں ان کا نام ہے + روز عاشورہ شہید ہوئے -

(۷) احمد بن محمد بن عقیل سیر الائمہ میں انکا نام ہی - روز عاشورہ شہید ہوئے -

(۸) احمد بن امام حسن سیر الائمہ میں ان کا نام ۱۶ سال کی عمر میں شہید ہوئے -

(۹) اسد - ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہی روز عاشورہ شہید ہوئے ازرق کے ہاتھ سے -

(۱۰) اسلم بن کثیر اعرج اسدی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہی - اشعث ابن سعد ریاض الشہادت میں ان کا نام ہے -

(۱۱) انس بن حارث صحابی رسولخدا کوفہ سے مدد کو آئے لڑتے شہید ہوئے +

(۱۲) انس بن کاہل اسدی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے - روز عاشورہ شہید ہوئے -

(۱۳) انس بن معقل اصبحی ریاض الشہادت میں انکا نام ہی - روز عاشورہ شہید ہوئے -

(۱۴) بشیر بن عمر حضرمی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے - روز عاشورہ شہید ہوئے -

(۱۵) بدر بن معقل جعفی کتاب جلاء العیون میں انکا نام ہی - بروز عشرہ شہید ہوئے -

(۱۶) بریر بن خضیر ہمدانی جلاء العیون میں انکا نام ہے - بروز عاشورہ شہید ہوئے -

(۱۷) بسر مسلم بن عوسجہ ریاض الشہادت میں انکا نام ہی روز عشرہ محرم شہید ہوئے - بیس نفر مار کر -

(۱۸) بسر مسعود بن حجاج زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہی - جبلہ بن علی شیبانی سیر الائمہ میں ان کا نام - بروز عاشورہ شہید ہوئے +

(۱۹) جریح بن ابی حمیرہ فہمی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہی روز عشرہ شہید ہوئے -

(۲۰) جعفر بن علی سیر الائمہ میں ان کا نام ہی روز عاشورہ شہید ہوئے -

(۲۱) جعفر اکبر بن علی زیارت ناحیہ میں ان کا نام روز عاشورہ شہید ہوئے -

(۲۲) جعفر بن عقیل زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہی روز عاشورہ شہید ہوئے -

(۲۳) جناب بن عمر خولی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہی بروز عاشورہ شہید ہوئے -

(۲۴) جناوہ بن حارث قمقام میں ان کا نام ہی روز عاشورہ شہید ہوئے -

(۲۵) جون ریاض الشہادت میں انکا نام ہی بروز عاشورہ شہید ہوئے۔

(۲۶) جوین بن مالک ضبعی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہی روز عاشورہ شہید ہوئے۔

(۲۷) حبیب ابن مظاہر کتاب مصائب میں انکا نام ہی بروز عاشورہ شہید ہوئے۔

(۲۸) حجاج بن زید سعدی ریاض الشہادتین میں انکا نام ہی روز عاشورہ شہید ہوئے۔

(۲۹) حجاج بن سروق جعفی ریاض الشہادت میں انکا نام روز عاشورہ شہید ہوئے۔

(۳۰) حر ابن یزید ریاحی سب کتاب مصائب میں ان کا نام ہی روز عاشورہ شہید ہوئے۔

(۳۱) حسن مثنیٰ ابن امام حسن عمدۃ المطالب اور قمقام اور ناسخ التواریخ اور کشف الغمہ اور ارشاد شیخ مفید اور ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہے وقت سر جدای شہدا ان کا ماموں حسان ان کو بچا لیا گیا۔ حیات باقی تھی۔ بعد صحت کے مدینہ روانہ کیا اور جب فاطمہ دختر امام عالیمقام قید سے رہا ہو کر مدینہ آئیں۔ انکی اولاد ہوئی۔ ۳۵ سال کے سن میں وفات پائی جیسا کہ قمقام زخار میں وارد ہوا ہے۔

(۳۲) حطیمہ بن وہاد ریاض الشہادت میں ان کا نام ہی۔ روز عاشورہ شہید ہی۔

(۳۳) حلاسی سیر الائمہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔

(۳۴) حماد بن انس ریاض الشہادتین میں انکا نام ہے۔ روز عاشورہ شہید ہوئے۔

(۳۵) حنظلہ بن اسعد شامی تیروں سے امام کی حفاظت کرتے تھے۔ قمقام میں ان کا نام ہے۔ روز عاشورہ ہوئے۔

(۳۶) حبان بن حارث ازدی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے

(۳۷) خالد بن عمر بن خالد قمقام میں ان کا نام ہی روز عاشورہ شہید ہوئے۔

(۳۸) ذاہر غلام عمرو بن الحق زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہی روز عاشورہ شہید ہوئے۔

(۳۹) زہیر بن بشر خثعمی سیر الائمہ میں انکا نام ہی روز عاشورہ شہید ہوئے۔

(۴۰) زہیر بن قلین ہر کتاب میں انکا نام ہے۔ روز عاشورہ شہید ہوئے۔

(۴۱) زیاد بن مہاجر کندی جلاء العیون میں انکا نام ہی روز عاشورہ شہید ہوئے۔

(۴۲) زیاد بن شعبان جلاء العیون میں انکا نام ہی روز عشرہ شہید ہوئے۔

(۴۳) زہیر بن سلیم ازدی سیر الائمہ میں ان کا نام ہی روز عشرہ شہید ہوئے۔

(۴۴) زید بن مثبت قیسی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہی بروز عاشورہ شہید ہوئے۔

(۴۵) سالم غلام عامر بن مسلم زیارت ناحیہ میں انکانام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۴۶) سالم بن مدینہ کلبی زیارت ناحیہ میں ان کانام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۴۷) سعد بن حنظلہ تمقام و جلاء العیون میں انکانام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۴۸) سعد غلام خباب امیر ریاض الشہادتین میں انکانام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۴۹) سعید بن عبداللہ حنفی جلاء العیون میں انکانام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۵۰) سواد بن ابی عمیر ہمدانی سیر الائمہ میں انکانام ہے بروز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۵۱) سوید بن عمر بن مطاع خثعمی ریاض الشہادت میں انکانام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے
(۵۲) سلیمان غلام امام حسینؑ زیارت ناحیہ میں ان کانام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۵۳) سیف بن ابی حرث تمقام میں ان کانام ہے روز عاشورہ شہید کربلا ہوئے۔
(۵۴) سیف بن مالک نمیری زیارت ناحیہ اور اکسیر التواریخ میں ان کانام ہے۔ روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۵۵) شبیب بن حارث بن سریع زیارت ناحیہ میں ان کانام ہے۔ روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۵۶) شریح بن عبداللہ تمیمی ریاض الشہادتین میں ان کانام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۵۷) شوذب۔ غلام عباس شاکری زیارت ناحیہ میں انکانام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے
(۵۸) شبیث بن عبداللہ نہشلی زیارت ناحیہ میں انکانام ہے شہید کربلا روز عشرہ ہوئے
(۵۹) ضحاک بن عبداللہ مشرقی انہوں نے دو منافق مار کر امام عالی مقام سے اجازت لے لی۔ اور سوار ہو کر میدان سے باہر چلے گئے۔ پندرہ سواروں نے ان کا تعاقب کیا مگر کسی کے ہاتھ نہ آئے تمقام میں یہ لکھا ہے۔
(۶۰) ضرغامہ بن مالک ریاض الشہادت میں ان کانام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے
(۶۱) ظہیر بن حسان اسدی ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۶۲) عابس بن شبیب شاکری جلاء العیون میں انکانام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۶۳) عامر بن مسلم سیر الائمہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۶۴) عبدالرحمان بن عردہ غفاری جلاء العیون میں ان کانام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔

(۶۵) عبد الرحمان بن عبداسد برقی انکا نام ہی روز عاشورہ شہید ہوئے ۔
(۶۶) عبد الرحمان ارجی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔
(۶۷) عبد اللہ اکبر بن عقیل سیرالائمہ میں ان کا نام ہی روز عاشورہ شہید ہوئے ۔
(۶۸) عبد اللہ اصغر بن عقیل اکسیر التواریخ میں اُن کا نام ہی روز عاشورہ شہید ہوئے
(۶۹) عبد اللہ یزید بن ثبت قیسی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے
(۷۰) عبد اللہ بن مسلم بن عقیل جلاء العیون میں ان کا نام موجود ہے ۔ روز عاشورہ شہید ہوئے
(۷۱) عبد اللہ اکبر بن حسن قمقام اور سیرالائمہ میں ان کا نام ہی روز عاشورہ شہید ہوئے ۔
(۷۲) عبد اللہ اکبر بن علی سیرالائمہ میں ان کا نام ہی روز عاشورہ شہید ہوئے ۔
(۷۳) عبد اللہ ثانی بن علی سیرالائمہ میں ان کا نام ہی روز عاشورہ شہید کربلا ہوئے ۔
(۷۴) عبد اللہ صغیر مشہور بعلی اصغر ہر کتاب میں ان کا نام ہی شیر خوارگی میں روز عاشورہ شہید ہوئے ۔

(۷۵) عبید اللہ بن عمیر کلبی اکسیر التواریخ میں ان کا نام ہے ۔ روز عاشورہ کربلا میں شہید ہوئے +

(۷۶) عبید اللہ بن عبداسد بن جعفر طیار قمقام میں انکا نام ہے ۔ روز عاشورہ شہید ہوئے
(۷۷) عباس ۔ علمدار بن علی ہر کتاب میں ان کا نام ہی روز عاشورہ شہید ہوئے ۔
(۷۸) عثمان بن علی قمقام میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔
(۷۹) عقبہ بن سمعان غلام رباب قمقام میں انکا نام ہے قتل ہونے سے بچ رہے عمر نے ان کو رہا کر دیا +

(۸۰) علی بن عقیل قمقام میں انکا نام ہی روز عاشورہ شہید ہوئے ۔
(۸۱) علی ابن الحسین مشہور بعلی اکبر ہر کتاب مصائب میں انکا نام ہے ۔ روز عاشورہ شہید ہوئے ۔

(۸۲) علی بن حر بن یزید ریاحی ریاض الشہادت میں ان کا نام ہے ۔ روز عاشورہ شہید ہوئے ۔

(۸۳) عمر بن خالد صیداوی ریاض الشہادت میں ان کا نام ہے ۔ روز عاشورہ شہید ہوئے ۔

(۸۴) عمر بن احادث حضرمی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۸۵) عمر بن خبادہ تمقام میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۸۶) عمر بن شبیعہ زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۸۷) عمر بن عبداللہ جندعی تمقام میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے
(۸۸) عمر بن علی تمقام میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۸۹) عمرو بن قرظ انصاری ریاض الشہادت میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے
(۹۰) عمرو بن مطل جعفی ریاض الشہادت میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے
(۹۱) عمر بن شیعہ تمقام میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۹۲) عمیر بن عبداللہ مجدی ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہے۔ روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۹۳) عمران بن کعب بن حارث اشجعی مناقب شہر آشوب میں ان کا نام ہے۔ روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۹۴) عمار بن ابی علامہ ہمدانی زیارت ناحیہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۹۵) عمار بن سلامہ والانی مناقب شہر آشوب میں اس کا نام ہے۔ روز عاشورہ شہید ہوئے
(۹۶) عمار بن حسان سریع طائی سیرالائمہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۹۷) عون بن علی ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۹۸) عون بن عبداللہ بن جعفر طیار تمقام میں ان کا نام ہے۔ روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۹۹) فضل بن علی ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۱۰۰) فیروزان غلام امام حسنؑ ریاض الشہادتین میں ان کا نام روز عاشورہ شہید ہوئے
(۱۰۱) فاسط بن زہیر ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۱۰۲) قاسم بن حبیب ازدی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۱۰۳) قاسم بن حسنؑ بر کتاب مصائب میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۱۰۴) قارب۔ غلام امام حسینؑ تمقام و زیارت ناحیہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے
(۱۰۵) قرہ غلام حر ریاض الشہادتین میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۱۰۶) قرہ بن ابی قرہ غفاری جلاء العیون میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔

(۱۰۷) قعنب بن عمیر نمیری زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۱۰۸) قیس بن منبہ ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۱۰۹) قیس بن ربیعہ ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے
(۱۱۰) قیس بن سہر صیداوی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے
(۱۱۱) مرقع بن ثمار اسدی تمقام میں ان کا نام ہے۔ ابن زیاد نے اس کو رٹا کردیا
مجمع بن عبداللہ عائذی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۱۱۲) محمد بن عبداللہ بن جعفر طیار۔ تمقام میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے
(۱۱۳) کرش بن ظہیر سیرالائمہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۱۱۴) کنانہ بن عتیق زیارت ناحیہ میں انکا نام ہے۔ روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۱۱۵) مالک بن انس ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۱۱۶) مالک بن عبداللہ بن سریع زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے
(۱۱۷) محمد بن ابوسعید بن عقیل تمقام میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۱۱۸) محمد بن انس بن ابو مرجانہ ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہے۔ روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۱۱۹) محمد بن مسلم بن عقیل ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے
(۱۲۰) محمد بن علی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۱۲۱) محمد بن بشیر خضرمی مقاتل الطالبین میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۱۲۲) محمد بن مقداد ریاض الشہادتین میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۱۲۳) مرثد زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۱۲۴) مسلم ابن کثیر مناقب ابن شہر آشوب میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۱۲۵) مسلم ابن عوسجہ ہر کتاب میں ان کا نام ہے۔ روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۱۲۶) مسعود بن حجاج مناقب ابن شہر آشوب میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے
(۱۲۷) مصعب۔ برادر حُر ریاحی ریاض الشہادتین میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے
(۱۲۸) منہیج غلام امام حسین زیارت ناحیہ میں انکا نام ہے۔ روز عاشورہ شہید ہوئے۔
(۱۲۹) نافع بن ہلال بجلی تمقام میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے۔

(۱۳۰) نعمان بن عمر راسبی سیر الائمہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔
(۳۱) نعیم بن عملان انصاری سیر الائمہ میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔
(۱۳۲) وناطس بن مالک ریاض الشہادتین میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔
(۱۳۳) وھب بن عبداللہ کلبی قمقام میں ان کا نام روز عاشورہ شہید ہوئے ۔
(۱۳۴) ھاشم بن عتبہ ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔
(۱۳۵) ھلال بن نافع بجلی ریاض الشہادتین میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے
(۱۳۴) ھاشم بن عتبہ ریاض الشہادتین میں ان کا نام ہے ۔ روز عاشورہ شہید ہوئے ۔
(۱۳۵) ھلال بن نافع بجلی ریاض الشہادتین میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے
(۱۳۶) ھلال بن حجاج جلاء العیون میں انکا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔
(۱۳۷) یحیٰی ابن سلیم مازنی قمقام میں ان کا نام ہے ۔ روز عاشورہ شہید ہوئے ۔
(۱۳۸) یزید بن حصین ہمدانی جلاء العیون میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے ۔
(۱۳۹) یزید بن زیاد بن مظاہر کندی زیارت ناحیہ میں ان کا نام ہے روز عاشورہ شہید ہوئے
(۱۴۰) علاوہ بریں ایک جناب بیمار کربلا حضرت امام زین العابدینؑ علیہ السلام اور زید فرزند امام حسین اور جناب امام محمد باقرؑ اور عبید الدین حضرت ابو الفضل عباس تھے اور بروایت دو فرزند جناب مسلم جو کوفہ میں قتل ہوئے تھے ۔ یہ تھے ۔ یہ بھی امام حسینؑ کے ہمراہ تھے ۔ یہ فہرست حضرت امام محمدؐ باقر کی حدیث کے مطابق ہے جیسا کہ ملا جلاء العیون میں ۔ اور محمد حسن فرزنی ریاض الشہادتین میں اور صاحب قمقام نے لکھا ہے ۔ کہ لشکر امام حسینؑ مجموع پینتالیس سوار اور سو پیادے تھے ۔ نقل از گلزار جنت ص۸۱ تا بیان استغاثہ امام علیہ السلام تا صفحہ ۸۹ ۔

امام مظلوم کو اس استغاثہ سے ساری دُنیا کو ظاہر کر دینا منظور تھا ۔ کہ جسطرح لشکر یزید نے طمع دُنیا میں پھنسکر میری اعانت سے کنارہ کشی اور دعوٰے اسلام کرتے جاتے ہیں اسی طرح تا قیامت مسلمانوں میں ایسے بیرحم سنگدل ظاہر ہوتے رہینگے ۔ جو مثل فوج یزید مُسلمان ہونے کا دعوٰے تو کرینگے ۔ کہ اصل مُسلمان ہم ہیں ۔ کہ جس طرح شرکاء یزید نے مسجد بنائیں ۔ اور مُلک فتح کئے ۔ اور اسلام کو شایع کیا ۔ اسی طرح ہم بھی کرتے ہیں مگر اولاد حسینؑ اور محبان حسین کی بربادی کو باعثِ فخر سمجھینگے ۔ اور مجالسِ عزا کو بدعت سیہ اور حریت تا بکفر

بتلائینگے - اور منع کرینگے - جیسا یزید اور مقلدان یزید نے خاندانِ رسالت کی ہتک حرمت کے اور قتل ایذارسانی میں کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھا - اور تباہ و برباد کر کے اپنے کو مُسلمان ہونیکا - اور حافظ قرآن ہوئے - اور عالم شریعت ہوں اور پابند صوم وصلوٰۃ ہونے کا دعوٰے کیا - اسیطرح یزید کے مقلد محبان خاندانِ رسالت کو ایذا پہنچائینگے اور آپ کو اصلی مُسلمان پابند صوم وصلوٰت اور قرآن کے حافظ کا دعوٰی تبلائینگے - اور خدا رسول سے شرم نہ کرینگے - اور غیرتِ اسلام کو فراموش کردینگے - پس محبت حسینؑ کا وہ شخص دعوٰی کر سکتا ہے - جو بسبب امام حسینؑ اس دنیا کے مصائب برداشت کرے اور صابر شاکر رہے - اور صدائے استغاثہ سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے - کہ جن لوگوں نے صدا سُنی - اور اپنے امام کی مدد نہ کی - ان کی توبہ بھی قابل قبول نہ رہی - امام کی یہ صدا غرضیکہ اختتام محبت تھی - تاکہ دشمنانِ آل کی محبت میں خلق اللہ گمراہ نہ ہوجاوے - مقلدان یزید کہتے ہیں - کہ اگر مضطرب نہ تھے - تو طفل ششماہ کو لشکر مخالف کے روبرو کس غرض سے لائے تھے - تو یہ قبیح فعل امام کا مضطربانہ اور خوف جان کے سبب نہ تھا - بلکہ دشمنان آل رسولؐ کی شقاوت قلبی کی ظاہر کرنے کا تھا - کیونکہ اُس زمانہ کے علماء فقہا اصحاب تابعین مسلمین انکارِ بیعت یزید کا گناہ کا ذمہ امام حسینؑ عائد کرتے تھے - جنکے ثبوت میں ابو شکور سلمی اور حجت اسلام امام غزالی اور ابن حجر کے اور صاحب فقہ اکبر کے اقوال سے بحوالہ کتاب قول فعل اوپر لکھا گیا ہے - امام نے اپنے طفل ششماہ کو لشکر دے کر فرمایا اے قوم اگر تمہارے زعم میں میں گنہگار ہوں - تو اس طفل صغیر نے تو تمہارا گناہ نہیں کیا اسکو تو پانی پلادو - مگر ان ظالموں نے اس صغیر پر بھی رحم نہ کیا اور نشانہ ستم کردیا اس فعل سے امام کی یہ بات ظاہر ہوئی - کہ امام حسین کے ساتھ کسی گناہ کے سبب یزید یا طرفداران یزید واسطے جنگ آمادہ نہیں ہوئے تھے - بلکہ ان لوگوں کو خاندانِ رسالت سے دلی بُغض تھا - چنانچہ راوی کہتا ہے - بروز عاشورہ محرم میں نے دیکھا - کہ جسوقت امامؑ کو دشمنوں نے خانہ زین سے زمین پر گرایا تھا - سارا بدن امام کا زخموں سے چور چور تھا - اور صحرا کربلا کی ریگ گرم پر زخموں سے آپ لوٹتے تھے - اور اشقیا اس حالت میں بھی نیزہ شمشیر کے وار لگاتے تھے - کہ دفعتاً خیمہ امام کا پردہ اُٹھا اور جناب زینبؑ باہر تشریف لائیں - اور اور پاس پردہ کے پھر اندر ہو گئیں - امام نے ظلم اور جور اشقیاء کے ظاہر کرنے کو طفل صغیر

پیش خدا لائے تھے۔ تاکہ آئندہ زمانہ میں قاتلانِ امام علیہ السلام اور دشمنانِ آلِ رسول کی اولاد مقابلہ محبانِ آلِ رسولؐ ثبوت کے واسطے اس واقعہ کو ذکر کرینگے۔ جسکو سنکر کیا ایماندار دل کو دشمنانِ آل کے ساتھ نفرت ہوگی۔ اور مخالفانِ آل رسول کے کہنے سے ان کے ایمان میں خلل نہ واقعہ ہوگا۔ امام کو نہ خوف تھا۔ نہ اضطراب تھا۔ نہ خوفِ جان تھا۔ جو کچھ آپ نے کیا اُمت کی ہدایت اور رہنمائی کے واسطے کیا تاکہ مومنین ثابت قدم اس دُنیا سے فوت ہوں۔ چنانچہ اسکی شہادت مخالفانِ اسلام سے بھی ہوتی ہے۔

ایک عیسائی مؤرخ مسٹر کاکرن نامی یورپین نے تاریخ چین میں لکھا ہے کہ رستم اور اسفندیار وغیرہ پہلوانوں کا شجاع بے مثال تسلیم کرنا تاریخ عالم سے ناواقفیت کا باعث ہے۔ جو لوگ علم تاریخ سے ناواقف ہیں۔ وہ ان لوگوں کی شجاعت کا اقرار کرتے ہیں۔ اگر بنی آدم میں مرد شجاع بہادر پیدا ہوا ہے تو وہ امام حسین ابن علی ہے۔ جس کا مثل شجاعت اور جوانمردی اور بہادری میں کوئی دوسرا پیدا نہیں ہوا۔ یہ قول بہت مشہور ہے کہ ایک کے مقابلہ میں دو بھارے ہوتے ہیں۔ مگر امام حسین کو کئی قسم کے دشمنوں کا مقابلہ تھا۔ اول تین روز ہی تشنگی اور گرسنگی سے دشمن کا مقابلہ جو انسان کے واسطے سخت ترین دشمن ہے۔ دوسری مئی و جون کا مہینہ آفتاب کی حرارت شدید باد سموم کی شدت جن سے شرارے نکلتے تھے۔ عرب کی گرم ریت ایک جان کے مقابلہ میں دشمنوں کی فوج کثیر اور آپ بھوکے اور پیاسے پس ایسے دشمنوں کے مقابلہ میں جو شخص مستقل رہی وثابتقدم رہے۔ اور ذاتِ باری تعالے پر توکل کرکے اپنے دشمنوں سے مقابلہ کرے وہی شجاع ترین عالم ہے اور ایسا شخص بجز حسینؑ ابن علی کے دوسرا پیدا نہیں ہوا افسوس یہ ہے کہ جس امام حسینؑ کی شجاعت اور صبر اور استقلال کا عیسائی بھی اقرار کریں۔ اور اسکے صبر قناعت اور شجاعت کے تذکروں کو وہ لوگ بدعت سیئہ بتلاویں کہ جو اپنے تئیں مُسلمان کہتے ہیں۔

اس فقیر حقیر نے یہ مضمون کتاب قول فیصل مرقع اسلام مؤلفہ جناب آغا محمد عسکری قزلباش سکنہ اکبر آبادی سے نقل کیا ہے صرف ترجمہ اردو لیا ہے۔ اگر کسی عزیز نے ملاحظہ دیکھنا ہو تو کتاب قول فیصل مطبوعہ آگرہ سے ملاحظہ کرے +

باب ششم ولادت علی عابدؑ

تذکرہ امام زین العابدین علیہ السلام اسماء و کنیت و لقب و تاریخ ولادت و شہادت و عقاب آنجناب

اسم مبارک علیؑ کنیت ابو محمدؑ ابو الحسن ابو القاسم لقب زین العابدین سید الساجدین امین زکی طاہر ذوی الثفنات والد بزرگوار امام حسینؑ ابن علیؑ ابن ابیطالب اور آپ کی والدہ معظمہ کا اسم ام ولد اور اعزاز رکھتے ہیں بعضوں نے ام سلمہ شاہ زمان بھی لکھا ہے علامہ سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الائمہ میں لکھتے ہیں تاریخ ابن خلکان میں یہ عبارت درج ہے آپ کا نام علیؑ ابن الحسینؑ ابن علیؑ ابیطالب ہے۔ زین العابدین زیادہ مشہور ہے اور آپ کا ابو الائمہ اور آدم آل محمد صلعم بھی لقب ہے ابن خلکان نے لقب خیرتین بھی لکھا ہے۔

شاہ زمان بنت یزدجرد بن شہریار بن کسرے ہیں ہرمز بن نوشیرواں شاہان فارس کا سلسلہ نسبت یزدجرد پر ختم ہوتا ہے اور فرمایا جناب سرور کائنات نے کہ خدا نے اپنے بندوں سے دو گروہ کو بہتر چنا ہے عرب میں قریش کو اور عجم میں شاہان فارس کو منتخب کیا ہے امام زین العابدین کی ولادت باسعادت بمقام مدینہ منورہ میں ہوئی یوم ولادت جمعہ تاریخ پانچ ماہ شعبان ۳۸ھ ہجری کو عہد خلافت جناب امیرؑ میں واقع ہوئی علامہ سبط جوزی تحریر فرماتے ہیں۔ اور صاحب روضۃ الصفا علامہ زمخشری کی اسناد فرماتے ہیں کہ در ربیع الابرار مسطور است کہ امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب حریث ابن جابر حنفی را بحکومت بعضی از بلاد شرقیہ فرستاد و حریث دو دختران یزدجرد را بدست آوردہ بخدمت آنحضرت فرستاد حضرت علیؑ شہر بانو را بہ قرۃ العین امام حسینؑ را داو و دیگرے را کہ مسماۃ گیہان بانو بود اورا محمدؑ بن ابو بکرؓ را کتخدا کرد اریک خواہر امام زین العابدین متولد شد و از آن قاسم بن محمدؑ متولد شد در وختہ الصف

جلد سویم صفحہ ۳ مطبوعہ بمبئی نسبت آمد جناب شہربانو میں علماء نے اختلاف کیا ہے بعض نے خلافت
ثانیہ اور بعض نے خلافت ثالثہ میں لکھا ہے خلافت ثانیہ کی یوں کیفیت درج ہے کہ جب یزدجرد
ابن شہریارہ آخر بادشاہ عجم کی دختر ونکو مدینہ میں لائے تو خلیفہ نے ان کے مونہہ دیکھنے کا قصد
کیا تو وہ مانع ہوئیں اور کہا کہ ہرمز کا روسیاہ ہو آج تو اس کی اولاد پر ہاتھ اٹھاتا ہے خلیفہ
صاحب نے جانا مجھ کو دشنام دیتی ہے جناب امیرؑ نے فرمایا ان کی کلام ہم نہیں سمجھ سکتے
کو دشنام کا کس طرح معلوم ہوا پھر خلیفہ نے حکمدیا کہ ان کی فروخت کی منادی کی جاوے۔
جناب امیرؑ نے فرمایا دختران سلاطین کا بیع کرنا ہر چند کہ وہ کافر ہوں جائز نہیں ہے لیکن
اس سے کہدو کہ ان مسلمانوں سے ایک کو قبول کرلے یہ تجویز بہتر ہے خلیفہ نے بھی قبول
کیا اور اس سعادت مند نے مجلس میں امام حسینؑ کے دوش مبارک پر ہاتھ۔ کھدیا جناب علیؑ
نے زبان فارسی میں پوچھا تمہارا کیا نام ہے اس نے کہا جہاں شاہ آپ نے حضرت علیؑ نے فرمایا
تم سچ کہتے ہو پس امام حسینؑ سے فرمایا اسی سے نیکی کرنا اے فرزند ارجمند اس سے فرزند
ہوگا۔ جو بعد تمہارے بہتر اہل دنیا سے ہوگا جلا العیون صفحہ ۲۴۴ ٭

علمائے اہلبیت نے اپنی معتبر تالیفاتؑ میں شہزادی شہربانو کا ایک خواب بھی درج
کیا ہے کہ جناب شہربانو فرماتے ہیں کہ ایک شب خواب میں مجھ کو حضرت رسول اللہ صلعم مع امام
حسینؑ ہمارے گھر تشریف لائے اور مجھکو امام حسینؑ سے تجویز کیا اس خورشید امامت
کی محبت میرے دل میں مستحکم ہوئی ہمیشہ خیال آنحضرت کا رہتا تھا ایک شب حضرت فاطمۃ
الزہرا خواب میں تشریف لائیں اور مجھکو اسلام کی ہدایت فرمائی میں نے خواب میں اسلام قبول
کیا اور بعد اسکے فرمایا تم جلدی میرے فرزند امام حسینؑ کے پاس پہنچوگے علمائے فریقین نے
اس امر پہ اتفاق کیا ہے کہ خلاف ثانیہ میں آمد بی بی شہربانو کا لکھا ہے چنانچہ خواجہ محمد
پارسا اپنی کتاب فصل الخطاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شہربانو بنت یزدجرد بن
بن پرویز کسرے بن ہرمز بن نوشیرواں العادل تھیں اور اپنی بہن گیہان بانو کے ساتھ
حدود فارس سے مقید ہو کر خلافت عثمان بن عفان میں بلائی گئیں مدینہ منورہ میں خلیفہ ثالث
ان کی فروخت کا حکمدیا حضرت علیؑ نے فرمایا اولاد سلاطین کے معاملہ میں ایسا نہ ہونا چاہیئے۔ پس
آپنے حضرت شہربانو کا عقد امام حسینؑ کیساتھ کرادیا۔ اور گیہان بانو کا عقد محمدؐ ابن ابوبکر سے کرادیا اور
علامہ ابن بابویہ اور ملا محمدؐ باقر مجلسی علیہ الرحمتہ روایت اشہر و قوی جلا العیون صفحہ ۲۴۴ اور علامہ ابن حجر

واجہ محمدؒ پارسا اور امام سلیمان قندوزی بھی اسی کی تصدیق فرماتے ہیں اور ینابیع المودت
مس العلماء شبلی نعمانی بھی ایسا ہے روائت کرتے ہیں جناب امام زین العابدین عہد خلافت حضرت
لیؑ میں دو برس کے تھے اور دس سال امام حسنؑ کی آغوش شفقت میں بسر کرتے رہے اور
س سال اپنے والد بزرگوار کے ساتھ رہے واقعہ کربلا تک آپ کا سن بائیس برس کا ثابت ہوتا ہے
ور آیمہ معصومین علیہ السلام کو ظاہری تعلیم تدریس کی حاجت نہیں ہوئی کیونکہ مبدۂ فیض آنحضرتؐ
علوم لدنیہ میں سے کافی حصہ عنایت ہو چکا ہے اور خلعت گرانمایہ الراسخون فی العلم ان کے
قدس قامت کے لئے قطع ہو چکا ہے جو از آدم تا بہ خاتم الانبیائے مرسلین کی دائرہ میں
خصوص اور محفوظ پائی جاتی ہے جسطرح حضرت رسولِ خدا سے حضرت علیؑ نے تعلیم پائی۔
ور حسینؑ نے اپنے والد بزرگوار سے اور امام زین العابدین نے اپنے عم پاک اور والد
شریف سے تکمیل تحقیق فرمائی اسی طرح روحانی تعلیم کا سلسلہ ایک امام سے دوسرے
امام تک قایم رہا تا قایم آل محمدؐ صلعم معرکہ کربلا میں امام محمدؑ باقر چار سالہ تھے جلاالعیون
صفحہ ۱۲۲ •

وقت شہادت امام زین العابدینؑ بیمار تھے ان کی زندگی سے سب گھر والے
مایوس تھے اسی وجہ سے وہ وصیتیں جو منصب امامت کے متعلق تھیں جناب
سیدالشہدا نے ایک کاغذ پر رقم فرما کر اپنی دختر فاطمہ کبریٰ کے سپرد فرمایا تھا
کہ جب تمہارے برادر عزیز کو ہوش ہو دے دینا بموجب ارشاد تعمیل کی گئی اس وقت
سن مبارک آپ کا تیئس برس کا تھا اور امام حسنؑ کی دختر فاطمہ کنیت ام عبداللہ
سے منسوب تھی جلاالعیون صفحہ ۲۴۸ •

تذکرہ خواص الائمہ اور فصل الخطاب اور فصول المہمہ میں بھی ایسا ہی کہ امام محمدؑ باقر معرکہ کربلا
میں چار سال تھے •

حمید ابن مسلم کہتا ہی کہ شمر خیمہ امام میں آیا اور آرادہ قتل کا کیا میںنے کہا تم نے سبکو قتل کیا اب اس بیمار کو بھی نہیں
چھوڑتے مقتل ابن اسحاق اسفرائنی میں لکھا ہی کہ بستر امام کا ایک چمڑا اشتر کا تھا وہ بھی کھینچ کر لیگئے اور ملا محمد باقر مجلسی
فرماتے ہیں کہ جناب فاطمہ کبریٰ سے منقول ہی کہ جب ہم اندر خیمہ برادر بیمار کے آئے تو سب اسباب لوٹ کر لیگئے تھے اور امام
عابد بیٹھے روتے تھے ان واقعات درد کو مقتل ابو مخنف اور ینابیع المودت اور روضۃ الصفا اور تاریخ اعثم
کوفی میں لکھا ہے اور تمام کتب مصائب میں درج ہے •

اور خیام امام کو آتش لگانا

بحوالہ ناسخ تواریخ کا بیان ہے کہ عمر نے گیارہ محرم کو خیام کو جلا دیا مگر اتفاق جمہور کا ہے کہ دسویں تاریخ شام کو خیام میں آتش لگا دی وہ ستم دیدہ بیبیاں اور بچے بھڑکتی آگ سے باہر نکلے اُن ستم رسیدوں کو کون پوچھتا تھا مالک وارث سب شہید ہو چکے تھے بہرحال خیمہ مقدس جلکر خاک ہو گیا اسوقت ان ملاعین نے تمام اہلبیت کو گرفتار کر لیا۔ سر برہنہ شتر سوار کیا اور امام زین العابدینؑ کو طوق زنجیر میں مقید کیا اور کوفہ کو روانہ ہوئے یہ قافلہ اول عمر کی جائزہ کو چلا جب شہدا کی لاش پر سے گذرے ہر ایک کی اپنے عزیزوں پر نظر پڑی اور ہر ایک مصیبت زدہ بی بی نے شتروں سے گرگر کر اپنے جگر گوشہ کی لاش گلے سے لگائی اور بیہوش ہو گئیں۔ واہ مصیبتا جب جناب زینب سلام اللہ علیہا کی نظر لاش مطہر امام حسینؑ پر پڑی تو صدائے بلند نالہ و فریاد فرمائی اے محمدؐ صلعم یہ آپکی بیبیاں قید کیں گئیں اور اولاد آپ کی سب قتل کی گئی کہ یہ آپکا پیارا حسینؑ جس کا سر علیحدہ کیا گیا اور سارا لباس اتار لیا گیا میری جان فدا جسکے سر کا خون اس کے منہ پر اور تمام بدن پر جاری ہے میری جان اسپر فدا ہونے کے لئے پیدا ہوئے جو ہمیشہ رنج و غم میں زندگی بسر کرتا رہا ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۱۴۳ جس کا نانا محمدؐ اور باپ علیؑ مرتضیٰ اور فاطمہؑ ماں ہے۔ یہ جناب زینب سلام اللہ علیہا کے نالہ پر درد سنکر سب لوگ روتے تھے عمر سعد لعین اپنے مردوں کو دفن کر کے چلتا ہوا اور امام و انصار امام کو بے گور و کفن چھوڑ دیا اور سرہائے شہدا نیزوں پر نصب کر لئے ان کے پیچھے اہلبیت کے اونٹوں کی قطاریں ان کے پیچھے رسالہ سوار ان کے پیچھے پیادے اور سر مبارک امام کا خولے بن یزید اصبحی کو دیا گیا وہ شہر کوفہ میں داخل ہوا اس کی دو عورتیں تھیں ایک عورت نوار نام تھی اس کے گھر آیا اور کہنے لگا۔ یہ از سرِ نو یہ امام حسینؑ کا سر مبارک ہے اس نے کہا افسوس تجھپر لوگ اپنے گھر سونا چاندی لاتے ہیں۔ اور تو فرزند رسول کا سر لایا ہے۔ قسم خدا کی میں اور تو ایک بستر پر آج سے نہ ہوں گے۔ ابو مخنف ابی اسحاق نے لکھا ہے کہ سرہائے شہدا تمام افسران کو تقسیم تھے۔ اور مجاہدان فی سبیل اللہ پر کیا گذری۔

احوال لاشہائے شہداء کربلاء

اہل غاضریہ جو قبیلہ بنی اسد سے تھے کربلا ملک عراق عرب میں ہے جو سواد عراق سے جدا ہے اور درمیان غاضریہ اور نینوا اور لقر اور شفیعہ کی ہے غاضریہ قریہ ہے نواع کوفہ میں قریب کربلا کے اور نینوا اسلئے لکھا ہے یہ جگہ قریہ ہے حضرت یونس بن متیٰ کا موصل میں اور سواد ناحیہ کوفہ میں اسکو نینوا کہتے ہیں اور عقریہ مقام قریب کربلا اور کوفہ کے ہے منجملہ اسکے کربلا ہے یہ مقام وہ ہے جسجگہ امام حسینؑ ابن علیؑ شہید ہوئے ہیں نزدیک کوفہ کے واقع ہے اور کربلا معلےٰ بغداد سے اونسٹھ ۵۹ میل ہے اور تیتیس ۳۳ میل کوفہ سے ہے درمیان بغداد اور کوفہ کے واقع ہے اور نخیلہ کربلا سے تین فرسخ ہے اور کوفہ نجف اشرف سے چار میل ہے نخیلہ وہ ہے جس جگہ ابن زیاد کوفہ سے نخیلہ آگیا تھا۔ وقت جنگ عراق کنارہ دریا دجلہ اور فرات کو کہتے ہیں اور عراق عجم کنارہ دریا ہامون خراسان تک ہے اور زمین کربلا کو طف بھی کہتے ہیں۔

اور کتاب قمقام زخار میں لکھا ہے کہ طف ایک حصہ ہے عرب کی زمین کا عراق کی زمین سے طف فرات کی اترائی ہے اور طف منجملہ ناحیہ کوفہ کی زمین کی ہے اس میں مقتل ہے امام حسینؑ کا یہ جنگل تھا قریب چراگاہ کے جو زمین کے فی الحال کربلا سے زمین آباد ہے یہ بڑا شہر ہے مردم شماری قریب لاکھ آدمی کے ہے اور محلوں پر منقسم ہے باب الحرا باب السدر اور محلہ حر کہتے ہیں اور باب الخان بغداد اور باب النجیف ان محلہ کے حصے ہیں اور فرات کربلا میں نہیں ہے فرات دریا سبب میں ہی جسجگہ روضہ الوار پسران حضرت مسلم ابن عقیل ہے۔ کربلا میں ایک شاخ ہے دریا فرات کی یعنے نہر خورد جس سے باغات اور کھیتی کی آب پاشی ہوتی ہے۔

صفوان سے روایت ہے کہ امام جعفر الصادق نے مجھ سے فرمایا کہ میری آبائے کرام سے میرے باپ نے خبر دی کہ جناب رسالت مآب نے ارشاد فرمایا کہ فرزند میرا امام حسینؑ تشنہ لب فرات کے کنارہ پر بعد میرے شہید ہوگا جو کوئی شخص فرات میں غسل کرکے اس کی زیارت کریگا۔ گناہ گذشتہ اسکے دور ہونگے اور امام زین العابدین سے منقول ہے۔ کہ اللہ پاک نے چوبیس ۲۴ ہزار سال پہلے اس سے کہ کعبہ حرم گرانی زمین کربلا کو حرم صاحب امنیت اور برکت گردانا ہے جس وقت ابتداء قیامت کو زمین میں زلزلہ پیدا کریگا۔ تو زمین کربلا کو اوٹھالیگا۔

اسوقت وہ صاف نورانی ہوگی اور اس زمین کربلا کو باغ بہشت قرار دے گا۔ اور تمام
انبیاء اولیا کو اس میں رکھے گا اور زمین کربلا ایسی روشن ہوگی مثال نیر اعظم کی اور نور
کربلا کا لوگوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دیویگا۔

اور امام محمدؑ باقر سے مروی ہے کہ غاضریہ کربلا کا ایک ٹکڑا ہے کہ اس میں اللہ
تعالٰے نے حضرت موسٰی علیہ سے کلام کیا اور حضرت نوحؑ نے مناجات کی اور فرمایا جناب
رسول اللہ کی امام حسینؑ مظلوم معہ اپنے نیکان امت کے کنارہ نہر فرات پر شہید ہوگا
یہ زمین زیادہ پاکیزہ ہے اور حرمت والی ہے اور بہشت کی زمینوں سے ہے اور امام
صادق سے مروی ہے کہ زمین کے حصوں نے ایک دوسرے پر فخر کیا تھا اور کعبہ کی
زمین نے فخر کیا زمین کربلا پر خداوند عالم نے وحی کی کہ خاموش ہو جا فخر نہ کر زمین
کربلا پر زمین کربلا مبارک حصہ ہے میں نے وہاں موسٰی سے کلام کی اور درخت
سے آواز پیدا کیا زمین کربلا ربوہ ہے کہ مریم عیسٰی کو میں نے جگہ دی بہت سی
حدیثیں اسکی فضیلت میں ملا مجلسی ثانی کے تحفۃ الزائرین میں منقول ہیں اور امام صادق سے
مروی ہے کہ فضیلت آب فرات میں فرمایا ہے کہ اگر میری اور فرات کے درمیان فاصلہ
ہوتا تو میں ہر صبح شام فرات پر جاتا۔ اور امام زین العابدین سے مروی ہے کہ ہر
شب ایک فرشتہ بہشت سے تین مثقال مشک لیکر نہر فرات میں ڈالتا ہے روئے زمین
پر کوئی نہر برکتوالی اور بہتر نہیں ہے اور جناب امیرؑ سے مروی ہے کہ نہر فرات کا پانی
جملہ آب سے بہتر ہے اور امام جعفر صادق سے یحیٰی بن عبد اللہ نے روایت
کی ہے کہ حضرت علیؑ سوار تھے اور میں ہمراہ تھا۔ کہ ایک قریہ کے پاس پہونچے
وہ قریہ غاضریہ کے قریب ہے جب کنارہ آب فرات کے آئے آنحضرت نے
اتر کر دو رکعت نماز ادا کی اور مجھ سے فرمایا کہ یحیٰی تو جانتا ہے کہ حضرت عیسٰی
کس جگہ پیدا ہوئے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا اس
مقام پر پیدا ہوئے ہیں۔ اور پھر خرما کے درخت کا ذکر کیا زیارت
امام حسینؑ واجب ہے ہر ایک مومن کو اور ہزارہا حدیث سے ثابت
ہے۔ بوجہ طول مختصر لکھا گیا۔

فضیلت زمین کربلا معلّٰی کی

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرشتگان خدا ہزار برس اول زمین کربلا کی زیارت کیا کرتے تھے اور حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل ہر شب ہمیشہ کے لئے زیارت کو تا قیام آتے رہینگے اور غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ ستر ہزار فرشتہ قیامت تک امام حسینؑ کی قبر مطہر پر روتے رہینگے ملا محمدؐ باقر مجلسی ثانی نے جلا العیون میں اور حاجی محمدؐ حسینؑ قزوینی نے ریاض الشہادت میں تحریر فرمایا ہے کہ جب حضرت آدم جنت سے نکالدی تو دو صد سال تک حضرت حوا کی تلاش میں روتے پھرے اور جناب الٰہی کی قدرت سے بمقام کربلا پہنچے وہاں انکو ایک سنگ کی ٹھوکر لگی تو گر پڑے اور زخم عظیم لگا آپ زیادہ تر غمناک ہوئے اور خون زخم سے جاری تھا۔ حضرت آدم نے اپنے معبود سے عرض کی کہ اے خالق یہ مجھ سے کیا خطا صادر ہوئی جو مجھکو اسقدر ایذا ملی خداوند عالم نے آدم کو وحی کی کہ تمہاری اولاد سے امام حسینؑ اس جگہ ناحق شہید ہوگا۔ اس لئے ہمکو منظور ہوا کہ اس کی مصیبت میں تم بھی شریک ہو اور ثواب عظیم میں تمہارا بھی حصہ ہو جاوے اسلئے تمہارے خون نے خون سے موافقت کی حضرت آدم نے عرض کی کہ حسینؑ پیغمبر ہوگا حکم ہوا ملکہ نواسہ آخرالزمان پیغمبر کا ہوگا اور اس پر تمام اہل آسمان اور اہل زمین روئینگے اور لعنت کرینگے اسکے قاتلوں پر حضرت آدم نے حضرت جبرائیل سے عرض کی کہ میں کیا کروں جبرائیل نے فرمایا آپ بھی قاتلان فرزند رسول پر لعنت کریں جو اجر عظیم ملے حضرت آدم نے چار مرتبہ یزید پر لعنت کی جب کوہ عرفات پر آئے تو آدم نے حوا کو دیکھا اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جب اس مقام پر آکر غرق ہونے لگے نوح نے روکر درگاہ میں عرض کی کہ اس جگہ مجھکو پریشانی زیادہ پیش آئی حضرت جبرائیل جانب رب الجلیل آئے اور آکر فرمایا کہ یہ جگہ امام حسینؑ کی شہادت کی ہے نوح نے دریافت کیا تو فرمایا وہ فرزند خاتم الانبیاء اور خاتم الاوصیا کا ہے نوح نے کہا کہ قاتل آنحضرت کا کون ہوگا جبرائیل نے کہا کہ یزید اور سات آسمان زمین کے باشندہ اس لعین پر لعنت کرینگے تم بھی اسپر لعنت کرو جو غرق ہونے سے نجات ملجاوے حضرت نوح نے اس لعین پر چہار مرتبہ لعنت کی اور کشتی بچکر جودی پہاڑ پر پہونچی اور جب حضرت ابراہیم کربلا میں ہو کر تشریف

جبرائیل نے خبر دی کہ خاتم الانبیاءؐ کا نواسہ ور خاتم الاوصیاءؑ کا فرزند اسجگہ شہید ہو گا بحکم یزید لعین اور تمام زمین آسمان کے ساکن اسپر لعنت کرینگے تم بھی اسپر لعن کرو حضرت ابراہیمؑ نے یزید پر دس دفعہ لعنت کی اور انکے اسپ نے آمین کہا حضرت نے اپنے گھوڑے سے کہا تم کیوں لعن کرتے ہو جوابدیا کہ میں روئے زمین کی اسپوں پر فخر کرتا ہوں کہ آپ جیسا بزرگوار سوار ہوا اور گر پڑا بوجہ نحوست یزید لعین اسپر میری بھی لعنت ہو اور حضرت اسمٰعیلؑ کی بکریاں کنارہ فرات پر چرتی تھیں عیال نے آکر عرض کی کہ بکریاں آب گھاس نہیں کھاتی پیتی ہیں حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنے معبود سے عرض کی تو جبرائیل نے آکر خبر دی کہ یہ سبب بکریاں سے دریافت کرو جب ان حیوانوں سے دریافت کیا تو فصیح زبان سے انہوں نے بیان کیا کہ ہمکو اللہ تعالیٰ نے وحی کی ہے کہ اس جنگل میں پیغمبرؐ آخر الزمان کا نواسہ شہید ہو گا اور بہت مصیبتیں اسکی ہمراہیوں پر ہونگے اسلئے اسکے ماتم میں مشغول ہیں اور آب گھاس نہیں کھاتی نہیں پیتیں پھر دریافت کیا کہ اس کا قاتل کون ہو گا حیوانوں نے کہا یزید پلید آسمان زمین کے باشندے اسپر لعنت کرینگے یہ سنکر حضرت اسمٰعیلؑ نے بھی اسپر لعن کی اور حضرت موسیٰؑ اور یوشع بن نون کیساتھ ایکدن کربلا میں چلے جاتے تھے انکی جوتی کا بند ٹوٹ گیا اور کلنٹے لگے خون جاری ہو گیا آپنے عرض درگاہ میں کی کہ بارالہا مجھسے کیا قصور ہوا تو وحی ہوئی کہ اسجگہ امام حسینؑ پیغمبرؐ آخر الزمان کا فرزند شہید ہو گا تمہارے خون نے بھی موافقت اسکے خون کی کی پھر عرض کی کہ قاتل اس سرور کا کون ہو گا حکم ہوا یزید جسپر تمام مخلوقات زمین آسمانکی لعنت کریگی حضرت موسیٰؑ و یوشعؑ نے بھی لعنت اسپر کی ایکدن حضرت سلیمان اپنے بساط پر سوار ہوا پر جاتے تھے جب زمین کربلا پر سے گذرے ایکایک بساط کو ہوا نے پلٹا حضرت سلیمان کو گر پڑنے کا خوف ہوا بساط چلنے سے بند ہو گئی اور اتر آئے حضرت سلیمان نے ہوا کو خطاب کیا کہ کیوں ٹھہر گئے اسنے جواب دیا کہ امام حسینؑ اس زمین پر ناحق قتل ہو گا پھر پوچھا حسینؑ کون ہو گا تو کہا جناب محمدؐ مصطفےٰ آخر الزمان پیغمبر کا نواسہ اور خاتم الاوصیاء حضرت علیؑ المرتضیٰ کا فرزند ہو گا پھر پوچھا قاتل کون ہو گا کہا یزید لعین اہل آسمان اور زمین اسپر لعنت کرینگے یہ سنکر حضرت سلیمانؑ روئے اور یزید پر لعنت کی مع ہمراہیوں کے اور سب چلے گئے اور ایکدن حضرت عیسیٰ مع حواریوں کے زمین کربلا پر پہنچے تو شیر نے راستہ روک لیا حضرت عیسیٰؑ نے شیر سے فرمایا ہمارا راہ تو نے کیوں روک لیا ہے شیر نے کہا اسجگہ حضرت امام حسینؑ نواسہ محمدؐ مختار آخر الزمان پیغمبرؐ کا ناحق شہید ہو گا۔ تمام مخلوق زمین اسمان ان کو روتی ہے اور اسکے قاتل پر لعن کرتے ہیں تم بھی یزید پر لعن کرو حضرت عیسیٰؑ یہ سن کر بہت روئے۔ اور مع حواریوں کے یزید پر لعنت کر کے چلے گئے۔ یہ مضمون فقیر نے کتاب گلزار جنت تصویر کربلا سے منقول کیا ہے +

بحوالہ ریاض الشہادتین ملا محمد حسین قزوینی اور بحوالہ جلاء العیون ملا محمد باقر مجلسی اور صاحب مائتین نے بسند معتبر ابن بابویہ سے روایت کی ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں جن دنوں حضرت علیؑ بجانب صفین متوجہ ہوئے۔ تو کنارہ آب فرات نینوا میں پہنچے۔ تو مجھ سے فرمایا اے پسر عباس تم اس جگہ کو جانتے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ جناب نہیں۔ آنحضرت بہت روتے۔ اور کہا مجھ کو آلِ سفیان اور حرب سے کیا کام ہے۔ وہ شیطان کا لشکر ہے۔ پھر امام حسینؑ کی جانب اشارہ کیا۔ کہ تم کو بھی یہی پیش آئیگا۔ جو مجھ کو پیش آیا تھا اور مجھ کو کہا اے ابن عباس اسجگہ دریا خون کا بہیگا۔ جو مجھ کو جناب سرور کائناتؐ نے فرمایا تھا۔ کہ تم اُس زمین کو دیکھو گے۔ جب اہلِ بغی کی جنگ کو جاؤ گے۔ یہ زمینِ کربلا ہے۔ ستر نفر اولادِ فاطمہؑ اور میری اولاد سے اس جگہ قتل ہو کر دفن ہو گا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ حضرت علیؑ بہت روئے۔ اور میں بھی بہت رویا پھر جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ اس جگہ دو سَو پیغمبر دو سَو وصی اور دو سَو عدد اولادِ پیغمبر شہید ہو گئے ہیں۔ آپکے ہمراہی اصحاب صحراءِ کربلا میں پھرتے تھے اور فرماتے تھے۔ اس جگہ ان کے شتر ہوں گے۔ اس جگہ اسباب رکھا جائیگا۔ یہ جگہ شہادت چند لوگوں کی ہے ان سے بہتر اول آخر کوئی نہ ہو گا۔ نہ ہوا ہے۔ مُلّا موصوف نے ہرثمہ سے روایت کی ہے۔

جناب امیرؑ کا زمینِ کربلا پر جانا

کہ ہرثمہ نے کہا۔ بعد جنگ صفین میں ہمراہ تھا جناب امیرؑ کے۔ جب آپ کربلا میں تھے۔ آپ نے ایک مُشت خاک اُٹھا کر فرمایا خوشا حال تیرا اے خاکِ کربلا حشر کو ایک گروہ تجھ سے اُٹھیگا۔ اور بے حساب داخل جنت ہو گا۔ کتاب استیعاب میں فرقۃ الصحاب اہلسنت میں مسطور ہے کہ غرفہ میں حارث ایزدی نے کہا۔ کہ میں ہمراہ حضرت علیؑ کے تھا۔ جب کنارۂ دریا فرات پر تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ یہ جگہ ان کے قتل کی ہے اور یہ جگہ انکے بار اُترنے کی ہے۔ اور یہ جگہ خون بہنے کی ہے۔ منتقام میں لکھا ہے۔ کہ جویریہ بن سہر عبدی کہتا ہے۔ کہ میں ہمراہ جناب امیرؑ صفین میں تھا۔ جب کربلا میں پہنچے۔ آپ بہت روئے اصحاب نے عرض کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہ جگہ کربلا ہے اس جگہ ایک نیک گروہ شہید ہو گا۔ ایک اصحاب نے قتلگاہ میں نشان ایک ہڈی کا لگا دیا ہر موقعہ ہڈی تلاش کر نکالی وہ گنجِ شہیداں ہے کتاب امالی شیخ صدوقؒ اور منتقام میں لکھا ہے۔ کہ جلاء العیون میں لکھا ہے۔ کہ شیخ مفید اور دیگر لوگوں نے روایت کی ہے کہ جب لشکر ملاعنہ چلا گیا اہل غاضریہ

آئے۔ اور شہیدوں کے فرش پر نماز پڑھ کر دفن کر دیا۔ اور لاش امام حسینؑ کو اس جگہ دفن کیا کہ جس مقام پر اب قبر منور ہے اور حضرت علی اکبرؑ کا مزار پُر انوار امام کے پائیں قرار دیا اس سے شرق کی طرف تمام شہیدوں کو دفن کر کے گنجِ شہیداں کر دیا۔ بحوالہ کتاب گلزار جنت اور حضرت عباسؑ کو کنارۂ نہرِ فرات پر دفن کیا۔ بعد اسکے مُلّائے مجلسی فرماتے ہیں۔ کہ امام کو امام کے سوائے کوئی دفن نہیں کرتا۔ امام زین العابدینؑ بہ اعجازِ امامت تشریف لاکر دفن کر گئے۔ اور اسی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ کہ جس وقت اہل غاضریہ دفن کو گئے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم سب شہیدوں کی قبریں تیار پائیں۔ اور ہم نے سفید جانور دیکھے۔ کہ وہ نزدِ نعش مبارک اڑتے تھے۔ اور ملا محمد باقر مجلسی امام رضاؑ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب امام زین العابدینؑ مخفی تشریف لائے۔ اور اپنے بزرگوار پر نماز پڑھی۔ اور لاش اقدس دفن کر کے چلے گئے۔ ریاض الشہادت میں بھی اسی طرح دفن ہونا لکھا ہے۔ اور حضرت عون کا دو فرسخ جانب شمال اور حضرت حُرؑ کا ایک فرسخ جانب غرب اور حبیب ابن مظاہر کا رواق میں مدفون ہونا لکھا ہے۔ اور مسعودی نے لکھا ہے۔ کہ قبیلہ غامرہ از جملہ بنی اسد سے امام حسینؑ کو اور ان کے اصحاب کو قتل ہونے سے ایک دن کے بعد دفن کر دیا۔ اور موافق روایت جلاء العیون اور ریاض الشہادت بعد دس دن کے روز قبل سے دفن ہونا ظاہر فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت جون ناصر امام حسینؑ کے ذکر میں لکھا ہے۔ کہ جناب امام زین العابدین نے فرمایا۔ کہ بعد دس روز کے اس قبیلہ نے کہ جو دفن شہداء کا متکفل ہوا تھا۔ دیکھا کہ امام حسینؑ کی دُعا سے اُن سے مُشک کی خوشبو آتی تھی۔ اور ریاض الشہادت کی عبارت یہ ہے۔ از امام محمد باقر از پدرش امام زین العابدین روایت نمود۔ کہ بعد دہ روز بنی اسد آمدند و بدنہائے پارہ پارہ کشتگان را دفن نمودند بدن آں سیاہ سعادت اندرا دیدند کہ مثل برف سفید شدہ و بوئے مشک از بدن او میشود۔ اور کافی میں مروی ہے۔ کہ کسی نے امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا۔ کہ آپ مقرر فرما چکے ہیں۔ کہ امام کو امام دفن کرتا ہے۔ اور امام حسینؑ کو بنی اسد نے دفن کیا۔ اور امام زین العابدین کو اشقیا مقید کر کے لے گئے تھے۔ حضرت امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ اعجاز امامت امام زین العابدینؑ قید سے باہر تشریف لائے تھے۔ اور جملہ ارواح انبیاء ہمراہ جناب محمد صلعم اور علیؑ بھی تشریف لائے تھے اور تمام

ملائکہ بھی حاضر ہوئے تھے۔ اور جنازہ نماز پڑھکر دفن کیا۔ ہر ایک پارہ کی شناخت سے اور واپس گئے۔ کاتب الحروف کہتا ہے۔ کہ شہدار کے سر جسموں سے جدا تھے۔ تو ایسی صورت میں لاشوں کی شناخت مشکل تھی۔ اور حبیب ابن مظاہر اور حُر ریاحی اور حضرت عون اور حضرت علی اکبر اور حضرت عباس کی لاشیں جدا جدا دفن ہوئیں بجز اسکے کہ امام زین العابدینؑ وقت دفن وہاں موجود ہوں۔ کسی طرح شناخت نہیں ہوتی تھی۔ بس ضرور ہے۔ کہ وہ حضرت بمعجزہ تشریف لائے ہوں کہ بحوالہ کتاب گلزار جنت ؛

عمر سعد باراں محرم کو کوفہ پہنچا۔ اور بعد اسکے ابن زیاد لعین نے یزید لعین کو واقعہ کربلا کی خبر لکھی۔ اور اہلبیت کی روانگی کے باب میں حکم چاہا کوفہ سے دمشق ایک سو پچھتر فرسخ کی راہ چھ سو پچیس کوس ہوتے ہیں۔ بروایت چھ مہینے اہلبیت قید دمشق میں رہے اور سات روز یزید لعین کے گھر رہے۔ اور سات یوم باجازت یزید مجلس عزا برپا کی تھی جب قاصد حکم یزید چھ سو پچیس کوس طے کر گیا۔ اور اجازت لایا اس وقت اہل حرم کو ابن زیاد نے دمشق روانہ کیا۔ ماہ صفر کی چالیسویں تک کس طرح اہل حرم کربلا پہنچے ضرور ہے کہ دوسرے سال ۶۲ھ کا چہلم تھا۔ کہ امام زین العابدین اور اہلحرم کو کربلا میں آئے ہونگے خلاصہ جس وقت یزید بن معاویہ کو ابن زیاد کا خط مشتمل بر تمامی واقعہ پہنچا۔ اور اس حال سے اسکو اطلاع ہوئی۔ یزید نے جواب میں لکھا۔ کہ سر امام حسینؑ اور ان کے ہمراہی شہیدوں کے سر اور تمام اسباب لوٹ کا اور اہل وعیال انکے میرے پاس بھیجدے۔ اور صاحب تمقام فرماتے ہیں۔ کہ از راہ مسافت وعدادت تشریف آوری اسیران کربلا کے بعد ہائی روز اربعین ۶۱ھ میں بمقام کربلا مشکل ہے۔ بلکہ خلاف عقل ہے روز عاشورہ محرم امام شہید ہوئے۔ عمر سعد ایک دن توقف کرکے گیارہ کو کربلا سے چلا اور بارہویں کو کوفہ میں پہنچا۔ اور بعد ان کے یزید کو اطلاع دیکر اہلحرم کی روانگی کے باب میں حکم چاہا اور بعد لینے حکم کے حُران اور جزیرہ اور حلب جسکی بڑی مسافت ہے روانہ کردیا۔ اور کوفہ سے تا دمشق بخط مستقیم تقریبًا ایک سو پچھتر فرسخ کی راہ ہے۔ کہ جسکے چھ سو پچیس کوس ہوتے ہیں اور روایت میں ہے۔ کہ چھ مہینے اہل حرم قید رہے۔ بعد کو رہا ہوئے۔ پس یہ سارے اُمور چالیس روز میں کس طرح ممکن ہوئے۔ پس یہ ضرور ہے کہ دوسرے سال کا یعنی ۶۲ھ کا اربعین تھا۔ جو شخص بنظر مدبر ملاحظہ کریگا۔ وہ ضرور نامہ نگار کی تصدیق کریگا کہ مسافت

ارضی کوفہ کی حسب تحقیق محققین اوناسی درجہ طول اور اکتیس درجہ عرض میں اور دمشق کا
طول ستر درجہ ہے اور عرض اٹھتیس درجہ ہے۔ اور دمشق اور کوفہ میں نو درجہ کا طول میں
فرق ہے۔ اور درجہ چھیاسٹھ میل ہوتا ہے۔ جسکے چھ سو ستائیس میل ہوتے ہیں۔
پس محال کے قریب ہے کہ گیارہویں کو اہل حرم کربلا سے چلے۔ اور بارہویں کو کوفہ میں
پہنچے۔ اور ابن زیاد نے کوفہ سے ایک خط لکھا۔ یزید کو اور چھ سو ستائیس میل نامہ بر گیا۔
اور پھر وہاں سے اجازت لایا۔ اسوقت اہل حرم کو ابن زیاد دمشق کو براہ حصاصہ و تکریت
وصلب و وادی نخلہ و کحیل و جھینیہ و موصل و تل اعفر و سنجار و نصیبین و عین الوردہ
و ورقہ و جوسق و بشر و لبر و حلب و سرمین و قنسرین و معرۃ النعمان و شیرز و عقرہ حماۃ و حمص
و بعلبک و بروبار روانہ کیا بروایت چھ ماہ اہلحرم قید رہے۔ بعد رہائی یزید کے گھر میں
سات یوم رہے۔ اور سات روز ایک جدا مکان میں اہلحرم نے باجازت یزید مجلس ماتم
برپا رکھی۔ اور پھر چھ سو ستائیس میل چل کر کربلا میں پہنچے۔ چہلم کو یہ سب امور اہل عقل
کے نزدیک چالیس روز میں نہیں ہو سکتے ہیں۔ ضرور ہے دوسرے کو سنہ ۶۲ھ کا چہلم تھا
کہ امام زین العابدین معہ اہلحرم کربلا میں آئے ہوں۔ لکھا ہے۔ کہ جب یزید بسبب قتل امام
عالیمقام پر بحید طعنہ زنی ہونے لگی۔ تو یزید نے اہلحرم کو رہا کیا۔ اور طرف مدینہ روانہ
کی رخصت کیا بروایت نعمان بن بشیر کو ہمراہ اہلبیت کر دیا اور تاکید کر دی کہ راہ میں
جو کچھ یہ کہیں اسپر عمل کرنا جب یہ قافلہ عراق میں پہنچا۔ تو سب نے چاہا کہ ہم زیارت
قبر منور۔ امام کی کر لیں۔ بشیر قافلہ کو کربلا میں لے گیا۔ جملہ کتب مقتل و تواریخ میں ہے
کہ جسوقت یہ قافلہ اسیران دشت کربلا کا قید سے چھوٹ کر بیسویں تاریخ صفر کی کربلا
میں پہنچا۔ تو اس طرح سے رویا کہ کسیکو ہوش نہیں تھا۔ گویا اسوقت تازہ مصیبت تھی
اسکی تفصیل مصائب کی کتابوں میں ہے تحفۃ الزائر اور قمقام وغیرہ ہمہ کتب میں ہے
اور جلاء العیون میں ہے۔ کہ نواح کربلا کے اہل قریہ بھی اسوقت رونے میں شریک تھے۔
ریاض الشہادت میں ایسا ہی لکھا ہے۔ سیر الائمہ میں لکھا ہے۔ کہ چند روز کربلا میں رہے
اور ایسا ہی در قمقام ہے۔ اور بحر المصائب میں ہے۔ کہ سات روز اہلبیت کربلا میں مقیم
رہکر معہ زنان غاضریہ و دیگر قریات جو قریب کربلا تھے۔ نوحہ و زاری کرتے رہے۔ بشیر نے
کہا۔ شر اعدا سے خوف ہے اب مدینہ کو جانا۔ مناسب ہے یہ سنکر امام زین العابدین نے

قبول کیا اور قبر مطہر امام مظلوم سے رخصت لی اور مدینہ کو روانہ ہوئے۔ بعض روایت میں ہے امام زین العابدین سر مبارک امام حسینؑ کا کربلا میں لائے تھے۔ یزید نے ان کو دیدیا تھا۔ اور بیسویں صفر کو بعد چالیس روز کے حضرت نے ہمراہ لاش مطہر دفن کیا۔ اسمیں بہت گفتگو ہے۔ اول یہ کہ لاش مطہر امام کی پہلے ہی بنی اسد دفن کر چکے تھے اس روز اس کا دفن ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگرچہ سات مقام پر قبر کا کھولنا جائز ہے۔ ازانجملہ وہ مقام ہے۔ کہ اگر کوئی ٹکڑا لاش کا ایسا کہ جس میں ہڈی ہو اور باہر رہ جائے۔ تو قبر کھولی جاتی ہے۔ تو جاسکتا ہے کہ قبر کھول کر بدن کے ساتھ دفن کیا ہو اس میں یہ ایراد وارد ہے۔ کہ بروایتی سر اطہر امام حسینؑ کا مدینہ میں ہے۔ بروایتے مصر میں ہے۔ بروایتے دمشق میں ہے۔ بروایتے جناب رسول خدا صلعم لے گئے۔ اور بروایتے عسقلان میں مدفون ہے۔ بروایتے نجف اشرف میں دفن ہوا ہے۔ چنانچہ کافی میں یہاں کے دفن ہونے کی روایت ہے۔ تفصیل اسکی چند اوراق میں درمیان مقام مندرج ہے بلکہ کافی میں چند روایات میں اور علی ابن ابی طاؤس اور ملا مجلسی نے بہوف اور تحفۃ الزائرین میں لکھا ہے۔ اور تہذیب میں روایت ہے۔ کہ سر مبارک امام حسینؑ کا نجف اشرف میں دفن ہے اور احادیث درمیان و تہذیب اور تحفۃ الزائر جناب امام جعفر الصادق کا نجف اشرف میں زیارت امام حسینؑ بسبب آنجناب کے سر مدفون ہونے کے پڑھنا۔ اور اسکے دفن کی جگہ کا نشان تبلانا مذکور ہے۔ تفصیل مقام اور تحفۃ الزائر اور کافی اور تہذیب میں دیکھنی چاہیئے۔ یہاں بسبب طوالت تفصیل نہیں لکھی گئی۔ اور محققین معتمدین یہ فرماتے ہیں۔ کہ بیسویں صفر سنہ ۶۲ھ کو امام زین العابدین وارد زمین کربلا ہوئے تھے۔ بیسویں صفر سنہ ۶۱ھ کو آپ کا ورود مشکل جانتے ہیں بحوالہ کتاب گلزار جنت۔

سے

مجمع سے خلافت جو ایجاد ہوا	محبوب خدا کا باغ برباد ہوا
عاشورہ کو کربلا میں گھر زہرا کا	ایسا اجڑا کہ پھر نہ آباد ہوا

تاریخ امام زین العابدین میں لکھا ہے۔ کہ یزید جو خلیفہ ہوا وہ بھی تقلید خلفا ثلثہ کی تھی اور حضرات ثلثہ کی ان تقلیدوں نے مذہب اسلام میں اختلاف کی بنیاد قائم کر کے خاندان نبوت کا چراغ گل کر دیا۔ اور اسلام کو ایسا خراب کیا کہ جسکی اصلاح تاقیامت

محال ہوگئی۔ عالموں اور فاضلوں نے بنظر حصول عزت و دولت کے دشمنان آلِ رسول کی عیب پوشی کے لیئے شریعت میں قیاس کو داخل کر کے اصولِ اسلام کو ایسا خراب کیا کہ عوام الناس کو حق ناحق کی تمیز مشکل ہو گئے۔ بلا محبت آلِ رسول نجات محال ہے تکلیف روزہ نماز بلا محبت آلِ رسول بے سود ہے۔ اور صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہیں۔ کہ پہلے خولی ابن یزید اصبحی امام حسینؑ کا سر مبارک لیکر ابن زیاد کے آگے آیا اور کہا اے امیر میری گھرجی اشرفیوں سے بھردے میں نے ایسے بادشاہ غیور اور بہترین مردم کو قتل کیا ہے جو ابی والدین کی جانب سے بہترین عالم شریف ترین فاضل جہان تھا۔ یہ سُنکر ابن زیاد غصہ میں آیا۔ اور کہا۔ جب تو ان کو جانتا ہے۔ کہ فاضل ترین تمام جہان سے پھر تو نے کیوں قتل کیا۔ پس تیرا انعام تیرا قتل ہے۔ بحکم زیاد بشیر ابن مالک نے اس کا سر کاٹ دیا وہ شقی داخل دوزخ ہوا۔

اور سر مبارک امام حسینؑ ایک طشت میں رکھا تھا۔ اور ابن زیاد ایک چھری دندان مبارک پر لگا رہا تھا۔ ابن ارقم صحابی رسول اللہ حاضر تھے۔ دیکھ کر بیتاب ہو کر کہنے لگے۔ اپنی چھڑی کو اوٹھالی۔ جناب رسالت مآب اسمقام پر بوسے لیتے تھے۔ ابن زیاد کو غصہ آیا اور کہنے لگا بباعث پیری تیری عقل زائل ہے۔ ورنہ تیری گردن مارتا۔ یہ واقعہ روضۃ الصفا اور روضۃ الاحباب اور تاریخ اعثم کوفی اور کامل ابن اثیر اور تاریخ طبری وغیرہ میں درج ہے اور شرح صحیح بخاری میں محمد بن سیرین کے اسناد سے لکھا ہے کہ انس بن مالک اصحابی رسول اللہ بھی وہاں حاضر تھے۔ یہ حرکت دیکھ کر رونے لگے۔ کہ جناب امامؑ جناب رسول سے اشد ترین مردم تھے۔ اسکے بعد ابن زیاد نے امام زین العابدینؑ کیجانب مخاطب ہو کر دریافت کیا۔ کہ یہ جوان کون ہے۔ لوگوں نے کہا۔ علی ابن الحسین ہے کہنے لگا۔ ان کو خدا نے قتل نہیں کیا۔ آپ نے اسکے جواب میں فرمایا میرا بھائی علی ابن الحسین تھا۔ اوسکو لوگوں نے قتل کر ڈالا ہے۔ امام زین العابدینؑ کے قتل کا حکم ابن زیاد نے دے دیا۔ یہ سنکر جناب زینبؑ کو سخت اضطراب ہوا۔ اور امام کی گردن میں ہاتھ ڈال کر فرمایا اے ابن زیاد پہلے مجھ کو قتل کر اس بیرحم کو کچھ رحم آیا۔ کہ قرابت کا سلسلہ ہے۔ کہا۔ امام کو چھوڑ دو۔ جب چھوڑ دیا۔ تو امام نے ابن زیاد سے کہا کیا تو مجھ کو قتل سے ڈراتا ہے۔ قتل ہونا تو ہماری عادت ہے۔ اور شہادت ہماری کرامت ہے

اسکے بعد ابن زیاد نے اس خرابہ میں اسے جانیکا حکمدیا - جو مسجد جامع کے قریب تھا - ایک دن ابن زیاد منبر پر گیا - اور یہ خطبہ کہا - کہ اوس خدا کا شکر ہے جسنے کلمہ حق کو ظاہر کیا - اور امیر المؤمنین یزید کی نصرت کی اور دروغگو ابن دروغگو کو قتل کیا مجمع عام میں عبداللہ بن عفیف نے اسکی بات کاٹ دی اور ابن زیاد کے سخت کلموں کی تاب نہ لاسکا اور کہنے لگے اے مرجانہ تو اور تیرا باپ دونوں دروغگو ہو - اور یزید معاویہ بھی جھوٹے ہیں - ابن زیاد نے پوچھا یہ نابینا کون ہے - عبداللہ نے کھڑے ہو کر کہا میں ہوں ابن زیاد کو آگ لگ گئی - اور حکم گرفتاری کا دیا - ابن عفیف کے قبیلہ کے لوگ مقابل ہوئے ان میں لڑائی ہوئی - اور عبداللہ بھی لڑتے رہے ؎

کوروں کو وہ لکھتا ہی عارف کی شان سی نور منظر تو بول رہا ہے زبان سے

آخر بحکم ابن زیاد عبداللہ ابن عفیف شہید کئے گئے - اہلبیت عظام کو ابن زیاد نے اس وقت تک اسیر رکھا - جب تک اطلاع کا جواب یزید سے نہ آیا - یزید نے لکھا اسیران اہلبیت بمعہ سرہائے شہیدان روانہ کردے - ابن زیاد نے خط پاتے ہی شام کیطرف روانہ کردیا - کوفہ سے یہ قافلہ شمر لعین اور عمر سعد زفر قیس کے ہمراہ روانہ ہوا اور بیسویں ماہ صفر کو زمین کربلا میں داخل ہوا - کوفہ سے پہلی منزل سفر شام کی کربلا معلے ہے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے - قافلہ سادات کوفہ سے چل کر کربلا پہونچا ایک دن قیام کرکے دوسرے دن قادسیہ میں داخل ہوا - چنانچہ صاحب ناسخ التواریخ جلد ششم ۲۴۳ میں اس امر کو خوب وضاحت سے لکھتے ہیں - دوسری منزل قادسیہ ہے تیسری منزل شہر موصل حافظ جمال الدین روضۃ الاحباب میں تحریر فرماتے ہیں جب یہ لوگ قریب موصل پہنچے - شمر نے عامل موصل کو لکھا کہ شہر آراستہ کرو ہم فتح وظفر سے آتے ہیں عامل نے لوگ جمع کئے - اور دریافت کیا لوگ رضامند نہ ہوئے - آخر فاصلہ پر اوترے رسد رسانی عامل نے کردی - موصل کے قریب شمر نے فرق مبارک امام کو ایک پتھر پر رکھا اوس پتھر سے ہر سال یوم عشرہ خون تازہ نکلتا تھا - اور دوستان امام حسینؑ اس حجر کی زیارت کو جاتے تھے - مروان نے اپنی سلطنت کے زمانہ میں اسکو ضایع کر دیا - وہ پتھر مشہد نقطہ کے نام سے مشہور تھا - ناسخ التواریخ صـ ۲۴۳ منزل چہارم شہر تکریت بغداد سے ۷۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے - اس شہر کے حاکم نے شہر آراستہ

کیا اور استقبال کرکے لایا شمر نے ہمراہیوں کو حکم دیا ہوا تھا۔ کہ اگر کوئی پوچھے تو کہنا
کہ یہ ایک خارجی نے یزید پر خروج کیا تھا۔ اس کا سر ہے اور قبائل ہیں۔ ایک نصرانی کوفہ
سے آیا اسنے کہا یہ سر امام حسین ابن علیؑ ابن ابیطالب کا ہے یہ سُنکر لوگ مزاحم ہوئے۔
شمر لعین نے عروہ میں آکر ڈیرہ کیا۔ جو فاصلہ بر قریب تکریت ہے منزل پانچویں وادی
نخلہ عروہ سے شب روز مقیم رہکر شہر لیا۔ منزل ششم ہے۔ اس شہر کے لوگ واقعہ
کربلا سنکر شمر کے مقابل ہوئے۔ شمر وہ آبادی قتل خراب کرکے روانہ ہوا اور دیہجیل
منزل ہفتم میں پہنچا منزل آٹھ شہر نصیبین منزل نو شہر دعوات منزل دس شہر قنسرین
منزل گیارہ معیرہ النعمان منزل بارہ شہر تبریز منزل تیرہ ارض سیبور منزل چودہ
شہر دال شہر حمات منزل پندرہ شہر حمص منزل سولہ شہر بعلبک منزل ستارہ دیر راہب
منزل اٹھارہ شہر حران منزل اونیس شہر دمشق شام یہ قافلہ شام میں اہلبیت کا دروازہ
ساعات سے جامع مسجد تک پہنچا۔ مشائخ شام سے ایکنے دیکھ کر کہا۔ شکر خدا کا تم کو
ہلاک کیا۔ اور فتنہ فساد کو رفع کیا۔ اور فحش کلام کی جناب امام زین العابدینؑ
نے فرمایا اے شیخ قرآن تو نے پڑھا ہے اسنے کہا۔ ہاں ہر روز تلاوت کرتا ہوں حضرت
نے فرمایا یہ آیت قل لا اسئلکم تو نے پڑھا ہے اور آیت وات ذالقربیٰ
بھی پڑھا ہے۔ اوسنے کہا ہاں پھر فرمایا آیت انما یرید اللہ پڑھا اوسنے کہا پڑھا
ہے۔ امام نے فرمایا اے بھائی یہ آیتیں ہماری شان میں نازل ہوئی ہیں۔ ہم ذی
القربیٰ اور اہلبیت رسولؐ ہیں۔ جن کو اللہ نے ہر آلائش سے پاک پاکیزہ
کیا ہے۔ اوسنے کہا کہ جناب میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ امام نے فرمایا۔ اللہ
تیری توبہ قبول کریگا۔ اور محشور ہمارے ساتھ ہوگا۔ یہ خبر یزید کو پہنچی وہ شیخ
قتل کیا گیا۔ صواعق محرقہ امام طبرانی امام قندوزی ینابیع المودۃ میں نقل فرماتے ہیں
صـ۲۵۲ میں اور ابو اسحاق اسفرائنی اور ناسخ التواریخ جلد ششم کا ترجمہ سہل ساعدی
صحابی کا واقعہ ہے۔ بیت المقدس کی زیارت کو گئے تھے۔ واپس شام میں آگئے۔ اور آرائش
میں شہر گوناگون تھا۔ اور دارالامارۃ کی سجاوٹ دربار خاص سے عام تک کرسی ہائے جو رنگا
رنگ لگی تہیں۔ محفل عیش و عشرت برپا تہی اور گانیوالی عورت اور مرد کی ہجوم تہی
سہل ساعدی کو دیکھ کر تعجب ہوا۔ اور ایک شامی سے دریافت کیا اوسنے کہا

آج ملک عراق سے امام حسینؑ کا سر مطہر یہ دربار یزید میں لایا جائیگا - یہ خوشی ہے اتنے میں شور باجوں اور نقاروں کا ہوا - سہل نے کیا دیکھا - کہ سرہائے شہدا ر نیزوں پر اور بے محمل اور بے کجاوہ شتران پر سر برہنہ بی بیاں نظر پڑیں - ہجوم کے لحاظ سے اپنے بالوں سے چہروں کو چھپائے ہوئے تھیں ان میں ایک لڑکی صغیر سن دکھائی دی - سہل نے پوچھا آپ کون ہیں - جواب دیا کہ میں دختر امام حسینؑ سکینہؑ ہوں - سہل نے کہا کوئی خدمت آپ فرمائیں فرمایا اگر تجھ سے ہو سکے - تو ان سرہائے بریدہ کو ہمارے اونٹوں سے علیحدہ کرادے - سہل نے کچھ دے کرایسا کیا - سہل کا بیان ہے - ایک محل پر تماشے کے لیئے چند عورتیں تھیں جب سر مبارک ان کے قریب آیا تو ایک ملعونہ نے پتھر مارا سہل نے دعا مانگی - کہ یا اللہ ان کو ہلاک کر اسی وقت محل ان کے اوپر گرا اور وہ دب کر جہنم داخل ہوئیں - جب دربار یزید میں یہ قافلہ پہنچا - تو یزید شراب پیتا تھا - اور شطرنج کھیلتا تھا - اور سر مبارک نیچے تخت کے ایک طشت میں رکھا تھا - اور اہلبیتؑ مُہر بہ لب کھڑے تھے - دوپہر تک آخر امام زین العابدینؑ نے فرمایا - میں دست بستہ کھڑا ہوں - اور تو ادھر متوجہ نہیں ہوتا - اجازت دی جو کچھ کلام کریں - یزید عنید نے کہا - اچھا آنحضرت نے فرمایا - تیرا خیال ہے - اگر ہم کو جناب سرور کائناتؐ اس طرح دیکھتے - تو کیا فرماتے - یزید نے کہا اے فرزند حسینؑ آپ کے والد نے میری صلہ رحم کو قطع کیا - میری سلطنت میں نزاع واقعہ کی - پس خدا نے جو کچھ ان سے کیا - وہ ظاہر ہے - امام نے فرمایا اے یزید خدا لعنت کرے اُس شخص پر جس نے میرے پدر کو قتل کیا - یزید یہ بات چاہتا تھا - فوراً حکم امام کے قتل کا دیدیا - پھر امامؑ نے فرمایا - پھر حرم رسول اللہ کو گھر کون پہنچائے گا - یزید عنید نے کہا - آپ پہنچائینگے بعد اسکے چوب خیزران سے یزید نے امام حسین کے دندان کی بے ادبی کی وہاں ابو برزہؓ الاسلمی حاضر تھے - وہ دیکھ کر کہنے لگے - وائے ہو تجھ پر جناب رسولخداؐ بوسے دیتے تھے اور تو چھڑی لگاتا ہے - اور فرماتے تھے - تم دونوں سردار جواناں ہو - تمہاری قاتلین کو خدا لعنت کرے - اور آتش جہنم تیار فرمائے - اے یزید تیرے خدا ہاتھ قطع فرمائے یزید نے غصہ ہو کر برزۃ الاسلمی کو نکال دیا - ایسی حالت لشرہ ابن جنادہ ابن جندب کے ہوئی وہاں دربار یزید میں ہر ممالک کے سفیر موجود تھے - سفیر روم نے یزید سے دریافت کیا یہ سر طشت میں کس کا ہے - یزید نے کہا یہ سر امام حسینؑ ابن علیؑ کا ہے - سفیر نے پھر پوچھا

انکی والدہ کا کیا نام تھا۔ یزید نے کہا۔ فاطمہ تھا۔ سفیر نے کہا۔ جو بیٹے رسول محمد صلعم کے تھے یزید
نے کہا ہاں سفیر نے کہا وائے ہو تجھ پر میرا نسب بہت پشت شمار ہو کر حضرت داؤد سے ملتا ہے تاہم
یہود و نصاریٰ آج تک میرے قدم کی خاک آنکھوں میں لگاتے ہیں۔ تم ایسے مسلمان ہو جو ایک
پشت سے رسول اللہ کو ملتا ہی۔ تم اوسے قتل کرتے ہو۔ وائے ہو تجھ پر اور دیکھ میں ملک چین
کے ایک شہر میں گیا۔ جہاں سے کافور و عنبر و یاقوت احمر و عود اسی سرزمین سے لاتے ہیں
اوس شہر میں ایک عبادت خانہ ہے۔ جس میں ایک طرف یاقوت سُرخ لٹکا ہوا ہے اور دوسری
طرف ایک سُم حضرت عیسےٰ کے گدھے کا رکھا ہے۔ تمام عیسائی اسکی زیارت کو آتے ہیں اور
اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں۔ اور تم ایسے ہو۔ بحوالہ تاریخ **امام زین العابدینؑ** اور
ابن جالوت نے سنکر کہا۔ میری ستر پشت داؤد نبی سے ملتی ہیں۔ اور تمام یہود میری تعظیم کرتے
ہیں۔ تیرا افسوس ہے آج تم اس بزرگ کا سر کاٹ لائے ہو جو **پیغمبر آخر الزمان**
کا فرزند ہے تمہارے ایسے دین اور ملت کو خدا نیست و نابود فرمائے۔ وہ مُسلمان ہو گیا۔
اور حکم یزید سے قتل کیا گیا۔ اس واقعہ کو ابواسحاق اسفرائنی نے اپنی کتاب نور العین فی
مقتل الحسین میں لکھا ہے۔ صفحہ ۱۷۳ جلد اول مطبع بنارس اور بحوالہ کتاب عوالم صاحب
ناسخ التواریخ لکھتے ہیں۔ کہ جاثلیق سفیر دربار یزید میں حاضر تھا۔ یہ واقع دیکھ کر بہت
رویا اور کہنے لگا اے یزید میں ایک مرتبہ بذریعہ تجارت مدینہ منورہ میں گیا اور مجھ کو
جناب **محمدؐ** کے دیدار کا شوق ہوا۔ دو نافہ اور قدرے عنبر اشہب لیکر آپ کی
خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرتؐ نے قبول فرما کر مجھ کو دعوتِ اسلام فرمائی۔ میں حضرت
عیسیٰ کے قول کو صحیح جانکر فوراً مُسلمان ہو گیا۔ اور ہر روز خدمت بابرکت میں جاتا تھا۔
ایکدن آپ ام سلمہ کے گھر گئے ہوئے تھے۔ اوس روز دونوں حضرات **حسنینؑ** تشریف
لائے۔ آنحضرت نے گود میں لے لیا۔ اور فرماتا تمہارے قاتلین پر خدا لعنت کرے۔
اور رحمت دور فرماوے حضرات حسنین اپنا اپنا خط لیکر نانا کی خدمت میں لائے تھے
آپ نے فرمایا۔ اے بچو میں لکھنا نہیں جانتا تم اپنے والد کے پاس خطوط لے جاؤ دونوں
صاحب جب جناب امیرؑ کے پاس آئے۔ آنحضرت نے فرمایا اپنی والدہ کے پاس جاؤ
جب اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے خیال دلشکنی کے باعث اپنے
گلے کا عقد مروارید توڑ ڈالا اور موتی بکھیر دیئے اور بچوں سے کہا۔ جسکے دانے زیادہ ہونگے

اس کا خط اچھا سمجھا جائیگا۔ سات موتی تھے۔ جب تین تین اٹھا لیئے ایک رہا۔ جب شہزادے لینے لگے۔ جبرائیل بحکم رب الجلیل نازل ہوئے۔ اور اس موتی کو دو کر دیا نصف نصف اوٹھا لیا۔ حق نے ان کے مراتب میں سادات کا درجہ رکھا۔ اور جنکی دل شکنی خدا کو اور منظور نہ تھی۔ تو نے ان کو قتل کیا۔ افسوس صد افسوس تجھ پر لعنت ہو اتنے میں دربار یزید نے برخواست کیا۔ اور اہلبیت قید خانہ میں روانہ کیئے گئے۔ اور سر اطہر زندان پر لٹکایا گیا۔ دوسرے دن یزید نے پھر امام کو طلب کر کے کہا کہ اے علی ابن الحسین آپ کے باپ دادا نے چاہا تھا۔ کہ زمام خلافت اور حکومت ہمارے ہاتھ میں ہو۔ لیکن خدا نے ان کو قتل کرایا۔ پھر امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ اے پسر معاویہ وہند صخرہ درجہ نبوت و امامت خاصکر ہمارے لیئے اوترا ہے۔ قبل اوسکے کہ اسکے تو پیدا نہ ہوا تھا۔ کہ جنگ بدر اور جنگ خندق اور جنگ اُحد میں رسولخدا صلعم کا علم ہمارے دادا کے ہاتھ میں تھا۔ اور جمعیت کفار کے نشان تیرے دادا کے ہاتھ تھی۔ یزید سُنکر جل گیا۔ اور حکم امام کے قتل کا دیدیا۔ جب جلاد آپ کو قتل کے لیئے لے گیا۔ تو جلاد کے پیچھے سے ایک دست نکلا۔ اور گردن جلاد کی پکڑ لی۔ وہ خوف کر کے یزید کے پاس آیا وہ بھی ہراساں ہوا۔ پھر ایذا رسانی سے آیندہ باز ہا بحوالہ ناسخ التواریخ اہلبیت عظام عرصہ چھ ماہ تک قید رہے۔ اور علامہ امام اسفرائنی ابو اسحاق سہل سہروردی کے اوستاد سے بیان کرتے ہیں۔ کہ یزید کے دربار میں موجود تھے۔ کہ ایک عورت حسین آئی۔ اور یزید کے پاس آکر کہنے لگی۔ جو سر ملک عراق سے لایا گیا ہے۔ کس کا ہے۔ یزید نے کہا۔ امام حسین کا ہے۔ اسنے کہا میں نے آج رات کو ایک خواب دیکھا ہے۔ کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں۔ اور پانچ بادشاہ ایک تخت پر سوار ہیں۔ اور زمین پر اُترے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں پانچ شمع ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس گھر کو خدا نے فرمایا۔ کہ جلا دین یزید نے سنکر کہا تو میرے ملک میں رہتی ہے۔ اور ایسی بات کہتی ہے۔ میں تجھ کو قتل کر دونگا عورت نے پناہ طلب کی یزید نے کہا بشرطیکہ تو منبر پر چڑھ کر حضرت علی اولاد علی کو سب و شتم سے یاد کر۔ اوس عورت نے منظور کیا۔ اور منبر پر گئے۔ اور اوسنے کہا ایہا الناس یزید نے مجھ کو حکمدیا۔ کہ میں حضرت علی اور انکی اہلبیت کو بُرا کہوں۔ کہ وہ حالانکہ ساقی کوثر اور قیامت کو لوائے حمد اسکے ہاتھ میں ہوگا۔ اور فرزند اوسکے جوانان بہشت کے سردار ہیں۔

اور آگاہ ہو سردار جوانانِ جنت ہیں۔ اور تم آگاہ ہو لعنت ہے خدا کی اور لعنت ہے
لعنت کرنیوالوں کی یزید پر اور جنہوں نے اوسکی بعیت کی اور صلوات سلام ہو علی پر اور
اوسکی اولاد پر تا قیامت یہ سنکر یزید کو غصہ آیا۔ وہ بیچارے قتل کیئے گئے۔ پھر ایک روز
یزید نے اپنے خطیب کو حکمدیا کہ تو ممبر پر علیؑ و فاطمہؑ کی معائب بیان کر اور ہماری حمد کر
پس خطیب نے فوراً التعمیل شروع کی امام زین العابدین نے سنکر فرمایا افسوس
ہے تجھ پر ایک بندہ کی خوشنودی کے لیئے جہنم خرید کر لیا۔ امام نے فرمایا یزید سے کہ اگر
اجازت ہو۔ تو منبر پر ہم بھی خطبہ پڑھیں۔ تمام حاضرین کے اصرار سے یزید نے کہا اچھا آپ
منبر پر تشریف لے جاویں۔ امام نے بعد حمد خدا و نعت رسول اللہ کے ارشاد فرمایا۔ کہ
ایہا الناس خداوند نے ہم لوگوں کو حلم و علم و سماعت و فصاحت و شجاعت کے لیئے خاص
طور پر ممتاز فرمایا ہے۔ اور ہم بہ نسبت جناب احمد مختار و حیدر کرار و جعفر طیار
و حمزہ و فرزندانِ ابو محمد و ابو عبد اللہ تمام لوگوں پر خدا نے فضیلت بخشی ہے۔ میں اپنی
شرافت اور حسب نسب سے اطلاع دیتا ہوں میں پسر مکہ و زمزم و صفا اور میں اوس
کا پسر ہوں جسنے حجر الاسود کو اپنے دامن میں اوٹھایا اور جو سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا
اور اللہ تعالیٰ نے اسکو اپنی وحی کا خزانہ بنایا۔ جو مقام قاب قوسین تک پہونچا
میں اوس کا پسر ہوں۔ جسکی وجہ سے کفار نے طریقہ حق اختیار کیا۔ اور جس نے ہمراہ پیغمبر
[illegible] کی اور جبرائیل کا جو مولا تھا۔ اور میکائیل جس کا ناصر تھا۔ اور جسنے خوارج کو
جڑ سے اوکھاڑا ہے۔ اور لشکر طلحہ زبیر کو برباد کیا اور شام کی فوجیں کاٹ ڈالیں میں اوسکا
پسر ہوں۔ جسکا رشتہ حیات ظلم سے پارہ پارہ کیا۔ اور تشنہ لب سر تن سے جدا کیا گیا اور
جسم اطہر اس کا زمین کربلا ریگ گرم پر برہنہ چھوڑ دیا گیا۔ اور پوشاک ہتھیار لوٹ کر
لے گئے۔ جس کا ماتم آسمان پر ملائکہ نے قائم کیا۔ اور جن انس وحش طیور نے زمین پر قائم
کیا۔ اور فرق جس کا نیزہ پر نصب کیا گیا۔ اور اہلبیت اسکی عراق سے شام تک رسوا کیئے
گئے۔ یہ ترجمہ عبارت ناسخ التواریخ سے نقل کیا گیا ہے اور دوسرا خطبہ کتاب ضیاء العین
امام اسفرائنی کی کتاب میں درج ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ اے حاضرین دنیا دارِ فناہ ہی دنیا
کی چند کرن جو عمر و دولت میں زیادہ تھے۔ خدا نے فناہ کر دیئے۔ ان کا نام و نشان نہ رہا
تم بھی ہمیشہ زندہ نہ رہو گے۔ اعمال نیک کرو۔ موت جلدی آ پکڑیگی اور حساب افعال کا

لیا جاویگا۔ مَیں علی ابن الحسین بن علیؑ ہُوں۔ جو صاحب مکہ و منٰی اور صفا مروہ ہے۔ جسکے ہمراہ ملائکہ نے نماز پڑہی ہے۔ جو صاحب حوض و لواء ہے۔ جو صاحب دلائل الخیرات اور قرآن کرامات ہے۔ جو صاحب براق تاجِ نورانی ہے۔ جو معانیٔ تاویل قرآنی ہے۔ جو زاہد عابد ہے۔ جس نے عہدِ وفا کیا جو سردار نیکو کاران ہے۔ جسپر سورۃ بقر نازل ہوگا۔ جسکے لیئے جنت کے در کشادہ ہُوئے جس پر خشنودی خداوندِ عالم کی ہے۔ جو قتیل ظلم و ستم ہے۔ جس کا سر تشنہ لب کاٹا گیا اور بے گور و کفن زمینِ کربلا میں پڑا رہا۔ جسکے ماتم میں ارض و سما کے باشند سے روئے تا قیامت روتے رہینگے یہ خداوند عالم نے ہمارا امتحان بلائے شدید میں لیا ہے۔ اور ہم میں روایت ہدایت مقرر کی ہے۔ اور ہم کو تمام عالم پر فضیلت دی ہے۔ ہم کو وہ مدارج عطا فرمائے ہیں جو تمام خلق میں کسی کو نہیں ہیں۔ محفل تمام رونے لگی۔ یزید کو خطرہ منحرف ہونے کا ہُوا اور مؤذن کو ارشاد اذان ہوئی۔ جب وُہ اسم مبارک محمدؐ پر پہنچا تو امام زین العابدینؑ نے فرمایا۔ کہ ذرا خاموش ہو وُہ چُپ ہُوا امام نے یزید کو کہا یہ میرے جد امجد کا نام ہے۔ یا تیری کا۔ یزید نے کہا آپ کی جد عالی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ پھر کیوں انہوں نے ان کی ذریت کو قتل اور حرم کو قید کیا۔ یزید تو خاموش ہُوا اور حاضرین رونے لگے۔ اور سب نے کہا یہ مصیبت اسلام میں عظیم واقعہ ہوئی۔ مقتل ابو مخنف اسحاق اسفرائنی صفحہ ۱۸۸ ایسا ہی ناسخ التواریخ کا بیان ہے اُسی روز جناب سکینہؑ کی وفات واقع ہوئی۔ اور ہند بنت عبداللہ عامر جو یزید کی بی بی تھی یزید اوس سے محبت رکھتا تھا۔ ہند کے اصرار سے یزید نے کہدیا یہ سر امام حسینؑ اور ان کے عزیزوں کے ہیں۔ جو مقام کربلا شہید کیئے گئے اور انکی اہلبیت قید ہیں۔ ہند بیتاب ہو کر قید خانہ میں گئی۔ اور حال دریافت کیا۔ تو معلوم ہُوا۔ آلِ رسول اللہ ہے۔ بہت روئی۔ اور بکمال تعظیم خدمات میں حاضر ہوئی۔ اور پھر رہائی کا حکم دلوایا اور پھر اہلبیت عظام یزید کے روبرو لائے گئے۔ اور اہلبیتؑ نے فرمایا۔ اے یزید ابن زیاد نے ہمیں رونے نہیں دیا۔ ہم کو اجازت ہو۔ اسوقت علیحدہ جگہ ملگئی اور رات دن نوحہ و زاری کرتے تھے دمشق کے قریشی ہاشمی آکر ہر ایک پُرسا دیتا تھا۔ اوس سے قبل جو دمشق میں امام کے قتل کے جشن کے سامان اور بڑی خوشی سے عید تھی پھر اوس شہر دمشق میں امام مظلوم کا ماتم بپا تھا۔ ایک روز یزید خدمت امام زین العابدین میں آیا اور عرض کی آپ اسجگہ رہنا چاہتے ہیں۔ یا مدینہ میں امام نے ارشاد فرمایا ہمارا مدینہ جانا بہتر ہی ابو اسحاق اسفرائنی نے لکھا ہی کہ فرق مبارک امام عالیمقام کا طشت میں رکھا تھا اور یزید اپنے منہ پر طمانچے مارتا تھا۔

واپسی آمد اہلبیتؑ کی کربلا معلّٰی میں

ہفت روز اور قیام دمشق میں کیا پھر یزید نے مدینہ کی طرف روانہ کیا اور نعمان ابن بشیر کو ہمراہ راہداری کے پانچسو سوار دیا۔ دمشق سے جاکر کربلا داخل ہوئے صاحب کتاب مفتاح البکاء داخلہ اہلبیت کا لکھتے ہیں۔ کہ ۶۲ھ کی اربعین کو پہنچے ہیں۔ کربلا میں ماتم امام کا چند یوم بپا رہا۔ بعدہٗ کربلا معلّٰی سے مدینہ منورہ پہنچے۔ کتب مصائب سے خلاصہ حال معلوم ہوتا۔ تو شہر مدینہ سے بیرون تشریف لے گئے لباس اور علم سیاہ دیکھ کر اسبے بیہوش ہوکر گر پڑے۔ جب حال دریافت ہوا۔ تو بہت روئے۔ اور تمام لوگ روتے تھے الغرض تمام اہلبیت روضہ مقدسہ میں ایکبارگی گر پڑے۔ اور رو کر عرض کرنے لگے اے خدا پاک ہم پر بڑا ظلم کیا گیا۔ اور امام حسینؑ اور ان کے جملہ ہمراہیوں کو پیاسا قتل کیا گیا اور کل اسباب لوٹ لیا گیا۔ اور بے پالان شتروں پر سوار کیا اور شہر بشہر پھرایا اور بڑی ذلت سے دمشق میں لے گئے اور قید رکھا۔ اور مجھ کو قتل کرنا چاہا۔ تو میری پھوپھی رونے پیٹنے لگی۔ پھر چھوڑ دیا۔ اے جد پاک قیامت کو انتقام لینا۔ جب مقدمات تصفیہ ہو گا۔ مصائب کا ثواب خدا رسول کے پاس ہے کہ وہ بزرگ صاحب انتقام ہے۔ مقتل امام اسفرائنی صفحہ ۲۰۴۔

امام زین العابدین علیہ السلام ان مصائب کو برداشت کرکے خانہ نشین ہو گئے۔ صائم الدہر اور قائم اللیل رہے۔ جب وقت افطار آتا۔ اور آب طعام لایا جاتا تو آپ فرماتے تھے۔ میرے پدر بزرگوار بھوکے پیاسے قتل کئے گئے۔ تاحیات روتے رہے۔ آپ کی گریہ کے دفتر کتب مصائب اور تمام تاریخوں میں واقعہ کربلا درج ہے۔ بعد شہادت **امام مظلوم** تمام ملک میں بدنظمی پھیل گئی۔ اور آثار شکایت قائم ہو گئے۔ کہ ایک سال کے اندر ہی بیعت یزید کی پھندی نکال دی گئی۔ اور یزید کو لوگ فاسق فاجر کہنے لگے۔ اور بیعت اوسکی حرام اور جہاد اسکے ساتھ اصلی سمجھا گیا۔ اور خبر شہادت امام جب **مکہ معظمہ** میں پہنچی۔ تو عبداللہ ابن زبیر نے لوگ جمع کئے۔ اور افسوس امام کا ظاہر کیا اور یزید کو فاسق فاجر

کہا اور اپنی بیعت کا ارادہ کیا۔ مکہ میں عبداللہ ابن زبیر کی بیعت ہوگئی۔ تو مدینہ والے بھی تیار ہو گئے۔ تب یزید نے نعمان بن بشیر اور مسلم بن عقبہ کو مکہ معظمہ میں عبداللہ بن زبیر کے پاس بھیجا۔ کہ میری بیعت پر رضامند کرو یا اخیر سنہ ۶۱ھ میں مکہ پہنچے۔ اور کوشش بلیغ کی۔ لیکن عبداللہ ابن زبیر راضی نہ ہوا یہ واپس کر گئے جب سنہ ۶۲ھ کا آغاز ہوا تو رعایا یزید سے ناراض تھے۔ اسلیئے عبداللہ ابن زبیر کی بیعت مدینہ میں ہونے لگی اور مدینہ میں یزید کا خیر خواہ عبداللہ ابن عمر موجود تھا۔ عبداللہ ابن زبیر کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ لوگوں کو واعظ سناتے تھے۔ کہ بیعت یزید خدا و رسول کی بیعت ہے جس سے بیعت کی جاوے۔ پھر اوس سے جنگ مناسب نہیں۔ اخیر اہل مدینہ نے عبداللہ ابن زبیر کی بیعت کر لی صحیح بخاری صحیح مسلم جامع الاصول علامہ جزری میں لکھا ہے اور روضۃ الصفا صفحہ ۷۸ مطبوعہ بمبئی۔

یزید اور عبداللہ ابن زبیر کی کشمکش میں سنہ ۶۳ھ تمام ہوا اور سنہ ۶۴ھ کا آغاز ہوا عبداللہ ابن زبیر کی حکومت مکہ مدینہ میں قائم ہوگئی۔ عبداللہ ابن زبیر نے عمال بنی امیہ کو مکہ سے نکال دیا۔ یہ سنکر یزید کو غصہ آیا۔ اور مکہ پر لشکر کشی کر دی۔ دس ہزار فوج جرار مسلم بن عقبہ کے ماتحت روانہ کیا اور کہا اگر ہماری بیعت سے انکار کریں۔ تو مدینہ سے لوٹ کر پھر مکہ میں جانا حسب الحکم یزید لشکر شام مدینہ میں داخل ہوا۔ یزید نے مسلم ابن عقبہ کو وقت روانگی کہا تھا۔ کہ امام زین العابدینؑ کی تعظیم کرنا ان کو اس معاملہ میں شرکت نہیں ہے *

واقعۂ حُرا

اور غارت مدینہ مسلم نے اہل مدینہ سے جنگ شروع کر دی یہ جنگ حُرا کے نام سے معروف ہے ۲۸ ذی الحجہ سنہ ۶۴ھ کو جنگ کا آغاز ہوا۔ عبداللہ ابن مطیع اور عبداللہ ابن حنظلہ اور فضل ابن عباس ابن ربیعہ ابن حارث ابن عبدالمطلب مدینہ کے علمدار تھے جانبین سے بازار حرب گرم ہوا مسلم نے فضل کو مارا اور عبدالرحمن بن عوف بھی مارا گیا۔ اہل مدینہ کا ارادہ پست ہو گیا۔ اور تمام مدینہ والے بھاگ گئے۔ مسلم بن عقبہ

عقبہ فتح پاکر داخل مدینہ ہؤا۔ اور شہر مدینہ میں قتل عام شروع کردیا۔ آخر اصحاب بھاگ کر پہاڑوں اور غاروں میں پوشیدہ ہوئے اور عورات مدینہ سے زنا کیا گیا سات اکابر قریش قاری قرآن قتل کئے گئے۔ اُن عورات سے جن سے زنا کیا گیا۔ نوسو زنازادی پیدا ہوئی۔ اور دس ہزار غلام قتل کئے گئے۔ باقیماندہ سے مسلم نے بیعت یزید کی لی۔ بحوالہ تاریخ ابوالفدا صہ ۲۶۵ اور روضۃ الصفا جلد سوم صفحہ ۱۵۷ اور تاریخ طبری میں یہ درج حال ابو سعید خدری کا جلد چہارم صہ ۶۴۰ اور تاریخ کبیر طبری سپہ سالار یزید مسلم بن عقبہ نے اہلبیت کے سوا بشرط غلامی یزید کی بیعت میں لیا تھا۔ جو انکار کرتا وہ قتل کیا جاتا تھا۔ جب **امام زین العابدینؑ** اُسکے سامنے پیش ہوئے۔ تو پوچھا۔ یہ جوان کون ہے۔ لوگوں نے کہا۔ یہ حضرت علی ابن الحسینؑ ہے۔ مسلم نے کہا۔ مرحبا اور اپنے قریب مسند پر بٹھا لیا۔ اور بیعت کی تکلیف بھی نہ دی۔ اور تعظیم کرکے اپنے گھوڑے پر رخصت کیا روضۃ الصفا اور مروج الذہب مسعودی میں لکھا ہے۔ کہ مسلم بیمار ہؤا۔ اور حصین بن نمیر کو مکہ پر روانہ کیا۔ عبداللہ ابن زبیر کے مقابلہ کو اور مسلم بن عقبہ مر گیا اور غارت خانہ **کعبہ** کا بازار جنگ گرم ہؤا سپاہ شام نے اہل مکہ کو شکست دی۔ اور **کعبہ** کے پردہ میں آگ لگا دی۔ اور دو شاخیں دنبہ حضرت **اسمٰعیلؑ** کے اندر کعبہ آویزاں تھیں۔ وہ جل گئیں۔ اور چیزیں بھی زائل ہوگئیں۔ اُدھر یزید مرگیا نمیر شام کو روانہ ہؤا۔ اور عبداللہ ابن زبیر اپنی فوج ہزیمت خوردہ کو جمع کرکے پھر مکہ پر مسلط ہوگیا۔ اور مدینہ والوں نے مسلم بن عقبہ کے عامل کو نکالدیا۔ اور جتنے بنی امیہ تھے۔ ان کو قتل کیا۔ روضۃ الصفا میں لکھا ہے۔ چوں یزید بن معاویہ در ربیع الاول سنہ ۶۴ھ جان بمالک دوزخ سپرد مردم شام پسر او معاویہ را بر تخت حکومت نشاندند و او بعد از دو چہل روز زندہ بود صواعق محرقہ میں یہ لکھا ہے ترجمہ عبارت عربی کہ سلطنت یزید کی ابتدا سنہ ۶۰ھ کو ہوئی اور موت یزید کی سنہ ۶۴ھ میں واقعہ ہوئی بعد اسکے بیٹا اسکا معویہ ابن یزید ولیعہد ہؤا۔ اور منبر پر گیا اور بیان کیا کہ خلافت حبل اللہ ہے میری دادا نے اصلی حقدار حضرت علیؑ سے نزاع کی اور اسکے بعد میری باپ نے فرزند رسول اللہ صلعم سے نزاع کی اور خاندان رسالت کو تباہ و برباد کیا اور خانہ خدا کو خراب کیا اوسمیں سے حصہ نہ لینگے یہ کہکر محل میں گیا اور فوت ہؤا مدت خلافت اسکی چالیس روز ہی۔

امیر معاویہ نیک بخت جو پسر یزید کا تھا۔ اس کے بعد ممالک شام میں بدامنی
پھیل گئی۔ اور بصرہ میں ابن زیاد نے اپنی بیعت لینی شروع کر دی اور کوفہ میں قاصد روانہ
کیا کہ یزید مر گیا اور میری بیعت اہل بصرہ نے کی ہے تم بھی میری بیعت قبول کرو۔ حارث
بن یزید جو مغز کوفہ تھا۔ اس نے قاصد کو مار کر نکال دیا آخر ابن زیاد شب کو شام کی طرف
فرار ہوا تو بصرہ کے رعایا نے عبداللہ ابن حارث کو اپنا امیر مقرر کر لیا اور اہل کوفہ نے عامر
ابن مسعود کو امیر مقرر کر لیا۔ اور عبداللہ ابن زبیر کی بیعت میں چند اشخاص آ گئے جب ابن
زیاد بصرہ سے فرار ہو کر شام پہونچا اس نے مروان کو حاکم قایم کر دیا۔ اور مروان کی بیعت شام
میں ہو گی اور ابن زیاد اس کا مدار المہام بن گیا۔ ابن زبیر کی اہل شام میں تھے ان کو قتل کر ڈالا
مروان سلطان شام کے بن گئے۔ اور امام خالد بن یزید سے عقد بھی کر لیا۔ ضعیفی میں بادشاہی
ملی وقت عثمان سے ان کو سلطنت کی ہوس تھی۔ مراد پوری ہو گئی اور امام حسینؑ کی شہادت
کے بعد تمام ملک عرب عراق کے لوگوں کے دلوں میں خون ناحق کا اثر پیدا ہو گیا اور اپنے خلیفہ
برحق اور امام زمانہ یعنے یزید سے ناراضگی اظہار کرنے لگے اور شہر کوفہ سے آپ کا انتقام
لینے والیوں کے خدا نے پیدا کر دیا اور محبان اہلبیت کے دل میں سے یہ خیال پیدا ہو گیا چنانچہ
طبری اور صواعق محرقہ اور روضتہ الصفا بالاتفاق بیان کرتے ہیں کہ دوستان جناب امیر
سنہ ۶۱ ہجری سے خیال رکھتے تھے لیکن علانیہ جرأت نہ تھی اہل کوفہ جو امیر مسلم ابن عقیل سے
منحرف ہوئے تھے۔ انہوں نے سوچ لیا کہ ان تمام واقعات کے باعث ہمیں ہمارا بھی
حال ویسا ہی ہونا چاہیئے۔ جو امام مظلوم کا ہوا ہے اس گروہ کے پانچ اشخاص بزرگ تھے
ایک سلیمان ابن صرد خزاعی اور عبداللہ ابن اسود اور مسیب ابن نجیہ اور رفاعہ ابن شداد
اور عبداللہ ابن وال یہ لوگ روسائے کوفہ تھے اور اصحاب جناب علیؑ تھے سلیمان ابن صرد
خزاعی کے مکان پر جمع ہوئے اور مشورت یہ کی کہ دشمنان آل محمدؐ سے ہم کو مناسب ہے
کہ لڑ کر مریں شائد ہمارے گناہ خدا وند عالم بخشدے اور سلمان نے سعد ابن عامل مدائن
کو خط لکھا اسکا مضمون یہ تھا کہ امام مظلوم کے خون ناحق کے عوض لینے کے لئے امادہ رہو۔
عبداللہ ابن مالک طائی اور سعید اور ابن خذیفہ یمانی اور مثنی ابن مخرمہ عبدی انہوں نے
جواب لکھا کہ ہم تیار ہیں اور مختار مکہ کو روانہ ہوئے اور پھر کوفہ پہنچے۔ عبداللہ ابن عمر اور
اسمٰعیل ابن کثیر نے مختار سے بیعت کر لی۔ سلیمان نے کہا ہم محمدؐ حنفیہ سے دریافت کر کے

پھر تمہاری بیعت کرینگے پھر مختار نے بنی امیہ پر حملات کرنے کے لئے فرمائش کی سلیمان
نے کہا صف آرائی کا موقعہ نہیں عمر ابن سعید اور شیث ابن ربعی کو یہ خبر لگی انہوں نے
حاکم کوفہ سے کہکر مختار کو قید کرا دیا ۶۴ھ ہجری میں عمر ابن حریث ابن زیاد کا عامل امارت کوفہ
پر مقرر تھا اور عبداللہ ابن زبیر نے مکہ سے عبداللہ ابن زید اور ابراہیم ابن محمدؐ ابن طلحہ کو امیر
کرکے کوفہ میں بھیجا تھا۔ انہوں نے عمر ابن حریث کو علیحدہ کیا اور امارت کوفہ آپ لے لے۔
جب سلیمان کے مقابلہ گئے تو اس نے عبداللہ ابن زید کو جواب دیا کہ جناب امام مظلوم کو
جن لوگوں نے قتل کیا ان سے قصاص لینا چاہئے ہم تو عبداللہ ابن زبیر کے فرستادہ ہیں۔
وہ خود تمہارا ہم خیال ہے ۶۵ھ ہجری کو سلیمان ابن صرد خزاعی نے حکم دیا کہ تمام لوگ جو
قصاص طلبی کا ارادہ رکھتے ہیں وہ مجھ سے بیعت کرلیں سب لوگ نخیلہ میں جمع ہوئے سلیمان
نے جب شمار کیا تو یک صد بیس ہزار آدمی تھے۔ سلیمان کو تعجب ہوا سو ہزار سے دس
ہزار رہگیا۔ سلیمان نے کہا ہمارا بھی وہی حال کروگے جو امیر مسلم ابن عقیل کا کرچکے ہو تم میں حیا
وفا نہیں ہے ہمارا خیال منتقم حقیقی ہے ہم اس کی نصرت پر توکل کرتے ہیں جب مشورت
لی تو سب نے کہا قاتلان امام مظلوم تو کوفہ میں موجود ہیں ان سے ابتدا کرنی چاہئے بعض نے
کہا قاتل تو ابن زیاد ہے وہ شام میں ہی شام پر چڑھائی ہوگئی کوفہ سے چل کر قلعہ قرقیسا میں
پہنچے عامل قلعہ زفر ابن الحارث تھا رسد رسانی شہر عین الوردہ میں پونچے ایک منزل
پہ اہل شام اترے جنگ شدید ہوا اہل شام بھاگ گئے۔ حصین ابن نمیر نے سلیمان کو بھی
بلاکر کہا مروان مرگیا۔ عبدالملک اس کا جانشین ہوا اور مکہ میں ابن زبیر کی بیعت ہوچکی
ہے اور تم بغیر امام ہو واپس کوفہ چلے جاؤ سلیمان نے جواب دیا اگر تم چاہتے ہو کہ فساد
رفع ہو تو ابن زیاد کو ہمارے حوالہ کرو۔ اور امر خلافت اولاد پیغمبر کو سپرد کرو حصین
ابن نمیر نے نہ مانا اور لڑائی شروع کردی بہت لوگ قتل ہوگئے اور سلیمان ابن صرد
بھی آخر شہید ہوگئے۔ ان کے بعد مسیب مومنین کا سردار ہوگیا یہ بھی لڑکر شہید ہوا
عبداللہ ابن وال اور رفاعہ ابن شداد کے ہمراہ ستر آدمی باقی تھے۔ جو واپس کوفہ چلے
آئے انتقام امام میں شیعوں کے یہ پہلی جان نثاری تھی۔ اگر یہ ستر آدمی بھی قتل ہوجاتے۔
تو مذہب اہلبیت کا نام جہان سے اٹھ جاتا۔ اور مختار ابن ابو عبیدہ ثقفی ابن مسعود
ابن عمیر کیسان کی بابت جناب امیر المومنین نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ ہمارے

بعد فرزند امام حسینؑ کو گروہ منافقین شہید کریں گے اور مختار ان ملاعنہ کو قتل عام کرے گا۔ مختار بلند ہمت ہوگا۔ اس کے بعد ابو الحکم ابن مختار حضرت امام محمدؑ باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میرے والد مختار کو لوگ کافر کہتے ہیں امام محمدؑ باقرؑ نے فرمایا مختار نے ہمارے گھر بیواؤں اور ہمارے قاتلوں کو قتل کیا خدا اسپر رحمت نازل کرے مختار نے حدیث اہلبیت کی تعلیم محمدؑ حنفیہ سے حاصل کی تھی اور کوفہ میں چلے گئے تھے اور امیر مسلم ابن عقیل سے بیعت کی تھی۔ عبداللہ ابن زیاد نے اس لئے انکو قید کیا تھا اور مدائن میں سعد چچا مختار کا حاکم تھا۔ جب امام حسنؑ انے معاویہ سے شرائط صلح کی اور معاویہ کے حکم سے دوستان اہلبیت کی جسطرح جانیں لیں گئیں اور ان کے خاندان برباد کئے گئے اور سولی دیے گئے اور آنکھیں نکلوا دی گئیں اور درختوں سے لٹکائے گئے یہ واقعات مختار کو سب معلوم تھے۔ وہ تمام بنی امیہ کو جابر جانتا تھا اور مستحق خلافت کا جناب اہلبیت کو جانتا تھا بذریعہ عمیرہ بن عامر معلم قید سے رہائی پائی کتاب تاریخ جلا العیون اور قرۃ العین فی اخذ ثارات الحسینؑ امام اسفرائنی اور شہید اسلام میں لکھا ہے عمیر معلم بھی محب تھا جو قید میں مختار کا دوست بن گیا تھا۔ اس نے مختار کو قلم دوات کاغذ لاکر دیا تھا اور مختار نے خط لکھا عبداللہ ابن عمر ابن الخطاب کو جو مجھکو قید سے رہا کرادے عبداللہ ابن عمر حاکم مدینہ کا تھا اور مختار کی ہمشیرہ عبداللہ کی زوجہ تھی۔ وہ معلم عمیرہ مدینہ میں عبداللہ ابن عمر کی پاس گیا۔ اور عبداللہ ابن عمر کا خط عمیرہ معلم شام یزید کے پاس لے گیا تھا فرمائش عبداللہ ابن عمر یزید نے خط رہائی مختار کا ابن زیاد کو لکھا اور عمیرہ کو دیا کہ ابن زیاد کے پاس کوفہ میں لے جا۔ عمیرہ معلم خط لے کر یزید کا ابن زیاد کے پاس پہنچا اس نے فوراً مختار کو رہا کیا مختار رہا ہو کر مدینہ میں پونچا اپنی ہمشیرہ سے ملکر پھر مکہ میں پہنچے وہاں سے کوفہ کو روانہ ہوئے اول کربلا معلےٰ میں جاکر شرف زیارت حاصل کیا بحوالہ تاریخ روضتہ الصفا مختار نے قسم کھاکر عرض کی جبتک جنابؑ کے قاتلوں سے انتقام نہ لونگا آرام نہ کرونگا پھر کربلا سے کوفہ میں پہنچا اسوقت سلیمان ابن صرد خزاعی کی خبر شہادت کوفہ میں پہنچی اہل کوفہ نہایت پریشان ہوئے پھر ہر ایک شخص قصاص فرزند رسولؐ لئے ان میں شامل ہوگیا مختار کی کامیابی کے سامان ہونے لگے اس اثناء میں نو ماہ حکومت کر کے مروان مرگیا عبدالملک اسکا جانشین ہوا اور عبداللہ ابن زبیر نے عبداللہ ابن مطیع کو حاکم کوفہ کر دیا۔ اور ماضی عامل معزول کر دیئے بعدہٗ چند اشخاص بخدمت محمدؑ حنفیہ میں گئے اور عرض کی کہ ہمنے انتظام امام

پر مختار کی متابعت کی ہے اگر آپکی اجازت ہے تو بسر و چشم خدمت بجا لائیں حضرت محمدؐ حنیفہ نے فرمایا ہماری خواہش تو بھی ہے خدا اس امر کی توفیق دے جزاك الله فی الدارین خیراً *

اور ابراہیم ابن مالک اشتر نے بھی مختار کی بیعت کر لی ابراہیم کو دیکھکر تمام محبان اہلبیت مختار کے پاس جمع ہونے لگے بارال ہزار مردم کی جمعیت ہو گئی یا ثارات الحسینؑ اور یا ثارات الحسینؑ کے نعرے کرنے لگے عامل کوفہ کو خبر ہوئی جو عبداللہ ابن مطیع تھا اسکا کوتوال ایاس ابن نضارب قتل ہو گیا مختار نے رفاعہ ابن شداد بجلی اور قدیمہ ابن مالک و سعید ابن منقذ کو حکم دیا اور آپ بھی سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر مخالف کی جمعیت کو متفرق کر دیا اتنے میں سوید ابن عبدالرحمان کثیر فوج سے انکا سدراہ ہوا بڑا جنگ ہوا آخر سوید ابن عبدالرحمان کے ہمراہی بھاگ گئے اور شبیث ابن ربعی اور حجاج ابن الجر نے آکر مقابلہ کیا ان ملاعین کو بھی شکست ہوئی مقتل ابو مخنف میں حمید ابن مسلم ابن لنعمان ابن جعدہ کی اسناد سے لکھا ہے کہ مختار نے بعد نماز صبح کو فوج کا جائزہ لیا تو بارہ ہزار سے باقی تین ہزار شمار ہوا مختار کا دل تھوڑا ہو گیا مختار اس فکر میں تھا کہ عبداللہ ابن مطیع نے فوج جرار سے حملہ کر دیا ہے اسکے افسروں کی تفصیل یہ ہے شبث ابن ربعی کے زیر تین ہزار راشد ابن ایاش کے زیر تین حجانہ ابن الجر کے زیر تین ہزار عصاب ابن قشعری کے زیر تین ہزار شمر کے تین ہزار عکرمہ ابن ربعی کے زیر تین ہزار عبدالرحمان بن سوید کے زیر تین ہزار شداد ابن منذر کے زیر تین ہزار سوار تھے الغرض چوبیس ہزار فوج کی ہمراہ عبداللہ ابن مطیع نے مختار سے مقابلہ کیا مختار کو تائید ربانی شامل تھی تین ہزار سپاہ سے جو مقابل ہوا اور اس بڑی جمعیت کو بفضل خدا منتشر کر دیا عبداللہ بھاگ کر شہر میں چلے گئے مختار نے دلیری سے ان کا تعاقب کر کے شہر میں داخل ہوا اور قتل عام مچا دیا اور ابراہیم ابن مالک اشتر کے خوف سے عمائد رؤسائی روپوش ہو گئے مختار نے دارالامارت کا محاصرہ کر دیا۔ یوم تین محاصرہ رہا تو عبداللہ ابن مطیع نے امان چاہی مختار نے کہا شہر خالی کر دو وہ شب کو کوفہ کو بصرہ گیا اور وہاں سے مدینہ واپس گیا عبداللہ ابن زبیر نے پھر بصرہ میں روانہ کر دیا میدان سے ہمیشہ یہ صاحب فرار ہوتے تھے جنگ جمل کی بنیاد عبداللہ ابن زبیر نے ڈالی تھی اور اپنی عائشہ خالہ بی بی ام المومنین کو ابھارا تھا اور طلحہ اور زبیر قتل ہو گئے تھے ہزاروں مسلمانوں کا ناحق خون کرایا اور کوفہ پر کیا امیر مختار کا تمام ملک عراق پر تسلط ہو گیا اور اپنی طرف سے تمام ملک میں عامل مقرر کر دی عبدالرحمان ابن قیس کو حاکم موصل کا کیا اور عبدالرحمان بن حارث کو ارسہ عامل مقرر کیا اور محمدؐ ابن عمیرہ کو آذربائجان کا حاکم مقرر کیا اور سعید ابن حذیفہ کو حلوان کا حاکم مقرر کیا *

مختار کے مقابلہ پر ابن زیاد کا شام سے آنا

عبدالملک بن مروان کے حکم سے عبداللہ ابن زیاد اسّی ہزار فوج جرار لیکر شام سے کوفہ پر مختار علیہ
الرحمۃ کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور یزید ابن انس نخعی سے مقام لڑائی تکریب میں ہوئی اہل شام
نے حرب ضرب شروع کر دی آخر شکست کھا کر اہل شام ابن زیاد کے قریب پہنچے ۔ اور ایک
سعد معززین انکے گرفتار ہوئے مختار کے لشکر کی فتح ہوئی اور اسیران شام قتل کئے گئے یزید
بن انس بھی فوت ہو گئے اور فوج مختار کی واپس کوفہ میں آگئی پھر مختار ابراہیم مالک اشتر کو
...ن ہزار فوج سے ابن زیاد پر روانہ کیا شیث ابن ربعی کو موقعہ ملا اس نے تمام لوگوں کو جو
...انان امام مظلوم سے تھے ۔ بگاڑ دیا مختار کو خبر ہوئی تو ابراہیم ابن مالک اشتر کو واپسی کا خط
لکھا اور ہر قبیلہ کے پاس عمر سعد اور شمر اور محمد ابن اشعب فراہم تھے مختار کی جمعیت کو مٹانے کا
مشورہ کر رہے تھے ابراہیم مالک اشتر واپس آگئے مختار میں جان آگئے فوراً منافقین سے مقابلہ کیا ۔
...رخین کا بیان ہے کہ آٹھ سو آدمی گرفتار کئے اور پچاس افسر قتل کئے مخالفین نے راہ فرار لی ۔
...فتا ۔ کو جب فراغت کوفہ سے ہوئی پھر ابراہیم مالک اشتر کو ابن زیاد پر روانہ کیا علامہ ابی اسحاق
اسفرائنے کی کتاب ضیا العین کا یہ ترجمہ ہے کہ ابراہیم راستہ غاضریہ سے شہر انبار پہنچے اور وہاں
سے نخل اسود میں اور وہاں سے شہر جصات میں اور وہاں سے جلجائیں میں اس راستہ سے شہر
تکریت میں پہنچے تو تکریت کے لوگوں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ خون امام حسینؑ کے
قصاص کے طالب ہیں وہاں سے موصل میں گئے پھر عنین میں گئے وہاں کا خنظلہ عامل تھا وہ بھی ابراہیم کا
تابع ہو گیا عنین میں ابن زیاد کی عیال اطفال موجود تھے بذریعہ حاکم شہر عنین خنظلہ چار پسر ابن زیاد
کے مع یکصد لونڈیاں اور چالیس خچر مال پر قبضہ کر لیا اور اصحاب سے اشارہ کیا کہ تم جانتے ہو ۔
علی ابن الحسینؑ پندرہ سال کے اور عون ابن علیؑ سولہ سال کے اور محمد ابن علیؑ چودہ سال کے
اور شہزادے خاندان رسالت کے قتل کئے گئے اور حرم کو بغیر کجاوہ شہر بشہر پھرایا ابن زیاد کی ذریت
کو زندہ نہ رکھنا چاہئے اصحاب نے سب کو پارہ پارہ کر دیا اور ابن زیاد یہ سن کر
قلعہ کے بل پر سے اترتا تھا جب ابراہیم کے قریب آیا ایک ضرب شمشیر سے گرایا اور کہا
یا لثارات الحسینؑ اور ہمراہیوں سے لشکر پر حملہ کرایا اور ابن زیاد کی مشکیں باندھ

لیں اور ہر ایک لعنت کرتا تھا پھر اور اسماد ابن خارجہ فزاری قاتل امیر مسلم بن عقیل اور قیس
ابن اشعث کندی صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں کہ ابو عمر و اصحاب مختار نے انکو قتل کیا۔
عمر بن سعد لعین اور اسکا پسر حفص ان دونوں کے سر محمدؐ حنفیہ کی خدمت میں مختار نے روانہ
کئے آپ دیکھکر بہت مسرور ہوئے اور مختار نے کہا اگر تمام قریش قتل کئے جاویں تب بھی امام
مظلوم کی ایک انگل کا عوض بھی نہیں پورا ہو سکتا امیر مختار نے اس خون ناحق کا معاوضہ جبتک
نہ لے لیا تب تک چین سے نہ سوئے جو وعدہ کیا تھا پورا ادا کیا تاریخوں سے عموماً ظاہر ہے۔

احوال کارنامہ ابراہیم ابن مالک اشتر

ابراہیم نے ابن زیاد کی گلے میں طوق اور پاؤں میں زنجیر ڈالکر قتل کیا اور آگ میں جلوا دیا سر
رکھ لیا اول اسکا لحم کاٹ کر اسکو کھلوایا تھا اسکا مردہ سم اسپاں سے کچلوایا گیا تھا اسکے بعد
کسی کے دست بریدہ گئے اور کسی کو سولی دیا اور کسیکو جلایا شیث ابن ربعی سنان ابن انس عمر
ابن مجاج شمر سبکو بری حالت سے قتل کیا گیا ابراہیم علیہ الرحمۃ ہر ایک سے پوچھتے جاتے تھے
اور ان کے ساتھ وہی کام کئے جو انہوں نے کئے تھے الغرض سبکو قتل کر دیا اور سر انکے مختار کے
پاس کوفہ میں روانہ کر دیئے ہزار شتر کپڑوں کے اور ہزار شتر سونے چاندی کے ہمراہ روانہ کئے
گئے اہل شام پر فتح کامل ہوئی یہ حال کتاب اخذ الثار اور قرۃ العین امام اشفر اسپنے کے ترجمہ لکھتا ہے
اور کیفیت تاریخ روضۃ الصفا اور روضۃ الاحباب اور جلا العیون سے اور رسالہ تیغ نما میں یہ
بڑا بھاری جنگ لکھا ہے یہ واقعہ ۶۷ھ ہجری کا ہے ابو الفطیل عامر ابن واثلہ سے منقول ہے
کہ تمام سرہائے منافقین دروازہ کوفہ پر لٹکائے گئے۔ اور اوپر پڑا تھا عبداللہ
ابن زیاد کے سر کی سوراخوں سے ایک مار آتا جاتا ہے بچشم دید عامر مذکور کا بیان ہے
مختار نے سجدہ شکر ادا کیا۔ محمدؐ ابن جریر طبری لکھتے ہیں کہ مختار نے حکم دیا قاتلان
امام مظلوم کی کل تلاش کرو۔ جب تک ان کو قتل نہ کروں مجھ کو آرام نہیں ہے۔
اول وہ ملعون پکڑے گئے۔ جنہوں نے بذریعہ اسپان امام پر بے ادبی کی تھی مختار
نے زمین پر لٹ کر ہاتھ پاؤں میں لوہے کے کیلیں جڑا دیں اور کہا ان پر بھی گھوڑے
دوڑائے جاویں۔ پس گھوڑیوں سے کچل ڈالا پھر آگ میں ان کو جلا دیا گیا صاحب ناسخ

التواریخ کی تحقیق میں لاشِ امام پر گھوڑے دوڑانے والے یہ تھے۔ اسحاق ابن حویہ اخنس ابن مرثد عمر ابن صبیح رجاع ابن منقذ سالم ابن حنفتہ الجعفی صالح ابن وہب جمعی واعظ ابن ناعم ہانی ابن شبیب الحضرمی اسید ابن مالک اور مالک ابن بشر خولی ابن یزید اصبحی ان کے سر کاٹ کر آگ میں جلوا دیئے حکیم ابن طفیل پر تیر اندازی کر کے مار جلایا یہ حضرت عباسؑ کا قاتل تھا شاہزادہ علیؑ اکبر کا قاتل قرہ ابن منقذ عبدی ابن زبیر سے بھاگ کر جاملا اور زید ابن آقاد کو قتل کیا جلایا سنان ابن انس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر ریگ میں جیتا ڈالا عبداللہ ابن عقبہ غنوی اور حرملہ ابن کاہل اسدی کو مختار نے پکڑ کر ہاتھ پاؤں کاٹے اور آگ میں جلا دیا اور عبداللہ ابن عروہ ابن زبیر سے جاملا عمر ابن صبیح صیدادی کو پکڑ کر تیروں سے مارا محمدؐ ابن اشعث لعین مصعب ابن زبیر سے جاملا اور قادسیہ سے عبداللہ ابن اسید جنے مالک ابن نشیم بدلے حمل ابن مالک محاربی ان کو گرفتار کرلائے ان کا بھی وہی حال ہوا جو حرملہ کا ہوا اور بجدل بن سلیم کلبی رقاد بن مالک عمر بن خالد عبدالرحمان بن قیس خولانی ان سب کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر جہنم واصل کیا۔

ابراہیم ابن مالک اشتر اور مختار علیہ الرحمۃ کو خدا جزا دیوے اور اپنی رحمت ابدی میں ہمیشہ نازل فرماوے محمدؐ حنفیہؒ اور امام زین العابدین نے سجدہ شکر ادا کیا جب سر مخالفین کے دیکھے عبداللہ ابن زبیر نے محمدؐ حنفیہ کو دو ماہ کامل قید رکھا کہ میری بیعت کرو۔ ورنہ قتل کئے جاؤ گے حضرت محمدؐ حنفیہ نے مختار کو کوفہ میں لکھا اسکی فوج نے آکر قید سے چھوڑا دیا عبداللہ ابن زبیر کو خاندان ہاشمیہ سے تو دغرض ابتدا سے چلے آتے تھے۔ محبت اہلبیت کی ان کے محمدؐ حنفیہ کی قید سے ظاہر ہے یہ بھی پیشوا اسئے امت ہیں۔ روضۃ الصفا جلد سوئم صفحہ ۱۹۱۔

امام شعبی مختار کی باری میں بچشم دید اپنی زبانی بیان کرتے ہیں وہ کون ہے جو ان کی اسناد پر اعتقاد نہ کریگا اور مختار کے امور کو تائید ربانی پر مشتمل نہ سمجھے گا اب رہا اعتراض کہ امام حسینؑ کا انتقام انکے حصول دولت کا ذریعہ تھا قرین قیاس معلوم نہیں ہوتا اسوجہ کہ حکومت کے پاجانے پر بھی انکے خلوص اعتقاد میں فرق نہ آیا بخلاف انکے اور لوگوں نے بھی اگرچہ انہیں روش کو اپنا کے اشعار بنایا اور محبت اہلبیت کی آڑ پکڑ کر حصول سلطنت کی پھر وہ اپنے وعدہ کو بھول گئے اور الٹے اہلبیت پر ہاتھ صاف کیا بنی عباسیوں کی حصول دولت کا ذریعہ بھی محبت

اہلبیت کی تھی۔ انہیں کے انتقام کا سبز باغ دکھلا کر بلاد اسلامیہ کو اپنا مطیع بنایا۔ اور تخت
پر قدم دھرتے ہی اہلبیت کی استیصال کے فکر بڑے اور ظلم کے ہاتھ صاف کئے گئے اہلبیت
عظام کا جزیرہ نمائی عرب میں رہنا دشوار ہوا لاکھوں سادات کی جانیں ضائع کی گئیں وہ تمام
تاریخوں میں درج نہیں اور مختار علیہ رحمۃ کی خدمات پر تمام اہلبیت شکریہ اظہار فرماتے ہیں۔
عمر ابن علیؑ روایت کرتے ہیں کہ مختار نے بیس ہزار اشرفیاں امام زین العابدین کی خدمت میں بھیجی تھیں
اور اولاد عقیل کے مکانات تعمیر کرائی تھی ۔

صاحب جلاالعیون فرماتے ہیں آپ نے فرمایا امیر مختار خدا رحمت نازل کرے زید ابن علیؑ
ابن الحسینؑ کی والدہ صاحبہ کو بھی مختار نے چھ سو اشرفی سے خرید کر بخدمت امام زین العابدین میں بھیجا تھا
کتاب شہید اسلام صفحہ ۱۸۱ ۔
مختار علیہ رحمتہ بڑی مدح کے مستحق ہیں اور قابل تعریف ہیں شہید اسلام صفحہ ۲۲۶ صاحب جلاالعیون
کا بیان ہے کہ ایک دن امام زین العابدین مختار کے خروج کا حال اصحاب سے فرمارہے تھے۔
اصحاب نے عرض کی خروج انکا کب ہوگا آپنے فرمایا دوسرے سال شمر لعین اور ابن زیاد اور عمر سعد کا سر
ہمارے پاس بھیجیگا۔ جب ہم چاشت تناول کرتے ہونگے وہ دن آیا وقت طعام کھانے کا تھا سر
لعینوں کے سر امام کے قریب لائے گئے اور آپ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ الحمد للہ اکثر لوگوں کو
امیر مختار کی نسبت لامعلوم ہے اور اقوال آئمہ طاہرین میں مدح مختار کی وارد ہے شہید اسلام
جلد عاشر اور بحار الانوار ملا محمدؑ باقر مجلسی اور علامہ سبط ابن جوزی اور روضۃ الصفا اور امام شعبی
انکو ناصر اہلبیت کا لکھتے ہیں آخر حال مختار کا بعد دو سال کے عروج کو منتزل ہوا اہل کوفہ سازش
محمدؑ ابن اشعث سے مختار کے دشمن ہوگئے۔ اور عبداللہ ابن زبیر کے طرفدار بن گئے۔ اور ان کی
اور جنگ شدید ہوئی لیکن مختار علیہ رحمتہ درجہ شہادت پر فائز ہوگئے مصعب ابن زبیر نے
سر مبارک عبداللہ ابن زبیر کے پاس روانہ کیا مختار کے بعد مصعب ابن زبیر کا ملک عراق پر قبضہ
ہوگیا تو عبدالملک بن مروان نے عراق پر فوج جرار روانہ کی مصعب کے مقابلہ ہر دو میں
جنگ شدید واقع ہوئی لیکن مصعب ابن زبیر کو شکست فاش ہوئی عراق فتح کرکے یہ فوج حجاز پر
گئی افسر انکا حجاج ابن یوسفؒ تھا یہ حجاج جسکے ظلم کے بیان میں کارنامے سیاہ ہوئے ہیں حجاج جب حجاز
میں پہنچا۔ عبداللہ ابن زبیر نے اسکا مقابلہ کیا مگر کامیاب نہیں ہوا آخر عبداللہ ابن زبیر قتل ہوگئے اور سر
انکا شام عبدالملک کو روانہ کیا گیا۔ اور جسم دار پر لٹکایا گیا عبدالملک نے اس صلہ میں حجاج کو عراق کا حاکم

مقرر کیا اس نے امارت کوفہ پر بیٹھتے ہی حکم دیدیا کہ حضرت علیؑ کے فتویٰ کے مطابق کوئی شرعی تصفیہ نہ کرے مروج الذہب مسعودی میں یہ درج ہے سعید ابن جبیر اصحاب رسول اللہ اور حضرت قنبر غلام حضرت علیؑ حجاج نے انکو بھی قتل کیا قنبر رضی اللہ کو جناب امیرؑ نے فرمایا ہوا تھا کہ حجاج تمکو مثل گوسفندان قتل کرے گا۔ تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ حجاج نے ایک لاکھ بیس ہزار مسلمانوں کو ناحق قتل کیا اور پچاس ہزار مرد عورت کو دام الحیات قید رکھا یہ سب وہ تھے جو محبت اہلبیت رکھتے تھے۔ چنانچہ انکے قتل کا اقرار خود حجاج نے کیا ہے تاریخ روضۃ الصفا کی اصلی عبارت سے ظاہر ہے روزی حجاج بر خالد ابن یزید ابن معاویہ برگذشت مروی کہ حجاج را نے شناخت از خالد پرسید کہ این کیست خالد گفت بخ بخ این مرعمر عاص است حجاج این سخن شنیدہ پیش خالد آمدہ گفت بخدا راضی نیستم کہ پسر عاص باشم من پسر مشایخ ثقیف وضاوید قریشم و من کسم کہ صد ہزار کس را بجہت ابن معنے کہ پدر یزید را بشرب خمر و نفاق نسبت مے کردند کشتہ ام روضۃ الصفا جلد سویم مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۲۸ آخر حجاج مرگیا خلیفہ عمر ابن عبدالعزیزؓ نے کہا ہے کہ اگر حشر کو امت محمدیؐ سے ظالم ترین لیا جائیگا۔ تو وہ حجاج ابن یوسف ہوگا۔ ۹۴ سنہ ہجری میں حجاج مرا ہے پندرہ برس عبدالملک کا مرید رہا ہے اور پانچ برس ولید ابن عبدالملک کا۔

حضرت امام زین العابدین کی خانہ نشینی ان کے اباے طاہرین کی مقدس سیرت کا نمونہ تھے اور دوستان اہلبیت سے اگر شیعہ کہے یا محبت اہلبیت کا ذکر کرے فوراً قتل کیا جاتا تھا مذہب پوشیدہ رکھا گیا جب حضرت امام حسینؑ کی شہادت ہوئی تقیہ کیا گیا اور عبدالملک کا زمانہ ایسا سخت آیا تھا کہ حکم تھا کہ لوگ بغض جناب اہلبیت کو اپنا تقویٰ اختیار کریں۔ بغیر اس کے ان کا تقویٰ اور عبادت نہ ہوگی۔ کتاب غارات میں ابوالحسنؒ نے صحیح مسلم کتاب الفتن سے نقل کیا ہے۔

جناب امام زین العابدینؑ واپسی مدینہ کے ۶۲ سنہ ہجری سے تینتیس ۳۳ برس کامل خانہ نشین رہے اور عبادت الٰہی میں مصروف ہوکر دن کاٹے اور واقعات کربلا معلی یاد کرتے اور روتے تھے ایکمرتبہ خادموں نے پوچھا کبھی رونا آپ کا بند بھی ہوگا آپ نے فرمایا حضرت یعقوب کا ایک پسر زندہ غائب ہوا تھا ایسے روئے نابینا ہوگئے اور میں تو اپنے سب عزیزوں سے جدا ہو گیا ہوں اور میرے سامنے انکے سر کاٹ لئے گئے پس رونا کیونکر کم ہو سکتا ہے ترجمہ صواعق محرقہ امام زہیری کہتے ہیں ایکدفعہ حکم عبدالملک سے عالموں نے دیگر بار امام زین العابدینؑ کو طوق زنجیر ڈالکر قید کیا۔

امام زہری کہتے ہیں جب عبدالملک کے حکم سے امام زین العابدین دوبارہ طوق زنجیر میں گرفتار کئے گئے

اور میں عالموں سے اجازت لیکر امام کے ملنے کو گیا حال دیکھکر میں رونے لگا اور عرض کی میں آپکو اس حال سے نہ دیکھتا امام نے فرمایا اے زہری میں چاہوں تو قید سے چھوٹ جاؤں بندگان خدا کو کوئی قید کر نہیں سکتا ہے یہ فرماکر پاؤں اپنے بیڑیوں سے نکال لئے اور فرمایا ہم دو منزل اس کے ساتھ ہیں میں نے عبدالملک سے جاکر یہ قصہ بیان کیا کہ بعد چار دن کے نوکر حاکم عبدالملک کے مدینہ واپس آئے مجھ کو حیرت ہوئی عبدالملک نے کہا آپ میرے پاس تشریف لائے تھے اور فرمایا تھا کہ تو ہم کو کیوں تکلیف دیتا ہے میں نے عرض کی اس جگہ آپ اقامت فرمائیں انکار کیا اور چلے گئے میں بہت ہراساں ہوا +

صواعق محرقہ میں امام زہری راوی حدیث کہتے ہیں اسکے بعد عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ نبی عبدالمطلب کے خون سے درگذر۔ اور یہ امر کرامت کی کسی سے ذکر نہ کر امام زین العابدین نے عبدالملک کو لکھا کہ حجاجکو ایسا خفیہ لکھا پس جب ہم نے خط کو پڑھا اور عبدالملک کے خط سے ملایا تو موافق پایا۔ اسوقت آپ کی کرامات کا مجھ کو اعتقاد ہو گیا یہ واقعہ عام مشہور ہے روضتہ الا حباب روضتہ الصفا کامل ابن الاثیر مورخین کے علاوہ محدثین کی جماعت کثیر نے بھی لکھا ہے +

تذکرہ خواص الائمہ صواعق محرقہ نزہتہ المجالس فصل الخطاب شواہد النبوت بحار الانوار ینابیع المودت لسان الواعظین جلا العیون میں درج ہے آئمہ طاہرین کے لاکھ معجزات ہیں اگر بیان ہوں تو لوگ اعتراض کرتے ہیں اور جو لوگ اپنی طرف سے ولی بنائے گئے ہیں ان کی کرامت کا کبھی کوئی شخص اعتراض نہیں کرتا +

امام جلال الدین سیوطی اپنے اس رسالہ میں جو ہر صدی کی مجدد کی تحقیق میں تحریر کرتے ہیں کہ اگر محمد صلی اللہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوتا تو امام غزالی ہوتا اسیطرح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی تفہیمات اللہ میں اپنے والد کی نبوت اور اسکی فضیلت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ خواب میں ایک کاغذ ایک طائر لایا جس میں سنہری حروف لکھتے تھے کہ اگر نبی کے بعد نبوت ہوتی تو یہانتک منصب نبوت کی ارزانی کر دی گئی افسوس صد افسوس علمائے اہلبیت کے دائرہ میں کوئی فرد واحد ان لغویات کا قائل نہیں نظر آیا سوائے اس مقدس طبقہ عالم علم ربانی واقف رموز سبحانی کے ایک دن محمد حنفیہ نے امام زین العابدینؑ سے کہا امام امت ہمارا حق ہے امام نے فرمایا اسکا تصفیہ ضروری ہے منصف حجر اسود سے کر لیں جاکر حجر الاسود نے فرمایا اس امر کا فیصلہ تیرے ہاتھ ہے بحکم رب العزت بزبان فصیح گویا ہوا اے محمد حنفیہ امامت حق امام زین العابدین کا ہے آپکو انکا اتباع جائز ہے ترجمہ شواہد النبوت اور عمدۃ الطالب صفحہ ۱۴۴ +

وفات امام زین العابدین کی ۱۸ تاریخ ماہ محرم ۹۵ھ ہجری ولید بن عبدالملک نے آپ کو زہر دلوایا تھا چنانچہ علامہ سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الائمہ میں لکھتے ہیں اور سن شریف آپ کا ستاون سال کا تھا اور فصول المہمہ ابن صباغ مالکی صواعق محرقہ میں امام زہری سب کا بیان ہے کہ ولید ابن الملک نے زہر دلوایا ہے اور مدفون جنت البقیع ہوئے جس گروہ مقدس کو جناب باریتعالی نے تمام معائب سے پاک پاکیزہ فرماکر خلعت عصمت و طہارت پہنایا وہ یہی تھا امام کا صحیفہ کاملہ زبور اہلبیت بھی اسکو کہتے ہیں علمائے فریقین نے زبور آل محمدؐ سے مخاطب کیا ہے آپکی جمعیت اور استعداد کے علاوہ آپکے علوم معرفت اور ترک خلائق تزکیہ نفس الخالئی قلب اور خضوع اور خشوع اور زہد رح غرض تمام محاسن کا پورا پتہ ملتا ہے چنانچہ حافظ ابو نعیم حلیۃ اولیا میں لکھتے ہیں کہ ہشام بن عبدالملک حج کو آیا بوجہ کثرت مردم اسکو راستہ نہ ملا اتنے میں امام زین العابدین تشریف لائے تو راستہ کشادہ ہوگیا آپ نے حجر کا بوسہ لیا ہشام نے لوگوں سے پوچھا یہ کون بزرگ ہے میں نہیں جانتا ابو الفراس فرزدق شاعر موجود تھا کہنے لگا میں انکو جانتا ہوں یہ وہ ہے جسکے قدم کی جگہ کو کعبہ پہچانتا ہے اور خانہ کعبہ اور حل و حرم جانتے ہیں یہ خدا کے تمام بندوں سے افضل کا بیٹا ہے یہ پاک پاکیزہ پرہیزگار ہے جب قریش انکو دیکھتے ہیں انکا دیکھنے والا کہتا ہے اسکی جوانمردی پر کرم کا خاتمہ ہے شرف کی بلندی پر اسیطرح چڑھا ہے کہ قاصر ہوگئے ہیں اسکے حاصل کرنیوالے عرب عجم کے مسلمان نزدیک ہے کہ اس کے ہاتھ کو پہچان کر پکڑ لے کعبہ کی دیوار کا رکن یعنی حجرالاسود جب وہ چومنے کو آئے اسکے ہاتھ میں بید مشک ہے جسکی بو نہایت شوخ ہے اس خوشجمال کے ہاتھ میں ہے جسکے ناک میں بلندی ہے وہ حیا سے نگاہ نیچے رکھتا ہے اور اس کے سامنے خوف سے آدمی نیچے رکھتا ہے اسکے سامنے بات نہیں کیجاتی مگر جب کہ وہ خود ہنستا ہے اسکی پیشانی کے نور سے ہدایت کا نور چمکتا ہے مثل آفتاب کے اسکے نور سے تاریکی پھٹ جاتی ہے اسکے بعد کے سامنے انبیاء کی عقل فرمانبرداری کرتی ہے اور اسکی امت کے سامنے تمام امتیں باقی ہیں اسکے وجود کی کوپل جناب رسول اللہ کی شجر وجود سے ہے اس عناصر جسمیہ اور خوخصلت سب پاکیزہ پیدا ہوئے ہیں اگر تو اس سے واقف نہیں ہے تو یہ حضرت کی بیٹی فاطمہؓ کا فرزند ہے اسکا جد امجد حضرت خاتم الانبیاء ہے خدا نے ازل سے اسکو شرف بزرگی عطا کی ہے اس کی شرف بزرگی کے لئے قلم کو لوح پر چلایا ہے جب اس کو غصہ میں لائے تو اس سے شیر کا سامنا آسان ہے اس کی خشکی

کے وقت موت آجانی بہتر ہے تیرا یہ کہنا کہ یہ کون ہے تمام عرب عجم پہچانتا ہے فوقی
کس شخص کا انکار کیا اسکے دونوں ہاتھ فریادرس خلق ہیں ان سے خلقت فیض کی طالب ہے
افلاس انبر وارد نہیں ہے وہ نہائت نرم مزاج ہے اسکے خشم سے ڈر آتا ہے *
اس کی ذات حسن خلق خوشنودی سے آراستہ ہے مومنوں کی بوجھ کا وہ اٹھانیوالا ہے درآں
حالتکہ قرض سے وہ زیر بار ہو جاوے وہ نہایت شیرین شمائیل ہے پاس سب نعمتیں خیر یں
تر ہیں کبھی اسنے بجز وقت تشہد کی لا نہیں کہا مگر تشہد نہ ہوگا تو اسکا لا ہے وعدہ کا خلاف نہیں
کرتا یہ مبارک نفس والا ہے مہمانوں کے لئے اسکا گھر کا صحن وسیع ہو جاتا ہے اسنے احسان کیساتھ خلق
کو گھیر لیا ہے پس دور ہو گیا خلق سے رنج اور گدائی افلاس یہ اس گروہ سے ہے کہ محبت دین ہے
اور بغض کفر اور قرب نجات اور پرہیزگاروں کا امام ہے جہاں پر پہنچے ہیں وہاں پر کوئی نہیں پہنچا
اگر سخاوت کرنیوالے ہوں جنکی تو بہ برستے ابر ہیں انکا ذکر خدا کا ذکر ہے سخاوت ان کی عادت ہی
انکے ہاتھ بخشش میں فراخ ہیں وہ کون لوگ ہیں جو ان کے غلاموں میں شمار ہیں جو شخص خدا کو
پہچانتا ہے وہ انکو پیشوا جانتا ہے اور دین انکے گھر سے امتوں نے پایا ہے ہشام کو سنکر غصہ آیا
اور کہنے لگا تو ہمارے دشمنوں کی مدح کرتا ہے یہ قصیدہ فرزدق شاعر کا مختصر لکھا گیا ہے ہشام نے
اسکو گرفتار کرا دیا امام نے بارہ ہزار درہم دیکر قید سے رہا کرا دیا بحوالا تاریخ امام زین العابدین مولفہ
سید اولاد حیدر بلگرامی سے ہے بحوالہ کتاب لواعج الاحزان میں لکھا ہے *

کہ امام زین العابدین کے والد بزرگوار حضرت امام حسینؑ ابن علیؑ ابن ابیطالب تھے اور والدہ
ماجدہ بی بی شہربانو بنت یزدجرد بن شہریار کقیں اور ولادت آنجناب کا روز پنجشنبہ ہے۔
پانزدہم ماہ شعبان ۳۸ھ ہجری در مدینہ بادشاہ وقت حضرت علیؑ عدد ازواج ۲۳ غیر از
کنیزاں عدد اولاد پانزدہ مدت عمر پنجاہ و ہفت سال مدت امامت سی و سہ سال روز وفات
دوشنبہ تاریخ نسبدت پنج ماہ محرم الحرام ۹۵ھ ہجری سبب وفات زہر دادن ولید ابن عبدالملک
در مدینہ بادشاہ وقت ولید بن عبدالملک بن مروان موقع قبر جنت البقیہ نزد امام حسنؑ عقاب
آنجناب آپ کے گیاراں پسر اس کتاب میں لکھے ہیں اسماء فرزندان یہ ہیں۔ امام محمدؑ باقر
و سلمان و ابراہیم و عبدالرحمان و عمر و علیؑ النطش و زید شہید و عبداللہ طاہر و حسنؑ و حسینؑ
اکبر و حسین اصغر اور تحفۃ الانساب صفحہ ۱۴۳ میں لکھا ہے کہ آپ کے چھ فرزند تھے۔ امام
محمدؑ باقر پانچویں امام ہیں اور انکی نسل سے سات امام ہمام ہوئے محمدؑ مہدی تک ہوئے

لکھا ہے کہ امام محمدؑ باقر اور عبداللہ باہر یا طاہر انکی ماں فاطمہؑ کنیت ام عبداللہ بیٹے ہیں حضرت امام حسنؑ سبط رسول اللہ کی اور زید شہید اور عمر اشرف انکی ماں دختر امیر مختار بن عبید الثقفی تھیں اور حسینؑ اصغر اور علیؑ اصغران دونوں کی ماں ام والد تھیں عقب اول امام محمدؑ باقر عقب دوئم عبداللہ طاہر کی اولاد ہند میں خواجہ امین الدین دکھنی از نسل خواجہ جہدی و اماد نظام الملک گذرے ہیں عقب سوئم زید شہید کے بہت شاگرد و خلیفہ تھے اور کمالات نفسانی اور مجاہدات روحانی سے مستغنی اور فضل و شجاعت اس بزرگوار کی مشہور اور کتابوں میں مرقوم ہیں دربارہ آپ کے رسول خداؐ نے فرمایا کہ ایک فرزند میری ذریت سے قایم ہوگا شہید ہوگا اور سولی پر کھینچا جائیگا وہ امام مجاہدین ہے روز قیامت کو وہ اور اس کے اصحاب اسی حال سے بارگاہ منتقم حقیقی میں آوینگے اور فرشتے اسکو بشارت بہشت دینگے ہشام بن عبدالملک کے ظلم سے کوفیاں بر وعاے جو اپنے کو شیعہ کہتے تھے اور دراصل دشمن اہلبیت تھے اور حضرت علیؑ اور حسینؑ کے ساتھ جو معاملہ کیا اظہر من الشمس و کتب تواریخ میں مذکور ہے پس انہوں نے خروج کرنا چاہا اگیس نہ رکھتے تھے اور یہ فکر کیا کہ امر معروف واجب ہے اور ظلم بنی امیہ خلق سے اٹھانا فرض ہے اگر ہم خروج سے سکوت کریں تو کافر ہو جاویں اور غرض یہ تھی کہ بقیہ اہلبیت رسول خداؐ کا خاتمہ کرادیں اور اکثر شیعوں کو لیکر زید کے پاس آئے اور اسقدر الحاح کیا کہ زید آمادہ ہوگی اور تاریخ امام زین العابدین میں لکھا ہے کہ زید ابن علیؑ ابن الحسینؑ کو کوفہ کے لوگوں نے لکھا کہ آپ خروج بنی امیہ پر کریں زید وہ نوشتہ لیکر اپنے بھائی امام محمدؑ باقر کے پاس لیگئے وہ خط امام محمدؑ باقر نے دیکھکر فرمایا کہ حسینؑ کے بعد امام حسنؑ عسکری تک صبر و تقیہ پر مامور ہیں اے بھائی زید یہ تمہیں بیوقوف نہ بنادیں یہ اپنی خود رائے طلب دنیا کی غرض سے کرتے ہیں حکم خدا کا نہیں تم حکم خدا سبقت کرتے ہو نکرو زید کو طیش آیا انکا ایما یہ تھا کہ تم امام نہیں ہو بلکہ ہم امام ہیں امام نے فرمایا بھائی ان صفات کو اپنے میں پاتے ہو جو خواص امام میں داخل ہیں امام تو روئے زمین کا ہوتا ہے آخر جا کر کوفہ میں شہید ہوگئے بحوالہ تاریخ امام زین العابدینؑ مولفہ سید اولاد حیدر بلگرامی فوق*

اور حضرت زید نے خروج کیا بیس ہزار پیادوں نے آپ سے بیعت کی پھر اکثروں نے بیعت شکنی کی حتی کہ سر ستھ نفر صرف باقی رہے کوفیوں کی بیوفائی سے آپکو بہت حسرت ہوئی چونکہ مخالفان کثیر تھے اور مخالفان قلیل آخر کار بعد شہادت مذکورہ کی حضرت زید نے خود بنفس نفیس مقاتلہ عظیم کیا

ایک تیر پیشانی پر لگا زمین پر گرے ایک خادم آپکو اٹھالے گیا پس روح مطہر ریاض خلد کو پرواز کر گئی۔ ملازمین نے پوشیدہ قبر کھودی اور دفن کر دیا بخوف نشان قبر نہ بنایا اور پانی اُدہر جاری کر دیا یوسف ثقفی نے بہت تلاش کی جو حاکم کوفہ تھا سراغ نہ پایا آخر غلامان زید کو زدو کوب کیا بخوف جان ایک نے پتہ بتلا دیا اس نے قبر کھود واکر شہید کیا اور سر مبارک ہشام کے پاس روانہ کیا اور جسم پاک کو درعمارہ پر لٹکایا برہنہ حکم آلہی سے انکی عورتوں پر جالا تانا اور آدمیوں کی نظروں سے پوشیدہ کیا بعدہٗ یوسف نے بدن کو سولی دیا پھر جلایا اور خاک کو فرات میں ڈالا تب سے وہی لوگ اہل کوفہ انکو امام کہنے لگے اور وہ گروہ اور ان کی اولاد زیدیہ کہلائی آپ کے چار بیٹے تھے۔ یحییٰ حسینؑ ذوالدمعہ عیسےٰ موتم الاشبال محمدؐ نجیر یحییٰ الشہید کی اور سب معقب ہوئے حسینؑ ذوالدمعہ کی ماں محتنہ دختر ابو محمدؐ عبداللہ بن محمدؐ بن عقیل بن ابیطالب انکے تین بیٹے متولد ہوئے محدث حسینؑ اباعبداللہ علی تعلیہ رسول اللہ حسینؑ ذوالدمعہ اپنے باپ کی شہادت کیوقت ہفت سالہ تھے انکو امام جعفر صادق نے پرورش کیا اور علوم ظاہری باطنی سکھلایا انکی تالیفات و تصنیفات بہت ہیں اور شاگرد اصحاب بہت تھے یحییٰ محدث بن حسینؑ ذوالدمعہ انکی ماں ملیکہ دختر داؤد بن حسن مثنیٰ ابن امام حسنؑ ہیں انکے سات فرزند ہوئے ان میں سے ایک حسینؑ فقیہ ہیں جنکی اولاد سے سید کمال الدین ترمذی وارد ہند قصبہ کھتیل میں سکونت پذیر ہوئے انکی اولاد کا ذکر عقب میں ہوگا حسینؑ فقیہ کے دوسرے بھائیوں کی اولاد میں وارد ہند سید محمدؐ سروردی سکنہ رہوی علاقہ بہار و سید محمدؐ گیسو دراز گلبرگہ دکھن و سید محمدؐ پیر دمڑیا عظیم آبادی و سید حمزہ صاحب حبس دوم سکنہ سنگدیپ اولاد ابوالفرج عریضی بحوالہ تحفۃ الانساب سید ابوالفرج عریضی انکی اولاد اولاد سید حمزہ انکی اولاد سے سید حامد مورث سادات بہیڑا ہیں اور انکی نسل سے دہر داور فتح پوری اور کھٹھے پرگنہ سہوہ ضلع فتحپور اور کاوسی اور مسہو کی اور کالنجر اور بردرکوٹ اور کوٹلہ اور دلمؤمن مضاف اللہ آباد میں اور سادات بریلی قسمت روہیلکنڈ اور سادات داؤد نگر ضلع گیا اطاطہ بنگال اسی خاندان سے ہیں اور سید نورالدین مبارک و سید فخرالدین یہ اولاد سید تاج دین محمدؐ سے ہیں اور نسل سید ابوالفرج واسطے سے انکی اولاد ملقب و سادات بارہا ہے اسمیں سادات کنڈوی جانسٹھی و میران پور وکلا کھٹھے و جہالے وکلیہ پرگنہ سکندرہ ضلع آلہ باد +

بروالی ججھڑی۔ جھابری ننھن پوری گندپوری بڈی گلاوٹی ضلع میرٹھ اور مظفر آباد متصل جونپور دیالگرام و سراوان و سادات رسولدار عقب چہارم عمر اشرف آپکی اولاد شاہجہانپور کی قریب

قصبہ نیا گاؤں میں پائی جاتی ہے اور اس خاندان میں عقد بیوہ گاں جاری ہے عقب پنجم حسینؒ اصغر کی اولاد میں سید احمد تختہ کی نسل سے سید احمد زاہد مدفون سوانہ متصل لاہور وارد ہند ہیں آپکی اولاد امجاد میں سادات داعی پورہ بعض شاخ باگرام اور سادات سانڈی وپالی وغیرہ سادات گڑہی علی پور چورہ و بعض شاخ کالپی اور سادات شاہپور دہپورہ اور ستایا اور غازی پور اور سادات سرائے میر اور سادات قصبہ بوندری ضلع کرنال ہیں اور اولاد سید حسینؒ اصغر سے سادات چلگانہ ضلع سہانپور اور سادات پنڈہ دوری ضلع بجنور اور سادات ملقب بمرعشیہ سید قوم الدین خان پدر امیر صف شکن خان وارد دہلی ہیں و قاضی نور اللہ ستری شہید ثالث مدفون آگرہ ہیں +

ذکر سید کمال کھیتلی ترمذی علیہ الرحمۃ

بدانکہ سید السادات عالی درجات میر سید کمال الدین ترمذی بن سید عثمان بن سید ابو بکر بن سید عبد اللہ بن سید محمدؒ طاہر بن سید ابو طاہر بن سید عبد اللہ ثانی بن سید علیؒ زید بن سید علیؒ ظفری بن سید احمد محدث بن سید عمر الاعلی بن سید یحییٰ محدث بن سید حسینؒ ذوالدمعہ بن سید ابو الحسنؒ زید شہید بن حضرت امام زین العابدین بن امام حسینؒ پس واضح ہو کہ سید کمال الدین ترمذی نے دعوت اسلام کی آغاز ۵۸۸ ہجریہ میں متوجہ خطہ ہندوستان ہوئے اور قصبہ کھیتل میں پونچکر بمقام سیلہ گڈ استقامت کیا اور ہزار آدمیونکو مشرف بہ اسلام فرمایا اور انکے سرداروںکے نام ہنوز حصار سیلہ گڈ زبان زد خلق اور دیوار حصار پر مرقوم ہیں ایکدن سید صاحب تالاب آنبرکا پر تماشا قدرت صانع حقیقی کے محبوس تھے ناگاہ دختر راجہ پہتورہ مسماۃ انبرکا دیوی معہ کنیزکان برائے غسل تالاب پر پونچی دیکھا تو ایک شخص قیام پذیر ہے آپکے اٹھا دینے کی خواہش کی قدرت ایزدی اسکی زبان گونگی ہو گئی اور امباتکا شہرہ ہوا پس ملازموں نے یہ ماجرہ قلمبند کر کے بحضور راجہ التماس کیا وہاں سے فرمان نافذ ہوا آنجناب دربار دہلی میں طلب کئے گئے جب رونق افروز ہوئے اور آپکی سیادت اور وطن سے راجہ آگاہ ہوا تو کہا ہمارے شاستر میں مرقوم ہے کہ وجود سید پر آتش حرام ہے اگر آپکا اذن ہو امتحان کیا جائے سید صاحب نے فرمایا اللہ تعالیٰ رحیم کریم ہے راجہ نے انبار آتش روشن کر کے حضرت کو اس میں بیٹھایا بحکم قادر قدیر بفضل پنجتن پاک برکت آئمہ اثنا عشر وہ نار گلنار ہو گئی آپ کے جسم پر اثر نہ ہوا۔ ارکان دولت نے جناب کو مطمئن بیٹھا دیکھا راجہ کو خبر دی وہ اس مشاہدہ سے منفعل ہو کر

عفو جرایم میں معذرت کی اور کہا آپ جہاں چاہیں قیام فرماویں سید نے فرمایا فقیر کو سایا اس درخت کا پسند ہے پس راجہ نے معافی موضع ہیہانہ کا کہ کتیل سے جانب دکھن فاصلہ تین فرسخ پر واقع مزین کر کے خود باعزاز اکرام جانب کھتیں روانہ کیا اور اپنی دختر کو لکھا کہ یہ بزرگ جناب الٰہی سے قربت رکھتا ہے بدل وجان خدمت میں مصروف رہیں یہ تعمیل حکم پدر وہ دختر ہر یوم خدمت سید ابرار میں حاضر ہو کر فیضون سے مالامال ہوتی تھی۔ اور باطناً اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس دختر نیک اختر کا مزار آبادی دہلی دیرینہ میں متصل خانقاہ خواجہ بختیار کاکی روشن ہے بحوالہ تحفۃ الانساب صفحہ

میر سید کمال الدین لشوق ملاقات اپنے والد بزرگوار وطن مالوفہ کو تشریف لیگئے دوسری مرتبہ بغرض دعوات اسلام معہ خلف الرشید سید ملک ابراہیم قصد دیار ہند کا فرمایا آپکے رفاقت میں چند لوگوں نے ترک وطن کیا اسے ایام میں سلطان شہاب الدین غوری بمعہ لشکر جرار آپ سے راہ میں آکر ملاقی ہوا۔ اور فرمایا کہ بے سامان ہند میں جانا ملال سے خالی نہیں ہے آپ نے فرمایا تائید ایزدی کافی ہے۔ آخر سلطان موصوف عازم جہاز ہند ہو گیا بضرورت آپکو وطن قیام کرنا پڑا اور اپنے فرزند سید ابراہیم کو ہمراہ کیا اور فتحیابی کی دعا مانگی سلطان نے نشان سید ابراہیم کہ تفویض کیا اور قلعہ ہانسے کیطرف متوجہ ہوئے اور مثل نیئر گرسنہ نعرہ حیدری کر کے حملہ کیا جنگ شدید واقعہ ہوئی تھوڑے دنوں کے محاصرہ میں مشرکین عاجز ہو کر خدمت بادشاہ میں حاضر ہوئے۔ مگر سید ابراہیم مقابلہ میں شہادت پا گئے مزار سید نامدار اندر قلعہ یورپ دکھن کے گوشہ پر مثل آفتاب کے روشن ہے آپ کی خانقاہ ملقب بہ نشانچی مشہور ہے اس واقعہ کے چند یوم بعد طلب سلطان شہاب الدین غوری شہر ترمذی سے بغرض استقامت معہ قبائل منازل طے کر کے قصبہ کھتیل ضلع کرنال میں متوطن فرمایا بادشاہ آپ کی تشریف آوری کی خبر سنکر نہائت مسرور ہوا اور تمام قصبہ مذکور میں آباد ہوئے مورخین نے لکھا ہے کہ آپکی توجہ سے ایک ہزار آدمی مشرف بہ اسلام ہوا ہے۔

اور فرزندان اس جناب کے قلعہ کے اندرون حصار منور و آباد ہیں۔ باقی آٹھ فرزندونکو اپنی حین حیات میں رخصت کیا اور خود میں ۴ رجب سنہ ۶۱۹ ہجری کو شربت شہادت نوش فرمایا اور ملک بقا کو راہی ہوئے۔ تاریخ وفات۔ ع

وفات یافتہ سید کمال روز جہاد
بباغ جنت داخل شدہ بسال خطی ۶۱۹

اسمائی فرزندان سید کمال الدین سید حسام الدین و سید سعید الدین و سید علیم الدین خان بہادر سید رکن الدین

خاں وسید عزیز ابن سیّد ابراہیم شہید وسیّد نظام الدین متوطن حوالی دہلی وسید جلال الدین
غازی وسید نصیر الدین فخر زمان وسید نعت الدین مرحوم حورو مدفون کفیل وسید قطب الدین
سفرور درگاہ سلطانی اقامت فرزندان سیّد کمال الدّین ترمذی سیّد حسام الدین مدفون کھنبل
انکی اولاد قصبہ کیتھل واحمد آباد وفیض آباد میں آباد ہے۔ اور سید سعید الدین پٹن کو تشریف لے
گئے تھے۔ صوبہ مدراس میں ان کی اولاد آباد ہے۔ سیّد رکن الدین نے احمد آباد گجرات ملک دکن
میں اپنا مسکن بنایا انکی اولاد وہاں آباد باقتدار موجود ہے سیّد عزیز الدین ارمگاہ سنبل
میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ انکی مزار قصبہ ہتھور میں زیارت گاہ ہے سید جلال الدین
غازی ملک روہکنڈ میں گئے۔ انکی اولاد مشرقی ہتھور قصبہ میں بکثرت آباد ہے سیّد قطب الدین
مدفون کتھل ان کی اولاد قصبہ کتھل وفیض آباد میں آباد ہے وسید نصیر الدین تے ترہٹ
متصل سلہٹ واقعہ بنگال قریب آسام انکی اولاد وہاں پر موجود ہے۔ آپ کی شاخ بنگال
عرک تک پہنچی۔ قصبہ کہگرا ضلع پرنیاں میں سکونت گزین ہوئے۔ سید جعفر خاں سیّد
قاسم علی خان بہادر جو صوبہ بنگال وبہار واوڑیسہ پر حکمران تھے۔ سید کمال الدین
کی نسل دختری سے علاقہ تھے۔ اور سادات سرداران سادات سامانہ رکھتے جو متصل
سنیت پانی پت ہے نسل سید کمال الدین ترمذی سے ہیں۔ اور سیّد علیم الدین قنوج
میں تشریف لے گئے۔ اور عہدہ جلیلہ پر ممتاز تھے۔ سید شہاب الدین قنوجی
انہیں بزرگوار کی نسل سے تھے۔ آپ کے فرزند سیّد تاج الدین انکے پسر سید سراج
ان کے دو پسر تھے۔ سید شریف الدین وسید محمد سید شریف الدین کے پوتے سید
العارفین سید علیم الدین بلاتویں بن سید ابو القاسم مورث سادات بلانواں پرگنہ
سدھور ضلع بارہ بنکی میں کثیر الاولاد ہیں۔ آپ سرکار جونپور میں منصب پنجہزاری پر سرفراز
تھے۔ آپکی اولاد بہوہ ضلع رائے بریلی وکٹوارہ ضلع کھیڑی لکھیم پور ونرولی پرگنہ
رودلی ضلع بارہ بنکی مذکور وغیرہ میں تعلقداران سند یافتہ ہیں اور خاص قصبہ بلانواں
مذکور الصدر اور اسکے حوالے بہت موضعوں میں آباد ہیں۔ سلطان نے سید علیم الدین
کو ایک لاکھ بیگہ زمین پٹہ بمہر کرکے انعام دیا جاگیر عطیہ شاہی دریا گومتی کے کنارے اپنے
تصرف میں لائے۔ انکی اولاد بسیار ہے قادر پور وسرائے سالم وسرائے میرو قصبہ
بلانوں وساندی وقرجیاں وگھرکا پھول وبورہ میں انکی اولاد امجاد آباد ہے۔ تحفۃ الانساب

سیّد نظام بن سیّد عبد المقتدر بن سید عبد الغفار بن سید شاہ ہیں سید احمد منجھلی بن سیّد عبد اللہ بن سید سید محمد بن سید سراج الدین بن سیّد تاج الدین بن سید علیم الدین بن سید کمال الدین ترمذی شہید نواح کھنبل۔

سیّد کمال الدین ثانی و سید علیم الدین ثانی بلانویں سید ابوالقاسم بن سید شرف الدین بن سید سراج الدین بن سیّد تاج الدین بن سید علیم الدین بن کمال الدین ترمذی سید علیم الدین بلانویں ثانی کے پانچ پسر تھے۔ سید طبیب و سید میراں و فضلشاہ و سیّد قبول و سید ملوک سید ملوک کے تین پسر تھے سید میرانجی و سید پیرو سید غلام مصطفیٰ انکی اولاد بسیار ہے۔ سرائے میر مصطفیٰ آباد قادر پور وغیرہ سید علیم الدین ثانی بلانویں سے اولاد آباد ہے +

نسب سادات اکبر آبادی زیدی واسطی عظیم آبادی

سیّد نظام الدین بندگی ابن سیّد ممتاز پیر دمڑیا ابن سیّد حمزہ دمڑیہ ابن سید رکن الدین دمڑیہ ابن سیّد زین العابدین عرف محمد پیر دمڑیہ واسطے ابن سید احمد واسطی دہلوی۔ ابن سید حسن دہلوی ابن سید قاسم واسطی مزار عظیم آباد ابن سید حامد واسطی۔ ابن سید محمد جعفر زیدی ابن سید مختار ابن سید احمد طاہر ابن سید ابوبکر ابن سید احمد ابن سید حسن زاہد ابن سید اسماعیل ابن سید علی ابن سیّد حسن فارس مدنی ابن سید یحییٰ ثانی ابن سید حسین ابن سید احمد ابن سید یحییٰ محدث زمانہ ابن سید حسین ابن سید زید شہید ابن امام زین العابدین علیہ السلام +

سیّد محمد سہروردی موضع رہوی علاقہ بہار سید محمد ابن سید احمد دہلوی ابن سید مجتبیٰ دہلوی ابن سیّد مصطفیٰ پشاوری ابن سید حسن ابن سید یوسف ابن سیّد حسین طوسی ابن سید عمر ابن سید عبد اللہ طوسی ابن سید اسد اللہ ابن سید علی ابن سید محسن ابن سید رحمۃ اللہ ابن سید حسین زاہد ابن سید اسماعیل ابن سید حسین فارس ابن سید یحییٰ ثانی ابن سید حسین ابن سید احمد ابن سید یحییٰ محدث ابن حسین زیدی ابن سید زید شہید ابن امام علی زین العابدین علیہ السلام۔

سلسلہ نسب سید ابو العلا نقشبندی اکبر آبادی

سید ابوالمعالی ابن سید ابوالوفا ابن سید عبدالسلام ابن سید عبدالملک ابن سید عبدالوسط ابن سید تقی الدین کرمانی ابن سید شہاب الدین محمود ابن سید عماد الدین ابن سید علی ابن سید نظام الدین ابن سید نظام الدین ابن سید شرف الدین ابن سید عزالدین ابن سید شرف الدین ابن سید مجتبیٰ ابن سید غلام جیلانی ابن سید یحییٰ ابن سید بادشاہ ابن سید حسن ابن سید محمد ابن سید علی ابن سید عبداللہ ابن سید حسین ابن سید اسماعیل ابن سید محمد ابن سید عبداللہ طاہر ابن امام علی زین العابدین علیہ السلام۔

سلسلہ نسب حضرت شاہ یحییٰ رحمۃ اللہ زیدی

سید یحییٰ ابن سید مظفر۔ ابن سید حسن ابن سید وجیہ الدین یونس ابن سید حسن زاہدی ابن سید قطب الدین تاریگہ مصطفےٰ آبادی ابن سید قاسم ابن سید عالم ابن سید مسعود ابن سید علاء الدین ابن سید محمد ناصر ہانوی ابن سید فیض اللہ ابن سید معزالدین ابن سید علی شیر جاجنیری ابن سید ابوالفتح ابراہیم ابن سید محمد فراس ابن سید القرح واسطی ابن سید محمد داؤد ابن سید محمد ابن سید عیسیٰ ابن سید ابوالحسن جنید ابن سید محمد اکبر زید ابن سید محمد منصور ابن سید عمر علی ابن سید یحییٰ محدث ابن سید حسین زیدی ابن سید زید شہید ابن امام علی زین العابدین علیہ السلام۔

سلسلہ نسب سادات زیدی موضع گھوڑیالہ والہڑ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

حکیم سید محمد عالم شاہ و سید نیک عالم شاہ پسران نواب شاہ[سلہ] بن سید محمد شاہ بن سید محمد سلیم بن سید محمد صالح بن سید حاجی عبدالکریم بن سید محمد بن سید شاہ حفیظ اللہ بن سید شاہ اسداللہ بن سید شاہ عبداللہ بن سید صوفی بن سید شاہ جعفر بن سید محمد اصغر بن سید محمد اکبر بن سید محمد گیسو دراز بن سید یوسف بن سید علی بن سید محمد بن سید یوسف بن سید حسین بن سید محمد بن سید علی بن سید حمزہ بن سید داؤد بن سید ابوالحسن زید الجندی بن سید ابی عبداللہ الحسین بن سید ابومنصور محمد الاکبر بن سید عمر اعلےٰ بن سید یحییٰ محدث بن سید حسین ذوالدمعہ بن سید زید شہید بن سید امام علی زین العابدین علیہ السلام + سلہ ان کے تین بھائی رحم شاہ و احمد شاہ و کرم شاہ موضع الہڑ میں مقیم ہیں۔

رحیم شاہ کے دو پسر سید عطا محمد و سید محمد مسعود۔ اور احمد شاہ کا ایک لڑکا برکت علی شاہ اور کرم شاہ کے چار پسر سید عبدالکریم شاہ و سید عبدالغنی شاہ و سید عبدالحکیم شاہ و سید عبدالواحد شاہ صاحب۔ اور نواب شاہ صاحب کے دو بھائی ملک شاہ و بڈہن شاہ گمودیا ہو گئے ہیں۔ سید ملک شاہ کا ایک پسر سید عالم شاہ و بڈہن شاہ صاحب کا ایک پسر سید اشرف علی موجود ہیں۔

سلسلہ نسب سید محمد گیسو دراز بندہ نواز زیدی واسطی

سید محمد گیسو دراز ابن سید علی شیر جاجنیری ابن سید احمد جاجنیری ابن سید بدرالدین امیر حجاج مدنی ابن سید علی مسعود مدنی ابن سید ابوالفتح ابراہیم بن سید ابوالفرج ابن سید ابوالفراس محمد فراس ابن سید ابوالفرح واسطی ابن سید داؤد ابن سید محمد جاجنیری ابن سید عیسیٰ ابن سید داد بزرگ والی کوفہ ابن سید حسین ابن سید محمد اکبر ابن سید محمد منصور ابن سید عمر علی ابن سید شرف الدین ابن سید یحییٰ محدث ابن سید حسین زیدی ابن ابوالحسین زید شہید ابن امام علی زین العابدین علیہ السلام۔ سلسلہ نسب سید مخدوم شاہ شمس الدین بلخی ابن سید شاہ علی ابن سید شاہ سراج الدین ابن سید محمود ابن سید ابراہیم ابن سید محمد ابن سید یعقوب ابن سید احمد ابن سید محمد اسحاق ابن سید عمر ابن سید زید محمد ابن سید قاسم ابن سید علی اصغر ابن امام علی زین العابدین علیہ السلام۔

سلسلہ نسب سید مخدوم آدم صوفی

سید آدم صوفی ابن سید شاہ ابراہیم ابن سید جلال الدین ابن سید شاہ حسین ابن سید محمود ابن سید ابراہیم ابن سید محمد ابن سید محمود ثانی ابن سید یعقوب ابن سید احمد ابن محمد اسحاق ابن سید عمر زید ابن سید محمد ابن سید قاسم ابن سید علی اصغر ابن امام علی زین العابدین علیہ السلام۔

سلسلہ نسب سید امین الدین رحمۃ اللہ

سید امین الدین ابن سید محمد لیٰسین ابن سید محمود ابن سید داؤد ابن سید جعفر ابن سید علی ابن سید اکبر علی ابن سید اجمل محمد ابن سید افضل علی ابن سید محمد طاہر ابن سید علی مظاہر ابن سید رحمت اللہ ابن سید نعمت اللہ شاہ ابن سید عبید اللہ ابن سید

عبداللہ بن سید لطف اللہ ابن سید وجہ اللہ ابن سید فضل اللہ ابن سید ادریس ابن سید ابراہیم ابن سید عمر امیر ابن سید جعفر ابن سید محمد ابن سید محمود ابن سید یعقوب ابن سید احمد ابن سید محمد اسحاق ابن سید عمر زید ابن سید قاسم ابن سید علی اصغر ابن امام علی زین العابدین علیہ السلام ۔

سلسلہ نسب سید محمد یوسف رحمہ اللہ

سید محمد یوسف ابن سید محمد یعقوب ابن سید محمد ناصر ابن سید منیری ابن سید مخدوم حسین ابن سید ادریس ابن سید ابراہیم ابن سید اسحاق ابن سید محمد معین ابن سید زین الدین ابن سید فخر الدین ابن سید محمد زاہد ابن سید علی عابد ابن سید مجاہد ابن سید یونس ابن سید اسماعیل ابن سید یحییٰ ابن سید زکریا ابن سید حیدر ابن سید صفدر ابن سید محی الدین ابن سید یٰسین ابن سید یعقوب ابن سید احمد ابن اسحاق ابن سید عمر زید ابن سید محمد ابن سید قاسم ابن سید علی اصغر ابن امام زین العابدین علیہ السلام ۔

سلسلہ نسب سید جلال اولاد سید حسین اصغر ابن امام زین العابدین

مزار بھونگر منگ ضلع ہزارہ میں موجود ہے

سید جلال الدین ابن سید قاسم علی ابن سید مصطفیٰ ابن سید علی خواص ترمذی ابن سید قمر علی ابن سید احمد یوسف ابن سید احمد نور بخشی ابن سید احمد ہیغم ابن سید شاہ مذاق ابن سید حامد ابن سید عابد ابن سید محمد ابن سید احمد حسام ابن سید ناصر خسرو ابن سید جلال گنج علی ابن سید امیر علی ابن سید ابو الحسن علی ابن سید عبداللہ ابن سید حسین اصغر ابن امام علی زین العابدین علیہ السلام ۔

سلسلہ نسب سادات بھیرہ

سید حمزہ بن حامد ابن سید جعفر ابن سید زید ابن سید آباد ابن سید ابو الفرح عریضی ابن سید حسن زاہد ابن سید یحییٰ ابن سید حسین ذوالدمعہ ابن سید زید ابن امام علی زین العابدین علیہ السلام ۔

سید حمزہ صاحب الجیش الروم سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ میں وارد ہند ہوئے اور

سنگدیپ میں شہید ہو کر مدفون ہوئے۔ اور وہاں آپ کی اولاد صاحب عروج ہے سید صاحب موصوف بروقت روانگی سنگدیپ اونکی اولاد بوجہ سفر بیمار ہو گئے تھے۔ زین سلطانپور میں چھوڑ دیا تھا۔ بعد چندی ان کی اولاد کے اکتالیس اشخاص تھے۔ زمینداران امیٹھا ساکنان کوڑا کٹرہ معتوب شاہی کو پناہ دیا۔ بدینوجہ سلطان علاؤالدین شرقی غضبناک ہوا۔ اور سلطانپور پر چڑھائی کے اس معرکہ میں شاہزادہ سلطان شرقی کام آگیا۔ اور جملہ سادات مقتول ہوئے۔ اور سلطانپور قتل و غارت کیا گیا۔ باقی ماندہ نسل بھاگ کر جابجا منتشر ہوئی۔ چنانچہ سید نورالدین و سید بڑا و سید مسعود عرف شاہ دیوانہ و سید بدرالدین عرف سید بڈن مورث سادات بھیرہ میں +

سلسلہ نسب سادات باہرہ

میر سید نورالدین مبارک و سید فخرالدین وارد ہند دہلی پسران سید تاج الدین محمد کنیت ابو عبداللہ آپ کا نسب محمد اصغر ابن سید یحییٰ بن سید حسین ذوالدمعہ بن سید زید شہید بن سید امام علی زین العابدین سے منتہی ہوتا ہے۔ اور یہ خاندان عالی جناب مثل آفتاب کے روشن ہے۔ اور شاہان دہلی کے زمانہ میں بہت باقتدار ہوئے ہیں اور نسب سادات داعی پور سید احمد ترمذی عہد سلطان محمود غزنوی میں ہندوستان میں رونق افروز ہوئے اور سیانہ میں سکونت پذیر ہوئے اور نسب ان کا حسین اصغر سے بدیں طور ہے۔

سید احمد زاہد بن سید حمزہ بن سید ابوبکر بن سید عمر علی بن سید احمد تحفہ مثال رسول بن علی کفکی ابن سید حسین ثانی بن سید حسن ابن سید محمد عرف شاہ ناصر ترمذی بن سید حسین محض ابن سید موسیٰ ابن سید احص ابن علی دستگیر ابن سید حسین اصغر ابن امام علی زین العابدین ابن حضرت امام حسین سید الشہدا ابن حضرت علیؑ ابن عمران کنیت ابوطالب +

سید احمد زاہد کے تین پسر تھے۔ سید حسین و سید حامد و سید زید انکی نسل میں سادات شاہ دھورہ اور سیانہ اور غازی پور ہیں۔ اور سید حامد سادات سندگھڑی تحصیل راجپورہ علاقہ پٹیالہ میں علی پور چورہ و کالپی میں آباد ہیں۔ بحوالہ کتاب تحفۃ الانساب و کتاب تذکرۃ السادات و کنزالانساب و کتاب لوائح الاحزان و تاریخ امام زین العابدین سے منقول کیا ہے۔

باب ہفتم

در تذکرہ ایام ولادت و وفات و انساب و القاب و اسماء کنیت و عقاب امام محمد باقر علیہ السلام

اسم مبارک آپ کا محمدؑ و کنیت ابو جعفر اور لقب باقرؑ آپ کی والدہ گرامی کا نام فاطمہ بنت الحسن ابن علی المرتضیٰؑ آپ کے والدہ کی کنیت ام عبد اللہ تھے۔ آپ دو علویوں سے پیدا ہوئے تذکرہ خواص الائمہ اور فصل الخطاب اور جلاء العیون صفحہ ۲۴۸ اور امام جوہری کتاب صراح میں لکھتے ہیں۔ اور علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں۔ لقب باقر کی تصریح یہ ہے زمین کو پھاڑنیوالا اور اسکی تحقیقات کرنے والا۔ اور سربستہ خرابی ظاہر کرنیوالا کہ وہ علی کے باقر اور جامع مشہور اور بلند کرنیوالے تھے۔ انکا سینہ صاف اور نفس پاک اور علم حکمت روشن اور خلقت شریف اوقات اور خدا کی عبادت سے معمور تھے۔ اور امام عبد الرؤف سنادی اپنی کتاب طبقات میں لکھتے ہیں۔ کہ آپ کا لقب باقر اس وجہ سے ہوا آپ نے علم کو شگافتہ کیا اور باقر مشتق ہے بقر سے جسکے معنے پھاڑنے کے ہیں۔ آپکی ولادت بمقام مدینہ منورہ تاریخ ۳ ماہ صفر ۵۷ھ میں ہوئی ہے۔ ہمیشہ اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ رہے۔ بنتیس سال میں جملہ علوم کی تکمیل پائی اس طبقہ مقدسہ کو علوم ظاہری کی ضرورت نہ تھی۔ مگر امام کو اپنے نائب کی تعلیم ضرور تھی۔ جو اسرار ربانی اور رموز یزدانی کے متعلق تھی کیونکہ وہ امور منصب امامت اور درجہ نبوت سے تعلق تھے۔ یہ قاعدہ خاصان خدا کی تمام دائرہ میں ہمیشہ سے جاری ہے۔ انبیاء مرسلین سے کوئی ایسا نہیں گذرا ہے۔ جسنے اپنے نائب کو ان امور کی تعلیم نہ کی ہو۔ خدا کا ہر نبی مرسل اپنے نائب کی تعلیم فرض جانتا تھا۔ اور کل اشیاء اور علوم کا اپنے بعد مالک کر دیتا تھا۔ اور بلکہ ان امور میں منجانب اللہ مامور کیا جاتا تھا۔ جناب رسالتمآب نے اپنے نائب وصی جناب علی مرتضیٰ امیر المؤمنینؑ کو کس احتیاط سے تعلیم دی ہے اس ثبوت میں امام اخطب خوارزمی ام سلمہ کی زبانی انکی گھر کا واقعہ

تحریر فرماتے۔ کہ جناب رسول خدا حضرت علی میرے گھر تشریف لائے۔ اور اندر ہو بیٹھے اور مجھکو حکم دیا کہ باہر صحن خانہ میں جا بیٹھو اندر نہ آنا کچھ وقت ہوگیا۔ میں نے اجازت طلب کی۔ تو فرمایا آپ نے کہا اچھا جب حضرت علی تشریف لے گئے۔ تو رسول اللہ صلعم نے مجھ کو فرمایا۔ کہ حضرت جبرائیل حکم رب الجلیل لائے تھے۔ کہ میں اپنے بعد کے علی کو وصیت کرتا تھا۔ ناراض نہ ہونا۔ جو امور روز قیامت تک ہونے والے ہیں۔ میں آگاہ کر رہا تھا۔ کہ علی عین میرے وصی ہیں۔ اور عام کو ان امور کی خدا نے قوت نہیں بخشی ہے ہر ایک نبی نے اپنے وصی کو بفرمان الٰہی وصیت اپنے بعد کرتا رہا ہے۔ اور اس احتیاط کے ساتھ تعمیل فرمائی۔ کہ گھر کے لوگوں تک قریب نہ آنے دیا۔ مگر بُرا ہو حاسدین کا وحی کی نص صریح کو بھی رسولخدا کے خود غرض خیال کرتے تھے۔ علامہ ابن مردویہ لکھتے ہیں کہ انس کہتے ہیں۔ کہ طائف میں حضرت رسولخدا نے حضرت علی کو بلا کر دیر تک سرگوشی کی تو لوگ کہنے لگے۔ آپ کے تو ابنِ عم سے بڑی سرگوشی ہو رہی ہے۔ سرور عالم نے سنکر فرمایا جسنے علیؑ سے حسد کیا۔ اوسنے مجھ سے کیا وہ کافر ہؤا شاہ عبدالحق دہلوی اس واقعہ کی پوری کیفیت لکھتے ہیں۔ مگر افسوس ہے مسلمانوں کی شامت نفسانیت پر حاسد علی کو کافر بھی کیا۔ مخالفت علی کی لوگوں کے دلوں سے دُور نہ ہوئی۔ سلاطین بنی امیہ کے وقت یہ نوبت پہنچی۔ کہ طرح طرح کے الزامات حضرت علی پر لگائے جاتے تھے۔ جنکے فضائل اور مناقب ہزارہا جناب رسول خدا مخبر صادق کی زبانی سُن چکے تھے اور تمام صحابہ کبار سے بھی سُنتے آتے تھے۔ مگر بُرا ہو اس فراموشی کا حصول دنیا کی لالچ پر مکر فریب جعلسازی نے مخالفت حضرت علی کو استقرار سلطنت کا بڑا آلہ قرار دیا تھا جسپر سو برس تک عملدرآمد ہوتا رہا*

حدیث دربارۂ امامت ائمہ طاہرین

اور ائمہ اثنا عشر کی امامت کے بارہ میں جناب رسالت مآب نے حدیث فرمائی تھی بعدی اثناء عشرۃ خلیفتی۔ بعد میرے بارہ خلیفہ ہونگے۔ یہ ایسی معتبر حدیث ہے۔ جسکو بخاری نے اور مسلم اور ترمذی نے اور نسائی نے اور ابوداؤد نے غرض ہر طبقہ کے محدثین

نے مختلف طریقوں میں لکھا ہے۔ بارہ کی تعداد میں تو کسیکو کلام نہیں۔ مگر اُن بارہ کے نام کے بتلانے میں جو طومار باندھے گئے ہیں۔ علم انصاف والوں کو معلوم ہیں۔ کوئی کسی کو بتلاتا ہے۔ ملا علی قاری شارح مشکوٰۃ اور شرح فقہ اکبر میں اپنے بارہ امام کے نام یہ بتلاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر اول[۱] حضرت عمر[۲] حضرت عثمان[۳] حضرت علی[۴] امیر معاویہ[۵] یزید[۶] مروان[۷]۔ عبدالملک[۸] سلمان[۹] ہشام[۱۰] یزید[۱۱] عمر ابن[۱۲] عبدالعزیز اور حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اور جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں یوں گنتے ہیں۔ حافظ ابن حجر شرح بخاری میں قاضی عیاض سے نقل کرتے ہیں۔ کہ پہلے اجماع حضرت ابوبکر پر ہُوا۔ پھر حضرت عمر پر ہُوا۔ پھر اجماع حضرت عثمان پر ہُوا۔ پھر حضرت علی ابن ابیطالب پر ہُوا۔ اوسوقت تک جب تک واقعہ حکمیں پیش نہ ہُوا۔ پھر واقع تحکیم کے وقت سے معاویہ خلافت کے لیے منصوب ہوگیا۔ مگر اسپر اجماع حضرت حسن کی صلح کے وقت ہُوا۔ پھر یزید پر اجماع ہُوا اور انتظام امام حسین کے لیئے نہیں ہُوا۔ جب یزید مرگیا۔ پھر عبدالملک پر اوسکے چار پسروں پر اجماع ہُوا۔ امت کا شرح فقہ اکبر میں ان کے نام مذکورہ بالا ہو چکے ہیں۔ اور بعض حضرات منصب امامت کو خلفائے راشدہ و ملوک بنی امیہ تک اور کھینچ کر خلفائے عباسیہ تک ملا دیتے ہیں۔ افسوس اہل دُنیا نے حصولِ دولت کے لالچ میں اور بادشاہ دنیا کی خوشامد میں حدیث اثنا عشرہ کے معنوں میں کیسے کیسے رنگ آمیزیوں سے کام لیا ہے علمائے کرام نے اس مقدس گروہ کو اس حدیث کا اصلی سچا مفہوم ثابت کر دیا ہے۔ جن کو خداوند عالم نے اس منصب جلیلہ پر سرفراز فرمایا تھا۔ چنانچہ امام سلیمان قندوزی کتاب ینابیع المودۃ مطبوعہ بمبئی صفحہ ۳۷۳ میں تحریر فرماتے ہیں۔ ترجمہ۔ حدیث آنحضرت کے بعد آپ کے بارہ خلیفے ہونگے مراد خلیفہ اثنا عشرہ سے آپکی اہلبیت ہیں۔ اور خلفائے اربعہ بوجہ قلت اعداد اس حدیث پر اطلاق نہیں ہوتا۔ اور ملوک بنی اُمیہ سوائے عبدالعزیز کے بسبب کثرت اعداد افعال قبیح کے اعتبار نہیں کیا جاتا اور خلفائے بنی عباس کے لیئے بھی تسلیم نہیں کیا جاتا۔ جو انکی تعداد بارہ سے زیادہ ہے۔ پس یہ حدیث ائمہ اثنا عشر کی مقدس طبقہ کی دلیل ہے۔ کیونکہ یہ حضرات اپنے زمانہ کے بڑے عالم اور فاضل ترین خلائق تھے خدا کے قریب ان کا مرتبہ بلند تھا۔ اور علم لدنیہ کے ذریعہ سے ان کو سلسلہ بسلسلہ حضرت رسول اللہ صلعم سے حاصل ہُوا تھا۔ بُرا ہو نفسانیت کا جسنے حق بینی کو تقلیل کر دیا جناب

رسالت مآب ہر ایک بزرگوار کا نام بتلا گئے ہیں اور وصیت فرما گئے ہیں - علامہ سید علی ہمدانی کتاب مودۃ القربیٰ میں تحریر فرماتے ہیں - کہ جناب علیؑ سے مروی ہے کہ فرمایا جناب سرور کائنات نے کہ میں جملہ انبیاء کا سردار ہوں - اور علی جملہ اولیاء کا سردار ہے - میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے - اول انکا علیؑ ہوگا - اور آخر مہدیؑ ہوگا -

ثبوتِ امامت ائمہ اثنا عشر

علامہ موافق ابن احمد خوارزمی اور امام حموینی لکھتے ہیں - کہ عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے - کہ سنا میں نے جناب سرور کائنات سے کہ میں اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کی نو اولادیں معصوم و طاہر ہیں - اور سلیم ابن قیس ہلالی سلمان فارسی کی زبانی بیان کرتا ہے - کہ فرمایا حضرت رسولخداؐ حضرت امام حسینؑ کو گود لیکر دہن مبارک کے بوسے لے کر فرماتے تھے - کہ تو سید ہے اور سید کا پسر ہے - اور سید کا برادر ہے - اور تو امام ہے - اور امام کا فرزند ہے - اور امام کا برادر ہے - تو حجت خدا ہے اور تو حجتہائے خدا کا باپ ہے - جناب رسالتمآب نے تو اپنے پیاروں کے نام و نشان بتلانے میں کوئی بات اوٹھا نہیں رکھی - اور یہ بھی بتلا دیا - کہ جس خانوادہ مقدس سے پیدا ہونیوالے تھے - اور خلفائے راشدہ ملوک امویہ یا سلاطین عباسیہ کو خلیفے بعدی اثنا عشرہ کی تعداد میں ملانا کیسے صحیح تسلیم کیا جاسکتا ہے اور صریح اس لغویات کی کیا قدر کی جاسکتی ہے جب جناب مخبر صادق نے صاف لفظوں میں فرما دیا - کہ پیشوائے امت اور حجتہائے خدا امام حسینؑ ہی کی اولاد سے ہونگے - مگر مسلمانوں نے حسد اور نفسانیت کے تقاضے سے قول رسول کو پیچھے رکھ کر بنی امیہ اور بنی عباس کو آگے رکھ دیتے ہیں انہیں کو خلیفہ رسول اور امام امت اور حجت خدا تسلیم کرنے پر مٹے جاتے ہیں +

امام حموینی کتاب فرید السمطین میں تحریر فرماتے ہیں - ترجمہ - وہ عبداللہ ابن عباسؓ کی اسناد سے لکھتے ہیں - کہ یہودی نعثل نام نے رسول خدا سے چند سوال کیئے - کہ اگر آپ جواب دیں تو میں اسلام قبول کرتا ہوں - آپ نے فرمایا سوال کر نعثل نے عرض کی آپ خدا کی تعریف کریں - حضرت نے فرمایا تم کو اسی قدر اسنے خود بیان فرمایا ہے - کہ وہ تمام تعریف کرنیوالوں کی تعریف

سے بالاتر اور یکتا بزرگ ہے۔ نعثل نے عرض کی آپ اپنے قائم مقاموں کا پتہ بتلائیں اون سے اول کون نبی ہوگا۔ آپ نے فرمایا میرے بعد میرے وصی علی ہیں۔ اور ان کے بعد حسن اور ان کے بعد حسین ہیں۔ ان کے بعد علی ہیں۔ ان کے بعد ان کے فرزند محمد وصی ہونگے ان کے بعد ان کے پسر جعفر وصی ہونگے۔ تا قائم آلِ عبا بتلائے وہ یہود مُسلمان ہوگیا اور قسم کھا کر کہنے لگا کہ انبیائے سابقین کی کتابوں میں ایسا ہی لکھا ہے اور موسٰے ابن عمران نے ہم سے ایسے طریقے پر عہدِ میثاق لیا ہے۔ کہ آخر الزمان نبی جب مبعوث ہوگا نام اس کا احمد محمد ہوگا اور بارہ اسکے وصی ہونگے۔ حضرت سے تا محمد مہدی تک +

کتاب مناقب میں واثلہ ابن الاصقع ابن قرخاب جابر ابن عبد اللہ انصاری سے نقل ہیں کہ جندل میں جنادہ یہودی بخدمت جناب رسالتمآب میں حاضر ہُوا۔ اور عرض کی کہ مجھ کو جناب مُوسٰے نے خواب میں فرمایا ہے۔ کہ پیغمبر آخر الزمان کے دست پر اسلام لا اور ان کی احیاء کی متابعت کر آپ کے اوصیاء کون ہیں۔ آپ اپنے احیاء کے نام کیا ہیں۔ مُجھ سے بتلائیں۔ آپ نے فرمایا۔ میرے بارہ احیاء ہیں۔ جندل نے کہا میں نے توریت میں بھی بارہ پائے ہیں۔ آپ ان کے نام مبارک سے آگاہ فرمادیں۔ آنحضرت نے فرمایا اول علی مرتضیٰؑ بعد ان کے امام حسن المجتبٰی ان کے بعد امام حسینؑ سید الشہداء ہیں ان کے بعد فرزند علی امام حسینؑ کی اولاد تا مہدی محمد قائم حجۃ اللہ سبکے نام بتلائے۔ جندل نے کلمہ شہادت پڑھا جمال الدین محدث کے روضۃ الاحباب میں تحریر ہے۔ کہ جابر ابن عبد اللہ انصاری نے بخدمت جناب رسالتمآب میں عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ صلعم اصحاب امر کون ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہمارے بعد ہمارے خلفا ہیں۔ کہ حضرت علیؑ تا محمد مہدی علیہ السلام انکے ہاتھ پر تمام دُنیا کو فتح فرمائیگا یہ تقدس سلسلہ منصب امامت کا عہدہ انہیں حضرات کو تفویض فرمایا اور حدیث خلیفتی بعدی اثناء عشر ہی کا اصلی مقصود یہ ائمہ اثنا عشر ہیں۔ حدیث العلماء وارث الانبیاء اُمتی کا نبیاء بنی اسراءیل العلماء امتی افضل القوم بنی اسرائیل اثنا عشرہ نقبیا یہ دوازدہ امام علیہم السلام ہی ہیں یہ بارہ علماء دین محمدی کے ہیں لایزال امر الدین قائماً حق سکون اثناء عشرہ خلیفۃ کل ہم میں قریش اول علی و آخر مہدی +

روضۃ الصفا اور جلاء العیون اور مناقب شہر آشوب میں جابر انصاری کی ملاقات کا حال لکھا ہے۔ کہ سرور کا سلام کہنا حضرت امام محمد باقر کو جابر کبیر السن تھا۔ اس کی

ملاقات کا واقعہ ہر طبقہ کے محدثین اور مؤرخین نے لکھا ہے اپنی اپنی کتاب میں قلمبند کیا ہے
صواعق محرقہ میں گیارہ پسر اور چار دختریں امام زین العابدین کی تحریر ہیں۔ اون میں سے
امام محمد باقرؑ اصلی وارث ہیں۔ علوم دین اور احکام شرع کی تعلیم تدریس فرماتے تھے اور
طبقہ کے علما آپ کے چشمۂ علوم سے فیضیاب ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ عطا ابن جریح ابو
حنفیہ امام زہری امام اوزاعی لکھتے ہیں۔ کہ امام محمد باقرؑ کو سلطنت سے تعلق ہرگز نہ تھا۔ یہ
صاحب علم لدنیہ کے اصلی وارث اور احکام شرعی کے حقیقی عالم تھے۔ جو مشکل اہل دنیا کو پیش
آتے تھے۔ انہیں محتاج ہوتے تھے۔ رسول و امام کی تفریق یہ ہے کہ نبی خواب میں فرشتہ
کو دیکھتا ہے۔ اور بیداری میں صرف آواز سنتا ہے۔ اور رسول ظاہر باطن میں دیکھتا اور سنتا ہے
اور امام صرف آواز سنتا ہے۔ اور ملائکہ سے کلام کرتا وہ ائمہ طاہرین محدثین ہیں اور خلیفۃ اللہ ہیں۔
زمین پر آدم سے لیکر تا قیامت اور حجت اللہ سے خالی نہیں رہتے۔

دور محمدؐ ابن مسلم کا بیان ہے۔ کہ فرمایا امام محمد باقرؑ نے جو شخص عبادت میں ہزار سال کوشش
کرے اور اپنے امام کو نہ پہچانے۔ جس قدر اعمال زیادہ کرے گا۔ اتنا ہی عذاب آخرت کا مستحق ہوگا
مقبول درگاہِ الٰہی نہیں ہوسکتا۔ اسلئے رہنما یا امام اختیار کرنا فرض ہے ورنہ شبہات
کے پردوں میں پوشیدہ رہتا ہے۔ اور جو خدا کی ربوبیت پر دلیل ہے۔ وہی وجودِ امامت
پر دلیل ہے۔ مشرق مغرب خدا ہی کا عالم ہے۔ تم جسطرف مُنہ کرو۔ وہ خدا کی راہ کی
طرف دلیل ہے۔ اسی طرح تمام روئے زمین امام کے زیر حکم ہے۔ راوی کا بیان ہے۔ کہ
مَیں امام محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ ہم اہلبیتؑ ہیں۔ ظاہر میں حجت
خدا ہیں۔ ہم دروازہ راہِ خدا ہیں۔ ہم زبانِ خدا ہیں۔ ہم چشمِ خدا ہیں۔ ہم خلائق کے لئے
متولیانِ حکم خدا ہیں۔ یعنے امر احکام قرآن مجید ہیں۔ خدا نے اپنے نفس کی مراد ہم لوگوں
کو لیا ہے۔ اور اگر ہم میں سے روئے زمین پر نہ رہے۔ تو تمام اہلِ زمین فناہ ہو جائیں
اور فرمایا امام محمدؐ باقرؑ نے کہ جس نے اللہ تعالےٰ کو اسماء اور صفات کے اعتبار سے
پہچان کر عبادت کی حقیقت وہی پہچانتا ہے۔ شناختِ امامت اور شناختِ ربوبیت
ربّ العٰلمین کی لازم ملزوم ہے۔

تفریق نبی و امام

ابو خالد کابلی نے امام محمد باقرؑ سے دربارہ آیۃ نور کے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا بخدا نور سے

مراد ہم ائمہ معصومین ہیں۔ وہی نورِ خدا ہیں زمین آسمان میں جب آیہ یَوۡمَ نَدۡعُوۡا نازل ہوا تو لوگوں نے جناب رسالت مآب سے دریافت کیا۔ تو آپ نے ائمہ طاہرین کا ذکر کیا۔ تو لوگوں نے کہا کہ آپ امام نہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میں تو رسول ہوں۔ میرے بعد میری اولاد میں سے بارہ امام ہونگے۔ لیکن تمام لوگ ان کو دروغگو کہینگے۔ اونپر اور ان کے پیرو پر ظلم کرینگے +

امام محمدؑ باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ کا حج کو جانا

سیّد ابن طاؤس علیہ الرحمۃ سے مروی ہے۔ کہ ایک مرتبہ امام جعفر صادقؑ و امام محمد باقر بیت اللہ شریف کے حج کو تشریف لے گئے۔ ہشام بن عبد الملک بھی حج کو آیا تھا۔ امام جعفر صادق نے خطبہ پڑھا۔ کہ میں خدا کا شکر کرتا ہوں۔ جسنے محمد صلعم کو برسالت مبعوث فرمایا اور ہم کو بسبب آنحضرت گرامی بنایا۔ ہم برگزیدہ خلق اور پسندیدہ خدا ہیں۔ اور روئے زمین پر خلیفۃ اللہ ہیں۔ جو ہماری متابعت کرے۔ وہ سعادت مند ہے۔ اور جو ہم سے دشمنی کرے وہ بدبخت ہے۔ یہ خبر ہشام کو اسکے برادروں نے پہنچائی ہشام خاموش رہا اور شام پہنچ کر ہر دو اماموں کو بذریعہ عامل مدینہ طلب کیا۔ جب امام شام پہنچے تو تین روز دربار کے ہشام نے اجازت نہ دی۔ یوم چہارم دربار میں تشریف لائے۔ تو آگے تیر اندازی ہو رہی تھی۔ ہشام نے امام کو کہا۔ آپ بھی تیر لگائیں۔ حضرت نے فرمایا۔ میں ضعیف ہوں۔ ہشام نے قسم کھا کر کہا۔ آپ ضرور تیر لگائیں۔ ہشام نے اشارہ کیا۔ تو تیر کمان ملازم لائے۔ حضرت امام محمدؐ باقر نے نو تیر نشانہ پر لگائے ہشام بڑا شرمسار ہوا۔ امام دیر تک کھڑے رہے۔ آپ امام غضب میں آئے تو ہشام نے آپ کو تخت پر بٹھلا لیا۔ اور مدینہ کو رخصت کر دیا۔ امام نے ہشام سے فرمایا ہم اہلبیت رسالت کو علم کمال اور تمام دین کو آیہ الیوم اکملت سے اکمل مکمل فرمایا ہے۔ اور ہم میں سے ایکدوسرے سے میراث پاتا ہے اور دنیا ہرگز ہم سے خالی نہیں رہتی۔ ہر امر میں سب لوگ پیچھے قاصر رہتے ہیں۔ ہشام غصہ ہوا اور کہنے لگا۔ ہم تم ایک جد ہیں۔ میراث آپ کے لئے مخصوص کہاں سے ہو گی محمدؐ کے بعد تو کوئی نبی نہیں امام نے فرمایا۔ کہ حضرت پیغمبر آخر الزمان نے اپنے بھائی حضرت

علیؑ کو اپنے ان اسرار سے مخصوص کیا۔ کہ تمام صحابہ سے وہ اسرار پوشیدہ رکھا حضرت
علیؑ نے فرمایا۔ کہ ہزار باب علم حضرت محمدؐ نے مجھے سکھلائے ہیں۔ جسکے ہر باب سے ہزار باب
اور کھلے دوسرے شخص کو مناسب نہ سمجھا۔ پھر حضرت علیؑ نے اپنے خاص کو محرم راز بنایا آپ
سے میراث ہم کو پہنچی ہے۔ ہشام نے پھر کہا علی کیا دعوےٰ علم غیب کا رکھتے تھے امام محمد باقرؑ
نے فرمایا۔ نہیں قرآن مجید میں جو گزر چکا۔ تا قیامت جو گزریگا۔ اوس میں درج ہے۔ بحوالہ
تاریخ کتاب جلاء العیون صفحہ ۵۰ تا ۵۱۔

حضرت امام محمد باقرؑ کا دمشق سے واپس آنا

ہشام نے ان حضرات کی چند کمال مشاہدہ کرکے ان کو جانب مدینہ منورہ رخصت کر دیا
اور آپ انکی ہلاکت کے درپے ہوگیا۔ اور اپنی تمام قلمرو میں حکام کو اعلان جاری کیا کہ دو
شخص اولاد ابوتراب سے مشہور ساحر ہیں۔ ان کو کوئی شخص اپنے گھر میں مہمان نہ رکھے
اور نہ کوئی اونکے ساتھ پر سودا بیچے۔ تاریخ طبری جلد سوئم
حضرت امام جعفر الصادقؑ کا بیان ہے کہ فرماتے ہیں۔ کہ ہم دمشق سے روانہ ہوکر شہر
مدائن میں پہنچے۔ تو وہاں کے لوگوں کو ہم سے نفرت ظاہر ہوئے۔ ہم جس دروازہ پر جاتے
وہ دروازہ بند کرلیتا تھا۔ مہمان نوازی تو کیسی۔ قیمت سے بھی کوئی اشیاء نہ دیتا تھا۔
ہم تمام شہر میں پھرے۔ مگر کسی نے سلوک نہ کیا۔ ہمارے خادموں نے منت بھی کی کہ رات
ہم کو جگہ دو کسی نے نہ سنا۔ اور برا کہنے لگے۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ تم کو جو ہشام نے
تبلایا ہے۔ ہمارا تو کچھ حرج نہیں۔ تمہارے اسلام میں اہل ذمہ اور اہل جزیہ سے لین دین
جائز ہے۔ ان لوگوں نے کہا۔ تم اہل ذمہ سے زیادہ برے ہو۔ وہ جزیہ دیتے ہیں۔ اور تم کچھ
نہیں دیتے۔ امام نے جواب نہ دیا۔ اور آگے گئے۔ اس شہر کے قریب ایک کوہ واقعہ تھا امام
اوسپر چڑھ گئے۔ اور آیہ جو حضرت شعیب پر نازل تھا۔ بآواز بلند تلاوت فرمایا اور کہا ہم لوگ
وہی بقیہ خدا ہیں۔ زمین پر آپ کی آواز سنکر لوگ اپنے اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گئے۔
ان حضرات کا جمال مبارک دیکھ کر خوف کا عالم طاری ہوگیا۔ ان لوگوں میں سے ایک ضعیف
نے پکار کر کہا کہ اے لوگو تم خدا سے ڈرو یہ شخص اوسجگہ کھڑا ہے۔ جس جگہ شعیب نبی کھڑے

ہو چکے ہیں۔ اور اہل شہر کو نفرین کہتے تھے۔ وُہ سب عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے تھے۔ اگر دروازے اپنے نہ کھولوگے۔ تو عذاب الٰہی میں ضرور مبتلا ہو گے۔ اہل شہر نے ڈر کر دروازے گھروں کے کھول دیئے۔ امام صادقؑ کا بیان ہے۔ کہ جب دروازے کھلے ہم شہر میں داخل ہوئے۔ اور وہاں سے مدینہ میں لوٹ آئے۔ بحوالہ تاریخ امام محمد باقرؑ مؤلفہ سید اولاد حیدر بلگرامی +

زید ابن امام حسن علیہ السلام کی مخالفت

ہشام تو غیر تھا امام محمد باقرؑ کے فضائل دیکھ سکا۔ اور طمع دُنیاوی نے گھر والوں کے دِلوں میں بھی ان حضرات کی مخالفت پیدا کر دی۔ سلاطین بنی اُمیہ تو قدیمی دشمن تھے۔ اور ان حضرات کے نام مٹانے کی فکر میں لگے رہتے تھے۔ اور خواہ مخواہ ہر شخص اہلبیت نبوی کے ساتھ امامت کا دعویدار ہوتا تھا۔ یہ خود غرض تھے۔ صلاحیت ان میں امام ہونے کی ہو نہو۔

کتاب کافی شرح صافی میں لکھا ہے حضرت علی کے موقوفات کا عمر ابن عبدالعزیز نے ۱۰۱ھ میں عامل مدینہ ابی حزم کو موقوفات حضرت علی کی فہرست بنا کر روانہ کر کے ابی حزم نے زید بن امام حسن فہرست طلب کی زید کبیر السن بزرگ تھے۔ اُنہوں نے کہا۔ میرے پاس کیا ہے وہ حضرت علی کے بعد امام حسنؑ کو ملا انکے بعد امام حسینؑ کو ملا انکے بعد علیؑ کو ملا ان کے بعد امام محمد باقر کو ملا ہے ابی حزم نے پھر امام محمد باقر سے فہرست موقوفات طلب کی۔ آپ نے دے دی۔ راوی حدیث کا بیان ہے۔ کہ بعض اصحاب نے امام جعفر صادقؑ سے پُوچھا۔ جب اولاد امام حسن اس ترتیب کو جانتی تھی۔ تو پھر دعوے کیسا۔ آپ نے فرمایا حسد نے ان کو اُبھارا تھا۔ وُہ حق کے ذریعے سے طلب دنیا کریں۔ زید نے ہشام کے وقت قاضی مدینہ کے پاس اوقاف خانہ دینے کا دعوے پیش کر دیا۔ علامہ قطب راوندی امام جعفر صادق کی زبانی تحریر کرتے ہیں زید ابن امام حسنؑ بھی کہتے تھے۔ کہ امام حسنؑ اولاد ورنہ امام حسینؑ سے زید بن امام حسن امام محمد باقرؑ کے پاس آکر کہنے لگے۔ آپ قاضی شہر کے پاس چلیں۔ آپ نے فرمایا خدا سے ناحق دعویٰ نہ کر۔ تمہارے ہاتھ میں ایک چھری پوشیدہ ہے۔ وہ میری استحقاق پر گواہی دیگی۔ چھری نے گواہی دی اور جس پتھر پر کھڑے تھے۔ اُس نے بھی گواہی دی اور

درخت نے بھی گواہی دی زید بیہوش ہو گئے۔ یہ اعجاز دیکھ کر بھی اعتبار نہ آیا۔ موذی نفس نے
زید کو اثر نہونے دیا پھر زید نے ہشام کے پاس جاکر کہا۔ میں ایسے جادوگر کے پاس سے آتا ہوں
جس کا زندہ رکھنا تم کو حلال نہیں طمع دنیا جو ان سے کرائے تھوڑا ہے۔ غرضیکہ زید نے ہشام
کے خوب کان بھرے۔ تیسری پشت کیا حق باقی تھی۔ ہشام نے زید کی مشورہ سے عامل مدینہ
کو لکھا۔ کہ امام محمد باقرؑ کو گرفتار کر کے روانہ کر دے۔ لیکن ہشام نے زید سے کہا۔
میں نے امام کو بلایا۔ تم اسکو قتل کروگے۔ کہا کرونگا۔ اور عامل مدینہ ہشام کا فرمان پڑھ کر
متعجب ہوا۔ اور جواب لکھا۔ کہ ایسے بزرگ جلیل القدر عظیم المرتبت کی ایذارسانی کی جائے
مجھے خوف ہے۔ کہ دولت خلیفہ اور عمر کو مبادا کہ گزند پہنچے۔ مناسب نہیں۔ عامل مدینہ کا
خط ہشام کو پہنچا اسکو خوف پیدا ہوا اعلانیہ قتل امام سے باز رہا۔ جب زید نے خط کو دیکھا۔ تو
وہ کہنے لگے۔ امام محمد باقرؑ نے عامل مدینہ کو روپیہ دے کر راضی کر لیا ہے۔ اب اس
سے زید کی نفسانیت کیا ہوگی۔ عامل مدینہ تو ان کے فضایل بیان کرے۔ اور یہ ہیں قرابت والے
جو ساحر اور شعبدہ باز رکھتے ہیں۔ پھر ہشام نے زید سے کہا۔ کوئی دوسرا بہانہ اور بتلائیں۔
قتل امامین زید نے کہا۔ وہ یہ ہے۔ انکے پاس شمشیر اور جملہ اسلحہ اور ذرہ رسول اللہ اور
انگشتری اور عصا رسول اللہ موجود ہے۔ وہ طلب کریں۔ اگر نہ دیویں۔ پھر قتل کی راہ مل
سکتی۔ ہشام نے پھر عامل مدینہ کو لکھا۔ کہ لاکھ دینار امام کو دیدو۔ اور اسلحہ رسالت پناہ لیکر روانہ
کردو۔ عامل نے ایسا ہی کیا۔ جب جملہ ہتھیار ہشام کو پہنچے۔ پھر زید کو دکھلائے۔ زید نے کہا۔
کوئی متاع اشیاء رسول اللہ سے نہیں ہے۔ ہشام نے پھر امام کو لکھا جو میں نے طلب کیا آپ
نے وہ نہ دیا حضرت نے جواب لکھا۔ میرے پاس جو کچھ تھا۔ وہ بھیجدیا۔ او میرا اعتبار کرو یا نہ کرو
جب ہشام کی یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہوئی۔ پھر ایک زین میں زہر قاتل تعبیہ کر کے زید سے کہا۔ تم یہ زین
میری طرف سے امام کے پیش جاکر کرو۔ انکی ہلاکت کا باعث ہوگا۔ ملا محمد باقر مجلسی لکھتے ہیں
کہ ہشام نے ایک خط امام کو لکھا۔ کہ میں ایک زین گھوڑے کا دیکر آپ کے عم زید کو بطور تحفہ روانہ
کیا۔ امر حقیقت حضرت کی کمال ذاتی کی نہ ہشام کو خبر تھی۔ نہ زید کو جب زید مدینہ میں زین لیکر
پہنچے۔ تو وہ خط اور زین حاضر کر دیا امام محمد باقرؑ نے خط پڑھ کر کہا افسوس ہے تم پر
جس امر کا تو نے ارادہ کیا۔ کسقدر عظیم ہے میں جانتا ہوں۔ میری شہادت اسے ترکیب سے
واقع ہوگی۔ مقدر میں ایسا ہی ہے۔ ایک دن آپ اُس زین پر سوار ہوئے۔ زہر تمام بدن میں

سرایت کر گیا اور سارا جسم ورم کر گیا آپ کی شہید کرنیکے واسطے کن کن ترکیب سے کام لیا ہے
کتاب کافی میں آپ کے متعلق وصیتیں درج ہیں جو جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرمائیں
تمام علوم آلہی سپرد کر دیئے امام محمدؑ باقر نے ستاون برس کے سن میں ماہ ذوالحجہ ۱۱۴ھ ہجری میں
اس دار فانی سے عالم جاودانی کیطرف رحلت فرمائی حدیث شیعہ اور تاریخوں کے علاوہ اہل سنت
کی حدیثوں اور تاریخوں کے علاوہ اہل سنت کی حدیثوں اور تاریخوں سے آپکی شہادت زہر ہلاہل کے ذریعہ
سے معلوم ہوتی ہے بحوالہ تاریخ امام محمدؑ باقر علیہ واقعہ لکھا گیا ہے اسم محمدؑ کنیت ابو جعفر لقب باقر شاگرد ہادی
والد بزرگوار علیؑ ابن الحسینؑ والدہ ماجدہ فاطمہؓ بنت امام حسنؑ اور ولادت جمعہ تاریخ سیوم ماہ رجب ۵۷ھ ہجری
در مدینہ بادشاہ وقت معاویہ مدد ازواج دو سوے کنیزان عدد اولاد ہفت ذکور و چار اناث مدت
عمر پنجاہ و ہفت سال مدت امامت بست سال روز وفات دوشنبہ ہفتم ماہ ذوالحجہ ۱۱۴ھ ہجری
در مدینہ سبب وفات زہر دادن ہشام بن عبدالملک بادشاہ وقت ہشام قبر جنت البقیہ پہلوئی جناب
امام زین العابدین سلسلہ نسب اعقاب امام محمدؑ باقرؑ شش فرزند اند اول حضرت امام جعفر صادقؑ
و سید علیؑ و سید قاسم و سید عبید اللہ و سید ابراہیم و سید عبداللہ۔ بحوالہ کتاب الواعج الاعزان یہ لکھا گیا۔

ذکر سادات باقری

سید شاہ نعمت اللہ ولی ابن سید عبداللہ ابن سید محمدؑ ابن سید عبداللہ ابن سید کمال الدین ابن سید
یحیٰی ابن سید ہاشم ابن سید موسٰی ابن سید جعفر ابن سید صالح ابن سید حاتم ابن سید علیؑ ابن سید ابراہیم ابن سید علیؑ
کاشانی ابن سید محمدؑ ابن سید اسماعیل ابن سید عبداللہ ابن امام ابن امام محمدؑ باقر علیہ السلام ان کی تشریف
آوری ہند میں یہ ہمراہی میر سید شاہ شمس الدین سبزواری مدفون ملتانی کی ۶۶۲ھ ہجری میں ہوئی آپ
کی ارادت صادق بھی حضرت شمس تبریز سے تھے، باجازت حضرت شمس الدین سبزواری ملتان سے
دہلی تشریف لیگئے اس جناب کی اولاد امجاد دہلی میں باعتباری ہوئی ہے آپ کے جنازہ پر مرید واں میں
دفن کا اقرار ہوا قریب تھا کہ تلوار چلے آپ نے جلدی اٹھکر فرمایا کہ تم مت لڑو ہم یہاں نہیں مرتے اور کہیں جا رہینگے
آپ باقری سادات سے ہیں اور حضرت شمس تبریز کی مرید ہیں مزار آپ کی کشمیر میں ہے اور جانشین گویاں آپکی
ہست ہیں اور وفات آپکی ۶۷۵ھ ہجری میں ہوئی اور دوسرے سید نعمت اللہ گیلانی سید عبدالقادر کی اولاد
سے ہیں انکی وفات ۸۳۴ھ ہجری میں ہوئی ہے۔

دیگر سلسلہ نسب شمس الدین باقرین

سید شمس الدین ابن سید ابراہیم ابن سید عماد الدین ابن سید علیؒ ابن سید نظام الدین ابن سید شرف الدین ابن سید عزیز الدین ابن سید اشرف الدین کنانی ابن سید مجتبیٰ ابن سید بادشاہ ابن سید حسن ابن سید حسین ابن سید ابن سید محمدؒ ابن سید عبد اللہ ابن سید محمدؒ ابن سید علیؒ ابن سید اسماعیل ابن سید عبد اللہ ابن امام محمدؑ باقر علیہ السلام۔

باقری سلسلہ نسب مولوی سید نور الحسین قریب بہادر موضع سرنواں پرگنہ رودول فیدپور

موجود سید نور الحسین ابن سید تبارک حسین ابن صابر علی ابن سید فیض علی ابن سید کرم علی ابن سید محمدؒ اسحاق ابن سید محمد یوسف ابن سید محمد الحسن ابن سید عبد القدوس ابن سید عبد الکریم ابن سید محمدؒ علیؒ ابن سید نجم الدین ابن سید محمدؒ یحییٰ ابن سید محمد داؤد ابن سید محمدؒ ابراہیم ابن سید محمدؒ قرید بنیاد پور والہ ابن سید عاشق علیؒ ابن سید عبد الرحمان ابن سید عبد الرحیم مفتی ابن سید محمد سید یوسف برقہ پوش ابن سید عثمان شیر سوار ابن سید عبد الوہاب ابن سید عثمان ابن سید جنید ابن سید محمد معروف ابن سید احمد آلہی ابن سید شہاب الدین لالی ابن سید محمد صادق ابن سید نجم الدین ابن سید شہاب الدین نور الانوار ابن سید برکت اللہ ابن سید حبیب اللہ ابن سید عبد اللہ ابن امام محمدؑ باقر علیہ السلام۔

سلسلہ نسب سید عطا حسین باقری

سید عطا حسین عبد الرزاق سید سبطاق احمد ابن سید غلام حسینؒ باقری ابن سید شاہ ولی اللہ ابن سید محمدؒ یٰسین ابن سید محمد ناصر ابن سید ناصر ابن سید حسینؒ ابن سید دلیا علی ابن صدر جہاں ابن سید قطب الدین ابن سید تقی الدین عرف بڈھی حاجی پور کالپی سکونت گرد ابن سید جلال ابن سید جمال الدین کالپی ابن سید علاالدین کالپی ابن سید تاج الدین دہلوی ابن سید اسماعیل دہلوی ابن محمد اسحاق لاہوری ابن سید محمدؒ یعقوب لاہوری ابن سید یوسف طوسی ابن سید اللہ طوسی ابن سید حسن طوسی ابن سید ابو القاسم طوسی ابن سید ابراہیم مدنی ابن عبد اللہ مدنی ابن امام محمدؑ باقر در عہد بادشاہ عالمگیر سید شاہ ابو العلا در شہر کالپی محلہ رام پورہ کا نام علی پور چورہ رکھا نقشبندی ابو العلائے۔

احمدی بیڑا طوفان نینوا میں

جو سوار ہوا پار ہو گیا

ہادی و رہنما احمد مجتبیٰ صلعم نے فرمایا کہ میرے اہلبیت بمثل سفینۂ نوح کے ہیں۔ جو سوار ہوا وہ پار" جس نے کنارہ کشی کی وہ غرقاب" نوح کے بیڑے کا واقعہ تو ہر مسلمان کو یاد ہے اسکے دُہرانے کی چنداں ضرورت نہیں صرف اتنا ضروری عرض کرنا سمجھتا ہوں کہ نوح نے بحکم خدا ایک بیڑا تیار کیا۔ جو اسپر سوار ہوا نجات پائی جس نے منہ پھیر لیا خدائے عز و جل نے اسے غرقاب کیا اسلام کا بیڑا جس وقت دشت نینوا میں پہنچا تو ڈگمگایا لیکن احمدی بیڑے کے جسکا ناخدا دلبند مصطفےٰ جگر گوشۂ بتول تھا باوجود کہ یزیدی فوج کا سیلاب امنڈا امنڈ کر آرہا تھا۔ دشت نینوا میں پہنچتے ہی تمام اندیشے کافور ہوگئے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اتنے بڑے سیلاب میں کون کون سوار ہوا اور کس نے نجات پائی ان امور سے ہر مسلمان کا واقف ہونا ضروری ہے تاکہ ہر مومن اپنی نجات کا ذریعہ معلوم کر سکے ٭

شعبان کی چار تاریخ ساٹھ ہجری جمعہ کا روز ہے آج احمدی سفینہ جسکے ناخدا کشتۂ دشت نینوا حضرت امام حسینؑ ہیں۔ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوا روضۂ رسول پر کیوں بیکسی چھائی ہوئی ہے مرد ہیں" عورتیں ہیں" بچے ہیں' بوڑھے ہیں' ہر ایک روضۂ رسول کی طرف منہ کرکے اور مخاطب کرکے" الفراق الفراق الوداع الوداع کہہ رہا ہے حسین مظلوم قبر مطہر کو فرط محبت سے چوم رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔ نانا لوگ مجھے آپکے روضہ کی مجاوری بھی نہیں کرنے دیتے روتے روتے اونگھ سی آگئی دیکھا کہ نانا رسول مرقد سے نکل آئے ہیں اور روضۂ اقدس جنبش کر رہا ہے فرماتے ہیں بیٹا جب تو یہاں سے چلا گیا تو مجھے کب چین ہوگا امام حسینؑ روضۂ اقدس کو آخری بار بوسہ دیکر الفراق الفراق الوداع الوداع کہتے ہوئے دارالامان مکہ معظمہ کیطرف چل پڑتے ہیں لیکن ظالم دارالامان میں بھی ارمان نہیں لینے دیتے حضور دسویں ذوالحج ساٹھ ہجری کو بقیہ زندگی صحرا وردی میں گذارنے کیلئے روانہ ہوئے۔ اس سفینہ میں صرف ۷۲ نفوس تھے صحرائی بیڑا چلتے چلتے مقام ثعلبیہ میں رُکا تو حضور کو اپنے بھائی حضرت مسلم کی شہادت کا پتہ چلا اور کوفیوں کی بدعہدی کا سخت صدمہ ہوا پھر منزل بمنزل مقام شیراف پر پہنچے گرمی کا زور ریت کی تپش پانی کے قحط نے لوگوں کو حیران کر رکھا تھا اسوقت سامنے دور گرد و غبار اڑتا نظر آیا معلوم ہوا کہ حُر بن ریاح ایکہزار فوج کا دستہ لئے ہوئے امام ہمام کا راستہ روکنے آرہا ہے جب طرفین مقابل ہوئے تو حر کے لشکر کی

حالت بوجہ گرمی و پیاس کے نازک تھی سخی ابن سخی نے حکم دیا کہ لشکر حر کو پانی پلایا جائے نماز ظہر ادا
کرنے کے بعد حضور نے ایک تقریر فرمائی کہ واللہ مجھے کسی دنیاوی غرض نے یہاں آنے پر مجبور نہیں
کیا اور تم لوگ میرا راستہ روکتے اور مجھے حراست میں لینے کیلئے تلے ہوئے ہو میں کوفہ میں جانیکی خواہش
نہیں رکھتا بقیہ زندگی صحرا نوردی میں گزار دونگا کسی سے عداوت نہیں میں تو گوشۂ تنہائی کو پسند کرتا
ہوں پھر حضور نے امامت فرمائی اور فریضہ نماز ادا ہونے کے بعد روانگی کا حکم دیا امام ہمام سوار ہو چکے تھے
اور چاہتے تھے کہ روانہ ہوں لیکن حر نے امام علیہ السلام کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور بولا کہ اب میں جانے نہ
دونگا بلکہ عبداللہ ابن زیاد حاکم کوفہ کے پاس لیجاؤنگا حضور نے فرمایا کہ میں ابن زیاد کے پاس ہرگز ہرگز نہ جاؤنگا
حر نے کہا کہ آپ یزید کی اطاعت اور بیعت کا اقرار کریں تو میں آپ سے ہرگز تعرض نہ کرونگا ورنہ خرابی کا
احتمال ہے۔

حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے حر! میرے جد امجد نانا رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے کسی ایسے
بادشاہ ظالم بدکار کو دیکھا جو حلال اور حرام میں تمیز نہیں کرتا تو خدا اس دیکھنے والے شخص کا بھی شمار اسی ظالم
بادشاہ کیساتھ کریگا کیا یزید اور امرار یزید کی اطاعت چھوڑ کر شیطان کی پیروی نہیں کرتے کیا انہوں نے حدود
شرعی کو نہیں توڑا لوگوں کے حقوق غصب نہیں کئے۔ تو چاہتا ہے کہ میں اسلام جیسے مقدس اور اکمل دینکو
جسکی ہستی و بقا کیلئے میں اور میرا سارا خاندان قربان ہو جائے اطاعت نہ کریں کیا تیرا یہ ارادہ ہے کہ میں حق
کے چاند کو باطل کی سیاہ اور خوفناک گھٹائیں پوشیدہ کر دوں اگرچہ مجھے معلوم ہے کہ دلائل کا اثر قلوب سیاہ
پر نہ ہونگا لیکن میں حجۃً ہر ایک دلیل کو پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں موت سے ڈرنا بزدلوں کم ہمتوں گنہگاروں
کا کام ہے لگام کو چھوڑ دے اور خاموش رہ۔ حر امام کے گھوڑے کی بھاگ تھامے راستہ روکے کھڑا تھا جو
رعب و دبدبہ امام کے حر کی قوت گویائی جواب دے چکی تھی اتنے میں حضرت عباس نے جنکے بازوؤں میں شیر خدا
علی مرتضٰے کی طاقت تھی گرجکر کہا کہ او حر! آقائے نامدار کے گھوڑے کی باگ چھوڑ دے ورنہ تجھے وہ مزا چکھاؤنگا
کہ تمام عمر یاد رہے ارے تو ایک ہزار فوجکے دستہ پر گھمنڈ کرتا ہے یہ میرا ایک حملہ کی تاب نہیں لا سکتا شام تک
خون کی ندیاں بہا دونگا۔

معمولی جھڑپ کے بعد حر گھوڑے کی باگ چھوڑ کر ساتھ ساتھ چلا وہ اپنی دانست میں امام حسین کو حراست میں لیکر
چل رہا ہے آپ حضور کا سفینہ اسجگہ پہنچتا ہے جہاں سفینۂ نوح بھی ہچکولے کھا چکا تھا امام ہمام نے نینوا کے لوگوں کو
طلب کر کے زمین کا قبالہ لکھوایا اور دریائے فرات سے دور ہی خیمے لگا دیئے ۲، کے مقابلہ میں فرات کے کنارے
ہزاروں کی تعداد جمع ہونے لگی۔

تیسری محرم ۶۱ھ کو عمر بن سعد نے فاطمہؑ کے لال اور اسکے رفقاء پر پانی بند کر دیا لیکن حضرت عباسؑ بیس آدمی ہمراہ لیکر اور کندھو نپر مشکیزہ رکھے ہوئے دریائے فرات پر پہنچے اور معمولی جھڑپ کے بعد پانی لیکر بخیریت پہنچے نویں محرم الحرام تک تو فوجیں کربلا کے لق و دق صحرا میں جمع ہوتی رہیں دسویں محرم کو سفینۂ اہلبیت میں صرف تین نفوس سوار ہوئے وہ کون تھے یہ تو وہی صاحب نظر آرہے ہیں جنہوں نے امام ہمام کا مقام شیراف پر راستہ روکا تھا۔

ناظرین میں سے بعض حضرات جنہیں یہ واقعہ یاد نہیں ضرور حیران ہونگے کہ حُرؑ نے ایسا کیوں کیا حضرات حیران ہونیکی کونسی بات ہے جیسا کہ حضرت ذوق فرماتے ہیں :-

حُبِّ حسینؑ ذوق عجب چیز ہے کہ حُرؑ ؎ تھا اشقیا میں لیکن شہیدوں میں مل گیا

حسینی خیموں سے تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر یزید کی فوج کے کیمپ لگے ہوئے تھے فوج سے علیحدہ تھوڑے فاصلہ سرداران لشکر کے خیام نصب تھے۔ رات کا وقت ہی حر اپنے خیمہ میں جو ابن سعد کے خیمہ کے قریب ہی ہے، مُتفکرانہ انداز سے ایک گہری سوچ میں نیچی نگاہ کئے ہوئے صوفہ پر بیٹھا ہے اتنے میں ایک خادم اندر آیا جسکی آہٹ نے حُر کو ذرا چونکا کر اسکے خیالات کو منتشر کر دیا نہائت دھیمی آواز سے پوچھا کون ہے کیا کام ہے غلام نے عرض کیا کہ حضور کھانا تیار ہی حُر نے کہا مجھے بھوک نہیں لشکر کو کھانا تقسیم کر دو اور تم چلے جاؤ خیمے کے اندر اب کوئی نہ آئے حُر انہیں خیالات میں مستغرق ہے تصور ہی تصور میں دیکھتا ہے کہ ایک مرغزار ہے جس میں نہریں چل رہی ہیں کوئی دودھ کی نہر ہے کوئی شہد کی نہروں میں رنگ برنگ کی سنہری اور روپہلی مچھلیاں تیر رہی ہیں۔ نہروں کے کنارے نہایت شیریں میوہ دار درخت قرینے سے لگے ہوئے ہیں اور ان پر مرغان چمن قدوس قدوس کی تسبیح و تقدیس کے ترانے گا رہے ہیں اور درختوں کے نیچے مقبول انسان نفیس اعلیٰ سنہری کرسیوں پر بیٹھے ہوئے شراب کی بلوری جام لنڈھا رہے ہیں دلفریب صورت والی عورتیں خدمت کے لئے ہیں اس مرغزار کے دروازے پر لکھا ہوا ہے کہ:- خدام حسینؑ کی جنت:-

حر یہ الفاظ دیکھکر چونک پڑا معاً اسکی نگاہ بائیں جانب کو پڑی کیا دیکھتا ہے کہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے دھواں اٹھ رہا ہے اور کروڑ و من آگ شعلہ زن ہے لکڑی کی بجائے پتھر گندھک جل رہا ہے خون پیپ اور کھولتے ہوئے کے دریا بہہ رہے ہیں جنکے کنارے سیاہ فام حبشی نما کریہ منظر دوزخی فرشتے کھڑے ہیں کسیکو آرے سے چرایا جاتا ہے کسی کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے دوزخ میں پھینک رہے ہیں پتھر کی سلیں فرط حرارت سے تڑاخ پڑاخ عجیب خوفناک شور پیدا کر رہی ہیں حر یہ خوفناک منظر دیکھ کر کانپ گیا اور اس کے کان میں آواز آئی من یقتل مومنًا متعمدًا فجزاءہ جہنم حر اس آواز سے حیران تھا کہ اس کی نظر اپنے پاؤں پر پڑی۔ دیکھا کہ وہ جس چٹان پر کھڑا ہے وہ کمزور ہے اور لرز

رہی ہے حر چاہتا ہے کہ آگے بڑھے لیکن اسکے پاؤں جنبش نہیں کر سکتے اب وہ پتھر زور زور سے ہل رہا تھا وہ بائیں طرف آگ میں گرنے کو ہی تھا کہ حر نے بیتاب ہو کر کہا خدایا تو ہی میرا حافظ و ناصر ہے۔ مجھے اس دائمی عذاب سے بچا ابھی یہ الفاظ ادا نہیں کئے تھے کہ اس نے محسوس کیا جیسے اسکے بازو کو کسی نے زور سے پکڑ لیا ہے حر نے دائیں جانب دیکھا کہ اسکا والد نہائت رنج کی حالت میں حر کی طرف دیکھا ہے قبل اس کے کہ حر بولے اسکا والد کہتا ہے۔ او حر۔ میرے اس سوال کا جواب دو تو نے خدا سے جنگ کیوں کر رکھی ہے اور اسکی پاک تعلیم کو کیوں دل سے بھلا دیا ہے۔ کب سے شیطان کی حمائت اختیار کر رکھی ہے؟

حر عرض کرتا ہے کہ تو بہ میں اور خدا سے جنگ:۔

حُر کے والد نے کہا۔ ارے کیا تو نے قرآن پاک نہیں پڑھا کہ اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کیا اس آیت شریف کا مطلب بھول گیا۔

حُر عرض کرتا ہے کہ قبلہ اس آیۂ شریف کا مطلب صاف ہے کہ تم اللہ کی تابعداری کرو۔ اور اس کے رسول کی اور اس کے اولی الامر کی جو تم میں سے امام زمانہ ہو:۔

حُر کے والد نے کہا تمہاری دانست میں امام زمانہ محمدؐ کا فرزند حسینؑ ابن علیؑ ہے یا معاویہ کا نجس بیٹا یزید پلید؟

حر اس خواب سے چونک اٹھا دیکھتا ہے وہی خیمہ ہے وہی صوفہ آب اسکے بغیر کوئی چارہ نہیں سوجھتا کہ امام ہمام کے قدموں پر اپنی جبیں سائی کرے خیمہ سے باہر نکلا دیکھا کہ صبح صادق نمودار ہے۔ حسینی خیام سے حضرت علیؑ اکبر نے اللہ اکبر کی اذان سے میدان کربلا سے ہلچل ڈالدی لیکن یزید کا سپہ سالار شراب کے نشہ میں مخمور ابھی کروٹیں لے رہا ہے حر نے تھوڑی دیر لڑائی کے متعلق ابن سعد کے ساتھ گفتگو کی اور گھوڑے پر سوار ہو کر حسینی خیمونکیطرف چلا حر کا غلام پوچھتا ہے کہ آقا صبح صبح کدھر کا قصد ہے حر نے جواب میں کہا میں نار سے نور کیطرف جا رہا ہوں غلام نے عرض کی مجھے بھی ساتھ لیجائیں حُر کا بھائی ساتھ ہو لیتا ہے امام حسینؑ نے جب دیکھا کہ حُر تائب ہو کر آ رہا ہے تو حُر کی پیشوائی کیلئے چند قدم آگے بڑھے۔ واہ رے حُر تیرا مرتبہ کہاں سے کہاں پہنچا حُر کا بدن کانپ رہا تھا۔ وہ نہائت عاجزانہ و مجرمانہ صورت بنائے امام کو آتے دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ امام کے آتے ہی حُر نے جھک کر کہا۔ السلام علیکم یا ابن رسول اللّٰہ وخلیفۃ اللّٰہ امام نے وعلیکم السلام کہا اور پوچھا کہ اے حُر خوش آمدی حر یہ کلام پاک سن کر امام علیہ السلام کے قدم

مطہر پر گر پڑا۔ روتے روتے گھگی بندھ گئی۔ عرض کرنے لگا کہ یا ابن رسول اللہ عاصی ہوں مجرم ہوں۔ گنہگار ہوں۔ دوزخ کے لائق جہنم کا سردار ہوں اے کریم ابن کریم واسطے اپنے جد امجد میری خطا معاف کر حسینؑ نے حُر کو سینہ بے کینہ سے لگایا۔ اور فرمایا تو میرا بھائی ہے کیونکہ تمام مومنین ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں۔ آپ چونکہ تو تائب اور نادم و پشیمان ہے اس لئے خدا تجھ پر مہربان ہے میں تیری تمام خطائیں جو تم سے عمداً وسہواً ہوئیں معاف کرتا ہوں خدا بھی معاف کرے۔ اب تو اسوقت میرا مہمان ہے جب نہ میرے پاس پانی ہے نہ اناج۔ کروں تو کیا کروں۔ میرا دل جل رہا ہے۔ کہ اپنے مہمان کی تواضع نہ کر سکا۔ میرے شیرخوار بچے تین روز سے بوجہ پیاس بلک بلک کر جان توڑ رہے ہیں۔ لیکن ہر حال میں راضی برضا ہوں۔ میرا اگر تمام کنبہ راہ حق میں شہید ہو جائے۔ اور گلا کٹوائے۔ تو ایک عظیم کام کی تکمیل ہوگی۔ کیونکہ اسوقت اسلام کی کشتی بھنور میں پھنسی ہوئی ہے۔ بچ رہے اور کنارۂ عافیت پر جا لگے تو میری محنت ٹھکانے لگے الحمد اللہ کہ وہی سامان پیدا ہو رہے ہیں۔ جن کے متعلق مجھے پہلے ہی آگاہ کر دیا گیا تھا۔ اب تو یہی التجا ہے۔ کہ خداوند کریم میرے عزم استقلال میں ترقی دیوے۔ اس دین کے لئے میرے نانا نے کیا کیا۔ مصائب اٹھائے یہاں تک کہ دندان مبارک پر پتھر کھائے۔ بابا علیؑ مرتضٰے نے لقاءدین کے لئے گلا نہد ہوایا۔ میری اماں کو ظالموں نے ستایا لیکن حرف شکایت میری مخدومہ کو دین کے دہن مبارک سے باہر نہ آیا برادر حسنؑ مجتبےٰ کو زہر کھلایا بھیا پر قربان جاؤں کہ قاتل کا نام تک نہیں بتایا اب حالت دگرگوں ہے۔ اگر ذبح عظیم نہ ہوگا۔ تو سخت رخنے پڑ جائیں گے۔ میری دعا ہے کہ خدا اپنا فضل ہمارے شامل حال رکھے اور ہم آخری دم تک ثابت قدم رہیں ٭

حُر نے عرض کی کہ آقا آپ نے سچ فرمایا۔ واللہ حضور کی بیکسی دیکھ کر جگر کباب ہو رہا ہے اے فرزند نبی سب سے پہلے میدان کارزار میں مجھے لڑنے کی اجازت دیں تاکہ یہ غلام اپنی جان راہ خدا میں فدا کر کے سرخروئی حاصل کرے میں نے ہی پہلے حضور کا راستہ روکا تھا۔ اور مزاحم ہوا تھا۔ پانی بند کیا۔ کیا میری خطا قابل معافی نہیں ؟ امام نے فرمایا۔ کہ تو صدق دل سے تائب ہے۔ اس لئے تیری خطا معاف ہوئی۔ حُر نے اپنے بھائی اور غلام کو بھی امام کی خدمت میں حاضر کیا۔ امام نے ان دونوں کو گنجینۂ معرفت سینہ سے لگایا۔ دونوں نے قدموں پر سر جھکایا اور میدان

کارزار کے لئے اجازت لے کر سب سے پہلے شہید ہوئے۔ احمدی بیڑے میں صرف تین آدمی داخل ہوئے۔ جنہوں نے راہ نجات پائی۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ بطفیل پنجتن پاک ہر مومن و مومنہ کو حُر کی طرح احمدی سفینہ میں داخل ہونیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

باب ہشتم

تذکرہ باب ہشتم اسماء و کنیت و انساب و عقاب و تاریخ ولادت وشہادت امام جعفر الصادق علیہ السلام

اسم مبارک آپ کا جعفر تھا۔ اور کنیت ابو عبداللہ لقب صادق تھا۔ آپ کی والدہ معظمہ کا اسم ام فرد بنت قاسم بن محمدؐ بن ابو بکر عبداللہ بن قحافہ تھا۔ یہ قاسم فقہائے شیعہ ہیں اور اسے قاسم سے نقر میں گروہ نقشبندیہ جاری ہوا ہے۔ یہ صاحب امام علی زین العابدین کے خالہ زاد بھائی تھے خواجہ محمدؐ پارسا اپنی کتاب فصل الخطاب میں اور ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ جناب ام فردہ خاتون معظمہ بڑی پاک سیرت اور نیک نفس بی بی تھی اور نور ایمان سے آراستہ پیراستہ تھی اور نور معرفت سے مزین اور انوار حقیقت سے پر نور روشن تھیں۔ جناب امام جعفر صادق ستاراں ربیع الاول ۸۳ھ ہجری روز دوشنبہ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا جلوہ ظہور ہوا عہد عبدالملک بن مروان کا تھا۔ یہ زمانہ مروانیوں کے بڑے عروج کا تھا۔ اس زمانہ میں خدا پرستی اور سلامتی معدوم تھی۔ اور فتنہ فساد اور شریعت کا جھوٹا دعویٰ کیا جاتا تھا یزید بن معاویہ تا قتل امام حسینؑ کی بعد عثمان حکومت مروان بن حکم کے ہاتھ لگی۔ پھر اس کا پسر عبدالملک خلیفہ ہوا تو عبداللہ ابن زبیر کو خانہ کعبہ میں قتل کر کے برحق اور سیکے آئمہ اثنا عشر بھی ہوگی ۷۲ھ ہجری میں عبدالملک خلیفہ ہوا اسکے حکم سے حجاج نے کعبہ کی اینٹ اینٹ اکھاڑ دی۔ اور بی بی عائشہ بھانجی اور خلیفہ ابو بکر کے پیارے نواسے کو قتل کیا اور اس کے مروی کو سولی دیا یہ تمام تاریخوں میں بالتفصیل درج ہے جب عبدالملک کا لشکر مکہ سے ابن زبیر کا خاتمہ کر کے مدینہ

میں پہنچا تو تمام اصحاب اور مہاجر انصار ایک ہی طرح کے شکنجے مظالم میں دبائے گئے اکثر قتل کئے گئے اور اکثر دام الحیات حبس کئے گئے انس بن مالک کے ہمراہیوں کی گردن پر داغ غلامی دیکر چھوڑ دیا گیا یہ ظالم خلیفہ برحق امام مطلق امیر المؤمنین اور رسول خدا جانشین سمجھا جاتا ہے جو یزید اور مسلم بن عقبہ سے زیادہ ظالم ترین تھا اس کے ذاتی احوال اسلامی تاریخوں میں درج ہیں۔ تاریخ روضۃ الصفا صفحہ ۱۲۵ جلد سویم اور کاشف الحقائق صفحہ ۲۰۷ روضۃ الصفا صفحہ ۱۲۵ میں لکھا ہے کہ عبدالملک مرد صالح دیندار پابند شریعت تھا اور بڑا عالم تھا فقیہہ تمام ممالک محروسہ میں بہ اعلان اشتہار دیدیا ہوا تھا اور جب دوسرے واقعات پر نظر پڑتی ہے تو تمام بانیں ہوا خواہاں دولت کی مصنوعی جوڑ بندیوں کے سوا کچھ ثابت نہیں ہوتا اس کے تابعین نے عوام الناس کی تالیف قلوب کے لئے زیبا کر دکھلایا ہے ۷۳ سنہ ہجری میں عبداللہ ابن زبیر کے قتل کے بعد عبدالملک حجاز میں اپنی حکومت کے اعلان کے لئے آئے اور مسجد میں یہ خطبہ پڑھا ایہا الناس میں خلیفہ مستضعف عثمان نہیں ہوں اور نہ خلیفہ تحنیف یزید ہوں ہمارے پاس ہر بات کا علاج تلوار ہے آج کے بعد جو تقوی پرہیزگاری کا نام لیگا قتل کیا جاوےگا۔ عبدالملک کے دل پر خوف خدا کا جو اثر تھا اسکے ملک گیری سے ظاہر ہو گیا۔ سلطنت کا غرور اور دولت کا نشہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہ طریقہ امم سابقہ کی سلاطین کا معلوم ہوتا ہے جو نہ خدا کے قائل تھے اور نہ مرسلین کے اور حکم دیا تھا کہ جو خدا کا نام لے گا وہ قتل کیا جائے گا۔ سیرت خلفا ثلثہ کی تقلید کا جیسا سلیقہ تھا وہی معلوم ہو گیا عمر ابن سعید کی قتل مخفی کے واقعہ سے عبدالملک کے اخلاق اور وعدہ وفائی کا اعلی نمونہ ہے۔ بعض مورخین نے صاف لفظوں میں لکھدیا کہ خلفا میں جس نے غدر اختیار کیا وہ عبدالملک تھا۔ ابوالفدا مورخ عبدالملک کے حالات لکھتے ہیں کہ اس کے منہ سے بدبو آتی ہے اور اس کی بخل کے باعث راشح الحمار کہتے تھے یہ شخص عاقل عالم دیندار تھا جب خلیفہ ہوا دنیا دولت کے سبب سب کچھ بھلا دیا اور ظالم اجل ہو گیا اسکے عہد میں احکام الٰہی اور شرعی پابندی کا نشان معدوم ہو گیا۔

ولید ابن عبدالملک ۶ ربیع الاول ۸۶ سنہ ہجری میں تخت نشین اور جمادی الاول ۹۶ سنہ ہجری میں فوت ہوا نو برس سلطنت کی اسکی بابت امام ذہبی نے صاف لکھدیا کہ ظالم جابر مردم آزار ستم شعار تھا۔

صاحب روضتہ الصفا کا بیان ہے کہ کسی بچہ کا ولید نام رکھتے تھے تو جناب رسالت مآب فرماتے تھے کہ ولید فرعون کا نام تھا۔ تاریخ الخلفا میں لکھا ہے کہ ولید علم نجوم سے بالکل کورا تھا۔ باپ کی تجویز سے نجومیوں کو جمع کرکے پڑھنے لگا۔ چھ مہینہ تک پڑھتا رہا۔ مگر پہلے سے بھی زیادہ جاہل تھا۔ مورخ ابو الفدا نے ولید کی عربی غلط بولنے سے متعلق عجب حکایت لکھی ہے۔ ایسے بہت واقعات اسلامی تاریخوں میں پائے جاتے ہیں افسوس ہے ایسے جاہل شریعت کی محافظ اور خلیفہ امام پیشوا امت کی تسلیم کی جاتی ہیں۔ اور احکام الٰہی اور شرع رسالت پناہی کے حامی اور ناصر بنائے جاتے ہیں افسوس صد افسوس ظالم حجاج نے سعید ابن جبیر بزرگ اصحابی کو اصفہان سے بلا کر محبت اہلبیت کے قصور پر قتل کیا۔ اور ولید کے زمانہ تک بنی امیہ ملکی کاربار اور خانہ جنگی میں پھنسے رہے اسلئے انہوں نے مخالفت اہلبیت میں کوئی نئی ایجاد نہیں کی اور جناب امام جعفر صادق ایدہ شباب کو پہنچے اور اپنی والد بزرگوار کی خدمت میں رہکر طالبان حق کو راہ ہدایت اور سالکان راہ ایمان کو احکام شرعی بتلانے کے مدارج پورے طور سے فائز ہو چکے تھے۔

سلیمان بن عبد الملک سنہ ۹۶ ہجری میں تخت نشین ہوا

اور سنہ ۹۹ ہجری میں مرگیا یہ شخص بیحد پیٹو تھا اس نے ستر انار چند بزغالہ بچہ گوسفند چھ مرغیاں ڈیڑھ صاع طائف کی کشمش چٹ کی تھی اس کی مثال شاعر معدی کرب کی تھی مورخ ابو الفدا اور ابن ابی الحدید کا قول ہے کہ سلیمان کی موت بھی ایسی زیادہ خوری سے ہوئی ہے اور صاحب روضتہ الصفا بھی اس کی زیادہ خوری تحریر فرماتے ہیں کہ مرغ سالم گرم کا ایک لقمہ کرتا تھا۔ اور شب کو خوان سرہانے رکھ لیتا تھا اس کے روزانہ کھانے کا وزن سو رطل عراق بتلایا گیا ہے مورخ ابو الفدا ان کے تمام واقعات کی تصدیق اپنی تاریخ میں کرتے ہیں ابو ہاشم نبیرہ محمد حنفیہ کو بھی اسی نے زہر سے شہید کیا ہے۔

عمر بن عبد العزیز سنہ ۹۹ ہجری میں سلیمان کے بعد تخت نشین ہوا

اور سنہ ۱۰۱ ہجری میں فوت ہوا دو برس پانچ ماہ بادشاہ رہا اس قادر مطلق نے بنی امیہ کے بدنام

سلسلہ میں اس نیک نام خلیفہ کو مخلوق فرمایا صاحب کاشف الحقائق عمر ابن عبدالعزیز کی نسبت
تحریر فرماتے ہیں کہ اندھوں میں کانا راجہ کہا جاتا ہے مگر نظر باوصاف حمیدہ جو عمر ابن عبدالعزیز تھے
وہ اس سے زیادہ طرح کا مستحق ہے اس نے وہ کیا جو بنی امیہ ہر نے چار جانب عالم میں سب وشتم
جناب حضرت علیؑ پر پھیلا رکھا تھا موقوف کرا دیا تھا اور تمام محبان اہلبیت کو ہمیشہ زیر بار احسان
قیامت تک کیا اور اپنے لئے توشہ مقبول عاقبت تیار کیا صاحب کاشف الحقائق روضۃ الصفا
کے اسناد سے لکھتے ہیں کہ اسکے علاوہ عمر نے ایک اور کام بڑا کیا کہ علاقہ فدک خلافت اول میں جناب
سیدہ جہاں کے خالصہ سے نکال کر خلافت کی مقبوضات میں ملا لیا گیا تھا عمر ابن عبدالعزیز نے
اولاد فاطمہ کو واپس دیا یعنی امام محمد باقرؑ کی سپرد کیا بنی امیہ نے سنکر شور مچایا اور ناخوش
ہو کر عمر کو زہر دیدیا تاریخ ابو الفدا میں بھی ان کی وفات کا حال ایسا ہے لکھا ہے شربت سم آلودہ پلا
کر مار ڈالا اس کے بعد یزید ابن ولید خلیفہ ہوا۔ صاحب کاشف الحقائق امام سیوطی کی اسناد سے
لکھتے ہیں کہ یزید ابن ولید نے عمر ابن عبدالعزیز کے بعد اسکے تمام قانون بدل ڈالے چالیس سفید ریش
دراز ضعیف نے حلف اٹھا کر گواہیاں دیں کہ اسکے سامنے کہ خلفا کو نہ حساب کتاب ہے نہ عذاب
عقاب ہے پس کیا تھا یزید کثیر عیاشی کی دریا میں کود پڑا ایک زن سلامتہ اور دوسری حبابہ منظور
نظر تھیں ان سے ناچ رنگ کی صحبتیں گرم ہوئی ابو حمزہ خارجی کہتا ہے کہ وہ سیدھے ہاتھ پر حبابہ اور
بائیں سلامتہ طوائف کو بٹھایا اور کہا میں پرواز کرتا ہوں اور واقعی وہ اڑ بھی گیا لعنت خدا اور عذاب
کی طرف ایک دن حبابہ مر گئی یہ لعین اس سے جماع کو شروع تھا۔ آخر خواصوں نے لعنت ملامت
کی تب اس نے لاش کا پیچھا چھوڑا چند روز کے بعد مر گیا یہ ناپاک گئے گذری عوام الناس سے چہ
جائیکہ سلاطین کبار ان خواہش کے مرتکب تھے جو پیشوا اور جانشین پیغمبر آخر الزمان کے دعویدار
تھے استغفراللہ ربی پھر ہشام بن عبدالملک ۱۰۵ھ ہجری میں تخت نشین ہوا چالیس برس کا
تھا صاحب کاشف الحقائق مروج الذہب مسعودی کی اسناد سے لکھتے ہیں کہ ہشام احول
چشم تند مزاج درشت خو اور حریص اسقدر کنجوس تھا کہ کوڑی بھی نہ کسیکو دیتا تھا اس کے
عہد میں ابواب خیر اب بند ہو گئے تھے۔ اس کا زمانہ سخت ترین تھا۔ ایک باغ میں ہمراہیوں
نے میوہ کھایا اور کہا خدا برکت دے ہشام نے کہا برکت کس طرح دیگا۔ پھل تمام تو کھا
گئے باغبان کو کہا میوہ دار درخت سب کاٹ کر پھینک دیئے نہ ہوگا نہ لوگ کھائیں گے۔
ہشام کی خلافت کا قصہ تمام اسلامی مورخین نے لکھا ہے کہ حقیقت میں یہ قوم بنی امیہ

کی عادت اور اطوار اور کردار اور رفتار کا کامل نمونہ بھی ہے۔ ابوسفیان سے لیکر ہشام تک سب کے حالات مختلف الالوان دکھائی دیتی ہیں۔ ترجمہ عبارت تاریخ ابوالفداء مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۹۱ ۴۹۱ - ۱۲ ۔

مروج الذہب مسعودی ترجمہ روضتہ الصفا میں لکھا ہے کہ ہشام برائے سیر جنگل کو ایک دن گیا اور گرد غبار دیکھا تو اس میں ایک قافلہ تجاروں کا ظاہر ہوا ان سے دریافت کیا کہ تم کون ہو ان کے سردار نے کہا میں تاجر ہوں اس مرد نے کہا آپ کون ہیں۔ ہشام نے کہا میں قبیلہ قریش سے ہوں مرد تاجر نے کہا قبیلہ قریش میں آپ کا سلسلہ نسب کس بطن سے ملتا ہے ہشام نے کہا میں اشراف بنی امیہ سے ہوں بنی امیہ وہ ہیں جن کی شرف بزرگی کو عرب کا کوئی شخص برابر نہیں ہو سکتا مرد تاجر ہنس کر کہنے لگا۔ آپ کا نسب نیک اور قبیلہ بڑا پاک معروف ہے افسوس آپ کی موجودہ حسب نسب سے شرم کرنی چاہئے کیا آپ نے نہیں سُنا ہے کہ بنی امیہ ایام جہالت میں سود خوار تھے جب مسلمان ہوئے تو خاندان نبوت کے حقوق پر دست دراز کرنے لگے اور آپ کی راس الرئیس زمانہ سابقہ میں شراب فروش اور میخوار تھے صاحب روضتہ الصفا کا بیان ہے کہ اس پیر مرد نے حرب اور ابوسفیان اور ہندہ تک تمام بنی امیہ کے عیوب ظاہر کر دیئے تو ہشام شرمندہ ہو کر چلتا ہوا اور اپنے خادم سے دریافت کیا کہ اس پیر مرد کی تقریر تو نے سنی اس نے لاعلمی بیان کی ہشام نے خادم سے کہا اگر تو سنتا تو میں تیری گردن اتار لیتا اگر تو اس کی تقریر کچھ یاد ہے تو بھول جانیسے اس کا اظہار نہ کرنا ہشام نے تاجر کی گرفتاری کا حکم دیا تاجر وہاں سے روانہ ہو گئے تھے مردم ہشام نے کوشش کی مگر کچھ پتہ نہ ملا۔ واپس آ گئے غلام نے بعد مرگ ہشام کی وہ تقریر ظاہر کر دی ہشام کی ان حضرات سے سوائے مخالفت کے کچھ معلوم نہیں ہوتا۔

اس زمانہ میں شریعت اہلبیت کو زور تھا۔ اور تعلیم و تدریس جاری تھی تمام اہل اسلام مدینہ میں آتے تھے اور ان حضرات سے تعلیم حاصل کرتے تھے امام ابوحنیفہ قاضی ابویعلی سعید ابن مسیب اور سفیان ثوری اور ابراہیم ادہم اور شفیق بلخی وغیرہ ہزاروں کے نام کتابوں میں درج ہیں۔ جو آستانہ ہدایت سے علوم ظاہر کی تعلیم پاکر تمام دریا میں مشہور رہے تھے۔ ہشام کو یہ امر خلاف گذرا آخر پوشیدہ امام محمدؑ باقرؑ کو زہر دلوا کر شہید کرا دیا ۱۱۴ھ ہجری میں شروع ماہ محرم امام جعفر صادقؑ کا زمانہ شروع ہوا اپنے والد کی بعد

سریر امامت پر رونق افروز ہوئے ٭

تذکرہ سیّد زید شہید

سید شہید زید کا ماجرا یہ ہے ہشام کے مظالم کا سخت ترین واقعہ کا یہ نمونہ ہے جو ۱۲۰ء
ہجری میں واقع ہوا حضرت زید جو واقعات کربلا معلّٰے سن کر زیادہ متاثر ہو رہے تھے جناب
زید امام زین العابدینؑ کے فرزند مسماۃ حوریہ کے بطن سے تھے مختار نے آپ کی خدمت بطور
ہدیہ بھیجا تھا زید کی ولادت ۸۰ء ہجری میں ہوئی ہے اپنے والد ہو کے وفات کے وقت
۲۷ سال کے تھے امام صباغ مالکی کتاب فصول المہمہ میں ذکر زید کا کرتے ہیں۔ کہ زید ابن علیؑ
مرد شجاع تھے جسطرح بنی امیہ سادات سے متنفر تھا تمام دنیا پر ظاہر ہے سادات غریب
اپنی کمزوری کیوجہ سے انکی مظالم کا جواب نہ دے سکتے تھے۔ اسیوجہ سے حضرات آئمہ
معصومین نے علیحدگی پسند فرمائی تھی۔ اور اپنے مقدس جانوں کو بچ ہے جانا غنیمت سمجھ لیا
تھا جو آنحضرت رسولخداؐ بعد جناب علیؑ نے خدا کی مصلحت اور وصیت رسول اللہؐ کے مطابق
چوبیس برس تک سکوت اختیار کیا تھا۔ انکی پابندی ہر ایک امام نے زمانہ کی مگر زید اپنے
والد کے بعد تحمل نہ کر سکے امام محمدؑ باقر نے ہر چند سمجھایا باز نہ آئے۔ اہل عراق کی ظاہر اطاعت
نے زید کو پوالیقین دلایا تھا ابو حنفیہ کی بیعت سونے میں سہاگہ کا کام دیدیا امام ابو حنیفہ کو زید
کی بیعت کو لینے سے عراق میں زید کی امامت کا رنگ جمنے لگا۔ جناب مدینہ سے کوفہ چلے گئے
ہشام کو خبر ملی اس نے اہل عراق کو خط لکھا کہ زید کے قریب میں نہ آنا اور شدید احکام جاری
کئے کوفہ میں چالیس ہزار اہل عراق نے بیعت زید کی کر لی۔ اس مرجع عام کیوجہ امام ابو حنیفہ
تھے۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی تحفہ اثنا عشری میں لکھتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ کو تنزیہ صحت امامت
زید ابن علیؑ قائل بود دادرا درین امر تقویت می نمود اور امام محمدؐ ابن طلحہ الشافعی اپنی کتاب
عمدۃ المطالب میں لکھتے ہیں۔ کہ ابو حنفیہ نے بھی زید سے بیعت کر لی تھی اور لوگوں کو انکی
ساتھ ہو کر خروج کا فتوٰی دیتے تھے۔ اور حضرت زید کو خط لکھا کہ چار ہزار روپیہ بھی روانہ
کرتے ہیں اور ہمارا آنا نہیں ہوتا پس علیحدہ ہو گئے۔ انکو دیکھکر اہل عراق بھی رفتہ
رفتہ جدا ہونے لگے اور امام صاحب ابو حنیفہ کو ہشام نے طلب اپنے دربار میں کیا اور مکارم شائستہ

سے سرفراز فرمایا اور تمام امت پر امام اعظم بنایا تاریخ فضل الخطاب خواجہ محمدؒ پارسا کا فارسی ترجمہ کہ ہشام اورا طلب نمود و یک دستار بر سر او بست و امام لشکر خود گردانید و امام اعظم لقبش ساخت و فتوئی موقوف بر امر وے شد و ادل ہشام بہ قتل زید فتوئی طلبید ابو حنیفہ کوفی بشرم دستار امامت بر طغیان زید امر فرمود کہ زید طاغی است صورت حکمش چنیں بود پس از حکم ابوحنیفہ کوفی و قتال ہشام زید بہ قتل رسید یہ واقعہ ماہ صفر ۱۲۲ھ ہجری میں درپیش ہوا اور ان کی لاش مبارک کی بہت بے حرمتی کی سولی دیا سر دروازہ پر لٹکایا لاش بھی کوفہ کے دروازہ پر لٹکی رہی اور آپ کے ہفت بسر بھی شہید آپ کے ساتھ ہوئے ہیں. تمام تاریخوں میں یہ کیفیت درج ہے بحوالہ تاریخ امام جعفر صادق مولفہ سید اولاد حیدر بلگرامی فوق جناب زید کا احوال مختصر مذکورہ بالا بحوالہ تحفتہ الانساب لکھا گیا امام جعفر صادق اور امام محمدؐ باقر نے جب سنا تو بہت روئے آخر ہشام تحیپن برس ظلم جور کرکے مرگیا کیا لے گیا اس کے بعد ولید بن عبد الملک تخت نشین ہوا ۱۲۵ھ ہجری میں اور ۱۲۶ھ ہجری میں قتل کیا گیا امام جلال الدین سیوطی اپنی تاریخ الخلفا میں لکھتے ہیں۔ کہ ولید وہ فاسق بدکار تھا اور شراب خوار تھا اس نے خانہ کعبہ کی چھت پر بیٹھکر شراب نوشی کی اور فسق فجور کی باعث لوگوں نے اسپر خروج کیا اور اسکو قتل کر ڈالا صاحب کاشف الحقائق کہتے ہیں کہ ولید نے شراب اور غنا ممنوع شرع کی علاوہ اپنے والد کی ازواج سے کیا اور لواطہ اپنے بھائی سلیمان سے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم میں مرقوم ہے۔

نشہ شراب میں نعوذ باللہ یہ اسلام کا خلیفہ اور مسلمانوں کا پیشوا تھا۔ اور کتاب حیوٰت الحیوان میں مرقوم ہے کہ ولید نے ایک کنیز سے بحالت مستی ہم بستری کی اتنے میں موذن نے اذان دی اور خلیفہ عصر کو اطلاع دی کہ امامت کے لئے آپ کا انتظار ہے ولید نے کہا یہ کنیز مسلمانوں کی امامت کریگی۔ چنانچہ کنیز مردانہ لباس بدلکر مسجد میں گئی۔ اور اسی حالت نشہ میں اور جنابت میں نماز پڑھا دی۔ کسی نے نام تک نہ لیا تاریخ ابو الفدا اور مسعود فاہبی میں مرقوم ہے کہ ایک بار ولید نے قرآن مجید کو کھولا ناگاہ ایہ کل جبار عنید نکلی ولید نے قرآن مجید کو زمین پر دے مارا بلکہ اٹھا کر ایک دیوار سے لٹکایا۔ اور تیر مارے اور کہا کہ تو ہر ایک جبار عنید کو ڈراتا ہے۔ میں جبار عنید ہوں روز قیامت کو خدا کے سامنے کہہ دیجو کہ مجھے ولید نے پارہ پارہ کردیا ہے یہ عقیدت کتاب اللہ سے اس کے تھے

اور جناب رسالت پناہ کے ساتھ بھی جو تھے ملاحظہ ہو یہ ولید کہتا تھا کہ جناب محمدؐ نے خلافت
اور بادشاہی سے کھیل کیا نہ کوئی وحی ان پر نازل ہوئی نہ کوئی کتاب آئی پس خدا سے کہدو اگر
اسمیں کچھ قدرت ہے تو میرا کھانا پینا تو بند کر دے جب خدا سے اختلاف اور رسولؐ خدا سے
انحراف پھر زنا لواطہ وغیرہ کا کیا اعتراض جب دین ہے ثابت نہیں تو پھر عمل کیا ولید کے
قتل ہونے پر یزید خلیفہ ہو گیا۔ عرب کی ملکی تاریخوں میں اسے ناقص کا خطاب دیا ہے نہایت
بخیل تنگدل تھا سپاہ کی تنخواہ یکقلم کم کر دی تھی۔ اس لئے مروان ابن محمدؐ ابن مروان نے اول
اسے ناقص کا لقب دیا ہے بنی امیہ کی بداقبال کا زمانہ بھی شروع ہو گیا اور خانہ جنگیاں ہونے
لگیں یزید کی شش ماہی حکومت کا زمانہ بھی خالی نہ رہا اسکے خلیفہ ہوتے ہی سلیمان قید
سے نکلا اور فوج جمع کر کے یزید پر چڑھ آیا اہل حمص نے سخت غدر مچایا۔ اور فارس میں
عموماً خراسان کے علاقہ سے لیکر مرو تک وہ انقلاب پیدا ہوا جسنے بنی امیہ کا خاتمہ کر دیا یزید
اسی کشمکش میں بیمار ہو کر مر گیا۔ اور اپنے بعد ابراہیم ابن ولید اور اسکے بعد عبدالعزیز ابن حجاج
ابن الملک کو خلیفہ بنایا گیا یزید کے بعد ابراہیم خلیفہ تو ہوئے مگر تاریخ ابو الفدا اور تاریخ کامل ابن
اثیر اور تاریخ روضۃ الصفا میں لکھا ہے۔ انکی خلافت کامل تسلیم نہیں کی گئی ابو الفدا کہتے ہیں کہ تھوڑے
دنوں میں مروان ابن محمدؐ ابن مروان نے اسّی ہزار لشکر سے چڑھائی کر دی ابراہیم نے اس کے
مقابلہ میں لاکھ فوج سے جدال گیا مگر شکست کھا کر دمشق میں جا چھپا اور حاکم اور عثمان اور پسران
ولید کو قتل کر ڈالا سلیمان ابن ہشام نے خزانہ پر ہاتھ صاف کیا اور ابراہیم تخت چھوڑ کر روپوش
ہو گیا۔ مروان جسے اسلامی دنیا الحمار کہتی ہے ۱۲۷؁ہجری میں تخت نشین ہوا۔ مروان نے ابراہیم
اور عبدالعزیز ابن حجاج کو قتل کر ڈالا بعض مورخین کا قول ہے کہ مروان کی سلطنت پانچ سالتک
رہی مگر ان پانچ برس میں ایک دن چین نصیب نہ ہوا تخت پر بیٹھتے ہی سلیمان ابن ہشام نے
اسپر چڑھائی کر دی اس سے فرصت نہ ہوئی تھی۔ اور عبداللہ ابن معاویہ ابن عبداللہ ابن جعفر
سے مقابلہ ہوا عبداللہ ابن معاویہ نے فارس میں عجم تک تمام صوبوں پر اپنی اپنی حکومت قائم کر لی
۱۲۸؁ہجری میں سلیمان کی تحریک سے ضحاک خارجی نے چڑھائی کر دی۔ اس سے فراغت نہ ہوئی
تھی۔ کہ ابی حمزہ یمنی نے مضافات میں سخت بغاوت پیدا کر دی ان متواتر دشواریوں کے علاوہ دعوت
بنی عباسؑ کی مصیبت عظیم تھی ۱۳۲؁ہجری میں وہ دعویدار سلطنت ہو کر مروان الحمار سے مقابلہ کیلئے
کھڑے ہو گئے واضح ہو کہ جناب حضرت علی کی شہادت کے بعد عبداللہ ابن عباس بذریعہ کاتبت سے

مدینہ سے طائف میں قیام پذیر ہوئے تھے انکے پسر علی ابن عبداللہ ابن عباس کا زمانہ بھی خاموشی کا گذرا محمدؐ ابن علی ابن عبداللہ ابن عباسؓ نے سنہ ہجری میں ملوک بنی امیہ سے سلطنت کا خیال کیا کتاب مقاتل الطالبین میں ابوالفرج اصفہانی تحریر فرماتے ہیں کہ عمر ابن علیؑ کے پوتے ابن عبداللہ ناقل ہیں کہ مرتبہ مقام ابوا میں جو قریب مدینہ کے واقع ہے اکابر اور عمایدِ بنی ہاشم مثل عبداللہ ابن حسن مثنیٰ اور انکے دو فرزند محمدؐ نفس زکیہ اور ابراہیم اور محمدؐ ابن عبد اللہ ابن عباس ابوجعفر منصور ابن محمدؐ اور انکا چچا صالح ابن علی اور محمدؐ ابن عبد اللہ ابن عمر ابن عثمان وغیرہ ہا سب لوگ جمع ہوئے یہ زمانہ عمر ابن عبدالعزیز کی خلافت کا تھا۔ صالح نے اس مجمع میں اٹھکر تقریر کی کہ ایسی حالت میں ہم کو مناسب ہے کہ ہم ایک شخص کو منتخب کر لیں جو اس منصب کے لائق ہو پھر اس کی سب بیعت کریں اور عہد پختہ کر لیں کہ پھر اس کی بیعت سے انحراف نہ کریں صالح کی تقریر سنکر عبداللہ المحض اٹھکر کہنے لگے کہ ایہا الناس تم جانتے ہو میرا فرزند محمدؐ اس امت کا مہدی ہے اور منصب امامت کے لئے شایاں ہے یہ سنکر اول ابوجعفر منصور کہنے لگے میں جانتا ہوں امت اسلامیہ کے لوگ سوائے محمدؐ نفس زکیہ اور کی امامت پر خشنود نہ ہونگے منصور کی اس تقریر پر تمام لوگ نے اتفاق کیا اور محمدؐ ابن عبداللہ المحض سے بیعت ہو گی علیسی ابن عبداللہ ناقل ہیں کہ عبداللہ محض نے امام جعفر صادق سے جا کر کہا آپکی مشورت اس امر خاص میں ضروری ہے امام جعفر صادق نے فرمایا اے عبداللہ تمہارا پسر مہدی نہیں ہے ابھی مہدی آل محمدؐ کا زمانہ دور ہے تم رئیس قوم ہو عبداللہ المحض نے سنکر ترشرو ہو کر کہا آپ اپنے ابن عم سے حسد کرتے ہیں امام نے جواب دیا نہیں محض محبت سے پھر آپ نے ارشاد فرمایا یہ محمدؐ ابن علی بن عبداللہ ابن عباس خلیفہ ہوگا اس کے بعد اس کی اولاد میں خلافت پہنچے گی تیرے ان دونوں فرزندوں کو یہ قتل کرے گا۔ عبدالعزیز کا یہ بیان ہے کہ جب تک میں نے محمدؐ اور ابراہیم کو قتل ہوتے نہ دیکھا۔ تب تک کلام امام کی تصدیق نہ ہوئی۔ ورنہ حسد ہے جانا گیا وہ مجلس برخواست ہوئی امام صادقؑ اپنے مقام پر تشریف لے گئے: مگر ابوجعفر منصور ہمراہ آئے۔ اور عرض کی کہ آپ نے آل عباسؓ کی خلافت کے لئے جو ارشاد فرمایا ہے یہ صحیح ہے آپ نے فرمایا بالکل صحیح ہے ایسا ہی ظہور میں آئے گا۔ علامہ ابوالفرج اصفہانی ابوجعفر منصور کی زبانی نقل کرتے ہیں۔ کہ منصور کا قول ہے کہ میں یہ خوش خبری سنکر اپنے گھر آیا اور اسی وقت اپنے معاملات میں دیکھ بھال شروع

کردی قول امام پر آپکو خلیفہ سمجھ لیا ۱۰۱ھ ہجری میں محمدؑ ابن علیؑ مدینہ سے خفیہ شام میں پونچا اور ملک شام میں علاقہ بلقاء موضع سراۃ میں قیام پذیر ہوا اس غرض سے کہ ابو ہاشم نبیرہ حضرت محمد حنفیہ کا ان دنوں سلیمان بن عبدالملک کا عامل بڑے عروج میں تھا۔ محمدؑ ابن علیؑ یہ سوچا تھا کہ ابو ہاشم کے ذریعہ سے مدد ملے گی لیکن ابو ہاشم کو عاملان سلیمان نے شیر میں زہر دلوا دیا۔ وہ محمدؑ ابن علیؑ کے پاس موضع سراۃ میں شام سے چلے آئے تھے۔ آتے ہی ان کی رحلت ہو گئی ابو ہاشم کے مرتے ہی اسکے ہمراہیوں نے محمدؑ ابن علیؑ سے بیعت کر لی بنی عباس کے عروج کی ابتدا یہی ہے محمدؑ نے اپنی تدبیر شروع کر دی پہلے ابو عکرمہ سراج کے ہمراہ دو آدمی خراسان کو روانہ کر دیئے اور خراسان میں عباس کی دعوت خفیہ شروع ہو گئی پھر ان کے بارہ شخص مقرر ہوئے وہ نقیباء کے لقب سے معروف تھے پھر ان بارہ میں نہائت کثیر التعداد مقرر ہوئے اور خراسان سے مرو تک تمام پھیل گئے ہشام کے زمانہ ۱۰۰ھ ہجری سے لے کر ۱۲۰ھ ہجری ولید کے وقت تک خفیہ دعوت جاری رہی محمدؑ ابن علیؑ نے سلیمان ابن کثیر اور قحطبہ ابن شبیب کو ایران کی طرف روانہ کیا ستر آدمی دستور العمل لیکے ابعد دیگر روانہ کر دیئے دعوت کے لئے اور محمدؑ ابن علیؑ موضع سراۃ میں مر گیا۔ ان کے بعد ان کا پسر ابراہیم قائم مقام ہوا ۱۲۱ھ ہجری زید شہید ہشام کے ظلم کے نشانہ ہو چکے ان کے پسر یحییٰ ابن زید کو بحکم ولید علاقہ جرجان میں شہید کیا۔ ان کے مارے جانے سے رہا یا کوفہ نے ابو سلمہ خلال کی بیعت کر لی اور علاقہ جرجان میں بنی عباس کی دعوت تسلیم ہو چکی۔ بنی امیہ کے سامنے بنی عباس نے خاموشی سے کام لیا۔ عباسیوں نے حصول دولت کا یہ نسخہ تجویز کیا کہ رضائے آل محمدؑ اور حقوق کی نفرت یہ تسخیر قلوب عوام کے لئے آل محمدؑ کو اپنا ذریعہ مقاصد بنایا تھا۔ یہ زبانی لوگوں کی تالیف قلوب تھی۔ آخر کار بزرگان سلف کی تقلید اختیار کی ورنہ آئمہ طاہرین سے کوئی سروکار نہ تھا جو مصائب گذر چکے یا گذر رہے تھے کبھی کسی نے کوئی امداد نہ کی۔ صرف زبانی رضامندی عام کیلئے رضائے آل محمدؑ کا بیان ہوتا تھا۔ بلاد اسلامیہ میں ان لفظوں میں جلوہ آرا کیا۔ اور رضائے آل محمدؑ کی آڑ میں جب عباسیو نقیبوں سے وجہ دعوت دریافت ہوتی تھی تو وہ کہتے تھے۔ کہ رضائے آل محمدؑ یہ واقعات اہلبیت تمام لوگ سنکر فوراً ان کی دعوت قبول کر لیتے تھے کہ محمدؑ ابن علیؑ نے ابو عکرمہ سراج جو آگے خراسان میں پہنچا تھا اور خراسان اور فارس اور عراق عجم میں عبداللہ بن معویہ ابن جعفر طیار کی حکومت کا رنگ جم گیا تھا اور تمام بنی عباس ابن معویہ کے پاس جا پہنچے عبداللہ نے ان کو اپنے لشکر کا عہدہ عطا کیے یہ سبب رضا کی

آل محمدؐ کی ۱۱۶؁ ہجری میں بادشاہ بنی امیہ کو تشدد پیدا ہوا کہ آل جعفر کا ستارہ عروج میں ہے
انہوں نے عامر ابن ضبارہ اور معین ابن زائد کو آل جعفر پر روانہ کیا ان دونوں نے آل جعفر
پر حملہ کر دیا عبداللہ کی فوج پسپا ہو گئی اور میدان جنگ میں عبداللہ کو چھوڑ کر منتشر ہو گئے۔
یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلم خراسان میں دعوت کر رہا تھا عبداللہ ابن معویہ اور حسنؓ اس کے برادر
نے کہ مسلم رضائے آل محمدؐ کی دعوت کر رہا ہے اس خیال سے کہ ہماری مدد کریگا اس کی طرف چلے
مسلم ان دنوں مرو دبن تھا آل جعفر جب ہرات پہونچے۔ تو مالک ابن ہیشم خزاعی نے روکا اور
ابو مسلم کو اطلاع دی جب مالک کا خط ابو مسلم کو پونچا اس نے لکھا کہ عبداللہ ابن معویہ کو معہ ہمراہیوں
سے قتل کر دے مالک نے ان حضرات کو قتل کر ڈالا ان حضرات کی مزارین ہرات شہر میں مقابر
سادات کے نام سے مشہور ہیں ابو مسلم جوان سادت کا قاتل تھا اور دولت بنی عباس کا مدعی ان
سادات کی رعایت نہ کرنا طمع دنیا تو غرض کا مرض ایسا لاعلاج ہی ہوتا ہے جو نیک بد کی
تمیز کو انسان کے قلب سے صاب کر لیتا ہے بہر حال علاقہ عراق فارس تومس تک آل جعفر کی زیر اثر
تھا۔ سادات کے قتل کے بعد ابو مسلم کے قبضہ میں آگیا۔ بنی امیہ کا عامل خراسان پھر ابو مسلم سے شکست
کھا گیا تھا۔ وہ علاقہ بھی ابو مسلم کے زیر حکم ہو گیا۔ اور ایران میں آل جعفر کی بربادی کا ابو مسلم کی کامیابی
کا موقع مل گیا اور ابراہیم بن محمدؐ کو بنی امیہ کے خانہ جنگی سے بہت فائدہ ہوا بنی عباس اپنی کامیابی پر پورے
فائز ہو گئے اور ۱۲۹؁ ہجری میں عراق عجم خراسان قومس تمام ملک میں سلاطین بنی امیہ کے نام خطبہ
سے خارج ہو کر ابراہیم ابن محمدؐ کا نام داخل کر دیا گیا اور نصیر ابن سیارہ جو بنی امیہ کا عامل ایران کا تھا۔
مرو میں ابو مسلم سے شکست کھا کر بھاگا اور ملک رے میں پہنچا۔ اور مروان الحمار کو لکھا کہ یہ فتنہ حد
و شام تک تباہی کا باعث ہو گا مروان الحمار نے ابو مسلم کا مبارک نامہ جو ابراہیم ابن محمدؐ کو لکھا تھا
وہ قاصد پکڑ لیا اس خط میں لکھا تھا کہ نصیر ابن سیارہ شکست کھا کر ملک خراسان سے فرار ہو گیا۔ اور اب
ملک میرے قبضہ میں آگیا ہے مروان الحمار نے اسے قاصد کو کہا یہ خط ابراہیم کے پاس لے جا وہ جو جواب
لکھے وہ مجھ کو آکر دکھا تا نر کثیر دونگا وہ قاصد ابراہیم ابن محمدؐ کے پاس گیا۔ ابراہیم نے ابو مسلم کا خط
پڑا تھا اور جواب لکھا کہ ہمارے حصول دولت میں کوشش بلیغ کرو اور ہمارے مخالفین
کے استیصال پوری کرو۔ ابراہیم نے خط اسے قاصد کو دیا اس نے مروان الحمار کو بموجب وعدہ لا دیا
اور انعام لیا مروان نے خط پڑھا اور عامل جابلقا کو یہ لکھا کہ ابراہیم کو معہ انصار جابلقا سے گرفتار
بھیجد یجئے عامل نے فوراً ان کو گرفتار کر کے روانہ کیا جب ابراہیم مروان الحمار کی روبرو لائے گئے

مروان نے اسکو نا ملائم کہا ابراہیم نے جواب دیا میں ابومسلم کے خفیہ سے واقف نہیں ہوں ۔ مروان الحمار نے وہ خط اور قاصد سامنے کر دیئے ابراہیم نادم ہو کر خاموش ہو گئے ابراہیم کو مروان نے قید کر دیا ابو عبداللہ ثعلبی کا بیان ہے کہ عبداللہ عباس ابراہیم قتل کئے گئے انکے قتل کے بعد سفاح و منصور و اسماعیلؑ و ابو داؤد و صالح و عبدالصمد یہ تمام فرار ہو کر ابو سلمہ کے پاس کوفہ میں چلے آئے ابو سلمہ حلال جو عراق میں وزیر آل محمدؐ معروف تھا اسنے عراق سے نبی امیہ کا اقتدار اکھاڑا تھا اور نبی عباس جو شام سے آئے تھے اپنے گھر میں پوشیدہ رکھا اور مسلم کو اطلاع دی ابومسلم نے فوج خراسان کے کوفہ پر روانہ کی خراسانیوں کا لشکر نبی امیہ سے مقابل ہوا۔ بڑی خونریزی واقع ہوئی نبی امیہ میدان سے بھاگ گئے اور ابو سلمہ کا کوفہ پر قبضہ ہو گیا۔ ابو سلمہ نے خیال کیا کہ اہلبیت طاہرین سے خلیفہ مقرر ہو اور دارالخلافت شام پر حملہ کیا جاوے۔ اس خیال سے ابو سلمہ نے تین خط استدعا قبول خلافت کے لئے تحریر کئے ایک پہلا خط جناب امام جعفر الصادق کے نام دوسرا عبداللہ المحض کے نام تیسرا عمر اشرف ابن امام زین العابدین کے نام اور قاصد کو یہ تاکید کی کہ اول امام جعفر صادق کی خدمت میں جانا اگر آپ انکار کریں تو پھر عمر بن علیؑ کے پاس جانا اگر وہ بھی انکار کریں تو پھر عبداللہ محض میں حسنؑ مثنیٰ بن امام حسنؑ کے پاس جانا بہرحال قاصد ابو سلمہ کا کوفہ سے مدینہ میں پہنچا اور پہلے خدمت امام میں گیا اور حاضر ہوا آپ نماز مغرب سے فارغ ہوئے تھے۔ قبیلہ روشن تھا آپ نے خط بغیر کھولے جلا دیا تھا اور کہا جواب یہی ہے قاصد پھر عبداللہ محض کے پاس گیا۔ عبداللہ محض وہ خط لے کر بغرض مشورہ امام کی خدمت میں آئے آپ نے ارشاد فرمایا اہل خراسان ہمارے شیعہ نہیں۔ ابو سلمہ کے قول پر اعتبار نہیں اور خلافت اب ہمارے قابل نہیں۔ وہ قاصد پھر عمر اشرف کے پاس گیا عمر اشرف نے کہا ہم واقف نہیں۔ اسلئے جواب نہیں دیتے روضتہ الصفا جلد سوئم اس واقع کو امام یافعی نے بھی اپنی تاریخ میں ایسا ہی لکھا ہے ۔

چنانچہ امام یافعی تحریر کرتے ہیں کہ ابو مسلم مروزی نے ایک خاص آدمی کو امام کی خدمت روانہ کیا اور یہ پیغام دیا کہ اگر آپ قبول خلافت کریں تو بندہ آپ پر رضامندی ہے آپ نے جواب دیا کہ زمانہ ہماری خلافت کا نہیں ہے پس ابو مسلم کوفہ میں گیا اور منصب خلافت کو السفاح کی سپرد کیا اور بیعت اس سے کر لی امام جعفر صادق نے امر خلافت کو قبول نہ کیا خدا کی جانب سے مقرر کئے ہوئے امام کی یہ شان اور توکل کی یہ صورت ہوتی ہے اہل دنیا کو ایسا موقعہ نصیب سے آتا ہے ابو سلمہ اور ابو مسلم

کی ہزار استدعا قبول خلافت کیلئے اور امام بحق صادق نے قطعی انکار کیا سلطنت دنیا کو آپ نے کئی بار ٹھکرایا ہے یہ سوائے خاصان خدا اور مقربان بارگاہ رب العلا کی دوسرے سے ممکن نہیں ایسی قناعت اور توکل پر قادر ہونا یہ اوصاف اور محامد امام منصوص میں الیہ میں ہوتے ہیں عبداللہ محض بھی اسی خانوادہ سے تھے مگر مؤید من اللہ نہ تھے یہ فرق تھا۔ امام جعفر صادق اپنی جلیلہ مراتب کے آگے دنیاوی اقتدار کو محض بے اعتبار جانتے تھے آپ نے فرمایا یہ امر بنی عباس کا حصہ ہے چنانچہ ابن حجر عسقلانی صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ محمد نفس زکیہ بن عبداللہ المحض نے سلطنت بنی امیہ کے اخیرایام میں یہ ارادہ کیا تمام بنی ہاشم ہماری بیعت کریں امام جعفر صادق نے منع فرمایا آپکو سب کچھ معلوم تھا مگر نہ مانی اور کہا بوجہ حسد ہماری بیعت نہیں کرتے آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ظہور میں آیا عبداللہ ابن محمد السفاح کی سلطنت کا بیان صاحب روضۃ الصفا فرماتے ہیں کہ ابو سلمہ خط مدینہ والیکا انتظار کرتا تھا ایں بہر سوم ربیع الاول ۱۳۲ھ ہجری کو ابراہیم کو وفات ظاہر ہوئی ہمراہیان ابو مسلم نے بلا اجازت ابو سلمہ جلد سوئم ٭

بنی عباس کیطرح بنی حسنؑ بھی دعویدار خلافت تھے اولاد عباس کی دعوت پوشیدہ یک خراسان ہو رہی تھی اور آل امام حسنؑ کی خفیہ بیعت مدینہ میں ہو رہی تھی جانبین سے حصول مقاصد کیلئے برابر دعویدار تھے ساری دنیا نے اولاد عباس کی بیعت کر لی بنی حسنؑ چوں نہ کر سکے جب عباسیونکو معلوم ہوا کہ ابو سلمہ نے بنی فاطمہ کو طلب کیا ہے انکو فکر پیدا ہوا عبداللہ السفاح نہایت ہوشیار تھا سوچا کہ بغیر بنی فاطمہ کے متفق ہونیکے کام نہ چلیگا امام حق تو اس امر کے خواہاں نہیں ہیں عبداللہ محض اور انکے صاحبزادیوں کا اندیشہ ہے۔ انکا ملا لینا ضرور ہے عبداللہ السفاح نے اپنے برادر کی صلاح سے پاس طلب کیا جب وہ تشریف لائے وعدہ وعید پر راضی کر لیا گیا۔ تمام اہل نے بنی حسنؑ کی سکوت کو عین رضامندی جانکر عباسیونکی بیعت کر لی اور لب نہ ہلایا حکام عراق و فارس نے بھی بیعت قبول کر لی عبداللہ السفاح تخت نشین ہوا ابو سلمہ حلال بھی خدمت خلیفہ پر گیا اور مبارک خلافت دی ابو حمید جو اہل خراسان کا سردار تھا اسنے اعتراض کیا اور کہا تمہارے ناک کاٹے جاوینگے ابو حمید کا اشارہ ابو سلمہ سے تھا۔ بوجہ خلافت بنی عباس بنی فاطمہ کو خط لکھے تھے عبداللہ السفاح نے ابو حمید سے کہا ابو سلمہ کے بہت حقوق ہمارے ذمہ ہیں اسکی تعریض مناسب نہیں ہے السفاح نے ابو سلمہ سے کہا اب آپ تشریف لیجائیں اور علی الصباح مسجد جامع میں تشریف لائیں دوسرے دن السفاح شان تجمل سے مسجد میں داخل ہوا اور بر خلافت بنی امیہ منبر پر خطبہ پڑھا اول حمد

خدا اور لعنت رسالت پناہ کے بچھے نیچے اترا کچھ علیل تھا اسکے برادر داؤد بن محمد السفاح کہا ایہا الناس آپ تمام حضرات کو معلوم ہے کہ اس منبر پر بعد رسالت پناہ صلعم کے کسی خلیفہ نے پاؤں نہیں رکھا سوائے جناب علیؑ یا موجودہ امام جو اسوقت تمہارے پیش نظر ہے اور امر خلافت ہمارے خانوادہ میں تاقیامت رہیگا۔ اسکی غرض اور مقصود سے روشن ہے کہ وہ اپنی امارت روحانی اور ولایت اور امامت سے بغیر بیان کرے نبی عباسؓ نے آل محمدؐ کی امامت سے اپنی امارت مراد لیکر دنیا کو آئمہ طاہرین کی اطاعت کی آڑ میں اپنا بنانا چاہا تھا اور رضائی آل محمدؐ کی مجمل کلمہ سے بھی عالم قریبی مراد تھی نبی عباس اگرچہ نزیادہ ہوں مگر آل محمدؐ کی طبقہ مقدس میں تو داخل نہیں ہو سکتی تمام لوگوں نے آل محمدؐ کی حمایت کا اعتبار کرکے انکا ساتھ دیا اسی طریقہ سے بیس برس تک کام لیا گیا اور راز افسانہ کیا کہ ہم اول محمدؐ ایک ہیں داؤد کا مطلب یہ تھا کہ اپنی امارت کو امامت حقہ سے ملاتا تھا اور عوام الناس کو شبیہہ میں ڈالنے کے لئے مجمل لفظ رضائی آل محمدؐ کا زبان زد تھا۔ اور حصول دولت کا ذریعہ سمجھ لیا تھا اور جو صاحب بصیرت تھی وہ آل محمدؐ کے عقیدہ میں سر جھکائے رہے جو حجت اللہ علیٰ اھل الدنیا و عروۃ الوثقیٰ کی اصلی مفہوم تھے اور آل محمدؐ کے ساتھ نبی عباس کا یہ تمسک انکے حصول مدعا تک منحصر تھا جبتک وہ اپنی مدعا پر فائز نہیں ہوئے تھے جب وہ اپنی تمنا سے ہمکنار ہوئے پھر نام نہ لیا اور انکے مظالم سے اہلبیت کو وہ مصیبت پیش آئی جو بیان سے باہر ہے تمام تاریخوں میں درج ہے۔ انکی ظالمانہ حرکات انکو سلاطین نبی امیہ کا پورا پورا قائم مقام ثابت کرتے ہیں نبی عباس نے تخت پر بیٹھتے ہی اپنی حفظ خلافت کیلئے وہی اصول قائم کئے جو نبی امیہ نے تجویز کئے تھے جو محبان آل محمدؐ سے تھے انکو قتل کرنا شروع کر دیا یہ نبی امیہ کے پورے مقلد نکلے عبداللہ ابن محمد السفاح نے بعد انتظام عراق مروان حمار پر لشکر کشی کی صاحب روضۃ الصفا کا بیان ہے کہ جانبین سے مقابلہ ہوا اور مروان کی شکست نمایاں ہوئی وہ استنجہ کیلئے ایک گوشہ میں گیا اور گھوڑا اسکا بھاگ گیا فوج نے سمجھا کہ سردار مارا گیا عرب میں یہ مثل مشہور ہے کہ اسکی دولت پیشاب کے ساتھ نکل گئی مروان حمار اور ابراہیم بن ولید بن عبدالملک بن مروان بن حکم جو شہنشاہ کیلئے بادشاہ بنا تھا معہ فوج فرار ہوا آگے دریا فرات سد راہ ہوا اور عبداللہ ابن علیؑ انکے تعاقب تھا دریا میں ہزاروں آدمی غرق ہو گئے وَاَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ عبداللہ ابن علی نے کہا مروان کی ایک لاکھ فوج میں چند آدمی جانبر ہوئے عباسیونکو نبی امیہ پر فتح

کامل ہوئی اور کثرت سے مال غنیمت ہاتھ لگا اب مروان کی اخیر داستان یہ ہے کہ مقام زاب سے بھاگ کر شہر موصل میں آیا عبد اللہ ابن محمدؐ السفاح نے ابو عون کو مروان کے پیچھے روانہ کیا وہ نشانہ قدم پہ سراغ لگاتا گیا جب بحرہ عرب پر پہنچا تو کشتی پر سوار ہو کر ممالک افریقہ کو جاتا تھا عامر ابن اسماعیل اور ابو عون پیادہ ہے اس کی کشتی پر سوار ہوا مروان ایک جگہ پر سو گیا عامر ابن اسماعیل نے اسکا سر کاٹ لیا سلاطین بنی امیہ کے آخر بادشاہ کا خاتمہ کر دیا عباسیوں کو سلطنت کے ساتھ بنی امیہ کی تمام دولت بھی ملی پھر بنی امیہ کا قتل عام شروع کر دیا بڑے عذاب سے قتل کئے گئے اور سلاطین بنی امیہ اور مروان کے مقبرے بھی کھدوا ڈالے معاویہ ابن سفیان اور یزید ابن معاویہ انکی قبروں میں سوائے خاک کے کچھ نہ پایا عبد اللہ ابن علیؑ نے جب ہشام بن عبد الملک کی لاش ثابت پائی اسکو روغن زیت ملکر دفن کیا ہوا تھا ہشام کی لاش منظر عام میں لٹکائی گئی اور کثرت سے کوڑے لگائے اور جلایا گیا صرف ابن عبد العزیز کی لاش کو چھوڑا مورخ ابو الفدا لکھتا ہے ان کی اور لاشیں گلی کوچہ میں اور بیرون شہر پڑی تھیں اور کتے اور دیگر مردم خوار جانور نوچتے گھسیٹتے پھرتے تھے شیر خوار بچہ کوئی بچا ہوگا سلیمان بن عبد اللہ ابن عباس نے سفارش سے بنی امیہ کا قتل منسوخ کرا دیا ہر شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ بنی عباس نے اپنے حصول مقاصد کیلئے اولاد حضرت سے اپنا پورا خلوص اور اتحاد ظاہر کیا عوام کو رضائی آل محمدؐ بتلا کر تسخیر کر لیا کہ موجودہ سلاطین جبار بنی امیہ امر خلافت کو اصلی حقدار ونکی طرف منتقل کر دینگے جو منجانب اللہ اسکیلئے منتخب ہو چکے ہیں عبد اللہ ابن محمدؐ السفاح نے خارجیوں سے ابو سلمہ خلال کا خاتمہ کرایا انکے ذریعے سے انکو خلافت ملی تھی۔ اور ابو مسلم کا قتل زیر تجویز تھا کہ ابو عبد اللہ محمدؐ السفاح نے بمقام رے ۱۳۶ ہجری میں انتقال کیا۔ اور اسکے بعد منصور نے ابو مسلم کو ملک رے کیطرف روانہ کیا غرض کیلئے اپنا بنا لیا اور ولیس اسکے قتل کی تجویز تھی یہ شخص ابراہیم ابو مسلم ابن سلیط ابن عبد اللہ ابن عباس ابن عبد المطلب تھا اس نے تمام ممالک خراسان اور فارس اور مرو اور عجم عراق اور عرب شام مسخر کیا اور اپنی ہم جد بنی عباس منصور کی سپرد کر دیا اور منصور ایسا بد عہد اور بے وفا تھا کہ ابو مسلم کو اپنے گھر میں مہمان بنایا اور قتل کر ڈالا کیسا ظالم تھا یہ اسکی مہمان نوازی تھی اگر یہ انکے ہمراہ نہ ہوتا تو انکی خلافت محال تھی اب کام نکل گیا یہ صرف بنی عباس کا ہمدردی تھا ابو سکے مظالم سے تاریخوں کے ہزارہا صفحے رنگے پڑے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی عباس کی حصول دولت کی غرض سے انسے لاکھہا خون ناحق کئے غرضیکہ سادات اولاد حضرت جعفر طیار شہر ہرات میں

اسی کے حکم سے مارے گئے اور جو ابومسلم نے امام جعفر صادقؑ کو قبول خلافت کے لئے لکھا تھا وہ بھی اس کے مدبرانہ چالیں تھیں جب امام صادق نے اسکو اپنے تابعین میں شمار نہیں فرمایا تو ہماری کیا مجال ہے جو ابومسلم کو دائرہ اسلام میں داخل کریں۔

منصور کے مظالم جو سادات سے کئے

منصور ابن محمدؐ السفاح کے مظالم کے حالات اور ابنائے حضرت امام حسنؑ کی درد انگیز مصیبت کی داستان یہ ہے منصور ابومسلم کے واقعہ سے فارغ ہوا تو اس نے اولاد امام حسنؑ پر نظر ڈالی اوپر بیان ہو چکا ہے کہ بنی عباسیہ نے اپنی دعوت کا سلسلہ بنی حسنؑ کی اتفاق سے شروع کیا تھا پہلے منصور نے محمدؐ ابن عبداللہ محض سے مقام ابوا میں بیعت کر لی تھی۔ اسکو دیکھکر تمام حاضرین نے بیعت محمدؐ سے کر لی۔ جب امام جعفر صادق سے اسکو معلوم ہوا کہ امر خلافت بنی عباس کو پونچیگا تو منصور کو محمدؐ نفس زکیہ کی بیعت سے ندامت آئی بکرا فکر ہوا دوبارہ خدمت امام میں گیا آپ نے اسکی تسلی کر دی اور قلب اسکا فیض یزدانی نور ایمان سے محروم تھا اسوقت تک تصدیق نہ کر سکا جب تک آپ امام کے پاس جا کر دریافتؑ کر لیا منصور تک رضائے آل محمدؐ کی فقیری سے کام چلاتا رہا شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی سیرۃ النعمان میں لکھتے ہیں منصور نے سادات کی بیخکنی اور خانہ بربادی شروع کر دی سادات بنی حسنؑ سے بھی خلافت کا خیال لگا رہے تھے صرف بدگمانی پر منصور نے بنی فاطمہ کی بیخ کنی شروع کر دی محمدؐ اور ابراہیم کہ حسن جمال میں یگانہ تھے۔ اسیوجہ سے دیباج کہلاتے تھے زندہ دیواروں میں چنا دیئے گئے۔ آخر ان ظلموں سے تنگ آکر ۱۴۵ھ ہجری میں انہیں مظلوم سادات سے محمدؐ نفس زکیہ نے کم آدمیوں سے مدینہ میں خروج کیا سیرۃ النعمان سے ثابت ہوا یہ منصور کی بے رحمیاں جو محمدؐ نے خروج کیا حال یہ ہے کہ منصور نے اور اسکی قایم مقایم سلاطین عباسیہ نے ابتدا سے سادات کشی کو اپنا ذریعہ لبقائے حکومت سمجھ لیا تھا جیسا سلاطین بنی امیہ نے سمجھ لیا تھا تدبیر میں دونوں قوموں کی سلاطین ہمقدم اور ہمخیال تھے منصور کہ محمدؐ نفس زکیہ سے بیعت کر کے سخت حیران ہوا تھا۔ اور امام صادق کا ارشاد سونے میں سہاگہ کام دے گیا منصور سمجھا اپنے آپ پاؤں میں کلہاڑی ماری کہ محمدؐ کو حاکم اور شریک بنا لیا منصور ۱۴۲ھ ہجری میں کوفہ سے مکہ میں پہنچا اور

واپس آکر آس پاس کو جو زیادہ زید شہید کی اولاد تھی جو مدینہ سے ترک کر کے ہشام کیوقت
شہر واسطہ میں آباد تھے ان کو قتل کیا جب منصور کی مظالم کی خبریں سادات نبی حسنؑ کو
پونچیں تو ان کو ہراس ہوا اور ان کو یقین ہو گیا کہ منصور ہمکو ضرور قتل اور غارت کرے گا۔
وہ اپنے مال اور جان کی حفاظت میں شروع ہو گئی اور سیرۃ المامون میں لکھا ہے کہ عباسیوں
پر قتل سادات کا الزام لگایا جاتا ہے المامون کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سادات
وقصور دار تھے انہوں نے بازشاہ وقت سے بغاوت کی تھی اسلئے قتل کئے گئے۔ اور
سیرۃ النعمان سے ثابت ہوتا ہے کہ جب سادات منصور کے ظلم کی برداشت نہ کر سکے۔
تو محمدؑ نفس زکیہ نے خروج کیا اس قول سے محمدؑ بے قصور ثابت ہوئے ایک کتاب میں غریب
سادات مجرم قرار دیئے گئے اور دوسری کتاب میں الزامات سے بری کر دیئے گئے یہ دونوں
کتابیں سیرۃ النعمان اور سیرۃ المامون ایک فاضل شبلی نعمانی کی تصنیف ہیں جو شمس العلماہیں
نبی عباسیہ نبی امیہ کے پورے مقلد تھے لیکن نبی امیہ کا سادات سے بیعت کرنا کہیں ثابت نہیں
ہوتا اور منصور تو انسے بیعت کر چکا تھا اور وعدہ وعید مستحکم حلف لے چکا تھا ہر طرح سے
مجمع عام میں انکے افضل شرافت کو تسلیم کر چکا تھا یہ منصور کی بدعہدی اور خود غرضی تھی۔
صداقت دیانت کا نام نہ تھا منصور ۱۴۲ھ ہجری میں شہر بغداد کی تکمیل چھوڑ کر کوفہ سے ہوتا
بہانہ حج مکہ میں پہنچا۔ اور وہاں سے مدینہ میں گیا اور عامل مدینہ کو حکم دیا کہ سب سادات
نبی حسنؑ کو گرفتار کر کے کوفہ کو روانہ کر دے عامل نے سادات کو پا بجولاں کر کے روانہ
کر دیا اور منصور بغداد کو چلا گیا۔ محمدؑ اور ابراہیم نے اپنے قبیلہ کی گرفتاری دیکھکر جنگل
اور کوہ کی راہ لی۔ پورے چار برس خوف منصور سے پوشیدہ رہے خلاصہ یہ دونوں
برادر اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ مدینہ سے حجاز کے پہاڑوں اور خوفناک جنگلوں میں
ٹھوکریں کھاتے رہے حجاز سے یہ قافلہ شہر عدن میں پہنچا وہاں بھی صورت امن نہ پائی
آخر یہ مظلوم قافلہ بحر عرب سے ہو کر ہندوستان کی مغربی ساحل پر اترا اور ملک سندھ
میں مقیم ہوا اور دو سال جب گذر گئے تو سندھ میں بھی کوئی آرام کی صورت نہ نظر آئی
یہ چھپتے چھپاتے پھر مدینہ میں پہنچے۔ اور ان کی سراغ میں منصور نے جاسوس لگا رکھے
تھے اور ان کی گرفتاری کی فکر میں تھا جب اسکو ان کے مدینہ آنے کی خبر ملی تو عامل
مدینہ کو لکھا تو تمام سادات نبی حسنؑ کو گرفتار کر کے بغداد روانہ کر دیئے اس ملعون نے

فوراً یہ قافلہ بغداد کو روانہ کردیا جب یہ قافلہ فوراً یہ قافلہ ظلم رسیدہ مدینہ سے جب چلا انکی غربت اور مجبوری پر خیال کرکے ہر ایک شخص روتا تھا۔ وہ شرافت نجابت کی مجسم صورتیں بولتیں اور فضیلت کمال کی تصویریں، جنکے حسن کی مثال دنیا میں مشکل پائی جاتی تھی انکا ہر ایک جوان رعنا دلیر شجاع تھا ان کے گلے میں طوق ہاتھ میں دوہری زنجیر ڈالی شرم حجاب سے گردن جھکائی تھی اور لاغر برہنہ پشت شتروں پر بٹھائے ہوئے تھے اور شہر کے کوچوں میں کشاں کشاں پھرائے جاتے تھے کامل ابن اثیر کا بیان ہے کہ جب امام جعفر صادق کو ان کا حال معلوم ہوا تو آپ وہاں سے اٹھکر باہر آکر کھڑے ہوگئے کہ اتنے میں مظلوم سادات کا قافلہ گذرا صلہ رحم کے لحاظ سے آپ نے دیکھا کوئی پابہ زنجیر کوئی طوق گلوگیر کسی کی مشکیں کسیں ہیں اور کسی کے پاؤں اونٹ کے پیٹ سے بندھے ہیں بے ساختہ رونے لگے کامل ابن اثیر کا بیان ہے کہ آپ روتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ مدینہ اب دار الامان نہیں رہا ابوالفرج اصفہانی کی اسناد سے ملا محمد باقر مجلسی تحریر کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مابہ خدایا انصار اولاد سے تو سخت عوض لینا کتاب کافی میں منقول ہے کہ جب قافلہ مسجد رسول اللہ صلعم کے آگے سے گذرا آپ دیکھکر بہت روئے اور گر پڑے اور چند یوم بیمار رہے علامہ ابن اثیر کا بیان ہے کہ محمد نفس زکیہ اور ابراہیم یہ دونوں مدینہ میں نہ تھے بخوف پوشیدہ ہوگئے تھے اور تسلی کرتے تھے لباس تبدیل کرکے شب کو اس قافلہ مقیدین برائے ملاقات پدر بزرگوار جاتے تھے اور تسلی کرتے تھے عبداللہ محض نے ایک روز فرزندوں سے فرمایا کہ تجھ اسیر کا خدا جانے کیا نتیجہ ہوگا تم بادشاہ وقت سے طاقت مقابلہ نہیں رکھتے منصور تم کو عزت سے رہنے نہ دیگا مگر عزت سے مرنیکو تو نہیں روک سکتا ان کلمات حسرت آمیز سے انکو غیرت کا جوش پیدا ہوا سادات کسی میں کیا تمام بنی عباس بنی امیہ کے پورے قایم مقایم تھے سادات کو جس دوام رکھنا یہ واقعہ پورے طور سے کافی ہے کیا ان واقعات کو پڑھکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ بنی عباس نے بنی امیہ سے سادات پر کم ظلم کیا ہے بنی امیہ تو قدیم کے دشمن تھے اور یہ قرابت قریبہ رکھتے تھے اور ساری دنیا میں رضائے آل محمدؐ اور اولاد اہلبیت کے دعوے کرتے تھے علامہ ابن اثیر کا بیان ہے کہ سادات قیدخانہ میں تلاوت قرآن مجید کا ذکر کرتے تھے ان کا اشعار تھا پانچ حصہ پر تقسیم تلاوت تھی اور جہانخانہ تاریکتر میں بسر ہوتی تھی اور آب دانہ بند تھا یہ مصیبت زدہ جماعت اسی خانہ میں فناہ ہوگئی۔ اسیطرح مری جوان قیدخانہ میں تڑپا تھا اسکا مردہ وہ نے

نکلا نہیں جاتا تھا اور ریت وہیں پڑی سڑا کی اور اسکی بُو دوسروں کو بیمار کر دیتی تھی۔ محمدؑ نفس زکیہ
کو یہ خبر ہوئی کہ سادات قید خانہ میں بڑی اذیت سے مارے جاتے ہیں تب محمدؑ کے دل میں قوت
باقی نہ رہی اور اپنی جان بھی بچنے کی صورت نہ دیکھی تب مدینہ کے لوگوں سے محمدؑ نے اپنی اس امر
کی استدعا کی انکی تھوڑی تحریک پر تمام لوگ محمدؑ کے ہمراہ ہو گئے رفتہ رفتہ اطراف میں انکی حکومت
کا رنگ جما یا گیا بلکہ مکہ اور یمن تک ان کی امارت کا اثر ہو گیا اور عامل مقرر کئے گئے محمدؑ کے سب
کام چند دنوں میں بخوبی انتظام پا گئے اور ابراہیم بصرہ میں چلے گئے انہوں نے اپنی حکومت کا
رنگ جما لیا کوفہ بصرہ کے لوگوں نے ابراہیم کی بیعت کر لی اور محمدؑ سے اس کی جمعیت زیادہ
ہو گئی ان دونوں بھائیوں نے اتفاق کیا کہ متفق ہو کر منصور پر خروج کیا جاوے مگر مشیت
ایزدی عباسیوں کے ہاتھ زمام سلطنت دیکر انکے نفس کا امتحان کرنے والے تھے سادات
کو فروغ کیسے ہوتا سید ابراہیم علیل ہو گئے اور سید محمدؑ کے سر پر فوج منصور کے آگئی ان کو
ضرور مقابلہ حریف سے کرنا پڑا ۱۴۵ھ ہجری مقام قیذ جو مدینہ سے قریب واقعہ ہے مقابلہ ہوا
عیسےٰ بن موسےٰ منصور کی فوج کا افسر تھا۔ تاریخوں میں درج ہے کہ عیسےٰ نے جو لوگ سید
محمدؑ کے مطیع تھے انکو خط لکھے یہ کہ سید محمدؑ کی ترک بیعت پر بہت انعام و جاگیر کا وعدہ کیا ان
مراسلات کا نتیجہ یہ ہوا کہ سید محمدؑ کی فوج نصف بھاگ گئی کچھ فوج عیسےٰ سے ملگئی کچھ فیصلہ
کا انتظار کرنے لگے ۱۴ رمضان ۱۴۵ھ ہجری کو عیسےٰ نے مدینہ پر چڑھائی کر دی سید محمدؑ نے
قلیل جمعیت سے مقابلہ کیا مقام احجار الزیت پر لڑائی ہوئی سید محمدؑ نے شجاعت آبائی
کی جوہر دکھلائے اور پسپا کر دیا آخر حمید ابن محیط نے نوک نیزہ سے سید محمدؑ کا کام تمام
کر دیا۔ اور عیسےٰ بذات خود مدینہ میں منصور ہو کر اموال سادات کی ضبطی کرنے لگا باغات
اور اراضیات امام جعفر صادقؑ کی ضبط ہو گئی اس لحاظ سے امام صادق ترک مدینہ کر کے علاقہ
فرع میں تشریف لے گئے عیسےٰ نے سر مبارک سید محمدؑ نفس زکیہ کا فتح نامہ کے ساتھ
منصور کے پاس روانہ کیا عیسےٰ کا قاصد سر محمدؑ کا لے کر دربار میں حاضر ہوا ظالم منصور نے
سر محمدؑ کا قید خانہ میں ان کے باپ عبداللہ محض کے پاس بھیجا وہ اسوقت نماز پڑھ رہے تھے
انکے بھائی حسن مثلث نے کہا نماز کو طول ندو یہ تحفہ بادشاہ نے آپ کو بھیجا ہے۔
جب عبداللہ محض نے سر فرزند کا دیکھا اور بہت روئے اور اٹھا کر سینے سے لگایا اور فرمایا
میرے پارۂ جگر ہائے افسوس آخر پسر کے روئے مبارک پر اپنا منہ رکھدیا اور روح

ان کی پرواز کر گئی اور ایک آہ کے ساتھ دم نکل گیا ہیہات ہیہات یہ منصور کے مظالم تھے اور سید ابراہیم نے بصرہ کی بیت المال پر قبضہ کر لیا تھا اور اہواز اور واسط فارس میں اپنے عامل بھیجدیئے تھے ان لوگوں نے تمام رعایا کو بنی حسنؑ کا مطیع بنایا تھا سید ابراہیم کی آمور روز بروز ترقی پر تھی اور منصور کی کوئی تدبیر نہ چلتی تھی اور خواب نہ آتی تھی آخر مدینہ سے اپنے بچا عیسٰے کو طلب کیا اور سید ابراہیم اپنی جمیعت لے کر کوفہ پر پہنچا منصور کے حواس باختہ ہوگئے سید ابراہیم مقام الحمرا میں خیمہ زن تھا اسے عیسٰی کا لشکر وہیں ملا اور مقابلہ محفرا موت کا بازار گرم ہوا۔ سید ابراہیم بن عبد اللہ محض غالب رہا منصور کو خبر پہنچتی رہتی تھی وہ کہنے لگا کہاں ہیں ان کی صادق جو کہتے تھے خلافت عباسیوں کی ہوگئی بدظن ہوگیا پہلے آپ کا قول صدق جانتا تھا پھر یقین پر ثابت نہ رہا سید ابراہیم کی فوج نے عیسٰی کی فوج پس پا کردی عیسٰی کو شکست فاش ہوئی سید ابراہیم نے تعاقب بند کر لیا عیسٰی پر لوٹ پڑا پھر سید ابراہیم کی جمیعت تمام منتشر ہوگئی اور سید ابراہیم نے خود تلوار لے کر مقابلہ کیا آخر عباسی کی ضرب شمشیر سے ان کا کام تمام ہوگیا ۲۵ ذوالجہ ۱۴۵ھ ہجری میں یہ واقعہ ہوا جب سید محمدؑ و سید ابراہیم فرزند سید عبداللہ محض بن سید حسنؑ مثنٰی بن امام حسنؑ ختم ہوچکے مگر منصور کی سادات کشی کا سلسلہ تمام نہ ہوا۔ بقیہ سادات کے خون ناحق کرنے شروع کردیئے جہاں کہیں سادات کا وجود اسکو ثابت ہوا انکے قتل کا سلسلہ جاری کردیا۔

منصور کی عام سادات کشی

آخر مار کر چھوڑا تمام تاریخوں کا بالاتفاق بیان ہے کہ خضرا الحمرا مذبح میں سرخ لباس کر کے قتل کا حکم دیا کرتا تھا فوراً قتل کیا گیا مہلت کی مجال نہ تھی بیرحم مقاصد ظالم شقاوت شعار خونخوار تھا۔ خداوند عالم اس سے غوث آخرت کو لیگا۔ سید علیؑ ابن سید محمدؑ ابن سید حسنؑ ویباج مدینہ سے منصور کے سامنے لائے گئے پہلے انکے ساتھ سخت کلامی کی پھر چار سو تازیانہ ان کے بدن پر لگائے گئے۔ امام ابوالفرج اصفہانی لکھتے ہیں کہ ضرب تازیانہ سے جب غریب کا کرتہ اتارا گیا تو کرتے کے ساتھ جلد بدن بھی اتر آئی۔ ان سفاکیوں پر بھی منصور نے بس نہیں کی اور قصر کی دیوار میں کھڑا چنوا دیا جو اسوقت زیر تعمیر تھا۔ سید عباس ابن حسنؑ مثنٰی اور سید عمر ابن حسنؑ ان کو بھی منصور

نے قتل کیا اور سید علیؑ ابن سید محمدؑ ابن سید عبداللہ محض اور عبداللہ ابن سید محمدؑ بن عبداللہ
محض انکو بھی منصور نے قتل کیا اور علیؑ ابن محمدؑ مصر میں منصور کے حکم سے قتل کئے گئے اور عبداللہ
ابن محمدؑ کشمیر کی لڑائی میں مارے اور سید موسیٰ ابن عبداللہ محض کا سندھ میں خاتمہ کر دیا اور عیسیٰ
ابن عبداللہ محض مدت تک ہندوستان میں پوشیدہ رہا اور مہدی ابن منصور کی زمانہ میں واپس مدینہ
میں گیا۔ اور حسنؑ ابن عبداللہ محض جیلخانہ میں مرے اور علیؑ اور عبداللہ اور حسنؑ اور زید ابن محمدؑ نفس زکیہ
اور محمدؑ کے برادر یحییٰ ابن عبداللہ محض ادریس ابن عبداللہ محض ان سادات کو منصور نے چن چن
کر مار ڈالا تمام عمر سادات کی تلاش میں بسر کر ڈالی اسکو کوئی سید ہاتھ لگ گیا قتل یا دیوار میں چنوا دیا
صاحب السان الواعظین کی عبارت شاید ہے کہ منصور مسجد ہی در بغداد ساخت آہ اسباب بشش از
اجساد جسم سادات نبی فاطمہ ساخت واز قلعہ شہر رے نیز بسیاری را در بنیاد نہاد سادات کشی منصور
کی عادت ہو گئی تھی خون سادات اس کے منہ لگ گیا تھا۔ اسکی مثال وحشی بہایم جو مردم خوار ہو جاتے
ہیں پائے جاتے ہیں *

چنانچہ ملا محمدؑ باقر جلا العیون میں لکھتے ہیں کہ منصور جب بغداد کی عمارت بنواتا تھا۔
جتنے سادات پکڑے آتے تھے دیواروں میں چنوا دیتا تھا بغداد کی مسجد بنیاد سادات کی لاشوں سے
پاٹ دیگئی اور اوپر عمارت قایم کی گئی *

شہر رے کے قلعہ کا احوال

شہر رے کے قلعہ میں بھی سادات چنے ہوئے ہیں ایک دن اولاد امام حسنؑ میں سے ایک لڑکا
سید پکڑا گیا وہ کم سن تھا منصور نے حسب دستور معمار کی سپرد کیا سید قبول صورت تھا اور معمار
کو اس کی نگرانی کے لئے مقرر کیا معمار صاحب اولاد تھا اسکو رحم آیا اس نے چن تو دیوار میں
دیا مگر ایک سوراخ رکھدیا جو ہوا جاری رہے اور سید کے کان میں کہا نصف شب کو نکال
لونگا گھبرانا نہ جب لوگ سو گئے تب معمار نے ستون سے سید کو نکالا اور ہاتھ جوڑ چھوڑ کر کہا
کہ لباس بدل کر کہیں دور نکل جاویں منصور کو خبر نہ ملی اس سید نے کہا اچھا تیرا بڑا احسان ہوا
مگر میری والدہ کو تسلی دینا کہ وہ زندہ ہے اپنے گیسو سید نے کاٹ دیئے کہ یہ میری ماں
کو دینا کہ تسلی رہے معمار نے اس کی والدہ کو خبر زندگی اور وہ گیسو جا کر دے سید انی نے

ہزار دعائیں معمار کو کہیں سید داؤد ابن حسنؑ مثنیٰ امام جعفر صادق کے رضاعی بھائی تھے ام داؤد نے پسر کا حال کہا آپ سنکر مغموم ہوئے اور دعائے استفتاح تعلیم فرمائی ام داؤد کے پڑھنے سے تھوڑے دنوں کے بعد رہا ہو کر مدینہ میں اپنی والدہ کے پاس آگئے منصور کی سادات کشی کے یہ حال مختصر لکھے ہیں یہ خود غرضی کے سوا کسی کا دوست نہ تھا منصور ایسا سفاک بیرحم تھا اپنے چچا عیسےٰ کو اور اپنے چچازاد بھائی عبد اللہ ابن علیؑ کو بھی قتل کیا اور جو اس مظالم ضحاک عرب نے ستم کئے ہیں بیان سے باہر ہیں بہر حال منصور کا تسلط ملک پر پورے طور ہو گیا اور اس نے سادات نبی حسنؑ کو قتل کر ڈالا اور قرابت والیوں کو بھی نہ چھوڑا جو نبی عباس سے تھے اور وہ لعین نبی فاطمہ کی طرف متوجہ ہوا لکھا ہے ان حضرات کی وجود کو بھی اپنے خلاف سمجھا اس سلسلہ کی بیخ کنی کرنے میں اسکو خیال ہوا کچھ عرصہ بائیس برس بعد منصور کی خونی نگاہیں امام صادق آل محمدؐ کی طرف گئیں آپ نے پیشین گوئی جو سادات کے مقابل میں نبی عباس کی حصول سلطنت میں ارشاد فرمایا تھا منصور نے اپنی تسلی کر لی تھی اس بزرگوار کی استیصال کی فکریں کرنے لگا اس انوار ہدایت کی گل کرنیکو تیار تھا اور اس نے نبی ہاشم کے عقائد میں پورا اختلاف ظاہر کیا حالانکہ عباس یعنی حسن و نبی فاطمہؑ عقاید میں متفق سمجھے جاتے تھے منصور ننگ خاندان نے حصول دنیا کے لئے تمام محاسن کو کھو دیا اس کے وقت سے نبی عباس میں تفریق ہوئی اور نبی فاطمہ اپنے ابا و طاہرین کی سلک پر قایم رہے منصور نے اپنی حفظ سلطنت کو مد نظر رکھکر عقائد خلفار سابقین نبی امیہ کی پیروی اختیار کی امام جعفر صادق کے مقابلہ پر ابو حنیفہ یعنی نعمان بن ثابت کو بلاد اسلامیہ کا قاضی مقرر کیا اور امام صادق کو بمعہ تابعین تکلیفین پہونچائیں منصور نے یہ گمان کیا کہ میری خلافت کو امام امامت حقہ ضرور تسلیم کرینگے کیونکہ پہلے آپ نے امر امارت ہمارا حصہ بتلایا ہے ہماری خلافت کو بھی کیا معمولی سلطنت سمجھینگے نبی عباس اپنی سلطنت کو باعث شامل ہونے نبی ہاشم کی امامت حقہ سے تعمیر کرتے تھے نبی عباس ہونے کی رعایت سے رسولؐ خدا کی ان اولیاء برحق میں آپ کو داخل کرنا چاہتے تھے جو حجۃ اللہ منجانب اللہ بتلائے گئے تھے یہ تدبیر ہرگز نہ چلے نہ ان کو کسی نے امام برحق تسلیم کیا اہل دنیا نے کیا ہو گا جو امام زمانہ کی صفات سے ناواقف تھے تاریخ روضۃ الصفاء اور تاریخ امام جعفر صادق مؤلفہ سید اولاد حیدر اور منصور نے قریب و دور تمام جاسوس لگا رکھے تھے جو محبت اہلبیت کی بو بھی سنیں یا امام جعفر صادق کا کسی سے نام تک بھی نیں

تو فوراً گرفتار کر لیں وہ ایسا ہی کرتے تھے اور سخت ایذا سے محبان خاندان نبوت کو قتل کیا جاتا
تھا داؤد ابن علیؑ عبداللہ ابن عباس منصور کا مدینہ میں حاکم تھا اس نے شعیان علیؑ کو چن چن قتل
کرنا شروع کر دیا۔

چنانچہ امام جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ منصور کو اسکی مخصوصین
نے پوچھا کہ آپکی تمام لذات دنیا حاصل کیں ہیں منصور نے کہا ایک لذات باقی ہے کہ میں طفل
درس میں بیٹھا ہوں اور طالبان حدیث میرے گرد جمع ہوں یہ تمنا بھی اسکے دل میں تھی امام
حدیث بھی بننا چاہتا تھا خواہوں نے اخذ حدیث کے لئے اپنے بچوں کو بھیجا منصور دیکھ کر
بولا تم وہ لوگ نہیں وہ اور ہیں ان کے کپڑے میلے اور پاؤں سفر سے پھٹے اور سر کے بال
بڑے ہوتے ہیں وہ حدیثوں کے طلب کرنیوالے ہوتے ہیں ابراہیم کا بیان ہے کہ مجھکو منصور
نے حکم دیا کہ تم مدینہ جاؤ اور امام صادق کی چادر گلے میں ڈال کر لاؤ ابراہیم کہتا ہے کہ میں مدینہ میں
گیا امام برحق اسوقت نماز میں مشغول تھے جب فارغ ہوئے تو میں نے آپ کی آستین پکڑ کر
عرض کی کہ آپ کو منصور نے بلایا ہے آپ نے فرمایا مجھکو جیسا حکم ہے اسیطرح مجھکو لے چل ابراہیم
نے کہا میں ایسی گستاخی نہیں کرتا آخر جب منصور کے پاس پہنچے وہ کہنے لگا آپ کو آج ضرور
قتل کرونگا۔ آپ نے آہستگی سے جواب دیا کہ میری تیری مفارقت قریب ہونیوالی ہے وہ خاموش
ہو گیا۔ اور آپ کو رخصت کیا اور عیسے بن عبداللہ کو بھیجکر دریافت کیا کہ پہلے کون قضا کریگا۔ آپ نے
فرمایا وہ میرے بعد زندہ رہیگا۔ عیسے نے جا کر مژدہ دیا منصور مطمئن ہو گیا زندگی دنیا پر یہ بہت حریص
تھا مسرور رہوا پر منصور نے آپ کے متعلق یہ تدبیر سوچی عراق میں بلایا یہ وہی سفر ہے جس
میں اپنے جدامجد نجف اشرف اور کربلا معلےٰ میں زیارت فرمائی اور نشان قبر جناب علی کا دوستوں
کو بتلایا جو بخوف بنی امیہ کسیکو معلوم نہ تھا اس سفر کے طول حالات ہیں آپ جہاں تشریف
لے گئے اہل اسلام کا رجوع عام ہو گیا اور خدمت ہمایوں میں حاضر ہو کر شرف زیارت حاصل
تفسیر حدیث فقہ اصول کلام تمام احکام شرعیہ سنتے تھے بغداد میں کثیر التعداد جمعیت آپ کی طاعت
میں پائے جاتے تھے منصور آپ کیطرف رجوع عام دیکھکر چاہتا تھا کہ قتل کروں مگر حکم خدا نہ
تھا۔ قادر نہ ہو سکا فریقین کے یقین کے علماء اسیر اور تاریخ نے چودہ مرتبہ آپ کی طلبی کا ذکر کیا
ہے مگر ان میں سے کسی ایک بار بھی اپنے ارادے کی تعمیل نہ کر سکا آپ کی اعجاز اور کرامات اور
جلالت کی روشنی دلیل ہے منصور نے ہزار ہا مکر و حیلہ سازیاں اور تدبیریں کیں کہ امام کو قتل

کرے مگر کچھ نہ ہو سکا۔

امام صادق کی ہلاکت کے متعلق

ہزار تجویزیں منصور نے کیں ثابت ہوتا ہے ایک بار نہیں کئی بار امام کے قتل کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ مگر خدا کی قدرت آپ بچے رہتے تھے ملا عبدالرحمان جامی شواہد النبوت میں لکھتے ہیں کہ ربیع حاجت منصور کا بیان ہے کہ منصور نے مجھکو حکم دیا کہ جب امام جعفر صادق تشریف لائیں۔ تو تلوار لے کر آمادہ رہنا کہ جس وقت میرا ہاتھ ان کے ہاتھ پر پڑے تو تو ان کو قتل کر ڈالنا ربیع نیک تھا اس نے اپنے دل میں یہ ارادہ کیا کہ جب قتل امام کا مجھ کو حکم دے گا تو اسے لعین کو قتل کروں گا منصور نے ربیع کو کہا امام کو بلا لا ربیع گئے۔ اور بلا لائے۔ جب منصور کی نظر آپ کے جمال مبارک پر پڑی تو فوراً تعظیم سے استقبال کیا اور کہا اعانت کرنا اہلبیت کی واجب ہے آپ نے سکوت فرمایا اس نے امام کو رخصت کیا ربیع ساتھ قیام گاہ امام تک گیا اور عرض کی کہ آج آپ کے قتل کا ارادہ تھا۔ اللہ کا حکم نہ ہوا جب منصور سے ربیع نے دریافت کیا کہ اے امیر تمہارا ارادہ مصمم تھا کیوں درگزر کی منصور نے جواب دیا اے ربیع امام صادق کی قدرت منزلت خدا کے نزدیک بلند ہے بلاشبہہ یہ اہلبیت سزاوار امامت اور خلافت ہیں جب وہ میرے سامنے تشریف لائے تو ایک اژدہا اُن کے ہمراہ تھا اور وہ کہتا تھا کہ امام کو اگر کچھ تہذیب دی تو تیرا گوشت پوست اتار لونگا۔ محمدؐ ابن عبداللہ اسکندری غلام منصور کا بیان ہے کہ ایک دن میں نے منصور کو ملول پایا اور وجہ ملال دریافت کیا اس نے کہا میں نے اولاد حضرت علیؑ سے کثیر التعداد جماعت کو قتل کیا۔ مگر ایک امام جعفر صادق باقی ہیں آج غروب آفتاب تک ان کا خاتمہ بہتر ہے پھر جلاد کو بلا کر کہا میں امام کو بلاتا ہوں تو متوجہ رکھنا جب میں ہاتھ سر پر اپنے لے جاؤں تو تو ان کو قتل کر ڈالنا بہر حال امام جعفر صادق بلائے اور آپ تشریف لائے محمدؐ عبداللہ اسکندری کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ تمام قصر میں زلزلہ پیدا ہوا جیسے طوفان تلاطم میں مبتلا ہو جاتے ہیں منصور دور سے دیکھ کر دوڑا سر برہنہ

امام کے استقلال کو اور اس کا بند بند خوف سے کانپ رہا تھا۔ امام کا ہاتھ تھام
کر تخت پر بیٹھا لیا۔ تو امام نے فرمایا کیوں بلایا ہے منصور نے شرما کر عرض کی جو آپ
کی غرض ہو بندہ رفع کرے آپ نے فرمایا تو مجھے بار بار نہ بلایا کر ہمارا جب
دل چاہے آ کر مل جایئں منصور نے کہا پھر فوراً آپ کو رخصت کیا محمدؐ بن عبداللہ اسکندری
کا بیان ہے کہ منصور نے مجھے کہا کہ جب امام میرے پاس تشریف لائے۔
تو میں نے دیکھا کہ ان کے ساتھ ایک اژدہا ہے اور فصیح زبان سے مجھے کہتا ہے
کہ تو اگر امام کو ذرا گزند پونچائے گا تو میں تجھے قصر سمیت کھاؤں گا میرا قلب
ہل گیا۔ اور حواس باختہ ہو گئے۔ محمدؐ اسکندری نے یہ سنکر کہا یہ سحر ہے منصور
خفا ہو کر کہنے لگا ان کے پاس اسم اعظم ہے جو جناب رسالت مآب کے پاس تھا۔
یہ جو چاہیں وہ ہو جاتا ہے یہ امور جادو سے تعلق نہیں رکھتے اس واقعہ کو ملا عبدالرحمان
جامی نے شواہد النبوت میں اور شیخ عطار نے حلیۃ الاولیاء میں نہایت شرح
سے لکھا ہے اور ربیع کا بیان ہے کہ ایک دن منصور نے امام جعفر صادق کو بلا کر
کہا کہ اے جعفر تم میری خلافت میں عیب جو ہو اور مجھے قتل کرنا چاہتے ہو۔
آپ حضرت نے فرمایا کسی نے افترا کیا ہے ہرگز نہیں ہم نے ایسی بات نہیں کی منصور
نے کہا مجھے فلاں شخص نے کہا ہے جناب امام صادق آل محمدؐ نے کہا ہمارے روبرو
کہے وہ شخص بلایا آیا منصور نے کہا جو تجھ سے امام نے کہا ہے ان کے مقابل بیان
کر اس نے کہا ہاں ایسا ایسا کہا ہے منصور نے کہا قسم کھا اس نے قسم کھا کر کہا
تو تب وہ زمین پر گر کر مر گیا منصور نے کہا اس کو باہر گھسیٹ کر لے جاؤ۔ ربیع کا
بیان ہے کہ امام صادق ؑ واپس آئے صاحب روضۃ الصفا اور شواہد النبوۃ
میں اور شبلنجی مصری نے نور الابصار میں اور علامہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں
اس تحریر کیا ہے اور خود امام صادق آل محمدؐ سے منقول ہے کہ منصور نے مجھ کو
طلب کیا اور ترشرو ہو کر کہنے لگا اے جعفر تم نے محمدؐ نفس زکیہ کا حال دیکھا
سنا ہو گا کہ میں نے سارا قبیلہ ان کا قتل کر ڈالا اگر نبی حسینؑ بھی ذرا سی
حرکت کرینگے تو فوراً قتل کروں گا امام صادق نے فرمایا اے امیر مجھے
اپنی جد امجد سے حدیث پہنچی ہے کہ کسی آدمی کی عمر سے تین سال باقی رہتے ہوں

تو وہ صلہ رحم ادا کرے تو تیس سال اضافہ ہو کر تینتیس ۳۳ سال ہو جاتے ہیں اگر قطع رحم کا
مرتکب ہوتا ہے تو تیس سے تین باقی رہجاتے ہیں۔ یہ سنکر منصور کی تو اس باختہ ہو گئی اور
بار بار امام سے تصدیق کی اور رخصت کیا نور الابصار شیخ شبلی مصری اور صاحب
کاشف الحقائق کا بیان ہے کہ یہ حدیث بحار الانوار میں ہے اسیطرح ہے اور سید ابن
طاؤس نقل کرتے ہیں کہ اکثر دشمنان دین نے حضرت کی طرف سے چند خطوط اہل خراسان
کے نام جن میں منصور کی مذمت اور اپنی طاعت کی نسبت لکھا تھا یہ ظاہر کیا کہ یہ خطوط چند
قاصدوں سے خراسان کے راستہ سے پکڑے ہیں بحوالہ کاشف الحقائق صفحہ ۳۰۸ اور ان خطوط
کو دیکھ کر منصور کو غصہ آیا اور ارادہ قتل امام کا مصمم کر لیا ربیع کو بلا کر کہا امام صادق کو بلا لاؤ۔
اور قصر احمر میں جلوس کیا تھا اس کا معمول تھا کہ جب کسیکو قتل کرتا اس عمارت میں بیٹھا تھا
ربیع نے اپنا پسر محمدؐ امام کے بلانیکو بھیجا اس نے جا کر کہا جلدی چلئے خلیفہ عصر کے پاس حضرت
ضعیف تھے محمدؐ لبسختی لے چلا جب قریب آیا تو ربیع دیکھکر سر پا برہنہ امام کو پریشان ہوا۔
جب اس مقام میں پہنچا تو منصور نے خطوط مصنوعی آپ کے آگے رکھدیئے اور کہنے لگا۔
تم براہ حسد بنی عباس کی خرابی کے خواہاں ہو آپ نے فرمایا جو تم کہتے ہو درست نہیں ہے اور
ہم کو جاہ جلال کی خواہش نہیں ہے توکل برخدا ہمارا شعار ہے جب جوانی میں ظالمین بنی امیہ کا
وقیقہ نہیں چاہا تو پیری میں بنی عباس کا کب خلل انداز ہو سکتا ہوں اسوقت منصور کو جناب
سرور کائنات تیغ بکف نظر آئی اور کہتے تھے ابھی تجھ کو قتل کروں گا اگر میرے فرزند کو کچھ کہا۔
آخر آپ کو منصور نے مدینہ جانے کی اجازت دے دی اگر بصیرت کی چشم کھلی ہوتی تو بنی
عباسؑ کے مقلد دیکھ لیتے کہ منصور کی چالیں امام برحق کے مقابلہ میں فقط آپ کی ارشاد
ہدایت کو بھی بند کر دیا جب سلسلہ ارشاد منقطع ہو جائے تو اجماع اور کثرت مومنین کہاں
باقی رہے گی تو تھوڑے دنوں میں آپ کا فرقہ شیعہ نابود ہو جائے گا تو منصور نے نئی چال
سوچی داؤد ابن عیسٰی جو اس کا عم زاد بھائی تھا اسکو عمارت مدینہ سے معزول کر کے اس
کی جگہ سید حسینؓ ابن زید ابن حسنؑ مثنٰی ابن امام حسنؑ کو عامل مدینہ کر دیا ان کے والد زید
نے ہشام کے وقت امام محمدؐ باقرؑ کو قتل کرایا تھا۔ یہ وہ حسینؓ بن زید ہیں جنکو منصور نے
مدینہ کا سبز باغ دکھلا کر قتل امام جعفر صادق پر راضی کر لیا اس نے منصور کے حکم
کے مطابق شہر مدینہ کے اس حصہ میں آگ لگا دی جسمیں امام انکے اصحاب بیٹھے تھے جب شعلہ ہائے

بلند ہوئے تو آپ آخر اٹھے اور

حسینؑ بن زید عامل مدینہ کا بحکم منصور شہر کو آگ لگانا

اور آپ عبا کے دامن کو حرکت دیتے جاتے تھے میں فرزند اسمٰعیل بن ابراہیم ہوں وہ
نار منصوری آپ کی اس کلمہ سے سرد ہو گئی کچھ نقصان نہ پہنچا کتاب کافی میں یہ واقع
لکھا ہے اگر واقعات تاریخی میں ان امور کا معائنہ کیا جاوے تو معلوم ہو جائے گا کہ عفو
منصور کا حرکت اور خیرت کی ایک مشین تھی جس سے رنگ رنگ کی ترکیبیں ظاہر ہوتی تھیں
وہ امام کے قتل کے متعلق کس قدر حیلے تیار کرتا تھا کسی قدر بغاوت سرکشی با جمع خلافت
الزام لگا کر آپ کو واجب القتل ٹھرایا جاوے ایک دفعہ منصور نے جعفر ابن محمدؐ ابن اشعث
کو بلا کر کہا یہ تھیلیاں زر لیلو اور مدینہ میں جا کر محمدؐ اور عبد اللہ اور امام صادق سے ملاقات
کرو اور کہو یہ مال شیعیان خراسان نے آپ کو دیا ہے اور کہا ہے کہ بادشاہ وقت
پر خروج کرو۔ جعفر بن محمدؐ کا بیان ہے کہ میں وہ مال لے کر بغداد سے مدینہ میں گیا محمدؐ اور
عبد اللہ نے اپنے نام کے مال لے لئے اور رسید لکھدی جب میں خدمت اقدس امام
صادق میں گیا تو آپ نے فرمایا اے محمدؐ کے پسر خدا سے ڈر اور ہمارے ستانے
سے باز آ اور جا کر منصور سے کہدے کہ ہم نے تیرا کیا بگاڑا ہے تو ناحق ہمارے دکھ دینے
کو امادہ ہے جعفر بن محمدؐ بن اشعث کا بیان ہے کہ آپ نے وہ تقریر جو منصور نے مجھے
کہی تھی۔ دوہرا دی القصہ منصور کے پاس جا کر میں نے تمام روئداد بیان کی۔ تو
منصور نے کہا ہم اہلبیت میں ایک محدث علوم الٰہی کا ضرور ہوتا ہے اور اس پر واقعات
اسرار روشن رہتے ہیں کسی سے اس کا ذکر نہ کیجیو اگر منصور کو دیدہ بینا ہوتے تو اسکو
خلافت کی تقریر کافی تھی صاحب روضتہ الصفا جلد سوئم میں بیان کرتے ہیں کہ بارہا
قبول خلافت کے لئے انکار آپ نے کیا اگر امام کو خواہش دولت ہوتی تو موقعہ طائف
الملوکی تھا۔ کچھ خیال فرماتے امام جعفر صادق کی ذات مستغنی الصفات کے متعلق یہ تمام
الزام سراپا لغو ہیں۔ جن حضرات کو علم تاریخ کا مذاق سلیم حاصل ہے۔ وہ اولیا اور اوصیا
اور اتقیا اللہ کے مطابق طبقہ میں ایسے ہزاروں مثالیں تبلا سکتے ہیں جس طرح سابق

سلاطین جابر نے اپنے معاصر حجۃ اللہ کے مقابلہ میں کیا تھا ویسے منصور نے بھی کیا۔ یہ بھی سیرت شیخین کے مقلد تھے اور بلاد اسلامیہ کے اسلام میں یہ حکم دیا تھا کہ جو شخص ابو حنیفہ سے مسئلہ پوچھے ایک اشرفی ان کو انعام دیا جائے گا اور جو شخص امام صادق سے مسئلہ پوچھے گا اس سے ایک اشرفی جرمانہ لیا جائے گا امام نے منصور کے جور سے تنگ آکر فرمایا اگر احکام جور مجھے منع نہ کریں تو میں کسی ملک کی گوشہ میں اور شب روز درس قرآن اور حدیث میں مصروف رہوں اور ابو حنیفہ کے امام بنانے سے منصور کی یہ غرض تھی کہ کسی مسئلہ میں تنازعہ پیش کریں گے تو ہم کو موقع قتل امام صادق کا مل جاویگا امام صادق نے اس کی مخالفانہ کاروائیوں کے مقابل سکوت کا کام لیا ہم نے یہاں تک کتب سیر اور تاریخ میں ان امور کی تلاش کی ہے تو تمام کتابوں میں منصور کی مکاری اور عیاری ہے ثابت ہوئی ہے۔ اور نہ آپ کی نسبت اس کے خلاف ہے الغرض سلامت نفسی اور علیحدگی پوری ثابت ہوئی۔

کتاب بحارالانوار میں مرقوم ہے کہ شیعان کوفہ نے امام جعفر صادق کی خدمت میں لکھا کہ کوفہ خالی ہے آپ نے قطعی انکار فرمایا جب سید ابراہیم بن عبد اللہ محض نے بصرہ میں خروج کیا تھا اور اتنے میں سہل ابن حسنؑ افسر خراسانیوں کا تھا خدمت امام صادقؑ میں حاضر ہؤا اور عرض کی کہ اے فرزند رسول لہذا ایک لاکھ شیعہ آپ کے ہمراہ جان دینے کو تیار ہے آپ کیوں خاموش بیٹھے ہیں آپ نے فرمایا ذرا صبر کرو۔ اتنے میں ایک خادمہ دولتسرائے سے آئے آپ نے پوچھا تنور روشن ہے خادمہ نے کہا ہاں حضور روشن ہے آپ سہل بن حسنؑ کو تنور پر لے گئے۔ اور کہا اس تنور میں جا داخل ہو سہل نے عرض کی مجھے آگ میں نہ جلائیں آپ نے کہا بتجھے معاف کیا اتنے میں ہاروں مکی سے ارشاد فرمایا۔ وہ تنور میں داخل فوراً ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد سہل سے فرمایا ہاروں کو دیکھ اسنے دیکھا تو ہاروں محفوظ تنور میں بیٹھے ہیں سالم باہر نکل آئے آپ نے سہل سے فرمایا خراسان میں ایسے شیعہ کسقدر رہوں گے اس نے عرض کی ایسے تو ایک بھی نہیں آپ نے فرمایا پھر ہم کیا اعتبار کریں ہم ہر وقت کے موقعہ کو بخوبی جانتے ہیں امام صادق ابتدا سے اس خیال کیطرف سے علیحدہ اور بے پرواہ تھے امام کی خاموشی کی عادم المثال رفتار آپ کی جابر بزرگوار کے مقابل پائیں گے جو سفینہ کی بر آشوبی اور عام فساد کے زمانہ میں سکوۃ

فرمائی تھی. بہرحال امام نے بھی اسے سکوت کو اس لئے اختیار کیا تھا کہ آلہی احکام ان سے تعلق رکھتے تھے. کہ کوئی خلل واقع نہ ہو سلاطین جور پر خروج بالسیف کا ارادہ مطلقاً نہ رکھتے تھے مگر منصور کو اعتبار نہ آیا آخر خفیہ کارروائی اختیار کی جو ہمیشہ اس گروہ مقدس کے خون ناحق کرنے کے لئے بانیان ظلم و جور کرتے آئے ہیں اپنے حکومت دسویں برس ۱۴۸ھ ہجری میں محمدؐ بن سلیمان عامل مدینہ کے پاس انگور زہر آلودہ بھیجا کہ امام جعفر صادق کو یہ انگور کھلائے جاویں محمدؐ بن سلیمان نے وہ انگور اپنے معتمد کے ہاتھ امام صادق بھیجے آپ نے چند دانہ اس انگور میں سے نوش فرمائے تو زہر جسم مبارک میں سرایت کر گئی ۱۵ ماہ رجب ۱۴۸ھ ہجری میں عنقا سے روح مبارک نے علے علیین کو روح قدس نے پرواز فرمایا وقت وفات تمام اقربا جمع کر کے ان کو پند نصائح ہر قسم کی سخت تاکید فرمائی اور بابت نماز جو نماز کو خفیف جانے گا ہماری شفاعت سے محروم رہے گا اور نیز صلہ رحم اور دیگر فضائل حسنہ کی تاکید فرمائی۔

امام محمدؐ موسےٰ کاظم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد بزرگوار کو پانچ پارچوں میں دفن دیا چار مصری تھیں یہ چادریں کوہ ابو قبیس پر حضرت کے لئے بہشت سے آئی تھیں۔ جن کا ذکر ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں لکھا ہے اور عمامہ باندھا جو جناب رسالت مآب سے میراث میں پونچا تھا سلسلہ بسلسلہ امام علیؑ زین العابدین تک جس کا ذکر محدث شیرازی نے کتاب السان الواعظین میں فرمایا ہے الغرض امام محمدؐ موسےٰ کاظم نے تجہیز تکفین کے بعد جنت البقیع میں مدفون فرمایا اس مقام مقدس پر ایک ضریح کلاں ہے اس کے اندر عباس عم رسولؐ خدا اور امام حسنؑ اور امام زین العابدین اور امام محمدؐ باقرؑ امام جعفر صادق یہ چار معصوم اس جگہ دفن ہیں۔ اور آپ کے ازواج محترم فاطمہؓ بنت سید حسینؑ اثرم ابن امام حسنؑ تھیں اور حمیدہ خاتون والدہ امام محمدؐ موسےٰ کاظم تھیں امام جعفر صادق کے ساوات فرزند تھے اول سید اسمٰعیل اعرج اکبر و عبداللہ ماموں ان کی والدہ فاطمہ بنت حسینؑ اصغر بن امام زین العابدین تھیں امام محمدؐ موسےٰ کاظم اور اسحاقؑ و محمدؐ و عباس و علیؑ۔

امام صادق کے محاسن اخلاق

آپ کے محاسن اخلاق اور مکارم عادات کا انسان سے بیان نہیں ہو سکتا مہمان نوازی یہ کبھی آپ کا خوان مکرم مسافرین سے خالی نہ رہا تھا آپ بغیر مہمان کے خاصہ نوش نہ فرماتے تھے آپ کا دسترخوان وسیع تھا طرح طرح کے الوان نعمت سے برابر آراستہ رہتا تھا اور اس خوان کے دوست دشمن مختلف قوم قبیلہ کے لوگ آپ کے فیض عام سے فیضیاب ہوتے تھے آپ کی مہمان نوازی میں ایسی خاطر اور مدارات کئے جاتے تھے کہ مہمان حیرت سے نقش بدیوار رہجاتے تھے اور آپ ارشاد فرماتے تھے کہ ایک لقمہ جو برادر مومن میرے ساتھ کھائے وہ میرے قریب ایک غلام کے آزاد کرنے سے افضل ہے علاوہ اس کے آپ کا ہمیشہ شب تار میں تو روٹیاں خشک کا بورہ بھر کر تنہا دولتسرا سے جاکر فقرا مساکین پر تقسیم فرما دیتے تھے اور ان کو یہ خبر نہ ہوتی تھی کہ کون ہیں جب آپ کا انتظام ہوا تو ان غریبوں نے تب جانا کہ امام صادق آل محمدؐ تھے جو قوت لایموت یلے ہمکو دیا کرتے تھے اور تمام روز زر مساکین فقرا کو تقسیم کرتے تھے جو سائل شکر خدا کرتا تھا اس کو غنی کر دیتے تھے کہ پھر دوسرے دروازے پر نہ جائے:

اور علم جعفر کی کیفیت چنانچہ صواعق محرقہ محی الدین عربی کی کتاب دُر مکنون کی اسناد سے لکھا ہے کہ امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ ہمارے علوم غابر ہیں اور مزبور ہیں اور خاص کتاب میں مسطور ہیں وہ فرشتوں کے ذریعہ سے ہمارے قلب میں اترتے ہیں اور کانوں میں سنائی دیتے ہیں اور ہمارے پاس غیب کی کنجیاں ہیں اور ہمارے پاس علم جعفر ابیض اور جفر احمر اکبر اور جفر اصغر ہیں اور ہمیں لوگوں میں فرس غواص اور فارس تناس ہیں جوان لسان غیب اور عجیب کے سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ابن قتیبہ اپنی کتاب ادب الکاتب میں اور امام سلبخی مصری نور الابصار میں ایسی ہی لکھتے ہیں اور ملا عبد الرحمان جامی شواہد النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ کتاب جعفر مشہور ہے اس میں جناب رسولؐ خدا کے تمام علوم اسرار درج ہیں علامہ شریف جرجانی شرح مواقف میں لکھتے ہیں کہ امام صادق نے فرمایا کہ یہ دونوں کتابیں جناب علیؑ امیر المؤمنین سے ہیں اور ان میں تمام دنیا کے واقعات روز

قیامت تک استخراج کر سکتے ہیں امام یافعی ایام مدینی عبدالرحمان لبسطامی و خواجہ محمدؐ پارسا
امام قندوزی نے بھی لکھا ہے اور علمار اہلبیت یہ لکھتے ہیں کہ علم جفر اسرار امامت میں داخل
ہے جسکا علم امام منسوب من اللہ اور کسیکو نہیں ہوسکتا مگر براہو نفسانیت کا کہ مخصوص
کو بھی عام کر دیا جس کو چاہا لکھدیا کہ وہ علم جفر میں کامل دستگاہ رکھتا ہو چنانچہ تاریخ خلکان
میں لکھا ہے کہ کتاب علم جفر حضرت علی نے جمع کی ہے اور وہ اولاد اور وہ عبدالمؤمنین
بن علیؓ کو جو اسماعیل ابن امام جعفر صادق کی اولاد میں ہے اسکو وراثت میں پونچی
تھی چنانچہ ابو محمدؐ سید عبد المؤمنین علی اللقبی الکوفی محمدؐ ابن تومرت معروف بمہدی
کے مرنے پر اس کی افواج اور سامان کی بدولت بلاد مغرب کی فرمانبرداری پائے
محمدؐ تومرت جب فوت ہوگیا اسکے بعد سید عبد المومنین نے ممالک مغرب کی بلاد فتح
کئے حتےٰ کہ ۵۴۲ھ ہجری میں اس کی حدود سلطنت ممالک افریقہ اور اسلپین اور
اندلس تک پہنچ گئے تھے اسوقت اس نے اپنا نام امیر المؤمنین مقرر کیا حقیقت امر
تو یہ ہے کہ یہ تبرکات خاص کسیکو مل نہیں سکتے وہ ایک امام سے دوسرے امام کو ملتا ہے
جو سب صاحب الامر کے پاس موجود ہیں۔ سید عبد المولمنین کی سلطنت والی روایت ہے
کا جفر سے استخراج ہونا تسلیم کیا جاتا ہے اور تمام کتاب کا اسکے پاس ہونا امکان سے باہر
شاید یک صفحہ انکو اپنی جد امجد سے ملا ہو۔

کاشف الحقائق علمار اہلسنت کا بھی اس علم کی نسبت بھی عقیدہ ہے چنانچہ محی الدین
عربی لکھتے ہیں کہ علم جفر آخر زمانہ دنیا میں امام مہدی آخر الزمان کے ساتھ ظاہر ہوگا
اور علمائے اہلبیت نے تحقیق کیا ہے اور کتاب کافی میں لکھا کہ جفر ابیض ایک ظرف کا نام
ہے جسمیں کتب سابقہ جملہ انبیار کے محفوظ ہیں۔ اور جفر احمر ایک ظرف چرمی ہے۔
جس صلاح انبیاء اور جناب رسالت پناہ کے رکھے ہوئے ہیں اس ظرف کو امام
مہدی صاحب العصر کھولینگے اور اپنے جسد مبارک پر پہینگے اور جہاد کریں گے یہ
وہی صلاح ہیں جن کو ہشام بن عبد الملک نے طلب کیا تھا امام محمدؐ باقر سے مگر آپ نے
نہ دی تھی۔

اور صحیفہ جامع ایک مکتوب کا نام ہے جو پوست گاؤ اوپر لکھا ہے اس مکتوب
کا عرض و طول ستر ہاتھ ہے یہ علوم اسرار کا ذخیرہ ہے جناب رسالت مآب نے فرمایا

اور حضرت علیؑ نے اس کو لکھا اس میں حلال حرام کی احکام تمام درج ہیں جس کی ضرورت تمام خلق کو ہوتی ہے اور اعقاب و ثواب اور شیعوں کے اسمار معہ والدین اس میں درج ہیں ابو البصیرؓ نقل کرتے ہیں کہ ایک اور کتاب ہے جسکو صحیفہ فاطمہ کہتے ہیں اسکی ماہیت یہ ہے کہ جناب سیدۃ النسا العالمین بعد وفات پیغمبر آخرالزمان رحمتہ العالمین حضرت محمدؐ مصطفٰے صلعم بسبب وفارقت پدر عالیدر جات ہمیشہ ملول معزون رہتے تھے ان کی تسلی کے لئے حضرت جبرائیل جانب رب الجلیل احوال سرور کائنات کے قیام مقام کا بیان فرماتے تھے اور حالت آئندہ آپ کی اور ذریت طاہرہ آپ کے حال آئندہ اور دیگر واقعات اور حادثات دنیاوی تا یوم القیامت بیان فرماتے تھے۔ اور جناب امیرالمومنین ان کوائف کو اور وقائع کو قلمبند فرماتے گئے یہ کتاب قرآن مجید سے زیادہ ضخیم ہے امام جعفر صادق نے فرمایا کہ اس میں صرف واقعات آئندہ تحریر ہیں روز قیامت تک جسقدر بادشاہ روئے زمین پر ہونیوالے ہیں سب کے نام اس میں درج ہیں ابو بصیر نے کہا کہ بیشک جسے علم کہتے ہیں وہ یہی ہے اور امام نے فرمایا اسکے سوائے بھی ہم کو رات دن ہر ساعت تازہ علوم اور جدید واقعات حاصل ہوتے رہتے ہیں اگر ایسا نہ ہو تو ہمارے علوم تمام ہو جائیں امام کو جس امر کی ضرورت ہوتی ہے تو خدا تعالےٰ اس کو بتلا دیتا ہے ہم وارث ہیں جملہ انبیاء کی اونکی صلحہ اور صحیفی اور شمشیر اور علم رسول مقبول الواح موسےٰ اور عصا موسٰی اور خاتم سلیمان اور طشت موسی یہ سب چیزیں ہمارے پاس ہیں اور نہ اسم اعظم ہمارے پاس ہے جسکو رسول مقبول مسلمین اور مشرکین کے درمیان رکھدیتے تھے ایک تیر تک بھی سلمانوں پر کارگر نہ ہوتا تھا ہماری مثال تابوت سکینہ کی ہے جس گھر میں تابوت سکینہ ہوتا تھا وہاں نبوت ہوتی تھی ایسا ہی یہاں ہماری جہاں صلاح رسول مقبول ہے وہیں امامت ہے ۔

ذکر حضرت امام صادق کی اعقاب اولاد کا سلسلہ نسب سادات جعفری

صاحب کتاب لواعج الاحزان نے امام جعفر صادق کے آٹھ بیٹے لکھے ہیں اور کتب انساب

سادات ہیں ہفت پسر ہیں فرزند بزرگ سید اسماعیل اعراج اکبر و امام محمدؒ موسیٰ کاظم و سید یحییٰ و سید عباس و سید اسحاق و سید علیؒ و سید محمدؒ دیباج لواعج الاحزان میں عبداللہ ملقب مامون آٹھواں لکھا ہے آنحضرت کے چھ فرزند صاحب اولاد ہیں جو صاحب اولاد ہیں ان کی اولاد سے ایک ایک سلک بطور نمونہ یہ فقیر عرض کرتا ہے۔

سلسلہ نسب سید علیؒ احمد صابر کلیری ابن سید علیؒ کلاں ابن سید احمد حقانی ابن سید سمیع الدین ابن سید محمدؒ رفیع الدین ابن سید محمود مقبول ربانی ابن سید مرتضیٰ ثانی ابن محمدؒ کلانی ابن سید حسینؒ بیابانی ابن سید احمد ابن سید حسنؒ ابن سید عمر امیر ابن عزیز الدین ابن سید علیؒ ثانی ابن سید محمدؒ دیباج ابن امام جعفر صادق علیہ السلام سید داؤد شاہ شیرازی قندہاری حالوار دکوئٹہ بابو محلہ ملک بلوچستان انکا شجرہ نسب امام جعفر صادق سے اسطرح منتہیٰ ہوتا ہے۔

سید داؤد شاہ ابن سید محمود شاہ ابن سید عبدالخالق شاہ سید شیر جنگ ابن سید حسین شاہ ابن عبدالخالق شاہ ابن سید اسماعیل شاہ ابن سید الحسینؒ معصوم شاہ ابن سید محمدؒ قاسم شاہ ابن سید احمد حسین شاہ ابن سید ابوطالب شاہ ابن سید علی اکبر شاہ آتش نفس ابن سید شرف علی شاہ آتش نفس ابن سید محمدؒ باقی آتش نفس ابن سید ملنگ شاہ دیوار سوار ابن سید محمدؒ شاہ زنجیر پا مرکان ور سغار کوہسار ابن سید علباس علیؒ یادگار آفتاب نشین ابن سید فتح اللہ شاہ دریانوش ابن سید خلیل اللہ شاہ سیرازی ابن سید مست بہاالدین ابن سید رکن عالم آتش خوار ابن سید عبدالمجید شاہ بیابانی زنجیر پا ابن سید علی والدین شاہ تاجدار ابن سید جلال منصور شاہ برہانی ابن سید نظام حبیب شاہ آتش نفس ابن سید خلیل شاہ ابن سید شاہ شمس ابن سید عبداللہ شاہ بیابانی ابن سید نور اللہ شاہ ابن سید شاہ کمال ابن سعید اللہ الحسینؒ دریانوس ابن خسرو الحسین ابن سید حافظ ابراہیم شاہ ابن سید احمد حسینؒ شاہ قدسرہٗ سید شاہ طاہر دریانوش ابن سید علی عبار المتقی ابن سید محمدؒ دیباج قطب ابن امام جعفر صادق علیہ السلام تذکرہ اولیاء ہند میں لکھا ہے سید علی احمدؒ مادر زاد ولی تھے مادر ولی کو حاجت کسی پیر کی نہیں ہوتی اور سادات عظام سے جو ولی ہوتا ہے اسکو جناب رسالت مآب اپنی گود میں پرورش فرماتے ہیں چنانچہ ملا عبدالرحمان جامی اپنی کتاب نفحات الانس میں بحوالہ کتاب کشف المحجوب مرقوم فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کا ایک گروہ ہے کہ جنکو مشائخ طریقت اور کبرے حقیقت کہتے ہیں انکو ظاہر میں

کسی پیر کی حاجت نہیں ہوتی کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے عنایت کی گود میں بغیر کسی غیر کے ذریعہ کے پرورش کرتے ہیں جیسے حضرت ادریس قرنی رضی اللہ عنہ یہ بڑا عالی مقام ہے یہاں ہر ایک شخص کو نہیں پونچا یہ دولت ہر شخص کے نصیب نہیں ہوتی۔ اوران کا شجرہ نسب و فقر بھی حضرت عمر خطاب کی اولاد میں داخل فرمایا ہے تذکرہ اولیاء ہند والے صاحب نے بلا تصدیق لکھ دیا ہے ؛ موجود۔

سلسلہ نسب سید ولایت علیؒ ابن سید کریم شاہ ابن سید پیر علیؒ ابن سید امیر علیؒ ابن سید شاہ حسنؒ ابن سید محمدؒ افضل ابن سید رفیع محمدؒ ابن سید شاہ ولی ابن سید محمدؒ اعظم ابن سید نصیر الدین ابن رافع محمدؒ ابن سید عبد اللہ ابن سید اشرف ابن سید اسحاق ابن سید صدر الدین ابن سید مادر الدین ابن سید شمس الدین سیاہ پوش ابن سید علا الدین ہمدانی ابن سید امیر کبیر علیؒ ہمدانی ابن سید محمود ہمدانی ابن سید دانی ابن سید امام الدین ہمدانی ابن سید نور الدین ہمدانی ابن سید نصیر الدین ہمدانی ابن سید ظہیر الدین ہمدانی ابن سید طاہر ہمدانی ابن جلال الدین ہمدانی ابن سید جمال الدین ہمدانی ابن سید ابو یوسفؒ قاضی القضات ہمدانی ابن سید یعقوب ہمدانی ابن سید یحیٰی ہمدانی ابن سید قیام الدین ہمدانی ابن برہان الدین ابن سید قاسم ابن سید محمدؒ دیباج ابن امام جعفر صادق ؛

سلسلہ نسب سیّد علی رضؒ

سید علیؒ ابن سید احمد ابن سید عبد الرحیم ابن سید کما الدین ابن جمال الدین ابن سید انور الدین ابن سید عمر امیر ابن سید مجد الدین ابن سید عباس ابن سید امام جعفر صادق علیہ السلام ؛

سلسلہ نسب سید عبد اللہ صوفی ابن سید ابو الجمال ابن سید ابو محمد ابن سید احمد طاہر ابن سید کمال الدین ابن سید منتی ابن سید علاؤ الدین ابن سید علی ابن امام جعفر صادق علیہ السلام ؛

تذکرہ اولاد سیّد اسحاق بن امام جعفر صادقؒ

انکے تین پسر ہیں سید محمدؒ و سید حسنؒ و سید حسینؒ نبی الوارث ودر بے از نسل حسنؒ است اور حمزہ سنجار از نسل

نبی الوارث پورہ اور اولاد حسن در مصر بضین است وحسینؑ بن اسحاق در بحران افتادہ اند و
اولاد او در رقعہ وحلب بسیار اند محمدؐ حیرانی بن احمد حجازی نقیبائے حلب ازیں عقب اند
ومحمدؐ دیباج سیاح عقب او سہ پسر بودہ یکے حسین اولاد او متفرق اند دویم قاسم نبی الشبیہ
اولاد او سد ونیوطیارہ در مصر ونیوا لحواز نمیہ ہم از اولاد قاسم اند سوئم علی عقب او در دویم
حسینؑ وحسنؑ عقب بسیار است ابو الجارین ابو الخیرات محمدؐ بن ابو طالب بن حمزہ خیرات
از نسل حسنؑ بن علیؑ بن محمد دیباج است واولاد محمدؐ بن حسینؑ بسیار از نسل رو ئد وابو طاہر محمد
بن ابو طاہر کہ اولاد او در شیراز ند از اولاد حسینؑ بن محمدؐ دیباج اند جد شیراز بان است ۔

سلسلہ نسب سیّد نجم الدین

سید نجم الدین ابن سید عبد الاحد ابن سید رشید الدین ابن سید فضل الدین ابن عبد اللہ ابن سید
اسد اللہ ابن سید محمدؐ ابن سید احمد ابن سید حیدر ابن سید محمد رفیع الدین سید ابن سید مطہر ابن سید
منظفر علیؑ ابن سید محمدؐ ابن سید اسحاق ابن امام جعفر صادق ۔

سلسلہ نسب مخدوم شہاب الدین جعفری علیہ السلام

سید شہاب الدین بن سید سلطان شاہ محمد تاج الدین کاشغری ابن سید سلطان ناصر الدین ابن سید
سلطان یوسفؑ ابن سید سلطان حمزہ ابن سید سلطان حسین ابن سید سلطان قاسم ابن سید
سلطان موسیٰ ابن سید سلطان حمزہ ابن سید سلطان رکن الدین ابن سید قطب الدین ابن سید
محمدؐ ابن سید اسحاق ابن امام جعفر صادق علیہ السلام ۔

سلسلہ نسب سیّد امین الدین بیجاپوری

سید امین الدین بن سید بدر الدین ابن سید شفیع الدین ابن سید عبید اللہ ابن سید عبد الفتاح ا
سید رفیع الدین محدث ابن سید ذکریا بیا بانی ابن سید احمد کاشانی ابن سید حسنؑ ابن سید حسینؑ ا
سید محسن ابن سید سلیمان ابن سید داؤد ابن یحییٰ ابن سید یوسف ابن سید ارشد باخدا ابن سید احمد کلا

ابن سید محمدؒ ابن سید اسحاق ابن امام جعفر صادق علیہ السلام۔

شانِ امامت

یا ایھا الذین آمنو اطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم

عوام کی دھوکا دہی کے لئے یہ امر مشہور کیا گیا ہے کہ خلافت و امارت علیؑ پر چونکہ نص قرآنی نہیں ہے لہذا امت پر لازم ہے کہ خلیفہ و امام اجماعاً بنا لیا جائے لیکن اگر چشم انصاف سے دیکھا جائے تو امامت و امارت علی ابن ابیطالب پر ایسا نص صریح موجود ہے جو آفتاب نصف النہار سے بھی زیادہ تاباں و درخشاں ہے اگر خدا کی دی ہوئی عقل کا کچھ بھی شائبہ اس کے پاس موجود ہے تو خلافت و امامت کو مثل نبوت و رسالت منصوص من اللہ سمجھیگا۔ مسلمانون! خدا کے لئے اسلام کے مکمل قانون قرآن مجید کو دیکھو۔ اور ذرا سمجھو بھی یوں تو برابر تلاوت کرتے ہو مگر اس کے مطلب پر بھی تو غور کرو۔ اچھا تکلیف نہ اٹھاؤ اسوقت صرف سورہ الم نشرح پر نظر تعمق ڈالو فاذا فرغت فانصب والی ربك فارغب میرے رسول جب تم تمام احکام دین کی تبلیغ سے فارغ ہو جاؤ تو پھر (علی کو خلافت پر) مقرر اور نصب کرو۔ یہ آیت خود بتلا رہی ہے کہ خداوند عالم کا حکم اور خاص منشاء یہی ہے کہ جب تم تمام احکام دین کی تبلیغ کر چکے تو پھر تم اپنا نائب اپنا خلیفہ اپنا جانشین مقرر کر کے چلے آؤ۔ کیا یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ رسول نے خدا کے اس حکم پر عمل نہیں فرمایا کسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں فرمایا۔ خدا کی قسم یہ گمان ایسا غلط ہے یہ ظن ایسا برا ہے جس پر اثم عظیم کا اطلاق ہوگا ہمارے رسول برحق نے علی کو انہی جگہ پر نصب کر دیا اپنا قائم مقام بنا دیا اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کر دیا امارت و امامت کی باگ علی کے ہاتھ میں دیدی مثل اپنے مولائے مومنین ہونے کا اعلان کیا جن کی تصدیق ہر مخالف و موالف نے مبارکباد ی الفاظ کے ساتھ کی کیا آپ کے سامنے وہ نظر پیش کیا جائے؟ آپ دیکھنا چاہتے ہیں شان امامت آفتاب محشر کے مانند سوا نیزہ کی بلندی پر ایک میدان میں روشن نمایاں ہے ایک لاکھ اٹھارہ ہزار کے سربلند آنکھیں اٹھی ہوئی ہیں۔ عید کا چاند یوں نہیں دیکھا جاتا۔ مگر ہاں وہ ناقص یعنی ہلال ہوتا ہے آج امامت کا ماہ کامل آسمان رسالت پر (رسالت کے ہاتھ میں) تاباں اور درخشاں ہے خلقت کا اژدہام ہے

تبلیغ رسالت ہو رہی ہے یا یوں سمجھئے۔ احکام خداوندی کا آخری اور ضروری حکم امت تک پہنچایا جا رہا ہے اور یہ تبلیغ حکم ایک خاص اور تاکیدی حکم کے بنا پر ہے ذرا کلام الٰہی کے الفاظ تو ملاحظہ فرمایئے اسکے بعد یقیناً انصاف سے چشم پوشی نہ کی جائے گی۔ اور کہنا پڑے گا کہ ہاں یہ امام منصوص من اللہ ہے۔ یہ ہادی زمانہ ہے یہ میرا مولا اور تمام مومنین و مومنات کا مولا ہے کیونکہ دوستوں کے علاوہ دشمنوں کو بھی ان الفاظ کے ادا کرنے میں مجبوری تھی بلا اس کے چارہ نہ تھا ذرا تامل کے ساتھ آیت پر تو نظر ڈالئے

یا ایہا الرسول بلغ ما انزل علیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔ اے رسول جو کچھ تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اسے (امت تک) پہنچا دو۔ اگر تم نے (اب بھی) یہ حکم نہ پہنچایا تو (گویا) تم نے کار رسالت کو انجام نہ دیا (کسی حکم کو نہ پہنچایا) اور (اب تم خوف نہ کرو) اللہ تم کو آدمیوں کے (شر سے) محفوظ رکھے گا۔ یہ مقام غور طلب ہے مسئلہ امامت علی کس قدر اہم ہے۔ اللہ اکبر اگر نصب امامت نہ کیا اعلان امامت علیؑ نہ کر سکے اس حکم کو (کہ علی اولی الامر ہیں) اگر امت تک نہ پہنچا سکے تو احکام کی تبلیغ بیکار ہے گویا کوئی کام رسالت کا آپ نے انجام نہ دیا۔ العظمۃ اللہ قلب لرز رہا ہے قلم کا سینہ فگار ہاتھ مرتعش زبان میں لکنت ہے اس کے مفہوم کو تحریراً و تقریراً الفاظ کے پیراہن نہیں پہنائے جا سکتے۔ اُف۔ باعث ایجاد عالم افتخار آدم و نبی آدم حبیب یزداں سردار مرسلاں اور ایک حکم الٰہی (نصب امامت علی) فوراً نہ پہنچا سکنے کا یہ نتیجہ کہ گویا کسی حکم کو نہ پہنچایا منصب رسالت کو انجام ہی نہ دیا۔ ادب مانع ہے میں اس کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتا کہ نصب امامت علیؑ اس قدر ضروری ہے کہ بلا اس کے جملہ احکام الٰہیہ ناقص ہیں۔ اس کی اہمیت اتنی ہے کہ فخر رسولانِ سلف اور اپنے حبیب کو اس حکم کے پہنچانے (اعلان امامت علیؑ کے لیے) عتاب آمیز کلمات میں تاکیدی حکم صادر فرمایا ہے ساتھ ہی اس کے جس خیال سے اعلان میں تردد تھا جس سے بےخوف ہو جانے کے لیے عبارت تسکین بخش کہ ہم شر الناس سے بچائیں گے اعدا کا مکر و شر تمہیں ضرر نہیں پہنچا سکتا سبحان اللہ۔

اب آپ کو اطمینان کامل حاصل ہوا اس وسیع میدان کے وسط میں جو غدیر خم کے نام سے پکارا جاتا ہے (پالان شتر کا منبر بنوا کر) بالائے منبر رونق افروز ہو گئے خطبہ واضح اور بلیغ

کے بعد ارشاد فرماتے ہیں۔ الست اولیٰ بانفسھم کیا میں تمہارے نفسوں کا: مالک (تمہاری جان و مال کا حاکم) تم سے زیادہ نہیں ہوں۔ مجمع سے آواز بلند ہوتی ہے بیشک بیشک یا رسول اللہ آپ ہماری جان و مال کے مالک ہم سے زیادہ مالک ہیں۔ اور یہی مولا کے معنے ہیں اس اپنی اقرار مولایت کے بعد اسی لفظ کا استعمال علی کے واسطے بتلا رہا ہے کہ بعد آپ کے تمام امت کے مولا و مالک اولی بالتصرف علیؑ ابن ابیطالب ہیں۔ من کنت مولاہ فھذا۔

اس کے بعد آپ نے بازو پکڑ کر علیؑ کو اسقدر بلند فرمایا کہ تمام لوگوں نے آفتاب امامت کو درخشندہ دیکھا پھر ارشاد فرمایا من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اللھم وآل من والاہ وعاد من عاداہ جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علیؑ بھی مولا ہے۔ یا اللہ تو اسے دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اس کو جو علیؑ کو دشمن رکھے۔

دیکھنے والو دیکھو۔ آج شان امامت کسقدر روشن ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا تعصب اگر اسمیں تاویل رکیک کرے معنی لایعنی چسپاں کرنا چاہے خطرۂ ایمان ہے مولا کے معنی ناصر، دوست۔ مددگار بتا کر اس حقیقی جانشینی کا پردہ ڈالنے کی کوشش کی جائے تو انصاف وعقل کا خون کرنا ہے ایمان کی رگِ جان پر چھری لگانیکا مصداق ہے اگر اس اعلان سے اعلان امامت وخلافت جانشینی وليعہدی نہ سمجھا جائے اور معانی مذکورہ جو بے موقع وبے محل چسپاں کئے جاتے ہیں وہی معنی لئے جائیں تو چند خرابیاں واقع ہوں گی۔

(۱) صرف دوست مددگار ناصر کا اعلان اگر مقصود ہوتا تو خداوند عالم پر عتاب کلمہ نہ استعمال کرتا نہ اسقدر اہمیت دیتا کہ اگر اس حکم کو نہ پہنچایا تو گویا کوئی کار رسالت تم نے انجام ہی نہ دیا۔

(۲) رسول اللہ کو اس اعلان میں کسی قسم کا خوف نہ تھا جسکا میں دوست ہوں اسکا علیؑ بھی دوست ہے اسپر نہ کوئی شخص برا مانتا نہ آپ کو آزار پہنچاتا۔

(۳) متواتر تقاضا اعلان کے بعد خدا کو شر اعدا سے محفوظ رکھنے کا وعدہ کرنا پڑا۔

(۴) ہمراہ رکاب جناب رسالت مآب بہت بڑا مجمع تھا اس وجہ سے عالم الغیب نے یہ سمجھ کر کہ اب آپ کی زندگی میں اسقدر مجمع نہ ہوگا بتاکید تمام وہیں تقرر ولیعہدی واعلان امامت کا حکم دیا کہ حجت تمام ہو جائے۔

(۵) مورخین کا اتفاق ہے کہ یہ اعلان مقام غدیر میں دوپہر کیوقت ہوا حدت آفتاب کی یہ حالت تھی کہ اگر اسوقت زمین گرم پر دوشت کا ٹکڑا رکھ دیا جاتا تو وہ کباب ہو جاتا اس حالت میں جو تکلیف آپ کو اور حاضرین کو ہوئی ہوگی عاقل محسوس کر سکتا ہے مگر عقل اسکی تصدیق کے لئے تیار نہیں کہ صرف دوست و ناصر کے اعلان کے لئے رسول نے یہ تکلیف برداشت کی اور لوگوں کو بھی تکلیف دی۔ خدا بھی تکلیف کا موید ہوا۔

(۶) ہاں وہ اعلان ولیعہدی جسکو خلافت و امامت کہتے ہیں۔ ہی تھا جسے علیؑ کی نسبت اکثر لوگ ٹھنڈے دل سے نہ سن سکتے تھے۔

(۷) اگر یہ اعلان دوستی ہی تھا تو یہ کونسی نئی بات تھی علیؑ ہمیشہ سے رسولؐ کے دوست تھے۔

(۸) اعلان دوستی کو اسقدر اہمیت نہ دی جاتی کہ تمام سننے والے خدمت علیؑ ابن ابیطالب میں آکر مبارک باد دیتے۔

(۹) مبارکبادی خاص حضرت عمر کی قابل لحاظ ہے۔ جو معاملہ کو نہایت صاف کر رہی ہے الفاظ تو سنئے۔ ھنیاً لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولائی ومولا کل مومن ومومنۃ۔ اے ابو طالب کے بیٹے۔ آپکو مبارک ہو آپ نے (کیا اچھی) صبح کی جب کہ میرے اور کل مومن مرد و مومنہ عورتوں کے مولا اور حاکم (صاحب اختیار اولی بالتصرف) ہو گئے۔

(۱۰) سائل سائل بعذاب کے مطابق منکر ولایت و امامت علیؑ پر ظاہر ظاہر عذاب نازل ہوتا۔

(۱۱) اعلان دوست کی ضرورت دین میں اس قدر کیا تھی۔ کہ گویا کسی امر کی رسالت نہ ہوئی۔

(۱۲) بعد اعلان جانشینی علیؑ خدا نے اتمام نعمت و دین اسلام سے راضی ہونے کا

اظہار فرمایا۔ جو معمولی اعلان دوستی کے لئے ہونا کوئی صاحب عقل قبول نہ کریگا
بہر حال میں مندرجہ بالا مضمون کے مفہوم کو شیخ علیؑ حسینؒ صاحب جالسی کے ایک
شعر سے اظہر من الشمس کئے دیتا ہوں۔ جو حقیقتاً بر از معنی اور معرفت میں ڈوبا ہوا ہے
عبث در معنی من کنت مولا میروی ہرسو ٭ علیؑ مولا باین معنی کہ پیغمبر بود مولا
فاعتبروا یا اولی الالباب

سلسلہ نسب سادات ضلع بہار پرگنہ ایگل

سید جعفر حسینؒ و سید ابوالحسن ابن سید حکیم عابد حسینؒ ابن سید لطف حسینؒ ٭
و سید محمدؐ باقر و سید عباس ابن سید اکبر حسین ابن سید لطف حسین ٭
سید سلطان ابن سید اوسط حسینؒ ابن سید لطف حسین ٭
سید محمدؐ نقی ابن سید عسکر حسین ابن سید لطف حسین ٭
سید عطا حسینؒ و سید مطہر حسین ابن سید زکی حسین ابن سید لطف حسین ابن سید میر نصر اللہ ابن سید
میر وارث علی ابن سید میر حسین ابن سید لطف اللہ ابن سید احمد چولہائے ابن سید غلام عطا ابن سید
کمال الدین ابن سید جمال الدین ابن سید غلام اشرف ابن سید دعا ءاللہ ابن سید عطاءاللہ ابن سید وجیہ
اللہ ابن سید ہدایت اللہ ابن سید شاہ نظام الدین ابن سید محمدؐ یا حسین ابن سید شاہ رحیم داد ابن سید
محمدؐ فرید ابن سید محمدؐ ابن سید اسماعیل ابن سید احمد ہمدانی ابن سید محمدؐ ابن سید اسحاق ابن امام جعفر
صادق علیہ السلام ٭

امام محمدؐ موسیٰ کاظم کی اولاد کا ذکر موضع پر اظہار ہوگا اب یہ فقیر اولاد سید اسماعیل عرج
اکبر بن امام جعفر صادق کی اولاد کا بیان عرض کرتا ہے سید اسماعیل کے دو فرزند تھے فرزند
بزرگ سید محمدؐ عریضی اور خورد سید علیؑ عریضی اور خورد سید علی عریضی کیوں کہلاتے ہیں۔
وجہ یہ ہے منصور دوانقی عباسی نے اپنے چچا زاد بھائی داؤد ابن علیؑ کو امارت مدینہ سے
معزول کرکے انکی جگہ سید حسین بن زید بن حسن مثنیٰ کو عامل مدینہ کا مقرر کیا اور امارت کا سبز
باغ دکھلا کر امام جعفر صادق کے قتل پر راضی کر لیا اور یہ ہدایت کی کہ جس وقت اپنے اصحاب سے
اپنے مکان میں بیٹھے ہوں دفعتاً آگ لگا دیجاوے اور اسیطرح اس شمع ہدایت کو گل کر دیا
جائے جسمیں ابن زید نے منصور کے حکم کیمطابق ایک رات کو آگ لگا دی اور آگ کے شعلے

بلند ہوئے سخت اضطراب کی حالت ہوگئی مگر آپکے اصحاب جملہ بچگئے ان ایذا رسانی کیوجہ سے
آنحضرت ترک کرکے موضع عریفہ میں تشریف لیگئے وہاں بھی آپکے والد بزرگوار نے مکان بنائے
ہوئے تھے جب انکو مدینہ میں لوگوں نے ہشام کی تکلیف دی تھی تو آپ امام باقر سے مدینہ سے
منتقل ہوکر قریہ عریفہ میں جا بسے تھے امام جعفر صادق بھی وہاں رہتے تھے مدینہ میں تشریف لائے
تھے سید اسماعیل کی وفات بھی عریفہ میں ہوئی ہے انکی لاش مطہر عریفہ سے لاکر مدینہ میں دفن کی گئی
اور یہ دونوں صاحبزادے آپکے موضع عریفہ میں متولد ہوئے ہیں اسلئے عریفی کہلاتے ہیں سید
اسماعیل امام جعفر صادق کی موجودگی میں فوت ہوگیا تھا اسلئے انکے برادر خورد سید محمدؐ موسیٰ کاظم
کو اپنا جانشین بنایا تھا اور سید محمدؐ عریفی ہیں ابن اسماعیل بھی جد کی موجودگی میں طبرستان سے کوچلے گئے تھے
سید علی عریفی انکے چار پسر تھے سید محمدؐ و سید احمد شعرانی و سید حسن و سید جعفر اصغر انکے دو پسر تھے
سید ابو القاسم و سید عبد المجید اور سید عبد المجید کے دو پسر تھے ایک سید یوسف اور سید میمون قداح میمون
قداح کے پسر عبد اللہ صوفی تھے انکی اولاد عرب عراق اور یمن میں بسیار ہے اور سید حسن ابن سید علی
عریفی انکے چار فرزند تھے سید احمد و سید اسحاق و سید حمزہ و سید عبد اللہ سید حمزہ کی نسل دمشق اور عرب
عراق میں بسیار رہے اور سید احمد شعرانی انکے پسر حمزہ الداعی انکے پسر عبد اللہ انکے موسیٰ اور عیسیٰ
انکے پسر بہاؤ الدین انکے پسر ابو الحسن محدث انکے پسر سید علی نقیب قم انکے پسر عیسیٰ انکے پسر علیؑ
انکے پسر حمزہ انکے پسر محمد انکے پسر ظہیر الدین اور سید محمد بن سید علی عریفی انکے پسر سید علیؑ انکے پسر سید
محمدؐ انکے دو پسر سید عباس و سید محمدؐ رودباری انکے پسر سید علیؑ انکے پسر سید محمدؐ انکے پسر سید عیسیٰ رودباری
انکے پسر سید عبد اللہ انکے پسر سید محمدؐ طوسی انکے پسر سید علیؑ عجم انکے پسر سید محمد عالم انکے پسر
سید شرف الدین انکے پسر زین الدین انکے پسر سید تاج الدین مزار اولاد بریانپور میں موجود ہے
اور سید عباس بن محمدؐ بن علیؑ انکے پسر سید حسن انکے پسر سید حمزہ انکے پسر سید محمود انکے پسر سید
ابو طالب انکے پسر سید یحییٰ انکے پسر سید فخر الدین انکے پسر سید حسام الدین انکے پسر سید نظام الدین
انکے پسر سید محمد ماہ انکے پسر سید جعفر افضل الدین محمدؐ ماہ ۶۵۷ھ ہجری میں بغداد سے لاہور اور وہاں
سے دہلی تشریف لائے واضح ہو سید علی عریفی بن سید اسماعیل عرج اکبر بن امام صادق کا حال مختصر
عرض ہو چکا ہے اور اب یہ فقیر انکے برادر بزرگ سید محمد عریفی بن سید اسماعیل کا حال مختصر عرض کرتا
ہے ناظرین باتمکین کو واضح ہو سید محمدؐ عریفی بن اسماعیل بن امام صادقؑ سید محمد عریفی کے چھ فرزند تھے
پسر بزرگ سید المولا احمد شہزادہ احمد بھی مشہور ہے انکی نسل سے تمام خلفائے فاطمین دور اعاز محمد سلطان

موجود بمبئی میں ہے سید احمد کے سلسلہ نسب موقع پر بیان ہوگا پسر دیگر سید جعفر شاعر
وسید عیسٰے اکبر و سید زید اسماعیل ثانی و علیؑ عارف سید جعفر شاعر انکے پسر سید محمدؐ الجیب
انکے دو پسر سید مہدی و سید عبد اللہ انکی اولاد عرب و عراق اور مغرب مصر میں بسیار ہے
اور سید عیسیٰ اکبر انکے پسر سید یحیٰی محدث ہے اور بنو توابہ و بنو محیض یہ دو قبیلے انکی نسل
سے ہیں اور سید علیؑ عارف ان کے پسر سید محمدؐ انکے پسر سید محمود انکے پسر سید حامد انکے پسر
سید علیؑ انکے پسر سید حسن انکے پسر سید احمد بدر الدین انکے پسر سید جمال الدین انکے پسر سید کمال
الدین ان کے پسر سید عماد الدین ان کے پسر سید وجیع الدین خجندی انکی مزار اولاد بیجاپور میں ہے۔

اور سید اسماعیل ثانی بن سید محمدؐ عریضی بن سید اسماعیل بن امام صادق سید اسماعیل ثانی
ان کے ہفت پسر صاحب اولاد ہوئے ہیں اول سید محمدؐ منصور خاقانی و سید موسٰی و سید یحیٰی
عبد اللہ رومی و سید ابو نمیم محمدؐ و سید علیؑ طاہر و سید حسنؑ تنوجہ سید حسن تنوجہ انکی نسل سے دو
قبیلے ہیں ایک نبی البرار اور نبی التمام بنو برار در حلہ آباد اند نبی التمام در سور آباد اند اور سید
علیؑ طاہر و ابو نمیم محمدؐ کی اولاد ری طبرستان میں آباد ہے اور چار فرزند ونکی اولاد ایک ایک
ملک ہند پنجاب میں ہے باقی عرب عراق میں ہے ملک فارس میں زیادہ تر ہیں تذکرہ السادات
صفحہ ۵۳ میں لکھا ہے کہ امام جعفر صادقؑ کے ہفت فرزند تھے سید اسماعیل و سید محمدؐ موسٰی
کاظم و سید محمدؐ دیباج و عبد اللہ ماموں و سید اسحاق و سید عباس و سید علی۔

تذکرہ السادات صفحہ ۵۴ اسماعیل کنیتش ابو محمدؐ لقبش اعرج اکبر اولاد امام جعفر صادق
بودہ در زمان حیات پدر وفات یافتہ تابوت ویرا مردمان از قریہ عریضہ تا مدینہ بر دوش
آوردہ اند و عقب اسماعیل از دو پسر است محمدؐ عریضی و علیؑ عریضی است و عقب محمدؐ فرزند
ہفت است ان کے اسما اوپر بیان ہوئے۔

سلسلہ نسب باری سید عالیدر جانب امیر الامر سلطان الشہدا شمشیر زن کافر شکن
یکے از خاصان حضرت باری سید محمود سبزواری با امام جعفر صادق باین طریق واصل میشود تذکرہ
السادات بحوالا تذکرہ السادات۔

دصوا سیار سید محمود سبزوار مدفون لاہوری ابن سید محمدؐ ابن سید ہاشم ابن سید احمدؐ
ہادی ابن سید منتظر باللہ ابن سید عبد المجید ابن سید غالب دین ابن سید محمدؐ منصور خاقانی ابن
اسماعیل ثانی ابن سید محمدؐ عریضی ابن سید اسماعیل عرج اکبر ابن امام جعفر صادقؑ چنانچہ از فرزندان

ایشاں اتقیاء زمانہ وصلحاء یگانہ بودہ اند زیارت ایشان در لاہور است۔
سید السادات قاتل الکفار والمشرکین سید شمس الدین عریقی مدفون ملتانی ابن سید صلاح الدین محمد نور بخش ابن سید علیؒ السلام الدین ابن سید عبد المومنین بادشاہ مغرب ابن سید علیؒ عرف خالدالدین ابن سید محب الدین ابن سید سلطان الشہید قاتل الکفار والمشرکین حضرت محمود سبزواری است۔
وسید حسن کبیرالدین اوچوی ملقب بکفرشکن ابن سید محمود ثانی ملقب پیر صدرالدین قاتل الکفار ابن سید شہاب الدین ابن سید نصیرالدین محمدؒ مدفون لاہور ابن سید برہان العارفین سید شمس الدین عریقی سبزواری نیز تبریزی از اولاد امجاد ایشانست وسید نجیب صحیح النسب اند اولاد ایشاں در دہلی ہند پنجاب جابجا متفرق منتشر اند۔

این سلسلہ بطریق این طور است سادات اسماعیلیہؒ

سید السادات سادات سید حسن کبیرالدین بلقب بکفرشکن اوچوی ابن سید محمود ثانی ملقب پیر حاجی صدرالدین قاتل الکفار والمشرکین ابن سید پیر شہاب الدین ابن سید نصیرالدین محمدؒ مدفون لاہوری ابن سید السادات عالیدرجات قاتل الکفار والمشرکین سید شمس الدین عریقی ملتانی سبزواری منبر تبریزی صلاح الدین ابن محمد نور بخش پیر صلاح الدین ابن سید علی ملقب پیر سلام الدین ابن سید عبدالمومنین بادشاہ مغرب ابن سید علیؒ عرف خالدالدین ابن سید محمدؒ محب الدین ابن سید سلطان الشہید امیر الامرا شمشیرزن کافرشکن خاصگان یاری سید محمدؒ سبزواری مدفون لاہوری ابن سید محمد ابن سید ہاشم ابن احمد ہادی ابن منتظر یا اللہ ابن سید عبدالمجید ابن سید غالب الدین ابن سید محمدؒ منصور خاقانی ابن سید اسماعیل ثانی ملقب امام الدین ابن سید محمدؒ عریقی ابن سید اسماعیل عرج اکبر ابن امام جعفر الصادق علیہ السلام۔

سلسلہ النسب سید عالیدرجات صاحب کرامات صوری ومعنوی علیہ

سید ظہیرالدین ابن سید محمدؒ ابن سید حمزہ ابن سید علی ابن سید عیسیٰ ابن سید علی کہ نقیب اتم بودند ابن سید محمد الحسن الاکبر المحدث ابن سید عیسیٰ الاکبر ابن سید ابو عبداللہ محمد الاکبر ابن سید ابوالحسن ابن سید علی عریقی ابن سید اسماعیل عرج اکبر ابن امام جعفر صادق در عہد سلطان فیروزشاہ بادشاہ باقلیم ہندوستان تشریف آوردہ در قصبہ سنام

سکونت اختیار کردند اولاد ایشان اکابر نامدار صاحب اعتبار اند۔

سلسلہ نسب پدری سید عالی درجات اسماعیلیہ

نوبادہ خاندان مرتضوی و نقارہ دودمان مصطفوی معارف اکابر سید محمدؐ ماہ ابن سید نظام الدین ابن سید ابو طالب ابن سید محمود ابن سید علی ابن سید یحییٰ ابن سید فخر الدین ابن سید دولت ابن سید حمزہ ابن سید حسن ابن سید عباس ابن سید محمدؐ ابن سید علی سید عریفی ابن سید اسماعیل عرج اکبر ابن امام جعفر صادقؑ سید صحیح النسب قبر و اولاد در بلدہ بھڑاوچ است در منبع السادات منبع انساب آوردہ کہ سید اسماعیل بن امام جعفر صادق را دو پسر بود یکے سید علی عریفی دویم سید محمد عریفی کہ از اولاد او میر علماء الدین اند قبر در آور دہ است۔

سید اولاد حیدر فوق بلگرامی سوانحعمری تاریخ امام محمدؐ موسیٰ کاظم صفحہ ۷ہم سید محمدؐ عریفی بن سید اسماعیل عرج اکبر بن امام جعفر صادق کی بابت اسطرح تحریر فرماتے ہیں کہ ہارون رشید نے یحییٰ برمکی اپنے وزیر سے دریافت کیا کہ ہیں اولاد ابیطالب میں کس شخص کو بلا کر امام محمدؐ موسیٰ کاظم کا حال دریافت کروں یحییٰ برمکی نے کہا سید محمد عریفی بن سید اسماعیل بن امام جعفر صادق اس امر کے لئے سب سے زیادہ لائق ہے چنانچہ اسیوقت محمدؐ بن اسماعیل کے نام خط لکھا گیا جسوقت یہ خط انہیں ملا نہایت خوش ہو کر پڑھا اور اسکے مضامین اپنے احباب کو دکھلائے اور بغداد کی روانگی کی تیاری کردی مگر ان دنوں ایسی تنگدستی تھی زاد راہ کے لئے ایک کوڑی بھی پاس نہ تھی اور سامان سفر کسطرح مہیا ہو سکتے تھے کہ امام محمدؐ موسیٰ کاظم کو اسکی عسرت کا حال معلوم ہوا تو آپ نے انکو اپنے پاس بولایا اور فرمایا کہاں کا ارادہ ہے سید محمدؐ عریفی نے عرض کی کہ بغداد کا آپ نے فرمایا وہاں کیوں جاتے ہو۔ عرض کی کہ اپنی عسرت کیوجہ سے چلا جاتا ہوں شاید وہاں گزران اوقات کی کوئی صورت نکل آئے اور قرض ادا ہو جائے یہ آپ نے نہایت شفقت سے فرمایا کہ تم وہاں نہ جایئں انشاءاللہ تمہارا قرضہ بھی ادا کرونگا۔ اور آیندہ تمہارے اخراجات کی بھی کفالت کرتا رہونگا سید محمدؐ عریفی خاموش رہے جب رخصت ہونے لگے تو عرض کی کہ کچھہ ہدایت فرمائی جاوے امام محمدؐ موسیٰ کاظم نے جواب میں کچھہ نہ فرمایا تیسری مرتبہ عرض کی کہ جواب نہ ملا تب آپ نے فرمایا تمہیں اتنی تاکید کرتا ہوں یہ وصیت ہے میری خون میں شریک نہ ہونا آخر وداع ہو کر چلنے لگے تو آپ نے تین سو اشرفی اور چار ہزار درہم انہیں عنایت فرما کر رخصت کیا جب سید محمدؐ عریفی چلے گئے تو امام نے اپنے اصحاب سے فرمایا یہ میرے خون کرانے میں کوشش کریگا اصحاب نے عرض کی پھر ایسے

نااہل کے ساتھ الطاف کی کیا ضرورت ہے آپ نے فرمایا یہ ہمارے اخلاق کریمانہ اور صلہ رحم کے تقاضہ ہیں سید محمد عریضی رشتہ میں امام کاظم کے حقیقی برادر زادے تھے سلسلہ قرابت میں ایسے اقرب تھے حضرت امام جعفر صادق کے بعد اکثر لوگ امام موسیٰ کاظم کی امامت میں قایل کرتے تھے اور سید اسماعیل کی شرف اور فضیلت اسقدر منزلت کو یاد کرکے جو انہیں اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں حاصل تھی انکو امام جعفر صادق کا وصی وارث اصلی قایم مقایم جانتے تھے اگرچہ سید اسماعیل کی وفات زمانہ حیات امام صادق میں واقع ہوئی تھی مگر یہ لوگ خام اعتقادی پر اصرار کرتے رہے اور اسیوقت سے فرقہ اسماعیلیہ کی بنا پڑی اس وقت یہ لوگ بہت کم تھے پھر اس قلیل جماعت میں ایسے نکلی جو مستحکم العقیدہ اور راسخ الایمان ہوتے گئے کتب رجال شیعہ میں ان حضرات کے نام تفصیل سے لکھے ہیں غرضکہ ایسے باقی رہگئے جو کوتاہ عقلی سے باہر نکل سکے وہ بھی اپنے عقیدہ کو چھپائی رہے چونکہ محض بے دلیل نامستحکم تھے اسلئے ہمیشہ اپنے عقائد کو پوشیدہ رکھا اصولاً منع کر دیا تھا تمام دنیا کے مذہبوں سے خلاف تھے اسیوجہ سے اسماعیلیہ کی کوئی کتاب کہیں نہیں دیکھی جاتی الغرض اس فرقہ کے لوگ گمنامی میں رہے جب تک اسماعیلی فرمانبرداری کا تسلط ممالک افریقہ پر پورے طور نہ ہولیا انہیں سلاطین کے زمانہ میں جو تاریخوں میں عموماً فاطمین خلفا کے نام سے موسوم ہیں اس فرقہ کو عروج ہوا اور اسوقت سے وہ اطراف عالم میں ادہر اُدہر پھیلے مگر تاہم مصر ساحل عرب بحرہ فارس اور ہندوستان کی جنوبی ساحل سے آگے نہ بڑھ سکے اور ان مقاموں میں اب تک ان کی نسلیں اپنے قدیم اعتقاد پر قایم ہیں ہندوستان میں اسوقت تک یہ موجود ہے اور احاطہ بمبئی سے لے کر راجپوتانہ ممالک متوسط تک اکثر مقامات پر ان کی آبادی ہے یہ لوگ تجارت پیشہ ہیں کاروبار میں بڑی مہارت رکھتے ہیں اور طبیعت کی صاف مزاج کے سادے اور زبان کے سچے ہوتے ہیں ظاہری رفتار اطوار میں فرقہ اثنا عشرہ سے ملتے ہیں اور نہ کسی غیر مذہب ملت سے مناظرہ کرتے ہیں جب انکے عقائدہ مذہب سے پوچھا جاتا ہے تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو شیعہ اثنا عشری ہیں الحمد للہ ہمارے موجودہ زمانے کے علمار علام کی توجہ سے اس فرقہ کے بہت لوگ اپنے عقائد سے تائب ہوکر شیعہ اثنا عشری کے طریقہ اختیار کرتے جاتے ہیں حضرات علمار کے مشین خوبی سے یہ کام کر رہی ہے جب اس خیال کے لوگ

حجاز میں پیدا ہوئے تو سید محمدؐ عریفی نے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور ان لوگونکو
اپنا مطیع بناکر اپنا کام نکالنا چاہا مگر لوگوں نے مدد نہ کی سید محمدؐ عریفی امام کاظم کی رقم
عطیہ لیکر بغداد پونچے اور یحیٰی برمکی کے مہمان ہوئے اسنے اپنے پاس رکھکر امام کی خلافت
ہدایت کردی جب بادشاہ سے ملاقات ہوئی تو اسنے انکی مزاج پرسی و خاطر مدارات کے
اور ہارون رشید نے اسنسے مدینہ کے حالات دریافت کیا تو سید محمدؐ عریفی نے جواب دیا کہ
اے امیر مدینہ کا کیا حال بیان کروں دو بادشاہ در یک اقلیم نگنجد ہارون نے کہا کیسے سید
محمدؐ نے کہا جب تم بغداد میں حکومت کرتے ہو اور مدینہ میں امام محمدؐ موسٰی کاظم بادشاہت
کرتے ہیں اور اطراف عالم سے تمہارے طرح انہیں بھی خراج آتا ہے اور بہت سے سامان
جنگ فراہم ہوگیا ہے یہ سنکر ہارون رشید غضبناک ہوا اور اسکو بڑا خیال گذرا اخیر
اسوقت سید محمدؐ کو دس ہزار دینار دیکر رخصت کیا اور امام کے مٹانے کا پورا ارادہ کرلیا
سید محمدؐ کو جو اس شکایت کی صلہ میں جو دس ہزار دینار ملے تھے لیکر یحیٰی کے مکان میں آئے
کیفیت یہ ہے اس رقم کے متعلق اپنے خراجات کی میزان جوڑ رہے تھے شام تک اسے
رات انکی باقی عمر کا چکتا ہوگیا انکے حلق میں ایسے درد پیدا ہوئی کہ ان کی روح فنا ہوگئی اس
زرکثیر سے ایک پیسہ بھی نہ خرچ کرسکے اور ہارون نے انکی خبر فوت سنکر دہ زر واپس لیلی۔
یہ واقعات جو سید اولاد حیدر مورخ خوش بیان تحریر فرماتے ہیں بعض امور درست ہیں۔
اور بعض میں اختلاف ہے کیونکہ بحوالہ تاریخ فرشتہ محمدؐ قاسم اپنی تاریخ میں صفحہ ۱۴۲ جلد
دویم میں لکھتا ہے کہ خواجہ عماد الملک تاریخ جہاں کشا میں لکھتا ہے کہ بعد از خلفائے
راشدین درمیان اسلام کی ایک جماعت پیدا ہوئی جو طوائف اہل سنت سے معترض تھے۔
اور کہتے تھے کہ انہوں نے آل رسول اللہ کی امداد و نصرت نہ کی خاص اسوقت یزید اور
اسکی اتباع نے ایسا ظلم صریح کیا یہ کلام جملہ معترض تھا حضرت امام جعفر صادق کے زمانہ تک
کہ پہلے اپنے بڑے بیٹے سید اسماعیل کو ولیعہد کیا صحیح روایت یہ ہے سید اسماعیل اپنے
باپ کے عہد میں فوت ہوا پھر امام موسٰی کاظم کو ولایت عہدی دی ولیکن ایک جماعت جو موسوم
بہ کیسانی تھی وہ کہتے ہیں کہ اسماعیل اپنے باپ کے بعد زندہ تھا لہذا سید اسماعیل امام ہے اور
بعد سید اسماعیل اسکا بیٹا سید محمدؐ عریفی امام ہے اور علویہ مغرب تمام اسکی نسل سے اور سید محمدؐ
عریفی بن سید اسماعیل عرج اکبر بھی امام جعفر صادق کے عہد موجودگی میں رے چلا گیا اور شہر

محمدؐ آباد رے ساتھ اسکے منسوب ہے اور جب اسکی اولاد بکثرت ہوئی تو خراسان اور
قندہار اور مصر افریقہ اور ملک فارس اور ہند سندھ میں جاکر متوطن ہوئے اور سید
اسماعیل والدہ کیطرف سے بھی حسینی تھا اور اسماعیلیوں کے دو پیشوا تھے ایک میمون
قداح دوسرا عبداللہ بن میمون اور عبداللہ کوفہ اور عراق اور عرب میں گیا اور کہا میں
داعی امام ہوں اور امام کا ظہور قریب ہے اور ایک شخص ابوالقاسم محمدؐ نام کو ملک یمن
کیطرف دعوت کیلئے بھیجا اور وہاں پہنچکر دعوت میں مشغول ہوا اور اہل یمن نے دعوۃ
اس سید کی قبول کی اور ایک شخص کو کہ عبداللہ صوفی کہتے تھے اور وہ شخص کہ میمون
قداح کے فرزندوں سے تھا اسکے ہمراہ مغرب کیطرف گیا ابوعبداللہ صوفی نے اسکا استقبال
کیا اور اس نے خلقت مغرب سے کہا کہ میں امام ہوں اور صلحتاً کہتا تھا کہ وقت ظہور
امام کا نزدیک ہے اور آپ کو فرزندان اسماعیل بن امام جعفر صادق سے شمار کر کے مہدی نام
کیا بحوالہ تاریخ فرشتہ صفحہ ۴۴۱ جلد دویم اور بعضے کہتے تھے مہدی بیشک بے شبہہ سید اسماعیل
کی نسل سے ہی چند روایت کی سبب مہدی اور اولاد اسکی علوی ہونگے اور تاریخ حبیب
اسیر میں مسطور ہے کہ اسماعیلیہ نے بلدہ مغرب اولا مصر افریقہ میں لعزت تمام سلطنت کی ہی
اور مدت حکومت انکی دو سو چھیاسٹھ ۲۶۶ برس ہے اور اول جس شخص نے اس طوائفہ سے ظہور
پکڑا اور مالک زمام جہان بانی ہوا اسے ابوالقاسم محمدؐ بن عبداللہ المہدی کہتے تھے یہ مہدی
اکثر و الشہر سید اسماعیل بن امام جعفر صادق کی نسل سے ہے سید اولاد حیدر تاریخ امام
محمدؐ موسیٰ کاظم میں لکھتے ہیں کہ سید محمدؐ عریفی بن اسماعیل نے بغداد میں اور امام کی شکایت کی صلہ
میں دس ہزار دینار ہاروں رشید سے پاسے اور تقسیم کر رہے تھے کہ شب کو خلق میں درد ہوا اور
روح انکی فنا ہو گئی اور محمد قاسم فرشتہ مورخ حنفی لکھتا ہے کہ سید محمد عریفی بن سید اسماعیل امام
جعفر صادق کی عہد موجودگی میں رے طبرستان کو چلا گیا اور وہاں جاکر محمدؐ آباد ری ایک شہر
آباد کیا تھا جو انکے نام سے منسوب ہے اور اولاد انکی بکثرت ہوئی جب وہ بغداد میں فوت ہو گئی
نوری میں پھر کون گیا اور اولاد بکثرت کسکی ہوئی فرشتہ لکھتا ہے اولاد انکی بکثرت ہوئی۔
اور ہر ایک گوشہ میں جاکر متوطن ہوئے راقم اوراق کو اسجگہ تعامل ہے کیونکہ اوپر لکھا گیا ہے
امام جعفر صادق نے قربت وفات امام محمدؐ موسیٰ کاظم کو علوم آلہی اور تمام اسرار امامت سپرد
فرمائے اور سید محمدؐ عریفی تو امام کی موجودگی میں رے تشریف لیگئے اور وہاں محمدؐ آباد شہر آباد کیا کم

ظرف آدمی ہرگز شہر آباد نہیں کر سکتا اور آباد شہر کی بھی مدت مزید میں ہو سکتی ہے۔

اور جناب سید السادات عالیدرجات

سید آغا محمد سلطان اسماعیل سکنہ بمبئی کی شجر نسب انگریزی میں یہ لکھا ہوا ہے سید شاہ اسمٰعیل بن امام جعفر صادق کو جو لوگ امام صادق کا جائز وارث مانتے ہیں وہ شیعہ اسماعیلی کہلاتے ہیں تولد آپ کا ۱۱۰ھ ہجری میں ہوا اور وفات انکی ۱۴۳ھ ہجری ہوئی عموماً یہ یقین کیا گیا ہے کہ وہ اپنے باپ کی زندگانی میں فوت ہوا لیکن اسماعیلی کہتے ہیں کہ وہ امارت پر مقرر ہوا ہرگز نہیں اگر زندہ رہتا تو بعد اپنے والد کے جانشین ضرور ہوتا کیونکہ فرزند اکبر تھا جب امام کی حیات میں ایکسال پہلے فوت ہوا تو پھر امامت پر مقرر نہیں ہو سکتا آئمہ طاہرین کا عقاید ہے کہ وقت اخیر وصیت اور علوم امامت اپنے وصی کو سپرد کرتے چلے آئے ہیں اور سید محمدؑ عریفی بن سید اسماعیل اعرج اکبر امام جعفر صادق کی وفات بعد ۱۴۸ھ ہجری میں ملک فارس طبرستان رے کو چلے گئے تھے اور وہاں جا کر محمد آباد در رے شہر آباد کیا شہر کی آبادی میں زر کثیر صرف ہوا ہو گا کم ظرف آدمی شہر آباد نہیں کر سکتا تولد آپ کا موضع عریفہ میں ہوا جو مدینہ منورہ سے چار کوس کے فاصلہ پر ہے روز تولد سہ شنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۲۸ھ ہجری اور اپنی جد امجد امام صادق کی وفات کے بعد ۱۴۸ھ ہجری میں بمعہ عیال رے تشریف لے گئے اور وہاں محمدؑ آباد شہر آباد کیا بحوالہ شجرہ نسب آغا صاحب اور بحوالہ ملفوظ کمالیہ سید کمال الدین موجد ریاشمسی اسماعیلی اور آپ کی اولاد میں بکثرت ہوئی آنحضرت کے چھ فرزند متولد ہوئے ہیں اسکے اسماء مبارک یہ ہیں پسر بزرگ سید شہزادہ احمد پدر سلاطین مصر و افریقہ دیگر پسر سید اسماعیل ثانی بلقب امام الدین فرزند سویم سید جعفر شاعر چہارم سید علیسی اکبر پنجم فرزند سید زید ششم سید علی عارف ان کی اولاد اوپر لکھا گیا ہے سید احمد شہزادہ اور سید اسماعیل ثانی کی اولاد کا احوال بعد بیان کرینگے اول رنگ برادو بزرگ سید شہزادہ احمد کی نسل کا ذکر یہ فقیر عرض کرتا ہے بحوالا شجرہ نسب انگریزی آغا صاحب سید محمد عریفی بن اسماعیل اونہتر (۶۹) سال برس کے سن میں اور چہارشنبہ ۱۱ شوال ۱۹۷ھ ہجری میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے محمد آباد میں آپکی مزار شریف ہے عہد ہارون رشید کا تھا سید شاہ احمد سید محمد عریفی کا فرزند اکبر تھا وہ شہزادہ ہے مشہور ہے انکا تولد مقام محمد آباد در

روز جمعہ ۲۲ شعبان سنہ ۱۴۹ ہجری فوت ۱۸ ذوالحجہ روز پنجشنبہ ۵۲ برس کی عمر میں سنہ ۲۰۱ ہجری میں ہوا۔
عہد مامون رشید کا تھا اور آپ کی والدہ صاحب صفیہ بنت سید علیؑ عریضی سید شاہ تقی یعنی قاسم
شاہ ابن سید شاہ احمد ابن سید محمد عریضی بہ معتصم باللہ بغدادی عباسی کے برخلاف تھے جسکے حکم
کے مطابق رے گئے گورنر سے قتل کرائے گئے اور کوہ امیر رے کے قریب ایک گاؤں میں دفن
ہیں انکا تولد مقام محمد آباد رے روز چہار شنبہ سنہ ۱۷۴ ہجری ۱۲ ماہ رجب اور قتل کا یوم جمعہ ۹ ماہ رمضان
سنہ ۲۱۶ ہجری عمر ۴۲ سال مزار محمدؐ آباد رے ۔۔

سید رضی عبد اللہ انکا پسر محمدؐ آباد رے کو چھوڑ کر ہمدان اور آذربائیجان کے راستہ
سے استنبول کو چلے گئے تولد انکا محمد آباد میں ہوا روز چہار شنبہ ۱۲ ماہ شعبان سنہ ۲۱۰ ہجری ہوا
اور یتیم رہ گئے جب جوان ہوئے سنہ ۲۵۷ ہجری میں اور بائیجان کے راستہ استنبول پہونچے ماہ
رجب روز دوشنبہ سنہ ۲۶۰ ہجری میں استنبول فوت و دفن ہوئے ان کا بڑا بیٹا سید شاہ محمد مہدی
یعنے ابوالقاسم محمد ابن رضی عبد اللہ محمدؐ آباد میں ۱۵ رمضان سنہ ۲۴۵ ہجری میں تولد ہوئے اور
بارہ برس کی عمر میں اپنے رضی عبد اللہ کے ہمراہ سنہ ۲۵۷ ہجری میں استنبول چلے گئے تھے اور انہوں نے
سنہ ۲۵۹ ہجری میں ملک یمن میں جاکر دعوت شروع کر دی اور سنہ ۲۶۰ ہجری میں سید رضی عبد اللہ فو
ہوگیا ان کی وفات کے بعد سنہ ۲۹۷ ہجری سے لے کر سنہ ۳۲۲ ہجری تک پچیس سال مصر میں حکو
کی ہے یہ پہلا خلیفہ خلفائے فاطمین سے تھا اس نے مصر میں شہر مہدی آباد کی بنیاد ڈالی
اور آباد کیا اور جملہ سادات عظام اسماعیلیہ اور حسنی حسینی موقعہ طائف الملوکی میں متفق
الرائے رہے تھے ادہر مصر میں محمد بن عبد اللہ المہدی کی سلطنت قائم ہوگئی اور ادہر عل
طبرستان سید حسن بن زید حسنی کی حکومت قایم ہوگئی علویہ خاندان زید کا ذکر باب چہارم
سابقہ ہوا ہے سعد ایمن میں حکمران تھا اس خاندان کی دیگر اراکین کے خواہ حضرت رسول
کے نواسوں امام حسن یا حسین کی اولاد سے تھے بحرہ کاسپین اور جنوبی صوبجات ویلم طبرستا
اور گیلان میں عرصہ دراز تک اپنی خلافت میں فرق نہ آنے دیا سنہ ۲۵۰ ہجری سے خاند
علویہ طبرستان کو فتح کر کے ایسے عروج پر پہنچ گیا کہ صاحب سکہ و خطبہ ہوا اور اس
پر چونسٹھ سال تک متصرف رہا پھر بادشاہ سمانیوں نے ملک چھین لیا اس واقعہ کے بعد
خاندان کے متعدد رقیب اراکین گیلان اور دیلم میں صاحب رہے اور ان میں
ایک ابوالفضل جعفر طاہر فی اللہ نے بادشاہوں کیطرح اپنا سکہ چلایا سنہ ۲۵۰ ہجر

سے سنہ ۲۱۶ھ تک حاکم رہے سنہ ۲۵۹ھ میں نام یعقوب صفاریہ نے حسن ابن زید علوی کو جو حاکم طبرستان کا تھا شکست دی اور سنہ ۲۶۱ھ نوح سامانی حاکم سمرقند نے محمد بن زید علوی کو شکست دی آخر سامانیوں نے ملک لیکر صبر کیا بحوالہ تاریخ فرمانروایان اسلام یہ لکھا گیا اور مہدی فاطمین کا حال بحوالہ نسب نامہ سید السادات عالی درجات آغا محمد سلطان جو انگریزی میں چھپا ہُوا ہے۔ لکھا ہے اب بحوالہ تاریخ الخلفا جلال الدین سیوطی رقم ہوتا ہے۔ کہ سنہ ۲۷۰ھ میں سیوطی نے لکھا ہے۔ کہ محمد ابن عبداللہ خلفاء مصر اور رافضیان یمن کی مورث اعلیٰ نے مہدیت کا دعویٰ کیا اور تذکرۃ الکرام تاریخ خلفاء اسلام صفحہ ۴۱۹ میں لکھا ہے کہ سنہ ۲۶۹ھ میں عبداللہ مہدی کی دعوت دعوی میں ظاہر ہوئے اسی کے جانشین مابعد افریقہ میں خلفائے فاطمین کہلائے - اور سنہ ۲۶۰ھ میں قرامط کا ظہور ہُوا - یہ حنفیہ کو امام کہتے تھے - اور سنہ ۲۸۰ھ میں مہدی قیروان میں آیا اور والی افریقہ سے جنگ جدال ہوا - لیکن مہدی غالب آیا سنہ ۲۸۱ ہجری میں مکسوریہ فتح ہُوا - اور سنہ ۲۹۱ھ میں مہدی نے ملک مغرب لے لیا اسکے خاندان میں حکومت آگئے اور سنہ ۳۲۲ھ میں پچیس برس حکومت کرکے مہدی رافضی فوت ہُوا مہدی مذکور کا دعوٰے تھا - کہ میں بنی فاطمہ ہوں - اسلیئے اسکو لوگ سیّد کہتے ہیں - سنہ ۳۵۷ھ میں دولتِ شیعہ اقالیم مغرب اور مصر اور افریقہ اور عراق میں قائم ہو گئے اور سلطنت مراکو جس کا دارالسلطنت اور دارالخلافہ مراکش ہے - یہ سلطنت عربوں کی ہے - اور سلطنت شریفہ کہلاتی ہے - یہ سلطنت انتہائے مغرب میں اقلیم افریقہ کی ہے - جسکے پچھم بحر زخار قلزم اطلان تک ہے اور اوسکی محاذی میں اندلس اور ملک اسپانیہ اور جزیرہ انگلستان برطانیہ ہے یہاں تک کہ حکومت اہلِ اسلام میں اول بنی اُمیّہ حاکم رہے - انکے بعد عباسیہ حاکم ہُوئے - پھر سادات حسنیہ جنکو ادریسیہ کہتے ہیں فرمانبردار ہوئے پھر مرالطین آئے - مہدویہ فاطمین کا دَور ہُوا - پھر عبد سید المومنین بن سیّد علی خالد خاندان میں بادشاہت آئی جو مہدویہ کا سپہ سالار تھا - اور خاندانِ اغلبہ ملک مراکو میں خود مختار ہو گیا ان کی سلطنت بڑے عروج پر رہی - گیارہ بادشاہ ہُوئے سنہ ۱۸۴ھ سے تا سنہ ۱۹۶ھ تک انکی بعد ان کے مذہبی اختلافات اور مغرب کے ادریسیوں کے خیالات شیعہ نے آخرکار سنہ ۲۹۶ھ میں فاطمیہ خاندان کی فتح نصرت کے لئے راستہ صاف ہو گیا - خلفائے فاطمیہ خاندان اغلبہ کے جانشین ہُوئے ؞

سلطنت اسماعیلیہ

خلفائے فاطمین کی سلطنت جو ایک وقت میں شمالی افریقہ کے تمام سواحل یعنی مصر تک سے

بحر الکاہل تک اور سسلی اور سارڈینیہ پر مشتمل تھے۔ خلفاء فاطمیہ ادریسیوں کی طرح اپنے آپ کو حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اولاد بتاتے ہیں۔ ملک بربر میں جہاں ادریسی فرمانروا تھے۔ فاطمہ خاندان کے مفاد خواہوں نے لوگوں کو خیالاتِ شیعہ کی طرف مائل کیا اسی طرح عبداللہ مورث خاندان فاطمیہ کے لیئے حصولِ دولت کا کام آسان ہو گیا۔ بحوالہ تذکرۃ الکرام تاریخ خلفاء الاسلام اور حسنی المہدی کے نام سے اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان کیا تھا ٢٩٧ھ میں آخری اغلابی بادشاہ کو خارج کر کے ادریسیوں کی سلطنت مراکو کی سوا تمام شمالی افریقہ پر قابض ہو گیا +

اول انکا دار الخلافہ مہدویہ مہدی آباد متصل ٹیونس تھا۔ نصف صدی کے بعد مصر اور شام بھی انکی سلطنت میں داخل ہوا۔ فاطمیہ سالار جوہر نے اول الذکر ملک کم سن اخشیدی بادشاہ ٣٥٦ھ میں فتح کر کے شہر قاہرہ کی بنیاد ڈالی۔ جو بعد میں قیرو کے نام سے مشہور ہوا۔ اسی اثناء میں شام کا جنوبی حصہ بھی مفتوح ہو گیا ٣٨١ھ میں عیلپور سلطنت مصر میں داخل ہوا۔ اسوقت سلطنت مذکور کی وسعت صحرائے شام سے سرحد مراکو تک پہنچ گئے۔ ولیکن چوتھے خلفاء نے قیروان اور مہدویہ مہدی آباد سے اپنا دار الخلافہ قیروان میں منتقل کیا۔ مغربی صوبجات بوجہ دوری انکے ہاتھ سے نکل گئے اور نارمن اور سسلی اور مالٹا اور طرابلس اور مہدی آباد اور قیروان پر قابض ہو گئے اور اسکی دولت اور حشمت اور تجارت بحیرہ روم کی ممالک کی خوشنودی کا باعث ثابت ہوئی ٣٦٢ھ میں جب انہوں نے شہر قاہرہ کو اپنا دار الخلافہ اور دار السلطنت منتقل کیا تو مغربی صوبجات بوجہ بعید ان کے اثر سے آزاد ہو گئے اور ان میں خود سر حکومتیں قائم ہو گئیں۔ بحوالہ تاریخ الخلفائے جلال الدین سیوطی ٢٧٨ھ میں عبداللہ المہدی نے حج کیا اور قبیلہ بنو کنانہ نے اس کا حال دیکھ کر تعجب کیا ٢٨٠ھ میں داعی مہدی کا قیروان گیا۔ اور حاکم افریقہ سے جدال قتال ہوا اسکے گروہ کی ترقی ہونے لگی ٢٨١ھ میں ئسے اور طبرستان فتح ہوا۔ ملک مغرب پر مہدی کا غلبہ ہو گیا۔ اور خلافت اسکے قبضہ میں آگئی۔ اور اسنے خلافت کا دعوٰے کیا تھا۔ اور رعایا پر چونکہ عدل انصاف اور احسان کیا تھا اسلیئے لوگ دُور دُور سے بھاگ کر اسکی طرف جانے لگے۔ اور ملک بڑھنے لگا۔ زیادۃ اللہ اغلب امیر افریقہ تاب مقاومت نہ لا سکا اور فرار ہوا اور ملک مصر مغرب بلاد بنو عباس سے نکل کر مہدی کے قبضہ میں آ گئے۔ ٣٠١ھ میں مہدی فاطمین چالیس ہزار سوار لیکر مصر پر

چڑھ دوڑا۔ لیکن راستہ دریائے نیل حائل ہُوا۔ اسلیئے مہدی اسکندریہ کی طرف واپس چلا آیا۔
اور وہاں فساد برپا کر دیا۔ اسکے مقابلہ کے لیئے بغداد سے فوج شاہی روانہ کی گئی۔ اسکو اوسنے
شکست دے دی اور خود اسکندریہ اور قیصوم پر قابض ہوگیا۔ اسے سال دیلم مجوسی سید حسن
بن علی علوی کے ہاتھ پر مُسلمان ہوگیا ۳۰۸ھ میں سید القائم کی فوج نے جزیرہ قسطلاط پر
قبضہ کرلیا۔ اور وہاں بہت لُوٹ مار ہُوئی واقعات طول ہے۔ اسی پر اکتفاء کیا گیا ۳۰۶ھ
میں القائم محمد بن عبداللہ المہدی فاطمی مصر اور اکثر صعید پر قابض ہوگیا۔ تاریخ سیوطی۔ اسی
سال دیلم نے رَے اور جبال پر حملہ کیا اور ملک تباہ کر ڈالا چند شہر اوسکے قبضہ میں آگئے اسکے
مرید بہت بڑھ گیئے۔ لوگوں کے دلوں پر انکی ہیبت جمگئی۔ شاہی فوج کئی مرتبہ گئی مگر
شکست کھاکر واپس آگئی۔ اہل مکہ شہر چھوڑ کر منتشر ہوگئے ۳۲۲ھ میں دیلم نے اصفہان
پر حملہ کیا۔ ان کے مددگاروں میں علی بن بویہ بھی تھا۔ بہت مال جمع کرکے اپنے مخدوم سے
علیحدہ ہوگیا اوسکی اولاد بادشاہ ہوگئی۔ علی بن بویہ نے محمد کو شکست دے کر فارس پر متسلط
ہوگیا۔ دیلم نے اُسے کرخ روانہ کیا۔ اوسنے ہمدان پر بھی قبضہ کرلیا۔ اسیطرح شیراز اور
خراسان پر متصرف ہوا۔ کئی شہر عباسیہ سے علیحدہ ہوگئے۔ ۳۲۴ھ میں دیلم مرگیا۔
اسی سال مہدی والیئے مغرب پچیس سال حکومت کرکے فوت ہوا۔ یہی شخص خلفائے مصر کا
جن کو عوام الناس فاطمین کہتے ہیں۔ مورث اعلیٰ تھا۔ دراصل مہدی کا دعویٰ کہ میں علوی
ہوں۔ لیکن لوگوں نے اسکے دعوے کو نہ مانا یہ رافضی تھا۔ اوسکی اولاد بھی اسکے قدم بقدم چلے
اور رفض پھیلا دیا۔ یہ جلال الدین سیوطی کی تاریخ کا سب حوالہ ہے۔ نقل ہوتا ہے سادات عظام
اولاد رسول صلعم رافضی اور یہ حضرت مومن ہوئے سبحان اللہ کیا عجب ماجرا ہے عبداللہ
المہدی کے بعد اس کا بیٹا ابو القاسم محمد الملقب بہ القائم بامر اللہ بادشاہ ہُوا۔ اور امر خلافت اس
زمانہ میں عباسیہ کا برائے نام رہ گیا تھا۔ اور تین شخص نے آپ کو ملقب امیر المومنین کر رکھا
تھا۔ راضی نے بغداد میں عبدالرحمان نے قرطبہ میں اور مہدی نے قیروان افریقہ میں ۳۳۴ھ میں
اخشیدی والی مرگیا۔ اسی سال القائم عبیدی والیٔ مغرب شہر مہدی آباد میں وفات پاگیا اور اس
کا پسر منصور باللہ اسماعیل تخت مصر پر بیٹھا ۳۴۱ھ ہجری میں منصور عبیدی شاہ مغرب منصوریہ
شہر میں فوت ہُوا۔ جسکو اوسنے آباد کیا تھا۔ منصور کے بعد اس کا بیٹا تخت نشین ہُوا۔ بہ ملقب
سعدیہ المعز دین اللہ بادشاہ ہُوا اور اوسنے شہر قاہرہ آباد کیا۔ منصور نیک طینت تھا۔ تمام مظالم

کی اوسنے تلافی کردی تھی لوگ اسکو بہت دوست رکھتے۔ اس کا بیٹا بھی آدمی تھا اور باپ کے
طریقہ پر چلا اور ملک مغرب اُسکے قبضہ میں آگیا ۳۴۱ھ میں ایک قوم ظاہر ہوئی جو تناسخ
کے قائل تھے۔ چنانچہ ایک شخص نے دعویٰ کیا تھا۔ کہ مجھ میں حضرت علی کی روح حلول کر
آئی ہے۔ اسکی بیوی کا دعوےٰ تھا۔ کہ جناب فاطمہؑ کی روح مجھ میں حلول ہے ایک شخص
کہتا تھا۔ کہ مجھ میں جبرائیل کی رُوح ہے۔ لوگوں نے اُن سب کو مارا وہ اپنے آپ کو اہلبیت
سے نسبت کرتے تھے۔ لوگ انکا ادب کرنے لگے۔ معز الدولہ آلِ رسولؐ سے عقیدت رکھتا
تھا۔ اوسنے بھی تعرض نہ کیا۔ اور ۳۵۱ھ میں شیعوں نے مسجد بغداد کے دروازہ پر لکھدیا کہ
معاویہ پر لعنت ہو اور اُس شخص پر جس نے جناب فاطمہ کا حق باغِ فدک غصب کیا اور اوسپر
لعنت ہو۔ جس نے امام حسنؑ کو حضرت رسول اللہ کے پاس نہ دفن ہونے دیا۔ اور محمد بن عبداللہ
بن زیاد ملک زبید تھا۔ شہر میں جو اس کا بسایا ہوا تھا۔ خود مختاری کا اعلان کرکے عرب میں
سلطنت آزادی کی بنیاد ڈالی۔ گو بغداد سے گورنر تازہ مقرر ہوتا تھا یہ ۲۰۴ھ سے
۴۰۹ھ تک بادشاہ رہے۔ بحوالہ تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی اور خاندان ہمدانیاں مذہب
شیعہ رکھتا تھا۔ خلفائے فاطمیہ کو اپنا مقتدا تصور کرکے ان کا ادب ملحوظ رکھتا تھا۔ یہ
۳۱۷ھ سے ۳۹۴ھ تک موصل و حلب میں بادشاہ رہا یہ بھی نائب خلفا فاطمین کا تھا اور
ابوالحسن بن علی ۳۵۲ھ کو بغداد میں عاشورہ کے دن معز الدولہ نے بازار بند کرا دیئے اور
سب عورتوں نے سر اپنے کھول دیئے اور ماتم امام حسینؑ کا بہت شور و غل ہوا ہر ایک جگہ
ماتم حسین کیا گیا۔ یہ پہلا موقعہ تھا۔ جو بغداد میں کئی برس جاری رہا۔ اسی سال عید
غدیر بڑی دھوم دھام سے منائی گئی۔ اور شیعوں کی سلطنت اقالیم مغرب مصر و شام و عراق
پر بنو عبیدی قابض ہو گئے۔ اور شہر قاہرہ میں دار الامارت بنایا گیا۔ جو اسوقت سے قصریں کے
نام سے مشہور ہے۔ اور بنو عباس کا نام خطبوں سے نکالدیا گیا اور سیاہ کپڑا پہننا موقوف ہوا۔ اور
سفید کپڑا پہننے کا حکم ہوا۔ اور خطبوں میں یہ الفاظ پڑھے جاتے تھے۔ اللھم صل علیٰ محمد
المصطفیٰ وعلےٰ علی المرتضیٰ وعلےٰ فاطمۃ بتول وعلےٰ الحسن وعلے الحسین
سبط الرسول صل علے الائمۃ اٰباء والمعز باللہ یہ تمام واقعات ماہ شعبان ۳۵۵ھ
میں واقعہ ہوئے۔ اور ۳۵۹ھ میں اذانوں میں حیّ علی خیر العمل ایزاد کیا گیا یہ بنا ر
ہر شہر کی مسجدوں میں ماہ رمضان سے شروع ہوئی ۳۶۱ھ میں مکمل ہو گئی اور ربیع الآخر

۳۶۱ھ میں جعفر بن فلاح نائب دمشق کے حکم سے اذانوں میں حیّ علےٰ خیر العمل کہا گیا
کسی شخص کو مخالفت کی جرأت نہ ہوئی۔ اسی سال ماہ رمضان میں المعز باللہ اپنے آباؤ اجداد کے
تابوت لیکر مصر پہنچ گیا۔ خلفاء فاطمیہ کی سلطنت کے برخلاف سلطنت کی بنیادیں مضبوط ہورہی
تھیں۔ اور انکی حکومت کی وہ حالت کہ جو خلفاء بنی عباسؓ کی کسی زمانہ میں تھی ۳۶۴ھ میں رفض
کا غلو ہوگیا اور مصر اور شام اور مشرق اور مغرب میں رفض خوب پھیلا یہاں تک کہ منادی
کردی گئی۔ کہ نماز تراویح کہیں نہ پڑھائی جاوے۔ کہ یہ سنت خلیفہ عمرؓ کی تھی۔ ۳۶۵ھ
میں المعز باللہ دار فانی سے دار البقاء کو روانہ ہوا۔ یہ بڑا نیک بادشاہ تھا۔ اسکے بعد اس کا
فرزند نزار بخطاب عزیز بادشاہ ہوا۔ اس خاندان کا یہ پہلا ہی بادشاہ جو بطور میراث مصر پر بادشاہ
ہوا۔ ۳۶۹ھ میں عزیز بادشاہ کا ایلچی بغداد میں عقد والدولہ کے پاس آیا کہ طائع سے
اپنے القاب میں تاج الملۃ کا لقب اور زیادہ کرنے اور تاج پہننے کی اجازت دلوادی اور خلعت
کی تجدید کرادی ان سب باتوں کی منظوری ہوگئی۔ اور ۳۸۲ھ میں ابو الفتوح الحسن بن
جعفر علوی کو ضعف آگیا۔ اور لوگ پھر عزیز بادشاہ کے ماتحت ہوگئے۔ اور ایک شریف
سلطنت ہوگئی۔ ذاہبی لکھتے ہیں۔ کہ عزیز بادشاہ مصر ۳۸۶ھ میں فوت ہوگیا اور اوسنے
اپنے باپ کی فتوحات میں حمص اور عمدہ کو اور حلب کو ایزاد کیا موصل دیمن میں اس کا خطبہ
پڑھا گیا اور اپنے نام کا سکہ چلایا اسکے بعد اس کا پسر منصور ملقب الحاکم بامر اللہ تخت
خلافت پر بیٹھا ۳۹۲ھ میں اسود حاکمی نائب دمشق نے معزلی کو گدھی پر سوار کرکے تمام شہر
میں تشہیر کیا۔ اور ایک منادی کہتا جاتا تھا۔ کہ یہ اوس شخص کی سزا ہے۔ جو ابوبکر اور عمر اور
عثمان سے محبت رکھے اور بعد اسکے قتل کرادیا گیا ۳۹۵ھ میں حاکم نے بہت علماء کو مصر
میں قتل کر ڈالا اور مسجدوں کے دروازوں پر شارع عام میں اصحاب ثلاثہ کو لعنت لکھوادی۔
اور عمال کو حکمدیا کہ اصحاب ثلاثہ کو ہر صبح و شام لعنت کی جاوے۔ اور مچھلی کے کھانے منع
کیا۔ سوائے چھلکا والی کے ۳۹۶ھ میں حاکم نے حکمدیا کہ اسجگہ میرا نام لیا جاوے خواہ بازار
ہو۔ خواہ کوئی جلسہ ہو سننے والا ادب کے لیئے جھک جایا کرے۔ اسی سال حاکم نے جو بادشاہ
مصر اسماعیلی تھا۔ قمامہ کے گرجا میں جو بیت المقدس میں تہا۔ عیسائیوں کو اس میں
جانے سے روک دیا۔ اور مصر کے تمام گرجاؤں کو گرا دینے کا حکمدیا اور ۴۰۴ھ میں عورتوں
کو رات یا دن میں راستوں میں نکلنے سے منع کردیا گیا یہ حکم اسکے مرنے تک بحال رہا ۴۱۱ھ

میں حاکم حلوان مضافات مصر میں قتل کیا گیا اور اس کا فرزند بعد اسکے ملقب الظاہر عزاز دین اللہ تخت پر بیٹھا۔ اور اس خاندان کی سلطنت کچھ زوال میں آ گئے حلب اور شام کا بڑا حصہ ان کے قبضہ سے نکل گیا۔ علی بن محمد مناد بانی خاندانی شیعہ نے بمقام سنا ۴۵۵ھ میں بمقام مسار میں علم استقلال بلند کیا نجاح کے انتقال پر ۴۵۴ھ میں اسنے زبید کا الحاق کیا۔ ۴۵۵ھ میں فتوحات سنا سے اور بلاد پر متصرف ہوا ۴۵۶ھ میں مکہ اسکے قبضہ میں آ گیا۔ اس کا دار الخلافہ سنا تھا۔ ۴۷۳ھ میں اپنی وفات تک اسنے زبید کو ہاتھ سے نہ دیا اسکے پسر مکرم احمد سے نجائیوں نے زبید چھین لیا۔ ۴۷۵ھ میں مکرم احمد نے واپس لیا ۴۷۹ھ میں زبید دوسری دفعہ ہاتھ سے نکل گیا ۴۸۱ھ میں پھر مفتوح ہوا۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد پر نجاجیوں نے آخری مرتبہ زبید چھین لیا ۴۸۲ھ میں مکرم احمد نے بجائے سنا کے ذوجبید واقع مشکلات جعفر کو اپنا دار الحکومت بنایا ۴۲۹ھ سے لیکر ۴۹۲ھ تک حاکم رہے سنہ ۴۵۰ھ میں بساسری بغداد پر رایان مصر کے ساتھ پہنچا۔ خلیفہ بغداد نے اس کا مقابلہ کیا۔ مگر بر سر نہ ہوا۔ المستنصر احمد والیئ مصر کے نام خطبہ جامع مسجدوں میں پڑھا گیا اور اذان میں حیّ علےٰ خیر العمل کہا گیا۔ ایک ماہ تک مقابلہ مقاتلہ جاری ہوا۔ آخر الامر بساسیری نے خلیفہ کو گرفتار کر لیا اور غاربتہ میں جا کر قید کیا۔ سنہ ۴۵۴ھ میں الظاہر اعزاز دین اللہ والیئ مصر انتقال کر گیا اور اسکی جگہ اس کا فرزند ہفت سالہ بادشاہ بنایا گیا الظاہر نے ساٹھ برس اور چار ماہ سلطنت کی ذہبی کہتے ہیں۔ تاریخ سیوطی کا یہ حوالہ ہے۔ اتنی مدت کسی بادشاہ یا خلیفہ نے حکمرانی نہیں کی اسکے دوران میں ایسا قحط پڑا جیسے حضرت یوسُف کے زمانہ میں پڑا تھا۔ ایک روٹی پچاس دینار کو فروخت ہوئی سنہ ۴۶۲ھ کو مکّہ شریف میں المستنصر کا خطبہ موقوف کر کے عباسیوں کا خطبہ شروع کیا گیا اور اذان میں حیّ علےٰ خیر العمل چھوڑا گیا ۴۸۸ھ میں سال اول خلافت میں المستنصر باللہ والیئ مصر فوت ہو گیا۔ اس کا فرزند مست علی احمد تخت نشین ہوا اور سنہ ۴۸۸ھ میں احمد خان والیٔ سمرقند قتل ہوا وہ بھی رافضی تھا اسے سال حلب الطاکیہ معرا اور شیراز میں ایکماہ فاطمین کا خطبہ پڑھا گیا ۵۰۲ھ میں فرقہ باطنیہ نے پھر شہر شیراز پر قبضہ کر لیا ۵۴۳ھ میں آخر الامر احکام اللہ بادشاہ مصر لاولد فوت ہوا اس کا چچیرا بھائی حافظ عبد المجید بن محمد بن مستنصر باللہ تخت پر بیٹھا ۵۴۹ھ میں

بادشاہ مصر حافظ عبدالمجید فوت ہوا اسکے بعد اس کا فرزند طافر تخت پر بیٹھا ۵۴۹ھ میں
طافر مقتول ہوا اور اوسکی جگہ اس کا پسر الظاہر عیسیٰ بادشاہ مصر دارالبقا کو گیا اسکے بعد
اس کا پسر عاضد الدین اللہ جو آخری خلیفہ فاطمیہ تھا تخت نشین ہوا۔ ۵۶۲ھ میں سلطان
نور الدین نے امیر اسد الدین کو دو ہزار سوار دے کر مصر کی طرف روانہ کیا اوسنے جزیرہ
سے اوتر کر دو ماہ برابر مصر کا محاصرہ کیا۔ والی مصر نے فرنگیوں سے مدد چاہی۔ وہ مدد کو پہنچ گئے
اسد الدین نے مصریوں سے مقابلہ کیا۔ اور صلاح الدین ابن یوسف ابن ایوب نے چار ماہ
تک اسکندریہ کو محصور رکھا ۵۶۴ھ میں فرنگیوں نے مصر پر حملہ کیا۔ اور شہر قاہرہ کو محصور
کیا۔ بادشاہ مصر نے فرنگیوں کے ڈر سے شہر قاہرہ میں آگ لگا دی۔ اسد الدین بہی وہاں
پہنچگیا۔ اور فرنگی بھاگ گئے۔ العاضد الدین اللہ بادشاہ مصر نے اسد الدین کو وزیر اپنا بنالیا یہ
صلاح الدین کا بھتیجا تھا۔ یعنی برادر زادہ تھا۔ اور صلاح الدین کو دوسرا وزیر بنالیا۔ آخر وقت
تک عاضد حاکم مصر کا وزیر رہا۔ دولت اسماعیلیہ خلفائے فاطمین کا وزیر نمکحرام صلاح الدین
نے خاتمہ کردیا۔ یہ واقع تاریخ الخلفائے جلال الدین سیوطی سے لکھا گیا ہے اور بغداد میں
۵۶۷ھ میں شیعوں کا زور ٹوٹ گیا۔ اور عاشورہ محرم کے دن روز جمعہ والی مصر سید
شاہ عاضد الدین اللہ فوت ہوگیا اور صلاح الدین نے اپنا قبضہ کرلیا۔ عباسیوں کی پہر
مصر پر حکومت ہوگئی۔ اور تاریخ فرمانروایانِ اسلام میں یہ لکھا ہے۔ کہ صلاح الدین نے
اپنا قبضہ کرلیا۔ عباسیوں کی پہر مصر پر حکومت ہوگئی۔ اور تاریخ فرمانروایان اسلام میں
یہ لکھا ہے۔ کہ صلاح الدین یوسف نے شیرکوہ کے مرنے کے بعد صلاح الدین عملی طور پر مصر
کا بادشاہ بن گیا ۵۶۴ھ میں آخری خلیفہ فاطمین عاضد جو تین سال بعد تک زندہ رہا۔
۵۶۷ھ میں صلاح الدین کے ایما سے فاطمین خلیفہ عاضد جو بستر مرگ پر پڑا ہوا تھا۔
عباسی خلیفہ مستضیع کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اس تبدیلی پر کسی قسم کا اختلاف نہ ہوا۔
صلاح الدین نے اپنے بھائی توران شاہ کو صوبۂ ملک یمن اور گورنر مقرر کیا خاندان ایوبیہ
بادشاہ ہونگے +

اور شجرہ نسب بادشاہانِ مصر افریقہ جو خلفائے فاطمین گذرے ہیں یہ ہے ۲۹۷ھ میں مہدی
ابو محمد عبداللہ بادشاہ ہوا اور ۳۲۲ھ میں قائم ابوالقاسم محمد بادشاہ ہو ۳۳۴ھ میں
منصور ابوالطاہر اسماعیل بادشاہ ہوا ۳۴۱ھ میں المعز ابو تمیم بادشاہ ۳۶۵ھ میں عزیز

ابو منصور نزار بادشاہ ہوا ۳۸۶ھ میں حاکم ابو علی منصور بادشاہ ہو ۴۱۱ھ میں ظاہر ابو الحسن علی بادشاہ ہوا ۴۲۷ھ میں المستنصر احمد ابو تمیم بادشاہ ہوا ۴۸۷ھ میں ابو القاسم احمد بادشاہ ہوا ۴۹۵ھ میں امیر علی منصور بادشاہ ہوا ۵۲۴ھ میں ابو المیمون حافظ عبد المجید بادشاہ ہوا ۵۴۴ھ میں جعفر ابو منصور بادشاہ ۵۴۹ھ میں فائز ابو القاسم عیسےٰ بادشاہ ہوا ۵۵۵ھ میں عاضد ابو عبد اللہ بادشاہ ہوا - عبد اللہ ابن عاضد کی نسل باقی مصر افریقہ میں آباد ہے - یہ شجرہ اوپر سے نیچے کو آیا ہے اور اب یہ نیچے سے اوپر کو جاتا ہے - اسطرح ہے شجرہ نسب سادات عظام اسماعیلیہ جو بادشاہ مصر افریقہ تھے - جو چودہ اشخاص نے مسرت تمام سلطنت کی ہے سید عبد اللہ ابن سیّد عاضد الدین اللہ ابن سید المعز ابن سید عبد المجید ابن سید محمد ابن سید مستنصر باللہ ابن سیّد ظاہر علی ابن سید حاکم ابن سیّد عزیز نزار ابن سیّد المعز ابن سید منصور اسماعیل ابن سیّد قائم محمد ابن سیّد عبد اللہ رضی ابن شاہ نقی قاسم شاہ ابن سید شہزادہ احمد ابن سیّد محمد عریفی ابن سید اسماعیل اعرج اکبر ابن جعفر صادق علیہ السلام - دوسری فرع جو شاہزادہ سید احمد بن سید محمد عریفی ابن سید اسماعیل اعرج اکبر بن امام جعفر الصادق علیہ السلام کی اولاد سے جو سلاطین مصر افریقہ سے تھے - جو سیّد مستنصر باللہ سے دوسری فرع علیحدہ ہوئی ہے - اس کا یہ بیان ہے انکی اولاد کا سلسلہ نسب جو انگریزی میں شایع ہے اسکی یہ نقل ذیل میں درج ہوتی ہے لکھا ہے - کہ سیّد شاہ اسماعیل ابن امام جعفر صادق کو جو لوگ امام جعفر صادق کا جائز وارث مانتے ہیں شیعہ اسماعیلی کہلاتے ہیں عموماً یہ یقین کیا گیا ہے - کہ وہ اپنے باپ کی زندگانی میں فوت ہوا - لیکن اسماعیلی کہتے ہیں کہ وہ امامت پر مقرر ہوا تھا - اور اس کا فرزند سید شاہ محمدؐ عریفی بن سیّد اسماعیل امام جعفر صادق کی وفات کے بعد مدینہ موضع عریفہ سے ملک فارس طبرستان رَے چلے گئے تھے - اور محمد قاسم فرشتہ لکھتا ہے - کہ سید محمد عریفی امام جعفر صادق کی موجودگی میں رَے چلے گئے تھے - اور وہاں جاکر محمد آباد شہر آباد کیا - اور وہیں فوت ہوکر دفن ہیں اور سید شاہ احمد سید محمد عریفی کا بڑا بیٹا تھا - جو شاہزادہ احمد بھی مشہور ہے - یہ بھی محمد آباد میں فوت ہوکر دفن ہیں - سید شاہ نقی قاسم شاہ بن سیّد احمد محتشم باللہ بغدادی عباسی کے برخلاف تھے - جسکے حکم سے رَے کے گورنر سے قتل کرائے گئے - اور کوہ

البرز کے قریب ایک گاؤں میں دفن ہیں۔ سید شاہ رضی عبداللہ انکا پسر رَے کو چھوڑ کر استنبول
کو چلے گئے۔ ہمدان اور آذربائجان کے راستہ سے استنبول پہنچے ان کے قبیلہ کے لوگ اسماعیلی
ان کے ہمراہ ترک وطن کر گئے۔ اور رضی عبداللہ وہاں فوت ہو کر دفن ہوئے۔ سید شاہ
محمد مہدی یعنے ابوالقاسم محمد بن رضی عبداللہ یعنی مصر اور افریقہ کا پہلا فاطمین خلیفہ
تھا۔ اوسنے ۲۹۷ھ میں سے لیکر ۳۲۲ھ تک پچیس سال حکومت مصر کی اور مصر میں مہدی
آباد شہر کی بنیاد ڈالی اور وہ وہاں دفن ہیں سید قائم بے امر اللہ یعنی شاہ قائم انہوں نے
۳۲۲ھ سے لے کر ۳۳۴ھ تک ۱۲ سال ۹ ماہ ملک مصر میں سلطنت کی اور وہاں فوت دفن
ہیں سید منصور بے امر اللہ ابو طاہر اسماعیل شاہ منصور انہوں نے ۳۳۴ھ تک سات
سال بادشاہت کی ۳۹ سال کی عمر میں وہاں فوت دفن ہوئے معز علے دین اللہ یعنی ابو تمیم
شاہ معز انہوں نے ۳۴۱ھ سے لیکر ۳۶۵ھ تک ۲۴ برس سلطنت مصر میں کی ان کے عہد
میں شہر قاہرہ آباد ہوا۔ ۴۵ سال کی عمر کے بعد فوت اور دفن وہاں ہوئے۔ سید عزیز باللہ ابو
منصور نزار شاہ عزیز انہوں نے شاہ بغداد سے بڑے بڑے تحائف اور مبارک باد کے خط
حاصل کیئے تھے۔ ۳۶۵ھ سے لے کر ۳۸۶ھ تک ۲۱ سال سلطنت مصر میں کی اور وہیں دفن ہیں
سید حاکم بے امر اللہ یعنی ابو علی منصور شاہ حاکم ابو علی ۳۵۰ھ میں شہر قاہرہ میں متولد ہوئے اور
۳۸۶ھ سے لے کر ۴۱۱ھ تک ۲۵ سال تک سلطنت مصر میں کی اور وہیں دفن ہیں سید
ظاہر علی عزاز دین اللہ ابو ہاشم علی انہوں نے ۴۱۱ھ سے لے کر ۴۲۷ھ تک ۱۶ سال فرمانروائے
مصر افریقہ میں کی ہے۔ سید مستنصر باللہ یعنی ابو تمیم مد شاہ مستنصر باللہ انہوں نے ۴۸۷ھ
سے لے کر ۴۲۷ھ یعنی ۶۰ سال سلطنت ملک مصر میں کی اور وہاں دفن ہیں۔ ان کے دو
فرزند تھے۔ سید شاہ نزار مصطفےٰ علی پسر کلاں تھے اور مستعلی باللہ یعنی ابوالقاسم
احمد خورد تھے۔ وہ مصر کے تخت پر اپنے باپ مستنصر باللہ کے جانشین ہوئے۔ ۴۸۷ھ
سے ۴۹۵ھ تک یعنی آٹھ سال حکومت مصر میں کی اور وہاں فوت دفن ہیں۔ سید امیر بی احکام
اللہ یعنی ابو علی منصور انہوں نے ۴۹۵ھ سے لے کر ۵۲۴ھ تک ۲۹ سال حکومت مصر افریقہ
میں کی اور وہیں فوت ہیں لاولد تھے ان کا چچیرا بھائی سید حافظ علی دین اللہ یعنی ابو المیمون
عبدالحمید بن محمد بن مستنصر باللہ انہوں نے ۵۲۴ھ سے لیکر ۵۴۴ھ تک بیس سال سلطنت مصر
میں کی۔ اور وہیں فوت دفن ہوئے۔ ظفر بی امر اللہ یعنی ابوالمنصور اسماعیل انہوں نے ۵۴۴ھ

سے لے کر ۵۴۹ھ تک ۵ سال بادشاہت ملک مصر میں کی اور وہ قتل کئے گئے وہیں دفن ہیں
آذر علی ابن اللہ فیض باللہ یعنی ابوالقاسم عیسیٰ انہوں نے ۵۴۹ھ لیکر ۵۵۵ھ تک حکومت
مصر کی تخت پر کی ہے۔ اوائل عمر میں یعنے ۱۱ سال میں فوت ہوئے۔ اور وہیں دفن ہیں سید
عاضد علی دین اللہ ابو محمد عبداللہ حافظ کے پوتے تھے۔ انہوں نے ۵۵۵ھ سے لیکر ۵۶۷ھ
تک مصر میں بادشاہی کی انکی وفات کے بعد عباسی خلیفوں کی پھر حکومت ہو گی۔ صلاح الدین کمان
افسر کے ہاتھ میں آگئے اور وہ اسکے بعد جلد مصر کا خود مختار لاٹ بن گیا۔ اسی طرح مصر افریقیہ
کے فاطمین خاندان کا جو کہ مہدی سے لیکر عاضد علی تک دوسو اٹھاڑہ ۲۶۸ سال حاکم رہا اور ختم ہو گئے
تمام فاطمین خلیفے کچھ مصر میں دفن ہیں۔ اور کچھ مہدی آباد میں دفن ہیں۔ باقی شہر قاہرہ میں دفن
ہیں سید شاہ مستنصر باللہ کے جو دو پسر تھے۔ سید مست علی باللہ خورد تھے۔ انکے اولاد ۶
اشخاص مصر کے حاکم عاضد علی تک گذرے ہیں۔ اور دوسرے فرزند سید شاہ نزار مصطفیٰ
دین اور شاہ نزار تخت کے پہلے ناجائز وارث تھے۔ کیونکہ یہ پسر کلاں تھے۔ وہ جو لوگ
ان کے پیرو اور معتقد تھے۔ اور باپ کا جائز وارث جانتے تھے۔ وہ نزاریہ کہلاتے ہیں
شاہ نزار شہر قاہرہ میں قتل دفن ہوئے۔ سید شاہ ہادی یعنی سید ہادی پسر شاہ نزار
مصر سے الموت میں آئے۔ یہ ان کے بزرگوں کا اصلی وطن تھا اور وہاں اپنے مرید
حسن صباح کے حفاظت میں رہے۔ اور اسجگہ انہوں نے ایک سیدزادی کی
شادی کی جس سے سید محتدی ہوئے۔ یعنی مولا محتدی سید شاہ ہادی کے بڑے
بیٹے تھے۔ اور الموت میں فوت دفن ہوئے۔ سید شاہ حسن علی ذکرا سلا یعنی شاہ حسن علی
ذکرا سلا یعنی شاہ حسن علی ذکرا سلام شاہ محتدی کی اکلوتی بیٹی تھی اور الموت کے پہلے
حاکم تھے۔ سید شاہ نزار کے پوتے کو حکومت خداوند عالم نے عطا فرمائی۔ یہ فرع خلفائے
فاطمین سے سید شاہ مستنصر باللہ سے علیحدہ ہوئے۔ اور مصر شہر قاہرہ سے الموت
میں تشریف لائے۔ اور حاکم ہو گئے۔ سید شاہ محتدی نے آٹھ سال تک حکومت الموت
میں کی اور وہیں فوت دفن ہوئے۔ سید شاہ علاؤالدین محمد پسر شاہ محتدی انہوں نے آٹھ
سال حکومت الموت میں کی اور وہیں فوت دفن ہیں سید شاہ جلال الدین حسن جب یہ تخت
الموت پر بیٹھے۔ جو انکا دارالخلافہ تھا۔ اپنے باپ کے بعد تو انہوں نے خلیفہ بغداد سے
مبارکباد کے خط حاصل کئے تھے گیارہ سال چھ ماہ حکومت الموت میں کی اور وہیں

دفن ہیں۔ جنہوں نے نصیرالدین طوسی کو جو ایک مشہور منجم فلاسفر تھا قید کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ
اس سبب سے اوسنے ہلاکو خان کو قہستان الموت کی فتح کرنے کی ترغیب دی انہوں
نے ۳۵ سال حکومت کی اور وہاں فوت دفن ہوئے ہیں۔ تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے اسلام
صفحہ ۴۱۶ میں لکھا ہے۔ کہ نصیرالدین طوسی بن فخرالدین رازی طوس میں پیدا ہوئے اور وہ
اپنے زمانہ کے بڑے عالم اور حکیم تھے۔ جب سید شاہ علی محمد نے کسی خطا پر ان کو قید
کیا۔ تو یہ انکی وفات کے بعد ان کے پسر سیّد رکن الدین خراشاہ نے ان کو رہا کر دیا
اور نصیرالدین طوسی نے اسماعیلیہ کی وزارت بھی قلعہ الموت میں قبول کی اور خلیفہ مستعصم
کے زمانہ میں عرصہ دراز تک قہستان الموت میں وزیر شاہ جلال الدین حسن کا رہا تھا اسکو جو
قید کیا تھا۔ اون کے بیٹے نے اسلیئے اوسنے ہلاکو خان کو فتح الموت کی ترغیب دی تھی۔
تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے اسلام صـ۶۰۲ میں لکھا ہے۔ کہ ہلاکو خان بن تولی خان بن چنگیز
خان۔ ہلاکو خان کو اسکے چچا منگو خان نے فتح بلاد عرب پر تعینات کیا۔ وہ سوالاکھ فوج
لے کر قراقرم سے سنہ ۶۵۱ھ میں چلا۔ اور پہلے قہستان الموت کو کہ طبرستان میں تھا قبضہ
کیا۔ بڑا بھاری جنگ ہوا۔ یہ قلعہ رافضیوں کے داخل میں تھا۔ اول اسکی بیخ کنی کی۔
مویدالدین محمد وزیر خلیفہ بغداد بھی رافضی تھا۔ ابوبکر بن مستعصم نے رافضیوں کو غارت کرایا۔
اسلیئے مویدالدین محمد علی کو اسلیئے بدلہ لینا مقصود تھا۔ اس وزیر نے خفیہ ہلاکو خان سے
سازش کر کے عباسیوں کو تباہ برباد کرایا۔ ہلاکو خان نے بغداد میں قتل عام کیا اور
قبضہ کر لیا اور پھر ہلاکو خان بغداد سے مراغہ کو گیا۔ اور حاکم موصل کو تہ تیغ کیا۔ اور
عزالدین حاکم موصل کو تہ تیغ کیا۔ اور عزالدین حاکم روم نے اطاعت قبول کر لی۔ پھر ہلاکو
خان نے شام اور حلب کو لوٹا اس کا چچا تبریز میں فوت ہو گیا۔ یہ خبر سنکر واپس ہوا۔
سنہ ۶۶۳ھ میں مسلمان ہو کر مر گیا۔ اس کا پسر تخت تبریز پر بیٹھا نکودار بن ہلاکو خان بن
تولی خان بن چنگیز خان مسلمان ہوا اور نام اپنا احمد رکھ اس کا حکم ملک شام اور کرمان اور
سیستان اور قیماق اور ارس روس اور بلغار اور ماوراءالنہر اور خطا اور خوارزم اور
گیلان پر جاری تھا۔ فارس یعنے ایران ایک وسیع ملک ہے۔ جسکے حد شرقی بلخ اور سند
اور جنوبی بحر عمان اور ہند ہے اور حد غربی عرب اور دیار بکر ہے اور حد شمالی چرکس اور
بدخشان ہے اور اس میں بہت ولایات ہیں۔ مکران سجستان زابلستان خراسان

استرآباد کرمان خورستان بورستان عراق عجم طبرستان اور قہستان الموت رَے دیلم آذربائجان ایران طیران شیروان گرجستان گیلان داغستان واضع رہے - جب اسلام آیا اول ملوک بنی امیہ ۴۱ھ سے لیکر ۱۳۲ھ تک ۴۱ھ سے معاویہ ہوا اور ۶۰ھ سے یزید ہوا ۶۴ھ سے معاویہ ثانی ہوا ۶۴ھ مروان ہوا ۶۵ھ سے عبد الملک ہوا ۸۶ھ سے ولید ہوا ۹۶ھ سے سلیمان ہوا ۹۹ھ سے عمر عبد العزیز ہوا ۱۰۱ھ سے یزید ثانی ہوا ۱۰۵ھ سے ہشام ہوا ۱۲۶ھ سے یزید ثالث ہوا ۱۲۶ھ سے یزید ثانی ہوا ۱۴۱ھ سے لیکر ۱۳۲ھ تک تیرہ نفر بنی امیہ بادشاہ رہے ان کے بعد پسر ۱۳۲ھ سے لے کر ۶۵۶ھ تک بنی عباس کا شجرہ نسب اس طرح پر ہے - جناب خواجہ عبد المطلب انکے پسر عباس انکے پسر عبد اللہ انکے پسر علی ان کے پسر چار عیلےٰ وسلیمان وعبد اللہ و محمد - محمد کے تین پسر سفاح وابراہیم ومنصور - منصور کے پسر مہدی ان کے چار پسر ابراہیم ومنصور ثانی - و ہادی ورشید - رشید کے تین پسر - امین ومامون ومعتصم - معتصم کے تین پسر تھے محمد انکے پسر مستغن دویم واثق ان کے پسر مہتدی سویم متوکل انکے چار پسر منتصر ومعتز ومعتمد وموفق ان کے پسر قادر انکے پسر قائم انکے پسر ظہیرۃ الدین انکے پسر مقتدی انکے پسر مستظہر ان کے پسر مسترشد انکے دو پسر رشید او مکتفی ادمکتفی انکے پسر مستنجد انکے پسر مستدی ان کے پسر مستدی انکے پسر ناصر ان کے پسر ظاہر ان کے دو پسر مستنصر ان کے پسر مستعظم انکے ۱۳۲ھ سے لیکر ۶۵۶ھ تک اس ملک پر حاکم رہے انکے درمیان بعد وفات ہارون رشید طوائف الملوکی ہو گئے - خراسان میں آل قابض تھے - اور عراق میں دیالمعہ تھے اور غزنی میں آلِ ناصر تھے - اور سیستان آل شیث تھی - ماوراء النہر میں آل سلجوقی تھی - پھر خوارزم شاہیان آئے - پھر چنگیز خان کا دور ہوا - چنگیز خاں کا لشکر ۶۲۶ھ میں پارس میں آیا اس کا بیٹا بعد اسکے تخت مغلستان پر بیٹھا ۶۵۶ھ میں یہ سب ولایات ہلاکو خاں نے فتح کر لیں ۶۵۷ھ میں ملک شام پر گیا اور ۶۶۳ھ میں آپ مر گیا - اور تمام اور ملکِ ایران اپنے پانچوں فرزندوں پر تقسیم کر گیا - پھر طوائف الملوکی ہو گی - بابل میں جلائر حاکم ہو گیا - خلفار میں تیموری تھے - خراسان میں سریر آرا تھے - شیراز میں اتابک تھے کرمان میں آلِ مظفر تھی - فارس میں انجوی حکمران تھے - ۷۰۲ھ میں تیمور نے ایران پر قبضہ کر لیا ۹۰۸ھ میں دولتِ صفویہ شروع ہوئی - یہ واقع تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے اسلام

سے نقل کیا گیا ہے یہ فقیر پر نسب نامہ انگریزی جو حضرت آغا سیّد محمّد سلطان کا اس سے نقل
ذیل مندرج ہوتی ہے۔ سیّد رکن الدین خراشاہ بن علی محمد جب اپنے والد کا تخت الموت
پر قائم مقام ہوا تو ان دنوں ہلاکو خاں نے نصیر الدین طوسی کی رائے سے انکا ملک فتح کرلیا۔
۶۵۴ھ میں سلطنت الموت کی فتح ہوئی کہتے ہیں کہ یہ طوسی کی ترغیب کے مطابق یہ
سید رکن الدین خراشاہ دبائے گئے جبکہ ۶۵۵ھ میں ترکستان کو جا رہے تھے۔ سیّد
شاہ شمس الدین محمد یہ شمس تبریز اور شمس زردوز بھی کہلاتے تھے۔ یہ اپنے بھائی کے
ساتھ آذربائجان کو چلے گئے۔ اور اپنے آپ کو بچانے کے لیئے پوشیدہ ہوئے۔ اور مقام
آذربائجان میں فوت دفن ہیں اور سیّد رکن الدین خراشاہ حاکم الموت سیّد صلاح الدین
محمد نورکش ازکوب زردوز کے مرید تھے۔ یہ بزرگوار شہر سبزوار میں رہتے تھے۔ اور تمام
فرقہ اسماعیلیہ کے امام اور پیشوا تھے۔ یہ سید صلاح الدین بزرگ محمد نوربخش اوائل
دولت اسماعیلیہ سید عبدالمومن میں لباسِ درویشان میں در آیا تھا۔ اور انہوں نے ایک
کتاب موسوم بہ فقہ احوط تصنیف فرمائی تھی اور فرقہ شیعہ اثنا عشریہ نوربخشیہ صوفیہ
جاری فرمایا تھا۔ یہ سیّد صلاح الدین محمد نوربخش اولاد سید محمد مومن بادشاہ مصر و افریقہ سے ہے
جب سید عبدالمومن بن علی ملقب خالد الدین اسماعیلیہ بعد وفات محمد بن نومرت کی اسکی
جگہ قائم مقام ہوا تھا۔ سید المومن کی چوتھی پشت سید حاج الدین سید محمد نوربخش لباس
درویشان میں در آیا اور اپنے اسماعیل کو امام نہ جانتا تھا۔ یہ حوالہ تاریخ فرشتہ میں درج
ہے۔ تاریخ تذکرۃ الکرام ص۵۵ میں لکھا ہے۔ کہ شمس تبریز یعنے محمد زردوز کے والد سید
رکن الدین خراشاہ قلعہ الموت کے حاکم تھے۔ اور انہوں نے آباؤ اجداد کے مذہب سے
کنارہ کرکے تمام دفتر اور رسالوں کو جلا دیا تھا۔ اور اسلام کے آثار مابعد کے قلعوں
میں ظاہر کی اور شمس تبریز محمد زردوز کو علم ادب سیکھنے کے لیئے پوشیدہ تبریز کو روانہ
کیا۔ انہوں نے وہاں جاکر زرکوبی اور زردوزی بھی سیکھے تھے۔ اسلیئے زردوزی کے
لقب سے مشہور ہیں۔ جب حضرت شمس الدین محمد زردوز علم ادب کے ماہر ہوئے۔ تو
وہاں شہر تبریز میں ایک بزرگ سیّد مخدوم شاہ سبزواری جو شہر سبزوار سے ترک
اطفال کرکے مقام تبریز میں سکونت پذیر تھے۔ سید شمس الدین محمد زردوز سید شاہ شمس
الدین سبزواری کے مرید ہوئے۔ اور یہ ہر دو حضرت شاہ شمس الدین باہم جدا اسماعیلی تھے

سید شاہ شمس الدین سبزواری بن سیّد صلاح الدین محمد نوربخش زردوز زرکوب اور شمس الدین محمد زردوزی ملقب شمس تبریز ہیں۔ سیّد رکن الدین خراشاہ جو نصیرالدین طوسی کی ترغیب سے دریا میں ڈوبائے گئے تھے۔ ادر محمّد زردوز ملقب شمس تبریز آذربائیجان میں ۵۵۲ھ میں فوت ہوئے۔ اور وہاں انکی مزار شریف ہے اور سید شمس الدین سبزواری جو تبریزی مشہور ہیں۔ ان کا مزار شریف، ملک پنجاب ملتان شہر کے جانب مشرق پاؤ میل کے فاصلہ پہ موجود زیارت گاہِ خلائق ہے۔ یہ دونوں سیّد صاحب بنام شمس تبریز مشہور ہوئے ہیں مگر باہم ہم جد ہیں۔ ہر دو صاحب شاہی خاندان سے ہیں۔ ایک سلاطین الموت کی نسل سے ہے اور ایک مصر افریقیہ کے عبدالمومن بادشاہ کی اولاد سے ہے۔ ان کی اولاد اور انکا ذکر موقعہ پہ یہ فقیر نقل کر اب اولاد سید محمد زردوز ملقب شمس تبریز کی اولاد کا ذکر عرض کرتا ہے۔

سید محمد زردوز ملقب شمس تبریزؒ بن سید رکن الدین خراشاہ ان کے پسر سید قاسم شاہ جو آذربائیجان میں رہتے تھے۔ اور دفن ہوئے۔ یہ لوگ سادات اسماعیلی ملک فارس میں متفرق مقامات پر سکونت گزین تھے۔ کچھ مقام محمد آباد رکی در اصفہان اور خراسان اور آذربائیجان اور اردبیل اور سبزوار اور تبریز اور جرجان اور مروند اور خ وغیرہ مقام میں تھے۔ سید قاسم شاہ ابن سید محمد زردوز ملقب شمس تبریز سید شاہ اسلام شاہ ابن سید قاسم شاہ آذری حضرت سید محمود ثانی ملقب پیر صدرالدین پانچویں پشت صلاح الدین سید محمد نوربخش کا فرزند تھا۔ نسب نامہ انگریزی جو آغا صاحب بمبئی والا کا ہے۔ اسمیں لکھا ہے کہ پیر صدرالدین سید شاہ احمد اسلام شاہ کے خلیفہ تھے۔ اور انہوں نے ہندوستان اور تمام اضلاع سندھ پنجاب میں بہت ہندوؤں کو لوہانہ قوم کو خواجہ مسلمان بنایا ہے۔ اور سیّد اسلام شاہ احمد فارس کے شہر بیبک میں تھے۔ اور وہاں فوت دفن ہوئے۔ سیّد شاہ محمد بن اسلام شاہ احمد یہ بھی شہر بیبک میں رہتے تھے۔ اونہوں نے سید پیر صدرالدین کے بیٹے سید پیر حسن کبیرالدین کو اپنا خلیفہ پیر بنایا تھا۔ یہ پیر کا بیٹا دائر کے شہر گنوٹ دفن ہے۔ اسجگہ راقم اوراق کو توقف اور ہے۔ جناب آغا خانصاحب کے نسب نامہ میں یہ لکھا ہے۔ کہ سید پیر صدرالدین کو اسلام شاہ نے اپنا خلیفہ پیر بنایا تھا۔ اور سیّد شاہ محمّد بن سیّد احمد اسلام شاہ نے

صدرالدین کے بیٹے پیر حسن کبیرالدین کو اپنا خلیفہ پیر بنایا تھا۔ یہ پیر کاٹھیاواڑ کے شہر گنوڈ میں دفن ہیں۔ یہ کس طرح تسلیم کیا جاوے۔ کیونکہ پیر صدرالدین کا روضہ انور بمقام ترنڈا گرگیروں ضلع بہاول پور میں موجود ہے۔ اور ان کے فرزند پیر حسن کبیرالدین کا روضہ انور بمقام اوچ شریف جانب مشرق نیم میل کے فاصلہ پر موجود ہے۔ ذکر کاٹھیاواڑ کے شہر گنوڈ میں اوچ شریف ضلع بہاول ور پنجاب کے کنارہ پر موجود ہے۔ ہر دو صاحب باپ بیٹا پیر صدرالدین اور پیر حسن کبیرالدین کی مزاروں کا ۱۶ کوس کا فاصلہ ہے۔ البتہ کاٹھیاواڑ میں سیّد جعفر شاہ چستی کبیرالدین کا گنوڈ شہر میں مزار ہے +

نسب نامہ انگریزی آغاخان میں لکھا ہے۔ سیّد محمد زردوز ملقب شمس الدین تبریز ابن سید رکن الدین خراشاہ بادشاہ قہستان الموت کے مزار پر انوار بمقام آذربائیجان میں ہے۔ انکی وفات ۶۵۵ھ ہجری میں ہوئی ہے۔ اور سادات اسماعیل سبزواریوں میں یہ مذکور ہے۔ جو اولاد سید حسن کبیرالدین کفر شکن ابن سیّد محمود ثانی ملقب پیر صدرالدین سے ہیں وہ کہتے ہیں۔ اور ملفوظ کمالیہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ کہ ان ہر دو باپ بیٹا نے ہندوستان اور علاقہ بمبئی کاٹھیاواڑ دکھن وغیرہ اور تمام اضلاع سندھ میں دعوتِ اسلام شروع کی تھی۔ یہ داعی الی الحق تھے۔ انکی کوشش سے لاکھ اہلِ ہنود اور موہانہ قوم کے لوگ خواجہ مسلمان ہوئے۔ ان کا مذہب پردۂ تصوف میں شیعہ اثنا عشریہ نوربخشیہ تھا جو انکی جد امجد سیّد صلاح الدین محمدؐ نوربخش نے مروج کیا تھا۔ یہ ملفوظ کمالیہ میں لکھا کہ یہ دونو باپ بیٹا سیّد پیر صدرالدین اور پیر حسن کبیرالدین کفر شکن برائے حج اور زیارت حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام اور نجف اشرف اور کربلا معلے مشہد مقدس کے راستہ سے گذرے اور فارس کے شہر بیبک میں تشریف لے گئے اور سید شاہ محمدؐ اور ان کے والد سید ذکر اسلام شاہ احمد کی موجودگی میں دہاں گئے یہ صاحب قرن صاحبان سے ملاقات کرکے چند یوم شہر بیبک میں سکونت پذیر رہے۔ اور سید شاہ محمد کے احوال سے ماہر تھے۔ کہ ان کی جد امجد حاکم الموت کے تھے۔ اور بعزت تمام سلطنت کی تھی اور باہم یہ صاحب ہم جد تھے۔ پیر صدرالدین اور حسن کبیرالدین نے اپنے والد بزرگوار سے عرض کی کہ جناب قبلہ امام خدا تعالٰے رضا کہ سیّد شاہ احمد اسلام اور ان کے پسر سید شاہ محمد ان کے جد امجد سید محمد زردوز ملقب شمس تبریز ان کے والد سید رکن الدین خراشاہ جنکی

سلطنت الموت میں ہلاکو خان کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔ اور یہ وارث ملک کے تھے۔ جن کو
وہاں رہنا بھی متعصر ہوا۔ قدرت آلہی کوئی طوسی کی ترغیب سے دریا میں ڈبو دیا گیا۔ اور
ان کا پسر آذربائیجان میں پوشیدہ رہا۔ آخر وہاں فوت ہو کر دفن ہوا۔ اب لازم ہی۔ انکی
امداد اکبر ہو کریم قوما پیر صدرالدین نے یہ سنکر خوش ہو کر جو مریدوں کا روپیہ خمس کا آتا تھا
اس کا نصف عشر جو تا حال دسوندا غا خان صاحب کو تمام مریدوں سے نذر عشر جمع ہوتا
ہے۔ پیر صدرالدین کے ہمراہ اسوقت بہت لوگ نو مسلمان تھے۔ جو اپنی قوم خواجگان
میں معتبر تھے۔ ان کو فرمایا گیا اور ان تمام لوگوں نے خمس مال کا نصف عشر دسوند دینا
تا قیام قبول کر لیا۔ اسوقت سے سلسلہ پیری مریدی جاری ہوا۔ اور اولاد پیر حسن کبیر الدین
بن پیر صدرالدین سے تمام نصف مال خمس کا آغا خان صاحب کے بزرگوں کو دیتے رہے
اور نصف مال آپ لیتے رہے۔ اور آغا خان صاحب سے دستار پیری مریدی اور تنخواہ
بھی پاتے رہے۔ بعد وفات پیر حسن کبیر الدین ان کے فرزند پیر امام الدین نے جنکے مزار
پیرانہ میں ہے۔ انہوں نے اپنا سلسلہ پیری مریدی کا علیحدہ کر لیا۔ اور طریقہ امام شاہی
جاری کیا اور پنجاب میں جو بزرگ اولاد سید پیر حسن کبیر الدین سے تھے۔ وہ اس امر پر قائم
۹۰۰ھ ہجری تک رہے بعد متفرق ہوئے ورنہ ابتدا سے آغا خانصاحب کے بزرگ اور
پیر صدرالدین کی اولاد متفق رہے۔ ہم جد ہم مذہب رہے ہیں۔ سید محمد عریفی کی اولاد جملہ
اسماعیلی کہلاتے۔ پیر شاہ شمس الدین سبزواری نیز تبریزی کی اولاد کا طریقہ
صوفیہ اثنا عشریہ نوربخشیہ تھا۔ پردہ تصوف میں ان کا طریقہ شیعہ تھا۔ بحوالہ نسب نامہ
آغا خان صاحب سید مستنصر باللہ علی شاہ فارس کے شہر بیبک میں رہتے اور وہاں فوت
دفن ہوئے۔ ان کے پسر شاہ عبدالسلام محمد شاہ شہر بیاب میں رہتے تھے۔ اور وہیں
فوت ہوئے ان کے پسر سید شاہ عباس یعنی غریب شاہ میرزا کاشان کے شہر انجودان بر
بیبک سے جا کر آباد ہوئے۔ انکے پسر سید شاہ ابوذر علی شہر انجودان میں رہتے تھے
اور وہاں فوت ہو کر دفن ہوئے۔ ان کے پسر سید شاہ ذوالفقار شاہ انجودان میں رہتے
تھے۔ اور فوت ہو کر دفن ہوئے۔ ان کے پسر سیّد شاہ نورالدین شہر انجودان کاشان
میں رہتے تھے۔ اور وہاں ان کی مزار ہے ان کے پسر سیّد شاہ خلیل اللہ شاہ مقام
انجودان میں سکونت رکھتے تھے۔ اور وہاں فوت ہو کر دفن ہوئے ان کے پسر سید شاہ نزار

یعنے عطا اللہ انہوں نے کوہ بندی کے قریب ایک گاؤں کو آباد کیا جو کہ کوہاکہ آغا نزار علی کے نام
سے مشہور ہے اور کسی زمانہ میں خواجگان ہندوستان سے جو کہ وہاں زیارت کے لیئے آتے تھے
درخانہ کہلاتا تھا۔ اوسنے زمانہ ہندوستان اور گرجستان کے چند باشندے اوس گاؤں میں آباد
ہوئے۔ اور وہ قوم علے عطار اللہ کے نام سے مشہور تھے۔ سید شاہ نزار کوہاکہ میں رہتے
تھے۔ اور وہاں فوت ہوئے ان کے پسر سیّد شاہ ابوالحسن یعنے سیّد علی یہ سلطان حسین
بادشاہِ ایران صفوی کی طرف سے کرمان کے گورنر مقرر کیئے گئے تھے۔ اور کرمان میں
فوت ہوکر دفن ہوئے سید قاسم شاہ ان کے پسر بعد ان کے یہ بھی کرمان کے حاکم
مقرر ہوئے تھے۔ اور وہاں فوت ہوکر دفن ہوئے۔ سید شاہ محمد حسن شاہ یعنی حسن بیگ
شاہ حسن علی یہ شہر کیاب میں جو کہ روگان اور زنجیران کے درمیان واقع ہے رہتی تھی۔
اور وہ اس جگہ کے بادشاہ کی طرف سے جسکے ہمراہ وہ ہندوستان میں آئے تھے حاکم
مقرر کیئے گئے اور اسے بادشاہ نادر شاہ کی جانب سے کرمان کے حاکم بھی مقرر کیئے گئے
اور شاہ نجف کی وادی اسلام میں دفن ہیں۔ ان کے پسر سیّد شاہ جعفر یعنی قاسم
علی یہ فارس کے شہر کوہاکہ رہتے تھے اور شہر کربلا میں دفن ہیں۔ ان کے پسر شاہ
باقر علی سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ انکے والد سید سلطان ابراہیم سمنان تھے۔
ان کی وفات کے بعد تخت پر بیٹھے چند سال داد خلق دیگر تارک الدنیا ہوئے۔ اور
درویشوں سے ملے لطائف اشرفی سے نقل ہے۔ کہ سید اشرف جہانگیر مادرزاد ولی تھے
سن چودہ برس میں علوم ظاہری سے آپ فارغ ہوئے۔ آپکے والد نے ان دنوں قضا کی آپکو
سلطنت کیطرف توجہ نہ تھی۔ مگر امرانے بزور منت تخت پر بٹھایا تھا۔ ایک روز آپ کو حضرت
حضرت خضر علیہ السلام ملے۔ اور فرمایا تم کو سلطنت سے فرصت نہیں۔ ایک وقت مقرر کردار
ملاحظہ معانی نقش ہمذات یعنے اللہ بے توسط زبان کی دل صنوبری کرتارہ واقف انفاس ہو
جائیگا۔ سات برس کے بعد پھر خضرؑ ملے اور فرمایا اے پسر اگر طلب خدا ہے۔ تو سلطنت سے
دست بردار ہو اور ہند کو جا سید اشرف بمجرد ارشاد خضرؑ والدہ سے رخصت لیکر ہند کو
روانہ ہوئے۔ اور اوچ شریف پہنچے۔ اور مخدوم جہانیاں سے ملاقات کی۔ چند ماہ کے
بعد مخدوم نے ہند کی سیر کا حکمدیا۔ اوچ سے آپ جونپور جارہے تھے۔ جب گذر قصبہ محمد پور
میں ہوا۔ وہاں کے علماء نے آپ سے گفتگو مذہبی کی ان کے پاس ایک رسالہ فضیلت

حضرت علیؓ میں تھا۔ جب علماء نے دیکھا۔ تو بحث شروع کر دی اور احتمال رفض کا کیا
آپ نے عمدہ تقریر سے ان کو قائل کیا۔ مگر علما نے نہ مانا دوسرے روز تمام اہلِ قصبہ نے
جمع ہو کر مشورہ کیا۔ کہ اس سیّد کو سزا دینی چاہیئے۔ یہ ارادہ کر کے ایک محضر تیار کیا۔
سیّد خان جو مفتی قصبہ تھا اس نے علماء سے کہا کہ تمہارا اعتراض سیّد پر یہ نسبت مدح علی
ہے۔ کہ اصحاب ثلاثہ کی مدح نہ کی تمہارا اعتراض جب ہوتا۔ جو یہ سیّد نہ ہوتے۔ کوئی اپنی
جد کو عالی مرتبہ بیان کرے۔ تو ڈر نہیں۔ علماء نے کہا ہم کو معتبر سند ملنی چاہیئے سیّد
خاں نے کتاب جامع علوم سے عبارت پڑھی ترجمہ تھا۔ کہ مردمان پسران دنیا ہیں۔
ملامت نہ کرو۔ اگر کوئی ان آدمیوں سے اپنے باپوں کی تعریف کرے۔ علماء شرمندہ
ہو کر اٹھ گئے۔ سیّد اشرف جہانگیر نے سیّد خان سے فرمایا تیرے پسر عالم ہو نگے
ایسا ہی ہوا اور منافق بلا میں مبتلا ہوئے۔ سیّد خان کو خواب میں حضرت رسول خدا
نے فرمایا۔ سیّد اشرف میرا جگر گوشہ ہے تم اس سے مقابلہ میں بر سر نہ آؤ گے۔ اگر خیر
چاہتے ہو۔ تو تائب ہو کر حاضر خدمت ہو۔ ایسا ہی ہوا۔ سیّد اشرف محمد پور سے ظفر آباد
میں تشریف لائے۔ چند منافقین حسد سے ایک زندہ شخص کو کفن سے درست کر کے
چارپائی پر آپ کے قیام گاہ میں لائے۔ اور کہا آپ جنازہ پڑھا دیجیئے اور مشورہ یہ کہ
جب تکبیر کہیں۔ مُردہ اُٹھ کر سلام کرے اور کہے آپ بڑے کراماتی ہیں۔ مجھ مُردہ کو
زندہ کیا۔ پھر آپ کی رسوائی ہو گی۔ سیّد اشرف کو باطن میں آگاہی ہو گئی۔ کہ یہ مسخری
کرتے ہیں۔ پہلے آپ نے انکار کیا۔ جب زیادہ اصرار کیا۔ تو اوٹھ کر آپ نے تکبیر کہی
مُردہ نہ اُٹھا۔ یہ کرامات دیکھ کر اپنی بد افعالی پر رونے لگے۔ اور اپنا قصور معاف کرایا اور
طالبان حق آنکر مستفیض ہونے لگے۔ تذکرہ چشتیہ میں لکھا ہے۔ کہ سیّد اشرف سیر
کرتے علاقہ جونپور بمقام کچھوچھہ میں قیام فرما ہوئے۔ وہاں ایک جوگی ہوا پر چلتا تھا مقابلہ
میں آیا۔ مگر حضرت پر اس کا کوئی چارہ نہ چلا۔ لاچار ہو کر مسلمان ہو گیا اور حلقہ ارادت گلے
میں ڈالا سیّد اشرف نے وہاں خانقاہ بنوائی۔ اور ایک باغ روح افزا تیار کرایا نام اُس
کا رُوح آباد رکھا بعد اسکے حج کو تشریف لے گئے اور نجف اشرف اور کربلا معلےٰ میں اپنی
جد امجد کی زیارت سے مشرف ہوئے سیر کرتے ترکستان سے سمنان آئے۔ اور
ہمشیر سے ملکر مشہد مقدس میں آئے اور آستانہ عالیہ امام رضاؑ میں معتکف رہے۔ ان

ایام میں میر تیمور گورگانی زیارت امام رضاؑ کو وہاں آئے تھے۔ اور سید اشرف سے نہایت اعتقاد سے بیعت کی الغرض مشہد سے سید اشرف ہرات میں اور ماوراء النہر میں آئے۔ وہاں سے سیر کرتے ہوئے ملتان میں آئے وہاں سے دہلی وہاں سے اجمیر تمام ملک گجرات کی سیر کرتے ہوئے اپنی خانقاہ میں چندے قیام پذیر رہے۔ بعدہٗ ہمراہی امیر کبیر سید علی ہمدانی تمام دنیا کی سیر کی پھر خدمت مخدوم جہانیاں کے حاضر ہوئے وہاں سے اپنے مقام آئے۔ ایکبار آپ کی مجلس میں علی قلندر ربعہ پانچسو قلندران کفنی پوش آئے اور کہا جہانگیری کہاں سے پائی۔ آپ نے فرمایا اپنے مرشد سے اوسنے کہا اسکی تصدیق کیونکر ہو آپ کو سنکر جلالی آیا اور علی قلندر گر کر مر گیا اسکے ہمراہی عفو تقصیر لائے۔ اور مرید ہوئے معارج ولایت سے روایت ہے کہ گروہِ اہلِ ہنود سے بحث ہوئی۔ آپ نے بُت کو طلب فرمایا وہ فوراً حاضر آیا اور اپنی زبان سے حضرتؒ کی تعریف کی یہ کرامت دیکھ کر وہ لوگ سب مُسلمان ہوئے۔ آج تک مشہور ہے۔ کہ آپ کے باغ میں جانور پیخال نہیں کرتے اور روضہ انور کے حوض کا پانی کبھی گندہ نہیں ہوتا اور آسیب زدہ روضہ کو دیکھتے ہی اچھا ہوجاتا ہے۔ بلکہ آپ کا نام پڑھ کر دم کرنے سے آسیب بھاگ جاتا ہے لکھا ہے۔ کہ ۲۷ محرم ۸۰۸ھ میں وفات پائی۔ اور اپنے باغ روح آباد میں دفن ہوئے عمر آپکی ایکسو بیس ۱۲۰ برس ہوئی۔ آپ کی تالیفات سے کتاب بشارۃ المرید اور مکتوبات اور لطائف اشرفی ہیں اور شجرہ نسب آپ کا امام جعفر صادقؑ سے اسطرح منتہی ہوتا ہے۔

سیّد اشرف ابن سیّد ابراہیم ابن سید عماد الملک ابن سید نصیر الدین ابن سید تاج الدین۔ ابن سید بہلول ابن سید علی ابن سیّد محمد ابن سید مہدی ابن سید ہادی ابن سید کمال الدین ابن سید احمد ابن سید علی ابن سید مبارز الدین ابن سید جمال الدین ابن سید عبداللہ ابن سید حسینؑ ابن سید احمد ابن سیّد حمزہ ابن سید ابراہیم ابن سیّد علی کبیر ابن سید موسیٰ ابن سید اسماعیل ثانی ابن سیّد محمد عریفی ابن سید اسماعیل اعرج اکبر ابن امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین امام حسین ابن امام علی بن ابیطالبؑ

نسب سادات جعفری اسماعیلی اولاد سید اسماعیل ثانی

تذکرہ لال شہباز قلندر میں لکھا ہے کہ نام اس عالی وقار کا سیّد عثمان تھا۔ اور سادات حسینی

سے ہیں۔ جناب کا مولد خطہ مروند میں مضافات آذربائجان اور تبریز ہے اور آپکے والد بزرگوار کا مرقد مرو میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ قدیم بادشاہوں کے مرقومات اور کتب تواریخ میں آپ کا مروندی ہونا ظاہر ہے۔ اور ابراہیم ولی کے مرید ہوئے تھے۔ اور بابا ابراہیم شاہ جمال مجرد کے مرید تھے ان کے پاس سال تک رہکر ایک گلوبند پایا۔ گلوبند امام زین العابدین کے دست مبارک کا تھا یہ پتھر کا تھا اسکو شہباز میں اپنے سینہ کے برابر رکھتے تھے اسلیئے اس کو گلوبند کہتے ہیں۔ اور دوسرا عصا ہے یہ دو چیزیں اب تک درگاہ میں موجود ہیں۔ لال شہباز کو بابا ابراہیم نے اشارہ سے مرید کیا اور یہ سلسلہ قلندریہ حضرت شاہ جمال مجرد کا امام رضا سے ملتا ہے۔ اور مشرب قلندری حضرت علی تک منتہی ہوتا ہے کیونکہ لفظ قلندر حضرت علی سے تعبیر ہے قلندر اس ذات عالی صفات کو کہتے ہیں۔ جو ہر امور سے مجرد ہو کر باصفا ہووے اور دل وجان سے طالب جمال وجلال ایزدی ہو کہ ہر جا حسن جمال واحد حقیقی کو مشاہدہ کرنے کتابوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب آپ ملک سندھ سیوستان میں جانب مرشد سے روانہ ہوئے سیوستان میں بدعالی فساد تھا۔ اور سید علی بھی آپ کا رفیق تھا آپ اول ملتان میں تشریف لائے۔ اور خان شہید نے بہت آپکی خاطر داریاں کیں۔ خان شہید کا نام محمد بن غیاث الدین بلبن تھا۔ اور اپنے والد کی جانب سے ملتان کا حاکم تھا ۶۸۳ھ ہجری میں کفار چنگیز خانی کے ہاتھوں شہید ہوا تھا۔ بعدہٗ ملتان سے لال شہباز سندھ سیوستان میں ۶۶۱ھ میں گئے تھے۔ اسوقت آپکی عمر ۱۱ برس کی تھی۔ تذکرہ مشائخ ہند اور تذکرہ مشائخ سیوستان اور تحفۃ الکرام میں مرقوم ہے سیوستان پہنچے۔ اس مقام پر اول منزل کی جس جگہ آپ کا مقبرہ منورہ ہے۔ وہ جگہ اسوقت طوائف خانہ تھا۔ آپ کے اترنے کی برکت کی وجہ جو لوگ بدافعالی کے لیئے گئے سب زن مرد شرمندہ ہوئے۔ اور حضرت شہباز کی خدمت میں آکر تائب ہوئے۔ وہاں آپ نے ایک مزدور سے کہا۔ کہ یہ زمین ہموار کرکے سبزی بوئے وہ مزدور گرم کار ہوا۔ مالک زمین غضبناک ہو کر آیا اور مانع ہوا آپ نے اس کو عصا مارا وہ مرگیا حسب الحکم حضرت مزدور نے اس کو دفن کر دیا اسکے وارثوں نے آکر خون کا دعویٰ کر دیا آپ نے فرمایا ہم نے کسی آدمی کو کبھی نہیں مارا بلکہ ایک سگ دیوانہ کو مارا ہے۔ جب وارثوں نے قبر میں دیکھا۔ تو سگ صفت تھا۔ آپ نے سیوستان کے تمام فساد کو بند کیا وسال تک چار یار مخدوم جہانیاں یہ چار یار کا ذکر تذکرہ ہند میں غلط ہے۔

اور بہاؤ الحق اور بابا فرید اور لال شہباز نے سیر سیاحت کیا جب سیوستان آئے اور

اپنے اپنے مقاموں کو تشریف لے گئے۔ ایک سال سیوستان میں رہ کر ۲۱ ماہ شعبان سنہ ٦٥٠ ہجری میں وفات آپکی ہوئی۔ اور تولد آپ کا سنہ ٥٣٠ھ میں ہے۔ آپ کا عرس بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے۔ ۲۱۔ ماہ شعبان کو مقرر ہے۔ اکنافِ عالم سے بنی آدم اکثر حاضر ہوتے ہیں۔ تعمیر درگاہ اول سنہ ٧٥٧ھ ملک اختیار الدین نے جو سلطان فیروز شاہ کی جانب سے حاکم سیوستان کا تھا اسنے کی تھی

سلسلہ نسب سیّد عالیدرجات صاحب کرامات کا

امام جعفر صادق ؑ سے اس طرح منتہی ہوتا ہے۔ سید عثمان لال شہباز مروندی ابن سیّد کبیر الدین ابن سید شمس الدین ابن سید نور شاہ ابن سید محمود ابن سید احمد ابن سید ہادی ابن سید مہدی ابن سیّد محمد ابن سیّد احمد ابن سیّد محمد مہدی ابن سید منتخب باللہ ابن سیّد غالب الدین ابن سید عبدالمجید ابن سید محمد منصور خاکانی ابن سیّد اسماعیل ثانی ابن سید محمد عریضی ابن سید اسماعیل اعرج اکبر ابن امام جعفر صادق علیہ السلام۔

تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے اسلام

میں لکھا ہے کہ خلفائے فاطمیہ کے نائب یوسف بلوکن نے جو سنہاجہ بربریوں کا سردار تھا۔ اور جو جانب حکومت مصر افریقیہ کی گورنری پر ممتاز تھا آزاد ہو کر خاندان زیری کی بنیاد ڈالی اور الجیریا میں حماد مطلق العنان ہوگیا اور مراکو میں خود مختار بن بیٹھے۔ گو ان فرقوں نے ملک حاصل کیا۔ مگر حکمران خاندان کا افتخار حاصل نہ کرسکے۔ انکو مرابطین نے مغلوب کیا۔ الجیریا حمادیہ اور زیری کے بڑے حصوں پر قابض ہوگئے پھر عبادیہ خاندان ہوا ان سلطنتوں پر حکومت کرنا فاطمین کی قسمت میں لکھا تھا۔ تاریخ فرمانروایان اسلام میں لکھا ہے کہ المحدث موحدین سنہ ٥٢٤ھ سے لیکر سنہ ٦٦٧ھ تک حاکم مصر افریقیہ پر رہے۔ موحدین جن کو اہل ہسپانیہ محدث کہتے ہیں۔ جنکے بعض عقائد اسلام قدیم اصحاب ثلاثہ سے مختلف ہیں ان کا پیشوا ابو عبداللہ محمد بن تومرت جو بربری قبیلہ مسعودہ سے تعلق رکھتا تھا اس نے توحید آلہی پر وعظ کہنا شروع کیا۔ اور لقب اپنا مہدی اختیار کیا۔

اور تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے اسلام میں لکھا ہے کہ خاندان مہدویہ نے زبید میں نجاجیوں کی جگہ لی۔ مہدویہ گروہ کا مورث اعلیٰ علی بن مہدی تہامہ کا رہنے والا تھا اوسنے اپنے پیروان کو حضرت رسالت پناہ کی تقلید سے انصار مہاجر کا خطاب دیا ۵۴۳ھ میں ملک گیری کے لیئے اوٹھا اور متعدد قلعے فتح کرنے کے بعد زبید پر حملہ آور ہوا اور نجاجیوں سے یہ ملک چھین لیا۔ ایوبیوں کی فتوحات تک تہامہ اور دیگر اضلاع اور قصبات علی بن مہدی کی اولاد کے قبضہ میں رہے تذکرۃ الکرام تاریخ اسلام میں لکھا ہے محمد بن تومرت افریقہ کا رہنے والا تھا۔ اور ہرگا کا حاکم تھا۔ اوسنے دعویٰ کیا کہ میں مہدی آخرالزمان ہوں اوسنے جو احادیث نبویہ میں خبریں مہدی آخرالزمان میں اور نشانیاں دیکھیں وہ اوسنے اپنے میں مشہور کیں۔ اور عوام الناس کو یہ یقین دلایا کہ میں تمام دنیا میں بادشاہی کرونگا اور بہشت میں داخل ہونگا۔ ایسی گفتگو کر کے ایک بڑی جماعت کو اپنے قبضہ میں کیا۔ اور کوہ اطلس کے حوالے صحرا میں رہتا تھا۔ اور ایک ہونہار نوجوان آدمی جس کا نام عبدالمومن تھا۔ اس کا شریک ہوا اور ۱۱۲۱ء میں ایک بڑے لشکر سے مرابطین کے ساتھ لڑنے کو آمادہ ہوا ۱۱۲۲ء میں مرابطین کو شکست دی ۱۱۲۵ء میں ایک اور فتح عبدالمومن نے کی کہ سپہ سالار مہدویہ قرار پایا تھا مرابطین پر بھی فتح حاصل کی جس سے مراکو اور فارس وغیرہ مہدویہ کے قبضہ آ گئے۔ الغرض شمالی افریقہ کے ممالک پر حکومت اور شوکت مہدی کے ۱۱۴۹ء میں قائم ہو گئی۔ لیکن وہ محمد بن تومرت ۵۲۲ھ میں فوت ہو گیا۔ اور اُس کا قائم مقام بھی عبدالمومن بن علی اسماعیل ہوا پھر اوسنے ارادہ کیا کہ ممالک ہسپانیہ بھی اپنے قبضہ میں لاوے۔ اور ممالک افریقہ سے ملحق کرے اگرچہ اوسکے سپہ سالاروں نے اس ارادہ کو پورا کیا لیکن خود عبدالمومن جب لشکر تیار کر رہے تھے۔ کہ عیسائیوں یعنی سلاطین فرنگ پر یورش کریں اور ابنائے ہسپانیہ کو عبور کرنے کو آمادہ تھے۔ فوت ہو گئے۔ اور تاریخ فرمانروایانِ اسلام میں یہ لکھا ہے۔ کہ ۵۲۲ھ ہجری میں محمد بن تومرت انتقال کر گیا۔ عبدالمومن بن علی جو اس کا دوست تھا۔ اوسی کے طویل سلسلہ کا جانشین ہوا۔ اور قبیلہ مسعودہ کے موحدین نے اس سے بیعت کر لی ۵۲۴ھ سے عبدالمومن کی فتوحات کا آغاز شروع ہوا ۱۱۴۲ء میں اسنے مرابطین کو شکست دی اور دو سالوں میں اوران اور طلمسات اور فیض اور سیوٹہ اور اغمات اور سالی پر قابض ہو گیا ۵۴۱ھ ہجری

میں مراکو کا محاصرہ کرکے خاندان مرابطین کو بے تخت وتاج کر دیا اور ایک لشکر اوسنے ہسپانیہ
پر متصرف ہوکر مشرقی مہمات کی طرف توجہ کی اور یہ خاندان جو الجیریا میں فرمانروا تھا وہ بھی ۵۴۷ھ
میں اسکے ہاتھوں سلطنت سے محروم ہوا۔ ۵۵۲ھ ہجری میں عبدالمومن نے زیری خاندان کی
جانشین نارمنوں کو ٹیونس سے نکال دیا۔ اور ترپونی کے اطاق سے لے کر سرمصر سے
بحرالکاہل کے تمام ساحلی ملک اور اسلامی ہسپانیہ پر اس کا پھریرا اوڑانے لگا۔ اور
عیسائیوں کے ہاتھ معرکہ آرائیاں اسکے جانشینوں کی سخت تشویش کا موجب رہیں ۶۳۲ھ
میں بمقام لس نوالس میں ایسی شکست ہوئی۔ کہ موحدین سے سلطنت ہسپانیہ کا زمانہ
قریب نظر آنے لگا۔ کیونکہ قلمرو ہسپانیہ مخالف عیسائی والیان ملک اور مقامی مسلمان
سرداروں میں تقسیم ہوکر ٹکڑے ٹکڑے ہوچکے تھے۔ اور تاریخ ابن خلکان میں لکھا ہے
کہ کتاب علم جفر جو حضرت علی علیہ السلام کی جمع کی ہوئی تھی وہ اولاد عبدالمومن ابن
علی کو جو غالبا جناب اسماعیل بن امام جعفر الصادق کی اولاد میں سے ہے وراثت میں پہنچی
تھی۔ چنانچہ ابو محمد عبدالمومن بن علی خالد لقبی الکوفی محمد ابن تومرت معروف بمہدی
کے مرنے پر اسکے افواج وسامان کی بدولت بلاد مغرب کی حکومت فرمانروائی پائے
ابن تومرت مذکور کو کہیں سے کتاب جفر مل گئی تھی۔ اس میں اوسنے پڑھا تھا کہ عبدالمومن
سلطنت بزرگ پر فائز ہوگا۔ اسلئے اس کو تفحص کرکے نکالا اور ابھی وہ کم سن لڑکا تھا
کہ اسکو اپنے ہمراہ لیا اور اس کا بہت آداب کرتا تھا۔ تاکہ اسکے ذریعہ سے بادشاہی
حاصل کرے۔ لیکن یہ امید اسکی بر نہ آئی اور اسوقت سے پہلے فوت ہوگیا مرنیکے بعد
عبدالمومن نے بہت سے ممالک مغربیہ فتح کئے تھے۔ حتی کہ ۵۴۳ھ میں اسکی حدود
سلطنت ممالک افریقہ سے گزر کر حدود اسپین اندلس تک پہونچگئی تھی۔ تذکرۃ الکرام
اسکے بعد ابو یعقوب محمد یوسف اسکے جانشین ہوئے۔ ابتدا میں ان کا قصد کسی سے لڑنے
کا نہ تھا۔ انہوں نے ایک سویلی میں بنام جامع سویلی ۱۱۷۱ء میں تعمیر کی کہ بالفعل ایک جز
کنبہ قانولیقی کا ہے اور ایک پل دریائے گوار لکور پر انہوں نے تیار کردایا اور انہوں نے
۱۱۸۲ء میں بہت بڑے فتح انفنسو بادشاہ قسطلان پر پائی۔ اور اس کا سارا ملک
تخت وتاراج کرکے اور چند قلعوں پر قبضہ کرکے افریقہ میں پھر آئے تھے۔ تذکرۃ الکرام
تاریخ اسلام صفحہ ۳۸۵ میں لکھا ہے۔ کہ ۱۱۸۲ھ میں دریائے شور سے عبور کرکے ممالک ہسپانیہ

میں گئے اور تا وفات اپنی کے کہ سنہ ۵۸۴ہجری میں ہوئی۔ وہیں قیام کیا ایک معرکہ لڑنیکا قریب تھا۔ جو ممالک پرتگال میں ان کو پیش آیا۔ اس میں وہ زخمی ہوئے اور اسی زخم سے انتقال کیا ابو یوسف یعقوب جن کا لقب منصور تھا۔ ان کا قائم مقام ہوا وہ الجزائر پر دریا کے راستے سے اترے اور قسطان کی آٹھویں الفنسو سے میدان الارکاسس میں بڑی لڑائی ہوئی جس میں الفنسو کی فوج کو شکست ہوئی۔ بعد اسکے ابو یوسف نے کوچ کیا اور تولیدو کہ دار الخلافہ ان ممالک کا تھا۔ محاصرہ کیا اگرچہ ابو یوسف نے کوشش بلیغ کی اس شہر کو مسخر نہ کر سکا۔ لیکن اسکی اطراف کے بڑے بڑے شہر دل مثل میڈمرڈ اور گواڈلا کزار وغیرہ اسکے قبضہ میں آگئے۔ یہ ابو یوسف سنہ ۵۹۵ھ میں فوت ہوگئے۔ وہ بڑے نامور بادشاہ لائق اور شجاع اور بڑی خوبی کے بادشاہ تھے سید محمد بن عبداللہ ملقب بہ الناصر الدین اللہ آخر سلاطین مہدویہ سے ہیں۔ کہ تختگاہ اور ممالک ہسپانیہ پر قابض ہوئے تھے۔ بمجرد تخت نشینی کی۔ انہوں نے قصد کیا۔ کہ ممالک ہسپانیہ جس کا بڑا حصہ عیسائیوں فرنگ نے ان کے وارثوں سے مسخر کیا تھا۔ کہ قبضہ میں در اللایہ اسی قصد سے مشہور ہے۔ کہ لاکھ آدمی انہوں نے فراہم کئے۔ اور وہ افریقہ سے اسوار ہوئے۔ اور ہسپانیہ کے کنارہ کو اوس جماعت سے بھر دیا الغرض انہوں نے آبنائے ہسپانیہ سے عبور کرکے اوس قلعہ جبال کے سلسلہ پر لشکرگاہ گیا۔ جس قسطلان جدید کو اور توکتیل کو اندلس سے جدا کیا ہے۔ وہاں عیسائیوں کی طرف یہ سامان ہوا کہ پوپ حضرت عیسیٰ کا جانشین سمجھا جاتا ہے۔ وہاں تمام سلاطین فرنگستان اور دیگر ممالک فراہم ہوئے۔ لاکھوں سے تعداد ان کی بڑھ گئی۔ سخت ہنگامہ قتال جدال کا ہوا لیکن آخر میں فوج مہدویہ کو شکست ہوئی۔ کہ پورا زوال سلطنت اسلام کو ہوا اور محمد بن عبداللہ مراکو میں سنہ ۶۱۰ھ میں انتقال کر گیا یوسف دوئم ابو یعقوب گیارہ برس کی عمر میں اپنے باپ کے قائم مقام ہوئے۔ ان کی سلطنت میں بڑا فساد رہا سنہ ۱۲۲۴ع میں قضا کر گئے تاریخ فرمانروایان اسلام میں لکھا ہے۔ کہ ان میں سے غرناطہ کے آخری خاندان نے قابل تعریف شجاعت اور مردانگی کی۔ عیسائی دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ اور اسوقت تک حوصلہ نہ جب تک کی آخری شہر غرناطہ بھی ان کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ فرڈنیڈا اور ازبلا کے قبضہ میں چلا گیا۔ غرناطہ کے مفتوح ہوتے ہی تمام ہسپانیہ فرمانروا انکے زیر نگین ہوگیا ہسپانیہ

سے بے دخل ہونے کے بعد موحدین کی سلطنت افریقہ میں بھی اندر سے اندر گھن لگ گیا سنہ ۱۱۰۳ء میں صلاح الدین ترابلی کا الحاق کر چکا تھا۔ موحدین کے گورنروں نے اس موقعہ پر آزاد ہونے میں ذرا بھی تامل نہ کیا چنانچہ ٹیونس میں حفصی مغرب میں الجیریا اور طلسمان بن زبانی خودسر ہو بیٹھے۔ تخت مراکو کے مختلف دعویداروں نے باہم خود کد اور جنگ جدل میں تھے ایک کوہستان نے قبیلہ بارینی نے سنہ ۶۶۷ھ میں موحدین سے تاج شاہی چھینی میں اور انکی دارالحکومت مراکو رفتح کرنے میں کامیاب ہوا سنہ ۵۲۳ھ سے سید عبدالمومن تا سنہ ۵۵۰ھ محمد یوسف سنہ ۵۸۰ھ تک یعقوب منصور سنہ ۵۷۵ھ محمد ناصر سنہ ۶۱۱ھ یوسف ثانی مستنصر سنہ ۶۲۰ھ عبدالواحد سنہ ۶۲۱ھ ابو محمد عبداللہ عادل سنہ ۶۲۴ھ یحییٰ معتصم سنہ ۶۳۰ھ ابوالعلا ادریس مامون سنہ ۶۴۰ھ عبدالواحد رشید سنہ ۶۴۴ھ ابوالحسن علی سعید سنہ ۶۴۶ھ ابو حفص عمر مرتضیٰ سنہ ۶۶۵ تا سنہ ۶۶۷ھ ابوالعلا واثق +

سلسلہ نسب

ان سادات سلاطین افریقہ مراکو کا امام جعفر صادقؑ سے اس طرح منتہی ہوتا ہے جو اولاد سید عبدالمومن بن علی تھے۔ سیّد عبدالمومن کے چار فرزند تھے۔ کلاں سید محمدؐ یوسف تھا۔ جو بعد آپ کے ملک افریقہ میں تخت مراکو پر باپ کی جگہ جانشین ہوا۔ اور دوسرا فرزند سیّد عمر مرتضیٰ تھا۔ اسکی اولاد بھی سید محمد یوسف کی اولاد کے نائب عامل مقرر تھے۔ رفتہ رفتہ خود مختار ہو گئے تھے۔ اور خاندان حفصیہ کہلائے۔ اور تیسرے فرزند سیّد جعفر طاہر تھے۔ اونکی اولاد سے سیّد شاہ طاہر دکھنی گزرے ہیں۔ اور چوتھے فرزند سیّد علی سلام الدین تھے۔ ان کے فرزند سیّد صلاح الدین محمد نوربخش دراہل دولت اسماعیلیہ میں لباس درویشاں آ گئے تھے اور صاحب مذہب ہوئے۔

شجرہ نسب بادشاہان مراکو اسماعیلیہ کا امام صادق کو ملتا ہے وہ یہ ہے

سیّد ابوالعلا واثق ابن سید ابو حفص عمر مرتضیٰ ابن سیّد ابوالحسن علی سعید ابن سید عبدالواحد ابن سید ابوالعلا ادریس مامون ابن سیّد یحییٰ معتصم ابن سید ابو محمد عبداللہ عادل ابن سید عبدالواحد ابن سید یوسف ثانی مستنصر ابن سید محمد ناصر ابن سید یعقوب منصور ابن سید محمد یوسف ابن سید عبدالمومن بادشاہ ابن سید علی خالد یہ تیرہ شخص ملک افریقہ پر قابض رہے۔ سید عبدالمؤمن ابن سید علی عرف

خالد الدین ابن سید محمد محب الدین ابن سید سلطان الشہدار قاتل الکفار والمشرکین حضرت سید محمود سبزواری ابن سید محمد معصوم ابن سید ہاشم ابن سید احمد ہادی ابن سید منتظر باللہ ابن سید عبد المجید ابن سید غالب یا غالب الدین ابن سید محمد منصور خاقانی ابن سید اسماعیل ثانی ملقب امام الدین ابن سید محمد عریفی ابن سید اسماعیل اعرج اکبر ابن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام۔

تاریخ فرمانروایان عرب اسلام میں لکھا ہے۔ کہ خاندانِ حفصیہ کا مورث اعلیٰ یحییٰ ٹیونس میں تھا۔ جو موحدین کا گورنری کے طور پر حکومت کرتا تھا۔ یہ خاندان آزاد ہو گیا ۶۲۵ھ سے ۱۱۹۹ھ تک ٹیونس پر فرمانروا رہا اور زیانی جو ملک الجیریا میں موحدین کے نائب تھے انہوں نے جب آقا کو کمزور ہوتے دیکھا تو اپنے ہمسایہ خاندان حفصیہ کی خود مختاری کی ان کا دار الخلافہ طلمسان تھا۔ ۶۳۳ھ سے لیکر ۷۹۶ھ تک بادشاہ رہے۔ مغربی ممالک کے صوبہ داروں کی مانند اپنی قلمرو میں آزاد تھے اور مذہب شیعہ رکھتے تھے۔ جو ایران میں ہمیشہ سے ہر دلعزیز رہے ہیں۔ اب تک وہاں کی گورنمنٹ کا مذہب شیعہ ہے۔

شجرہ نسب سید یحییٰ جو ٹیونس میں سید محمد ناصر کا گورنر تھا۔ ان کا سلسلہ نسب اس طرح ہے سید ابو حفص عمر ابن سید ابراہیم ابن سید ابوبکر متوکل ابن سید محمد مستنصر ابن سید زکریا ابن سید خالد مکرم رشید ابن سید یحییٰ ابن سید محمد مستنصر ابن سید یحییٰ ابن سید ابوالواحد ابن سید ابو حفص مرتضیٰ ابن سید عبد المومن بادشاہ اول ابن سید علی خالد الدین۔

دوسری شاخ سید یحییٰ ٹیونس کے سید محمد ابن سید حسن ابن سید محمد ابن سید حسن ابن سید مسعود ابن سید عثمان ابن سید محمد ابن سید ابوالفارس عبد العزیز ابن سید احمد ابن سید محمد ابن سید خالد ابن سید یحییٰ ابن سید محمد مستنصر ابن سید یحییٰ ابن سید عبد الواحد ابن سید ابو حفص مرتضیٰ ابن سید عبد المومن بادشاہ اول ابن سید علی عرف خالد الدین ابن سید محمد محب الدین ابن سید محمود سبزواری ابن سید محمد ابن علی ہاشم ابن سید احمد ہادی ابن سید منتظر باللہ ابن سید عبد المجید ابن سید علی غالب الدین بن سید محمد منصور خاقانی ابن سید اسماعیل ثانی ابن سید محمد عریفی ابن سید اسماعیل اعرج اکبر ابن حضرت جعفر صادق علیہ السلام۔ سید عبد المومن کے دو فرزندوں کا ذکر مختصر ہو چکا سید محمد یوسف اور ابو سید حفص مرتضیٰ کی اولاد کا *

اب فقیر ایک سلک سیّد جعفر طاہر ابن سیّد عبدالمومن بادشاہ کی بیان عرض کرتا ہے

تاریخ فرشتہ صفحہ ۴۴۳ میں لکھا ہے کہ کہتے ہیں کہ اوائل دولت اسماعیلیہ میں ایک شخص ان میں سے لباسِ درویشان میں درآیا اور خلایق کے ساتھ مذہب اثنا عشری کی دعوت کرکے اپنی جد اسماعیل کو امام نہ جانتا تھا۔ ملفوظ کمالیہ میں اس کا حال اس طرح لکھا ہے۔ جو سیّد لباسِ درویشان میں درآیا۔ اس کا اسم مبارک سید صلاح الدین محمد نوربخش ابن سیّد علی عرف سلام الدین ابن سیّد عبدالمومن تھا۔ کہ بمزید فضل وورع اختصاف رکھتا تھا۔ اور علم فقہ اور تقویٰ میں علم مہارت بلند کرتا تھا۔ ترکِ دُنیا کرکے لباسِ درویشاں میں آیا بحوالہ تاریخ فرشتہ اور اہلِ فارس اور اہلِ مصر اور بلاد تمام مغرب نے اعتقاد صادق اور ارادت کامل ساتھ اس سیّد کے پیدا کی۔ اور تھوڑے عرصہ میں اس کا عتبہ عالیہ مرجع طوائف انام ہوا۔ اور اسکے فرزندوں میں سے ایک بعد دوسرے کے سجادہ نشین ہوکر مذہب شیعہ نوربخشیہ کی تقویت کرتے تھے۔ اور اسکے بعد دولت اسماعیلیہ نے ۵۰۰ھ ہجری میں عزلِ انقراض قبول کیا اور تاریخ فرمانروایانِ عرب اسلام میں لکھا کہ ۵۵۰ھ میں خلیفہ خلفائے فاطمہ سے جو تھا فوت ہوا اور محمد بن تومرت جو مراکو کا عامل خلفا فاطمین کا سپہ سالار تھا اور اس کا دوست سید عبدالمومن جو اسکے بعد اس کا قائم مقام ہوا تھا۔ سید عبدالمومن بھی تو اسماعیلیہ تھا اسکے خاندان کی دولت اسماعیلیہ نے ۵۶۷ھ میں عزل قبول کیا ہے۔ اور اسکے بعد توطن سادات علویہ کے وارث ملک تھا وہاں رہنا متعسر ہوا تھا۔ اور ہر ایک گوشہ کی طرف روانہ ہوا ملک فارس میں متفرق مقامات میں متوطن ہوئے۔ ایک سادات سجادہ نشین نے موضع خوند میں جو مضافات قزوین سے اور گیلان کی سرحد میں واقعہ ہے۔ توطن اختیار کیا اور اولاد اسکی سادات خوندیہ مشہور ہوئی۔ قریب تین سو سال مسند ارشاد کو اپنے وجود باجود سے مکرم رکھا اور سلاطین اور حکام عصر کے نزدیک معزز ومکرم ہوا اور جب خلافت سجادہ نشینی سید شاہ طاہر حسینی کو پہنچی۔ تاریخ فرشتہ جلد دوئم صفحہ ۱۴۲ ملک دکن شہر احمد نگر بیجاپور میں برہان شاہ بحری نے سید شاہ کی دولت اور ارشاد سے محبت اہلبیت کی اختیار کی اور نام خلفائے ثلاثہ خطبہ سے موقوف کیا۔ لیکن ایک بزرگ نے یہ بیت فرمائی ہے ؎

ہر کہ در سایہ آں سرو سہی قد باشد　　جایش زیر علم سبز محمد باشد

اورجوکہ نشان دوازدہ امام علیہم کا سبز تھا اور قیامت کے روز بھی علم حضرت رسولخدا کا سبز
ہوگا۔برہان شاہ نے سید شاہ طاہر کی رہنموئی سے چتر اور نشان اپنے سبز کیئے اور تبرا اولیٰ
کو وظیفہ دیگر حکمدیا کہ کوچہ اور بازار میں اور مساجدین خلفائے ثلاثہ کے لعن طعن میں مشغول
رہیں۔ اس روز سے کہ یوسف عادل شاہ اور اسماعیل عادل شاہ نے امرائے کبار کو کہ حنفی
مذہب کے خوف سے کہ رافضی کش تھے اونہیں معدوم کیا اور ناظرین باتمکین کو واضح ہو کہ
سید شاہ طاہر اولاد سلاطین اسماعیلیہ مصر اور افریقہ سے ہے جنکو علویہ کہتے ہیں۔ اور جب
موضع خوندمیں خلافت سجادہ نشینی سید شاہ طاہر حسینی کو پہونچے اور رتبہ اس کا علوم
ظاہری و باطنی و فصاحت بیان و لطافت لسان اور نہایت نشان اور سیرت و صورت میں
اپ دادا سے افزوں تر ہوا شیعیان مصر اور تا بخارا سمرقند اور قزوین وغیرہا دست
ارادت اسکے دامن میں محکم کرکے باعث شہرت عظیم ہوئے اور شہنشاہ ایران سید
شاہ اسمٰعیل صفوی جو خود پیری اور مریدی کی برکت سے صاحب دستگاہ ہوکر منصب
جلیل القدر بادشاہی میں پہنچا یا تھا۔ اسلیئے درپے اسکے ہوا کہ جمع سلسلہ مشائخ
خوندیہ ممالک محروسہ کو نہ مٹا دے۔ علی الخصوص سلسلہ مشائخ خوندیہ کو مستاصل کرے ا
مرزا شاہ حسین اصفہانی جو ناظر محکمہ سید شاہ اسماعیل تھا۔ اور سید طاہر کے ساتھ ا
صادق رکھتا تھا۔ آدمی اسکے پاس بھیجکر حقیقت حال سے اوسے مطلع کیا سید شاہ طاہر
سلامتی ترک درویشی ظاہر میں سمجھا اور بساط سجادہ نشینی کو پیچیدہ کیا اور ابتدا
سنہ ۹۲۶ھ میں حوالی سلطانیہ میں بذریعہ مرزا شاہ حسین اصفہانی اور بعضے ارکان د
دربار دل کشا بادشاہی میں رسائی پائی اور سلک علمائے حضور میں منسلک ہوا۔ اس
اس سبب سے کہ گاہ گاہ شاہ اسماعیل بنظر عبرت روسے دیکھتا تھا۔ سید شاہ طا
بوجبلہ مرزا شاہ حسین اصفہانی منصب تدریس کاشان حاصل کرکے اوس طرف گیا ا
طالب اور مریدوں کی ہجوم لانے سے مسند تعلیم اور تعلم نے فروغ پایا اور مریدوں نے
اطراف جوانب سے کاشان کی توجہ کی اور اس بلدہ کے رئیسوں نے ازروئے حسد ایک عر
بر اسر تہمت بادشاہ اسماعیل کو لکھا کہ حال اسماعیلیہ اور انکے اعیان کا اظہر من
الشمس ہے۔ احتیاج گذارش کی نہیں۔ کہ سید شاہ طاہر اس عرصہ میں متعدد اس جماعت
کا ہے اور اس مذہب شیعہ کے رواج دینے میں کوشش کرتا ہے اور تمام محمودیان یعنی

سید محمود سبزداری کی اولاد اور سید محمد عریضی بن سید اسمٰعیل اعرج اکبر کی تمام اولاد یکساں ہیں۔ اور باہم ہم جد ہیں۔ ایسا نہو جو باعث زوال سلطنت کا ہو۔ اور شاہ طاہر سلاطین اکناف کے ساتھ ہے ابواب مراسلات اور مکاتبات مفتوح رکھتا ہے بادشاہ اسمٰعیل صفوی کہ بہانہ طلب تھا بغور اطلاع مضمون عرائض کے حرف مذہب بہانہ کرکے حکم کیا کہ پروانہ اُسکے قتل کا لکھا جاوے۔ جب مرزا شاہ حسین اصفہانی اس قضیہ سے مطلع ہؤا اور سمجھا کہ یہ معاملہ اصلاح پذیر نہیں ہے۔ ایک پیک صبا رفتار کو کہ جسپر اس کا محل اعتماد تھا۔ کاشان کی طرف بہ تعجیل روانہ کیا۔ اور زبانی یہ پیغام کیا۔ کہ اب پروانہ ایسا پہنچتا ہے۔ کہ وہ بزرگوار بمجرد آگاہی اس خبر کی نقل مکان کرکے اس بادشاہ قہار کی قلمرو سی نکل جاویں۔ سید شاہ طاہر یہ خبر سنکر سراسیمہ مضطرب ہؤا اور احمال اور اثقال سے قطع نظر کرکے اور اہل عیال اطفال ساتھ لیکر بسرعت تمام آواخر سنہ مذکور میں اور موسم سرما میں ہندوستان کی عزیمت کی اور بندر جروں سمت متوجہ ہؤا۔ اور اتفاق حسنہ سے جس دن کی کشتی ہندوستان کی طرف روانہ ہوتے تھے۔ پہنچا بعد ادائے نماز جمعہ نسیم سبحانی سفینہ مراد سید شاہ طاہر پر چلے نماز دوسرے جمعہ کے بندر گووہ جو نیا در بند سے ہے بجالایا۔ بحوالہ تاریخ فرشتہ جلد دوم۔

منقول ہے کہ یہ جب قورچیان فرمان قتل ان کے پاس تھا۔ وہ کاشان میں پہنچے اور خبر فرار سید شاہ طاہر سُنکر بسرعت تمام تعاقب میں رواں ہوئے مشیت ایزدی جو ساتھ اسکے متفق تھے سید شاہ طاہر عاقبت محمود بلاد دکن کو قدم فیض مقدم سے رشک گلشن ارم کرے اور باشندگان اُسکے سے نور معرفت حاصل کریں اور راہ سداد وصلاح پر ہوویں لہذا شاہ ایران کے نامہ بر ساحل دریائے عمان پر اوسوقت پہنچے کہ وہ سید قدسی نہاد دو ساعت پیشتر کشتی سلامت میں ہندوستان کو روانہ ہؤا تھا کہتے ہیں کہ سید شاہ طاہر بندر گووہ سے شہر بیجاپور میں پہنچا۔ کہ خواجہ جہاں دکنی امرائے سلاطین بہمنیہ سے تھا۔ باجازت نظام شاہ بادشاہ قلعہ پرندہ میں رہتا تھا سید شاہ طاہر کے قدوم سعادت لزوم سے یہ خبر پاکر بڑی تعظیم سے اون کو بلایا اور بعد التماس اوسکے فرزند کتب علمی کے پڑھنے میں مشغول ہوئے۔ اور اتفاقاً اس عرصہ میں برہان شاہ بادشاہ نے بخلاف عادت اپنی استاد شاہ پیر محمد کو برسم رسالت خواجہ جہان دکنی کے پاس قلعہ پرندہ

پرندہ میں بھیجا۔ اور وہاں سید شاہ طاہر کی خدمت فیض میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ ایک ملک بصورت
بشر اور ایک جہان بلباس وحدت دیکھا۔ اور اس جناب کو نعمت غیر مترقب جان کر برس روز
تک کتاب مجسطی کے پڑھنے میں مشغول رہا۔ اور تمام دکن میں یہ غلغلہ ہوا کہ قلعہ پرندہ ایسے
بزرگ سے مزین اور منور ہے۔ کہ ملا پیر محمد شاہ اوستاد اوسکے شاگردوں میں افتخار رکھتا
ہے۔ پیر محمد برس تک وہاں مقیم رہا۔ جب احمد نگر واپس آیا۔ تو بادشاہ نے درنگ توقف
کا سبب پوچھا۔ جواب دیا کہ اس سفر میں ایک دانشمند کی صحبت میں کہ صاحب علوم ظاہر
و باطنی تھا۔ مثل اوسکے ایران اور توران اور ہندوستان میں کوئی فاضل نہیں دیکھا
اور معزز ہوا۔ اور نعمت عظما جان کر کتاب مجسطی کے پڑھنے میں مصروف ہوا اور اوس
جامع فیوضات کی برکت اس بے بضاعت کے شامل حال ہوئے۔ بہت ایسے مجردات ایسے
معلوم اور منکشف ہوئے۔ اور فہم انسانی طائر بلند پرواز اوسکے مدارج عالیہ کی کنہ
میں راہ نہیں پاسکتا۔ اور عقل کنہ دان عقلائے زمان کو اوسکے اطوار سے آگاہی نہیں
اور اوسے نور عظیم جان کر درس میں مشغول ہوا ؎

وصف کمالش عقلا حیسرانند — بقراط حکیم بوعلی نادانند

برہان نظام شاہ ہمیشہ علمار فضلا کی صحبت میں رغبت فرماتا تھا۔ اس قدوہ انام کی صحبت
کا خواہان ہوا اوسیوقت ایک مکتوب شوق آمیز ترقیم کرکے ملا پیر محمد استاد کے ہاتھ
قلعہ پرندہ میں بھیجا اور خواجہ جہان نے سنکر سامان سفر تیار کیا ۹۲۸ھ میں بلدۂ احمد
کی طرف توجہ فرمائی۔ اعیان واشراف چار کوس سے استقبال کے لیئے روانہ ہوئے
سید شاہ طاہر کو باعزاز اکرام شہر میں لائے بادشاہ برہان شاہ نے بعد از مشمول
خسروانہ فرمایا اور سر جملہ مجلسیان حضور سے کرکے پایہ اوسکے قدر و منزلت کا تمام
درگاہ سے بلند کیا ؎

تو چوں گوہر قیمتی غم مدار — کہ ضایع نہ گرداندت روزگار

اور بعد از فراغ سلطان نے زیادہ تعظیم تکریم کی اور سید شاہ طاہر سے مستدعی ہوا کہ
احمد نگر میں مسجد جامع ہے اوس میں مجلس درس منعقد کیجیئے۔ سید شاہ طاہر علمار ربانیہ
کے ساتھ وہاں جاکر بحث علمی میں مشغول ہوتا تھا۔ اور جمع علمار کے حاضر ہونے سے
عظیم ہوتی تھی۔ برہان شاہ بھی ذوق کلام رکھتا تھا۔ اکثر اوقات اوس مقام حاضر ہوتا

ادب بیٹھتا تھا۔ اور جب تک درس بحث سے علماء فراغ سے نہ ہوتے تھے۔ برخواست نہ کرتا تھا
الغرض ایک مدت اس طور گذری۔ طائفہ مہدویہ جونپوری کو بادشاہ نے اپنے بیٹے دیئے تھے
بلدہ احمد نگر سے نکال دیا۔ اسی عرصہ میں شاہزادہ عبدالقادر فرزند خورد برہان شاہ کا تپ
محرقہ میں گرفتار ہوا۔ برہان شاہ نہایت اوس سے محبت رکھتا تھا۔ حکمائے ہند اور مسلمان
کو جمع کر کے فرمایا۔ میری حیات اس فرزند سے وابستہ ہے اس لخت جگر کے لیئے اگر میرا جگر
بکار آمد ہو تو میرا پہلو چیر کر جگر میرا بر آوردہ کر کے اسکے علاج میں صرف کرو۔ تو مضائقہ نہیں
خلاصہ ہر چند حکمانے کوشش بلیغ کی اثر پذیر نہوئی۔ آخر یہ نوبت ہوئی بادشاہ نے
براہمہ کے دیر بتخانہ میں صدقات بھیجی۔ اور کافر مسلمان کوئی باقی نہ رہا۔ جس سے دعا خیر
طلب نہ کی ہو اور سید شاہ طاہر جو ہمیشہ مذہب اثنا عشرہ کے فکر میں رہتا تھا۔ فرصت
پاکر برہان شاہ سے عرض کی کہ شاہزادہ کی شفا کی ایک تدبیر بندہ نے کی ہے۔ لیکن اسکے
اظہار کرنے میں چند خطرے متصور ہیں۔ برہان شاہ نے یہ سنکر فرمایا۔ وہ تدبیر بیان کرو
میں بجالاؤں تجھے کسی طرح کا گزند نہ پہنچیگا۔ سید شاہ طاہر نے کہا میں بیگانہ کا اندیشہ
نہیں رکھتا۔ خوف اس امر کا ہے۔ کہ شاید وہ امر شہریار کی مزاج کے موافق نہ آوے
اور مجھے معاقب فرماوے اور اعداء کی شماتت میں مبتلا ہوں برہان شاہ مبالغہ حد سے
زیادہ لیگیا سید شاہ طاہر نے اول اسقدر کہا۔ کہ اگر شہزادہ آج کی شب شفا پاوے
تو بادشاہ عہد کرے اور نذر مانے کہ از خطر حضرات ائمہ معصومین کی اولاد کو کہ عبارت
سادات سے ہیں۔ پہنچاؤنگا۔ برہان شاہ نے کہا دوازدہ امام کون ہیں سید شاہ طاہر
نے بیان کیا۔ اول امام حضرت علی مرتضیٰ جو داماد اور ابن عم حضرت محمد صلعم ہیں اور شوہر
حضرت فاطمہ ہے۔ اور دوسرے امام حسنؑ اور امام حسین فرزندان جناب فاطمہ ہیں اسی
طرح باقی اماموں کے نام اور وصف ذہن نشین کیئے۔ برہان شاہ نے کہا میں نے نام
دوازدہ امام علیہم السلام عہد طفلی میں اپنی والدہ سے سُنے تھے۔ یا آج تم نے سُنایا ہے
جبکہ میں نے بت خانہ میں نذر مانی۔ تو کیا مرتضیٰ اور بی بی فاطمہ کے فرزند کی نذر بجالاؤں
گا۔ تو سید شاہ طاہر نے ملائم دیکھ کر کہا میرا مقصود محض نذر سے نہیں مطلب اور ہے۔
اگر بادشاہ عہد میرے ساتھ کرے۔ کہ جو کچھ میں عرض کروں۔ اگر موافق طبع نہ ہو۔
تو آزار نہ پہنچائیے مجھے اور میرے فرزندوں کو رخصت عطا فرما کر مدینہ میں پہنچا دے اس

شرط پر اپنے دل کا راز عرض کروں برہان شاہ نے یہ امر قبول کیا اور لوازم عہد پیمان بجالایا
اور مصحف سچائی اقدس کی قسم کھائی - کہ تجھے آزار نہ پہنچاؤنگا اور تیرے کسی مُدرسے
کو ایذا نہ دونگا - جب سید شاہ طاہر کی خاطر تسلی ہوئی - تو فرمایا کہ آج شب جمعہ ہے بادشاہ
نذر کرے کہ اگر حضرت پیغمبر آخرالزمان اور دوازدہ ائمہ علیہم السلام کی قرب منزلت
کی برکت سے آج شب شاہزادہ کو شفا ہو تو خطبہ ائمہ اثنا عشرہ کے نام کا پڑھا کر انکے
مذہب کے رواج میں کوشش کرونگا - برہان شاہ زندگی پسر سے مایوس تھا یہ کلام
سُنکر نہایت خوش ہوا - دست اپنا سید شاہ طاہر کے ہاتھ پر رکھ کر عہد و پیمان بجالایا
اور سید شاہ طاہر تمام رات شاہزادہ کے پلنگ کے قریب بیٹھا رہا شہزادہ لحاف پھینکدیتا
تھا - بادشاہ نے دیکھکر کہا - یہ آجکی رات کا مہمان ہے - لحاف اسکے اوپر نہ ڈالو - یہ ہوا
دنیا کی کھا کر خوش ہوا - بادشاہ اسی طرح ملول صبح تک بیٹھا رہا - سر اپنا بستر کے پلنگ پر
رکھ کر سو گیا - خواب میں ایک بزرگ نورانی اسکے سامنے سے آتا ہے - اور اسکے یمین
و یسار بارہ بارہ شخص ہیں - برہان شاہ استقبال کر کے خواب میں کھڑا رہا - ایک
صاحب نے فرمایا - تو ان بزرگوں کو جانتا ہے - کہ کون ہیں - یہ حضرت رسالت پناہ صلعم
ہیں - اور یہ دوازدہ ائمہ علیہم السلام ہیں - حضرت پناہ نے فرمایا اے برہان اللہ تعالیٰ
نے حضرت علی اور ان کے فرزندوں کی برکت سے عبدالقادر کو شفا بخشی - تجھ سے
مناسب ہے کہ میرے فرزند شاہ طاہر کے کہنے سے تجاوز نہ کرے - بادشاہ خوشحال خواب
سے بیدار ہوا - اور شاہزادہ کا بخار رفع دیکھا - سید شاہ طاہر نماز سے فارغ ہو کر تشریف
آور ہوئے - بادشاہ استقبال کر کے سر بالین عبدالقادر پر لیگیا - اور کہا کہ عقاید مذہب
اثنا عشری تلقین کریں - بعد تامل سید شاہ طاہر نے اسمائے دوازدہ امام علیہم السلام
اور مناقب فضائل ان کے بیان کیئے - اور کہا ارکان قواعد اہلبیت کی تولا اور انکے
دشمنوں سے تبرا ہیں بادشاہ نے اس سحر فیض اثر سے جام محبت اہلبیت نوش کیا - اور
شہزادہ حسین اور عبدالقادر اور انکی والدہ آمنہ اور سائر اہلحرم شراب اعتقاد سے بہرہ
ور ہوئے - اور سب نے نشان محبت اہلبیت کا بلند کیا اور جب خورشید خاور معہ تیغ و
تبر سر مشرق ہدایت برلایا برہان شاہ نے چاہا کہ خطبہ ائمہ اثنا عشرہ پڑھا جاوے اور
خلفائے ثلاثہ موقوف ہو سید شاہ طاہر مانع ہوا اور فرمایا - کہ صلاح یہ ہے - کہ فی الفور

راز فاش نہ کریں اور علماء مذہب فراہم کرکے آپ طالب مذہب حق ہوں اور ایک مذہب چار سے
اختیار کریں۔ تو وہ مذہب خوشدلی سے میں بھی قبول کروں بادشاہ نے سید طاہر کے
کہنے پر عمل کیا۔ اور ملا پیر محمد اور افضل خان اور ملا داؤد دہلوی اور علمائے چار مذہب جو احمد نگر میں
جمع ہوئے تھے۔ ہر ایک اپنے مذہب کی حقیقت پر اوروں کے دلائل رد کرتے تھے۔ بادشاہ بھی
اس جلسہ میں موجود ہوتا تھا۔ غرضکہ چھ ماہ ارباب علم کے اسطور گذرے۔ آپس میں مناظرہ رہا۔
برہان شاہ نے سید شاہ طاہر سے کہا۔ عجب ایک صحبت مشاہدہ ہوتی ہے۔ ہر شخص دعویٰ
اپنے مذہب کی صحبت کا کرتا ہے۔ میں ان چاروں مذہب میں سے کیونکر ایک اختیار کروں
اگر ان چار کے سوا کوئی مذہب ہو۔ تو حق باطل اس کا بھی دریافت کروں سید شاہ طاہر
نے کہا ایک اور مذہب بھی ہے۔ اسکو اثنا عشرہ کہتے ہیں۔ اگر حکم ہو تو ان کے کتب کا بھی
مطالعہ کیا جاوے۔ بادشاہ نے کہا اچھا اوس مذہب کا ایک علماء شیخ احمد نجفی تھا تلاش
کرکے لائے۔ اوسنے علمار چہار مذہب سے مناظرہ کیا۔ اور سید شاہ طاہر اسکی تقویت
کرتا تھا۔ علمار نے جانا یہ شیعہ مذہب ہے۔ بالاتفاق خصمانہ پیش آئے۔ سید شاہ طاہر
نے کتب اہل سنت سے حضرت **خیر البشر** کا قلم دوات طلب کرنا اور کاغذ اور قصہ
فدک کا غصب کرنا ثابت کرایا۔ برہان شاہ نے جب دیکھا کہ جمع علما سید شاہ طاہر
سے ملزم و قائل ہوئے۔ تو حکایت بیماری عبد القادر اور خواب میں دیکھنا جناب رسالتمآب
کو اور قصہ لحاف مفصل ظاہر کیا یہ سنکر اکثر علمار مجلس اور مقربان حضرت اور غلام ہندی
اور ترک اور حبشی اور اُمرار اور منصب دار و شاگرد پیشہ تین ہزار آدمی نے مذہب
اثنا عشرہ اختیار کیا۔ اور نام اصحاب ثلاثہ خطبہ سے ساقط کر دیا اور چتر سفید سلطان
بہادر گجراتی کا سبز رنگ سے مبدل کیا۔ لیکن مُلا پیر محمد اور بعضے علمار ناراض ہو کر مجلس
سے برآمد ہوئے۔ اور بلدہ احمد نگر میں غوغا عظیم برپا ہوا۔ رات کو امرائے کبار اور منصبدار
ملا پیر محمد کو جا کر کہنے لگے۔ کہ اس سید کو کہ بلائے دل و دین ہے۔ تو کہاں سے لایا چونکہ
علم غریبہ سے خبردار ہے۔ اور ہمارے صاحب کو گمراہ کیا۔ اور ہمارے علماء کو افسوں پڑھکر
زبان بند کی اب تدبیر کیا ہے۔ بعضے بولے ہجوم کرکے سید شاہ طاہر کو قتل کیا چاہیئے۔
ملا پیر محمد نے کہا۔ جب تک برہان شاہ زندہ ہے۔ یہ امر صورت پذیر نہ ہوگا۔ بعضے بولے
برہان شاہ کو معزول کرکے عبد القادر کو تخت پر بٹھائیں۔ اسوقت سید طاہر شاہ کو عبرت

خلائق کے لیئے بسیاست تمام قتل کریں غرضکہ بارہ ہزار سوار پیادے نے ملا پیر محمدؐ کے
ہمراہ ہوکر دروازۂ قلعہ پر بہ نیت محاصرہ صفیں تیار کیں اور سید شاہ طاہر اور اسکے
فرزندوں کے مقامات پر پہرے لگائے برہان شاہ نے فرمایا درِ قلعہ کا بند کریں اور برج پر
چڑہکر توپ سے اعدا کو دفع کریں بلوہ حد سے افزوں ہؤا برہان شاہ نے سیّد شاہ طاہر
سے کہا انجام اس کا کیا ہوگا سید شاہ طاہر نے حکمدیا آپ سوار ہوکر باہر آئیں مظفر
منصور تائید ایزدی سے ہونگی بادشاہ مسلح ہوکر چار ہزار سوار اور پیادے پانچ فیل معہ چتر
سبز علم قلعہ سے برآمد ہؤا اور سیّد شاہ طاہر نے ایک آیت قرآنی مشت خاک پر پڑھ کر
اعدا کی طرف پھینکی - اور ایک جماعت ناجیوں کی بھیجکر حکمدیا - کہ تم قریب افواج مخالف
کے جاکر آواز بلند سے کہو جو دولت خواہ سرکار ہو وہ چتر کے سایہ میں حاضر ہو اور جو حرام خور
ہے - ملا پیر محمد کا شریک ہوکر قہر شاہی کا منتظر رہے - جب ناجیوں نے یہ عمل کیا تو امرا
افسران سپاہ امان خواہ ہوکر رکاب ظفر انتساب میں جا ملے - ملا پیر محمد سپاہ لے کر
فرار ہؤا - برہان شاہ نے ملک احمد تبریزی اور خواجہ محمود کو فوج کثیر سے ملا پیر محمد
کے تدارک کو نامزد کیا اور وہ اُسے گرفتار کرلائے - بادشاہ نے حکم قتل کا دیا سید
شاہ طاہر کی شفاعت سے محبوس ہؤا - بعد چار سال سعی سید شاہ طاہر قید سے نجات
پائی - القصہ برہان شاہ ۱۰۰۰دس مذہب اہلبیت کے رواج میں مصروف تھا - تمام
وظائف اہلسنت کے موقوف کرکے شیعہ مذہب والیوں کو دیئے اور قلعہ احمدنگر
کے مقابل ایک مدرسہ تیار کیا اور اس کا نام لنگر دوازدہ امام علیہم السلام رکھا اور قصبہ
جونپور اور آسیاپور اور چند قریہ اسکے واسطے وقف کیئے اور سید شاہ طاہر نے
محبانِ اہلبیتؑ کو اطراف سے فراہم کیا - اور از خطیر خزانہ شاہی سے عراق اور خراسان
اور فارس بھیجکر طالب ہؤا - کہ سیّد شاہ جعفر برادر خود و شاہ محمد نیشاپوری و ملا علی گل
استرآبادی اور ملا رستم جرجانی اور ملا علی مازندرانی اور ایوب ابو برکتہ اور ملا عزیزاللہ
گیلانی اور ملا محمد امامی استرآبادی اور سب فاضل دکن کی طرف متوجہ ہوئے اور احمدنگر
کو گلستان ارم کیا - سید حسن رفقائے مدینہ سے تھے - اس بادشاہ نیک اعتقاد کی شرف
دامادی سے مشرف ہوئے - اور مبلغ خطیر کربلا معلیٰ اور نجف اشرف میں بھیجا اور سنہ ۹۵۶
ہجری میں سیّد شاہ طاہر کی روح نے آشیانہ جنت کی طرف پرواز کرکے اکابرانِ بلدہ

کے محزون و ملول ہوئے۔ اور قالب مطہر ان کا زمین کو سپرد کیا۔ چند عرصہ کے بعد استخوان قبر سے برآوردہ کر کے کربلا معلے میں لے گئے۔ حضرت امام حسینؑ کے گنبد میں بفاصلہ ڈیڑھ گز ضریح مقدس کے مدفون کیا۔ ان کے چار بیٹے باقی رہے۔ سید شاہ حیدر و سید شاہ رفیع الدین و سید شاہ ابوالحسن و سید شاہ ابو تراب۔ سید شاہ حیدر بعد وفات والد بزرگوار ایران شاہ طہماسپ کی خدمت میں موجود تھا۔ بعد مراجعت حسب الوصیت صاحب سجادہ ہو کر ارباب ارادت کا مقتدا ہوا پردہ تصوف میں طریقہ ان کا شیعہ اثنا عشریہ نور بخشیہ تھا۔ سید شاہ طاہر قدس سرہٗ عفت اور ورع اور تقویٰ اور دیندار اور مروت اور سخاوت اور حلم اور تواضع میں اتصاف رکھتا تھا۔ اور خوش محاورہ تھا۔ کسواسطے کہ ایران ہندوستان میں ہمیشہ امور اہل اسلام کی سرانجام میں قیام کر کے خیرخواہی صغیر و کبیر صفحہ دل پر لکھتا تھا اور زبان گوہر فشان اوسکے صفحہ حقائق مصحف آسمانی تھے۔ اور بیان ہدایت نشان اس کا مبین دقائق کتب سبحانی تھا اور باطن خجستہ میامن اسکا مظہر ولایت تھا۔ اور ارشاد خاطر فرخندہ مآثر اسکے مصدر ہدایت اور ارشاد تھے۔ اور وہ جناب بہت مشائخ کبار اور اہل دل کی صحبت اوٹھائی ہوئی تھی۔ چنانچہ مولانا رومؒ نے اہل دل کے اثبات میں شعر فرمایا ہے ؎

اہل دل شو دل مشو اہل دل ورنہ ہمچوں خر فروماندی بہ گل

ان جہان یک قطرہ از دریائے دل بر جہان حجرہ دل شہر عجائب اور سید شاہ طاہر علم تفسیر اور فقہ اور ریاضی اور جمع احکام اہل رمل اور جفر میں بے شبہ بےنظیر تھا نظم و نثر میں بھی مہارت تمام رکھتا تھا۔ اسکی تصنیفات سے کتاب دیوان قصائد اور کتب انشا اور شرح باب حادی عشر اور علوم محاکمات اور کتاب مجسطی اور کتاب شفا اور مطول اور کتاب گلشن راز اور شرح تحفہ شاہی اور رسالہ پال کے ہیں۔ اور آپ کا سلسلہ نسب امام جعفر صادق سے اس طرح منتہی ہوتا ہے۔ عبارت مذکورہ بالا بحوالہ تاریخ فرشتہ جلد دوم

جو تاریخ فرشتہ میں بحوالہ تاریخ عیون التواریخ سلسلہ نسب لکھا ہے وہ مورخ فرشتہ نے خلفاء فاطمین سے ملایا ہے۔ خلفاء فاطمیہ نسل سید احمد فرزند کلاں سید محمد عریضی سے ہے اور سید شاہ طاہر نسل سید اسماعیل ثانی فرزند خورد سید محمد عریضی سے ہے باہم جدا ہیں۔ اس فقیر نے سید شاہ طاہر کا شجرہ نسب ملفوظ کمالیہ سے نقل کیا ہے۔ جو

سید رفیع الدرجات سید کمال الدین موج دریا کا قلمی ملفوظ مقام جموں دربار حضرت پیر مٹھا صاحب کے سجادہ نشین سید عظیم شاہ کے پاس تھا وہ سلسلہ نسب سید شاہ طاہر کا یہ ہے

خاندان اسماعیلیہ

سید شاہ طاہر علی ابن سید محمد عرف شاہ رضی الدین ابن سیّد المولا مومن شاہ ابن سید علی عرف شاہ رفیع الدین ابن سید شاہ حسن العالم ابن سید علی عرف جلال الدین ابن سید محمد الرضا ابن سید جعفر شاہ خورشاہ ابن سید علی خالد ابن عبد المومن شاہ ابن سید شاہ محمد اسماعیل ابن سید مرتضیٰ ابن شاہ قاسم انولد ابن سید جعفر شاہ رضی الدین ابن سید عبد المومن شاہ بادشاہ مصر افریقہ ابن سید علی عرف خالد الدین ابن سید محمد محب الدین ابن سید السادات عالی درجات امیر الامرا سید الشہدا قاتل الکفار شمشیر زن از خاصگان باری سید محمود سبزواری ابن سید محمد معصوم ابن سید شاہ ہاشم علی ابن سید شاہ احمد ہادی ابن سید شاہ مستنظر باللہ ابن سیّد شاہ عبد المجید ابن سید شاہ غالب علی ابن سیّد محمد منصور خاقانے ابن سید اسماعیل ثانی ملقب امام الدین ابن سید محمد عریضی ابن سید شاہ اسماعیل اعرج اکبر ابن حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام ابن امام حضرت محمد باقر علیہ السلام ابن امام حضرت علی زین العابدین بن امام حسین علیہ السلام بن حضرت علی علیہ السلام۔

فرع چہارم اولاد سید عبد المومن بادشاہ اسماعیلیہ انکے چوتھے بیٹے کا نام سیّد علی سلام الدین نام تھا۔ ان کا پسر سید صلاح الدین محمد نوربخش اوائل سلطنت عبد المومن شاہ میں دوسری پشت پہ ترک کر کے لباس درویشان میں در آیا تھا۔ ان کے بارہ میں محمد قاسم فرشتہ اپنی کتاب تاریخ فرشتہ جلد دویم صفحہ ۲۲۲ میں لکھا ہے کہ اوائل دولت اسماعیلیہ میں ایک شخص ان میں سے بزید فضل وورع میں انصاف رکھتا تھا۔ اور علم فقہ اور تقویٰ میں مہارت بلند کرتا تھا۔ ترک دنیا کر کے لباس درویشان میں در آیا اور خلائق کو ساتھ مذہب اثنا عشری کے دعوت کر کے اپنی جد اسماعیلی کو امام نہ جانتا تھا۔ اور اہل مصر و مغرب اور اہل فارس نے اعتقاد صادق اور ارادت کامل ساتھ اس سیّد کے پیدا کی اور تھوڑے عرصہ میں اس کا عتبہ عالیہ مرجع طوائف انام ہوا اور اُسکے فرزندوں میں سے ایک بعد دوسرے

کے سجادہ نشین ہوکر مذہب شیعہ اثنا عشری کی تقویت کرتے تھے۔ پس سیّد صلاح الدین محمد
نوربخش لباس درویشاں میں آیا۔ اور آنحضرت نے ایک کتاب موسوم بہ فقہ آحوط تصنیف فرمائی
اور مذہب اثنا عشری نوربخشی کو رواج دیا تمام اتباع اسکے اعیان اسماعیلیہ سے تھے
سید قاسم انوار ملقب معین الدین علی ابن سید جعفر ملقب شاہ رضی الدین ابن سیّد
عبدالمومن بادشاہ شاہ قاسم انوار جد شاہ طاہر مذکور اپنے برادر چچازاد سیّد صلاح
الدین محمد نوربخش کے مرید تھے۔ باکمال بزرگ گزرے ہیں۔ یہ آذربائیجان رہتے تھے
تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے اسلام صـ۴۹۳ـ میں لکھا ہے۔ کہ سید قاسم انور کا لقب معین
الدین علی تھا۔ آپ کی اصل آذربائیجان سے ہے آپ نے ہرات کی طرف متوجہ کی اور اکثر لوگ
وہاں کے آپکے مرید ہوئے۔ بعض لوگوں نے شاہ رخ میرزا خلف امیر تیمور سے انکی شکایت
کی کہ اکثر لوگ۔ نوجوان مرید سید شاہ قاسم انوار کے ہوتے ہیں۔ اور ہم لوگوں کو ان کی صلاحیت
پر شک ہے۔ اسلیئے اوسنے آپ کے نکال دینے کا ہرات سے حکم دیا۔ لیکن کسیکو طاقت
نہ تھی۔ کہ عرض کرے آخر شاہ زادہ شاہرخ کا پسر ملاقات کو آیا۔ آپ نے فرمایا تمہارے
والد نے ہمارے نکالدینے کا حکم دیا ہے۔ معلوم نہیں۔ کس جرم پر ایسا کیا ہے اوسنے کہا
کہ آپ اپنے قول پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ قاسم سخن کوتاہ کن برخیز عزم راہ کن شکر بر
طوطی فگن مردار پیش کرگساں سید شاہ قاسم انوار نے دعا کی اور وہاں سے روانہ ہوئے
سید قاسم انوار آذری بڑے عارف باللہ فقیر تھے۔ تاریخ تذکرۃ الکرام صـ۴۹۶ـ میں
لکھا ہے۔ کہ خواجہ عبیداللہ احرار کارونی چند بزرگوں کے پاس گئے۔ لیکن راہِ طریقت
سے محروم تھے۔ سمرقندی سیّد شاہ قاسم انوار سے فیضیاب ہوئے۔ اور خواجہ شرف الدین
در سراج الدین اور حسام الدین اور حمید الدین شاشی اور علاؤ الدین عجدوانی یہ سب سیّد
شاہ قاسم کے مرید تھے۔ اور بعد چند عرصہ کے قصبہ جام میں آپ نے انتقال فرمایا قصبہ
جام خراسان میں ہے انکی اولاد سے سیّد جعفر شاہ ور شاہ آذربائیجان سے موضع خوند
میں جاکر متوطن ہوئے۔ جو مضافات قزوین اور سرحد گیلان میں ہے یہ جد سیّد طاہر
دکھنی کی ہے +

تذکرہ جد امجد آغا خان بہادر حاضر امام سید محمد شاہ جب سید قاسم شاہ ابن سید محمد
عرالفنی ابن سیّد اسماعیل ابن امام جعفر صادق۔ جب سید قاسم شاہ کو شہر محمد آباد میں رئے کے

گورنے بحکم خلیفہ بغداد عباسی کے قتل کیا۔ تو انکے فرزند سید عبد اللہ رضی محمد آبادی استنبول
چلے گئے تھے۔ انکے ہمراہ سید عبداللہ رومی بن سید اسماعیل ثانی بھی چلے گئے تھے جس
قدر اولاد سید محمد عریضی کی تھی۔ سید عبداللہ کے ہمراہ وہاں جاکر دعوت اسلام میں مشغول ہوئی
اور جابجا مہدی کے عامل بھی رہے جبکہ سید شاہ بخار مصطفٰے دین اللہ بن شاہ مستنصر شہر قاہرہ میں
سنہ ۴۲۶ھ میں قتل کئے گئے ان کے پسر سید شاہ ہادی بمعہ خاندان سادات قاہرہ شہر مصر سے
قلعہ الموت طبرستان میں تشریف لائے۔ اور سید محمد سبزوار میں سکونت پذیر ہوئے
اور سید محمود قاہرہ سے آکر مرو میں متوطن ہوئے۔ اور سید کمال الدین نے خجند میں رہائش
اختیار کی اور عماد الملک کاشان میں ٹھیرے اور سید مبارز الدین سمنان سکونت پذیر ہوئے
اور سید محمد باقی نیشاپور میں اور سید محمد صالح سبزوار میں چھ پشت تک سادات اسماعیلیہ
مہد آباد قاہرہ میں باہم متفق رہے۔ جب بادشاہوں میں جو حقیقی برادر تھے۔ نفاق پیدا
ہوا۔ تو شاہ بخارا کو قاہرہ میں قتل کردیا۔ انکے پسر سید ہادی واپس وطن محمد آباد
اور طبرستان قہستان قلعہ الموت میں حسن صباکے پاس رہے۔ تیسری پشت سید حسن
علی ذکراسلام پہلا حاکم الموت کا بذریعہ حسن صباہ ہوگیا۔ دوبارہ اس خاندان میں حکومت
آگئی۔ پانچ پشت تک قہستان الموت کرمان بلاد عجم میں انکی حکومت رہی اسکے بعد ہلاکو
خان نے انکی سلطنت مٹادی اور سادات مذکورہ بالا جس جس جگہ سکونت پذیر تھے
بذریعہ دعوت اسلام اور پیری مریدی کے حاکم رہے۔ موقعہ طوائف الملوکی کا تھا
وقت سلجوقی مغربی ایشیا پر حاکم تھے۔ اسلامی تاریخوں میں انکا زمانہ بڑے عروج
کا لکھا ہے۔ بغداد کی خلافت کا صرف نام رہ گیا تھا۔ کثیر التعداد خاندان میں سلطنت
گئی تھی۔ سلاجقہ سنہ ۴۲۹ھ سے لیکر سنہ ۷۰۰ھ تک ایشیائے مغرب پر حاکم رہے تذکرہ
تاریخ خلفائے اسلام میں لکھا ہے۔ کہ خلفائے فاطمین کے سوا ان میں کوئی شہنشاہی
کا دعوٰے نہ کرسکتے تھے۔ ہسپانیہ اور افریقہ صوبہ مصر بغداد سے آزاد ہوچکے تھے
ایران خاندان بویہ کے شاہزادوں میں منقسم تھا۔ جنکے خیالات شیعہ تھے۔ خلفائے
کے برائے نام عظمت نہ رکھتے تھے۔ سلاجقہ ایران اور الجزیرہ اور شام اور ایشیا کو
سے گذرے تھے۔ طغرل بیگ اور چقر بیگ کا مرو میں کیا تمام سلاجقہ کا خطبہ پڑھا گیا
بلخ۔ جرجان۔ خوارزم۔ طبرستان ہمدان حلوان رے اصفہان تک سب مفتوح ہوا

شام بغداد ایشیار کوچک پر علیحدہ علیحدہ حکمران ہو گئے تھے۔ شرق میں سلاجقہ کی حکومت
کا خوارزم شاہ نے چراغ گل کر دیا ۔۷۸ھ میں محمد خوارزم شاہ خیوا اور خوارزم میں باپ
کا جانشین ہوا۔ ۵۹۸ھ ہجری قطب الدین محمد خوارزم خیوا کا بادشاہ ہوا۔ اسکے بعد انسیر اس کے
ارسلان بادشاہ ہوا۔ اور ۵۹۶ھ ہجری میں شیعہ علاؤ الدین محمد بادشاہ ہوا۔ ۶۲۵ھ ہجری میں
جلال الدین منگبرتی بادشاہ ہوا۔ ملک خراسان رَے اصفہان بخارا سمرقند اپنے قبضہ میں
درلایا اور خلافت بغداد کو اوسنے نیست و نابود کر دیا ۶۵۲ھ ہجری میں ایشیار کوچک مقام
سرگرت میں ایک شخص عثمان نام پیدا ہوا۔ اوسکی نسل سے ۳۵ اشخاص اینک لڑکے تخت
پر اجلاس کر چکے ہیں۔ تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے اسلام محمود نے مستقل طور پر سلطنت قائم
کی تھی۔ وُہ لاہور سے سمرقند اور اصفہان تک تھی۔ سلجوقیوں نے مسعود پسر محمود کو مرو میں
شکست دی۔ ایران اور ماوراءالنہر تمام صوبجات بلخ خوارزم اصفہان اور رَے وغیرہ چھین
لیا تھا اور غوریوں نے غزنی بھی لے لیا۔ آخر محمود کے بقیہ نے لاہور کے اپنا پایہ تخت بنا لیا
۵۸۲ھ ہجری میں غوریوں نے پنجاب بھی ضبط کر لیا۔ تمام ہند ملتان۔ لاہور۔ دہلی کیا تمام
ہندوستان کا محمد غوری بادشاہ ہو گیا۔ اوس بادشاہ کے ہمراہ بھی بہت سادات عظام
ملک ہند میں وارد ہیں۔ بحوالہ تذکرۃ الکرام۔ خلفائے اسلام میں یہ لکھا گیا۔

سیّد محمد عریضی ابن اسماعیل فرزند سید اسماعیل ثانی کا حال

سیّد محمد عریضی بعد وفات حضرت امام جعفر صادق رضہ مدینہ منورہ سے ملک فارس میں رَے
تشریف لے گئے۔ ۱۴۵ھ ہجری میں اور وہاں شہر محمد آباد آپ نے آباد کیا۔ فرشتہ محمد قاسم
اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ محمد بن اسماعیل امام جعفر صادق کی موجودگی میں رَے گیا۔ اور
محمد آباد انکے نام سے منسوب ہے اور جب اُنکی اولاد بکثرت ہوئی تو خراسان قندھار۔ ہند سندھ
میں جا کر متوطن ہوئے۔ ان کے فرزندوں کا ذکر اوپر لکھا گیا ہے اور ان کے فرزند سید اسماعیل
ثانی کا حال باقی رہتا تھا۔ وہ یہ فقیر عرض کرتا ہے سیدٔ اسماعیل ثانی ان کی ولادت باسعادت
روز جمعہ ۲۲ ماہ ربیع الاول ۱۵۱ھ ہجری میں بمقام محمد آباد رَے میں ہوئی نام والدہ مکرمہ
صفیہ بی بی بنت سید علی عریضی بن اسماعیل تھے سن شریف آپ کا ۱۵ سال کا ہوا ہی روز

پنجشنبہ ۲۲۰ھ ہجری میں رحلت پاگئے۔ مزار شریف محمد آباد میں ہے ان کے سات پسر تھے ان میں سے ایک فرزند بزرگ کا حال باقی تھا۔ دوسروں کے حال اوپر لکھے گئے ہیں۔ بحوالہ ملفوظ کمالیہ سید کمال الدین موج دریا +

سید محمد منصور بن سید اسماعیل ثانی ولادت باسعادت آپ کی روز دوشنبہ ۱۵ ماہ شعبان ۱۷۲ھ ہجری میں ہوئی۔ بمقام محمد آباد رے آپکی والدہ فاطمہ بنت سید جعفر شاعر تھے۔ سن شریفش ۵۰ سال مزار محمد آباد بعہد مامون الرشید روز وفات سہ شنبہ ۲۲۲ھ ہجری آپ جلیل القدر بزرگ صائم الدہر و قائم الیل تھے۔ اور علوم ظاہری و باطنی کے فاضل اہل دل تھے اور آپ کے پانچ فرزند تھے۔ سید غالب علی غالب الدین فرزند تھے۔

یوم ولادت سید غالب جمعہ ۱۲ ماہ صفر ۲۲۰ھ ہجری آپ کی والدہ معظمہ مکرمہ زینب بنت سید ابو علی محمد بن سید اسماعیل ثانی عمر ۹۵ سال مزار محمد آباد یہ صاحب معہ فرزندان واقربا سید عبداللہ مصر کو تشریف لے گئے تھے۔ روز وفات دوشنبہ ماہ شوال کی ۱۲ تاریخ ۳۱۵ ہجری میں انتقال ہوا۔ عقب آپکے چار بیٹے تھے سید عبد المجید بڑا فرزند تھا۔

سید عظیم الدرجات صاحب کرامات صوری و معنوی

سید عبد المجید ابن سید غالب الدین ولادت باسعادت ۱۵ ماہ شعبان روز پنجشنبہ ۲۵۵ھ ہجری میں بمقام محمد آباد رے میں ہوئی اور والدہ صاحبہ آپکی بی بی آصفہ بنت سید جعفر بن سید منصور وفات روز چہارشنبہ ۱۵ ذی قعد ۲۹۷ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک آپکا شہر تین میں سن شریف آپ کا ۷۰ سال کا ہوا ہے آپکے عقاب دو فرزند قدر بلند ہوئے۔ سید منتخب باللہ و سید منتظر باللہ سید منتخب باللہ کی اولاد کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ یہ جد سید عثمان لال شہباز قلندر رہے تھے۔ اور سید منتظر باللہ انکی ولادت باسعادت مقام یمن روز سہ شنبہ ۱۲ ماہ رجب ۲۶۲ھ ہجری میں ہوئی۔ آپکی والدہ صاحبہ کا اسم ام سلمہ بنت سید جعفر روز وفات جمعہ ۲۷ صفر ۲۲۵ھ ہجری سن شریف آپ کا ۶۳ برس مزار یمن میں ہے۔ عقاب آپ کے تین رہے۔ سید ابراہیم و سید اسماعیل و سید احمد ہادی۔ سید احمد ہادی ابن سید منتظر باللہ ولادت باسعادت ۷ ربیع الاول روز سہ شنبہ ۲۸۷ھ کو بمقام یمن ہوئی اور آپکی والدہ صاحبہ

نور صفیہ بنت سید منتخب باسد عمر شریف انکی ۵۱ برس روز وفات چہار شنبہ بمقام یمن مدفون سنہ [illegible] ہجری
عقاب آنجناب پسر ۶ سید عبداللہ و سید اسداللہ و سید عباس و سید حسین و سید محمد و سید ہاشم علی
پسر کلاں تھے۔

سید ہاشم علی ابن سید احمد ہادی انکی ولادت بمقام یمن روز یکشنبہ ۲۸ ماہ صفر سنہ ۴۱۰ھ ہجری
سید ہاشم یمن سے شہر قاہرہ میں تشریف لے گئے ان کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی خیر النساء تھا دختر
سید ابراہیم کی تھیں۔ جو چچا تھا یہ بزرگ عارف کامل تھے ان کی ارادت صادق اپنے والد بزرگوار
سے تھی۔ یہ تمام اسماعیلیہ باہم سادات عظام ایک دوسرے سے فیضیاب ہوتا تھا روز وفات آپکا
جمعہ ۲۷۔ رمضان سنہ ۴۵۸ھ ہجری سن سال ۴۸ برس اور مزار شریف قاہرہ میں ہے۔ عقاب
ان کے سات پسر تھے۔ سید محمد و سید علی و سید حسن و سید حسین عبداللہ و سید قاسم و سید
جعفر سید محمد پسر کلاں تھا۔ یہ صاحب سید محمد قاہرہ سے ملک فارس عراق عجم میں جو شہر
سبزوار ہے۔ وہاں آکر سکونت پذیر ہوئے تھے۔ یہ ہمراہ سید احمد ہادی پسر شاہ نجار جو قاہرہ
میں قتل کئے گئے تھے۔ جو سادات عظام اسماعیلیہ سید شاہ نجار مصطفےٰ دین اللہ کو باپ کا
جائز وارث جانتے وہ سب انکے ہمراہ شہر قاہرہ مصر سے الموت میں تشریف لائے اور ہر ایک
متفرق مقام پر سکونت پذیر ہوئے تھے۔ سید محمد بن سید ہاشم کا متولد مقام قاہرہ ہے اور
ولادت آپکی کا یوم جمعہ ۱۵ ماہ شعبان سنہ ۴۲۵ھ میں ہوا انکی والدہ صاحبہ آمنہ بنت سید حسین
تھیں۔ جوان کا عم تھا۔ سید محمد فاضل کامل تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں یکتائے زمانہ تھے
اور صلحائے یگانہ تھے۔ عادت کامل اکمل تھی ارادت انکے اپنے والد بزرگوار سے تھی وفات
آپکی ۱۱ ماہ رمضان سنہ ۴۶۵ھ میں بمقام سبزوار میں ہوئی۔ مزار آپکی وہاں ہے عمر آپ کی
چالیس برس کی ہوئی اور عقب آپکے تین فرزند ارجمند تھے۔ سید محمود و سید ابراہیم و سید جعفر طاہر

سیّد محمود سبزواری مدفون لاہور

سید محمود ابن سید محمد انکی ولادت باسعادت بمقام شہر سبزوار روز جمعہ ۱۲ ماہ صفر سنہ ۴۴۳ھ ہجری
میں ہوئی۔ آپکی والدہ صاحبہ کا نام انور بی بی بنت حسین سن شریف آنجناب کا ۶۶ برس تھا عقب
آپکے شش پسر تھے۔ اسمائے فرزندان سید ابراہیم و سید جعفر و سید حیدر و سید ابوالحسن

وسید صفیح الدین محمد محب الدین تھے۔ تذکرۃ السادات و تحفۃ الانساب میں سید محمود سبزواری
کا حال لکھا ہے۔ کہ یکے از خادمگان حضرت باری حضرت سید محمود سبزواری سید السادات عالیہ درجات
امیر الامراسید شہدا ر شمشیر زن کافر شکن سید محمود سبزواری مدفون لاہور اور ملفوظ کمالیہ میں لکھا ہے
کہ وہ جناب عظیم الدرجات سید محمود بارہ ماہ صفر ۴۴۳ھ ہجری میں بمقام شہر سبزوار متولد ہوئے۔
سلطان سنجر سلجوقی بادشاہ خراسان اور نیشاپور اور سبزوار کا تھا۔ آپ وہ جناب حبیب
یزدانی و مقبولِ سبحانی تھے۔ صورت یوسف ثانی تھے اور سیرت حضرت شاہ مرداںؑ تھے۔
ظہور ربانی بصیر علم حقانی غریق بحر یزدانی سراپا فیضِ ربانی آپ امور میں کامل اکمل تھے۔
شجاعت میں آپ بے نظیر تھے۔ آپ کو ہمیشہ دعوتِ اسلام کا شوق رہتا۔ ہزارہا مخلوق
آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے داخلِ اسلام ہوئے۔ آپ کا وظیفہ بھی جانب
خلفائے فاطمین سے مقرر تھا۔ جب کہیں موقعہ جنگ و جدل ہوتا تھا۔ تو آپ وہاں جا کر
مظفر و منصور واپس آتے تھے۔ بادشاہ غزنی مسعود بن ابراہیم خود ہند کی طرف روانہ ہوا
آپ کو جنگ کفار کا ہمیشہ شوق تھا۔ آپ ہمراہ مسعود لاہور پہنچے۔ آپ کے پانچ فرزند
اور ایک نبیرہ ہمراہ تھا۔ لشکر اسلام کی امداد کے لیے آپ روانہ ہوئے یہ ذکر تاریخ فرشتہ
جلد اول صفحہ ۷۶ میں لکھا ہے کہ چند قلعہ راجگان مفتوح کر کے قبضہ کیا اور ایک لاکھ ہندو
بت پرست کو قید کر لیا اور طغاتگین کو لاہور ہندوستان کی سپہ سالاری پر فائز کیا
اور آپ غزنی جا کر ۴۹۲ھ ہجری میں فوت ہوا۔ خواہر سلطان سنجر مہد عراق کو اپنے عقد میں
لایا ہوا تھا۔ اسکے فوت کے بعد اس کا پسر ارسلان شاہ ابن مسعود بادشاہ ہوا اسنے اپنے
بھائیوں کو گرفتار کر لیا تھا۔ بہرام شاہ بن مسعود بھاگ کر سلطان سنجر سلجوقی حاکم خراسان
کے پاس پہنچا۔ اسوقت سلطان سنجر اپنے بھائی محمد سلطان بن ملک شاہ کی طرف سے خراسان
کا فرمانروا تھا۔ پھر خط ارسلان شاہ نے بہرام کے بارہ میں لکھا اوسنے قبول نہ کیا بلکہ بہرام
شاہ کی مدد کے لیئے علم بلند کیا ارسلان شاہ نے سلطان محمد کے پاس ایلچی بھیجکر اوس کے
بھائی سلطان سنجر کی شکایت کر کے التماس کیا کہ اس ارادہ سے باز رکھے۔ مگر مفید نہ ہوا
اور ارسلان شاہ جب محمد سلطان سے ناامید ہوا۔ تو اپنی ماں مہد عراق کو جو سنجر کی ہمشیرہ تھی
دو لاکھ دینار بھیجکر مصالحت کا طالب ہوا مہد عراق نے سنجر کو وحشت انگیز کلمات گوش گذار
کیئے۔ ارسلان شاہ اپنی والدہ کی طرف سے خاطر جمع کر چکا۔ تو جنگ میں مشغول ہوا ایک فریق

غزنی سے بادشاہِ خراسان سے مقابلہ میں صفوف آراستہ کیں۔ جنگِ عظیم واقعہ ہوئی ارسلان شاہ
تابِ مقاومت نہ لایا اور ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان مسعود بن ابراہیم کے ہمراہ سید
محمود سبزواری تشریف لائے تھے۔ اور لاہور میں طغاتگین حاکم لاہور جو جانب مسعود کی تھا سیّد
محمود سبزواری اوسکے کمان افسر تھے۔ اور بادشاہ سلجوقیوں کی فرمائش سے جو ملک خراسان
اور نیشاپور اور سبزوار پر عامل تھے اور سید محمود ہمیشہ دعوتِ اسلام میں مشغول رہتے تھے اسلیئے
سلطان محمود کے ہمراہ پنجاب میں تشریف لائے تھے۔ اور ایک نبیرہ اور پانچ پسر آپ کے
ہمراہ تھے۔ جب مسعود بن ابراہیم لاہور آیا نہاتت سے سید محمود نے معہ فرزندان لاہور کی
سکونت اختیار کی تھی۔ ارسلان شاہ لاہور پر حملہ آور ہوا اور اودھر سلطان سنجر نے غزنی فتح
کرکے بہرام شاہ بن مسعود کو تختِ خلافت پر بیٹھا دیا اور آپ خراسان کو گیا طغاتگین حاکم
لاہور کو سنجر کا ایلچی خبر پہنچا گیا۔ کہ ارسلان شاہ نے اپنے برادرانِ حقیقی کو قتل کیا اور
ایک بھائی اس کا بہرام شاہ میری پناہ میں آیا تھا۔ میں نے ارسلان سے جنگ شدید کیا۔
ارسلان شاہ فرار ہو کر ہند کو آیا ہے۔ اور میں نے اسکے بھائی بہرام شاہ کو تختِ غزنی
پر بٹھا دیا ہے۔ جب ارسلان شاہ لاہور آوے۔ تم اسکی اطاعت نہ کرنا نہ امداد دینا ارسلان
شاہ جب لاہور پہنچا۔ تو طغاتگین کو سرکش دیکھا۔ تو عامل لاہور سے مقابلہ کیا۔ تو عظیم
جنگ جدال کا ہنگامہ برپا ہوا سید محمود سبزواری اس جنگ میں شہید ہو گئے۔ اور انارکلی
کہنہ کے آخر آپ کا روضہ سبز گنبد ہے۔ چار دروازے ہیں۔ مزار شریف ہے۔ جب
آپ کے فرزندوں نے والد بزرگوار کو شہید پایا تو حملہ دلیرانہ کیا فوج ارسلان شاہ کا
تعاقب کیا۔ وہ قلعہ لاہور میں دربند ہوئے۔ سید محمود کے فرزندوں نے قلعہ کا دروازہ
توڑا اور اندر قلعہ کے شیر غرندہ کی طرح فوج ارسلان شاہ کو قتلام عام کیا۔ آخر وہ پانچوں
بزرگوار بھی اندر قلعہ کے شہید ہو گئے۔ وہاں آنحضرت کی مزار پرانوار زیارت گاہ خلائق
ہے۔ اور پانچ پیروں کے نام سے موسوم ہے۔ یہ واقعہ ۵۰۹ ہجری میں درپیش ہوا ہے
بعدہٗ ارسلان شاہ خبر سنجر کی فتح غزنی سنکر اور لشکر ہندوستان جمع کرکے غزنی پہنچا
اور جنگِ عظیم کیا سلطان سنجر کے لشکر نے تعاقب کرکے ارسلان شاہ کو گرفتار کیا۔ اور بہرام
شاہ اسکے بھائی نے اسکو قتل کر ڈالا بہرام شاہ اول مرتبہ جو ہندوستان میں داخل ہوا۔
محمد باہلیم جو ارسلان شاہ کی طرف سے جو سپہ سالار لشکر لاہور تھا اوسنے علمِ مخالفت بلند

کیا بسنہ ۵۰۳ہجری بحوالہ تاریخ فرشتہ صفحہ ۷۸ میں ہے اسکو قید کیا اور خیر معاف کر کے سپہ
سالار ہندوستان کر کے واپس گیا اوسنے پر داعیہ سلطنت کیا۔ بہرام شاہ خبر پاکر دوسری
مرتبہ ہند میں آیا۔ وہ کافر نعمت محمد باہلیم معہ دس فرزندوں کے جو سب سند امارت پر متمکن
تھے۔ بقصد مقابلہ بہرام شاہ کے استقبال کو دوڑا۔ حوالی ملتان میں جنگ شدید واقعہ ہوئی۔
مگر بہرام شاہ فتحیاب ہوا۔ اسوقت سالار حسین بن ابراہیم علوی کو اس حدود کا سپہ سالار کر کے
غزنی کی طرف معاودت فرمائی۔ ملفوظ کمالیہ میں لکھا ہے۔ کہ یہی سالار حسین سید محمود سبزواری
کا پوتا تھا۔ اسنے اپنی جد بزرگوار سیّد محمود کا روضہ انور لاہور میں بنایا گیا جو انارکلی کے
قریب سبز گنبذ معروف ہے۔ اور سید محمود سبزواری کی اولاد بمقام سنبل ضلع بلند شہر
اور مقام جارچہ ضلع مراد آباد اور مقام بھنڈی ضلع بجنور میں آباد ہے جو سیّد سالار حسین
بن سید ابراہیم ابن سیّد محمود سبزواری یہ فرع سالار حسین سے علیحدہ ہوئی۔ اور سید
محمد محب الدین بن سید محمود سبزواری جو باقی پسر خورد تھا۔ اور سبزوار میں سکونت رکھتا تھا
اوسکی اولاد کا تذکرہ یہ فقیر بحوالہ ملفوظ کمالیہ عرض کرتا ہے سید محمد محب الدین آپ کی ولادت
روز دوشنبہ ۲۱ ماہ رمضان ۴۶۲ھ بمقام سبزوار میں ہوئے۔ عہد سلطان سنجر وفات روز
چہارشنبہ ماہ ربیع الاول ۵۲۲ھ سن شریف ساٹھ برس مزار پُر انوار در سبزوار شہر
اور عقب آنجناب پانچ پسر سید کمال الدین سید جمال الدین سید شمس الدین و سید امام الدین
و سید علی خالد پسر کلاں آپ کے بعد سید علی خالدین سجادہ نشین ہوا ارادت صادق
انکے اپنے والد بزرگوار سے تھے۔ سید محمد محب الدین کی والدہ صاحبہ کا اسم مبارکہ خدیجہ بنت
سید ابراہیم ابن سید محمد تھیں اور ان کے پسر سید علی خالدالدین کی ولادت باسعادت
روز دوشنبہ ۱۲ رجب ۴۸۰ھ بمقام سبزوار میں ہوئی والدہ آپ کی فاطمہ بنت سید ابوالحسن
عمر خود وفات یوم پنجشنبہ ۱۱ المحرم ۵۴۰ھ سن آپ کا ساٹھ سال کا تھا۔ اور فرزند آپکے دو
تھے۔ سید عبداللہ و سید عبدالمومن۔

سید عبدالمؤمن پسر کلاں سید علی خالدالدین کے تھے۔ اونکی ولادت باسعادت روز
چہارشنبہ ۱۵ ماہ ربیع الثانی ۵۰۸ھ بمقام سبزوار میں ہوئی یہ صاحب ایسے ذہن عالی رکھتے
تھے۔ دس برس کے سن میں علوم ظاہری سے فراغ ہوئے اور ہمراہ اپنے والد بزرگوار سید
علی خالدین کی زیارت نجف اشرف و کربلا معلے کو تشریف لے گئے بعد فراغت حج تشریف

مقام کوفہ میں قیام کیا محمد بن تومرت کو کہتے ہیں - کتاب جفر سے معلوم ہوا - کہ عبد المؤمن سلطنت بزرگ پر فائز ہوگا - اوسنے بتلاش کوفہ میں ان کو پایا اور اونکے والد سید علی خالد سے تمام احوال بیان کیا آپ کے والد بزرگوار کی اجازت سے محمد بن تومرت نے اپنے ہمراہ مراکو کو لیگیا عبد المومن کا ادب نہایت کرتا تھا - کہ اسکے ذریعہ سے بادشاہت حاصل کرے ۵۲۲ھ ہجری میں محمد تومرت فوت ہوگیا - اوس کا سامان سپاہ اور قبیلہ کے سب لوگوں نے عبد المومن سے بیعت کرلی ۵۲۴ھ سے عبد المومن کے طویل سلسلہ کا آغاز شروع ہوا - بڑا بادشاہ ہوا - اس کا حال خلاصہ اوپر لکھا گیا ہے - اور ۵۵۸ھ میں انتقال کرگیا - عقاب اسکے چار پسر تھے - سید محمد یوسف کلان جو بعد والد تخت مراکو پر متمکن ہوا - اور دوسرا ابو حفص مرتضیٰ انکی اولاد بھی ارکانِ دولت تھی - تیسرا سید جعفر رضی الدین جد سید شاہ طاہر مذکورہ بالا چوتھا فرزند سید علی عرف سلام الدین جد حضرت شاہ شمس تبریز سید علی سلام الدین کی ولادت باسعادت روز چہارشنبہ ۲۱ ذوالحج ۵۱۶ھ ہجری میں ہوئی - آپکی مادر گرامی کا اسم شریف خیر النساء تھا - ان کے چچا کے بیٹے تین مقام سبزوار میں متولد اور سبزوار میں دفن ہیں یوم وفات دوشنبہ ۶ ماہ صفر ۵۷۵ھ ہجری عمرش ۶۳ برس عقاب سید عبد الہادی سید جلال الدین و سید صلاح الدین محمد نوربخش پسر کلانی تھے درباب درویشی تھے سید صلاح الدین محمد نوربخش کی ولادت باسعادت روز پنجشنبہ ۱۵ ماہ شعبان ۵۴۴ھ ہجری بمقام سبزوار میں ہوئی آپکی والدہ صاحبہ کا اسم مبارک بی بی مریم تھا - سید جعفر رضی الدین کی دختر تین جو عم پاک تھا - یہ بزرگوار عالم علوم ظاہری و باطنی میں یکتائے زمانہ ہوا اور فاضل جلیل القدر تھا - انہوں نے کتاب فقہ احوط تصنیف فرمائی اور تمام فرقہ اسماعیلیہ کا پیشوا اور امام ہوا ہے - انہوں نے اوائل دولت اسماعیلیہ میں لباس لباسِ درویشاں زیب تن فرمایا - اور مذہب اثناء عشری نوربخشی کو تقویت دی ہے - یہ صاحب کامل اکمل اور اور صاحب دل تھے - انہوں نے اپنی جد امجد کے طریقہ کو پردہ تصوف میں رواج دیا ہے - ان کے فرزندوں سے یکے بعد دیگرے مذہب اثناء عشرہ کی کوشش کرتے تھے - اور اپنی جد اسمٰعیل کو امام نہ جانتے تھے - جب حضرت امام علی رضاء سے مذہب کی اصلاح ہوگئی تھی - آپ مجدد مذہب اثناء عشری تھے - تمام اسماعیلیہ نے طریقہ حقہ کی پیروی کی کوشش فرمائی اور وفات حضرت سید صلاح الدین محمد نوربخش ماہ محرم ۶۶۴ھ ہجری میں

درہ ماداب کنارہ دریائے روغنی پر سلطان جلال الدین بادشاہ کوان سے قلبی حسد تھا شہید کرا
دیا۔ وہاں آپ کی مزار ہے۔ اور عقاب آپ کے تین پسر تھے۔ سید شاہ قاسم انوار شمس الدین
و سیّد شاہ عبد الحسین و سید عبد الہادی سید قاسم انوار مخدوم شاہ شمس الدین انکی ولادت با
سعادت بمقام شہر سبزوار میں ۱۵ ماہ شعبان ۵۶۰ھ میں ہوئی بروز جمعہ اسوقت بادشاہ سبزوار
کا مرزا محمد یادگار تھا۔ آپکی والدہ صاحبہ فاطمہ بنت سیّد عبد الہادی تھیں ان ایام میں سیّد
معین الدین حسن بھی سبزوار میں تشریف لے گئے۔ ملفوظ کمالیہ میں لکھا ہے کہ سید
صلاح الدین محمد نور بخش کے مرید ہوئے اور طریقہ اثناء عشری کو حقیقت میں پوشیدہ رکھتے
تھے۔ اسلیئے کہ عوام الناس کو ہدایت ہو جاوے۔ اور سیّد میر شمس الدین اوائل میں اپنے چچا
عبد الہادی سے علوم ظاہری کی تکمیل کر چکے۔ آپ کا ذہن فہم عالی تھا۔ بارہ برس کے
سن میں تمام علوم تحصیل فرمائے۔ اور ارادت صادق ان کو اپنے والد بزرگ سید
صلاح الدین محمد نور بخش سے تھے۔ اور باہم مثل یوسف یعقوب کے تھے۔ آپ تمام
محمودیان اور اسماعیلیہ کے امام متعدا تھے۔ آپ بذریعہ پیری مریدی یہ دہ تصوف
مذہب اثناء عشری نور بخشی کی دعوت میں مشغول رہتے تھے۔ یہ صاحب دو باپ بیٹا
صلاح الدین محمد نور بخش و میر شمس الدین شاہ قاسم انوار عراق عجم شہر سبزوار سے
دعوتِ اسلام ۵۷۹ھ ہجری میں براستہ چرکس بدخشان پہنچے وہاں پر مردم کے ہجوم
ہوئی۔ اور ہزارہا لوگ آپ کے دست حق پرست پر بعیت کرکے داخل اسلام حق پر
ہوئے۔ بعد بدخشاں سے تبت کو چک کو تشریف لے گئے۔ وہاں پر بھی کتاب فقہ
ان لوگوں کو مطالعہ کرائی۔ اور مذہب شیعہ نور بخشیہ اثنا عشریہ صوفیہ کو رائج فرمایا تم
لوگ فرقہ حقہ نور بخشیہ میں داخل ہوئے۔ آپ کی کرامات تو ہزارہا ہیں۔ اگر قلمبند کی
جاویں۔ تو ایک کتاب تیار ہو جائے۔ اس فقیر نے مختصر حال ملفوظ کمالیہ سے تاریخ
رحلت کی نقل کی ہے۔ تبت کو چک سے یہ قافلہ کشمیر میں تشریف لا رہا تھا۔ ایک
جنگلی نے ان کو گھیرا آپ ہردو باپ بیٹا نے دعا کی جناب باری تعالےٰ میں وہ قوم ا
مطیع کر دی اور انسانیت میں داخل ہوئے وہ چنگڑ قوم ہے۔ جو صوبہ پنجاب میں دو لا
کے قریب ہے۔ اور حضرت پیر شمس الدین کے مرید ہیں۔ جب آنحضرت کشمیر میں تشریف لا
تمام مردم کشمیران کے مرید ہوئے حکام وقت تک اور خاص لوگوں کو آنحضرت نے مسخر آ

کا طریقہ بتلایا تھا۔ اور تمام کوہستان میں تبت۔ کشمیر۔ گلگت یارقند اسکردو وغیرہا میں تاحال مذہب شیعہ نوربخشیہ موجود ہے۔ آنجناب ہر دو باپ بیٹا نے مذہب نوربخشی کو رائج فرما کر ۵۸۵ھ میں اپنے اصلی وطن عراق عجم شہر سبزوار کو واپس تشریف لے گئے۔ کشمیر میں حضرت شمس الدین کو میر شمس الدین عراقی اور شاہ قاسم انوار کہتے تھے۔ یہ بحوالہ تاریخ فرشتہ میں بھی لکھا ہے۔ کہ میر شمس الدین عراقی سید صلاح الدین محمد نوربخش کا فرزند کشمیر میں آیا اور تمام مردم کشمیر کو کتاب فقہ احوط مطالع کرائے اور مذہب نوربخشی کشمیر میں اور وغیرہ مقامات میں جاری فرمایا۔ جب آپ حضور انور واپس شہر سبزوار میں پہنچے اور آپ کی والدہ بزرگ نے اپنے بھائی حقیقی سید جلال الدین کی دختر نیک بی بی حافظہ جمال سے میر شمس الدین کی شادی کی ۵۸۶ھ ہجری میں یہ شادی ہوئی اور بروز پنجشنبہ ۱۲ ماہ رجب ۵۸۸ھ ہجری میں سید نصیر الدین محمد پسر سید شاہ شمس الدین کو خداوند عالم نے عطا فرمایا اور بعد دو سال کے دوسرا فرزند سید احمد زندہ پیر بروز جمعہ ۵۹۰ھ ہجری میں متولد ہوا۔ جب یہ فرزند علم ادب میں کامل ہوئے۔ تو آپ باجازت اپنے والد سید صلاح الدین محمد نوربخش کے ۶۰۰ھ میں تبریز تشریف لے گئے۔ اور اپنے فرزندوں کو ہدایت ذکر اشغال بھی فرما گئے۔ شہر تبریز آپ کو نہایت پسند تھا۔ وہاں آپ کو حضرت مولا علیؑ نے ظاہر آ کر دیدار فرحت آثار دیا ہے۔

مورخین نے حضرت شمس تبریز کے مرشد اور باپ کے نام اور آپ کے مذہب میں مختلف روایات لکھی ہیں۔ مگر بوجہ ناواقفیت حضرت شمس تبریز قدس سرہٗ کے نام سے تو تمام دنیا مشرق مغرب میں آگاہ ہے۔ لیکن بہت کم لوگ ہیں۔ اُنکے حالات کمالات سے بھی کچھ واقفیت رکھتے ہیں۔ کہ حضرت شمس تبریز کس شان اور کس رتبہ کے بزرگ اور ولی اللہ تھے۔ اور زمانہ سلف کی کتابوں میں آپ کے حالات کم ہیں کتاب مناقب العارفین اور جواہر ماضیہ اور نفحات الانس اور دیوان شمس تبریز کے مطالعہ سے اس شمس الحق والدین کے کمالات پر روشنی پڑتی ہے۔ ملفوظ کمالیہ میں لکھا ہے۔ کہ ۱۲ برس تک حالت سکر میں مقام تبریز سکونت پذیر رہے۔ تبریز میں آپ شمس تبریز مشہور ہوئے۔ اول آپ کو سید شمس الدین عریضی اسماعیلی بھی کہتے ہیں۔ باعث ولد سبزوار مخدوم شاہ شمس الدین سبزواری بھی کہتے ہیں۔ جب کشمیر گئے۔ تو میر

شمس الدین عراقی کہلائے اور تبریز میں تبریزی کہلاتے۔ اور ترکستان قونیہ میں ان کو
شمس پرندہ کہتے تھے۔ آپ حالت سکر سے جب سالک ہوئے۔ تو اُن کو اپنے ہادی کا
حکم ہوا۔ کہ شہر قونیہ میں تشریف لیجائیں۔ آپ حضرت ولی آل محمد حضرت شمس قدس اللہ
سرہٗ قونیہ میں چلے گئے۔ ابن بطوطا اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے۔ کہ شہر قونیہ میں مولوی
جلال الدین رومی مدرسہ میں درس دے رہے تھے۔ ایک شخص حلوہ فروش آیا مولانا
رومؒ نے اوس سے قاش حلوا کی لے لی۔ تو وہ غائب ہو گیا۔ اور مولانا رومؒ حلوا کھا کر بیہوش
ہوئے۔ اوس بے اختیاری میں کسیطرف چلے گئے۔ برسوں کے بعد جب آئے تو طبیعت
میں تغیر عظیم واقعہ ہو گیا تھا کم بولتے تھے۔ اور جب بولتے تھے۔ تو شعر ہی پڑھا کرتے
تھے۔ جو بعد میں مثنوی کی صورت میں جمع ہوئے تھے۔ دوبارہ حضرت شمس ولی آل محمد
بعد تین سال کے تبریز سے قونیہ چلے گئے۔ اسوقت مولانا روم ایک باغ میں حوض کے کنارے
درس تدریس دے رہے تھے۔ حضرت مولانا شمس تبریز تشریف لائے۔ اور قریب مولانا روم
کے بیٹھ گئے۔ اور پوچھا یہ کیسی کتابیں ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا قیل قال کا خزانہ ہے
آپ کو اس سے کیا نسبت حضرت شمس ولی آل محمدؐ نے یہ سُنکر تمام کتابیں اوٹھا کر جو حوض
آب سے لبریز تھا۔ اوسمیں ڈالدیں مولوی صاحب کو نہایت قلق ہوا اور غصہ ہو کر کہا میری
روح کی غذا کو آپ نے ضایع کیا یہ کتابیں نایاب تھیں اب کہیں سے نہ مل سکینگی یہ سنکر
حضرت سید شمس تبریز نے سب وُہ کتابیں حوض سے نکالدیں جن کو پانی کا قطرہ نہ چھوا
تھا۔ ویسی خشک تھیں۔ مولوی صاحب نے اس درویش کا یہ کمال دیکھ کر نہایت متحیر
ہو کر کہا یہ کیا علم ہے۔ حضرت شمس تبریز کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

نفحات الانس اور رسالہ سپہ سالار اور مناقب العارفین کا بیان ہے کہ درس تدریس
واعظ پند بالکل بند ہو گیا اور تین مہینے تک چلہ کش حجرہ میں رہے +

اودھر سید پیر صلاح الدین محمد نور بخش اپنے فرزند سید شمس الدین قاسم انوار کی
فرقت نہ اوٹھا سکتے تو شہر سبزوار سے ترکستان شہر قونیہ میں دنبال ان کے تشریف لے
گئے۔ اور وہاں عرصہ تک دوکان زرکوبی اور زردوزی کا بہانہ بنا رکھا تھا اور اپنی آبا
کو سادات عظام ہونے سے پوشیدہ کر رکھا انکے سوائے اوس حجرہ کے اندر کوئی نہ جا
سکتا تھا۔ جبکہ ہلاکو خاں کا زور شور تمام ملک پر ہوا تھا اور اوسنے تمام بلاد کو لوٹا

تباہ کیا تو پچاس شاہزادے اور سادات عظام اسکے خوف سے فرار ہو کر دہلی ہندوستان میں
آکر پناہ گزین ہوئے تھے۔ اور اس ملک میں وہ بزرگ پھیرا جو لباسِ درویشاں میں آباد
شاد تھا۔ مولوی صاحب ایسے مردِ خدا کی محبت اور ملاقات کے خواہاں تھے یہ ایک قران السعدین
تھا۔ روحانی روشنی سے روم جگمگا اٹھا۔ دِل سے دِل ملا۔ حضرت شمس تبریز کی صحبت نے
چقمق کا کام کیا دِل سے شعلے نکلنے لگے شریعت پر طریقت غالب آگئی۔ درس تدریس
کا سلسلہ موقوف ہوا۔ اور مطالعہ جملہ کتب کا شوق کم ہو گیا۔ مولانا روم سے روایت ہی کہ
حضرت شمس تبریز سے میری ملاقات ہوئی۔ تو ایسا معلوم ہوا۔ کہ ایک آگ تھی جو سرتا
پا مجھ کو ہمہ تن کر گئے۔ میں والد کا کلام اکثر پڑھا کرتا تھا۔ حضرت شمس نے فرمایا یہ کلام
نہ پڑھا کرو۔ اور کسی سے گفتگو بھی نہ کیا کرو۔ میں نے سب سے ترک کر دی میرے
دوستوں نے بُرا منایا۔ اور وہ حضرت شمس تبریز کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ اور بہت
حسد کرتے تھے۔ جو آپ کے مراتب عالیہ سے آگاہ تھے۔ وہ تعظیم سے پیش آتے تھے
اور مردانِ خدا کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ دونوں جہان کی نعمتوں سے
پاک ہیں۔ اولیاء اللہ کے قریب مرید کا امتحان ترک دنیا اور ترک ماسوی اللہ ہی۔ کوئی بغیر
خدمت اور اطاعت اور صرف کرنے زر کے اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوا ہے ؎

حُبِّ درویشاں کلیدِ جنت است
دشمنِ ایشاں سزائے لعنت است

مولانا رومؒ جب تعلقات ظاہری سے بالکل تارک ہو گئے تو لوگ طعن و تشنیع کرنے لگے کہ
ایسا عالم فاضل ہو کر ایک ننگ دھڑنگ کے پنجہ میں پھنس گیا ہے۔ اور اسکی ملاقات میں برسوں
کے علم منقل کو تباہ کر بیٹھا ایک دن ایک صوفی نے مجمع عام میں کہا۔ کہ بہاؤ الدین کے پسر
نے اپنے باپ دادا کا نام بھی بدنام کیا اور ایک تبریزی جادوگر کا مطیع ہوا تعجب ہی حضرت
شمس تبریز نے سنکر فرمایا۔ تو اپنے آپ کو صوفی کہلاتا ہے۔ تعجب ہے صوفی ہنکر رشک حسد
میں مبتلا ہے حضرت شمس تبریز اور سید صلاح الدین محمد نوربخش مصر شام کو چپکے تشریف
لے گئے وہاں اپنے برادر مریدان سادات اسماعیلیہ سے ملاقات کرتے ہوئے سبزوار پہنچ گئے
وہاں اپنے عیال اطفال فرزندان سے ملاقی ہوئے۔ شاہزادے جوان تھے۔ انکی شادی
اپنے برادر حقیقی کی دختران سے سائر قبائل نے تجویز کی۔ بی بی مطلع انور بنت سید شاہ عبد
الحسین اور بی بی نور الانوار بنت سید عبد الہادی سے عقد ہو گیا۔ سید احمد کا عقد نور انوار

ہے ہؤا اور سیّد نصیر الدین کا عقد بی بی مطلع انوار سے ہؤا آپ پھر وہاں سے باجازت
والد بزرگوار برائے حج مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو تشریف لے گئے - مدینہ پر سے
مکہ آئے اور مکہ سے بصرہ میں چند یوم ٹھیرے - پھر بغداد میں زیارت کر کے نجف اشرف اور
کربلائے معلّے سے ہو کر تبریز پہنچے - اور وہاں سے پھر دمشق چلے گئے - آپ جناب کہیں
جم کر نہ بیٹھتے تھے - آپ کو سیر و سیاحت کا زیادہ شوق تھا - اور دعوت اسلام میں مشغول
رہتے تھے - ان مقام پر جانا آپ کا اشعار سے بھی اثبات ہوتا ہے آپ فرماتے ہیں -

شعر

سفر شام و بصرہ و بغداد را ... شمس الدین تبریزی گرفت

مولانا روم کی خبر سنکر فریاد آہ و نالہ جاری ہو گئے - خادموں کا خیال تھا - کہ اب ہم ہونگے
حضرت شمس تبریز تو چلے گئے - مولانا روم نے بالکل تنہائی اختیار کر لی اور پاس آنے
اور کلام کرنے کی کسیکو اجازت نہ دی - وصال کے بعد ہجر زیادہ اندوہناک ہے مولانا روم
بے تاب ہو کر کہتے تھے ؎

اے یوسف آخر سوئے این یعقوب نابینا بیا ... وے عیسیٰ پنہاں شدہ بر طارم مینا بیا
مخدوم جانم شمس دیں از جا نیست روح الامین ... تبریز شد سوئے حرم از مسجد قطلے بیا

اھالیان شہر اور حلقہ خدام جب کلام مولانا روم سے بالکل محروم ہو گئے - تو سلطان ولد
انکے فرزند سے فرمایش کی کہ جس طرح ہوسکے مولانا کو مناو - سلطان ولد اپنے والد بزرگوار
کے پاس گئے - اور صلاح یہ قرار پائی - کہ طائفہ علماء و خدام ہمراہ سلطان ولد ہو کر حضرت
شمس تبریز کی خدمت میں دمشق جائیں جب یہ جماعت دمشق گئی - تو حضرت شمس تبریز
ایک سرائے میں تھے - جا کر ملاقی ہوئے - سلطان ولد حضرت کے قدموں پر گر پڑے
اور سب مؤدب روتے تھے - حضرت شمس نے سلطان کو اپنے سینہ سے اٹھا کر لگایا
اور مولانا روم کا حال دریافت کیا کہ سلطان ولد نے تحفہ سلام و پیغام عرض کیا - کہ اور
سب خدام اپنی حرکات ناسزا سے توبہ کرتے ہیں - آپ ایک دفعہ قونیہ میں تشریف
لے چلیں - حضرت سنکر تیار ہو گئے - ادھر حضرت شمس الدین کی انتظاری میں مولانا روم
کو ایک ساعت بھی شاق تھے - آخر حضرت شمس الحق قونیہ میں تشریف لائے اور مولانا سے

تمام لوگوں نے اقدام بوسی حاصل کی۔ خوشی زیادہ بڑھگئی اوس خوشی میں چند غزلیں کہیں یہ فقیر ایک دو بیت نقل ذیل کرتا ہے ؎

شاد آمدی شہا د ملوکانہ آمدی | ای سروِ غیب درچمن ولالہ زارِ ما
تابندہ باش ای خورد پایندہ ای اسد | در بیشہ جہاں از برائی شکار ما

جن کے دل نور الٰہی سے محروم ہوتے ہیں۔ اون کی سیاہ قلبی اور کور باطنی اندھا دھند حرکات سے کبھی باز نہیں آتے حضرت شمس الدین کی ہر وقت کی صحبت ظاہر پرستوں کو بہر ناگوار گذرے الغرض جب دل کے اندھوں نے چشم بینا کو حسد آزار کی گرم سلائی سے تنگ کیا۔ تو دامن صبر ہاتھ سے جاتا رہا۔ حضرت شمس الحق قونیہ سے پھر غائب ہو گئے اور مولانا روم تڑپنے رونے لگے۔ پھران بدگوہروں کو منہ نہ لگایا۔ اور حالت بیقرار اضطراب میں تلاش یار کیلئے خود نکلے دمشق کے جنگل کا پتہ پتہ چھانا۔ مگر گلِ مقصود ہاتھ نہ آیا۔ حضرت شمس الدین تبریز میں تشریف لے گئے۔ اِن دنوں ہلاکو خاں ۶۵۱ھ بلاد عرب پر سوا لاکھ فوج لیکر تیار ہوا۔ یہ سادات اور اہل اللہ فقراء کا دشمن اور بدظن تھا۔ حضرت تبریز کے پاس گیا کہ میں ملک عرب پر جاتا ہوں۔ اگر فتح کر کے واپس آیا۔ تو میں آپ کا مرید اور مسلمان ہونگا۔ آپ نے فرمایا تمہاری ہر جگہ فتح ہو گی۔ ایک سال کا تم کو سفر ہے۔ ہلاکو خاں نے تمام ملک تباہ و برباد کر دیا۔ اور اس کا چچا تبریز میں فوت ہو گیا ۶۵۲ھ میں آکر ہلاکو خان تخت تبریز پر بیٹھا اور معہ پانچ فرزندوں کے حضرت شمس تبریز کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔ اور اسکو آپ سے بہت محبت ہو گئی۔ خاندان نبوت سے ارادت صادق رکھتا تھا اور قونیہ میں مولویصاحب کیحالت ابتر تھی۔ اس حالت میں غزلیں لکھیں جن میں حضرت شمس تبریز کے دوبارہ فراق کا ذکر ہے۔

غزل

برکن آں جام صفا را ساقیا بار دگر | نیت اندر دین دنیا جز توام بار دگر
کفر داں اندر حقیقت جہل داں اندر طریق | جز تماشائی جمالش پیشہ و کار دگر

مولانا روم اپنے عمائد شہر اور اپنے فرزند سلطان ولد کی اصرار سے آخر واپس تشریف لائے حضرت شمس کو سیر و سیاحت کا بڑا شوق تھا پھرتے رہتے تھے۔ اسلیئے آپ کا نام عوام الناس

میں شمس پرندہ مشہور ہوگیا تھا۔ ایک مرتبہ آپ بغداد میں جانکلے۔ وہاں شیخ احدالدین کرمانی سے ملاقات ہوئی۔ حال پوچھا تو وہ بولا طشت میں چاند کا مشاہدہ کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اے غافل آسمان کیطرف دیکھ جہاں آفتاب حقیقی ہے۔ حضرت شمس تبریز جب رومی کے پاس آئے تو اس نے اس خیال سے ایک تو وہ خود زندگی بسر کرتے تھے۔ دوسرے اس خیال سے کہ حضرت شمس الدین کی اگر شادی ہوجائے۔ تو جناب شمس تبریز قونیہ سے باہر نہ جاسکینگے۔ حضرت شمس تبریز کو شادی کی تحریص دینی شروع کی۔ آخر آپ نے ان کا خیال مانا۔ مولوی صاحب نے اپنی ایک خواص سے حضرت شمس تبریز کا عقد کردیا۔ جس کا نام کیمیا خاتوں تھا اور اپنے مکان کے اندر حویلی میں خیمہ نصب کردیا۔ مولانا کا بڑا پسر علاؤالدین تھا۔ اس کو حاسدوں کی صحبت سے جناب شمس الدین سے بغض تھا۔ وہ جب مکان میں آتا تو حضرت شمس تبریز کے خیمہ کے قریب آکر دق کرتا تھا۔ آپ نے اسکو منع فرمایا وہ باز نہ آیا لوگ سے شکایت کی آگ لینے آئے گھر والے بن بیٹھے۔ اسکے آزار اور حاسدوں کی تنگی کی وجہ سے حضرت شمس تبریز پھر غائب ہوگئے۔ روایت ہے۔ کہ ایک رات مولانا روم دیوان متنبی شاعر کا مطالعہ کررہے تھے۔ خواب میں دیکھا علما باہم مباحثہ میں مصروف ہیں۔ مولانا خواب میں ان پر افسوس کرنے لگے۔ جب آنکھ کھلی۔ تو حضرت شمس سامنے کھڑے تھے۔ آپ نے فرمایا علما کا کچھ قصور نہیں یہ دیوان کے مطالعہ کا نتیجہ ہے ایک شب حضرت شمس الدین مولانا کی خواب میں متنبی شاعر کو ریش سے پکڑ کر لائے۔ اور کہا یہ وہ شخص ہے۔ جس کا کلام پڑھا کرتے ہو شاعر مولانا روم کے آگے ہاتھ جوڑتا تھا کہ میرا دیوان جلادیجیے۔ اور مجھے ان کے پنجہ سے نجات دلائیے۔ اسکے بعد مولانا نے ترک مطالعہ کرکے ریاضت مجاہدہ میں مشغول رہنے لگے۔ مولوی سے آپ کو کمال محبت تھی حضرت شمس الدین تبریزی کی ملاقات نے مولانا روم سے نماز روزہ تک بھی ترک کرادیا اپنی محبت کے سوا قطع تعلق کرالیا۔

مولانا روم فرماتے ہیں

شمس تبریزی کہ نور مطلق است — آفتاب است ز انوار حق است

چوں حدیث روئے شمس الدین رسید شمس چارم آسماں سر در کشید

اور ایک یہ بھی روایت ملفوظ میں مرقوم ہے۔ کہ جسوقت تمام اولیائے کرام شہر ملتان کے آنحضرت خدمت اقدس میں التماس کے لیئے گئے تھے۔ ان میں شیخ صدرالدین ابن شیخ بہاؤالدین زکریا ہی حاضر تھے۔ آنحضرت شمس ولی آلِ محمدؐ نے ایک بوٹی جو اسوقت باقی آپ کے دست مبارک میں تھے۔ شیخ صدرالدین کو عنایت فرمائی۔ اور کہا تو اسکو کھا لے شیخ نے باعث کرایت اسکو نہ کھایا اور اپنے پیرہن کی آستین میں ڈال دیا وہ بوٹی کہیں گر گئی کہتے ہیں کہ وہ بوٹی ایک سگ مادہ نے کھا لی اور وہاں سے دائرہ شیر قریب تھا وہ کتی وہاں چلی گئی وہاں ایک گھر غریب مساکین کا تھا۔ وہ پانچ اشخاص تھے۔ انکا گھڑا پانی کا لگا پڑا تھا۔ اوس سگ مادہ نے جسنے بوٹی گوشت آہو کی نوش کی جو شیخ کی آستین سے گری تھی۔ اوس سگ مادہ نے اوس گھڑے سے آب پیا۔ جب وہ کتی گھڑا الگ رہی تھی۔ ایک شخص علما ادہر سے گذرا اور اوسنے خیال کیا۔ یہ گھڑا پلید ہو گیا۔ جب مالک اسکے آدینگے۔ تو انکو کہونگا۔ کہ یہ گھڑا پلید ہے۔ وہ چلا گیا۔ تو وہ اشخاص اوس گھر کے مالک آئے۔ ان کو پیاس لگی تھی۔ اونہوں نے آب سب نوش کر لیا۔ قدرت الٰہی کہتے ہیں۔ وہ پانچ جو تھے۔ جنہوں نے پانی پیا تھا۔ انکی کدورات زنگارِ نفسانی کی صفائی ہو گئی۔

اور ایک روایت کہ جب شیخ صدرالدین اپنے گھر تشریف لے گئے۔ تو انہوں نے وہ پیرہن جسکو داغ لگا تھا۔ تبدیل کیا اور اپنی والدہ صاحبہ مائی کو دیا۔ کہ یہ داغ گوشت کے خون کا ہے۔ آپ جناب اسکو صاف کریں کہتے ہیں مائی صاحبہ راستے نے جب اوس داغ کو دھونا شروع کیا۔ تو وہ داغ نہ اوترتا تھا۔ مائی راستی صاحبہ نے اپنے دہن مبارک میں ڈال کر چوسا تو اوسکے اثر سے زنگِ قلب کے بالکل صفائی ہو گئی۔ خواجہ بہاؤالحق نے بغور خیال فرمایا۔ تو دریافت کیا۔ کہ یہ امر کہاں سے پایا۔ مائی راستی عرض کی کہ فرزند کے پیرہن میں ایک داغ لگا تھا اوسکو میں نے زبان سے چوسا خداوند عالم نے مجھے روشنی عطا کر دی ہے۔ تب فرزند شیخ صدرالدین سے پوچھا کہ تجھے حضرت شمس تبریز نے کچھ دیا تھا۔ عرض کی ہاں قبلہ ایک بوٹی گوشت کی مجھ کو دی تھی۔ کہ اسکو کھا لے میں نے کراہت کر کے کھائی نہ تھی اور آستین میں ڈال دی تھی وہ اس کا داغ

لگ گیا تھا۔ بوٹی تو کہیں گر گئی۔ حضرت بہاؤالدین نے فرمایا اچھا تمہاری قسمت ہوتی۔ آ
کھا لیتے دیکھو اوس داغ کی وجہ سے تیری والدہ کو خداوند تعالےٰ نے روشنی پر یہ بھی معلوم
ہوا۔ کہ ان پانچوں اشخاص کو اوس دیکھنے والے نے آکر کہا۔ کہ تمہارا گھڑا پانی کا کُتے
پلید کر گئی ہے۔ اس گھڑے کو توڑ دو اور اُس کا پانی نہ پینا انہوں نے جواب دیا وُہ کُتے
نہ تھے۔ وہ تو ہمارا ہادی تھا۔ جس نے ہم کو ہدایت کی راہ دکھلا دی ہے۔ ہمارے قلب
روشن ہو گئے ہیں۔ ہم تو لاکھ شکریہ ادا کرتے ہیں۔ وُہ شخص دریائے جرت میں غوطہ زن
ہُوا۔ یہ واقعہ ملتان میں ۶۶۵ھ ہجری میں پیش آیا ؎

حضرت شمس تبریز کو خداوند عالم نے یہ رتبہ عطا فرمایا تھا۔ آنحضرت کی کرامات ہزار
ہیں کتاب ہذا میں باعث طوالت کے نہیں لکھ سکتا۔ مختصر احوال فقیر نقل کرتا ہے۔ خوارق
عادات اولیاء کرام کے چند اقسام مولانا عبدالرحمٰن جامی اپنی کتاب نفحات الانس
اردو میں صفحہ ۲۹-۳۰ میں فرماتے ہیں۔ لکھا ہے۔ کہ کتاب کشف المحجوب میں مرقوم ہے۔
کہ خداوند سبحانہ تعالےٰ نے نبوی براہان کو قائم اور باقی کر دیا ہے۔ اور اولیاء کو اس
اظہار کا سبب کر دیا ہے۔ اور اولیاء کو اسکے اظہار کا سبب کر دیا ہے کہ ہمیشہ خدا کی
ہیں۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی سچی محبت ظاہر ہوتی رہی اور خاص ان کو خدا کے
کا والی بنا دیا گیا ہے۔ تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی محبت اور حدیث کی
اور مجرد ہو جائیں۔ اور نفس کی متابعت کا طریقہ لپیٹ چھوڑا ان کے قدموں کی برکت سے آسم
سے بارش ہوتی ہے اُن کے حال کی صفائی کی وجہ سے زمین سرسبز ہوتی ہے۔ اور او گتی
مسلمان کافروں پر انکی ہمت سے فتح پاتے ہیں۔ اور چار ہزار اشخاص ہیں۔ جو کہ چھپے ہوئے
ہیں۔ ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے اور اپنے حال کی خوبصورتی نہیں جانتے ہر حال
اپنے آپ کو مخلوق سے چھپاتے رہتے ہیں۔ اس بارہ میں حدیثیں آئی ہیں۔ اور اولیاء
پر گواہ ہیں۔ مجھ کو اس امر میں خدا کی عنایت سے خبر معلوم ہُوئی ہے۔ لیکن جو لوگ
اہل تصرف اور درگاہ الٰہی کے پیارے ہیں۔ وہ تین سو ہیں۔ کہ ان کو اخیار کیا جاتا۔
یعنے پسندیدہ لوگ ان میں چالیس اور ہیں۔ کہ جن کو ابدال کہا جاتا ہے۔ جو ایک دوسرے
دلی کی بدلی ہوتا ہے۔ اور سات اور ہیں۔ جن کو ابرار کہا جاتا ہے۔ یعنے نیکو کار ہیں اور
اور ہیں۔ جن کو اوتاد کہا جاتا ہے۔ وہ زمین کی میخیں ہیں اور تین اور ہیں۔ جنکو نقیبا کہ

ہیں۔ جمع نقیب کی۔ ایک اور ہے جسکو قطب یا امام کہتے ہیں۔ اور یہ سب ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ اور کاموں میں ایک دوسرے سے محتاج ہوتے ہیں۔ اور اسپر بھی اخبار اور حدیث مروی ہیں۔ اہل حقیقت ان کے صحبت پر متفق ہیں۔

صاحب فتوحات مکیہ رضی اللہ نے کتاب کے ایک سو اٹھانوے باب اکتیس فصل میں سات قسم کے اشخاص کو ابدال کہا ہے اور اس میں ذکر ہے۔ کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے زمین کو ہفت اقلیم بنایا ہے اور اپنے بندوں میں سے سات اشخاص کو پسند کرکے انکا نام ابدال رکھا ہے۔ ہر ایک اقلیم کے وجود کو آن ساتوں میں سے ایک نگاہ رکھتا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ میں اُن سے ملا ہوں اور ان کو سلام کیا۔ انہوں نے بھی مجکو سلام کیا۔ میں نے اُن سے باتیں کیں تین پس میں نے جہاں تک دیکھا ہے ان سے بڑھکر اچھے طریقہ پر اور خدا تعالےٰ سے زیادہ لگاؤ والا کوئی نہیں دیکھا۔ اور یہ بھی کہا ہے۔ کہ ان کا مثل بھی کوئی نہیں دیکھا۔ مگر شہر قونیہ میں ایک شخص دیکھا تھا۔ شیخ طریقت اوس شخص کا نام سید شمس الدین تبریز تھا۔ اور سید شیخ فریدالدین عطار اسماعیلیہ نے کہا ہے۔ اولیاء اللہ کا ایک گروہ ہے۔ کہ جن کو مشائخ طریقت اور کبرےٰ حقیقت کہتے ہیں۔ اونکو ظاہر میں کسی پیر کی حاجت نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی عنایت کی گود میں بغیر کسی غیر کے ذریعہ کے پرورش کرتے ہیں۔ جیسے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور یہ بڑا فضل اور بڑا عالی مقام ہے یہاں تک ہر شخص کو نہیں پہنچاتے۔ اور یہ دولت ہر شخص کے نصیب نہیں ہوتی۔ یہ بڑا خدا کا فضل ہے جسکو چاہتا ہے۔ دیتا ہے۔ تین سو چھپن خرق عادات کے اقسام ہیں۔ اقسام تو بہت ہیں جیسے معدوم کا موجود کرنا۔ اور موجود کا معدوم کرنا۔ اور ایک پوشیدہ امر کا ظاہر کرنا اور ظاہر امر کا چھپا دینا۔ اور دُعا کا مقبول ہونا۔ اور مسافت بعید کا تھوڑی مدت میں طے کرجانا جو امر کہ جس سے غائب ہے اسکی اطلاع دینا۔ اور خبر کردینا ایک ہے۔ وقت میں متعدد مقاموں میں حاضر ہونا مُردے کو زندہ کرنا اور زندہ کو مارنا۔ حیوانات نباتات جمادات کا کلام و تسبیح وغیرہ سُننا بوقت حاجت بدواں اسباب ظاہری کے کھانے پینے کا موجود کرلینا۔ انکے سوا طرح طرح کے جو عادات کے برخلاف ہوں۔ مثلاً ہوا پر چلنا اور ہوا میں بسر کرنا۔ اور موجودہ شے سے کھانا کھا لینا اور وحشی حیوانات کا مسخر کرلینا۔ اور ان کے

اجسام میں قوت کا آجانا مثلاً ایک شخص سماع کی حالت میں چکر لگا رہا ہے۔ وُہ اپنی پاؤں
سے درخت کی جڑھ اکھیڑ دے یا دیوار پر ہاتھ مارے۔ تو وہ پھٹ جائے۔ اور بعض اپنی انگل
سے کسی شخص کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ کہ وہ گر جاوے۔ پھر وہ اُسی وقت گر جاتا ہے یا
اشارہ سے کسی کی گردن اُڑا دیں تو فوراً اس کا سر اڑ جاوے تو اڑ جاتا ہے۔ خلاصہ یہ
کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ اپنے دوستوں میں سے بعض کو اپنی قدرت کاملہ کا مظہر بناتے
ہیں۔ تو جہاں کے ہوتے ہیں۔ جس طرح وُہ چاہے تصرف کر سکتا ہے۔ درحقیقت وُہ
اثر اور تصرف حق سبحانہ تعالیٰ الٰہی ہوتا ہے۔ جو اس میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہ خود
درمیان نہیں ہوتا اس حال سے ظاہر ہے۔ کہ اولیائے کرام سے ایسی کرامات ظاہر ہوتی
رہتی ہیں۔ مُردہ کا زندہ کرنا یا وہ ایسے جو قانون قدرت کے برخلاف ہوتے ہیں۔ تو
جناب حضرت شاہ شمس الدین سبزواری تبریزی نے جو مُردہ زندہ کیا یا آفتاب کو بیک نیز
او تارا کوئی تعجب نہیں آپ سب کام مرضی کے مطابق کر سکتے تھے۔ مگر ان کی کرامات
ظاہر ہونے کے یہ بات تمام ظاہر ہوئی۔

بحوالہ تاریخ فرشتہ صـ ۵۶۹ مقالہ ۱۲ مشائخ ہندوستان میں لکھا ہے۔ کہ مراتب اولیائے
دین کے چار ہیں۔ صغرا و کبرا و وسطےٰ و عظمےٰ اور ہر ایک کے واسطے ان میں سے ایک
ابتدا اور ایک درمیان اور ایک انتہائے اور گروہ اولیاء کے ان مرتبوں میں مقام رکھ
ہیں۔ کسیوقت عالم میں تین سو چھپن سے کم نہیں ہوتے۔ اور ہمیشہ عاجزوں کی کارساز
اور گنہگاروں کی شفاعت میں مشغول ہیں۔ اور اہل تصوف کے بزرگ اس جماعت
تین سو تین کو ابطال جانتے ہیں۔ اور چالیس نفر کو ابدال کہتے ہیں۔ اور سات نفر
سیاح بولتے ہیں۔ اور پانچ نفر کو اوتاد سمجھتے ہیں۔ اور تین نفر کو قطب الاوتاد جانتے ہیں
اور ایک نفر کو قطب الاقطاب تصور کرتے ہیں۔ بس جسوقت کہ ایک ان میں سے فوت ہووے مرتبہ
مادوں اسکی ایک بجائے اوسکے لاتے ہیں۔ مثلاً اگر قطب الاقطاب مرجاوے۔ ایک قطب
یعنے تینوں قطب سے بجائے اوسکے مقام کریں اور اوتاد سے ایک کو بجائے اقطاب ثلثہ
ایک سیاح کو بجائے اوتاد اور تمام تن تین سو چھپن تن سے نو تن ارشاد کے لائق ہیں اور باقی
بھی اگرچہ کسی مرتبہ میں مراتب ولایت سے مقام رکھتے ہیں۔ لیکن ارشاد کے سزاوار نہیں اور ان
نو تن میں پانچ تن اوتاد ہیں اور تین اقطاب اور ایک قطب الاقطاب +

حضرت جناب سید پیر شاہ شمس الدین سبزواری تبریزی کا مدارج عالیہ قطب الاقطاب
تھا۔ فضیلت اولیائے کرام کی حضرات ائمہ اثنا عشری سے صغرا ہے۔ اور فضیلت صغرا
کی جب یہ مراتب ہیں۔ جو مذکور ہوئے تو فضیلت کبریٰ کا بلند مرتبہ کہاں تک عظیم الشان ہوگا
آپ آنجناب یہ اشعار فرماتے ہیں ؎

در ولایت جسم وجاں من بادشاہی میکنم بادشاہی چیست لیکن خود خدائی میکنم

انکو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنی گود عنایت میں پرورش فرمایا اور مدارج عالیہ
کو پہنچے۔ اور کسی بزرگ نے جناب رسالت مآب سے لیکر تا حال ایک ستارہ خورد کو بھی نہیں
اتارا آفتاب تو نیّر اعظم ہے۔ اسلیئے جو لوگ خاندان نبوت سادات عظام سے بغض
نہیں رکھتے ہیں۔ وہ لوگ آپ کی اس کرامات کو محض غلط خیال کرتے ہیں۔ ملا عبدالرحمان
جامی نے اپنی کتاب نفحات الانس میں خلاصہ مندرج ذیل فرمایا ہے اور یہ صاحب جناب علی
علیہ السلام کی فضیلت سے ماہر ہیں اسلیئے اپنے مناقب میں لکھتے ہیں ؎

علیؑ شاہ مرداں اماماً کبیرا کہ بعد از نبی شد بشیراً نذیرا
زمیں آسماں عرش وکرسی بحکمش علیؑ داں علیٰ کل شیءٍ قدیرا
ز تو نیست پوشیدہ احوال جامی کہ ہستی بمعنی سمیعاً بصیرا

بحوالہ تاریخ فرشتہ سید محمد عریضی ابن سید اسماعیل اعرج اکبر ابن امام جعفر صادق علیہ السلام۔
سید محمد عریضی امام جعفر صادقؑ کی موجودگی میں طبرستان رَے چلے گئے اور محمد آباد شہر
آباد کیا۔ جو آپ کے نام سے منسوب ہے۔ جب انکی اولاد بکثرت ہوئی تو ہند سندھ خراسان
قندھار میں جاکر متوطن ہوئے۔

اول جس شخص نے اس طائفہ سے ظہور پکڑا اسکو ابو القاسم محمد بن عبداللہ المہدی کہتے تھے
جو مالک زمام جہان بانی ہوا۔ بذریعہ دعوت اسلام مصر افریقہ کا پہلا فاطمین خلیفہ تھا ان کی
سلطنت کا حال مذکور بالا ہوچکا ہے۔ مدت سلطنت ان کی ۲۶۸ سال ہے ۵۰۷ھ ہجری میں
ان کا انجام ہوا۔ پھر خطبہ بنام عباسی خلیفوں کے سوا اس طائفہ اسماعیلیہ کے لوگوں کو
وہاں رہنا منحصر ہوا۔ کہ وارث ملک تھے۔ اوائل دولت اسماعیلیہ سید عبدالمومن کی نسل
سے ایک شخص سید صلاح الدین محمد نوربخش لباس درویشاں میں آیا اور ارشاد باوجود کو اپنے
دربر رکھا وہ اپنی جد اسماعیل کو امام نہ جانتا تھا۔ پردہ تصوف میں اس کا طریقہ اثنا عشری

صوفی تھا۔ ہر جگہ سلسلہ پیری مریدی جاری کیا مگر تقویت مذہب اثناء عشری کی کرتا تھا اور داعی
الی الحق تھا۔ اور نائب امام کہلاتا تھا۔ چند مدت اُن کے بزرگ اور سیّد شاہ طاہر کے بزرگ
موضع خوند جو سرحد گیلان میں ہی رہتے تھے۔ اور سادات خوندیہ گیلانی تھے۔ سید پیر صلاح الدین
محمد نور بخش سبزوار میں رہتے تھے۔ انہوں نے ۸۴۲ھ ظہور پکڑا اور مصنف کتاب فقہ
آحوط یہ صاحب بڑے باکمال اور عالی درجات تھے۔ اور سبزوار میں رہتے تھے ۸۵۶ھ ہجری
میں ان کے گھر خداوند سبحانہ نے فرزند ارجمند مرتبہ بلند عطا فرمایا۔ ان صاحبان کو شوق دعوت
اسلام کا ہمیشہ رہتا تھا۔ اب سیّد صلاح الدین محمد نور بخش برائے دعوت اسلام بدخشان کو
تیار ہوئے۔ اور آپ کا فرزند رتبہ بلند ۱۹ سال کی عمر میں سید شمس الدین اپنے والد کے ہمراہ
تیار ہوئے۔ آخر ہر دو باپ بیٹا ملک بدخشاں میں تشریف لے گئے۔ اور ہزارہا لوگوں کو طریقہ
حق کی تعلیم فرمائی وہاں سے تبت کوچک میں تشریف لے گئے۔ وہاں بھی ہزارہا مخلوق
کو دعوت اسلام کی تبت کے لوگ بھی آپ کے دست حق پرست پر کفر ترک کرکے اور شرک
ترک کرکے دین حق میں داخل ہوئے۔ بعدہٗ کشمیر میں تشریف لائے اور دعوت اسلام جاری
کی اور تمام کشمیر کے لوگوں کو کتاب احوط فقیہ مطالعہ کرائے تمام لوگ اس طریقہ میں شامل
ہوئے۔ اور طریقہ آفتاب کی تسخیر کا خاص لوگوں کو بتلایا بحوالہ تاریخ فرشتہ جلد دوئم صفحہ
تا ۱۵۴ میں لکھا ہے۔ کہ مرزا حید ترک نے اپنی کتاب رشیدی میں لکھا ہے کہ فتح شاہ بادشاہ
کے زمانہ میں ایک مرد میر شمس الدین نام تھا۔ اوسنے عراق عجم سے آکر اپنے تئیں میر سید
صلاح الدین محمد نور بخش سے منسوب کرکے مذہب غیر معروف جاری اور نام اوس مذہب کا نور
بخشی رکھا قبل ازیں کشمیر میں آفتاب پرست ایک مذہب تھا۔ سیّد صلاح الدین محمد نور بخش
طائفہ چکاں اس تقریر پر دعوے کرتے تھے۔ کہ سیّد میر شمس الدین عراقی شیعہ مذہب رکھتا
تھا۔ تمام مردم کشمیر اور سلاطین اوس زمانہ کے اسکی مقتدا ہوئے۔ اور سب نے خطبہ ائمہ اثنا
عشرہ اوسکے حکم سے پڑھ لیا تمام کوہستان میں یہ طریقہ جاری کرکے آپ حضور ہر دو
باپ بیٹا ۸۸۶ھ ہجری میں واپس اپنے وطن مالوفہ شہر سبزوار میں جو علاقہ عراق عجم میں
تشریف لائے۔ اور انکی اولاد سے سات پشت نیچے سید محمد نور بخش ثانی ملقب پیر سید
صاحب مدفون جموں اور انکا پسر سید شمس الدین عرف فتح شاہ ۸۶۴ھ ہجری میں کتاب
اپنی جد امجد کے آحوط فقہ لیکر کشمیر میں تشریف لے گئے۔ اور تمام مردم کشمیر و تبت

وگلگت وبدخشان میں ائمہ اثنا عشری کے نام کا خطبہ سکہ جاری کیا اور مذہب نوربخشی نے
زیادہ فروغ پایا تا حال اس ملک کے لوگ شیعہ نوربخشیہ کہلاتے ہیں۔ تاریخ فرشتہ صت ۵۰
یہ صاحب ہردو باپ بیٹا نسل میر شمس الدین سے فتح شاہ بادشاہ کشمیر کے زمانہ میں کشمیر گئے
تھے۔ ان کی وفات کے بعد عرصہ دراز میں سنہ ۹۹۵ھ میں جب اکبر بادشاہ کے قبضہ میں کشمیر
آیا۔ تو اوسنے مرزا حیدر ترک کو حاکم کشمیر مقرر کیا۔ اوسنے جاکر دیکھا کہ تمام مردم کشمیر شیعہ
نوربخشیہ ہیں۔ اور اسکو کتاب آحوط فقہ کا پتہ بہی لگا جب اوسنے کتاب دیکھی اسکے طریقہ کے
برخلاف تہی۔ اوسنے انعام مقرر کیا۔ اور ہر جگہ لکھا۔ کہ جس جس شخص کے پاس کتاب آحوط فقہ ہووے
ہمارے پاس لاوے ہر شخص نے وہ کتاب آحوط فقہ لاکر دے دی مرزا حیدر ترک حنفی تھا۔ جب
اچھی طرح کتاب کو دیکھا تو اسمیں تمام فضیلت اہلبیت کی تہی۔ بہت رنجیدہ ہوا۔ اور ایک کتاب
دہلی میں روانہ کی۔ تمام علمائے ہند نے اوس کتاب پر فتوئے کفر لکھدیا اور کوشش تحریرا سوجہ
کی کہ جو اس کتاب کے پیرو ہوں ان کو مٹانا اور کتاب کو محو کرنا واجب اور فرضیات سے ہے جو
وہ کتابیں مرزا حیدر ترک کے پاس موجود تھیں۔ اوسنے تمام آگ میں جلا دیں۔ اور تمام مردم
کشمیر کو بسیاست شاہی قتل عام شروع کر دیا۔ بہت لوگ قتل کئے گئے۔ اور بہت لوگ حنفی ہو
گئے۔ اور کچھ پر تصوف میں لنگوٹہ بند صوفی بن گئے۔ اور راہ فرار لی۔ مذہب نوربخشی اسکے بعد
گم ہوگیا۔ بعد اس خاندان شمسیہ عالیہ میں سینہ بسینہ مخفی ہوا۔ اسی مذہب کو اہل ہنود
شمسی مت کہتے ہیں۔ اس مذہب کے لوگ حضرت مولا علیؑ کو مظہر ذات خدا تصور کرتے
ہیں۔ لیکن پیرو ائمہ اثنا عشرہ کے ہیں۔ شیعہ نوربخشیہ اثنا عشریہ صوفیہ کہلاتے ہیں۔
اب یہ تقیر ناچیز شجاع الملک باقی احوال حضرت شمس الدین تبریز ابن سید صلاح الدین
محمد نوربخش کے ہردو فرزندوں کا جو سبزوار میں تھے۔ عرض کرتا ہے۔ بعد واقعہ آفتاب
ملتان میں حضور شمس آپ سکونت پذیر سنہ ۶۶۵ھ میں ہوئے۔ اور مولانا روم اور سید عبدالہادی
کو واپس وطن کو روانہ کیا۔ اور پاپوش حضرت کا بعرض ہمراہ لے گیا اور قونیہ میں جاکر وہاں
روضہ الانور تیار کیا۔ اور سید عبدالہادی نے سبزوار میں جاکر حضرت انور سید شمس الدین کے
دونوں فرزندوں کو بمعہ عیال اطفال ملتان کو روانہ کیا اور بادشاہ احمد نکودار نے ہمراہ
شاہزادوں کی افواج کر دی اور وہ سنہ ۶۶۶ ہجری میں قافلہ سادات عظام اسماعیلیہ کا ملتان
میں پہنچا۔ آنجناب سے بال بچہ نے آکر تعظیم تکریم کر دی اور وہاں سکونت پذیر ہوئے +

حضرت میر شاہ شمس الدین سبزواری جب اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ کشمیر تبت کو
تشریف لے گئے۔ تو وہاں میر سید شمس الدین عراقی کہلائے۔ اور جب تبریز میں زیادہ مدت
رہے۔ شمس الدین تبریزی کہلائے جب شہر قونیہ میں گئے۔ تو آپ کو شمس پرندہ کہتے تھے
اور شام مصر میں آپ کو شمس مغربی بولتے تھے۔ شاہ قاسم انوار بھی آپ کا خطاب ہے
یہ جملہ انصاب آپکے نام سے منسوب ہیں۔ عوام الناس کو اسلیئے اشتباہ پڑتا ہے۔ کہ
علیحدہ علیحدہ اسم ہیں۔ اتنے شمس ہونگے۔ مگر نہیں یہ ایک ہے حضرت شاہ شمس الدین ہیں
جنکی مزار شہر ملتان کی جانب مشرق پاؤ میل کے فاصلہ پر موجود ہے۔

اور آپکا سلسلہ نسب امام جعفر صادق سے اسطرح منتہی ہوتا ہے

سید السادات عالی درجات قاتل الکفار والمشرکین میر سید شمس الدین عریضی
انکا لقب ہے اسلیئے یہ صاحب سید محمد عریضی بن اسماعیل ہیں۔ حضرت سیّد میر شاہ شمس
الحق تبریزی ابن سیّد صلاح الدین محمد نوربخش ابن سید علی ملقب سلام الدین ابن سید عبد ال
بادشاہ افریقہ ابن سید علی خالد الدین ابن سید محمد محب الدین ابن سید السادات عالی
امیر الامراء سید الشہداء شمشیر زن کافر شکن سید محمود سبزواری مدفون لاہور ابن س
محمد ابن ہاشم علی ابن سید احمد ہادی ابن سیّد منتظر باللہ ابن سید عبد المجید ابن سید غا
الدین ابن سیّد محمد منصور ابن اسماعیل ثانی ابن سیّد محمد عریضی ابن سیّد اسماعیل اع
اکبر ابن حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام سلام اللہ۔

تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے اسلام میں لکھا ہے۔ کہ حضرت شمس تبریز نے اپنا آبا
مذہب ترک کر دیا تھا۔ اور تمام دفتر رسالی جلا کر تبریز چلے گئے تھے۔ ہرگز نہیں آ
کا مذہب آپکے کلام پاک سے اثبات ہوتا ہے۔ کہ آپ کا طریقہ حقہ اثناء عشریہ نور

غزل از دیوان حضرت شاہ شمس الدین قدس سرہ

اے دستۂ گل مرحبا از بوئے ریحاں آمدی — جانِ عالم را تو ئی از عالمِ جاں آمدی
عیسئے غلامِ درگہت موسیٰ بصیرہ در رہت — رفرف شدہ جولاں گہت تا تو بمیداں آمدی
کردہ خلیلِ چاکری موسیٰ بجاں فرماں بری — کز عالمِ پیغمبری محبوب خوباں آمدی

دنیا نزیبد جائے تو در مسند بالائے تو
آں عرش خاک پائے تو گنج بوریان آمدی

خصم نافرمان تو زد شک بر دندان تو
خندہ شد یکبار تو پُر خون دندان آمدی

ای شمس حسینی باصفا میگو تو نعت مصطفےٰ
زیرا کہ در بستان او تو مرغ خوش خوان آمدی

تعمیر روضہ انور حضرت شمس تبریزؒ کی جو اول ہوئی سنہ ۶۷۷ھ ہجری میں سید احمد شکر بار اور پیر حاجی صدر الدین اور شاہزادہ محمد جو بغداد سے آنجناب کے ہمراہ آیا ان تینوں صاحبوں نے پہلے سفید روضہ بنایا تھا اور تعمیر دیگر سید صفدر علی شاہ کے زمانہ میں ہوئے آنجناب حضرت کے دروازہ پر یہ اشعار تحریر ہیں جو ذیل میں درج ہیں سنہ ۱۱۹۴ھ میں دوسری تعمیر ہے +

حکم بنائے روضہ شد از درگاہ لم یزل
گشت ارشاد بہ چہار گاہ درویشان دلی

بود زلف ماتسعین احد ہجری
کہ کرد بسم اللہ تاریخ منت موجودے

تعمیر خانقاہش روضہ دریافت جلی
حمد مولوی در عہد حیات میر صفدر علی

یکہزار یک صد نود چہار ہجری
کہ پُر دُرش ایں نامہ ابیات قلندری

سال وفات سنہ ۶۷۵ھ ہجری او تعمیر اول سنہ ۶۷۷ھ ہجری تعمیر دیگر سنہ ۱۱۹۴ھ ہجری ملتان سید پیر شاہ شمس الدین سبزواری تبریز کی ولادت باسعادت بمقام سبزوار شہر جو عراق عجم میں ہے۔ صحرائے نمک سے تیس میل کے فاصلہ پر ہے روز تولد جمعہ ۱۵ ماہ شعبان سنہ ۵۶۰ھ عہد حکومت بادشاہ محمد یادگار مرزا آنحضرت کی والدہ صاحبہ کا اسم گرامی فاطمہ بنت سید شاہ قاسم انوار آذری تھا اور اسم والد بزرگوار سید صلاح الدین محمد نور بخش تھا۔ اور حضرت مولانا شمس الدین کی شادی جناب بی بی حافظ جمال بنت سید جلال الدین ابن سید علی سلام الدین ابن سید عبد المومن بادشاہ آنحضرت سید شمس الدین کی دو فرزند ارجمند متولد ہوئے سید نصیر الدین محمد و سید علا والدین احمد شکر بار زندہ پیر آنجناب سنہ ۶۰۰ھ میں ترک اطفال کر کے بمقام تبریز تشریف لے گئے +

تاریخ تولد سید نصیر الدین محمد روز پنجشنبہ ۱۲ رجب سنہ ۵۸۸ھ ہجری والدہ آپکے بی بی حافظ جمال والد حضرت پیر شمس الدین عمر ۹۴ برس تھی۔ روز وفات سہ شنبہ ۱۲ ماہ رمضان سنہ ۶۸۲ھ ہجری عہد بادشاہ محمد سلطان ملقب خان شہید در قلعہ لاہور زیر تحت تہ خانہ مزار پُر انوار زیارت گاہ خلائق ہے اور آپ کے دو فرزند عقاب تھے۔ سید کمال الدین پسر کلاں و سید شہاب الدین پسر خورد تھے۔ اور ان ہر دو برادران کی شادی اپنے چچا پاک

کی دختروں سے سبزوار میں ہوئے۔ انکے اسماء شریفہ ہیں بی بی نور الانوار و بی بی مطلع انوار
بنت سید شاہ عبدالحسین ابن سید صلاح الدین محمد نور بخش تاریخ ولادت سید کمال الدین
یوم چہارشنبہ ۱۸ ماہ ذوالحجہ سنہ ۶۲۳ھ بمقام سبزوار اسم والدہ صاحبہ مطلع انوار عبد
محمد خوارزم شاہ روز وفات روز جمعہ ۱۷ شوال سنہ ۷۱۵ ہجری بمقام روضہ انور بلدہ دیبل نگر
ٹھٹھہ عہد قطب الدین عقاب سید کمال الدین آپ کے پانچ پسر تھے سید جلال
الدین و سید صلاح الدین و سید زین العابدین شاہ و سید خیر الدین و سید جمال الدین
تاریخ تولد سید جلال الدین ابن سید کمال الدین سبزواری روز سہ شنبہ ۱۴ ربیع الاول
سنہ ۶۴۲ھ بمقام سبزوار عمرش ۸۲ برس روضہ انور بمقام بلدہ دیبل ملک سندھ عہد قطب
الدین ایبک سنہ ۷۲۴ھ صاحب اولاد ہیں۔ سید صلاح الدین ابن سید کمال الدین تاریخ
تولد پنجشنبہ ۱۲ رجب سنہ ۶۴۵ ہجری میں بمقام سبزوار عمر نوے سال وفات بمقام بلدہ دیبل
نگر ٹھٹھہ روز جمعہ ۱۷ ماہ صفر سنہ ۷۳۵ھ عمر نوے برس عہد جام عالی یہ صاحب بھی صاحب
اولاد ہیں۔ ان نسل پنجاب میں بسیار ہے۔ روضہ انکا نگر ٹھٹھہ میں ہے *

سید زین العابدین ابن سید کمال الدین سبزواری انکی تاریخ تولد بمقام سبزوار روز
دوشنبہ دو ماہ رجب سنہ ۶۴۸ھ عمر ۸۳ برس وفات بمقام بلدہ دیبل روز چہارشنبہ سنہ ۷۳۱ھ
عہد جام عالی روضہ انور مقام نگر ٹھٹھہ سید شاہ خیر الدین ابن سید کمال الدین سبزواری
تاریخ ولادت سید خیر الدین بمقام سبزوار انکی تاریخ ولادت روز پنجشنبہ ۲۱ ماہ شوال سنہ ۶۵۲ھ
عمر ۸۱ برس روز وفات جمعہ ۱۵ ماہ شعبان سنہ ۷۳۳ھ بمقام وفات سکھر کتہ روضہ انور سبز گنبد
سید شاہ خیر الدین سبزواری زیارت گاہِ عالم ہے۔ آپ کی اولاد تین ہوئے آپ جلیل القدر
کامل بزرگ تھے۔ ان حضرات کے کمالات ملفوظ کمالیہ میں لاتعد ہیں اس فقیر نے صرف
تاریخ تولد رحلت کی نقل لی ہے۔ خوفِ تطویل سے اسی پر اکتفا کیا ہے۔ مختصر حالات
سادات عظام سبزواری کی درج کتاب ہذا میں کئے گئے ہیں *

سید جمال الدین ابن سید کمال الدین سبزواری انکی تاریخ ولادت ۹ ماہ ربیع
الاول سنہ ۶۵۵ ہجری میں روز دوشنبہ بمقام سبزوار روز وفات جمعہ ۲۷ صفر سنہ ۷۴۶ھ
عمر ۷۰ برس روضہ انوار بمقام بلدہ دیبل نگر ٹھٹھہ حاکم وقت فیروز شاہ سید حافظ علی
ابن سید زین العابدین ابن سید کمال الدین سید نصیر الدین محمد ابن سید شاہ شمس الدین

سبزواری تبریزی سیّد حافظ علی کی تاریخ تولد روز چہارشنبہ پانچ ماہ جمادی الثانی ۶۸۰ سنہ ہجری میں بمقام بلدہ دیبل نگر ٹھٹھہ مشہور روز وفات پنجشنبہ ۱۷ ماہ شعبان ۷۵۶ سنہ عمر ۷۶ برس مزار شریف اندر سید شاہ خیر الدین بمقام سکھر کنہ میں موجود ہے ان کے پسر سید جعفر علی وابن حافظ علی انکی تاریخ تولد روز سہ شنبہ بمقام نگر ٹھٹھہ ۷۱۴ سنہ عمر ۸۱ برس روز جمعہ ۵ ماہ رمضان ۷۹۵ سنہ مزار اندر سید خیر الدین بمقام سکھر کنہ میں ہے۔ سید جعفر علی کے دو پسر تھے۔ سیّد قمر علی و سیّد آدم علی سیّد قمر علی ان کی تاریخ تولد بمقام بلدہ دیبل روز ۹ ماہ محرم ۷۱۰ سنہ تاریخ وفات چہارشنبہ دو ماہ شوال ۷۸۱ سنہ میں عمر ۷۱ برس روضہ انوار مقام لوہارکہ متصل امرتسر اور سیّد آدم علی ابن سید جعفر علی انکی تاریخ تولد ۲۵ رمضان روز جمعہ ۷۴۵ سنہ عہد نظام الدین جام روز وفات پنجشنبہ ۱۵ ذی الحجہ ۸۲۷ سنہ عمر ۸۲ برس روضہ انور بر ٹکری آدم شاہ متصل سکھر ملک سندھ ان کے دو فرزند سیّد آدم علی شاہ کے پانچ پسر تھے۔ سید عارف شاہ و سید معروف شاہ ان کے روضہ انور بھی ٹکرے آدم شاہ پر موجود ہیں۔ تین روضہ ہیں دیبل سکھر سے ٹکری آدم شاہ کا فاصلہ ہے *

سیّد کمال الدین ابن سیّد نصیر الدین محمد سبزواری سے جب ۶۶۵ سنہ میں تشریف لائے۔ شہر ملتان میں اپنے جد بزرگوار حضرت سید شاہ شمس الدین سبزواری کی خدمت میں رہے۔ بعد چند عرصہ کے آنحضرت نے تمام اولاد کو آپ فیض سے فیضیاب فرماکر دعوت اسلام کے لیئے رخصت فرمایا تھا۔ سید کمال الدین سبزواری معہ پانچ فرزندوں کے ملک سندھ بمقام بلدہ دیبل نگر ٹھٹھہ میں باجازت سید شاہ شمس الدین تبریز وہاں تشریف لے گئے تھے۔ اور سیّد شہاب الدین معہ سات فرزندان ملتان سے بمقام نفل شاہ اور مقام نم بتول ضلع ہزارہ میں کوہ ہمالیہ کے دامن میں سکونت پذیر ہوئے اول سیّد کمال الدین سبزواری کی اولاد کا ذکر یہ فقیر عرض کرتا ہے اور بعد سید شہاب الدین شہید از زہر اور ان کے سات فرزندوں کا احوال عرض کرونگا۔

سیّد کمال الدین ابن سیّد نصیر الدین محمد ابن سیّد شاہ شمس الدین مدفون ملتانی۔

سیّد کمال الدین کے پانچ پسروں کے تین صاحب اولاد ہوئے ہیں ان کی اولاد کے تین فرع ہیں۔ فرع اول سید جلال الدین ابن سیّد کمال الدین سبزواری۔

سیّد جلال الدین انکے پسر سیّد رکن الدین انکے پسر سیّد صادق علی ان کے پسر
سیّد شمس الدین انکے پسر سیّد حافظ علی ان کے پسر سیّد فتح شاہ انکے پسر سیّد
کمال شاہ ان کے پسر سید شاہ محمد ان کے چار پسر سید بڈن شاہ و سیّد نور شاہ و سیّد
فاضل شاہ یہ سہ لاولد و سیّد باقر شاہ انکے پسر سیّد دسوندی شاہ انکے پسر سید نتھن شاہ
ان کے پسر سید حیدر شاہ ان کے چار پسر سیّد نعمت علی و سیّد قاسم علی ان کے
پسر سید نبی بخش و سید محمد شاہ موجود بمقام بیتوراہیر پرگنہ کپور تھلہ ضلع جالندھر +

فرع دوم سید صلاح الدین ابن کمال الدین ان کے پسر سید محب علی ان کے پسر
سید محمد شاہ ان کے پسر سید احمد شاہ ان کے پسر سید مظفر علی ان کے پسر سید حیدر شاہ
ان کے پسر سید شاہ اللہ دین انکے پسر سید نور شاہ ان کے پسر سید شاہ حسین
ان کے پانچ پسر سید مرتضیٰ لاولد و سیّد مصطفےٰ شاہ و سید عبد الفتاح و سید سید علی
و سید ولی محمد سید مصطفےٰ شاہ ابن سید شاہ حسین ان کے تین پسر سید شریف شاہ
و سید جان محمد یہ ہر دو لاولد و سیّد خان محمد تیسرا پسر انکے پسر سید محمد شاہ انکے
تین پسر سید نظام شاہ و سید امام شاہ یہ دو لاولد و سید مومن شاہ انکے پسر
سیّد فتح شاہ ان کے دو پسر سیّد شاہ حسین و سید علی شیر سیّد شاہ حسین ان کے
چار پسر سید غلام رسول و سید بدر الدین و سید محمد شاہ و سید سید محمد ہر چہار موجود سید
محمد کے پسر سید ثابت علی موجود بمقام بھرور پرگنہ گھمایوں ریاست پٹیالہ

اور سید علی شیر پسر سید فتح شاہ ان کے تین پسر سید فتح شاہ و سیّد فرزند علی
و سید شاہ نواز ان کے پسر چار فرزند سید عطا حسین و سید اکبر حسین و سید شریف حسین
و سید دلاور حسین ہمہ موجود مقام بھرور و سید فرزند علی ان کے پسر سید محمد اکبر موجود
بھرور و سید فتح محمد ان کے پسر سید جعفر حسین موجود بھرور سید عبد الفتاح ابن سید
شاہ حسین بالا انکے چار پسر سید احمد شاہ لاولد و سید محمد شاہ و سید جھجو شاہ و
سید محمود شاہ -

و سید محمد شاہ ان کے پسر حیات شاہ ان کے پسر خواجہ محمد لاولد سید جھجو شاہ ان کے
پسر سید فتح علی ان کے پسر سید عزیز علی ان کے پسر سید حفیظ علی لاولد سید محمود شاہ
ان کے پسر سید برکت شاہ لاولد و سید اسماعیل شاہ ان کے پسر سید زمان شاہ لاولد

وسید ڈڈاشاہ ان کے چار پسر سید عالم علی شاہ و سید محسن علی شاہ سید وخضر علیشاہ ہر سہ لاولد و سید محکم شاہ چوتھا ان کے تین پسر سید غلام حیدر و سید حسن علی و سید جیوی شاہ ان کے پسر سید بلند شاہ موجود مقام بھرور سید حسن علی ان کے پسر سید قاسم علی موجود بھرور و سید غلام حیدر ان کے پسر سید کاظم علی موجود مقام بھرور تحصیل گھمایوں ریاست پٹیالہ۔

سید سید علی ابن شاہ حسین انکے پسر سید نتھن شاہ انکے پسر سید نادر علی انکے چار پسر سید فضل کریم و سید شرف علی و سید تابع حسین و سید تابع حسن سید فضلکریم ان کے تین پسر بڈہن شاہ لاولد سید سردار علی و سید غلام حسن و سید سردار علی انکے پانچ پسر سید اصغر علی و سید مراد علی و سید امداد علی و سید اکبر علی و سید نادر شاہ ہمہ موجود بمقام تیپلہ تھانہ مردان پور تحصیل راجپور ریاست پٹیالہ۔ سید غلام حسن بن سید فضل الکریم ان کے چار پسر سید قاسم علی و سید وزیر علی و سید شیر علی ہر سہ موجود بمقام شاہ پور اغلوہ ریاست نابھہ سید شرف علی بن نادر علی سید شرف علی ان کے تین پسر سید حسین شاہ لاولد و سید سلطان علی و سید سید علی ان کے تین پسر سید حسن علی سید علی حسن و سید محمد اکبر و سید ولایت علی ہر چہار موجود بمقام ٹرل علاقہ راجپور ریاست پٹیالہ سید سلطان علی ان کے تین پسر سید عطا محمد و سید علی محمد و سید شیر علی ہر سہ موجود شاہ پور پرگنہ اغلوہ ریاست نابھہ اور سید تابع حسین بن سید نادر علی انکے پسر سید محمد بخش ان کے تین پسر سید نظام الدین و سید کبیر الدین ہر دو لاولد تیسرا سید علی شاہ ان کے پسر سید فتح علی شاہ موجود شاہ پور اغلوہ ریاست نابھہ۔ و سید تابع حسن بن نادر علی انکے دو پسر سید نجف علی و سید حسن علی ان کے پسر سید بہادر علی ان کے پسر سید امیر حسن موجود ڈوڈیانہ متصل انبالہ سید نجف علی ان کے پسر سید شمس الدین ان کے پسر سید شمس الدین انکے پسر سید امیر حیدر موجود بمقام تیپلہ ریاست پٹیالہ۔

سید ولی محمد ابن سید شاہ حسین مذکورہ بالا سید ولی محمد ان کے چار پسر سید عظیم شاہ لاولد و سید شاہ علی و سید امیر شاہ و سید محمد شاہ سید شاہ علی ان کے پسر سید امام شاہ کل لاولد و پسر امیر شاہ انکے پسر غلام مرتضیٰ لاولد اور سید امیر شاہ ان کے چار پسر

سید فرمان شاہ و سید شاہ جیو و سید زندہ علی و سید سید علی ہر چہار لاولد و سید محمد شاہ
بن سید ولی محمد ان کے دو پسر سید نصیب شاہ و سید نور شاہ ان کے دو پسر سید امین شاہ
و سید بدر الدین ہر دو لاولد سید نصیب شاہ انکے تین فرزند سید نظام دین و سید دولت
شاہ یہ ہر دو لاولد تیسرا سید محبوب شاہ ان کے تین پسر سید حسن شاہ سید حسین شاہ
ہر دو لاولد و سید بہادر شاہ تیسرا پسر اُن کے پسر سید اکبر شاہ انکے پسر نادر شاہ
موجود بمقام رائے پور علاقہ رائے کوٹ ضلع لدہانہ۔

دو فرع اول سید کمال الدین ابن سید نصیر الدین سید شاہ شمس الدین سبزواری نیز
تبریزی کی اولاد کی جو دو فروع قلیل تھے۔ وہ لکھدیئے اور فرع سیوم فرزند سید کمال
الدین سبزواری کی جس کا نام سید زین الدین یہ سید زین العابدین ہے۔ انکی نسل
کثرت سے ہے۔ سید زین العابدین ابن سید کمال الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین
محمد سبزواری ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری نیز تبریزی مدفون ملتانی سید زین
العابدین انکے پسر سید حافظ علی ان کے دو پسر سید قمر علی لاولد انکا روضہ انور بمقام
لوہارکہ کلاں ضلع امرتسر میں موجود ہے۔ فرزند دوسرا سید جعفر علی ان کے پسر سید
آدم علی شاہ ان کے پانچ فرزند تھے۔ سید عارف علی و سید معروف شاہ و سید ابراہیم
یہ صاحب ہر سہ لاولد ہیں۔ سید عارف علی و معروف شاہ روضہ انور سکھر سندھ سے دو میل
فاصلہ پر ٹکری آدم شاہ پر مشہور ہے۔ اوس پہاڑی پر تینوں باپ بیٹوں کے تینوں روضے
موجود ہیں۔ اور سید ابراہیم کا روضہ بمقام کہائی ضلع فیروز پور میں موجود ہے۔ یہ ہر سہ بزرگ
کامل اکمل گذرے ہیں۔ انکی کرامات کا احوال اس فقیر نے نقل نہیں کیا۔ باعث طوالت
اور سید عنایت اللہ شاہ و سید شمس الدین اونکی اولاد ہے سید شمس الدین ابن سید
آدم علی شاہ ان کے دو پسر سید فتح شاہ و سید لدھن شاہ ان کے دو پسر
نور محمد و سید شاہ محمد سید نور محمد انکے پسر سید فرمان شاہ انکے پسر سید اورنگ
ان کے دو پسر سید مراد شاہ و سید مکرم شاہ انکے پسر سید عالم شاہ ان کے تین
سید امام علی و سید عطر شاہ و سید شرخ شاہ ان کے چار پسر سید محسن شاہ و
مبارک شاہ ہر دو لاولد و سید حاجی شاہ و سید نواب شاہ ان کے چار پسر سید علی شاہ
و سید جیون شاہ و سید ولایت و سید احمد شاہ ہر چہار موجود بمقام باؤ پور جٹاں۔

سید حاجی شاہ ان کے دو پسر سید محمد شاہ و سید شیر شاہ موجود بمقام باؤ پور جٹاں
تحصیل و ضلع گورداسپور سید عطر شاہ ابن سید عالم شاہ اسکے پسر سید نو بہار شاہ
ان کے پسر سید مراد شاہ انکے پسر سید کرامت علی موجود بمقام باؤ پور جٹاں۔

سید امام علی بن سید عالم شاہ انکے دو پسر شجاعت علی و سید جماعت علی سید
شجاعت علی ان کے پسر سید نواب شاہ ہر سہ موجود بمقام بوتالہ سٹیالہ ضلع امرتسر۔

سیّد مراد شاہ ابن سید اورنگ شاہ انکے پسر سید شاہ انکے تین پسر تراب شاہ
و سید الٰہی شاہ و سیّد دسوندھی شاہ سید تراب شاہ انکے پسر سید الف شاہ انکے
پسر سید برکت علی بمقام اُدو وفتہ۔

و سید الٰہی شاہ انکے پسر سید امام شاہ انکے پسر سید چراغ شاہ موجود بمقام ادو وفتہ
ضلع سیالکوٹ و سید دسوندھی شاہ انکے پسر سید حسین شاہ ان کے دو پسر سید شیر شاہ
دہر شاہ موجود بمقام اُدو وفتہ ضلع سیالکوٹ۔

سید لدھن شاہ ان کے پسر سید نور محمد ان کے پسر فرمان شاہ ان کے پسر سیّد
اورنگ شاہ ان کے پسر سید مراد شاہ ان کے پسر سید فتح شاہ و سید امیر علی و سید
ولایت شاہ و سید گلاب شاہ ان کے دو پسر سید علی شاہ لاولد سید تراب علی ان
کے دو پسر ملک شاہ لاولد و الف شاہ انکے تین پسر برکت علی و صادق علی و امداد علی
برکت علی ان کے تین پسر صفدر حسین و عاشق حسین یہ موجود ادو وفتہ سید ولایت شاہ
ان کے پسر امام شاہ ان کے پسر چراغ شاہ موجود و سید امیر علی ان کے پسر امام علی انکے
چار پسر ولایت شاہ ہدایت شاہ جماعت علی و شجاعت علی ان کے پسر نواب شاہ موجود
بٹالہ و سید فتح شاہ انکے پسر دسوندھی شاہ ان کے پسر نتھے شاہ ان کے تین پسر
حسین علی و سوہنے شاہ سب موجود اُدو وفتہ۔ حسین علی ان کے دو پسر شہر شاہ مہر شاہ
موجود سید فتح شاہ ابن سید شمس الدین ابن سید آدم علی ابن سید جعفر علی ابن
سید حافظ علی ابن سید زین العابدین ابن سید کمال الدین سبزواری ابن سیّد
نصیر الدین محمد سبزواری مدفون لاہوری ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری ملقب
بہ شمس تبریز مدفون ملتانی یہ سادات خاندان شمسیہ عالیہ جملہ سبزواری مشہور
ہیں۔ و اسماعیلیہ ہیں +

سلسلہ نسب سادات موضع لوہارکہ کلاں ضلع امرتسر

سید فتح شاہ ابن سید شمس الدین انکے دو پسر سید شاہ الہ بخش وسید جلال الدین وسید ف
شاہ کے بھائی لدہن شاہ کی اولاد کی نسب کا اوپر بیان ہوا اور اب سید فتح شاہ کی او
کے دو فرع ہیں۔ اول سید جلال الدین ان کے دو پسر سید فقیر علی شاہ وسید ابراہیم شا
ان کے پسر سید صادق علی ان کے دو پسر سید روشن علی وسید نظر علی ان کے
سید حسین شاہ انکے دو پسر حسن علی وسید فیض علی ان کے تین پسر احمد علی وسید شاہ
وسید علی محمدؐ ہر سہ موجود بمقام لوہارکہ۔
وسید حسن علی ان کے تین پسر محمد شاہ وسید کرم شاہ وسید امیر شاہ ہر سہ موجود
سید روشن علی بن صادق علی انکے دو پسر سید مرتضیٰ شاہ وسید نھتو شاہ
مرتضیٰ انکے پسر سید ولایت شاہ ان کے تین پسر دولت شاہ وسید امیر شاہ وسید مد
ان کے پسر سید نشان علی ان کے پسر سید لطف شاہ انکے پسر سید بوٹے شاہ مو
بمقام لوہارکہ سید نھتو شاہ بن سید روشن علی انکے پسر سید دیوان شاہ انکے دو
سید فتح شاہ لاولد وسید امیر شاہ ان کے تین پسر سید حفیظ علی لاولد وسید گوہر شاہ و
سکندر شاہ انکے پسر سید جماعت علی ان کے پسر سید رحمت علی موجود لوہارکہ سید گو
ان کے شش پسر سید مہر شاہ وسید مہدی شاہ وسید صادق حسینؑ وسید شیر شاہ و
الطاف حسین وسید ہدایت شاہ ہمہ موجود لوہارکہ سید فقیر علی شاہ ابن سید جلال الد
ابن سید فتح شاہ فقیر علی شاہ ان کے تین پسر سید حسین شاہ وسید صاحب شاہ
سلطان شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر تین سید احمد شاہ وسید سجن شاہ و
عباس علی انکے پسر سید چراغ شاہ انکے دو پسر سید غلام شاہ سید سید شاہ انکے
سید جمال شاہ ان کے پسر دو سید عوض علی وسید ثابت علی ان کے پسر سید ثابت
ان کے پسر سید مظفر علی ہر سہ موجود لوہارکہ سید غلام شاہ ان کے دو پسر سید بہاد
وسید تراب شاہ انکے دو پسر سید عطا محمد وسید شاہ محمد ہر دو موجود لوہارکہ سید بہادر ع
ان کے دو پسر سید قطب شاہ وسید غلام حسین ان کے دو پسر سید حسن علی و

صادق حسین انکے پسر سید جعفر حسینؒ موجود لوہارکہ سید قطب شاہ انکے تین پسر سید
حیدر شاہ و سید نواب شاہ و سید نور حسین ان کے پسر سید غلام حسین موجود بمقام لوہارکہ
کہ سید بجن شاہ بن سید محمد شاہ انکے پسر سید حسین علی انکے تین پسر سید ولایت شاہ و
سید شجاعت علی و سید قطب علی ان کے تین پسر سید رجب علی و سید نظر علی و
سید سردار علی ہر سہ موجود بمقام شہر قصور سید شجاعت علی ان کے دو پسر سید مظفر علی
و سید شیر علی ہر دو موجود بمقام قصور سید ولایت شاہ انکے دو پسر سید روشن علی
و سید ننھے شاہ موجود قصور۔ سید احمد شاہ ابن سید محمد شاہ ان کے پسر سید امام شاہ
ان کے چار پسر سید مراد شاہ و سید بڈھے شاہ و سید جیوے شاہ و سید مست علی
انکے پسر سید عنایت شاہ انکے پسر سید رحمت علی موجود قصبہ نارووال سید جیوے
شاہ انکے پسر سید بہار شاہ انکے تین پسر سید وارث علی و سید تراب علی و سید
عجائب علی ان کے تین پسر سید شجاعت علی و سید عنایت علی و سید ہدایت علی
ہر سہ موجود بمقام لوہارکہ سید بڈھے شاہ انکے پسر سید کرم شاہ انکے پسر سید فتح شاہ
موجود لوہارکہ سید مراد شاہ بن سید امام شاہ ان کے تین پسر سید ملک شاہ و سید
الف شاہ و سید امیر علی ان کے پسر سید کامل شاہ ان کے پسر سید سردار شاہ موجود
شاہ موجود لوہارکہ سید الف شاہ انکے دو پسر سید فتح شاہ و سید بہادر شاہ موجود
بمقام تہیم علاقہ لودھراں ضلع ملتان سید ملک شاہ انکے دو پسر سید چراغ شاہ و سید
سردار شاہ انکے پسر سید نور حسین موجود تہیم ضلع ملتان نسب سادات لوہارکہ سید فتح شاہ
ابن سید شمس الدین کے ایک فرزند سید جلال الدین کی اولاد کا نسب بیان ہوا ہے۔
اور ان کے دوسرے فرزند بزرگ سید شاہ الہ بخش ابن سید فتح شاہ کی اولاد کا
نسب مندرج ذیل ہوتا ہے۔ یہ تمام سادات عظام خاندان شمسیہ عالیہ سے ہیں اور
سرداری کہلاتے ہیں +

سید شاہ الہ بخش بن سید فتح شاہ مذکورہ بالا ان کے پسر خضر شاہ انکے پسر
سید لطف شاہ انکے پسر سید زین العابدین ان کے پسر سید حیدر شاہ انکے دو پسر
سید امیر شاہ و سید نور شاہ ان کے دو پسر سید چراغ شاہ و سید کریم شاہ ان کے
پسر سید بہادر شاہ انکے پسر تین سید دسوندی شاہ لاولد و سید عطر شاہ و سید آلہی شاہ

ان کے پسر سید حاکم شاہ انکے شش پسر سید ولایت شاہ و سید ہدایت شاہ و سید عنایت شاہ و
سید فضل شاہ و سید کرم شاہ و سید نذر شاہ عنایت شاہ انکے پسر سید شرف علی
و سید ولایت شاہ ان کے پسر سردار شاہ ہمہ موجود بمقام لوہارکہ کلاں اور متفرقات مقامات
میں رہتے ہیں۔ سید عطر شاہ بن بہادر شاہ انکے تین پسر سید وارث علی و سید
محمد شاہ و سید نواب شاہ ان کے دو پسر سید فضل شاہ و سید نیاز علی انکے پسر سید
ہاشم علی موجود بمقام لوہارکہ سید محمد شاہ انکے دارے شاہ موجود لوہارکہ۔ سید چراغ شاہ
ابن سید نور شاہ بالا انکے پسر سخی گلاب شاہ کامل اکمل بزرگ تھے۔ ہزارہا کرامات
ظاہر ہوئی۔ مزار پُر انوار آپ کی لوہارکہ کے قریب موجود ہے سید گلاب شاہ اوتاد
سخی ان کے دو پسر سید دیدار شاہ و سید ابدال ملک شاہ باکمال تھے۔ اُن کے پسر
سید لطف شاہ انکے پسر سید عنایت شاہ لاولد۔

سید دیدار علی شاہ انکے شش فرزند ارجمند تھے سید تیغ علی و سید سید علی
و سید شاہ دین علی و سید عجائب علی و سید جماعت علی و سید سُرخ علی شاہ سُرخ ابدال
تھے۔ سید تیغ علی انکے پسر سید دسوندی شاہ انکے پسر دو سید برکت علی و سید
حرمت علی انکے دو پسر سید مقبول حسینؑ و سید مطلوب حسین ہر دو موجود لوہارکہ و سید علی
ان کے تین پسر سید شیر شاہ و سید فتح حسین و سید حیدر حسین انکے تین پسر سید
شرف حسین و سید باور حسین و سید صفدر حسین ہر سہ موجود لوہارکہ و سید شیر شاہ ان کے
پسر سید خورشید حسن موجود بمقام لوہارکہ سید شاہ دین علی ان کے چار پسر سید علی
گوہر شاہ و سید فضل حسین شاہ و سید فتح حسین و سید حیدر حسین یہ صاحب لاولد
و فضل حسین تحصیلدار کے دو پسر سید غلام حسین و سید شریف حسین ہر سہ موجود بمقام
لوہارکہ و سید علی گوہر شاہ انکے تین پسر سید سردار شاہ لاولد و سید مہر شاہ انکے
پسر سید برکت علی موجود لوہارکہ و سید صادق حسین انکے پسر سید احمد شاہ موجود
لوہارکہ یا کوٹ رادھاکشن اپنی زمین انعام میں سکونت پذیر ہیں۔ و سید عجائب علی
انکے تین پسر سید انور شاہ و سید عالم شاہ و سید نادر شاہ انکے دو پسر سید لطف
و سید نعمت شاہ موجود بمقام قادرپور سید عالم شاہ انکے تین پسر سید محمد شاہ و سید
صادق علی و سید احمد شاہ ہر سہ موجود قادرپور سید انور شاہ انکے تین پسر سید سلطان شاہ

وسید عظمت شاہ وسید نور حسین ہمہ موجود بمقام قادر پور تحصیل دسوہا ضلع ہوشیار پور۔
سید جماعت علی انکے تین پسر سید خادم حسین وسید صادق حسین وسید رحمت علی موجود
سید خادم حسین انکے دو پسر سید تصدق حسین وسید دلاور حسین ہمہ موجود مقام لوہارکہ
وسید پیر شرخ شاہ ابدال ان کے دو پسر سید حسین شاہ وسید لعل شاہ انکے
دو پسر سید نور حسین وسید میر حسین ہر سہ موجود بمقام جمانبرہ ضلع منٹگمری
وسید حسین شاہ انکے فرزند سید مبارک شاہ موجود بمقام لوہارکہ کلاں ضلع امرتسر
سب سبزواری سادات اولاد حضرت شاہ شمس تبریز ہیں۔ سید کرم حسین وفضل حسین
دلنظر حسین ولد سید مبارک شاہ ابن شاہ موجود لوہارکہ سید امیر شاہ ابن سید رشاہ
ابن سید زین العابدین ابن سید لطف شاہ ابن سید خضر شاہ ابن سید شاہ اللہ بخش
ابن سید فتح شاہ ابن سید شمس الدین ابن سید آدم علی ابن سید جعفر علی ابن سید
جعفر علی ابن سید حافظ علی ابن زین العابدین ابن سید کمال الدین ابن سید نصیر الدین
محمد ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری تبریزی مدفون ملتانی +
سید امیر شاہ بن سید حیدر شاہ وسید قائم علی انکے تین پسر سید صدر الدین
وسید بدر الدین وسید ایوان شاہ انکے چار پسر سید شرخ شاہ وسید محمد شاہ و
وسید قطب شاہ وسید ولایت شاہ انکے پسر سید سردار شاہ موجود لوہارکہ۔
سید قطب شاہ ان کے دو پسر سید امیر حسین وسید رحیدر شاہ موجود لوہارکہ۔
وسید بدر الدین ان کے تین پسر سید ستار شاہ وسید بہار شاہ وسید عجائب شاہ
ہر سہ موجود لوہارکہ وسید صدر الدین ان کے دو پسر سید جہان شاہ وسید حسین
شاہ ان کے پسر سید غلام شاہ ان کے پسر سید امام شاہ موجود لوہارکہ سید جہان شاہ
ان کے پسر سید شجاعت علی ان کے تین پسر سید مروت علی لاولد وسید ثابت علی وسید
گدا علی ان کے دو پسر سید منظور علی وسید ظہور علی موجود لوہارکہ سید ثابت علی انکے
دو پسر سید فضل شاہ وسید اقبال شاہ موجود لوہارکہ ضلع امرتسر سید آدم علی شاہ
کے ایک فرزند سید شمس الدین کی اولاد کا شجرہ نسب لکھا گیا۔ اور دوسرے فرزند سید
عنایت اللہ شاہ ابن سید آدم علی مذکورہ بالا کا نسب ذیل عرض ہوتا ہے +

سادات عظام سبزواری خاندان ہاشمیہ عالیہ قصبہ نارووال ضلع سیالکوٹ

سید عنایت اللہ شاہ ان کے چار پسر سید ادریس اللہ و سید عزیز اللہ و سید عشق اللہ ہر سہ
لاولد بڑے کمال بزرگ تھے۔ ان ہر سہ صاحب کے مزار لکھی جنگل ضلع بردہ میں ہے اور چوتھے
سید حبیب اللہ انکی مزار اولاد قصبہ نارووال میں ہے۔ سید حبیب اللہ شاہ ان کے چار فرزند تھے
سید منور شاہ لاولد و سید بازید علی و سید محمد شاہ و سید سلمان شاہ ان کے چار پسر سید ابو الفتح
و سید شاہ کمال یہ دو لاولد تھے۔ اور سید زین العابدین و سید مشتاق علی انکے سید خضر شاہ
ان کے دو پسر سید محمد رضا و سید حکیم شاہ ان کے تین پسر سید امام شاہ سید بہادر شاہ و سید عبداللہ
شاہ ان کے پسر سید مروت شاہ ان کے پسر سید امام بخش ان کے دو پسر سید غلام علی و سید
جماعت علی ان کے پسر سید میرن شاہ موجود نارووال سید غلام علی اونکے دو پسر سید
رحمت علی لاولد و سید رستم علی ان کے دو پسر سید وارث علی و سید عیسن شاہ ان کے
دو پسر سید رحمت علی و سید حسین علی موجود نارووال سید وارث علی ان کے پسر سید احمد شاہ
موجود نارووال سید امام شاہ بن سید حکیم شاہ انکے تین پسر سید سلطان شاہ لاولد و مہتاب
شاہ ان کے تین پسر سید مراد شاہ و سید ہدایت شاہ و سید وارث علی انکے تین پسر سید
تراب شاہ و سید فضل شاہ ہر دو لاولد و سید قائم علی موجود مغلانی چک و سید ہدایت شاہ
ان کے پسر سید کالو شاہ ان کے تین پسر سید کالو شاہ انکے تین پسر سید لال شاہ سید رمضان
شاہ و سید محبوب شاہ ہمہ موجود بمقام مغلانی چک تحصیل و ضلع گورداسپور سید مہتاب شاہ
ان کے تین پسر سید ہری شاہ و سید ولایت شاہ ہر دو لاولد صفدر شاہ انکے دو پسر نواز شاہ
و سید لبھو شاہ موجود مغلانی چک پرگنہ ضلع گورداسپور۔

سید بہادر شاہ بن سید حکیم شاہ ان کے پسر سید مظفر علی انکے پسر سید حفیظ علی انکے
پسر سید مظفر علی انکے پسر سید محمد علی شاہ انکے پانچ پسر سید شمس الدین و سید قطب حسین ہر
لاولد و سید اصغر علی و سید فیض علی و سید اکبر علی ان کے دو پسر سید قلب رضا لاولد و سید
گوہر شاہ ان کے پسر سید یوسف علی ان کے دو پسر سید تقی شاہ و سید فتح شاہ موجود نارو
سید فیض علی انکے دو پسر سید مبارک شاہ ان کے پسر نواب شاہ لاولد و سید مشتاق شاہ

ان کے پسر سید فضل حسین انکے تین پسر سید عاشق حسین و سید دلاور حسین و سید نظیر حسین موجود
ناروال و سید اصغر ان کے پسر سید جماعت علی ان کے دو پسر سید مختار شاہ و سید ملک شاہ
سید مختار شاہ ان کے پسر ملتان شاہ لاولد و سید ملک شاہ ان کے پسر سید سید شاہ ختنہ معروف
ہیں۔ موجود ہیں +

سیّد محمد رضا بن سیّد خضر شاہ بالا

سید محمد رضا انکے چار پسر سید مصطفیٰ شاہ و سید نور اللہ شاہ و سید مرتضیٰ شاہ و سید شاہ
عباس ان کے پسر سید باقر شاہ لاولد و سیّد مرتضیٰ شاہ انکے پسر سید ولی ان کے تین پسر سید
نبی شاہ و سید مہر شاہ و ثابت علی ہر سہ لاولد —— و سید نور اللہ شاہ ان کے تین پسر سید اصغر علی
و سید علی احمد ہر دو لاولد و سید محمد شاہ ان کے چار پسر سید مراد شاہ و سید مہر علی ہر دو لاولد
و سید حاکم شاہ و سید ہاشم علی ان کے دو پسر سید سردار شاہ لاولد و سید گلاب شاہ انکے تین پسر
سید سکندر شاہ و سید محمد شاہ و سید گدا علی ہر سہ موجود بمقام باہروال پرگنہ شکر گڑھ گورداسپور
سید حاکم شاہ انکے پسر تین سید شاہسوار لاولد و سید مہر علی و سید فیض علی انکے پسر سید
برکت علی موجود سکھو چک و سید مہر علی انکے پسر سید رحمت علی موجود سکھو چک تحصیل شکر گڑھ
ضلع گورداسپور سید مصطفیٰ شاہ بن خضر شاہ ان کے دو پسر سید امیر شاہ بن خضر شاہ انکے دو پسر
سید امیر شاہ و سید اسد اللہ شاہ انکے پسر سید فیض علی ان کے پسر سید حسن علی ان کے پسر
سید سکندر شاہ انکے پسر سید جیون شاہ موجود مقام ڈالہ متصل بہرام پور ضلع گورداسپور سید امیر شاہ
بن خضر شاہ ان کے تین پسر سید فاضل شاہ و سیّد فیض علی و سید وارث علی انکے پسر
سید حسین شاہ موجود سید فیض علی ان کے پسر سید یوسف علی ان کے پسر سید سید علی
ان کے پسر سیّد عبد اللہ شاہ موجود و سید فاضل شاہ ان کے دو پسر سید شیر علی لاولد و
سیّد نور علی ان کے دو پسر سید نتھے شاہ و سید گھسیٹے شاہ موجود تمام قصبہ ناروال۔

سیّد زین العابدین بن سید سلیمان شاہ مذکورہ بالا ان کے دو پسر سید اسماعیل شاہ
سید فتح شاہ ان کے پسر سید یار علی ان کے تین پسر محب علی سبحان علی سادات
ناروال شجر نظم اس نوازش علی کیا ہے یادگار ہے پسر سید شاہ حسین ان کے چھ پسر سید
جہان شاہ و سید ثابت علی و سید اسلام شاہ و سید مودی شاہ و سید بہادر شاہ۔ بہادر شاہ

محمد شاہ ان کے پسر سید شاہ نواز امیر علی شاہ انکے دو پسر سید صوبے شاہ نانک شاہ علی احمد و حشمت علی
ان کے پسر سید حرمت علی موجود نارووال سید نانک شاہ ان کے پسر سید شیر شاہ انکے پسر دو سید
بنی شاہ و سید جلال شاہ موجود نارووال ۔ و سید مودی شاہ انکے پسر سید الف شاہ انکے پسر
سید سبز علی ان کے پسر سید غلام علی انکے پسر سید تراب شاہ انکے پسر سید موٹے شاہ
انکے دو پسر غلام علی و سید سبز علی موجود نارووال و سید اسلام شاہ ان کے پسر سید اسد اللہ
شاہ انکے پسر سید سلطان شاہ ان کے دو پسر سید حاکم شاہ و سید دیدار علی ان کے
پسر سید محسن شاہ و سید بہاول شاہ و سید حیدر شاہ انکے چار پسر سید محمود شاہ و سید
قاسم شاہ و سید احمد شاہ و سید سلطان شاہ ہر چہار موجود بمقام رہجہ علاقہ لاڑکانہ سندھ سید
بہاول شاہ ان کے پسر سید محمد شاہ موجود رہجہ لاڑکانہ سندھ و سید حاکم شاہ ان کے دو پسر
سید ثابت علی لاولد و سید نجابت علی انکے دو پسر سید حسین علی و سید سید علی انکے
پسر سید سلطان شاہ موجود و سید حسین علی انکے پسر سید نذر حسین عاشق علی ولد
امانت علی موجود بمقام چاہ محمد یار ارائیں موضع سنبل پور علاقہ کہروڑ ضلع ملتان ۔
سید ثابت علی بن شاہ حسین ان کے پسر سید علین شاہ ان کے پسر سید محمد شاہ
ان کے دو پسر سید حیدر شاہ و سید حسین علی ان کے دو پسر سید خرائت علی و سید فتح شاہ
ان کے دو پسر سید احمد شاہ و سید رحمت علی موجود نارووال و سید حیدر شاہ انکے
تین پسر سید میرن شاہ و سید خیر شاہ و فضل شاہ موجود بمقام لڈن تھانہ متر و تحصیل
میلسی ضلع ملتان و سید جہان شاہ بن سید شاہ سید شاہ حسین ان کے پسر سید رحم شاہ
ان کے پسر معصوم شاہ ان کے پسر سید ملتان شاہ انکے دو پسر سید جیوے شاہ و نواب شاہ
ان کے دو پسر سید قائم علی لاولد و سید برکت علی موجود و سید جیوے شاہ انکے پانچ
پسر سید عالم شاہ و سید حسین شاہ و سید ملک شاہ یہ ہر سہ لاولد و سید محمد و سید محمد شاہ
ان کے چار پسر سید شاہ ولایت و سید شاہسوار و سید جلال شاہ و سید منشی شاہ
ہر چہار موجود بمقام دورانگلہ و سید سید ہمدان کے تین پسر سید شریف شاہ و سید برکت علی
و سید کرامت علی تمام موجود بمقام دورانگلہ ضلع گورداسپور سید اسماعیل شاہ ابن سید
زین العابدین مذکورہ بالا سید اسماعیل شاہ ان کے پسر سید احمد شاہ انکے سہ پسر سید
جعفر شاہ اکبر شاہ مظفر شاہ انکے پسر سید یا علی ان کے دو پسر سید چراغ شاہ و سید

لشکر علی ان کے پسر سید سلطان شاہ ان کے دو پسر سید حرمت علی و سید دسوندی شاہ موجود قصبہ نارووال سید چراغ شاہ ان کے پسر سید جمعیت علی ان کے پسر سید محمد شاہ انکے دو پسر سید پیر شاہ و سید مہر شاہ موجود نارووال۔ رعیہ ضلع سیالکوٹ سید بازید علی بن سید حبیب اللہ شاہ مذکورہ بالا۔

سید بازید علی انکے پسر علی اکبر سید حسین علی ان کے پسر کرم علی سید کرم شاہ وارث علی اصالت شاہ ولد جعفر شاہ ہر سہ لاولد مہر علی شاہ ان کے پسر سید جمال شاہ انکے پسر سید سید ولی ان کے پسر گرد علی ان کے پسر سید نور علی ان کے پسر سید بلند شاہ ان کے پسر سید غلام شاہ ان کے پسر سید باقر شاہ ان کے دو پسر سید خضر شاہ و سید ثابت علی ان کے پسر سید لعل شاہ موجود سید خضر شاہ انکے پسر سید موجے شاہ موجود نارووال۔

سید محمد شاہ ابن سید حبیب اللہ شاہ بالا سید محمد شاہ انکے دو پسر سید محمد شاہ انکے دو پسر سید غلام علی و سید حسین علی ان کے پسر سید شاہ حسین ان کے پسر سید شاہ اللہ بخش انکے پسر سید علی خان ان کے پسر سید حیدر شاہ انکے پسر سید محمد شفیع انکے دو پسر سید اسد اللہ شاہ و سید نتھو شاہ انکے پسر سید ولایت شاہ ان کے پسر امیر شاہ ان کے دو پسر سید محمد شاہ و سید گل محمد شاہ موجود نارووال۔ سید اسد اللہ شاہ دو پسر جیوے شاہ و سید حاکم شاہ ان کے پسر سید نواب شاہ ان کے پسر سید سید شاہ۔ ان کے دو پسر سید برکت علی و سید امداد حسین موجود نارووال سید جیوے شاہ انکے پسر سید میراں شاہ انکے دو پسر سید ناصر حسین و سید احمد شاہ موجود نارووال۔ سید غلام علی بن سید محمد شاہ بالا ان کے دو پسر سید محمد صالح و سید شمس الدین انکے پسر سید کریم شاہ انکے پسر سید محمود شاہ ان کے پسر سید احمد شاہ ان کے پسر سید وارث علی ان کے پسر سید دیدار علی ان کے پسر لدھے شاہ ان کے سید میراں شاہ ان کے پسر سید قلندر شاہ موجود نارووال +

سید محمد صالح انکے پسر تین سید اصغر علی و سید محمد فاضل شاہ و سید لطیف علی شاہ انکے پسر سید نورنگ شاہ ان کے پسر سید شیر شاہ انکے پسر سید قاسم شاہ انکے پسر سید حسن علی انکے پسر سید جعفر شاہ ان کے پسر سید عارف شاہ ان کے پانچ پسر سید لطف علی و سید ضامن علی و نصرت علی و سید حسین علی و گوہر شاہ تمام موجود نارووال

سید اصغر علی بن سید محمد صالح ان کے دو پسر دوست محمد ان کے دو پسر مکرم شاہ و اعظم شاہ
لاولد مکرم شاہ انکے تین پسر یسین شاہ فضل علی لطف علی یاسین ان کے ابو تراب
مہتاب شاہ ہر دو لاولد سید محمد زمان و سید صاحب زمان ان کے پسر دو حیات شاہ
سید نور علی ان کے پسر سید محب شاہ ان کے پسر سید جیون شاہ ان کے پسر
تین سید بڈھے شاہ لاولد وسوندی شاہ لاولد و سید حسین شاہ انکے پسر سید حسن شاہ
موجود نارووال سید حیات شاہ انکے پسر سید بوٹے شاہ انکے پسر سید حیدر شاہ
ان کے تین پسر سید قاسم شاہ و سید عون علی و سید وارث علی تمام موجود نارووال۔
سید محمد زمان انکے دو پسر سید امام بخش و سید معظم شاہ انکے پسر سید نور شاہ انکے
پسر سید علی رضا انکے پسر سید والایت شاہ لاولد و سید امام بخش ان کے دو پسر سید
درگاہی شاہ و سید چراغ شاہ انکے پسر سید لال شاہ انکے پسر سید حاکم شاہ انکے پسر
سید سکندر شاہ انکے پسر سید مظفر شاہ انکے پسر سید ولایت شاہ و سید رحمت شاہ و سید
برکت شاہ ہر سہ موجود نارووال و سید درگاہی شاہ ان کے پسر سید جیون شاہ انکے چار
پسر سید ثابت شاہ و سید سلطان شاہ و سید مہتاب شاہ و سید گلاب شاہ ان کے
پسر سید دسوندی شاہ انکے پسر سید مردان علی شاہ انکے پسر سید بوٹے شاہ انکے
پسر سید تقی شاہ موجود نارووال۔ سید مہتاب شاہ انکے پسر سید اکبر شاہ ان کے
دو پسر سید ہدایت علی لاولد و سید شیر شاہ ان کے پسر محسن شاہ انکے پسر اکبر شاہ لاولد۔
سید سلطان شاہ ان کے تین پسر سید رستم شاہ و سید انور شاہ و سید ولایت شاہ
ان کے پسر سید تیغ علی شاہ انکے تین پسر سید ماہی شاہ لاولد و سید کریم شاہ انکے
سید عظیم شاہ انکے دو پسر ضامن علی و سید امداد علی موجود نارووال و سید کریم شاہ
ان کے دو پسر سید ناصر علی و سید غلام مصطفیٰ موجود نارووال۔ سید انور شاہ انکے
پسر سید برکت علی ان کے تین پسر سید کرامت علی و سید فرمان شاہ و سید محمد شاہ
ہر سہ موجود نارووال۔ سید رستم علی انکے تین پسر سید شجاعت علی و سید ہدایت علی
و سید ہری شاہ انکے پسر سید خیرایت علی موجود نارووال سید ہدایت علی انکے سید
سردار شاہ موجود سید شجاعت علی ان کے دو پسر سید مروت حسین لاولد و سید نواب شاہ
انکے پسر سید اکبر علی موجود نارووال سید ثابت شاہ بن جیون شاہ انکے دو پسر سید جیوے شاہ

سید شاہسوار انکے دو پسر سید محفوظ علی و سید لطف علی انکے پسر سید امداد حسین موجود
ناروال و سید محفوظ علی ان کے تین پسر سید نصار علی و سید احمد شاہ و سید کاظم علی
ان کے دو پسر سید بہادر علی و سید فتح علی موجود ناروال سید احمد انکے پسر سید حامد
علی انکے دو پسر سید جعفر شاہ و سید محمد باقر موجود ناروال و سید نصار علی انکے پسر
سید مہدی حسین موجود ناروال سید محمد فاضل ابن سید محمد صالح مذکورہ بالا انکے دو
پسر سید مہدی شاہ و سید افضل شاہ انکے پسر سید براتی شاہ و سید انعام شاہ
انکے پسر سید وارث علی انکے پسر سید بوڑھے شاہ انکے دو پسر سید امام شاہ و سید
چراغ شاہ موجود ناروال - و سید براتی شاہ انکے پسر سید امام شاہ انکے پسر سید
اکبر شاہ جماعت علی و سید شاہ علی و سید حیدر شاہ ان کے دو پسر رستم علی مراد علی
انکے پانچ پسر سید قائم علی تحصیلدار و سید ابراہیم وکیل و سید محمد علی فقیر و سید
آل احمد و سید محمد حسین انکے پسر سید سجاد حسین موجود و سید قائم علی ان کے دو پسر
سید جعفر حسین و سید بشیر حسین موجود ناروال و سید ابراہیم شاہ انکے دو پسر
سید بشیر حسین و سید فقیر حسین موجود تمام ناروال و سید مدد علی انکے دو پسر
طاہر شاہ سید فیض علی و سید وارث علی انکے ۶ پسر سید فرخ شاہ لاولد و سید
احسان علی انکے پسر سید شاہ علی موجود و سید مبارک شاہ ان کے پسر یعقوب علی
و سید حسین علی ان کے پسر سید شاہ علی موجود و سید احمد علی و سید رحمت علی موجود
سب ناروال سید فیض علی ان کے پسر سید بڈھن شاہ انکے تین پسر سید لدھے شاہ
و سید نتھے شاہ و سید لہر شاہ انکے دو پسر سید شمس الدین و سید سلطان شاہ موجود
ناروال سید مہدی شاہ بن سید محمد فاضل بالا انکے تین پسر سید محمد علی لاولد و سید
عارف شاہ و سید احمد شاہ انکے پسر سید کبیر شاہ ان کے پسر نیک شاہ انکے پسر شیر شاہ
ان کے دو پسر سید جلال شاہ و سید بنے شاہ موجود ناروال و سید عارف شاہ ان کے
پسر سید غلام شاہ انکے تین پسر سید محمد شاہ لاولد و سید فاضل شاہ و سید عالم شاہ
ان کے پسر سید لطف شاہ لاولد و سید فاضل شاہ ان کے تین پسر سید احمد شاہ
لاولد و سید ولایت شاہ و نادر شاہ انکے پسر سید غلام شاہ انکے پسر سید حیدر شاہ
موجود بمقام محمد پور و سید ولایت شاہ انکے تین پسر سید لعل شاہ و سید محمد شاہ و سید

بہادر شاہ انکے پسر سید سردار شاہ ہمہ موجود بمقام محمد پور واسد اسد پور تحصیل گوگیرہ ضلع
منٹگمری۔ سید کمال الدین سبزواری مدفون نگر ٹھٹھہ ابن سید نصیر الدین محمد سبزوار
مدفون لاہوری ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری ملقب تبریزی مدفون ملتانی کی
اولاد کا شجرہ نسب فقیر نے درج کتاب ہذا کر دیا ہے۔ چند کس سادات مقام اددفتہ
پسرور ضلع سیالکوٹ والوں کا باقی رہ گیا ہے۔ یہ کمترین وہاں جا نہیں سکا۔ وہ
ملتان وعدہ کر گئے تھے۔ کہ شجرہ نقل کر کے روانہ کرینگے اسلیئے امید میں با
رہگیا۔ سید کمال الدین سبزواری کے برادر حقیقی سید شہاب الدین سبزواری
اولاد کا نسب یہ فقیر حقیر عرض کرتا ہے۔

تاریخ ولادت سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبزوار
ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری مدفون ملتانی سید شہاب الدین کی ولادت
یوم پنجشنبہ مقام سبزواری ۱۶ ماہ شعبان سنہ ۶۲۵ھ مقام تولد سبزوار تاریخ وفات
چہارشنبہ ۱۲ رمضان سنہ ۷۵۰ھ عمر ۱۲۵ سال مزار پُرانوار بمقام بھکیلے تم بتول
چھائونی ایبٹ آباد ضلع ہزارہ سید پیر شہاب الدین کے ہفت فرزند تھے۔ چا
اولاد تھے۔ اور تین نرناصر جتی تھے اسم آپکے فرزندان کے یہ تھے سید محمود
ملقب سید پیر صدر الدین یہ وہ پیر صدر الدین ہیں جنہوں نے تمام اضلاع
کاٹھیاواڑ دکن گجرات میں دعوت اسلام جاری کی تھی۔ اور لوہانہ قوم کو اور بہ
ہنود کو خواجہ مسلمان بنایا۔ اور آپ کے فرزند حسن کبیر الدین کفر شکن نے اور
اہل ہنود کو اشنان گنگا کرادیا تھا۔ دوسرا پسر سید رکن الدین و سید بدر ا
و سید شمس الدین و سید غیاث الدین و سید نصیر الدین نرناصر الدین نقل شاہ
صاحبزادے تمام معہ فرزندان جب سنہ ۶۶۵ ہجری میں سبزواری سے ملتان حضر
شاہ شمس الدین تبریز کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنحضرت نے اپنی اولاد
جانب کو برائے دعوت اسلام آپ فیض سے عنایت فرماکر روانہ فرمایا تھا۔ دا
ہمالیہ میں سید شہاب الدین اون کی اولاد آکر سکونت پذیر ہوئی۔ و سید کما
سبزواری ملک سندھ بمقام نگر ٹھٹھ میں معہ پانچ فرزندان کے جاکر آرام گیر
ان کا روضہ انور بلدہ دیبل میں موجود ہے +

سید محمود ثانی پیر صدر الدین انکی ولادت باسعادت روز دوشنبہ دو ربیع الاول
۶۵۱ھ ہجری مقام سبزوار روز وفات جمعہ ۱۲ رجب ۷۷۱ھ عمر ۱۲۰ برس والدہ انکی
بی بی نور فاطمہ بنت سید ابراہیم سبزواری عہد وقت شمس الدین بھنگرہ روضہ انور بمقام
ترنڈا گرگیزاں ضلع بہاولپور پیر صدر الدین نے روضہ انور سید شاہ شمس الدین کا
ملتان میں اول بنایا گیا تھا۔ اور یہ صاحب سجادہ نشین تھے۔ اپنے فرزند بزرگ سید
ظہیر الدین کو بجائے خود سجادہ فرما کر اپنے معہ فرزندان دعوت اسلام میں مشغول
ہو گئے۔ بحوالہ ملفوظ کمالیہ سید کمال الدین موج دریا آنحضرت نے اپنی جد امجد
کے تمام بزرگوں کی تاریخ تولد رحلت اپنے ملفوظ میں درج کی ہے۔

سید رکن الدین ابن سید شہاب الدین انکی تاریخ تولد روز چہارشنبہ ۱۲ شوال
بمقام سبزوار ۶۵۲ھ ہجری روز وفات جمعہ ۱۰ محرم شریف ۷۷۳ھ ہجری عمر ۱۲۱ برس
والدہ صاحبہ خدیجہ بنت سید قاسم سبزواری روضہ انور بمقام ترنڈا گرگیزاں ضلع
بہاولپور عہد سکندر بادشاہ بھنگرہ۔

سید بدر الدین ابن سید شہاب الدین انکی تاریخ تولد روز سہ شنبہ ۱۲ ماہ ذوالحجہ
۶۵۴ھ ہجری مقام سبزوار روز وفات جمعہ ۲۷ ماہ صفر ۷۷۵ھ ہجری روضہ انور بمقام
تغل شاہ بستی ضلع ہوشیارپور عہد حاکم محمد تغلق +

سید شمس الدین ابن سید شہاب الدین انکی تاریخ ولادت روز چہارشنبہ ۷ ماہ
شوال ۶۵۶ھ مقام سبزوار روز وفات روز شنبہ ۹ ماہ شعبان ۷۷۷ھ ہجری عمر آپکی
۱۲۱ برس روضہ انور بمقام تغل شاہ اندر روضہ تغل شاہ موضع تغل شاہ ضلع ہوشیارپور

سید غیاث الدین ابن سید شہاب الدین سبزواری انکی تاریخ ولادت روز پنجشنبہ
[illegible] ماہ رمضان ۶۵۸ھ ہجری بمقام سبزوار روز وفات چہارشنبہ یکم ماہ رمضان ۷۷۹ھ
بادشاہ وقت قوام الملک صوبہ محمد تغلق روضہ انور بمقام ترنڈا گرگیزاں ضلع بہاولپور

سید نصر الدین ثانی ولد سید شہاب الدین سبزواری تاریخ ولادت انکی روز دوشنبہ
[illegible] ماہ رجب ۶۶۰ھ روز وفات سہ شنبہ ۱۱ رمضان ۷۸۰ھ عمر ۱۲۰ سال مزار مبارک بمقام
تغل شاہ ضلع ہوشیارپور عہد بوقت محمد تغلق سید نر ناصر الدین تغل شاہ ابن سید پیر
شہاب الدین ابن سید نصیر الدین ابن سید شاہ شمس الدین سبزوار مدفون ملتانی سید نر

ناصرالدین انکی تاریخ تولد روز جمعہ ۱۲ شعبان ۶۶۲ھ بمقام تولد شہر سبزوار روضہ
شنبہ ۲۵ ذیقعد ۷۸۱ھ عمر ۱۱۹ برس روضہ انور بمقام موضع تغل شاہ تحصیل دسو
ضلع ہوشیارپور حاکم وقت محمد تغلق بادشاہ دہلی بحوالہ ملفوظ کمالیہ سید کمال الدین
موج دریا سبزواری مدفون جموں سید ظہیرالدین ابن سید محمود ثانی پیر حاجی صدر
الدین ابن سید شہاب الدین پیر صدرالدین نے سات حج بیت اللہ شریف کے
یہ لکھا ہے اسلئے آپ کو حاجی صدرالدین بھی کہتے ہیں سید محمود سبزوار بڑے شمار
تھے۔ شمشیرزن کفرشکن امیرالامرا سیدالشہدا، مدفون لاہوری پیر صدرالدین۔
بھی بہت اہل ہنود کو اسلام میں داخل فرمایا ہے ان کا حال آغا صاحب بمبئی و
کے ذکر میں اوپر خلاصہ لکھا ہے۔ آپ پانچ فرزند تھے۔ سید ظہیرالدین و سید
کبیرالدین کفرشکن اوچوی و سید تاج الدین تریل و سید صلاح الدین و سید نصیرالدین
سید ظہیرالدین کی تاریخ تولد روز جمعہ ۱۰ ماہ شعبان ۶۸۵ھ بمقام اوچ شریف
وفات پنجشنبہ ۲۲ ذی الحجہ ۷۸۷ھ عمر ۱۰۲ برس حاکم وقت ناصرالدین بغراخان رو
انور بمقام ترنڈا گرگیزاں ضلع بہاولپور سید حسن کبیرالدین کفرشکن ابن سید حا
صدرالدین محمود ثانی سید حسن کبیرالدین کی تاریخ ولادت باسعادت روز چہارشنبہ
۲۲ ماہ شعبان ۶۹۲ھ یہ صاحب بہت باکمال بزرگ گذرے ہیں۔ لکھا ہے چالیس
برس آپ حضرت عبادت میں کھڑے رہے ہیں۔ گنگا دریا کا غسل اہل ہنود کو بمقا
اوچ آپ نے کرایا تھا۔ جو خواجہ لوگ مسلمان ہوئے۔ اور ایک بلوچ کو زندہ بھی
تھا۔ آگے موقع پر فقیر عرض کریگا۔ روز وفات آپ کا شب پنجشنبہ ۲۷ ماہ صفر
۱۱۵ برس آپ کا سن مبارک ہوا ہے۔ حاکم وقت سلطان حسین لنگاہ تھا روضہ
بمقام اوچ شریف جانب مشرق نصف میل کے فاصلہ پر موجود ہے +
سید شاہ تاج الدین تریل ابن سید پیر حاجی صدرالدین محمود ثانی آپ کی تاریخ
ولادت روز جمعہ ۷ ماہ رمضان ۶۹۴ھ روز وفات ۹ ماہ ذی الحجہ ۸۶۲ھ عمر ۶ برس
یہ بزرگ بہت باکمال اولیاء ہیں۔ آپ کا روضہ انور بمقام ترنڈا باگاہ قریب در
گونی کے کنارہ پر ضلع حیدرآباد سندھ میں موجود ہے۔ یہ زندوں کی طرح تاجا
بار دنیا چلاتا ہے۔ آپ کی درگاہ عالم پناہ پر ۴۰ لاکھ روپیہ کے قریب صرف ہوا

ذی الحجہ کو آپ کا عرس ہوتا ہے ۱۵ یوم تک بڑا بھاری میلہ رہتا ہے۔ تمام خواجہ لوگ بمعہ اہل دعیال وہاں حاضر ہوتے ہیں۔ جسقدر آغاخانصاحب کی جماعت مریدوں کی ہے اس عرس پر ہوتی ہے۔ آپکی اولاد بھی ہے وہ سادات پیراہنی کہلاتے ہیں۔ اور کچھ ملک ور کاٹھیاواڑ کے درمیان جو نمک کارن ہے اسکے کنارہ پروہ سادات سکونت رکھتے یں۔ ایک ہزار آدمی قریب ہے۔ یہ فقیر بہت مزاحم شجرہ نسب وہاں نہیں جاسکا سید صلاح الدین ابن سید پیر صدر الدین انکی تاریخ تولد روز جمعہ ۱۲ ماہ شوال ۶۹۶ھ ہجری بمقام اوچ روز وفات دوشنبہ ۱۲ رجب ۸۸۰ھ ہجری صاحب اولاد ہیں۔ انکی اولاد پہلوان آئین میں ہے۔ سید نصیر الدین بن سید صدر الدین انکی تاریخ تولد مقام اوچ روز چہارشنبہ ۲۱ ماہ محرم ۶۹۸ھ ہجری میں ہوئی۔ آپ حضرت بہت باکمال بزرگ تھے آپ عالم شباب میں فوت ہوئے روز جمعہ ۷ ماہ رجب ۷۲۲ھ ہجری مزار ترنڈ گرگیزاں میں موجود ہے۔ بحوالہ ملفوظ کمالیہ۔

سید اولیا علی ابن سید حسن کبیر الدین کفرشکن تاریخ ولادت بمقام اوچ روز دوشنبہ ذی الحجہ ۷۲۵ھ ہجری روز وفات ۱۱ ذیقعد جمعہ ۸۲۷ھ سن مبارک ۱۰۲ برس حاکم وقت قوام الملک صوبہ محمد تغلق والدہ آپکی جیون خاتون روضہ انور شہر آگرہ متصل چوڑی مسجد۔
سید کبیر الدین ابن سید حسن کبیر الدین کفرشکن انکی تاریخ ولادت یوم چہارشنبہ ۱۰ شوال ۷۲۷ھ ہجری روز وفات دوشنبہ ۲۸ صفر ۸۱۹ھ ہجری عمر ۹۲ برس والدہ صاحبہ کی جیون خاتون بنت سید رکن الدین حاکم وقت قوام الملک تھا۔ یہ صاحب اولاد تھے مزار پائش اوچ شریف میں انکی ہے۔
سید علی گوہر نور ثابت ابن سید حسن کبیر الدین کفرشکن انکی تاریخ تولد بمقام اوچ شریف ۱۰ ربیع الثانی روز جمعہ ۷۲۹ھ یہ صاحب نرنا صرجتی قلندر تھے۔ اوائل میں علوم ظاہری کی تکمیل کرکے اپنے والد بزرگوار سے ارادت صادق رکھ کر مشغول بعبادت ہوئے۔ سید محمد نوربخش ثانی ملقب پیر میٹھا صاحب و سید کبیر الدین و سید علی گوہر نور ثابت و سید عالم شاہ جتی قلندر و سید اولیا ربہ قافلہ بمعہ قبیلہ اوچ شریف سے باجازت حضرت پیر حسن کبیر الدین کفرشکن برائے دعوت اسلام پنجاب لاہور آیا۔ اور وہاں سے شہر جموں ریاست کشمیر میں تشریف آور ہوئے۔ جموں کشمیر سے جب واپس

ہوئے۔ تو سید علی گوہر نور ثابت بمقام محمود بوٹی متصل لاہور جاکر انتقال فرما گئے
وہاں آپکی درگاہ روضہ انور بلند سفید زیارت گاہ خلائق ہے۔ روز وفات پنجشنبہ ۲۱
رمضان سنہ ۸۲۵ھ ہجری۔

سید پیر عالم شاہ جتی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن انکی تاریخ تولد بمقام اوچ
روز چہار شنبہ ۱۵ ماہ شعبان سنہ ۷۳۱ھ یہ صاحب بہت باکمال بزرگ زناصر مجرد تھے
کمال آپ کا ایسا تھا۔ کہ آپکی جدامجد حضرت شاہ شمس تبریز قدس سرہ نے ملتان پر
اپنے پہلو میں اندر روضہ انور کے انکو جگہ دی جو دروازہ روضہ پر نور سے سامنے مزار
ہے۔ وہ پیر عالم جتی کی ہے اول سلام تعظیم ان کو مخلوق کرتی ہے۔ بڑے رتبہ جلیل القدر
کے آپ ابدال تھے۔ تاریخ آپ کی روز دوشنبہ ۲۷ صفر سنہ ۷۹۴ھ عمر ۶۳ سال حاکم وقت
کاسارنگ خاں صوبہ +

سید رحمت اللہ شاہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچوی خاندان شمس عالم

سید رحمت اللہ شاہ انکی تاریخ ولادت باسعادت بمقام اوچ میں ہوئی روز سہ شنبہ
۲۴ ماہ ربیع الاول سنہ ۷۲۵ھ سید رحمت اللہ اپنے والد بزرگ سید حسن کبیر الدین سے ارادت
صادق رکھتے تھے۔ علوم ظاہری باطنی میں یکتائے زمانہ تھے۔ اور صلحا یگانہ تھے۔ بڑے
جلیل القدر عظیم الدرجات بزرگ گذرے ہیں۔ آپ کی وفات روز دوشنبہ ۱۲ رمضان
سنہ ۸۲۵ھ ہجری میں ہوئی یکصد برس آپکی عمر تھی وقت حاکم اوچ ملتان کا حسین لنگاہ
آپ حضرت صاحب اولاد تھے۔ آپ کی اولاد باقتدار موجود موقعہ پر انکا شجرہ نسب
تحریر ہوگا۔ اور سید رحمت اللہ شاہ روضہ انور بمقام شیر خیر پور ٹانویں جانب شرق
ضلع بہاولپور میں موجود ہے۔

سید عادل شاہ بن سید حسن کبیر الدین کفر شکن انکی تاریخ ولادت اوچ
جمعہ پانچ ماہ شوال سنہ ۸۳۰ھ روز وفات چہار شنبہ ۱۴ رجب سنہ ۸۲۷ھ عمر ۹۷ برس
وقت حسین لنگاہ روضہ انور بمقام ڈیرہ غازی خاں جانب جنوب فاصلہ تین میل بر
ہے۔ آپ باصفا اولیاء کرام سے تھے۔ اور ارادت صادق اپنے والد بزرگوار سے

رکھتے تھے۔ آپ کی اولاد موجود ہے۔ لیکن قلیل ہے۔ شجرہ نسب آپ کی اولاد کا اس فقیر کو دستیاب نہیں ہوا۔ جناب حضرت مخدوم محمد عیسن شاہ صاحب مرحوم مغفور نے فرمایا تھا۔ کہ ہم انکا شجرہ منگوا دینگے۔ جب بعد عرصہ سال کے اس عاجز نے مخدوم ملتانوی سجادہ نشین دربار حضرت شمس قدس سرہٗ کے عرض کی تو آنحضرت نے فرمایا ان سادات کا جو مالک روضہ سید عادل شاہ ہیں۔ آپس میں مقدمہ ہے اسلیئے ان کا نسب مجھ کو نہیں ملا۔ مگر اولاد انکی ضرور ہے۔ بحوالہ ملفوظ کمالیہ جو تمام اسماعیلیہ سادات سبزواری کی تاریخ ہے۔

سید جعفر شاہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن انکی تاریخ ولادت بمقام اوچ شریف روز پنجشنبہ ۹ ربیع الاول سنہ ۷۳۱ ہجری روز وفات جمعہ ۱۲ ذی الحجہ سنہ ۸۰۶ھ عمر آپکی ۷۳ برس ہوئی۔ روضہ انور درگاہ عالم پناہ اس ابدال باکمال کے ملک ٹیبا داڑ شہر نگر میں زیارت گاہِ خلائق ہے۔ چند لاکھ روپیہ صرف اس درگاہ پر ہوا ہے۔ آپ جناب زناصر مجرد فقیر کامل اکمل تھے باجازت اپنے والد بزرگوار سید جعفر شاہ امام الدین امام شاہ و سید شاہ مشائخ و سید اسماعیل برائے دعوت اسلام وسط ہند کو تشریف لے گئے تھے۔ پھر اوسے ملک دکھن میں سبکی مزار ہوئی موقعہ پر فقیر عرض کریگا۔ بحوالہ ملفوظ کمالیہ۔

سید اسرائیل طیار غازی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن آپکی تاریخ ولادت باسعادت بمقام اوچ شریف روز چہارشنبہ ۲۵ ماہ محرم سنہ ۷۲۶ھ یہ صاحب بڑے شجاع تھے۔ جو ہمراہ نصیر خان بلوچ جو احکام دہلی سے جنگ جدال رکھتا تھا آپ اسکی امداد کے لیئے باجازت اپنے والد بزرگوار کے تیار رہتے تھے۔ آپ کا ایک فرزند بھی تھا۔ سید رحل الدین آپ شہید ہوئے۔ روضہ انور آپ کا شہر بھاگ ناڑی سی جانب قطب ۵ میل کے فاصلہ پر موجود ہے۔ عمر ۱۰۲ برس روز وفات پنجشنبہ ۲۱ رمضان سنہ ۸۲۸ ہجری ضلع سیوی سندھ۔

سید شہباز علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن

سید شہباز علی انکی تاریخ ولادت باسعادت روز دوشنبہ بمقام اوچ شریف ۱۷ ماہ رجب

المرجب ۷۲۸ھ ہجری وفات چہارشنبہ ۱۲ شوال ۸۰۹ھ ہجری عمر ۸۱ سال حاکم وقت ناصر الدین محمود مزار پُر انوار اندر روضہ انور سید محمود ثانی پیر حاجی صدر الدین بمقام ترنڈا گرگیز ا... ضلع بہاولپور میں آپ صاحب اولاد تھے۔

سید سبز علی حتی نز ناصر ابن سید پیر حسن کبیر الدین کفر شکن

سید سبز علی ان کی تاریخ ولادت باسعادت بمقام اوچ شریف روز دو شنبہ ۷۳۰ھ روز وفات جمعہ ۱۲ ماہ شعبان ۸۲۷ھ ہجری عمر ۹۷ برس حاکم وقت قوام الملک روضہ انور آپ کا بمقام ست آباد قریب شیر گڈھ ضلع منٹگمری میں ہے آپ حضرت نز ناصر مجرد اولاد ابدال سے تھے۔ اور ارادت اپنے والد بزرگوار سے رکھتے تھے۔ اس فقیر نے ان بزرگ کے خارق عادات کا حال نہیں لیا اندیشہ طول جان کر مختصر حال تاریخ تولد رحلت و مزار کا نشان رقم کیا ہے۔ بحوالہ ملفوظ کمالیہ ورنہ ایک ایک کے کرامات بیشمار ہیں۔ اگر لکھیں۔ تو ہر ایک بزرگ کے ایک علیحدہ کتاب تیار ہو جائے۔

سید اسلام شاہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن سید اسلام کی تاریخ ولادت باسعادت روز سہ شنبہ ۱۱ ماہ ربیع الثانی ۷۲۷ھ ہجری روز وفات دو شنبہ ۲۷ ماہ صفر ۸۳۰ ہجری عمر ۱۰۳ برس روضہ انور بمقام قندھار میں ہے۔ آپ کو بابا ولی قندہاری افغان لوگ کہتے ہیں۔ علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ روزگار تھے۔ اور ولی اوتاد تھے۔ آپ کے کرامات بیشمار ہیں۔ اور آپ صاحب اولاد بھی کثیر النسل تھے۔ آپ کی اولاد صاحب باوقار تھی۔ موقعہ پر احوال اولاد کا تحریر ہوگا۔ اور آپ کی ارادت صادق اپنے والد بزرگوار سے تھی۔

سید فرمان ابن حسن کبیر الدین کفر شکن آپ کی تاریخ ولادت روز جمعہ ۷ ماہ ذی الحجہ ۷۳۳ھ وفات چہارشنبہ ۱۲ رجب ۸۳۲ھ ہجری عمر شریف ۹۹ برس مزار پرانوار آپ کا اپنے والد کے قریب اندر روضہ انور کے ہے۔ آپ صاحب اولاد تھے۔ قلیل اولاد تھی تولد و رحلت آپکی مقام اوچ شریف میں آپ صاحب کرامات صوری و معنوی تھے ارادت آپکی اپنے باپ سے تھی پردہ تصوف میں جملہ خاندان اسماعیلیہ شمسیہ عالیہ کا طریقہ شید...

نوربخشیہ اثناءعشریہ تھا۔ یہ ایسا طریقہ سید صلاح الدین محمد نوربخش نے اسماعیلیہ میں جاری کیا کہ تمام اس خاندان کے لوگ پشت بہ پشت ولی کامل ہوتے چلے آتے تھے پندرہ پشت تک برابر خوابِ غفلت سے ہر ایک سادات عظام بیدار رہوتا چلا آیا ہے۔ اس خاندان اسماعیلیہ کا بڑا عروج رہا۔ اور یہ لوگ دین اللہ و رسول کی تعمیل میں اپنی عمر بسر کرتے رہے ہیں۔ اور دعوت حق میں مشغول رہتے تھے۔ یہ داعی الی الحق تھے۔ اور نائب امام کہلاتے تھے۔ دیگر سادات عظام دامت کے لوگ اسماعیلیہ سے مذہبی حسد رکھتے تھے۔ اور رافضی کہتے تھے۔ انکا طریقہ اثناءعشری ابتدا سے رہا عبدالمومن بادشاہ اسماعیلیہ کے پوتے سید صلاح الدین محمد نوربخش نے طریقہ اثناءعشریہ نوربخشیہ جاری کیا۔ یہ قانون ایسا تھا۔ کہ اس مذہب کے پیرو تمام باکمال ہوتے چلے آئے ہیں۔

سید امام شاہ ابن سید حسن کبیر الدین کفرشکن

سید شاہ امام الدین کی تاریخ ولادت باسعادت روز پنجشنبہ بمقام اوچ شریف ۱۲ ماہ محرم ۸۰۰ھ ہجری روز وفات جمعہ ۹ محرم شریف ۸۱۵ھ ہجری عمر ۸۵ برس والدہ حرمت خاتون حاکم وقت احمد شاہ گجراتی روضہ انور بمقام بیرانہ متصل احمد آباد گجرات یہ صاحب بڑے باکمال ہوئے ہیں۔ انہوں نے ۵ شخص برق کے جلے ہوئے تھے۔ دعا کی اور وہ پھر زندہ ہو گئے ان کے تمام نسل آپ کی مرید ہے پندراں لاکھ جماعت ہے۔ جو آپ کی مرید ہے آپ نے طریقہ امام شاہی جاری کیا۔ آپ جلیل القدر اولیاء تھے۔ انکی کتابوں میں لکھا ہے جو گجراتی علم ہے۔ کہ آپ ایکدفعہ دہلی تشریف لے گئے۔ موقعہ ماہ رمضان کا تھا۔ آپ قاضی واڑہ جو مغل واڑہ ہے۔ وہاں رونق افروز ہوئے لوگوں نے بادشاہ شیر شاہ افغان سے شکایت کی سید شاہ امام الدین معہ خادمان کے ماہ رمضان میں نماز روزہ سے بالکل تارک ہیں۔ شیر شاہ نے حکمدیا۔ کہ ان کو یہاں حاضر کرو۔ چند اشخاص معتبر علما و امراء آپ کے پاس گئے۔ اسقدر طاقت نہ ہوئی۔ جو آپ کو کہدیں کہ بادشاہ طلب کرتا ہے۔ آخر بادشاہ آپ خود خدمت بابرکت حضرت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ جناب سُنا گیا ہے۔ کہ نماز روزہ نہیں کرتے۔ آنحضرت نے فرمایا برابر کرتے ہیں وہ

وقت نماز عصر کا تھا مسجد قریب تھے۔ آنحضرت نے وضو کیا اور اول اذان کہی بعدہ
نماز قائم کی تمام لوگ معہ بادشاہ مقتدی ہوئے۔ جب سجدہ اول میں مسجود ہوئے۔ تو
معہ مناروں کے مسجد خود آپ کے آگے ساجد تھی۔ تمام مقتدی دیکھکر فرار ہوگئے سوا
بادشاہ کے بادشاہ حضور کا معتقد ہوگیا اور اراضی پانچ پانچ میل تک آپ کے مال
مویشی واسپ کے لیئے جاگیر لکھدی جو مقام پیرانہ کے گرد و نواح میں ہے۔ تمام
آپکی جاگیر ہے۔ اسکی آمدنی آپکے روضہ انور کے ساتھ پانچ لنگر جاری ہیں۔
ہمیشہ کے واسطے وہ غلہ لنگروں میں صرف ہوتا ہے آپکی اولاد سے سید محمد اشرف
اورنگ زیب کے وقت ہوئی اور دہلی میں تمام سادات پیرانہ طلب کی گئی۔ اور باد
نے وہ جاگیر ضبط کر لی۔ اور کہا۔ سید امام شاہ کی کرامات جو زبان زد خلائق ہیں محض
ہے ہم تب مانتے ہیں۔ اگر کوئی سید ان کی اولاد سے آہن کا تابہ پر کھڑا ہو اور آتش
میں چلا جائے۔ اور اسکو کچھ نہ ہو آخر آتش کا انبار لگایا گیا۔ اور اسکے درمیان تابہ ر
گیا۔ جب مثل آتش ہوگیا۔ تو اپنی جد امجد کو یاد کر کے سید محمد اشرف آگ میں تشر
لے گئے۔ اور اس تابہ آہنی پر برہنہ پا کھڑے رہے۔ تب ان کو کچھ ضرر نہ ہوا۔ پھر وہ ار
واگذار ہوئی۔ جو تا حال اوسی حالت میں موجود ہے۔ مقام پیرانہ احمد آباد شہر سے سا
کوس کے فاصلہ پر ہے اور پیرانہ میں ایک قلعہ ہے۔ اوس قلعہ میں آپ کی درگا
سے تیار ہوئی ہے۔ زر سرخ آئینہ سنگ مرمر لگا ہوا کروڑ روپیہ تک زر صرف ہو
ہو گی۔ اوس قلعہ کے اندر آٹھ روضہ انوار ہیں۔ اور دو روضہ انور قلعہ سے باہر
شاہی سلسلہ ہے۔ انسان دیکھ کر حیرت میں ہوتے ہیں۔ اور ایک جنوں کی
بنی ہوئی ہے۔ طریقہ امام شاہی کے لوگ مرید اور سادات عظام گوشت مچھلی ہرگز
کھاتے۔ اور حضرت علی علیہ السلام کو مظہر ذات آپکی اولاد کثیر ہے اور اولاد
روضہ انور بہت ہیں۔ موقعہ پر تحریر ہوگا

سید اسماعیل ابن سید حسن کبیرالدین کفر شکن ان کی تاریخ تولد دو ش
شوال سنہ ۲۸ ھ بمقام اوچ شریف اور روز وفات سہ شنبہ ۲ رمضان سنہ ۸۰۰ھ ہجر
۷۲ برس عمر مزار پر انوار لکھی جنگل بردہ میں موجود ہے آپ صاحب نر ناصر تجرد فقی
اور ارادت صادق اپنے باپ سے رکھتے تھے +

سید نور محمد نور الحق ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچوی

سید نور محمد آپ کی تاریخ ولادت بروز پنجشنبہ ۱۵ ماہ شعبان سنہ ۷۲۶ ہجری روز وفات دوشنبہ ۱۵ ذی الحجہ سنہ ۸۲۷ھ عمر شریف ۱۰۱ برس روضہ انور بمقام نوسارے ضلع سورت لاکھا دالت زر صرف ہے۔ جو آپ کی درگاہ عالم پناہ زیارت گاہِ خلائق ہے۔ آپ کی ارادت اپنے والد بزرگ سے تھی۔ آپ کامل اکمل ولی اللہ تھے۔ آپ کی اولاد قلیل ہے موقعہ پر تحریر بندہ عاجز کریگا۔

سید درویش علی ابن سید پیر حسن کبیر الدین کفر شکن حسن دریائی اوچوی

سید درویش علی ان کی تاریخ ولادت روز سہ شنبہ ۱۱ شوال سنہ ۷۲۷ ہجری بمقام اوچ شریف وقت تولد حاکم اوچ قوام الملک صوبہ محمد تغلق تھا۔ اور وقت وفات حسین لنگاہ کا عہد تھا۔ یہ ملتان اوچ کا حاکم تھا۔ آپ کی وفات ۱۲ شعبان روز جمعہ سنہ ۸۱۱ ہجری عمر ۸۴ برس روضہ مزار اندر روضہ پیر حاجی صدر الدین بمقام ترنڈا گرگیزاں ضلع بہاولپور میں موجود ہے۔ آپ کی اولاد قلیل ہے۔ اور جلیل القدر اولیاء کرام سے تھے۔

سید لعل شاہ جتی قلندر ابن سید حسن کبیر الدین انکی تاریخ ولادت بمقام اوچ روز جمعہ ۲۲ رمضان سنہ ۷۲۹ ہجری وفات روز دوشنبہ اور عمر ۸۱ سال سنہ ۸۱۰ ہجری مزار پُر انوار لکھی جنگل ضلع بڑودہ۔ آپ جلیل القدر اوتاد اور حد درجہ کے ولی تھے برائے دعوت اسلام دکن میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک دیوی کے دُنبال یہ بزرگ کوہ پر پہنچے۔ اور اسکو غرق کردیا۔ اب تک اس کا سر زمین سے باہر ہے اور پتھر کا ہے وہاں بڑا بھاری میلہ لگتا ہے۔ یہ پانچ بزرگ تھے۔ اور آپس میں حقیقی بھائی تھے۔ آپ زاہد مجرد فقیر باکمال تھے اور ارادت صادق اپنے والد بزرگ سے رکھتے تھے۔ یہ سب اہل دل تھے

سید بالا بلند علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچوی

سید بالا بلند علی آپ کی تاریخ ولادت روز پنجشنبہ ۱۵ شعبان سنہ ۷۳۲ ہجری بمقام

اوچ شریف روز وفات چہارشنبہ ۲۷ صفر ۸۲۹ھ ہجری عمر شریف ۹۷ برس روضہ انور بمقام چوٹی ڈیرہ غازی خان آپ جلیل القدر بزرگ تھے۔ برائے دعوت اسلام تشریف لیگئے مقام چوٹی میں وفات پائی۔ آپ کثیر النسل ہیں۔ موقعہ پر آپ کی اولاد کا ذکر بیان ہوگا۔ کہ کس کس جگہ پر آباد ہے۔ اور آپ کی ارادت صادق اپنے والد سے تہی۔ حاکم وقت حسین لنگاہ تھا سید حسن کبیر الدین کفر شکن انکے اٹھارہ فرزند تھے۔ چھ صاحبزادی نر ناصر مجرد قلندر اہل اللہ تھے۔ اور بارہ صاحبزادے صاحب اولاد تھے۔ ان کے اسمار جو اوپر علیحدہ علیحدہ تاریخ تولد رحلت میں بیان ہوا۔ مگر اب سب کے اسمار مبارکہ اسجگہ یہ فقیر عرض کرتا ہے۔ ناظرین باتمکین پر واضح ہو کہ سید حسن کبیر الدین کے ہژدہ فرزند نکے اسماء ذیل میں درج ہیں وہ یہ ہیں

سید اولیار علی پسر کلاں وسید کثیر الدین وسید علی گوہر نور ثابت وسید عالم شاہ جتی ومائی بڈائی انکی والدہ صاحبہ حرم اول بی بی جیون خاتون بنت سید رکن الدین ابن سیّد شہاب الدین بن سید نصیر الدین محمد ابن سید شاہ شمس الدین مدفون ملتانی نقیں وسید رحمت اللہ شاہ وسید عادل شاہ وسید جعفر شاہ انکی والدہ صاحبہ نور بی بی سکینہ بنت سید بدر الدین ابن سید شہاب الدین ہیں ؁

وسید اسرائیل تیار غازی وسید شہباز علی وسید سبز علی انکی والدہ صاحبہ بی بی عزت خاتون بنت سید شمس الدین ابن سید شہاب الدین تھے۔

وسید اسلام شاہ وسید امام شاہ وسید فرمان شاہ ان ہرسہ کی والدہ صاحبہ بی بی حرمت خاتون بنت سید صلاح الدین ابن سید کمال الدین ابن سید نصیر الدین ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری مدفون ملتانی وسید اسماعیل وسید نور محمد ان کی والدہ صاحبہ بی بی ظہوری بنت سیّد جلال الدین ابن سید کمال الدین وسید درویش علی وسید لعل قلندر علی ان کی والدہ صاحبہ حور بی بی بنت سید زین العابدین ابن سید کمال الدین سید بالا بلند علی انکی والدہ صاحبہ بی بی رحمت خاتون بنت سید جمال الدین ابن سید کمال الدین سبزواری سید حسن کبیر الدین کفر شکن کے یہ سات حرم تھے۔ اور ہژدہ پسر تھے۔ جو بارہ فرزند صاحب اولاد ہیں۔ اونکی اولاد کا احوال فقیر بعد عرض کریگا۔ اوّل آپکے حقیقی بھائیوں کی اولاد کا شجرہ نسب نقل کرتا ہوں۔ سید محمود ثانی پیر صدر الدین کے پانچ فرزند تھے۔ سید ظہیر الدین سجادہ نشین ملتان وسید حسن کبیر الدین کفر شکن وسید شاہ تاج الدین ترپل

وسید صلاح الدین و سید نصیر الدین ثانی لاولد سید تاج الدین کی اولاد کا ذکر اوپر ہوا کہ پیرابتی سادات کہلاتے ہیں جو ملک کچھ بجچ کا بیٹا واڑ کے درمیان سکونت رکھتے ہیں وہاں یہ فقیر جا نہیں سکا اور سید ظہیر الدین پسر کلاں کی اولاد بھی قلیل ہے وہ ذیل میں درج ہے۔

سید پیر ظہیر الدین ابن سید محمود ثانی پیر حاجی صدر الدین ابن سید شہاب الدین ابن سید نصیر الدین ابن سید شاہ شمس الدین ولی آل محمدؐ مدفون ملتان ۔

سید ظہیر الدین سجادہ نشین انکے فرزند سید غلام علیؒ شاہ انکو گورمالی شاہ خواجہ لوگ کہتے ہیں اکابر روضہ و جلیل القدر بمقام گیرہ ما ۔ کچھ بجچ میں ہے انکے پسر سید لطف علیؒ شاہ انکے پسر سید باغلیشاہ انکے پسر سید قطب علیشاہ انکے پسر سید قدم علیؒ شاہ انکے پسر سید حاجی محمدؐ فاضل شاہ مزار سامرہ میں ہے انکے پسر سید محمد رضا شاہ انکے پسر سید یار علیؒ شاہ انکے پسر سید علی رضا شاہ انکے پسر سید صفدر علی شاہ انکے پسر سید غلام مرتضی شاہ انکے دو پسر سید لطف علیشاہ و سید حاجی شاہ سید لطف علیشاہ انکے تین فرزند سید ولایت شاہ لاولد و سید لعل شاہ انکے پسر سید صفدر علیشا دلاولد و سید مخدوم محمدؐ عیسی شاہ صاحب سجادہ نشین دربار حضرت شاہ شمس الدین سبزواری بلقب تبریزی یہ سلک افسران تمام سادات عظام خاندان شمسیہ عالیہ کے ہیں تاریخ وفات جناب سید پیر محمدؐ عیسیٰ شاہ صاحب بروز جمعہ ۸ ماہ رجب المرجب ۱۳۳۵ ہجری ۱۱ مئی ۱۹۱۷ء یہ صاحب رضائے الہی ہر سہ لاولد مگر اولیاء کرام فی زمانہ ایسا کامل اکمل بزرگ نے کوئی دیکھا نہیں ہے انکے بیشمار ہیں کرامات آنجناب حضرت مخدوم معظم مکرم علوم ظاہر باطنی میں یکتائی زمانہ تھے اور صلحائی یگانہ تھے آپ جلیل القدر بزرگ کامل اکمل تھے ہر آور ہیں آپ کا تھے شریعت میں صایم الدہر تھے اور قایم اللیل تھے آپکی ارادت صادق سید پیر فرخ شاہ صاحب ابدال سے تھے آنحضرت کی ایک کرامات یہ فقیر قلمبند کرتا ہے دربار حضرت شمس تبریز قدس اللہ سرہ العزیز پر ایک حویلی کبوترانوالی مشہور ہے اسمیں ایک درخت پیپل کا تھا جو پیر حاجی صدر الدین کے دست مبارک سے لگایا گیا تھا قدرت مدت دراز کے بعد وہ پیپل تمام خشک ہو گیا تھا اور اسکی چوب ہمیشہ لنگر شہنشاہ میں جلتی تھی آخر اسکا مڈھ سات ہاتھ وہ بالکل کھدا ہو گیا ہوا تھا موقعہ محرم شریف کا آیا تو سید بہادر علی شاہ و سید قالو شاہ یہ مدار الیام تھے انہوں نے مڈھ پیپل کا اندر سے اوکھیڑنا چاہا تو آنحضرت مخدوم صاحب نے فرمایا اسکو رہنے دو یہ ہمارا دوست ہے اور اسکے عوض میں لکڑیاں جسقدر مطلوب ہوں انکی قیمت ہم سے لیلو اور لکڑیاں بازار سے منگوا کر کاروائی امام کی چلائیں آنجناب نے ۱۲ ماہ روپیہ واسطے چوب کے دیکر دربار سے لکڑیاں لائے آنحضرت اس پیپل کے مڈھ پر آب وضو وقت سے ڈالتے رہے تھوڑے عرصہ کے بعد وہ درخت پیپل کا سبز ہو گیا اب وہ درخت بڑا عظیم ہے اسکے سایہ میں آپ حضرت کچھارے

لاکر بیٹھے تھے یہ کرامات آپکی مشہور ہے اور چند کرامات اس فقیر نے بچشم خود ملاحظہ کیا انکا لکھنا باعث طول
آپنے ۶۵ سال کے سن میں انتقال فرمایا ہے اور مزار پر انوار آپکے روضہ کے غلام گردش میں جانب جنوب
گاہ خلائق ہے سید حاجی شاہ انکے تین پسر تھے سید غلام مرتضیٰ المعروف چمن شاہ و سید احمد شاہ و سید گوہر شا
سید چمن شاہ صاحب کا فرزند سید ضمیر حسین جو مخدوم صاحب کے بعد آپ کا جانشین ہوا ہے اور احمد شاہ کا ایک
پسر خادم حسین نام موجود ہے اور سید علی گوہر شاہ لاولد ہیں ارشاد حسین فرزند سید ضمیر حسین شاہ موجود ملتان۔

سلسلہ النسب حضرت مخدوم مکرم معظم سید محمد عیسن شاہ صاحب

ابن سید لطف علی شاہ صاحب ابن سید غلام مرتضیٰ صاحب ابن سید صفدر علیشاہ ابن سید علی رضا شاہ ابن
یار علیشاہ ابن سید محمد رضا شاہ ابن سید محمد فاضل شاہ ابن سید قدم علی شاہ ابن سید قطب علیشاہ ابن سید بانع
شاہ ابن سید لطف علیشاہ ابن سید غلام علیشاہ ابن سید پیر ظہیر الدین ابن سید پیر حاجی صدر الدین محمود ثانی ابن
شہاب الدین ابن سید نصیر الدین ابن سید شاہ شمس الحق سبزواری ملقب تبریزی ابن سید صلاح الدین محمد
ابن سید علی عرف سلام الدین ابن سید عبد المومن بادشاہ مراکو افریقہ محمد بن تومرت کا جانشین اے سید علی
خالد الدین ابن سید محب الدین سبزواری ابن سید محمود سبزواری مدفون لاہوری ابن سید محمد ابن سید ہاشم
ابن سید احمد ہادی ابن سید مقتفر باللہ ابن سید عبد المجید ابن سید غالب الدین ابن سید محمد منصور خاقانی ابن
اسماعیل ثانی ابن سید محمد عریضی ابن سید اسماعیل اعرج اکبر ابن امام جعفر صادق علیہ السلام ابن حضرت
محمد باقر علیہ السلام ابن حضرت امام علی زین العابدین ابن حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام
حضرت علی علیہ السلام امام اول از آئمہ اثنا عشر

سلسلہ نسب سید ضمیر حسین شاہ سجادہ نشین ملتان دربار حضرت شاہ شمس الدین

سید ضمیر حسین شاہ ابن سید چمن شاہ صاحب ابن سید حاجی شاہ ابن سید غلام مرتضیٰ شاہ یہ صاحبزادہ مخدوم
چچا زاد بھائی کا فرزند ہے۔

سید محمود ثانی پیر صدر الدین کے دو فرزند سید صلاح الدین کی اولاد کا شجرہ نسب ذیل

سید صلاح الدین انکے پسر سید شہاب الدین ثانی انکے پسر سید منقف الدین انکے پسر سید شہاب الدین ا
تین سید فتح نور و سید اسرافیل امانت علی انکے پسر سید قمر علی انکے پسر سید اسماعیل شاہ انکے پسر سید

انکے پسر سید جہان شاہ انکے پسر سید نور شاہ و سید سلطان و سید زاہد شاہ ہر سہ لاولد و سید اسرائیل انکے
تین پسر سید دوست علیؑ و سید احمد شاہ و سید رسندی شاہ انکے پسر سید کرم شاہ انکے پسر سید حسین شاہ
لاولد و سید احمد شاہ انکے پسر سید فرزند علیؑ انکے پسر زین العابدین انکے پسر سید محمدؐ علیؑ لاولد و سید
فتح نور انکے دو پسر سید لعل شاہ صاحب روضہ یہ روزہ پہلوان ارائیں میں موجود ہے فرزند دیگر
سید انعام شاہ ان کے دو پسر سید امیر شاہ و سید راجن شاہ انکے پسر سید فاضل شاہ انکے پسر سید براتی شاہ
انکے پسر سید بلاقی شاہ لاولد سید امیر شاہ انکے دو پسر سید اسماعیل و سید یار علی انکے پسر سید عالم شاہ
انکے پسر سید پیر محمدؐ انکے دو پسر سید محمدؐ شاہ و سید عالم شاہ انکے دو پسر سید شاہ محمدؐ و سید محمود شاہ
انکے دو پسر سید سبحان شاہ و سید برہان شاہ ہر دو لاولد و سید اسماعیل انکے تین پسر سید محب شاہ و سید
مہر شاہ و سید نورنگ شاہ انکے دو پسر سید حسن شاہ و سید لطف شاہ انکے تین پسر سید قطب شاہ و سید
جمال شاہ و سید حسینؑ شاہ ہر سہ لاولد سید مہر شاہ انکے پسر سید خضر شاہ انکے پسر سید حیدر شاہ صاحب
انکے دو پسر سید مقصود شاہ انکے پسر سید عنایت شاہ انکے دو پسر سید درویش علیؑ و سید جیون شاہ
ہر دو لاولد سید محب شاہ بن اسماعیل انکے تین پسر سید لعل شاہ ثانی و سید برخوردار شاہ و سید قایم شاہ
انکے پسر سید نور شاہ انکے تین پسر سید بختی شاہ و سید بلند شاہ و سید چھپر شاہ انکے پسر سید سلطان شاہ
انکے پسر سید شیر شاہ انکے پسر سید اکبر شاہ لاولد سید برخوردار شاہ انکے پسر سید بجاون شاہ انکے پسر سید فتح
شاہ انکے پسر سید بہادر شاہ سید کمال شاہ و سید جانی شاہ انکے پسر غلام شاہ ہمہ لاولد سید لال شاہ ثانی
انکے تین پسر سید انعام شاہ ثانی و سید مرید شاہ و سید عثمان شاہ انکے تین پسر سید بخشو شاہ و سید کوڑی
شاہ و سید حیات شاہ ہمہ لاولد و سید مرد شاہ انکے پسر سید رسول شاہ انکے پسر سید فتو بل شاہ انکے پسر
سید جیون شاہ انکے پسر سید بگھو شاہ لاولد سید انعام شاہ ثانی انکے تین پسر سید علی شاہ و سید موجد یار
سید خضر شاہ انکے پسر سید حیدر شاہ انکے پسر سید براتی شاہ لاولد سید موجد یار انکے تین پسر سید پیر شاہ
و سید بہادر شاہ و سید شہابل شاہ انکے پسر سید صحی شاہ انکے دو پسر سید نور شاہ و سید محمدؐ شاہ ہر دو
لاولد سید علیؑ شاہ انکے پسر سید حیدر شاہ انکے تین پسر سید امام شاہ و سید خالق شاہ و سید رحم شاہ انکے
پسر سید حیات شاہ و سید چراغ شاہ انکے پانچ پسر سید گلاب شاہ و سید خیر شاہ و سید تمیر شاہ و سید
بہادر شاہ و سید مہر شاہ ہمہ موجود پہلوان ارائیں و سید حیات شاہ انکے تین پسر سید نادر شاہ و سید
امام شاہ و سید مبارک شاہ ہر سہ موجود پہلوان ارائیں سید خان شاہ ولد حیدر شاہ انکے پسر سید ولایت
شاہ انکے چار پسر سید کرم شاہ و سید رحم شاہ و سید شہباز شاہ و سید انوار شاہ ہر چہار موجود پہلوان سید امام شاہ بن

حیدر شاہ انکے پسر سید پیر شاہ انکے پسر سید نصیر شاہ موجود بمقام پہلوان الرائیں تحصیل میلسی ضلع ملتان *
موجود سید نصیر شاہ ابن سید پیر شاہ ابن سید حیدر شاہ ابن سید علی شاہ ابن سید انعام شاہ ثانی ابن سید
لعل شاہ ثانی ابن سید محب شاہ ابن سید اسماعیل شاہ ابن سید امیر شاہ ابن سید انعام شاہ ابن فتح نو
ابن سید شہاب الدین ابن سید سقف الدین ابن سید صلاح الدین ابن سید حاجی پیر صدر الدین ابن
سید شہاب الدین نصیر الدین ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری ملقب تبریزی ابن سید صلاح محمد
نوربخش ابن سید علیؑ عرف سلام الدین ابن سید عبد المومن بادشاہ مراکو ابن علیؑ خالد الدین ابن سید محمد
الدین ابن سید محمود سبزواری ابن سید ہاشم علی ابن سید احمد نازی ابن سید منتظر باللہ ابن سید عبد اللہ
ابن سید غالب الدین ابن سید محمدؑ منصور خاقانی ابن سید اسماعیل ثانی ابن سید محمدؑ عریضی ابن سید اسمٰعیل
عرج اکبر ابن امام جعفر صادق علیہ السلام *

سید السادات عالی درجات قاتل الکفار والمشرکین سید میر شمس الدین عریضی سبزواری
تبریزی شیعہ نوربخشیہ صوفیہ اثنا عشریہ انکے دو فرزند تھے سید نصیر الدین محمدؑ و سید علاالدین احمد
یار زندہ پیر یہ دونوں صاحب اولاد ہیں ان کی نسل کا بیان بعد تحریر ہوگا اول سید نصیر الدین
سبزواری انکے دو فرزند تھے سید کمال الدین سبزواری پسر کلاں تھے انکے پانچ فرزند تھے تین
اور دو لاولد رہینگے اسما سید صلاح الدین و سید جلال الدین و سید زین العابدین انکی اولاد کا
ذکر اوپر ہو چکا ہے اور دوسرا فرزند سید نصیر الدین محمد کا سید شہاب الدین سبزواری تھا ان
ہفت فرزند تھے انکے نام یہ ہیں سید صدر الدین محمود ثانی پسر کلاں تھے و سید رکن الدین
بدر الدین و سید شمس الدین یہ ہر چہار صاحب اولا ہیں و غیاث الدین لاولد و سید نر ناصر الدین
تغل شاہ لاولد سید نصیر الدین ثانی لاولد ہیں یہ ہر سہ لاولد ہیں سید پیر صدر الدین سبزواری سجاد
تھے انکے پانچ پسر تھے سید ظہیر الدین و سید صلاح الدین و سید تاج الدین انکی اولاد کا ذکر او
چکا ہے سید نصیر الدین تاج الدین لاولد تھے و سید حسن کبیر الدین کفر شکن انکے ہژدہ فرزند تھے
نام اوپر تحریر ہو چکے ہیں سید پیر صدر الدین سبزواری کی اولاد کا احوال لکھکر بعدہٗ انکے حقیقی
کی اولاد کا بیان ہوگا۔

سید حسن کبیر الدین کفر شکن ابن سید محمود ثانی پیر صدر الدین سید حسن کبیر الدین کے ہژدہ
فرزند سے سید اولیاء علیؑ فرزند کلاں تھے انکے پسر سید محمد نوربخش ثانی ملقب پیر مٹھہ صاحب
پسر سید میر شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ ان ہر دو باپ بیٹے نے فتح شاہ بادشاہ کشمیر کے زمانہ

طریقہ شیعہ نوربخشیہ کو کشمیر جاکر رواج دیا ۸۶۴ھ ہجری میں بحوالہ تاریخ فرشتہ صفحہ ۱۴۲ تا ۱۵۴ سید صلاح الدین محمدؐ نوربخش و سید میر شمس الدین عراقی کا حال لکھا ہے کہ آپ سید صلاح الدین محمد نوربخش و سید شمس الدین نے تبت کو چک و کشمیر میں عراق سے آکر طریقہ نوربخشی کو جاری کیا اور سلاطین وقت و گرد نواح میں خطبہ آئمہ اثنا عشر کے نام لوگوں نے پڑھا اور کتاب آوط فقہہ نوربخشیہ تمام لوگوں کو مطالعہ کرائے اور تاریخ فرشتہ کی صفحہ ۵۰۶ میں لکھا ہے کہ ۸۶۴ھ ہجری میں یہ کتاب احوط فقہہ جو تصنیف سید صلاح الدین محمدؐ نوربخش کی تھی یہ صاحب دونوں باپ بیٹا میر شمس الدین عراقی اور محمدؐ نوربخش ۵۷۹ھ ہجری میں کشمیر تبت میں تشریف لائے تھے اور ۵۸۵ھ ہجری میں واپس عراق سبزوار کو تشریف لے گئے تھے اور ان کی اولاد سے سید محمد نوربخش ثانی ملقب پیر مٹھہ صاحب اور ان کا فرزند سید میر شمس الدین ثانی نے دوبارہ کشمیر میں جاکر ۸۶۴ھ ہجری میں زمانہ فتح شاہ حاکم کشمیر میں مذہب نوربخشی کو رواج دیا ہے اور ۹۹۵ھ ہجری میں صوبہ کشمیر جو پہلے ہندوستان علیحدہ تھا اکبر بادشاہ کے وقت میں ہندوستان سے ملحق ہوا اور جب اکبر بادشاہ کا صوبہ مرزا حیدر ترک کشمیر میں آیا اور مذہب نور بخشی اور کتاب احوط فقہہ کو رائج دیکھا تو اس نے تمام کتابیں ملک سے جمع کر لیں اور ایک کتاب اکبر بادشاہ کے پاس دہلی میں روانہ کر دی اکبر بادشاہ نے کتاب مذکورہ علمائے حنفی کو جمع کر کے دکھلائی انہوں نے اس کتاب کے پیروؤں فتویٰ کفر لگایا کہ محو کرنا اس کتاب کا اور اس کے پیروی کرنے والیوں کا واجب اور فرضیات ہے جب کتاب دہلی سے کشمیر پونچی تو مرزا حیدر ترک نے بسیاست شاہی سبکو نہ تیغ کیا بعض لوگ حنفی ہوگئے بعض فقیر بن گئے اور تمام وہ کتابیں آتش میں جلادی گئیں اس طرح طریقہ نوربخشیہ شیعہ اثنا عشریہ کو گم کر دیا اس سے پہلے کشمیر میں طریقہ آفتاب پرستی بھی تھا سید امیر شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ ابن سید محمدؐ نوربخش ثانی پیر مٹھہ انکے پسر سید شہاب الدین ثانی مست دریا اور دوسرا فرزند سید کمال الدین موجد ریالا ولدہیں ملفوظ کمالیہ ان حضرت کی تصنیف ہے سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکے ہژدہ فرزند ہیں۔ اور اسمائے فرزندان معہ اسم والدہ یہ ہیں اور سات حرم ہیں سید سلطان آدم و سید امام شاہ و سید جعفر شاہ انکی والدہ انور بی بی بنت سید تاجدین محمود بن سید شاہ خواجہ ابن سید بالا بلند علی ابن

سید حسین کبیر الدین کفر شکن سید حسن شاہ و سید حسینؓ شاہ انکی والدہ بی بی شمس خاتون بنت سید علاالدین ابن سید عباس علی ابن سید لطف علی ابن سید عباس علی ابن سید رکن الدین ابن سید شہاب الدین ابن سید نصیر الدین ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری *

سید محب شاہ و سید فیروز شاہ و سید محمدؐ شاہ انکی والدہ بی بی غلام جنت بنت سید حسین علی ابن سید بلند شاہ ابن سید سبز علی ابن سید علاالدین ابن سید شمس الدین ابن سید شہاب الدین ابن سید نصیر الدین ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری ملتانی *

سید فرزند علی و سید خضر علی انکی والدہ حسن بی بی نبت سید بہلول شاہ ابن سید فتح الدین ابن سید صغیر الدین ابن سید زبدالدین ابن سید بدرالدین ابن سید شہاب الدین سبزواری *

سید اللہ دین حیدر و سید بالابلند علی انکی والدہ صاحبہ حسین بی بی نبت سید زین العابدین ابن سید فتح الدین ابن سید صغیر الدین ابن زبیر الدین ابن سید بدرالدین ابن شہاب الدین سبزواری *

سید اسماعیل و سید لعل شاہ و سید درویش علی انکی والدہ بی بی خیر النساء بنت عبدالغنی ابن سید یوسف علی ابن سید درویش علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن *

و سید جلال الدین نصر اللہ و سید نر ناصر الدین و سید نور محمدؐ ان کی والدہ صاحبہ بی بی نور فاطمہ بنت سید محب علی ابن سید شہاب الدین ابن سید کثیر الدین ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچوی سبزواری *

یہ حضرات ہر وہ فرزند سید شہاب الدین ثانی مست ور کے ہیں ان میں بارہ صاحبزادے صاحب اولاد ہیں اور چھ نر ناصر مجرد ولی اللہ تھے سید سلطان آدم ابن سید شہاب الدین مست ور انکے دو فرزند تھے سید شیر شاہ و سید نور شاہ سید شیر شاہ انکے چار پسر تھے پسر کلاں صاحب سجادہ نشین سید باقر شاہ تھے انکے پسر سید قطب الدین انکے پسر سید پیر صدر شاہ تھے یہ لاولد ہیں ان کا روضہ انور بمقام پڑول نگری ضلع کٹھوعہ ریاست جموں میں موجود ہے و سید نور شاہ ان کے پسر سید محمد شاہ سجادہ نشین تھے سید محمد شاہ زندہ درگاہ علیے جموں سے بمبئی کو تشریف لے جا رہے تھے بمقام رڑی سید نور شاہ کی ملک سندھ میں وفات ہو گئی تھی - سید محمدؐ شاہ اپنے والد کی تجہیز و تکفین کی اور آپ کا روضہ بنایا روضہ انور بمقام رڑی ضلع حیدر آباد سندھ میں موجود ہے سید محمد شاہ زندہ درگاہ عیلسی جب بمبئی پہنچے

تو وہاں آپ کا انتقال ہوگیا آپ کا روضہ انور بمقام بمبئی بھنڈی بازار کے قریب
موجود ہے ان کے پسر سید ولی رنگی پسر سید ثابت علی صاحب دستار تھے ان
کی مزار پر انوار مقام کوٹلی میں زیارت گاہ خلائق ہے یہ صاحب بھی لاولد ہیں۔
سید محمد نوربخش ثانی ابن سید اولیا علی ابن سید حسن کبیرالدین کفرشکن اوچوی
سید محمد نوربخش ثانی ملقب پیر مٹھہ صاحب کی تاریخ ولادت باسعادت روز پنجشنبہ
۱۲ ماہ شوال ۸۰۰ھ ہجری بمقام اوچ شریف روز وفات روز جمعہ ۱۱ ماہ محرم ۹۱۰ھ
۱۱۰ برس والدہ ماجدہ بی بی نور فاطمہ بنت صلاح الدین ابن حاجی صدرالدین محمود ثانی
آپ حضرت معہ عیال اطفال برائے دعوت اسلام و خراج عشر نذر نیاز کے لئے با
جازت اپنی جد امجد سید پیر حسن کبیرالدین بمقام اوچ سے بمقام جموں و کشمیر کی جانب
تشریف آور ہوئے اس وقت حاکم کشمیر و جموں راجہ عجب دیو تھا اس جگہ جس جگہ
ان حضرات کا روضہ انور اور آپ کے فرزند سید میر شمس الدین ثانی کا ہے ایک جوگی
براگی پر تھے نام رینا تھا وہ آنجناب کے مقابل ہوا وہ ساحر تھا تمام راجہ اس ملک
کے اس کی طاعت میں تھے ملفوظ کمالیہ میں لکھا ہے کہ وہ آپ کے سامنے اوڑ گیا۔
آنحضرت نے اپنی پاپوش کو حکم دیا وہ اس کے سر پر برستے ہوئے وہاں لائی جو دریا
کے کنارے بیراگیوں کا مقام موجود آباد ہے اور پھر تھی وہاں سے کشمیر کو چلا
گیا تھا آں جناب معہ فرزندان و آپ کے چچا سید علی گوہر نور ثابت بھی ہمراہ تھے کشمیر
میں تشریف لے گئے تھے اور وہ کتاب فقہہ احوط اس جناب کے ہمراہ تھی اور تمام
کشمیر کو مطالع کرائی اور طریقہ نوربخشی کو رواج دیا اور ہزارہا مخلوق آپ کے دست
حق پرست پر داخل اسلام ہوئے اور مذہب شیعہ نوربخشیہ اثنا عشریہ نے
فروغ پایا آپ کے دو فرزند تھے سید میر شمس الدین ثانی و سید اسماعیل
مرتاض خبر و فقیر تھے یہ ہزار ہجری میں روضہ والد صاحب کے اندر رہتے۔ دیوار
شک ہوئی اور آپ کا صندوق صبح کو روضہ انور کے باہر تھا متولیان درگاہ کو
الہام ہوا کہ ہمارا صندوق باہر ہے وہاں مزار تیار کرا دیں اور ہر روز صبح
تو تیز سرد تا قیام جاری رہے گی وہ حالت تا حال موجود ہے سید محمد نوربخش
ثانی پیر مٹھہ کامل جلیل القدر ولی تھے تمام کوہستان میں کشمیر تبت کو چک

وبدخشاں وگلگت و یارقند واسکردو وغیرہ میں تاحال مذہب شیعہ نوربخشیہ کا وجود قائم ہے جو آپ نے جاری کیا تھا میر شمس الدین ثانی ابن سید محمد نوربخش ثانی پیر مٹھہ صاحب سنہ ۸۸۶ ہجری میں یہ قافلہ سادات سبزواری خاندان شمسیہ عالیہ کا اوچ شریف سے آکر بمقام جموں شہر میں سکونت پذیر ہوا بحوالہ ملفوظ کمالیہ۔

سید شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ

آپ کی تاریخ ولادت روز چہارشنبہ مقام اوچ ۲۱ ماہ شوال سنہ ۸۷۵ ہجری یوم وفات روز جمعہ ۲۱ ماہ رمضان سنہ ۹۰۸ ہجری عمر ۱۱۵ برس والدہ صاحبہ بی بی آصفہ بنت سید شہبانہ علیؑ ابن سید حسنؒ کبیر الدین کفرشکن فرشتہ نے ان حضرات کا حال اپنی تاریخ فرشتہ جلد دویم صفحہ ۵۲۹ میں لکھا ہے کہ فتح خاں بن آدم خان کے زمانہ سنہ ۸۶۴ ہجری میں تخت کشمیر پر متمکن ہوا اس وقت میں سید میر شمس الدین یعنے شاہ قاسم الانوار بن سید محمدؐ نوربخش کا مرید عراق سے کشمیر میں آیا اور خلائق کا محل اعتماد ہوا اور اس کے مریدوں کے مصارف کے لئے مواضع وقف ہوئے اور خانقاہ اور املاک رہنے کو ملے غرض کہ عرصہ قلیل میں مردم کشمیر طالفہ چک سید میر شمس الدین کے مرید ہوئے اور لباس تصوف میں اس کا مذہب کچھ مذہب شیعہ تھا اختیار کر اور اکثر لوگ اس نواع کے اس مذہب میں داخل ہوئے اور بعض کو جاہل تھے میر شمس الدین عراقی کی رمز اور باریکی نہ سمجھتے تھے۔

تاریخ فرشتہ صفحہ ۵۰۷ میں لکھا ہے کہ مرزا حیدر ترک نے کتاب رشیدی میں لکھا ہے کہ اول کشمیر کے آدمی حنفی مذہب رکھتے تھے اور فتح شاہ بادشاہ کے زمانہ میں ایک مرد میر شمس الدین نام تھا اس نے عراق سے آکر اپنے تئیں سا میر محمد نوربخش کے منسوب کیا اور مذہب غیر معروف جاری کیا اور نام اس مذہب نوربخش رکھا اور فقہہ کی ایک کتاب آحوط نام لوگوں کو مطالع کرائی کہ عقائد اس کے سائخہ مذہب اہل سنت کے موافق نہیں تھے اور جو لوگ کہ یہ مذہب رکھتے تھے اصحاب ثلثہ اور عائشہ کے مذہب کہ جو شعار رافضیوں کا ہے۔ اسپنے اد

ارم کیا تھا۔ اور عقیدہ شیعہ کے خلاف، انکا عمل تھا۔ کہ سید محمد نوربخش کو صاحب الزمان اور مہدی
موجود جانتے ہیں۔ اور اکابر اولیاء کے معتقد ہیں۔ یا برخلاف شیعہ کے سنی مذہب جانتے ہیں اور
نے مذہب کا نام نوربخشی رکھا تھا۔ فرشتہ کہتا ہے میں ایک جماعت کو مشائخ نوربخشی سے
بدخشاں میں دیکھا تھا۔ وہ سب شریعت ظاہری میں آراستہ و سنن نبوی پر پیراستہ ہیں چنانچہ
یک فرزند میر سید محمد نوربخش نے ایک رسالہ محمد نوربخش کا مجھے دکھلایا تھا اوسمیں سوائے
توحید باری تعالےٰ و نبوت احمد مختار اور امامت ائمہ اثناء عشریہ کا بیان تھا۔ جو لکھا تھا۔
طریقہ حقہ اثناء عشریہ کے سوائے جو جملہ انبیائے کا طریقہ حق پرستی تھا۔ یہ لوگ خاندان اسمٰعیلیہ
کے داعی الی الحق تھے۔ اور نائب امام کہلاتے تھے۔ نہ کہ مہدی موعود بنتے تھے۔ ہرگز نہیں
بہرحال خلیفہ نائب امام حاضر امام موجود ہے۔ اگر صاحب زمان اور مہدی موعود کہلاتے تو ائمہ
اثناء عشر کے نام مبارک کا خطبہ سلاطین اور اکثر لوگوں کو نہ پڑھاتے انکا طریقہ جو تھا شیعہ
نوربخشیہ اثناء عشریہ صوفیہ تھا۔ پر وہ تصوف میں آجتک تبت۔ کشمیر اسکردو کے لوگ
شیعہ نوربخشیہ کہلاتے ہیں۔ سید میر شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ صاحب نے فتح خان میر
آدم خاں کے زمانہ میں کشمیر وغیرہ بلاد کوہستان میں بمعہ فرزندان سید کمال الدین
ثانی موج دریا و سید شہاب الدین ثانی مست دریا طریقہ نوربخشیہ کو جاری کیا اور آپ
علاقہ جہیل رام سر خیاب کے کنارہ زہر سے شہید کئے گئے تھے۔ بحوالہ ملفوظ کہا لیہ
لکھا ہے۔ آنحضرت نے اول وفات سے فرزندوں کو فرمان کیا تھا۔ کہ ۱۲ ماہ رمضان ۸۹۰ھ
ہماری وفات زہر سے ہوگی۔ تم صندوق میں ہماری نعش رکھ کر دریائے چناب میں
بہا دینا۔ آپ کے فرزندوں اور نبیروں نے نعش مطہر کو باقاعدہ صندوق میں رکھ کر
دریا میں چھوڑ دیا۔ تو وہ صندوق قریب شہر رسول نگر پہنچا۔ جو تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ
میں موجود ہے۔ وہاں روڈا نام دھوبی نے وقت صبح کاذب وہ صندوق پکڑا اور جب
کنارہ پر لاکر کھولا۔ تو اس صندوق میں ایک بزرگ سفید ریش بیٹھا تھا۔ روڈا دھوبی نے
سلام کیا۔ اور پوچھا آپ کون ہیں۔ آنجناب نے فرمایا۔ ہمارا بھید کسی سے نہ کہنا ورنہ تو
اندھا کوڑھا ہو جائیگا۔ اوسنے اقبال کیا۔ کہ میری کیا مجال کہ آپ کا حال کسی شخص سے
بیان کروں۔ آپ نے فرمایا تجھے دولت اسلام خداوند عالم عطا فرمائے۔ اگر تو ہم کو
ملنا چاہے۔ تو مقام چھرانوالی آکر ملنا آپ حضرت رسول نگر سے روڈا دھوبی سے رخصت

ہوکر بمقام مچھرانوالی قریب قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ میں ہے۔ آپ حضرت وہاں
بارہ سال تک بیٹھے رہے اور مقام جموں میں روضہ انور کے تیار کیا حکم اپنے فرزند
کو دیا تھا۔ گلاب کہار آپکی خدمت میں رہتا تھا۔ ایک روز گلاب نے عرض کی کہ یا
آپ اب دانہ نہیں کھاتے۔ آپ نے جواب میں فرمایا ہم کو روزہ ہے۔ گلاب نے
عرض کی حضور عالی روزہ تمام لوگ وقت شام افطار کرتے ہیں آپ نے فرمایا ہم
روزہ بارہ سال کا ہے۔ جب تمہارے گھر سیالکوٹ میں آوینگے۔ تب روزہ افطار کر
اور آپ کی دعا برکت سے خداوند تعالےٰ نے گلاب کہار کو سندر نام فرزند عطا فر
جب روضہ انور جموں میں تیار ہوگیا۔ تو آپ کے فرزند نے خبر دی۔ کہ جناب عالی
تیار ہے۔ آپ یہ خبر سنکر مچھرانوالی سے سید میر شمس الدین ثانی چل کر مقام سیالکو
گلاب کہار کے گھر پہنچے۔ تو گلاب نے عرض کی۔ کہ یا پیر آنجناب کا وعدہ ہے کہ
تیرے گھر سیالکوٹ آوینگے۔ روزہ افطار کرینگے۔ اب جو اشیاء مرغوب ہو وُہ
تو بندہ حاضر لاوے۔ آپ نے فرمایا۔ مرغوب قلوب تو لحم انسان ہے تب روزہ اف
کرینگے۔ گلاب معتقد صادق تھا۔ اوسنے اپنے پسر سندر سے مشورت کر کے لڑکا
عاشق صادق تھا اوسنے کہا اے والد۔ اگر پیر راضی ہو جائے۔ تو بہتر ہے تو
ذبح کر گلاب نے اپنے پسر سُندر کو اندر کوٹھڑی کے لے جا کر ذبح کر ڈالا اور
جب لایا۔ تو آنحضرت نے پوچھا۔ گوشت آدمی کا تُو لایا۔ اوسنے کہا ہاں جناب
ہُوں۔ آپ نے فرمایا۔ جب تک تمام اعضا نہ ہوں۔ کیونکر اعتبار کیا جائے۔ کہ
انسان کا ہے۔ الغرض لاچار ہو کر وُہ فرزند کے جملہ اعضاء اندر سے اوٹھا لایا آ
نے فرمایا۔ یہ تو ہمارا بیٹا سندر ہے۔ گلاب خاموش رہا۔ آنحضرت نے اوسکی لا
چادر ڈالکر دُعا کی تو فوراً سندر زندہ ہو کر اوٹھ بیٹھا۔ آپ سیالکوٹ سے
کو تیار ہوئے۔ تو گلاب سندر روتے تھے۔ کہ ہم کو بھی اپنے ہمراہ لے چلو آپ
فرمایا نہیں یہ بات ہو سکتی۔ ہمارا ہاتھ بارہ برس تک مزار سے ہویدا ہوتا رہیگا
سندر ہم سے مصافحہ کرے۔ اور تمام تمہاری قوم سندر سے مصافحہ کیا کرے
حضرت ۱۵ شعبان کو داخل مزار اقدس ہوئے۔ اہلِ ہنود کا مہینہ کتک کا تھا
روز تمام کہار حضرت کا بڑا بھاری میلہ جموں میں کرتے ہیں۔ جس جگہ مزار ا

ے ہاتھ سال بسال ظاہر ہوتا تھا - وہاں نشان قائم ہے بعدہٗ ۱۲ برس کے ہاتھ نہ نکلا۔ اگر
کوئی عزیز اس امر کا شک کرے - تو تذکرہ اولیائے ہند میں دیکھ لے ۔

تذکرہ اولیائے ہند صفحہ ۳۷ میں لکھا ہے - کہ بابا فرید ملتان تشریف لے گئے اور
شیخ صدرالدین سے ملاقات ہوئی - انہوں نے عرض کی کہ شیخ بہاؤالدین کی قبر سے باہر ہاتھ
نکلتا ہے۔ کیا سبب ہے بابا فرید نے مراقبہ میں دریافت کیا - تو ان کو معلوم ہوا کہ ہاتھ بدستور
دیکھا - تو خادم سے آفتابہ طلب کیا - تو قدرے پانی اپنے ہاتھ سے لے کر دست پر ڈالا
وہ ہاتھ اندر ہو کر تین مرتبہ یہ کار ہوئی - پھر ہاتھ نہ نکلا بابا فرید نے کہا شیخ کے غسل کے
وقت ناف خشک رہ گئی تھی اسلیئے ہاتھ کب باہر آتا تھا -

تذکرہ اولیاء ہند صفحہ ۸۲ میں لکھا ہے - کہ شیخ صدرالدین نے اپنے والد سے عرض
کی . شاہ گردیز کی مزار سے ہاتھ باہر آتا ہے - اور بعیت کرتا ہے - اور آپکے فرزندان
کی طرف لوگوں کی رجوع نہیں ہے - جتنی ہاتھ کی طرف ہے - آخر فرمایا کہ تم مرقد شاہ گردیز
پر جا کر التماس کرو کہ آپ کے کمالات میں کسی کو شک نہیں ولیکن رعایت اپنی جد امجد
کی آپ کو لازم ہے - شیخ صدرالدین نے مزار پر جا کر پیغام پدر عرض کیا - اوس روز سے
وہ ہاتھ باہر نہ نکلا۔ سید پیر شمس الدین ثانی فتح شاہ کا روضہ انور بمقام شہر جموں میں
موجود ہے۔ ریاست کشمیر ہے - اور سیّد کمال الدین ثانی موجدریا کی مزار بھی روضہ انور
کے اندر جانب مغرب موجود ہے - انکی اولاد نہیں ہوئی - ملفوظ کمالیہ آپ ہی کی تصنیف
ہے۔ جو تمام خاندان شمسیہ عالیہ کی تاریخ تولد رحلت اسی میں درج ہے وُہ قلمی
کتاب جو سجادہ نشین دربار حضرت محمد نوربخش پیر مٹھا صاحب پر تھا۔ سید عظیم شاہ
ان کا اسم تھا۔ اب وہ صاحب بھی انتقال فرما گئے ہوئے ہیں - وہاں سے اس فقیر نے
صرف اس خاندان کی تاریخ تولد رحلت نقل کی تھی +

سیّد شہاب الدّین ثانی مست دریا ابن سید شمس الدین ثانی فتح شاہ

سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ ولادت بمقام جموں ۱۵ ماہ شعبان روز پنجشنبہ
[illegible]ھ میں ہوئی - آپ علوم ظاہری باطنی میں یکتائے زمانہ تھے - آپ کے سات حرم اور شہزادہ

فرزند تھے آپ مثال سید حسن کبیرالدین کفرشکن تھے۔ لقب حسن دریا تھا۔ ان کا لقب مست د
تھا۔ سات حرم اور اٹھارہ فرزند حضرت کے تھے۔ اور ویسے ان کے بھی تھے۔ دعوت اسلاہ
نوربخشیہ میں یہ تمام خاندان شمسیہ عالیہ کے لوگ لگے رہے اوّل انکی جد امجد نے بعزت
تمام مصر افریقہ میں سلطنت کی اور جب ان میں سے سید صلاح الدین محمد نوربخش لباس
درویشاں میں آیا۔ تو تمام اسماعیلیہ کا امام پیشوا ہوا۔ پردہ تصوف میں بھی ان کا بڑا عروج
رہا ہے۔ سید پیر ثابت علی کے زمانہ تک ایک ہزار ستانوے تک ہژدہ فرزند سید حسن کبیر
کی اور ہژدہ فرزند سید شہاب الدین ثانی مست دریا کے اور ان کے برادر وغیرہ سادات
عظام ملک فارس میں اور مصر افریقہ میں اور ہند سندھ پنجاب میں اور بدخشاں اور
تبت کشمیر میں تمام انکا دورہ تھا۔ اور خمس جمع کرکے اسکا عشر آغا صاحب کی جد امجد
کو دیتے تھے اور نصف مال اپنے اخراجات میں تصرف کرتے تھے۔ جملہ طائفہ اسماعیلی یکسر
متفق الرائے تھے اور ہم جد وہم مذہب تھے ذرہ فرق نہ تھا +

سید شہاب الدین ثانی دریا کی وفات روز یکشنبہ ۲۲ شوال سنہ ۹۰۱ھ میں بمقام سما
متصل بنبر جوڑی ضلع ریاسی میں ہوئی یہ ضلع ریاسی بھی ریاست کشمیر میں ہے آپ
روضہ انور سمانی میں موجود ہے۔ اور پچاس بیگہ زمین جانب مہاراجہ کشمیر سے معافی
سید مہر شاہ اوس دربار کا سجادہ نشین ہے۔ ملفوظ کمالیہ میں لکھا ہے۔ کہ آپکی و
روز یکشنبہ کو ہوئی۔ ایک شخص مراد نام تھا اوسنے کہا پیر مست دریا بڑے کامل او
تھے۔ لیکن روز وفات تو آپ نے اچھا نہ کیا آپ چارپائی سے اُسی وقت اُٹھ بیٹھے
اور فرمایا اچھا بھائی ہم روز جمعہ کو مرینگے۔ تمام لوگ حیران ہوگئے۔ وہ شخص آپ کے
ہر وقت خیال میں تھا۔ کہ یہ کیا باعث آپ فوت ہوگئے تھے۔ اور کسطرح اوٹھ بیٹھے
آخر جب بہت اصرار کیا۔ تو آنحضرت نے فرمایا ہم تجھے بتلائیں۔ جب ہمارا جنازہ یوم
کو پھر ہوگا۔ تو ایک شخص برقعہ پوش آکر پیش نماز جنازہ ہوگا۔ اوس شخص سے دریافت
کرنا۔ وہ تجھے اس امر کا معنی تبلائیگا ویسا ہی ہوا جب آپ حضرت یوم جمعہ کو فوت
ہوئے۔ تو ایک شخص برقعہ پوش آیا۔ اور پیش نماز ہوا۔ جب فاتحہ پڑھ کر فارغ ہوئے
تو وہ برقعہ پوش جنگل کو راہی ہوا۔ وہ شخص مراد نام آپکے دنبال روانہ ہوا دور جا
عرض کی تو آنحضرت نے برقعہ اوتار کر فرمایا اسکو فقیر کہتے ہیں مرجانا اور پھر زندہ ر

دیکھ ہم نے جنازہ اپنا آپ پڑہا اور نعش وہاں قبر میں دفن کرتے ہیں - اور ہم بدستور اولیٰ موجود ہیں - اگر کوئی صاحب اس امر میں شک کرے تو تذکرہ اولیائے ہند میں دیکھ لے -

تذکرہ اولیائے ہند صفحہ ۱۰۹ میں لکھا ہے شیخ رکن الدین ملتانی شیخ نظام الدین اولیاء کے پاس دہلی تشریف لے گئے - وقت رحلت عرض کی کہ وصیت فرمائیے آنحضرت نے فرمایا - میرے پیرانِ چشت سے ایک بزرگ تھا - اوسنے وصیت کی تھی - بعد مرنے میرے جنازہ کے قریب سماع کرنا مریدوں نے ویسے سماع شروع کیا وہ حضرت اُٹھ کھڑے ہوئے - سو میرے جنازہ کے پاس بھی سماع کرنا پس جب وفات ہوئی تو شیخ رکن الدین نے بعد نماز جنازہ قوال کو طلب فرمایا - خلفائے نے منع کیا - بمجرد سننے سماع کے حضرت کھڑے ہو جاوینگے - اور قیامت تک سماع سے باہر ہونگے - اور فتنہ عظیم اوٹھینگے - شیخ رکن الدین نے منع کیا اور جنازہ لے کر چلے راہ میں ایک عورت طوائف غزل امیر خسروؒ کی گارہی تھی - اوس غزل کا شعر یہ ہے ؎

اے تماشا گاہِ عالم روئے تو
تو کجا بہر تماشا مے روی

یہ سنکر دست حضرت کا کفن سے باہر ہوا شیخ رکن الدین نے دوڑ کر اوس عورت کو منع کیا - قبر کے اندر تک ہاتھ باہر رہا شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ نے عرض کی تب ہاتھ اندر ہو گیا تذکرہ اولیاء ہند میں یہ بھی لکھا ہے - کہ بعد وفات سید ولی نعمت اللہ دہلی میں تکرار تھا - مریدوں میں قریب تھا - کہ تلوار چلے آپ نے جلد اوٹھکر فرمایا کہ تم مت لڑو ہم بیان نہیں کرتے اور کہیں جا کر مرینگے - آپ باقری سادات سے ہیں - اور مزار آپ کی کشمیر میں ہے ۷۷۵ھ وفات ہوئی دوسرا نعمت اللہ گیلانی کی وفات ۸۳۴ھ میں ہوئی - سید شہاب الدین ثانی ملقب مست دریا آپ عظیم اولیائے فخر جہان اور عشق محبت میں جانباز تھے - اور علوم ظاہری باطنی میں یگانہ روزگار تھے طالبان خدا کو با خدا پہنچاتے تھے - بارگاہِ حضرت کے معدن و فیوضات ربانی اور خانقاہ مطلع انوار سبحانی ہے - ہدایت خلق اللہ میں آپ مشغول رہے - ہزارہا آدمی سلسلہ ارادت نوربخشیہ میں در آئے - اور مردمان بدخشان شیراز و فارس و عرب و شام و مصر آپ سے مستفید ہوئے - عمر آنحضرت کی ۱۰۱ برس کی ہوئی مقام سمانی ضلع ریاسی میں درگاہ زیارتگاہ خلائق ہے سلسلہ نسب آپکا اسطرح ہے سید شہاب الدین ثانی نے

مست دریا ابن سید میر شمس الدین ثانی فتح شاہ ابن سید محمد نوربخش ثانی پیر میٹھا ابن سید اولیا علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن ابن سید حاجی صدر الدین محمود ثانی ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری مدفون ملتانی۔

احوال پیر مست دریا کے فرزندوں کا اٹھارہ پسر تھے

سید سلطان آدم ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا آپ کی تاریخ ولادت روز سہ شنبہ ۲۲ ذی الحجہ ۸۲۳ھ بمقام شہر جموں روز وفات دوشنبہ ۲۷ صفر ۹۰۲ھ عمرش ۷۸ سال والدہ شمس خاتون سید عباس مزارش اندر روضہ انور سید محمد نوربخش ثانی پیر میٹھا صاحب مقام جموں۔

سید امام شاہ ابن سید شہاب الدین مست دریا انکی تاریخ تولد روز چہارشنبہ ۲۲ شعبان ۸۴۳ھ جموں روز وفات دوشنبہ ۲۸ ماہ صفر ۹۱۰ھ ہجری عمرش ۶۷ برس مزار بستی جعفر شاہ ریاست بہاولپور سید جعفر شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی ان کی تاریخ ولادت ۲۱ ماہ ذیقعد اا ربیع الاول ۸۴۵ھ بمقام جموں عمرش ۶۳ سال مزار مقام منڈاہر ضلع جہلم عہد حکومت بادشاہ غیاث الدین خلجی یہ تینوں صاحبزادے کی والدہ ایک ہے سید حسن شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ تولد روز جمعہ ۱۲ ماہ شعبان ۸۴۵ھ روز وفات پنجشنبہ اا ماہ شوال ۹۰۶ھ ہجری عمرش ۶۱ برس روضہ انور شہر مندرا ملک کچھ بجموں والدہ آپکی بی بی غلام جنت بنت سید حسین علی ابن سید بلند علی +

سید حسین شاہ ابن شاہ شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ تولد بمقام جموں روز سہ شنبہ اا ماہ رجب ۸۴۳ھ حاکم جموں راجہ عجب دیو میں روز وفات چہاردہ ماہ صفر ۹۰۴ھ عمرش ۶۱ برس والدہ مائی غلام جنت روضہ انور بمقام سلدیری تحصیل میلسی ضلع ملتان میں موجود ہے +

سید میراں محب شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ ولادت روز دوشنبہ ۱۵ ماہ شعبان ۸۴۴ھ روز وفات دوشنبہ ۲۸ صفر ۹۱۲ھ عمرش ۶۸ برس والدہ حسین بی بی بنت سید بہلول شاہ سبزواری جموں روضہ انور آپ کا شہر گرنجی میں ہے +

سید فیروز شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ ولادت بمقام جموں روز سہ شنبہ ۲۲ شوال ۸۴۵ھ ہجری روز وفات چہار شنبہ ۱۴ رجب ۹۱۴ھ ہجری ۶۹ برس عمر۔ مزار کراچی آپ حضرت پیر پٹھ کے نام سے وہاں مشہور ہیں +

سید محمد شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ تولد بمقام جموں وقت راجہ عجب دیو روز جمعہ ۱۵ ماہ ذی الحجہ ۸۴۷ھ ہجری روز وفات ۲۲ شوال روز دوشنبہ ۹۰۹ھ ہجری عمر ۶۲ برس روضہ انور بمقام شہر کہرہ ملک کچھ بجھ سید۔

سید زند علی ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ تولد بمقام جموں روز شنبہ ۹ ذیقعد ۸۴۴ھ ہجری روز وفات ۱۴ ذی الحجہ چہار شنبہ ۹۰۹ھ ہجری عمر ۶۵ برس والدہ حسین بی بی بنت سید زین العابدین روضہ انور درمیان روہڑی سکھر ملک سندھ۔

سید خضر علی ابن سید شہاب الدین مست دریا ان کی تاریخ تولد بمقام جموں روز پنجشنبہ ۱۱ ماہ شعبان ۸۴۲ھ وفات روز جمعہ ۱۲ رمضان ۹۱۰ھ ہجری عمر ۶۰ سال وفات حاکم سندھ جام فیروز والدہ حسین بی بی بنت سید زین العابدین روہڑی سکھر کے درمیان دریا میں جو قلعہ ہے۔ وہاں روضہ انور موجود ہے۔ ان صاحبزادیوں کی مزاریں ملک سندھ دکھ وبچھ میں کیوں چلی گئیں۔ یہ حضرات اپنی مریدی میں تمام کوہستان اور ملک سندھ وغیرہ میں دورے کرتے پھرتے تھے۔ جس جگہ وعدہ برابر ہوگیا وہاں پر مریدوں نے مزار تیار کردی۔ اٹھارہ فرزند پیر مست دریا کے تمام ملک میں خمس عشر نذر کے دورے کرتے تھے اس خاندان کو بڑا عروج رہا ویسے اب تنزل ہے +

سید شاہ اللہ دین حیدر ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ تولد روز چہار شنبہ ۱۲ ماہ رجب ۸۴۴ھ روز ولادت بمقام شہر جموں حاکم جموں راجہ عجب دیو والدہ آپکی بی بی خیر النساء بنت سید عبد الغنی روز وفات جمعہ ۷ ماہ شوال ۹۰۵ھ ہجری عمر ۶۱ سال مزار شریف مقام تبت کوچک۔

سید بالا بلند علی ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ تولد روز سہ شنبہ ۱۲ شوال ۸۴۵ھ ہجری روز وفات چہار شنبہ ۷ رمضان ۹۵۴ھ ہجری عمر ۱۰۹ برس روضہ انور بمقام چینبہ ضلع ریاسی ریاست کشمیر ارادت صادق ان سبکے اپنے عم پاک سید کمال الدین موج دریا سے تھی۔ اس خاندان میں باپ درویشی ابتدا سے چلے آئے۔ طریقہ ان کا حسینی

نوربخشی تھا۔ ایک دوسرے سے اپنے گھر میں فیضیاب ہوتے رہے۔ اور تمام بزرگوار باکمال ہوتے رہے یہ طریقہ ایسا تھا جو تمام بیدار قلب ہو جاتے تھے۔ جیسے جناب سرورِ کائنات ان کو اپنی گود میں پرورش فرماتے تھے۔

سید ناصرالدین ابن پیر شہاب الدین ثانی مست دریا انکی ولادت باسعادت جموں روز جمعہ ۱۲ ماہ رجب المرجب سنہ ۸۴۹ھ روز وفات ۲۲ شوال جمعہ عمر ۴۴ برس سنہ ۸۹۳ ہجری والدہ نور فاطمہ بنت سید محب شاہ مزار بمقام پنڈ پتن ضلع سیالکوٹ یہ صاحب مجرد فقیر تھے۔ تاحال شب کو آپکے مزار پر کوئی خواب نہیں کر سکتا۔

سید نور محمد ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ تولد روز دوشنبہ ۲۷ صفر سنہ ۸۴۳ھ بمقام جموں روز وفات جمعہ ۱۱ شعبان سنہ [illegible] ہجری مزار شریف قریب کشمیر کوہ پیر پنجال پر ہے۔ عمر ۶۴ سال۔

سید درویش علی ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا صاحب انکی تاریخ ولادت روز دوشنبہ ۲۱ ماہ رجب بمقام جموں سنہ ۸۴۲ہجری روز وفات چہارشنبہ ۱۲ محرم شریف سنہ ۹۱۵ہجری عمر ۷۳ برس مزار شریف بمقام تبت کوچک۔

سید اسماعیل ابن سید شہاب الدین ثانی انکی تاریخ ولادت روز چہارشنبہ ۹ ماہ شوال سنہ ۸۴۴ھ روز وفات جمعہ ۱۱ المحرم سنہ ۹۰۵ہجری عمر ۶۱ برس مزار کوہ کشمیر جسکو پیر پنجال کہتے ہیں۔

سید لعل شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ ولادت بمقام جموں روز پنجشنبہ سنہ ۸۴۶ ہجری روز وفات جمعہ یکم ربیع الاول سنہ ۹۴۰ہجری عمر ۹۴ برس مزار قریب کشمیر کوہ پیر پنجال پر ہے۔ یہ صاحبان اٹھارہ فرزند سید پیر شہاب الدین ثانی مست دریا کے ہیں۔ ان میں بارہ صاحب اولاد ہیں۔ اور چھ صاحب ناصر مجرد ہیں۔ پیر مست دریا کا فرزند کلاں سید سلطان آدم تھا۔ جو بعد آنحضرت کے آپ کا سجادہ نشین ہوا۔ اور تمام انکے بھائیوں نے انکو پیشوا مقرر کیا۔ اور پیر بنایا تھا۔ بحوالہ ملفوظ کمالیہ سید سلطان آدم کے دو فرزند تھے۔ سید شیر شاہ و سید نور شاہ اب انکی تاریخ ولادت عرض کرتا ہوں۔ سید شیر شاہ ابن سید سید سلطان آدم ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکی تاریخ تولد بمقام جموں شہر روز چہارشنبہ ۲۷ ماہ محرم سنہ ۸۷۲ ہجری روز وفات

[پنج]شنبہ ۱۲ شعبان سنہ ۹۷۷ ہجری عمر ایک سو پانچ برس عہد بادشاہ خضر خان مزار پُر انوار بمقام مزنگ متصل لاہور جانب مشرق پیر خانہ مشہور ہے +

سید باقر شاہ پسر کلان سید شیر شاہ انکی تاریخ تولد روز دوشنبہ ۲۱ ماہ رمضان سنہ ۹۰۱ھ روز وفات چہارشنبہ ۲ ماہ رجب سنہ ۱۰۰۰ ہجری عمر ۹۹ سال مزار شریف مقام مزنگ اپنے والد کے پاس چار دیواری میں حاکم وقت وفات بہلول لودی والدہ صاحبہ آپکی عصمت خاتون بنت سید چراغ شاہ ابن سید قطب شاہ ابن سید باقر شاہ بن شیر شاہ ابن سید سلطان آدم - انکی تاریخ تولد روز پنجشنبہ ۲۴ ذی الحجہ سنہ ۹۳۰ ہجری روز وفات جمعہ ۹ شوال سنہ ۱۰۵۰ ہجری عمر ۱۱۰ سال عہد خضر خان بمقام تولد ہیرا نگر وفات پٹرول نگری شہر ضلع کٹوعہ -

سید پیر صدر شاہ ابن سید قطب شاہ انکی تاریخ تولد بمقام ہیرا نگر روز چہارشنبہ ۵ شعبان سنہ ۹۸۰ ہجری روز وفات جمعہ ۲ صفر سنہ ۱۰۸۰ ہجری عمر ۱۰۰ سال عہد خضر خان روضہ انور بمقام پٹرول نگری یہ صاحب بہت باکمال بزرگ ہیں آپ کی اولاد نہیں ہوئی سید پیر صدر شاہ ابن سید قطب شاہ ابن سید باقر شاہ ابن سید شیر شاہ ابن سلطان آدم ابن سید شہاب ثانی مست دریا ابن سید میر شمس الدین ثانی فتح شاہ ابن سید محمد نوربخش ثانی پیر میٹھا صاحب ابن سید اولیا علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچوی ابن سید محمود ثانی حاجی صدر الدین سبزواری ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن نصیر الدین سبزواری ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری مدفون ملتانی +

سیّد نور شاہ ابن سیّد سلطان آدم ابن سید مست دریا

انکی تاریخ تولد روز پنجشنبہ ۹ ذی الحجہ سنہ ۸۷۲ ہجری روز وفات سہ شنبہ ۲۷ ماہ صفر سنہ ۹۷۲ ہجری عمر ۱۰۰ سال والدہ انور بی بی ابنت سید تاج الدین محمود روضہ انور مقام اڑی ملک سندھ

سید پیر محمد شاہ عیسیٰ ابن سید نور شاہ ابن سید سلطان آدم

انکی تاریخ تولد روز چہارشنبہ ۱۵ ماہ شعبان سنہ ۹۰۱ ہجری روز وفات جمعہ ۲۱ ماہ محرم سنہ ۱۰۰۲ھ

میں ۱۰۱ برس عہد حکومت جلال الدین اکبر بادشاہ والدہ عظمت خاتون بنت سید چراغ شاہ روضہ انور شہر بمبئی متصل بھنڈی بازار سید سید ولی ابن سید محمد شاہ زندہ درگاہ عیسےٰ انکی تاریخ تولد بمقام ہیرانگر ۲۲ ربیع الاول روز شنبہ سنہ ۹۲۷ہجری روز وفات جمعہ ۱۱ شوال سنہ ۱۰۱۰ہجری عمر ۸۳ سال مزار شریف کوٹلی پیر ثابت علی بن سید سید ولی انکی تاریخ تولد روز چہارشنبہ ۱۲ رجب سنہ ۹۷۲ہجری وفات روز جمعہ ۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۷ہجری عمر ۱۲۵ برس حاکم وقت محمد شاہ بادشاہ سلسلہ نسب سید پیر ثابت علی شاہ ابن سید سید ولی شاہ ابن سید محمد شاہ زندہ درگاہ عیسیٰ ابن سید نور شاہ ابن سید سلطان آدم ابن سید شہاب الدین مست دریا ابن سید شمس الدین فتح شاہ ابن سید محمد نوربخش ثانی پیر مٹھا ابن سید اولیا علی ابن سید حسن کبیرالدین کفرشکن ابن سید پیر صدرالدین محمود ثانی ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیرالدین محمد سبزواری ابن سید حضرت شاہ شمس الدین سبزواری ملقب تبریزی مدفون ملتانی۔

یہ تمام سادات سبزواری جنکی تاریخ اوپر درج ہے۔ یہ ملفوظ کمالیہ سے نقل کی گئی ہے۔ صرف تاریخ تولد رحلت اور نشان قبر کا لیا گیا ہے۔ اگر خوارق عادات بیان لکھا جاوے تو ایک اور کتاب ایک ایک کے حالات کی تیار ہو جاوے۔

سیّد پیر حسن کبیرالدین کفرشکن کے بارہ فرزندونکی بارہ گُل ہیں

اسم مبارک آپکے اٹھارہ پسرونکے معہ تاریخ تولد رحلت و قبر اوپر بیان ہوا ہے ا[ب] انکی اولاد کا سلسلہ نسب یہ فقیر عرض کرتا ہے۔ ناظرین باتمکین پر واضح ہو۔ گل اول ر[سید] اولیاء علی بن سید حسن کبیرالدین سید گل اول سید اولیاء علی ابن سید حسن کفرشکن انکے پسر سید محمد نوربخش ثانی ملقب پیر مٹھا صاحب ان کے چار پسر سید میر شمس الدین ثا[نی] عرف فتح شاہ صاحب اولاد سید اسماعیل جنتی و گوہر علی و سید اصغر علی ہر سہ لاولد س[ید] میر بخش الدین ثانی فتح شاہ ان کے دو پسر سید کمال الدین ثانی موجد ریا لاولد و س[ید] شہاب الدین مست دریا انکے اٹھارہ فرزند ہیں۔ بارہ صاحب اولاد اور چھ جنتی ستی ا[ن] گل اول میں بارہ برگ ہیں۔ برگ اول سید سلطان آدم بن سید شہاب الدین مست د[ریا]

انکے دو پسر سید شیر شاہ نور شاہ سید شیر شاہ ان کے چار پسر سید باقر شاہ انکے پسر سید قطب شاہ
انکے پسر سید پیر صدر شاہ لاولد دوسرا فرزند سید حسین شاہ و تیسرا پسر سید باقی شاہ و
چوتھا پسر جعفر شاہ یہ تینوں صاحب اولاد ہیں۔

سید جعفر شاہ ابن سید شیر شاہ انکے پسر سید بوٹے شاہ محمد انکے پسر سید علی عرف
بنے شاہ ان کے پسر سید اکبر شاہ ان کے دو پسر سید شہابل شاہ و سید باقر شاہ انکے
دو پسر سید چراغ شاہ و سید اکبر شاہ انکے پانچ پسر سید مبارک شاہ و سید ولایت شاہ
و سید شیر علی و سید باغ علی ہر چہار لاولد پانچویں سید فضل شاہ انکے چار پسر سید
نعمت علی و سید فتح علی و سید شرف علی و سید عنایت علی ہر چہار موجود بمقام
بنگہ گل شاہ۔

سید چراغ شاہ ابن سید باقر شاہ انکے پسر سید آلہی شاہ انکے پسر سید اکبر شاہ
انکے پسر سید چراغ شاہ ان کے پسر سید شمشیر علی ان کے دو پسر سید نادر شاہ و سید اکبر شاہ
ہر دو موجود بمقام بنگہ گل شاہ۔ سید شہابل شاہ بن سید اکبر شاہ انکے دو پسر سید اکبر شاہ
لاولد و سید گل شاہ و سید شیر شاہ انکے پسر سید قائم شاہ انکے دو پسر سید شہابل شاہ
و سید فضل شاہ سید شہابل انکے پسر سید نعمت علی موجود بنگہ و سید فضل شاہ انکے
پسر سید نذر حسین موجود بنگہ گل شاہ و سید گل شاہ انکے شش پسر شیر علی و سید
چراغ شاہ سید سبحان علی و سید مبارک علی و سید امام علی و سید غلام علی انکے پسر
سید مبارک علی انکے پسر یعقوب علی ان کے پسر سید رحمت علی ان کے پسر
سید نواب محمد شاہ موجود بنگہ و سید امام علی ان کے پسر سید تیمور شاہ انکے پسر
سید مدد علی انکے پسر سید بہادر علی انکے پسر سید مدد علی انکے پسر سید امیر علی موجود
بنگہ گل شاہ۔ و سید مبارک علی ان کے پسر سید سبز علی انکے پسر سید امیر حیدر
انکے چار پسر سید امیر علی و سید بہادر علی و سید مدد علی و سید شہادت علی ہر چہار
موجود بنگہ گل شاہ تحصیل دیبال پور ضلع منٹگمری۔

سید باقی شاہ بن شیر شاہ ابن سید سلطان آدم ابن سید شہاب الدین ثانی
ست دریا سید باقی شاہ انکے پسر سید بندے شاہ انکے پسر سید کریم شاہ انکے
دو پسر سید ثابت علی و مردان شاہ انکے تین پسر سید شاہدین علی لاولد و سید حیات شاہ

وسید صدر الدین ان کے پسر سید تراب علی ان کے پسر سید طالب علی موجود شہر فیروز پور سید غیاث شاہ ان کے دو پسر سید احمد شاہ لاولد و سید گامن شاہ انکے پسر سید ولایت شاہ انکے پسر سید بہادر شاہ موجود فیروز پور۔

سید ثابت علی بن سید کریم شاہ انکے پسر چار سید سردار علی و سید قلندر شاہ لاولد و سید امیر شاہ و سید حیدر شاہ انکے چار پسر سید محمد شاہ لاولد و سید فضل شاہ و سید مدد علی و سید مہر شاہ انکے تین پسر سید ہدایت علی و سید قطب علی و سید فلک شاہ شیر ہر سہ موجود شہر ممدوٹ ضلع فیروز پور و سید مدد علی انکے دو پسر سید فتح علی و سید حسین موجود ممدوٹ و سید فضل شاہ انکے تین پسر سید چراغ شاہ و سید نور علی و سید خدا بخش موجود ممدوٹ ضلع فیروز پور۔

وسید امیر شاہ پسر ۲ سید کریم شاہ و سید حسن علی انکے پسر سید باغ علی موجود بھگی کے و سید کریم شاہ ان کے دو پسر سید ولایت شاہ و سید رحمت علی موجود بھگی کے ضلع فیروز پور۔

سید حسین شاہ سید شیر شاہ بن سید سلطان آدم بن سید شہاب الدین ثانی مست دریا ابن سید شمس الدین ثانی سید حسن شاہ انکے پسر سید دولت شاہ انکے پانچ پسر سید غلام مرتضیٰ و سید صدر الدین و سید اشرف علی ملقب اچھا شاہ ہر سہ لاولد روضہ کوٹ کمالیہ جنگل سرکاری موضع عنایت شاہ چا اچھا خود دو صاحب اولاد سید عاقل شاہ و سید لطف شاہ ان کے پسر سید شاہ سید میر انکے چار پسر سید نوبہار شاہ المعروف ظاہر پیر روضہ کوٹ کمالیہ و سید ستار شاہ ہر دو لاولد و سید فتح شاہ و سید سیدی احمد شاہ انکا روضہ جمال پور تحصیل خیر پور ضلع بہاول پور سید سیدی احمد شاہ انکے پسر سید جیون شاہ ان کے دو پسر سید سبز علی و سید مدد علی انکے دو پسر سید چراغ شاہ لاولد و سید امیر حیدر شاہ انکے پسر سید جیون شاہ انکے دو پسر سید سبز علی و سید مدد علی موجود مقام ہمکہ و سید سبز علی شاہ انکے سید سیدی احمد شاہ انکے پسر شیر شاہ موجود بمقام سمکہ تھانہ غوث پور تحصیل خان پور ضلع بہاولپور سید فتح شاہ بن سید شاہ سید امیران کے پسر سید ظہور شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے تین پسر سید لعل شاہ و سید فتح شاہ ہر دو لاولد و سید حسن چراغ شاہ موجود انکے پسر سید غلام رسول و سید منظور حسین موجود بمقام کوٹ

مالہ ضلع منٹگمری سید عاقل شاہ ابن سید دولت شاہ مذکورہ بالا انکے دو پسر سید مصطفےٰ
شاہ و سید علی شاہ ان کے دو پسر سید شیر شاہ و سید مدد علی ان کے تین پسر سید
حسن شاہ و سید اولیاء شاہ لاولد و سید بہادر شاہ ان کے پسر سید جیون شاہ
ان کے چار پسر سید سیف علی و سید مدد علی و سید قاسم علی و سید حاکم شاہ ہر چہار
موجود بمقام مچھرالوالی ضلع گوجرانوالہ و سید شیر شاہ بن سید علی شاہ انکے پسر سید
احمد شاہ ان کے دو پسر سید حسین شاہ موجود پشاور و سید فتح شاہ موجود شہر اٹک
سید مصطفےٰ شاہ ابن سید عاقل شاہ ان کے پسر سید سلطان شاہ انکے تین پسر سید
شاہ لاولد و سید تراب شاہ و سید صفدر شاہ ان کے چار پسر سید حسین علی و سید
علی و سید سعادت علی و سید فتح شاہ انکے دو پسر سید کاظم علی و اکبر شاہ
لاولد و سید نواب شاہ ابن سید صفدر شاہ انکے دو پسر سید عنایت شاہ و سید
شاہ ان کے پسر سید اقبال حسین ہر سہ موجود بمقام ریاست مالیر کوٹلہ سید تراب شاہ
شاہ ان کے دو پسر سید دولت شاہ و سید علی شاہ انکے دو پسر سید ننھے شاہ
سید عاقل شاہ انکے پسر سید عباس علی انکے پسر سید تراب شاہ موجود مقام جڑانوالہ
مالپور سید ننھے شاہ انکے دو پسر سید احمد شاہ و سید مہر شاہ انکے پسر سید غلام مصطفےٰ
موجود در ریاست مالیر کوٹلہ سید دولت شاہ انکے پسر سید فتح شاہ انکے دو پسر سید
شاہ لاولد و سید محمد علی شاہ ان کے پانچ فرزند سید ناظم علی و سید بہادر علی و سید
سلطان شاہ و سید ریاض الدین و سید انور حسین و سید سجاد حسین ہمہ موجود بمقام
افغاناں تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور۔

نور شاہ ابن سید سلطان آدم ابن سید شہاب الدین مست دریا رحمۃ اللہ

سید نور شاہ انکے پانچ فرزند سید محمد شاہ زندہ درگاہ علیسے و سید فتح شاہ و سید عالم شاہ
بہار و سید حسن دو صاحب لاولد اور تین لاولد سید عالم شاہ ابن سید نور شاہ انکے
سید مراد شاہ انکے سید نظام شاہ انکے شش پسر سید فقیر شاہ و سید رحم شاہ
سید عارف شاہ و سید گاہی شاہ انکے دو پسر سید جعفر شاہ و سید محمد شاہ ہمہ
سید محمد شاہ کا روضہ انور بمقام لھبین متصل لاہور و سید فتح شاہ و سید عالم شاہ

کا روضہ بمقام جموں میں ہے۔ وسید چراغ شاہ وسید اشرف شاہ ملقب اچھے شا
بسر سید فتح شاہ انکے پسر سید لدھے شاہ انکے تین پسر سید حسین شاہ وسید د
شاہ لاولد وسید کریم شاہ ان کے تین پسر سید عظیم شاہ وسید زمان شاہ وس
فضل شاہ ان کے چار پسر سید محمد علی وسید لطف شاہ وسید غلام عباس ہر
لاولد وسید فضل شاہ انکے چار پسر سید طالب حسین لاولد وسید حاکم شاہ وسید
علی وسید اعجاز حسین ہر سہ موجود بمقام جموں۔

سید چراغ شاہ ابن سید نظام شاہ انکے دو پسر سید محمد علی شاہ وسید د
شاہ انکے چار پسر سید عنایت شاہ وسید گدا علیؒ لاولد وسید غلام حسین وس
حسین علی انکے پسر سید فیض علی ان کے پسر سید مہر شاہ دو پسر سید حمایت
لاولد وسید نتھے شاہ موجود جموں شہر وسید غلام حسین ان کے دو پسر سید مرا
شاہ وامام شاہ انکے چار پسر سید جھلی شاہ وسید عالم شاہ وسید گلو شاہ ہر سہ
وسید گوھر شاہ انکے پسر سید عنایت حسین موجود جموں ریاست کشمیر دربار حض
نوربخش ثانی ملقب پیر میٹھا صاحب سبزواری شمسی سید مراد شاہ انکے پسر س
شاہ ان کے پانچ پسر سید بوٹے شاہ لاولد وسید ہری شاہ ان کے دو پسر سید
وسید حاکم شاہ موجود بمقام گجرال سید پیر شاہ انکے دو پسر سید عنایت علی وس
علی موجود گجرال وسید جان شاہ لاولد وسید لہر شاہ موجود گجرال تحصیل ضلع سہ
وسید محمد علی شاہ ابن سید چراغ شاہ ان کے دو پسر سید سید علی وسید
انکے دو پسر سبز علی وسید شہباز علی ان کے دو پسر سید پسر سید فقیر شاہ وسید گ
انکے تین پسر صفدر شاہ وسید غلام حیدر وسید محمد علی ہر سہ لاولد وسید فقیر
انکے چار پسر سید بڈھے شاہ وسید حسین شاہ وسید لطف شاہ ہر سہ لاو
صادق علی موجود بمقام بھیں بر روضہ انور پیر سید محمد شاہ صاحب تحصیل و ضلع
وسید سبز علی انکے دو پسر عباد علی وسید گوہر شاہ انکے چار پسر سید بلند شاہ
جھنڈے شاہ وسید لعل شاہ وسید غلام حیدر ہر سہ موجود بمقام گجرال ضلع سیا
سید بلند شاہ انکے فضل حسین انکے پسر سید محمد حسین موجود کوٹلی پیر ثابت علی پگ
وسید عباد علی انکے پسر سید ڈھونڈے شاہ عوض علی موجود شہر جموں۔

سلسلہ نسب سادات کوٹلی پیر ثابت علی

سید فتح شاہ ابن سید نور شاہ ابن سید سلطان آدم ابن سید سلطان شہاب الدین ثانی ست دریا ابن سید شمس الدین ثانی فتح شاہ ابن سید محمد نور بخش پیر مٹھا قاتل کفار ابن سید اولیاء علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن ابن سید محمود ثانی پیر صدر الدین سبزواری ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری ابن سید ولی آل محمد حضرت شاہ شمس الدین ملقب سبزواری تبریزی مدفون ملتانی۔

سید فتح شاہ بن سید نور شاہ ان کے تین پسر سید مصطفٰے شاہ و سید ثابت شاہ و سید باقی شاہ۔ سید باقی انکے پسر سید قمر علی ان کے دو پسر سید اصغر علی سید شاہ سید میران کے پسر سید امیر حسینی لاولد و سید اصغر علی انکے تین پسر سید نظر علی لاولد و سید عظمت علی و قاسم علی انکے دو پسر سید اکبر شاہ و سید بہادر شاہ لاولد و سید عظمت علی انکے پسر سید مختار شاہ انکے چار پسر سید کرم شاہ و سید ڈہن شاہ لاولد سید حاکم شاہ و سید دیوان شاہ انکے دو پسر سید نواب شاہ سید ثابت علی انکے دو پسر سید محبوب حسین و سید مقبول حسین لاولد سید ثابت علی موجود بہرام پور تحصیل ضلع گورداسپور و سید نواب شاہ انکے چار پسر سید سردار شاہ سید جعفر شاہ و سید رستم علی ہر سہ لاولد و سید سوہنے شاہ انکے پسر سید نظیر حسین موجود بہرام پور ضلع گورداسپور۔

سید حاکم شاہ بن مختار شاہ انکے تین پسر سید بلند شاہ و سید فقیر شاہ و سید ثابت شاہ موجود بارہ منگا سید فقیر شاہ ان کے پسر سید قمر علی موجود بارہ منگا و سید بلند شاہ پسر کلان انکے تین پسر سید ناظر شاہ لاولد و سید عالم شاہ و سید بہادر شاہ ان کے دو پسر سید کرم شاہ و سید مہر شاہ تمام موجود پنڈی منہاسان تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور۔

سلسلہ نسب سید رفع الدرجات سید ولائت علی

ابن سید فتح شاہ ابن سید نور شاہ ابن سید سلطان آدم بن سیّد شہاب الدین ثانی مست دریا ابن سید شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ ابن سید محمد نوربخش ثانی لقب پیر قاتل الکفار ابن سیّد اولیا رعلی ابن سید حسن کبیرالدین کفر شکن اوچوی ابن سید ثانی پیر صدرالدین سبزواری ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیرالدین سبزواری ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری ملقب تبریزی مدفون ملتانی ۔

سید ولایت علی ابن فتح شاہ انکے پسر سید اشرف علی شاہ انکے پسر سید غلام شاہ انکے پسر سید سلطان علی ان کے چار پسر سید سبز علی و سید مست علی و سید نزار شاہ و سید نواب شاہ لاولد ۔

سید سبز علی ان کے چار پسر سید شہباز علی انکے پسر سید علی شاہ مفقود الخبر شاہ ان موجود و سید شفاعت علی ان کے دو پسر سید مہر شاہ لاولد و سید فقیر شاہ ان دو پسر سید محمد اکبر و سید علی اکبر ہر سہ موجود بمقام ملک پور گجراں علاقہ پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور و سید جماعت علی ان کے تین پسر سید امام شاہ لاولد **ملک** المعروف **شجاع الملک** جامع کتاب کنز الانساب تاریخ ہذا انکی ایک دختر ہے نواسہ سید بہار النشیر اس فقیر کی دختر بے اولاد ہے ۔ بمقام بگہ منصورہ پرگنہ شکر گڑھ ضلع گورداسپور برادر خورد شجاع الملک سید محمد شاہ ان کے پسر سید ہر دو موجود بمقام سنبل سلول پرگنہ پٹھانکوٹ ضلع گورداسپور و سید مست علی پانچ پسر سید تاج علی لاولد و سید تیغ علی ان کے پسر ناظر شاہ لاولد و سید ان کے دو پسر سید حیدر شاہ معروف جھنڈے شاہ انکے پسر سید لال شاہ کوٹلی و چنن شاہ انکے پسر سید محمد حسین موجود کوٹلی و سید امام علی ان کے دو پسر سکندر شاہ لاولد و سید دلوان شاہ ان کے دو پسر سید نتھے شاہ لاولد و سید غلام حسین موجود پڑول نگری ضلع کٹوعہ ۔ و سید فرزند علی انکے پانچ پسر سید حسین و سید حیدر شاہ و سید سوہنے شاہ ہمہ موجود کوٹلی سید حسین شاہ ان کے تین سید شاہسوار و سید فضل حسین و سید غلام حسین ہر سہ موجود بمقام کوٹلی و سید حیدر ان کے دو پسر سید طالب حسین و سید مہر شاہ ہر سہ موجود کوٹلی و سید سوہنے شاہ پسر سید وزیر حسین موجود کوٹلی پیر ثابت علی موضع منصور پرگنہ شکر گڑھ گو

وسید تراب شاہ بالاان کے دو پسر سید بڈھن شاہ وسید گلاب شاہ انکے دو پسر سید مقبول حسین وسید محبوب حسین ہر دو لاولد وسید بڈھن شاہ انکے چار پسر گوہر شاہ وسید غلام حیدر وسید غلام عباس وسید شاہ نواز ہر چار موجود سید غلام حیدر ان کے پسر سید محمد حسین موجود وسید غلام عباس انکے پسر سید خادم صادق حسین موجود بمقام کراج پرگنہ شکر گڑھ ضلع گورداسپور *

سلسلہ نسب ساداتِ عظام کوٹلی پیر ثابت علی صاحب

سید مصطفیٰ شاہ ابن سید فتح شاہ ابن سید پیر نور شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی ملقب مست دریا ابن سید شمس الدین ثانی شاہ ابن سید محمد نوربخش ثانی پیر میٹھا ابن سید دلیار علی ابن سید حسن کبیر الدین کفرشکن اوچوی سبزواری سید مصطفیٰ شاہ ابن سید فتح شاہ ان کے پسر سید غازی شاہ انکے دو سید حسن علی وسید حسین علی ان کے پسر سید نعمت اللہ شاہ ان کے دو پسر سید حافظ علی وسید جعفر علی انکے پسر سید کوڑے شاہ لاولد وسید حافظ علی انکے پسر سید دولت شاہ انکے تین پسر سید محب علی وسید حرمت علی وسید بہار شاہ انکے پسر سید فقیر شاہ انکے دو پسر سید صادق وسید رحمت علی لاولد وسید حرمت علی ان کے چار پسر سید گلاب شاہ انکے دو پسر سید غلام علی لاولد وسید احمد علی موجود کوٹلی وسید نواب شاہ انکے پسر سید بشیر احمد موجود کوٹلی وسید چراغ علی لاولد وسید قائم علی ان کے پسر ضمیر حسین لاولد وسید محب شاہ انکے دو پسر سید گل شاہ لاولد وسید عظیم شاہ انکے چار پسر زمان شاہ سید لال شاہ وسید کرم شاہ انکے دو پسر سید شجاع البشر صغیر فوت وسید بہاء البشر والہ شجاع الملک موجود بگہ منصور وسید عالم شاہ موجود کوٹلی پیر ثابت علیؒ وسید حسن علی بن سید غازی شاہ انکے پسر غلام علی معروف گامے شاہ ان کے پانچ پسر چراغ علی وسید شیر علی وسید نور علی وسید مراد علی وسید مہر علی وسید روشن علی لاولد سید مہر علی شاہ ان کے پسر چار سید شجاعت علی لاولد وسید بھولے شاہ وسید مظہر علی وسید امیر علی ان کے تین پسر سید فضل شاہ وسید حسین شاہ وسید محمد شاہ

انکے پسر سید برکت علی موجود و سید حسین شاہ انکے پسر سید امیر حسین موجود و سید
فضل شاہ انکے دو پسر سید عنایت حسین و سید غلام نبی ہمہ موجود کوٹلی و سید مراد علی
ان کے پسر سید مہر شاہ ان کے دو پسر سید احمد شاہ لاولد و سید لال شاہ ان کے
چار پسر موجود پشاور حال جلال آباد افغانستان علاقہ کابل و سید نور علی انکے
پسر سید قلب حسین انکے دو پسر سید حاکم شاہ لاولد و سید وسوندی شاہ انکے
دو پسر سید بوٹے شاہ لال شاہ سید نور علی ولد غلام علی و سید مظہر علی ولد سید
مہر علی شاہ ہمہ لاولد و سید مظہر علی انکے پسر سید فقیر شاہ ان کے دو پسر سید
ولایت شاہ انکے پسر محمد شفیع لاولد و سید ننھے شاہ موجود کوٹلی و سید بھولے شاہ
ولد سید مہر علی انکے چار پسر سید علی و سید شیر شاہ و سید فتح شاہ و سید
سردار شاہ ان کے پسر سید لال شاہ ان کے پسر سید مقبول حسین موجود کوٹلی
و سید فتح شاہ لاولد و سید شیر شاہ انکے دو پسر سید حیدر شاہ لاولد و سید
صفدر شاہ موجود و سید علی شاہ انکے پسر حاجی شاہ انکے دو پسر سید نور شاہ
و سید محمد حسین موجود فتح پور افغاناں علاقہ پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور و سید
شیر علی ولد سید غلام علی بارا انکے دو پسر سید احمد شاہ و سید دولت شاہ انکے
پسر جیون شاہ انکے دو پسر گلاب شاہ لاولد و سید سکندر شاہ ان کے تین پسر
سید ننھے شاہ لاولد و سید محمد شاہ و سید طالب حسین ہر سہ موجود بمقام ٹپل
بجواں ضلع سیالکوٹ و سید احمد شاہ انکے دو پسر سید نواب شاہ لاولد و سید سوہنے
شاہ انکے دو پسر سید صفدر شاہ لاولد و سید حیدر شاہ ان کے دو پسر سید
ولایت شاہ لاولد و سید بہادر شاہ انکے چار پسر سید فضل حسین و سید تصدق حسین
ہمہ موجود بمقام پنج گرائیں تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر بہادر شاہ انکے پانچ پسر سید فضل حسین
و امداد حسین و سید جماعت علی و سید محمد حسین موجود پنجگرائیں تحصیل اجنالہ ضلع
امرتسر و سید چراغ علی ابن سید غلام علی مذکورہ بالا انکے چار پسر سید جبلی شاہ
لاولد و سید مدد علی و سید امام علی و سید شاہ علی انکے تین پسر گوہر شاہ و سید
و سید ملوک شاہ لاولد و سید مہر شاہ انکے پسر سید بلند شاہ لاولد و سید گوہر شاہ
ان کے دو پسر سید کریم شاہ لاولد و سید لطف شاہ انکے پسر سید بوٹے شاہ

موجود کوٹلی وسید امام علی انکے چار پسر سید کرم شاہ وسید بڈھن شاہ وسید ملوک شاہ وسید فرزند علی لاولد وسید ملوک شاہ انکے چار پسر سید حسین شاہ وسید علین شاہ وسید ناظر شاہ وسید قائم علی ہمہ موجود دین پناہ سید حسین شاہ انکے پسر سید منظور حسین موجود موضع دین پناہ ضلع گورداسپور پرگنہ شکر گڑھ وسید بڈھن شاہ انکے پسر روڑی شاہ موجود مقام منصور متصل کوٹلی وسید کرم شاہ انکے دو پسر سید کالو شاہ وسید جماعت علی ان کے پسر سید غلام حسین لاولد وسید کالو شاہ انکے دو پسر سید درباری شاہ وسید حضوری شاہ لاولد ملازم حسین موجود درشاہ موجود کوٹلی پیر ثابت علی پرگنہ شکر گڑھ ضلع گورداسپور وسید مدد علی انکے تین پسر سید بشارت علی وسید فضل شاہ لاولد وسید مہتاب شاہ انکے پسر سید برکت علی موجود کوٹلی وسید بشارت علی انکے تین پسر سید سید علی وسید چمن شاہ انکے دو پسر سید چمن شاہ لاولد لعل شاہ موجود کوٹلی وسید سید علی ان کے دو پسر سید ہاشم علی لاولد وسید امداد علی موجود کوٹلی پیر ثابت علی۔

گل اول سید اولیاء علی ابن سید حسن کبیر الدین اوچوی کفر شکن

سلسلہ نسب سادات موضع منڈاہیر ضلع جہلم مشمولہ جموں اوچ ملتان

گُل اوّل کے برگ دوئم سیّد جعفر شاہ ابن سیّد شہاب الدین ثانی مست دریا۔ ابن سید شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ ابن سید محمد نور بخش ثانی پیر مٹھا صاحب مدفون جموں ابن سید اولیار علی ابن سید حسن کبیر الدین اوچوی سید جعفر شاہ انکے پسر سید حافظ علی ان کے دو پسر سید شاہ شریف وسید شاہ محمد۔ سید شاہ شریف کا مقام منڈاہیر بی روضہ انور موجود پیر جعفر شاہ کے مزار روضہ سے باہر ہے اور سید حافظ علی وشاہ شریف کی مزار روضہ کے اندر ہے۔ سیّد جعفر شاہ اپنے والد بزرگوار سید شہاب الدین ثانی مست دریا کے ہمراہ وہاں تشریف لے گئے تھے۔ آنحضرت ان کو وہی جائے زرحکم دیا تھا۔ اسلیئے وہاں آپ سید جعفر شاہ سکونت پذیر ہوئے شہر جموں سے

جاکر سید جعفر شاہ ان کے پسر سید حافظ علی ان کے دو پسر سید شاہ شریف لاولد
و سید شاہ محمد ان کے چار پسر سید محبوب شاہ و سید علی شاہ و سید گل شاہ و سید بلاقی شاہ
سید شاہ بلاق بڑے باکمال بزرگ، گذرے ہیں۔ ان کا مقام سلسلہ ضلع سیالکوٹ میں
مشہور معروف ہے +

سید باقی شاہ انکے پسر سید مصطفٰے شاہ ان کے پسر سید جلال شاہ انکے پسر
سید لعل شاہ انکے دو پسر سید جمال شاہ و سید غلام شاہ انکے پسر سید بہاول شاہ
ان کے دو پسر سید لعل شاہ و سید سردار شاہ ہر سہ موجود مقام بستی خلیفہ کھتانہ
غوث پور پرگنہ خانپور ضلع بہاولپور یہ بہاول شاہ صاحب نوسو بیگہ زمین پر قابض ہیں
و سید جمال شاہ انکے دو پسر سید عظیم شاہ و سید عبداللہ شاہ موجود خاص خانپور
ضلع بہاولپور و سید گل شاہ بن سید شاہ محمد ان کے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید گل محمد
انکے دو پسر مہر شاہ و سید فرمان شاہ انکے دو پسر سید حاکم شاہ و سید عالم شاہ انکے
پسر سید امیر شاہ انکے دو پسر سید ولایت شاہ لاولد و سید حیات شاہ ان کے
دو پسر سید راجے شاہ لاولد و سید جعفر شاہ ان کے پسر سید میر حسین موجود مقام
منڈاہر و سید حاکم شاہ انکے پسر سید احمد شاہ انکے تین پسر سید کرم شاہ و سید شیر
شاہ و سید شیر شاہ ان کے پسر میوے شاہ ہمہ موجود منڈاہر و سید مہر شاہ بن سید
گل محمد ان کے پسر سید غلام علی ان کے تین پسر سید بزرگ شاہ و سید فتح [illegible]
و سید جوائے شاہ انکے چار پسر سید سکین شاہ و سید امیر حیدر و سید محمد شاہ و [illegible]
اکبر شاہ انکے پسر سید جعفر شاہ موجود و سید محمد شاہ انکے پسر سید احمد شاہ موجود
بستی کرانیاں پرگنہ الہ آباد ضلع بہاولپور و سید فتح شاہ ان کے تین پسر سید
امام شاہ و سید جیون شاہ و سید نادر شاہ انکے دو پسر سید پیر شاہ و سید [illegible]
ہر دو موجود منڈاہر و سید جیون شاہ انکے پسر سید تراب شاہ موجود و سید
امام شاہ انکے پسر سید محکم شاہ موجود بمقام منڈاہر و سید بزرگ شاہ انکے پا[illegible]
سید راجے شاہ و سید بہادر شاہ دو لاولد و سید جعفر شاہ ان کے پسر لال [illegible]
موجود بمقام منڈاہر ضلع جہلم۔

و سید علی شاہ ابن سید شاہ محمد انکے پسر سید عالم شاہ انکے پسر سید اما[illegible]

انکے پسر سید جمال شاہ انکے دو پسر سید امام شاہ و بخشی شاہ ان کے چار پسر سید قلندر شاہ و
سید نظام شاہ دو لاولد و سید کرم شاہ و سید غلام شاہ ان کے دو پسر سید ہدایت شاہ لاولد و
سید جوائے شاہ ان کے دو پسر سید عالم شاہ و سید مرتضیٰ شاہ موجود منڈاہر و سید کرم
شاہ انکے تین پسر سید احمد شاہ و سید جانن شاہ و سید رسول شاہ ہر سہ موجود بمقام منڈاہر
و سید امام شاہ ابن سید جمال شاہ انکے پسر جملے شاہ انکے پسر سید بڈھن شاہ انکے چار پسر
سید راجے شاہ لاولد و سید نجیب شاہ و سید جعفر شاہ و سید زمان شاہ انکے تین پسر سید
ستار شاہ و سید خیر شاہ و سید اکبر شاہ ہر سہ موجود و سید جعفر شاہ انکے دو پسر سید صادق شاہ
و سید شاہ نواز ہر دو موجود بمقام منڈاہر و سید نجیب شاہ انکے پسر سید شہابل شاہ موجود
منڈاہر و سید محبوب شاہ بن سید شاہ محمد مذکورہ بالا ان کے دو پسر سید جیون شاہ و
سید قطب شاہ ان کے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید مبارک شاہ انکے پانچ پسر
سید امام علی و سید سید شاہ و سید تصدیق شاہ و سید جانن شاہ و سید کرم شاہ ان کے
دو پسر سید مراد شاہ و سید نادر شاہ موجود قاسم شاہ موجود و سید صدیق شاہ انکے پسر
سید حسین شاہ انکے دو پسر سید ستار شاہ و سید محمد علی شاہ موجود منڈاہر و سید سید شاہ
ان کے چار پسر سید سردار شاہ و سید ولایت شاہ و سید مہدی شاہ و سید فضل شاہ ہر چہار
موجود بمقام منڈاہر و سید امام علی انکے دو پسر سید شاہ نواز و سید موجد ریا ان کے پسر
سید خوشی محمد موجود و سید شاہ نواز ان کے دو پسر سید خادم حسین و سید ستار شاہ ہر دو
موجود منڈاہر ضلع جہلم۔

و سید جیون شاہ ابن سید محبوب شاہ بالا انکے پسر عبد اللہ شاہ انکے تین پسر سید
چراغ شاہ و سید امام شاہ و سید بھولے شاہ ان کے پسر سید جیوے شاہ انکے پسر سید
جملے شاہ موجود و سید امام شاہ انکے پسر سید زین شاہ انکے پسر سید محمود شاہ ان کے
تین پسر سید لال شاہ و سید حسین شاہ و سید زمان شاہ انکے پسر سید سردار شاہ موجود
و سید چراغ شاہ ان کے تین پسر سید حیدر شاہ لاولد و سید مخدوم شاہ و سید گلاب شاہ
انکے چار پسر سید راجے شاہ و سید کرم شاہ و سید سوہنے شاہ و سید فضل شاہ انکے
پسر سید مہر شاہ موجود و سید مخدوم شاہ ان کے دو پسر سید گوہر شاہ و سید شہابل شاہ
ان کے پسر سید جعفر شاہ موجود و سید گوہر شاہ انکے تین پسر سید قادر شاہ و سید امام شاہ

وسید بہادر شاہ انکے تین پسر سید غلام شاہ وسید نادر شاہ وسید حیدر شاہ
موجود بمقام منڈاہر ڈاک خانہ احمد آباد ضلع جہلم۔

گل اوّل سیّد اولیا علی

سلسلہ نسب سادات سبزواری خاندان شمسیہ عالیہ بمقام آکو کے ڈاک خانہ قائم کے تحصیل منچن آباد ضلع بہاولپور مشمولہ جموں اوچ ملتان

گل اوّل کا برگ سیوم

سید امام شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی ملقب مست دریا نور بخشی ابن سید میر شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ مدفون جموں ابن محمد نور بخش ملقب پیر مٹھا نور بخشی سبزواری مدفون جموں ابن سید اولیا علی ابن حسن کبیر الدین کفر شکن شمسی سبزواری ابن سید صدر الدین محمود ثانی سبزواری ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد ابن سید حضرت شاہ شمس الدین سبزواری ملقب تبریزی مدفون ملتانی ابن سید صلاح الدین محمد نور بخش ابتداء درویشی سید امام شاہ انکے پسر سید صلاح الدین انکے دو پسر سید لال شاہ لاولد وسید اسماعیل شاہ انکے دو پسر سید مہر شاہ وسید امیر شاہ انکے سید محب علی شاہ انکے پانچ پسر سید حسین شاہ لاولد وسبز علی ہرن شاہ لاولد انور بمقام عمر پور وسید محمّد شاہ وسید برخوردار شاہ وسید لعل شاہ انکے پسر سید علی انکے پسر سید عثمان شاہ انکے دو پسر غوث علی لاولد وسید حیات علی انکے سید روشن علی وسید علی شاہ انکے تین پسر سید شاہ دین علی وسید عظیم شاہ امام شاہ ان کے دو پسر سید محمّد شاہ لاولد وسید حسین شاہ انکے پسر سید غلام موجود بمقام جھنگڑ سید عظیم شاہ انکے چار پسر سید غلام حسین وسید نور شاہ وسید ہر سہ لاولد وسید سبز وار شاہ ان کے دو پسر سید تصدق حسین وسید غلام رسول موجود جھنگڑ سالم کے وسید شاہدین علی انکے دو پسر سید غلام شاہ لاولد وسید حیدر شاہ

پانچ پسر سید غلام حسین وسید سکندر شاہ وسید قاسم شاہ وسید غلام حسن شاہ وسید
زوار حسین ہمہ موجود بمقام جھنگڑ سالم کے متصل بنگلہ فاضل ضلع بہاولپور سید روشن علی
انکے تین پسر سید محمد لاولد وسید مراد شاہ وسید بہار شاہ ان کے دو پسر سید
حیات شاہ وسید مدد علی موجود جھنگڑ وسید مراد شاہ ان کے تین پسر سید شاہ نواز
وسید سردار شاہ وسید اسوار شاہ ہمہ موجود بمقام جھنگڑ سالم کے۔ وسید محمد برخوردار انکے
تین پسر سید کریم شاہ وسید قائم شاہ وسید بہاون شاہ انکے دو پسر سید فتح شاہ
لاولد وسید بہار شاہ انکے دو پسر سید شیر شاہ وسید راجن شاہ انکے تین پسر
سید گامن شاہ وسید علی شیر لاولد وسید محبوب علی انکے تین پسر سید امام شاہ
وسید حسین شاہ وسید محمد شاہ ہر سہ موجود بمقام جڑانہ تحصیل خیرپور ضلع بہاولپور۔
وسید شیر شاہ انکے دو پسر سید نور شاہ وسید پیر شاہ انکے پسر سید کرم شاہ
موجود بمقام آکوکے وسید نور شاہ انکے دو پسر سید مدد علی وسید محمد علی موجود بمقام
آکوکے وسید قائم شاہ بن محمد برخوردار شاہ انکے پسر سید امیر علی ان کے دو پسر سید خدا بخش
[illegible] انور بمقام بٹھنڈا میں ہے۔ وسید بہادر علی شاہ انکے تین پسر سید رحمت شاہ
وسید احمد شاہ وسید صالح شاہ ان کے دو پسر سید سوہنے شاہ وسید حسن شاہ انکے
تین پسر سید علی حسین وسید محمد علی وسید سردار شاہ انکے پسر سید نظیر حسین موجود بمقام
قاسم کے وسید سوہنے شاہ انکے پسر سید شاہ نواز ان کے پسر سید غلام مرتضیٰ موجود
قاسم کے وسید احمد شاہ ان کے دو پسر سید لکھو شاہ وسید فضل شاہ انکے پسر
سید باغ علی موجود۔ بگھو شاہ ان کے پسر سید چراغ شاہ موجود بمقام ہستا گنج بخش
متصل بنگلہ فاضل وسید رحمت شاہ انکے دو پسر سید چراغ شاہ لاولد وسید رزاق شاہ
ان کے دو پسر سید امام شاہ وسید بگھو شاہ ہر دو موجود بمقام چک بھٹیاں۔
سید خدا بخش ابن سید امیر علی انکے پسر سید لال شاہ انکے چار پسر سید بہاول شاہ
وسید نتھے شاہ وسید امام شاہ یہ ہر سہ لاولد وسید فضل شاہ انکے دو پسر سید علی شاہ
لاولد وسید شیر شاہ انکے تین پسر سید جمال شاہ وسید کمال شاہ وسید جلال شاہ
ان کے تین پسر علی اکبر وسید عاشق حسین ہمہ موجود قاسم کے وسید کمال شاہ انکے
پسر سید خادم حسین موجود وسید جمال شاہ انکے پسر سید ذاکر حسین موجود ۔

وسید کریم شاہ ابن سید محمد برخوردار شاہ انکے دو پسر سید خان شاہ وسید مراد شاہ
سید خان شاہ انکے پسر سید بہاون شاہ ان کے دو پسر سید فدا حسین وسید سردار شاہ
ہمہ موجود بمقام آگوکے وسید مراد شاہ انکے پسر سید دین علی شاہ ان کے پسر سید صلاح
الدین انکے پسر سید چراغ شاہ انکے پانچ پسر سید گلاب شاہ وسید احمد شاہ وسید
لال شاہ وسید سردار شاہ وسید محمد شاہ انکے تین پسر سید محمد شاہ انکے تین پسر سید
فقیر شاہ وسید نصیر شاہ وسید میراں شاہ ہمہ موجود بمقام آگوکے وسید لعل شاہ
انکے پسر سید گل حسن شاہ موجود وسید سردار شاہ ان کے پسر سید کرم شاہ موجود
وسید احمد شاہ انکے پسر سید نظام شاہ موجود بمقام آگوکے تحصیل منچن آباد بہاولنگر

سلسلہ نسب سادات شمسی سبزواری موضع آگاہی شاہ مشمول

جموں اوچ ملتان

سید حسین شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا گل اول کا برگ چہارم سید
شاہ انکا روضہ بمقام سلدیری میں موجود ہے۔ آپکی اولاد سے بستی آگاہی شاہ میں
ہے۔ ان کا نسب ذیل میں درج ہے۔ آپ جموں سے وہاں تشریف لے گئے تھے
پیر حسین شاہ انکے پسر سید نظام شاہ انکے پسر سید کریم شاہ انکے پسر سید آغا
شاہ انکے پسر سید رسول شاہ انکے دو پسر سید برہان شاہ وسید رحمان شاہ انکے
سید چمن شاہ انکے تین پسر سید بہادر شاہ وسید قادر شاہ وسید حیدر شاہ
انکے پسر سید ولایت شاہ موجود +

وسید قادر شاہ ان کے پسر سید ہدایت شاہ ان کے دو پسر سید محمد شاہ و
میراں شاہ ہر دو موجود بستی چمن شاہ وسید بہادر شاہ انکے پسر سید پیر شاہ انکے
پسر سید فقیر شاہ وسید بہاول شاہ ہمہ موجود بستی آگاہی شاہ سید برہان شاہ
پسر سید شمس الدین انکے پسر سید عظیم شاہ انکے شش پسر سید کرم شاہ و
رحمت شاہ ہر دو لاولد وسید رحم شاہ وسید فیض بخش وسید رمضان شاہ وسید
فضل شاہ انکے پسر سید امام شاہ موجود وسید رحم شاہ انکے پسر سید شیر شاہ

پسر سید سردار شاہ موجود و سید فیض بخش ان کے پسر سید کالو شاہ انکے دو پسر سید سردار شاہ و سید لال شاہ موجود و سید رمضان شاہ انکے پسر سید اسوار شاہ انکے دو پسر سید نور شاہ و سید ملہار شاہ موجود بستی آگاہی شاہ تھانہ ساہو کے تحصیل سیلسی۔ ضلع ملتان +

گل اول کا برگ پنجم

سلسلہ نسب سادات شمسی سبزواری اولاد شاہ اللہ دین حیدر مشمولہ جموں اوچ ملتان

سید شاہ اللہ دین حیدر ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا ابن سید شمس الدین ثانی فتح شاہ ابن سید نور بخش ثانی پیر مٹھا ابن سید اولیاء علی ابن سید حسن کبیر الدین حسن دریا کفر شکن مدفون اوچ شریف سید شاہ اللہ دین ان کے پسر سید معروف شاہ محب علی شاہ ان کے پسر سید عارف علی و معروف علی شاہ انکے پسر سید محمد وارث علیشاہ انکے پسر سید محمد عظیم شاہ ان کے پسر غلام علی شاہ انکے دو پسر سید فتح علی شاہ و سید اکبر علی شاہ انکے پسر سید اصغر علی شاہ انکے پسر سید مشتاق احمد شاہ موجود موضع سنبلہ متصل چوچھلی تحصیل کھرڑ علاقہ کلیسہ بہار افسر پولیس، چھاؤنی گوڑ گانواں میں ہے سید فتح علی شاہ ان کے پسر فرزند علی شاہ ان کے پسر سید [illegible] محرر قانونگو تحصیل المُلوہ ریاست نابھ سید وارث علی شاہ [illegible] ہجری میں شہر جموں سے اوٹھکر برائے سیر تشریف لے گئے۔ اور قریب سرہند قصبہ چنار تھل میں سکونت پذیر جا کر ہوئے سید محمد تقی انکے تین پسر سید فضل علی شاہ و سید محمد شفیع و سید مظفر علی ہر سہ موجود تحصیل المُلوہ ریاست فالیہ +

گل اوّل سید اولیا علی بن سید حسین کبیر الدین کا

برگ ششم سید خضر علی ابن سید شہاب الدین ثانی ملقب مست دریا ابن سید شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ ابن سید محمد نوربخش ثانی ملقب پیر مٹھا قاتل الکفار ابن سید اولیاء علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچوی +

سلسلہ نسب سادات شمسی سبزواری بمقام موضع دین پناہ مشمولہ اوچ ملتان

سید خضر علی شاہ انکے پسر سید بار علی شاہ انکے دو پسر سید تقی شاہ محمد شاہ و سید فرمان شاہ انکے پسر سید احمد شاہ انکے پسر سید چمن شاہ انکے پسر سید شاجی شاہ انکے دو پسر سید امیر دکھنی و سید حسین علی شاہ انکے پسر سید قالو شاہ انکے پسر سید امام شاہ انکے دو پسر سید سردار شاہ و سید مبارک شاہ انکے پسر سید شرف حسین موجود دین پناہ و سید سردار شاہ انکے پسر سید محمد شریف موجود دین پناہ +

سید امیر دکھنی ان کے تین پسر سید امام علی لاولد و سید غلام علی و سید مظفر علی انکے تین پسر سید اصغر علی لاولد و سید کرم علی ان کے پسر سید روڑی شاہ لاولد و سید مہر علی ان کے پانچ پسر سید سوہنے شاہ و سید بہار شاہ و سید لعل شاہ و سید رحمت علی و سید چنن شاہ ہمہ موجود سید سوہنے شاہ انکے دو پسر سید عابد حسین و سید فضل حسین موجود و سید لعل شاہ انکے دو پسر سید عنایت حسین و ضمیر حسین موجود و سید بہار شاہ انکے دو پسر سید طالب حسین و سید غلام حسین ہمہ موجود موضع دین پناہ تھانہ شمال تحصیل شکرگڑھ ضلع گورداسپور۔ شاہ اللہ دتہ حیدر انکے پسر محب علی شاہ انکے دو پسر عارف علی شاہ معروف علی شاہ انکے پسر اسماعیل شاہ انکے دو پسر سید لعل شاہ انکی اولاد تلواڑہ میں آباد ہے و سید فتح شاہ انکے دو پسر سید باغ علی انکی اولاد کوہی گرائن میں ہے۔ و پسر دیگر سید شیر علی انکے چار پسر قطب شاہ عظیم شاہ و کریم شاہ امیر شاہ انکے چار پسر سید دفرزند علی و سردار علی و حیدر علی اون کے تین پسر گنج بخش و سید فتح محمد و فیض علی انکے پسر طالب علی موجود بمقام کوٹلہ کنارہ دریا بیاسہ تحصیل دسوہا ضلع ہوشیارپورہ بمقام شیرپور ڈاک خانہ مکیریاں سید غلام علی ابن سید امیر دکھنی ان کے تین پسر سید حاکم شاہ و سید نواب شاہ محمد حسین طالب نظیر حسین ولد

شبیر حسین ولد حاکم شاہ سید شاہسوار ہر سہ موجود دین پناہ و سید نقی شاہ ابن سید بار علی شاہ
ان کے پسر سید محمود شاہ انکے پسر سید ابدال شاہ انکے تین پسر سید بہادر شاہ و سید امیر شاہ
و سید تراب شاہ ان کے دو پسر سید غلام حسن و سید غلام حسین انکے پسر سید قلندر شاہ
انکے دو پسر سید امیر حسینی و سید بڈھن شاہ ہر دو لاولد و سید امیر شاہ انکے پسر سید محمد علی
انکے پسر سید نورنگ شاہ انکے پسر سید گھسیٹے شاہ انکے پسر سید امید علی لاولد و سید
بہادر شاہ انکے پسر سید دسوندی شاہ ان کے تین پسر سید عظیم شاہ لاولد و سید گل
شاہ انکے دو پسر سید کریم شاہ و سید بڈھن شاہ ہر دو لاولد و سید احمد شاہ تیسرا پسر
انکے پسر زمان شاہ انکے دو پسر سید حاجی شاہ و سید دلاور حسین ہمہ موجود موضع دین
پناہ شمال تھانہ تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور شرف وزیر حسین سید الف شاہ انکے
دو پسر غلام شاہ نظام شاہ انکے تین پسر غلام علی و امام علی و فضل حسین ہر سہ موجود
مقام پھکیالہ تحصیل و ضلع گجرات غلام شاہ انکے دو پسر نوازش علی و لایت شاہ موجود ہا لاہور

گل اول سید پیر اولیا علی بن سید حسن کبیر الدین کفر شکن کا برگ ہفتم

سید زند علی ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا ابن سید میر شمس الدین ثانی فتح شاہ
ابن سید محمد نور بخش ثانی ملقب پیر مٹھا صاحب ابن سید اولیا علی ابن سید حسن کبیر الدین
کفر شکن حسن دریا مدفون اوچ شریف سید زند علی ان کے پسر مبارک شاہ انکے
پسر سید شریف شاہ انکے تین پسر صدق علی شاہ و سید مبارک علی و سید انور شاہ
انکے پسر سید قاسم علی انکے دو پسر سید باقر شاہ و سید قطب شاہ انکے ۲ پسر سید حیدر شاہ
و سید دولت شاہ انکے پسر رستم علی عرف عید و شاہ موجود دین پناہ و سید حیدر شاہ
انکے دو پسر سید کرم علی لاولد و سید شجاعت علی انکے پسر سید مہر علی انکے دو پسر
سید لعل شاہ و سید بہار شاہ موجود سید لعل شاہ انکے ۳ پسر سید ضمیر حسین باقر
علی موجود کرم پور سید بہار شاہ انکے دو پسر سید دلاور حسین و سید نذیر حسین موجود
کرم پور تحصیل میلسی ضلع ملتان و سید باقر شاہ بن قاسم شاہ انکے تین پسر سید شرف علی
و سید مست علی و سید الف شاہ انکے پسر سید غلام شاہ انکے دو پسر سید نوازش
علی و سید ولایت شاہ موجود لاہور سید مست علی انکے پسر سید شاہسوار لاولد و سید

سید شرف علی ان کے پسر سید مستان لاولد سید مبارک شاہ ابن سید شریف شاہ انکے پسر
سید مستان شاہ انکے پسر سید دیدار علی شاہ انکے پسر سید فقیر علی شاہ انکے
تین پسر سید شیر علی لاولد و سید دوست شاہ صابر حسین ولد مست علی و سید نور شاہ
انکے تین پسر سید فضل شاہ و سید بہاول شاہ و سید امیر علی ان کے پسر سید دولت شاہ
موجود عنایت پور و سید بہاول شاہ انکے پسر سید سوہنے شاہ موجود عنایت پور و سید
سید فضل شاہ انکے دو پسر سید عالم شاہ لاولد و سید فتح شاہ انکے پ
سید احمد شاہ مقصود علی موجود عنایت پور پرگنہ شکر گڑھ و سید مست علی شاہ
انکے چار پسر سید علی شاہ لاولد و سید شاہدین علی و سید عظمت علی و سید شہاب
الدین ان کے دو پسر سید نواب شاہ و سید سردار شاہ موجود ائمہ مغلاں و سید عظمت
ان کے پسر سید حسین شاہ انکے دو پسر سید عابد علی لاولد و سید اکبر شاہ موجود مقیم
رجانہ تحصیل شور کوٹ ضلع جھنگ و سید شاہدین علی انکے دو پسر سید محمد شاہ و سید
محمد علی انکے پسر سید اکبر علی موجود موضع دین پناہ۔

سید صدق علی بن سید شریف شاہ مذکورۂ بالا

انکے تین پسر سید خوشی محمد و سید سید محمد و سید سردار شاہ ان کے پسر سید نور شاہ انکے پ
سید فیض علی و سید امید علی انکے پسر سید صفدر علی انکے پسر سید نبھتے شاہ لاولد و س
فیض علی ان کے دو پسر سید ملتان شاہ و سید امام شاہ ان کے دو پسر سید مہر شاہ
کرم شاہ لاولد سید ملتان شاہ ان کے دو پسر سوہنے شاہ و سید روشن علی انکے پ
رحمت علی موجود بمقام گگیال و سید سوہنے شاہ ان کے دو پسر سید کریم شاہ و سید میر ح
موجود بمقام گگیال تحصیل ظفر وال ضلع سیالکوٹ۔

و سید محمد بن سید صادق علی انکے پسر سید فتح علی ان کے پسر سید حسین علی انکے
سید غلام مرتضیٰ ان کے پانچ پسر سید جیون شاہ و سید دولت شاہ دو نو لاولد و شہ
علی و سید بشارت علی و سید نبھتے شاہ انکے چار پسر سید اکبر شاہ و سید دیدار علی
محمد شاہ و سید محمد حسین ہمہ موجود سماعل پور و سید بشارت علی انکے پسر سید قائم علی
ان کے دو پسر سید فضل حسین و سید عنایت حسین موجود عنایت پور و سید شہادت

انکے چار پسر سید حاکم شاہ و سید چنن شاہ و سید بہار شاہ و سید گدی شاہ ان کے چار پسر
سید میر حسین و سید الف شاہ و سید فضل حسین و سید ضمیر حسین ہمہ موجود سمیل پور و سید
چنن شاہ ان کے پسر سید طالب حسین موجود سمیل پور و سید حاکم شاہ ان کے تین پسر
سید امام شاہ و سید حسین شاہ و سید علی شاہ ہر سہ موجود سمیل پور تھانہ نتھا کوٹ ضلع
گورداسپور . و سید خوشی محمد بن سید صدق علی انکے دو پسر سید شاہ محمد و سید کرم علی ان کے
دو پسر سید حسین علی و سید سردار علی و سید سبز علی ہر سہ لاولد و سید نواب علی و سید
مہر علی و سید محمد علی انکے پسر سید صاحب شاہ انکے پسر سید ہاشم علی لاولد و سید امیر علی انکے
پسر سید نذر علی انکے پسر سید بوٹے شاہ ان کے دو پسر سید محبوب شاہ لاولد و سید گلاب شاہ
انکے پسر سید محسن علی موجود دین پناہ و سید نواب علی انکے تین پسر سید شاہ فقیر و سید
پرورش علی و سید حرمت علی انکے پسر سید نعمت علی لاولد و سید پرورش علی انکے
تین پسر سید منیر شاہ لاولد و سید مہر علی و سید رمضان شاہ ان کے تین پسر سید تیغ علی
و سید عین شاہ و سید لال شاہ ان کے پسر امیر حیدر تمام موجود موضع دین پناہ . و سید
شاہ فقیر ان کے چار پسر سید سوہنے شاہ و سید کرم شاہ ہر دو لاولد و سید مختار شاہ
و کوڑے شاہ ان کے تین پسر سید نور شاہ و سید امیر شاہ و سید مبارک شاہ انکے
دو پسر سید ولی شاہ و سید علی شاہ موجود سمیل پور و سید مختار شاہ انکے چار پسر
سید حاکم شاہ لاولد و سید بشارت علی و سید ملوک شاہ و سید فرزند علی انکے پسر منگے شاہ
ان کے پسر سید وزیر حسین موجود دین پناہ سید بشارت علی انکے پسر نشان شاہ
موجود و سید ملوک شاہ انکے پسر سید نظام شاہ موجود سمیل پور علاقہ نینا کوٹ گورداسپور .
و سید محمد شاہ بن سید خوشی محمد انکے پسر جنگی شاہ انکے پسر سید بلند شاہ انکے
پانچ پسر سید احمد شاہ و سید مہر علی شاہ ہر دو لاولد و سید مہر علی و کرم علی و سید
نبی شاہ انکے پانچ پسر سید بڈھن شاہ و سید ولی شاہ و سید علی شاہ و گوہر شاہ
و سید دولت شاہ ان کے پسر صادق حسین موجود عنایت پور و سید بڈھن شاہ انکے پسر
سید اکبر شاہ موجود بمقام عنایت پور و سید مہر علی انکے دو پسر سید خادم حسین انکے دو پسر و
سید الطاف حسین موجود و سید روڑی شاہ بن مہر علی انکے پسر سید امداد حسین موجود و سید کرم علی
انکے پسر سید مظہر حسین لاولد بمقام عنایت پور تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور ۔

سلسلہ نسب سادات شمسی سبزواری مقام کوٹ نینا گل اول کا برگ آٹھواں

سلسلہ محمد شاہ انکے پسر سید محمد شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا ابن میر شمس الدین
ثانی فتح شاہ ابن سید محمد نوربخش ثانی ملقب پیر مٹھا صاحب ابن سید اولیا علی ابن سید حسن
کبیر الدین کفر شکن ابن سید پیر صدر الدین محمود ثانی ابن سید مہتاب الدین ابن سید نصیر الدین
محمد ابن سید حضرت شاہ شمس الدین سبزواری ملقب تبریزی مدفون ملتانی -

سید محمد شاہ انکے پسر سید ظہیر الدین انکے پسر سید قطب شاہ انکے پسر سید قمر علی
انکے پسر سید بولے شاہ انکے پسر سید شرف شاہ انکے پسر سید شرف شاہ انکے پسر
سید احمد شاہ انکے پسر سید شیر علی و سید علی و سید کرم علی دو لاولد و سید شیر علی انکے
چار پسر سید سکندر شاہ لاولد و سید جیون شاہ و سید بھاگ شاہ و سید فرزند علی انکے
پانچ پسر سید ملتان شاہ لاولد و سید علی شاہ و سید ولی شاہ و سید شمشاد علی و سید حیدر شاہ
انکے دو پسر سید لیاقت حسین و سید وارث علی موجود کوٹ نینا و سید بھاگ شاہ انکے
تین پسر سید گامن شاہ و سید لال شاہ و سید نواب شاہ ہر سہ موجود نینا کوٹ و سید
جیون شاہ انکے پسر سید بڈہن شاہ انکے پسر سید حسین علی انکے پسر غلام حسین
انکے پسر سید غلام مصطفیٰ موجود کوٹ نینا ضلع گورداسپور -

سلسلہ نسب سادات شمسی سبزواری شیعہ نوربخشیہ صوفیہ اثنا عشریہ موضع سید نوا مشمولہ اوچ جموں ملتان

گل اول سید اولیاء علی ابن سید حسن کبیر الدین کا برگ نہم

سید درویش علی ابن سید شہاب الدین ثانی ملقب مست دریا ابن سید شمس الدین ثانی فتح شاہ
سید محمد نوربخش ثانی پیر مٹھا ابن سید اولیاء علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن مدفون اوچ

سید درویش علی ان کے تین پسر سید نادعلی و سید سید علی دو لاولد و سید قاب علی
پسر سید نور شاہ انکے پسر سید کبیر شاہ انکے پسر سید کریم شاہ انکے دو پسر سید صفا
و سید امین شاہ انکے پسر سید بہادر شاہ انکے تین پسر سید گلاب شاہ لاولد و

نظر علی و سید شجاعت علی انکے پسر سید غلام علی لاولد و سید امام علی ان کے پسر سید اکبر شاہ موجود سیدانوالی۔ و سید نظیر علی انکے پسر سید میران شاہ ان کے پسر سید کریم شاہ انکے پسر سید ہتیم شاہ لاولد و سید گلاب شاہ انکے پسر سید نتھے شاہ لاولد و سید صاحب شاہ انکے دو پسر سید سبز علی و سید نعمت علی ہر سہ لاولد و سید حرمت علی و سید قاسم علی و سید فضل شاہ انکے پسر سید چراغ شاہ انکے دو پسر سید عظیم شاہ و سید جواہر شاہ موجود لاہور نو کھر دروازہ کشمیرانوالہ سید قاسم علی انکے پسر سید ملک شاہ انکے تین پسر سید امیر شاہ و سید امیر شاہ و سید وزیر شاہ و سید سردار شاہ ہر سہ موجود لاہور نو کھرہ و سید حرمت علی انکے پسر چپنے شاہ انکے شاہ و سید لال شاہ ان کے تین پسر سید ضامن علی و سید امداد علی و سید غلام مصطفےٰ ہر سہ موجود سیدانوالی سید محمد شاہ ہے پسر تین نام ان کا معلوم نہیں ہے۔ سیدانوالی پرگنہ ظفروال ضلع سیالکوٹ۔

گل اول سید اولیاء علی بن پیر سید حسن کبیر الدین کفر شکن کا برگ نہم سلسلہ نسب سادات شمسی سبزواری موضع موکھل مشمولہ جموں اوچ ملتان

سید محب علی ابن سید شہاب الدین ثانی ملقب مست دریا مدفون سمانی ابن سید شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ مدفون جموں ابن سید محمد نوربخش ثانی ملقب پیر مٹھا صاحب قاتل الکفار مدفون جموں ابن سید اولیاء علی مدفون آگرہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن مدفون اوچ شریف ابن سید پیر حاجی صدر الدین محمود ثانی مدفون ٹھٹھا گرگیزان ابن سید شہاب الدین سبزواری مدفون تم ہتول ضلع ہزارہ ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری مدفون لاہوی ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری ملقب تبریزی مدفون ملتانی +

سید محب علی شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا سید محب علی شاہ انکے پسر سید گوہر علی شاہ انکے پسر سید صادق علی انکے دو پسر سید بلاقی شاہ انکے تین پسر سید خیر شاہ و سید گوہر شاہ دو لاولد و سید رحم شاہ انکے پسر سید نور شاہ انکے پسر سید مراد علی لاولد سید بلاقی شاہ انکے تین پسر سید خیر شاہ و سید گوہر شاہ دو لاولد سید اسلام شاہ انکے تین پسر سید چراغ شاہ و سید کریم شاہ و سید محمد علی شاہ انکے

پسر نور شاہ انکے پسر سید عظیم شاہ انکے پسر سید الف شاہ انکے پسر سید حیات شاہ
موجود مان پور و سید کریم شاہ انکے پسر سید پیر شاہ انکے دو پسر سید ملک شاہ
لاولد و مہر شاہ انکے دو پسر سید احمد شاہ لاولد و سید نواب شاہ انکے پسر سید ناظر شاہ
موجود مانپور و سید چراغ شاہ انکے چار پسر سید سید علی و سید وسوندی شاہ و سید
جعفر شاہ و سید غلام شاہ انکے سات پسر سید جیوے شاہ و سید مست علی و سید
ملتان شاہ و سید حیدر شاہ و سید مراد شاہ و سید سید علی ہر ششش لاولد و سید روشن
علی انکے سات پسر سیّد حیدر شاہ و سید علی شاہ و سید نادر شاہ و سید دیوان شاہ
و سید فقیر شاہ و سید شیر شاہ سید دولت شاہ ان کے پسر فرزند علی لاولد و شیر شاہ
انکے پسر سید شاہسوار و سید امام شاہ و سید جلال شاہ سب موجود موضع مانیہ
تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ پنجاب سید جعفر شاہ انکے پسر سید عظیم شاہ انکے
امام شاہ انکے دو پسر سید سردار شاہ لاولد سید علی شاہ انکے پسر سید محبوب شاہ
موجود موکھل سید سردار شاہ انکے تین پسر سید محمّد حسین و سیّد امداد حسین و سیّد
الطاف حسین ہر سہ لاولد و سید دسوندی شاہ ان کے دو پسر سید نہال شاہ
نورنگ شاہ انکے پسر سید نہتو شاہ انکے پسر سید کریم شاہ موجود موکھل
حاکم شاہ انکے دو پسر سید مہتاب شاہ لاولد سید گلاب شاہ انکے پسر سید
علے شاہ لاولد و سید سید علی ان کے پسر سید سلطان شاہ انکے دو پسر سید
شاہ لاولد و سیّد بڈھن شاہ انکے پسر سید بوٹے شاہ موجود بمقام موکھل تحصیل
ضلع سیالکوٹ پنجاب +

گل اول اولیاء علی بن سیّد حسن کبیر الدین کفر شکن کا برگ یازدہم

سیّد فیروز شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا ابن سید شمس الدین ثانی فتح
سیّد محمد نوربخش ثانی [illegible] احب ابن سیّد اولیاء علی ابن سیّد حسن کبیر الدین
کفر شکن اوچوی +

برگ گیارہ (۱۱)

سلسلہ نسب سادات آئمہ نیناکوٹ مشمولہ جموں اوچ ملتان

سید فیروز شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا انکے پسر سید حسن علی شاہ انکے ہفت
پسر سید نتھو شاہ و سید فتح شاہ دو لاولد و سید نور شاہ و سید منور شاہ و سید محمد
اکبر و سید رحمان شاہ و سید علی اکبر انکے پسر سید درویش محمد انکے پسر سید باغ علی
انکے پسر سید لطف علی انکے سید فضل علی انکے تین پسر سید جانن شاہ و سید پنے شاہ
دو لاولد و سید ملتان شاہ انکے پسر سید مہر علی انکے پسر سید وارث علی موجود آئمہ و سید
رحمان شاہ انکے پانچ پسر سید مراد علی و سید فضل علی دو لاولد و سید صاحب شاہ و
سید مہتاب شاہ و سید شیر علی انکے دو پسر سید بڈھے شاہ لاولد و سید بہار شاہ انکے
دو پسر سید نتھو شاہ و سید عظیم شاہ لاولد و سید مہتاب شاہ انکے پسر سید علی انکے
پسر سید امید علی انکے پسر سید مہر علی انکے پسر سید امیر علی موجود آئمہ سیداں و
سید صاحب شاہ انکے چار پسر سید بلند شاہ و سید شجاعت علی دو لاولد و سید مراد علی
و سید گوہر علی انکے پسر سید حسین علی انکے پسر سید امام شاہ انکے پسر سید کرم حسین موجود
آئمہ و سید مراد علی انکے تین پسر سید چنن شاہ و سید غلام علی و سید سکندر علی انکے
پسر سید محمد علی شاہ موجود بمقام نیناکوٹ و سید غلام علی انکے دو پسر سید شیر علی لاولد
و سید اکبر علی انکے پسر سید سعادت علی موجود آئمہ و سید جانن شاہ انکے پسر سید
غلام علی انکے تین پسر سید سلامت علی و سید فضل علی و سید کرم حسین ہر سہ موجود آئمہ
محمد اکبر بن سید حسن علی شاہ انکے دو پسر سید عالم شاہ و سید بہادر شاہ انکے دو
پسر سید شیر شاہ و سید مہتاب شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید برہان شاہ
انکے پسر سید گھسیٹے شاہ انکے دو پسر سید بوٹے شاہ و سید شوہ دریا انکے پسر
سید سرخ شاہ ان کے پسر برکت علی موجود محمد حسین موجود پسر سید سکندر شاہ
لاولد و سید شیر شاہ انکے پسر سید سلطان شاہ انکے پانچ پسر سید باقر شاہ و سید
نور شاہ و سید جھنڈے شاہ و سید الف شاہ و سید قطب شاہ انکے پسر سید دولت
شاہ انکے پسر نواب شاہ انکے پسر سید امام شاہ موجود و سید محمد شاہ انکے دو پسر
سید مظہر حسین و سید فضل حسین موجود نیناکوٹ و سید شاہسوار ملقب بہادر علی

انکے چار پسر سید شمشیر علی وسید ذوالفقار علی وسید گلزار علی وسیّد سبزواری حسین
ہمہ موجود ملتان دربار حضرت شاہ شمس تبریز قدس اللہ سرہٗ العزیز وسید حاکم شاہ انکے
پسر سید شرف علی ان کے پسر سید باقر شاہ انکے پسر سید ملک شاہ انکے پسر
سید دسوندی شاہ لاولد۔

وسید حاکم شاہ انکے پسر سید شرف علی ان کے پسر سید باقر شاہ پسر
نیاز علی انکے پسر سید مانی شاہ انکے پسر سید گلاب شاہ انکے پسر سید فقیر شاہ انکے
چار پسر سید طالب حسین وسید خادم حسین وسید بہار شاہ وسید لعل شاہ تمام مو
آئمہ سیداں ملتان +

سیّد منوّر شاہ بن سید حسن علی شاہ بالا انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر
قطب شاہ انکے دو پسر سید ولایت شاہ لاولد وسید لطف شاہ انکے پسر سید جیون شاہ
انکے چار پسر جمعیت شاہ وسید بلند شاہ وسید اورنگ شاہ ہر سہ لاولد خیر شاہ چوتھا ا
تین پسر سید امام علی وسید تیغ علی وسید محمد شاہ انکے پسر دو سید حاجی شاہ مو
وسید تیغ علی انکے دو پسر سید فقیر شاہ وسید حامد شاہ موجود آئمہ وسید امام علی ا
تین پسر سید علی شاہ سید صادق علی وسید ثابت علی ولد امام علی وسیّد برکت
ہمہ موجود وسید نور شاہ بن سید حسن علی شاہ ان کے پسر سید ولایت شاہ انکے پ
حیدر شاہ انکے چار پسر سید محمد علی وسید عاقل شاہ وسید انور شاہ بن سید اچھے
انکے پانچ پسر سید بوڑے شاہ وسید قاسم شاہ دو لاولد وسید مے شاہ وسید کرم
انکے تین پسر سید گوہر شاہ لاولد وسید مہر شاہ وسید بڈہن شاہ انکے پسر سید امیر
انکے پسر سید شیر شاہ موجود آئمہ سید مہر شاہ انکے پسر سید حسین علی ان کے
سید سوہنے شاہ وسید بڈہن شاہ موجود وسید انور شاہ انکے پسر سید کرم شاہ
دو پسر سید امیر شاہ وسید بیر شاہ ان کے پسر سید نگاہی شاہ لاولد وسید ا
شاہ انکے تین پسر سید فرزند علی وسید شجاعت علی وسید محمد شاہ انکے دو پسر
برکت علی وسید مبارک شاہ موجود نینا کوٹ وسید شجاعت علی انکے تین پسر
امداد حسین وسید اولاد حسین وسید مراد شاہ ہمہ موجود نینا کوٹ وسید فرزند علی
دو پسر سید نادر شاہ وسید دسوندی شاہ موجود نینا کوٹ وسید عاقل شاہ ا

پسر سید ثابت علی ان کے چار پسر سید غلام شاہ و معصوم شاہ و سید مقیم شاہ و سید
بشیر شاہ ان کے دو پسر سید شجاعت علی و سید جماعت علی ہر دو لاولد و معصوم شاہ
انکے دو پسر سید سید علی و سید فیض علی انکے پسر مشتاق شاہ انکے بابے شاہ
انکے پسر وارث علی موجود آئمہ ہر دو لاولد و سید مقیم شاہ ان کے پسر سید سوہنے
شاہ موجود سید جماعت علی انکے پسر سید سوہنے شاہ موجود و سید مقیم شاہ انکے
دو پسر سید فرزند علی و سید امام علی انکے چار پسر سید نواب شاہ و سید گلاب شاہ
و سید ہاشم شاہ و سید قاسم شاہ ہر چہار لاولد و سید محمد علی بن سید حیدر شاہ انکے پسر
سید رحم شاہ انکے تین پسر سید مست علی و سید مدد علی و سید جیون شاہ انکے پانچ پسر
سید چراغ علی و سید حسن علی و سید مراد علی ہر سہ لاولد و سید عنایت علی و سید پرورش
علی ان کے دو پسر سید شجاعت علی لاولد و سید گدا علی انکے پسر سید سردار شاہ موجود
و سید عنایت علی انکے دو پسر سید قادر شاہ لاولد و سید حاکم شاہ ان کے دو پسر
سید فرخ شاہ و سید امام شاہ موجود عنایت پور و سید مدد علی ان کے دو پسر سید غلام حیدر
و سید مہر شاہ انکے دو پسر سید بہار شاہ لاولد و سید بشارت علی انکے دو پسر سید
غلام حیدر و سید مہر شاہ ان کے دو پسر سید بہار شاہ لاولد و سید بشارت علی انکے
پسر سید برکت علی و سید ہاشم علی موجود آئمہ نیناکوٹ ضلع گورداسپور۔

گل اوّل سیّد اولیاء علی ابن سیّد حسن کبیر الدین کفر شکن کا

برگ بارہ۔ پیر حسن کبیر الدین کے بارہ فرزند صاحب اولاد ہوئے ہیں۔ ان میں سے گل اوّل
سید اولیاء علی ہے۔ اس گل اول کے بارہ برگ ہیں۔ گیارہ برگ تحریر ہو چکے ہیں اب برگ
بارہواں عرض ہوتا ہے +

سلسلہ نسب سادات شمسی سبزواری موضع عمر پور برگ بارہواں

سید جلال الدین نصر اللہ ابن شہاب الدین ثانی مست دریا ابن سید شمس الدین فتح شاہ ابن
سید محمد نوربخش ثانی پیر مٹھا صاحب ابن سید اولیا علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن مدفون

ادرچ شریف *

سید جلال الدین نصر اللہ انکے تین پسر سید شاہسوار شاہ کلی و سید مشتاق محمد و
سید محسن علی اونکے دو پسر سید حکیم شاہ و سید صدق محمد انکے پسر نور محمد انکے پسر سید
فتح محمد ان کے پسر سید محمد شاہ انکے پسر علی محمد انکے پسر سید دو سندی شاہ انکے
تین پسر سید دولت شاہ و سید غلام علی و سید قطب شاہ انکے پسر سید طالب علی انکے
پسر سید حسین علی موجود عمر پور سید غلام علی انکے پسر سید سوہنے شاہ انکے پسر سید
خیرائت علی انکے پسر کاظم علی ولد خیرایت علی ولد سید سوہنے شاہ موجود عمر پور سید دولت
شاہ انکے چار پسر سید مست علی لاولد و حسن علی و سید حسین علی و سید عنایت علی انکے
تین پسر سید نواب شاہ و سید قائم علی شاہ و سید گلاب شاہ انکے پانچ پسر سید
احمد شاہ و سید فضل شاہ و سید کرم حسین و سید مہر حسین و سید امیر حسین ہمہ موجود
عمر پور و سید قائم علی ان کے تین پسر سید علی حسین و سید محمد حسین و سید وزیر حسین
ہمہ موجود عمر پور و سید نواب شاہ انکے تین پسر سید علی و سید سردار شاہ و سید نیاز
علی ہمہ موجود عمر پور و سید حسین علی انکے پسر سید مہر علی و سید بہار علی ان کے پسر
حاکم شاہ انکے پسر سید غلام مصطفیٰ موجود و سید حسن علی انکے بہار شاہ انکے دو پسر
سید سردار شاہ و سید شمشیر علی ہر دو لاولد *

و سید حکیم شاہ ان کے پسر سید محسن شاہ ان کے پسر سید حسن علی انکے پسر
شرف علی انکے پسر سید علی شیر انکے پسر سید عارف شاہ انکے پسر سید بہادل
انکے چھ پسر سید بہادل شاہ انکے چھ پسر سید حسن شاہ و سید گلاب شاہ لاولد
سید ملک شاہ و سید بلند شاہ و سید مراد شاہ و سید سدے شاہ ان کے پانچ پسر
نواب شاہ و سید سوہنے شاہ و سید چنن شاہ و سید مختار شاہ و سید علی گوہر شاہ
ان کے پسر سید لعل شاہ موجود عمر پور چار لاولد -

و سید مراد شاہ انکے دو پسر سید بلند شاہ و سید فرزند علی انکے دو پسر سید فتح
ان کے دو پسر سید چراغ شاہ و سید نواب شاہ موجود عمر پور و سید بلند شاہ ان
دو پسر سید رمضان شاہ و سید روشن شاہ ان کے دو پسر سید عابد حسین و س
عنامن حسین ہمہ موجود عمر پور و سید ملک شاہ انکے دو پسر سید غلام مرتضیٰ لاولد و س

غلام حیدر شاہ انکے دو پسر سید امام علی و سید غلام علی ہر سہ موجود دہر موونوالہ۔

وسید مشتاق محمد ابن سید جلال الدین نصر اللہ انکے پسر سید سلطان شاہ انکے پسر سید گل محمد انکے پسر سید بوٹے شاہ انکے پسر سید گھسیٹے شاہ انکے چار پسر سید باغ علی و سید غلام علی و سید جماعت و سید ثابت علی انکے دو پسر سید سید علی لاولد و سید اسید علی ان کے چار پسر سید شجاعت علی و سید رمضان شاہ و سید سوہنے شاہ و سید چنن شاہ انکے چار پسر سید [illegible]اب شاہ و چراغ شاہ و سید مظہر علی و سید لعل شاہ ہمہ موجود عمر پور۔ و سید جماعت علی انکے چار پسر سید ناد علی لاولد و سید محمد شاہ و سید اکبر شاہ و سید حرمت علی انکے دو پسر سید سوہنے شاہ لاولد و سید حبیب علی انکے دو پسر سید غلام حسین و سید نواب شاہ ان کے تین پسر ہینگے شاہ و سید اروڑے شاہ و سید محمد حسین ہمہ موجود و سید غلام حسین ان کے پسر سید محمد شریف موجود عمر پور و سید اکبر شاہ انکے تین پسر سید بوٹے شاہ و سید [illegible]کر شاہ و سید ہاشم شاہ ہمہ موجود عمر پور و سید محمد شاہ انکے پانچ پسر سید نتھے شاہ و سید [illegible]بت شاہ و سید ولایت شاہ و سید عنایت شاہ و سید امام علی موجود و سید ولایت شاہ انکے پسر لطف شاہ موجود عمر پور و سید ولایت شاہ انکے پسر سید قائم علی موجود و سید نتھے شاہ انکے دو پسر سید نادر شاہ لاولد و سید سکندر شاہ انکے پسر سید کرم حسین موجود عمر پور۔ و سید غلام علی ولد گھسیٹے شاہ انکے بالا انکے چار پسر لشکر علی لاولد و سید مست علی و سید علی شاہ و سید بلند شاہ انکے دو پسر سید بگھے شاہ و سید لطف شاہ انکے پسر [illegible]ن شاہ موجود و سید بگے شاہ انکے دو پسر نتھے شاہ و سید غالب شاہ ہر دو لاولد۔ و سید باغ علی بن گھسیٹے شاہ مذکورہ بالا ان کے پسر سید مہتاب شاہ انکے دو پسر سید کریم شاہ لاولد و سید عظیم شاہ انکے دو پسر سید فتح شاہ و سید زمان شاہ موجود عمر پور۔

سید شاہ سوار شاہ کل انکے دو پسر سید عنایت شاہ و سید مراد شاہ انکے دو پسر سید محمد شاہ ان کے پسر سید عزیز شاہ انکے پسر حیدر شاہ ان کے پسر سید سلطان شاہ ان کے دو پسر سید بڈہن شاہ و سید ثابت علی ان کے دو پسر سید شجاعت علی و سید گدا علی انکے پسر سید لال شاہ ان کے تین پسر سید ہاشم علی و سید ذاکر حسین و سید محمد حسین ہمہ موجود عمر پور۔ و سید شجاعت علی ان کے چار پسر سید گلاب شاہ و سید چنن شاہ و سید نواب شاہ و سید حاجی شاہ انکے تین پسر سید قائم علی و سید

علی شاہ و سید برکت علی ہمہ موجود عمرپور و سید نواب شاہ انکے پسر سید سردار حسین
موجود و سید چنن شاہ انکے تین پسر سید سوہنے شاہ و سید حیدر شاہ و سید میر حسین
ہمہ موجود عمرپور۔

و سید بڈھن شاہ انکے تین پسر سید بوٹے شاہ و سید کوڈے شاہ و سید گھسیٹے شاہ
انکے دو پسر سردار شاہ و سید دیوان شاہ ہمہ موجود عمرپور و سید کوڈے شاہ انکے تین پسر
سید گلاب شاہ و سید نواب شاہ لاولد و سید چراغ علی انکے دو پسر سید مقصود حسین و
سید فضل حسین موجود عمرپور و سید گلاب شاہ انکے پسر سید محمد حسین موجود عمرپور ٭

و سید عنایت شاہ بن سید شاہ سوار شاہ کل انکے پسر سید بنے شاہ ان کے تین پسر
سید عاقل شاہ و سید امام شاہ و سید جعفر شاہ انکے پسر ولایت شاہ انکے پسر سید فتح شاہ
انکے پسر صاحب شاہ انکے چار پسر سید گلاب شاہ لاولد و سید امیر علی و سید مہر علی
و سید غلام علی انکے دو پسر سید حاکم شاہ و سید خادم حسین انکے دو پسر سید ننھے شاہ
و سید قائم علی موجود عمرپور و سید مہر علی انکے پسر سید امام علی لاولد و سید امیر علی انکے
پانچ پسر سید مظفر علی و سید سید علی دو لاولد و سید ملتان شاہ و سید برکت علی و سید
شجاعت علی انکے دو پسر سید عطر شاہ و سید اکبر شاہ موجود و سید برکت علی انکے چھ پسر
سید نیاز علی و سید فیض علی و سید بڈھن شاہ و سید قائم علی و سید نادر شاہ و سید
محبوب شاہ تمام موجود بمقام شہر لاڑکانہ ملک سندھ و سید ملتان شاہ انکے چار پسر
ننھے شاہ و سید سردار شاہ و سید فتح حسین و سید ہاشم علی ہمہ موجود بمقام دیہراں منٹگمری

و سید امام شاہ بن سید بنے شاہ بالا انکے پسر سید غلام شاہ ان کے دو پسر
سید گوہر علی و سید شاکر علی انکے تین پسر سید مست علی لاولد و سید بہادر علی و سید
امید علی انکے پسر سید وزیر حسین انکے پسر سید محمد علی موجود بمقام عمرپور و سید بہادر علی
انکے دو پسر سید کریم شاہ و سید دولت شاہ انکے پسر سید سبحان شاہ انکے پسر
سید سردار شاہ موجود بمقام کڈن تھانہ ستر در تحصیل میلسی ضلع ملتان و سید کریم شاہ
انکے دو پسر سید عظمت شاہ لاولد و سید حاکم شاہ ان کے تین پسر سید عطا محمد و
سید محمد حسین و فرمان شاہ ہمہ موجود عمرپور و سید گوہر علی شاہ بن سید غلام شاہ
ان کے پسر سید علی انکے تین پسر سید شیر علی و سید امیر علی و سید مہر علی انکے

پسر سید سلطان شاہ لاولد و سید ملتان شاہ ان کے دو پسر سید سردار شاہ و سید بہار
شاہ موجود عمر پور امیر علی ان کے دو پسر سید ننھے شاہ لاولد و سید فقیر شاہ انکے پسر
سید فضل حسین موجود عمر پور و سید شیر علی انکے چار پسر سید فتح علی و سید چنن شاہ۔
لاولد و سید مظفر علی و سید فقیر شاہ انکے پسر سید دیوان شاہ انکے پسر سید جعفر شاہ
موجود عمر پور و سید مظفر علی ان کے پسر سید چمن شاہ موجود عمر پور و سید عاقل شاہ
ابن سید بنے شاہ مذکورہ بالا انکے چار پسر سید اکبر شاہ و سید عزت شاہ و سید محمد علی
شاہ و سید روشن شاہ ان کے پسر سید قطب شاہ انکے پسر سید ملتان شاہ انکے پسر
سید حشمت علی انکے دو پسر سید ننھے شاہ و سید سردار شاہ انکے پسر سید کرم حسین موجود
عمر پور و سید محمد علی شاہ ان کے پسر سید امام شاہ ان کے دو پسر سید جیوے شاہ و
سید کریم شاہ ان کے چار پسر سید سکندر شاہ و سید محب شاہ دو لاولد و سید سُرخ شاہ
و سید حسن علی انکے پسر سید سردار شاہ موجود و سید سُرخ شاہ انکے پسر سید چراغ
شاہ موجود عمر پور و سید جیوے شاہ انکے دو پسر سید مہر علی و سید فرزند علی انکے
پسر سید محمد شاہ انکے چار پسر سید ولی شاہ و سید احمد شاہ و سید رحمت علی موجود عمر پور
و سید مہر علی انکے پسر الف شاہ انکے پسر سید برکت علی انکے پسر سید برکت علی انکے
پسر شبیر حسین موجود عمر پور و سید عزت شاہ انکے پسر سید صاحب شاہ انکے
دو پسر سید محمد علی لاولد و سید وارث علی ان کے دو پسر سید محمد شاہ و سید سوہنی شاہ
انکے دو پسر سید فقیر شاہ انکے پسر سید امیر حیدر انکے پسر سید احمد شاہ موجود عمر پور سید
محمد شاہ انکے سات پسر سید نور علی و سید فتح علی و سید بہار شاہ و سید گل بہار شاہ
و سید فرزند علی و سید چنن شاہ و سید نواب شاہ انکے دو پسر سید فضل حسین و سید
محمد حسین موجود عمر پور و سید بہار شاہ انکے پسر سید فتح حسین موجود و سید فرزند علی
انکے پسر سید نیاز علی موجود عمر پور۔ و سید اکبر شاہ ابن سید عاقل شاہ مذکورہ بالا
انکے دو پسر سید موسیٰ شاہ و سید باقر شاہ انکے دو پسر سید بشارت علی لاولد و سید
نصرت علی ان کے تین پسر سید سلطان شاہ لاولد و سید امام علی و سید نور علی انکے
تین پسر سید سید احمد شاہ و شاہ حاجی شاہ و سید زن شاہ انکے پسر سید کرم حسین
موجود عمر پور۔ و سید امام علی انکے دو پسر سید تیغ علی و سید چنن شاہ لاولد۔ و سید

موسیٰ شاہ انکے تین پسر سید سکندر شاہ و سید بلند شاہ و سید دولت شاہ انکے پسر سید
فرزند علی انکے پسر سید منور شاہ انکے پسر سید فقیر شاہ موجود و سید بلند شاہ ان کے
چار پسر سید علی شاہ لاولد و سید ننھے شاہ و سید گدا علی و سید نواب شاہ انکے
پسر سید مہر حسین موجود و سید گدا علی ان کے پسر سید دیوان شاہ لاولد و سید ننھے
شاہ انکے پسر سید سردار شاہ موجود عمر نور و سید سکندر شاہ انکے چار پسر سید
حاکم شاہ و سید ہاشم شاہ و سید قاسم شاہ و سید چراغ شاہ سید ہاشم شاہ پسر
مرید حسین موجود و سید حاکم شاہ انکے پسر سید مراد شاہ موجود بمقام کڈہن تھانہ بستی
تحصیل میلسی ضلع ملتان۔

سبزواری حضرت سید شاہ شمس الدین مدفون ملتانی انکے دو فرزند

ایک سید نصیر الدین محمد سبزواری مدفون لاہوری دوسرے سید علاء الدین احمد شاہ
بارزندہ پیر مدفون قصبہ نرڑ علاقہ جے پور انکے فرزند سید شمس الدین ثانی خواجگی صاحب
مدفون قصبہ کڑا ضلع الہ آباد ہندوستان صاحب اولاد ہیں۔ ذکر موقعہ پر آویگا دیگر
پسر سید رکن الدین جد سادات سید انوالی و سید شمس الدین جد سادات بجوالہ و سید بدر الدین
سادات تغل شاہ

ان کے دو فرزند

پسر کلاں سید کمال الدین سبزواری مدفون بلدہ دیبل نگر ٹھٹھ ضلع کراچی ان
کے تین فرزند و فرزند خورد سید شہاب الدین سبزواری بمقام تم تھول ضلع ہزارہ۔

ان کے چار پسر صاحب اولاد

پسر کلاں سید حاجی صدر الدین محمود ثانی مدفون ترنڈا گرگیزاں ضلع بہاولپور

ان کے پانچ فرزند

سید ظہیر الدین و سید صلاح الدین و سید تاج الدین و سید نصیر الدین ثانی لاولد

و سید حسن کبیر الدین کفر شکن مدفون اوچ شریف

انکے باراں فرزند صاحب اولاد ہیں جن میں سے گل اول سید اولیاء علی ہے اور اس گل

بارہ برگ بارہ اس گل کے یہ فقیر لکھ چکا ہے اور اب گل دوسرے کو عرض کرتا ہے +

گل دوئم سید کثیر الدین ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچوی مشمولہ اوچ ملتان

سلسلہ نسب سادات شمسی سبزواری کچھ لاہوری کچھ قصوری۔ سید کثیر الدین انکے پسر سید شہاب الدین انکے پسر سید محب شاہ ان کے پسر سید فقیر شاہ انکے پسر سید نور شاہ انکے پسر سید ضامن علی ان کے پسر سید حاجی شاہ ان کے دو پسر سید روشن شاہ لاولد و سید محمد شاہ انکے پسر گوہر شاہ انکے تین پسر سید نور شاہ و سید رحمت علی و سید علی شیر ہر سہ موجود لاہور۔

و سید محمد علی بن سید گوہر شاہ انکے پسر سید محمد حسین انکے پسر جمال شاہ انکے پسر سید مختار شاہ انکے پسر سید عظمت شاہ انکے پسر سید اسد اللہ شاہ انکے دو پسر سید میرن شاہ لاولد و سید اسماعیل شاہ انکے پسر سید امیر حسینی انکے پسر سید محمد شاہ موجود لاہور باقی اولاد پیر سید کثیر الدین کے شہر قصور میں آباد ہے۔ جو سید پنے شاہ کے بھائی کی اولاد ہے۔ سید پنے شاہ ان کا روضہ انور بمقام بھیلے میں زیارتگاہ خلائق ہے۔ انکی اولاد نہیں ہوئی +

گل سیوم از گلزار حضرت شمس حسینی

سلسلہ نسب سادات شمسی سبزواری قصبہ نالوتہ ضلع سہارنپور مشمولہ اوچ ملتان

سید شہباز علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن ابن سید پیر صدر الدین محمود ثانی ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری ابن سید ولی آل محمد حضرت شاہ شمس الدین سبزواری ملقب تبریزی مدفون ملتانی۔

سید شہباز علی انکے پسر سید خالد علی انکے پسر سید جلال الدین انکے پسر سید علی انکے پسر سید مہر علی انکے پسر سید ناد علی انکے تین پسر سید جعفر علی و سید علی رضا انکے پسر سید عبداللہ شاہ انکے پسر سید حافظ علی ان کے پسر سید نجف علی انکے پسر سید غالب علی انکے

پسر سید مظہر علی ان کے پسر سید تراب علی انکے دو پسر سید علی حسین و سید محمد حسین
ہر دو قصبہ نانوتہ - و سید جعفر علی ان کے پسر سید کاظم علی انکے پسر سید قاسم علی انکے
پسر سید حسن علی انکے پسر سید کرامت علی انکے پانچ پسر سید غلام امام و سید ابوالحسن
و سید ممتاز حسن و سید کبیر حسن و سید صغیر حسن انکے پسر سید ضمیر حسن ہمہ موجود قصبہ نانوتہ
سید کبیر حسن انکے پسر سید ستیا موجود نانوتہ - و سید ممتاز حسن انکے پسر زوار حسین انکے
دو پسر سید مظہر حسن و سید زائر حسین موجود نانوتہ و سید ابوالحسن انکے دو پسر سید
ظہور حسین و سید سخاوت علی موجود نانوتہ و سید غلام امام انکے دو پسر سید محمد نواز
و سید قاسم علی موجود نانوتہ *

سیّد محمد علی بن سید ناد علی انکے پسر سید محمد حسین عرف حیدر حسین انکے پسر
سید حیدر حسن خان انکے پسر سید باقر علی خان انکے تین پسر سید امداد حسن و سید
امیر حسن و سید احمد علی انکے پسر سید محمد زکی ان کے دو پسر سید صادق حسن و سیّد
باقر علی موجود نانوتہ و سید امیر حسن انکے تین پسر سید احمد حسن و سید حیدر حسن و سید محمد
حسن ہمہ موجود نانوتہ و سیّد امداد حسن انکے پسر سید فضل حسن انکے پانچ پسر سید خرگام
حسن و سید ضیغم حسن و سید نیاز حسین و سید عابد حسین و سید محمد حسین ان کے دو پسر
سید عاشق حسین و سید رضوان حسین موجود نانوتہ و سید عابد حسین ان کے پسر
سید سلطان حسین موجود قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور -

گُل چہارم

سیّد درویش علی ابن سید حسین کبیرالدین کفر شکن (اوچی) مشہور ملتان (اوچ)

سلسلہ نسب سادات خاندان شمسیہ عالیہ اثنا عشریہ نارووال - سیالکوٹ

سید درویش علی ان کے پسر سید یوسف علی ان کے پسر سیّد عبد الغنی ان کے
پسر سید احمد ہادی انکے دو پسر سید فرمان شاہ و سید امام شاہ انکے پسر سید نور شاہ انکے
پسر سید منور شاہ انکے پسر سید ولایت شاہ ان کے پسر سید علی شاہ انکے پسر سید

جاعت علی انکے چار پسر سید تراب علی لاولد و سید حُرمت علی و سید نیاز علی لاولد و سید
ردشن علی انکے تین پسر سید حسن علی و سید قائم علی و سید غلام نبی ہر سہ موجود کیسو کمور
رگنہ سانبہ ضلع جموں و سیّد حُرمت علی ان کے پسر سید ملک شاہ انکے دو پسر سید
لعل شاہ و سید پیر ولایت شاہ انکے دو پسر سید فضل حسین و سید عنایت حسین
موجود نظام آباد تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ سید فرمان شاہ ابن سید احمد ہادی
انکے پسر سید شجاعت علی عرف سوجی شاہ انکے پسر سید غالب علی عرف گجن
شاہ انکے پسر سید عظیم شاہ انکے تین پسر سید قمر علی لاولد و سید حسین شاہ و
سید قائم علی ان کے پسر سید گلاب شاہ ان کے پسر نواب شاہ لاولد و سیّد
حسین شاہ ان کے پسر سیّد مہر علی شاہ انکے پانچ پسر سید فتح علی و سید خیر علی لاولد
سیّد رحمت علی و سیّد ولائت علی شاہ و سید حیدر علی شاہ انکے تین پسر سید سردار حسین
و سید اشرف حسین ہمہ موجود ناروال و سید ولایت علی شاہ انکے پسر سید طفیل شاہ
انکے پسر سید اقبال حسین موجود ناروال و سید رحمت علی انکے پسر سید شیر علی انکے
پسر سید نظیر حسین موجود قصبہ چجاری تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر و قصبہ ناروال تحصیل
و ضلع سیالکوٹ پنجاب۔

گل پنجم

سلسلہ نسب سادات خاندان اسماعیلیہ شمسیہ عالیہ شیعہ نوربخشیہ مشمولہ اوچ ملتان

سید رحمت اللہ شاہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن ابن سیّد پیر حاجی صدر الدین محمود ثانی سبزداری
ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری ابن سید حضرت ولی آل محمد پیر
شاہ شمس الدین سبزواری شہر تبریزی مدفون ملتانی سید رحمت اللہ شاہ انکے دو پسر سید
شاہ شائخ و سید فاضل شاہ انکے پسر سید ابو الحسن انکے پسر سید زین الدین انکے دو پسر
شاہ صدر الدین و سید علی اکبر شاہ انکے دو پسر سید غلام شاہ و سید مبارک شاہ انکے پسر محمد شاہ
انکے پسر سید ظہور شاہ لاولد و سید شاہ صدر الدین انکے پسر سید محمد فاضل انکے پانچ پسر سید
شمس الدین و سید بالا پیر احمد حسین و سید فتح شاہ و سید پیر شاہ شائخ ثانی و سید ابو الحسن ثانی

انکے پسر سید صدرالدین ثانی انکے پسر سید فاضل شاہ ثانی انکے دو پسر سید عالم شاہ و سید امیر باوا انکے پسر سید جیوا میاں انکے پسر سید پیر صاحب میاں انکے تین پسر سید جیوڑ میاں و سید غلام علی و سید میر صاحب اونکے پسر سید قاسم علی موجود بمقام دھولکا ضلع سورت و سید غلام علی ان کے پسر سید پیر صاحب لاولد و سید عالم شاہ انکے پسر سید درویش علی انکے پسر سید فضل علی انکے پسر سید فضل علی ان کے پسر سید نجم الدین انکے دو پسر سید شمس الدین و سید درویش علی موجود بمقام دھولکا و سید فضل شاہ انکے پسر صدرالدین ثانی انکے پسر سید مراد شاہ انکے پسر سید باقر شاہ ان کے چھ پسر سید صادق علی و سید محمد علی شاہ و سید سید شاہ و سید قاسم شاہ یہ چار لاولد و سید کبیر شاہ انکے چار پسر سید اکبر شاہ و سید قاسم شاہ و جیون شاہ و سید غلام شاہ انکے دو پسر سید امید علی شاہ و سید ہاشم علی ہر دو لاولد و سید جیون شاہ ان کے دو پسر سید اکبر علی و سید گل محمد شاہ موجود سید فتح شاہ ابن سید باقر شاہ ان کے دو پسر سید نورن شاہ لاولد و سید غلام علی شاہ انکے چار پسر سید باقر علی و سید فتح شاہ و سید غلام رسول و سید صابر علی انکے تین پسر علی شاہ و سید تراب علی شاہ و سید شرف علی شاہ ہر سہ موجود ٹنڈہ و سید غلام رسول انکے پسر سید حسین شاہ موجود ٹنڈہ محمد خاں ضلع حیدرآباد سندھ۔

و سید شاہ مشائخ ثانی بن سید فاضل شاہ ان کے پسر سید عبداللہ شاہ انکے پسر مشائخ دیوان جی انکے دو پسر سید ابو طالب و سید غلام حسین انکے پسر سید فرض اللہ شاہ ان کے پسر سید صادق علی انکے پسر سید حسین میاں انکے تین پسر سید گوہر علی صاحب و سید حیدر علی و سید صادق علی ہر سہ لاولد بمقام پیرانہ سید ابو طالب بن دیوان جی مشائخ انکے پسر سید غلام علی ان کے پسر سید قاسم علی ان کے دو پسر سید حسن و سید ابو طالب ثانی لاولد و سید حسن علی انکے پسر سید باوا صاحب احمد حسین انکے تین پسر بابو صاحب و سید امیر حسین و سید ریاض حسین ہمہ موجود بمقام شہر پالن پور علاقہ گجرات دکھن۔

سید ابوالقاسم ابن سید شاہ مشائخ ابن سید رحمت اللہ شاہ ابن سید حسن کبیرالدین کفرشکن مدفون اوچ شریف سید ابوالقاسم انکے سید ہادی رہنما انکے پسر سید محمد دریا انکے پسر سید صابر علی شاہ انکے پسر سید محمد علی شاہ انکے پسر سید محمد شاہ

پسر سید احمد علی شاہ انکے پسر سید جیون شاہ انکے دو پسر سید گدا علی لاولد و سید
ثابت علی شاہ انکے دو پسر سید احمد شاہ لاولد و سید سردار علی شاہ ان کے پسر سید
فتح علی شاہ انکے دو پسر سید عنایت علی و سید ہدایت علی ہر سہ موجود قصبہ نارووال
ضلع سیالکوٹ حال وارد موضع سیدانوالی ضلع سیالکوٹ۔

گل ششم

سلسلہ نسب سادات خاندان شمسی سبزواری مقام شیعہ میانی قریب چھاؤنی ملتان

سید فرمان شاہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن ابن سید صدر الدین ثانی سبزواری
سید فرمان شاہ ان کے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید باقر شاہ انکے پسر سید قطب علی
شاہ انکے پسر سید انور علی شاہ انکے پسر سید حاجی ہاشم علی انکے دو پسر سید حسن علی شاہ
و سید قطب شاہ انکے پسر سید باقر شاہ انکے پسر سید شہباز علی انکے پسر دو سید ثبات
علی و سید داؤد علی شاہ انکے تین پسر سید اللہ دتہ شاہ لاولد و سید حسن شاہ و سید
چندر شاہ انکے تین پسر سید علی شاہ لاولد و سید مٹھے شاہ لاولد و سید حاجی شاہ انکے
پسر سید حسین شاہ موجود شیعہ میانی و سید حسن شاہ ابن سید داؤد علی شاہ انکے تین پسر
سید رمضان شاہ و سید امیر شاہ و سید مہر شاہ انکے تین پسر سید مبارک شاہ سید
امین شاہ و سید امام شاہ ہمہ موجود شیعہ میانی و سید ثبات علی ان کے تین پسر سید
غلام حسین شاہ و سید غلام رسول شاہ و سید گامن شاہ انکے پسر سید سلطان شاہ انکے
پسر سید محمد شاہ موجود گامن شاہ انکے دو پسر سید حسن بخش و سید امیر شاہ لاولد و سید
غلام رسول شاہ انکے پسر سید سلطان شاہ انکے پسر سید محمد شاہ موجود و سید غلام حسین شاہ
انکے تین پسر سید علی محمد شاہ و سید کریم حیدر شاہ و سید حسین شاہ انکے پسر سید چراغ
شاہ ہمہ موجود میانی۔ و سید حسن علی ابن سید حاجی ہاشم علی شاہ انکے پسر سید محب شاہ
انکے دو پسر سید عیسن شاہ و سید خان علی شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے دو پسر
سید محب شاہ و سید جمال شاہ انکے پسر سید سردار شاہ انکے چار پسر سید شیر شاہ
سید مراد شاہ و سید نور شاہ و سید مہر شاہ ہمہ موجود شیعہ میانی و سید محب شاہ انکے

پسر سید عظیم شاہ انکے تین پسر سید رحم شاہ وسید کریم شاہ وسید مبارک شاہ ہمہ موجود
وسید کریم شاہ انکے تین پسر سید عالم شاہ وسید قطب شاہ وسید امام شاہ ہمہ موجود شیعہ میانی
وسید علین شاہ انکے تین پسر سید جان علی انکے پسر سید محبوب شاہ انکے تین پسر
سید علین شاہ وسید علی شاہ وسید محسن شاہ انکے تین پسر سید وساوے شاہ
وسید جمن شاہ وسید طالب حسین ہمہ موجود شیعہ میانی وسید علی شاہ انکے پسر
دو سید زوار شاہ وسید ریاض حسین موجود وسید علین شاہ انکے پسر دو سید جان
علی شاہ وسید حسن علی شاہ ہمہ موجود شیعہ میانی متصل چھاؤنی ملتان +

گل ہفتم مشمولہ اوچ ملتان شریف

سید پیر عادل شاہ ابن سید حسن کبیرالدین کفر شکن ابن سید پیر صدرالدین محمود ثانی سبزواری ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیرالدین محمد سبزواری ابن سید ولی آل محمد حضرت شاہ شمس الدین سبزواری تبریزی مدفون ملتانی سید عادل شاہ صاحب اولاد انکی قلیل ہے۔ ڈیرہ غازی خاں میں آباد ہے۔ اور روضہ انور آپ کا ڈیرہ غازی خان جانب جنوب فاصلہ چار میل پر موجود زیارت گاہ خلائق ہے۔ انکی نسل کے شجرہ نسب کے نہ ملنے کے وجہ یہ ہے۔ جناب حضرت مخدوم صاحب سید محمد علین شاہ سجادہ نشین دربار حضرت شاہ شمس الدین ملتانی نے فرمایا تھا۔ کہ ان سادات کے آپس میں کچھ تنازعہ ہے شجرہ نسب لے لیا جاویگا۔ فکر نہ کریں +

گل ہشتم

سلسلہ سادات خاندان شمسیہ عالیہ سبزواری اسماعیلیہ نوربخشیہ شیعہ اثنا عشریہ
بمقام بھاگناڑی طیار غازی ضلع سیوی مشمولہ اوچ ملتان

سید طیار غازی اسرائیل ابن سید حسن کبیرالدین کفر شکن ابن سید پیر حاجی صدرالدین محمود ثانی سبزواری سید اسرائیل طیار غازی انکے پسر سید رحل الدین شاہ انکے پسر

شاہ کمال الدین انکے پسر سید یوسف علی شاہ انکے پسر سید پیر وطن شاہ انکے پسر سید شیر
محمد شاہ انکے پسر سید عنایت شاہ انکے دو پسر سید کرم شاہ و سید عادل شاہ انکے دو پسر
سید زمان شاہ و سید رحمان شاہ انکے پسر شفیع محمد ان کے پسر سید ابراہیم شاہ انکے تین پسر
سید دولت شاہ و سید سہراب شاہ سید شفیع محمد ان کے پسر سید عظیم شاہ موجود و سہراب شاہ
انکے دو پسر سید مہتاب شاہ و سید روشن شاہ موجود و سید دوست محمد انکے تین پسر سید
ابراہیم شاہ و سید مزار شاہ و سید چراغ شاہ موجود و سید مزار شاہ انکے تین پسر سید دوست محمد
و سید جلال شاہ و سید سمندر شاہ ہمہ موجود و سید ابراہیم شاہ ان کے دو پسر سید دائم شاہ
و سید حضور بخش موجود بمقام مڈ۔

و سید زمان شاہ ابن سید عادل شاہ انکے پسر سید دوسندی شاہ انکے پسر سید دلاور شاہ
انکے چار پسر سید زمان شاہ و سید جلیب شاہ و سید دوسندی شاہ و سید امیر شاہ انکے پسر
سید محبوب شاہ موجود و سید دوسندی شاہ انکے پسر سید میراں بخش موجود و سید جلیب شاہ
انکے تین پسر سید شیر شاہ و سید عبدالکریم سید غوث بخش ہمہ موجود و سید زمان شاہ انکے
تین پسر سید احمد شاہ و سید رحمت شاہ و سید ڈھنل شاہ ہمہ موجود یہ تمام سادات عادل
شاہی بمقام شہر مڈ لالو ستوی ڈاکخانہ شہر بھاگ اسٹیشن بیل ہٹ ضلع سبوی علاقہ خان قلات
و سید کرم شاہ ابن سید عنایت شاہ ان کے پسر سید امام شاہ انکے دو پسر سید صوبے شاہ
و سید صاحب شاہ انکے دو پسر سید محمد و سید وارث انکے پسر سید صاحب شاہ ثانی انکے دو پسر
سید وارث شاہ و سید فضل شاہ انکے دو پسر سید عطر شاہ و سید صاحب شاہ موجود و سید
وارث شاہ انکے چار پسر نظر شاہ و سید نور شاہ و سید یعقوب شاہ و سید مصطفیٰ شاہ
موجود بر روضہ سید اسرائیل طیار غازی و سید سید محمد انکے تین پسر سید امام شاہ لاولد
و سید کرم شاہ و سید نواز شاہ انکے پسر سید حسین علی شاہ انکے سات پسر سید محمد علی شاہ
و سید لعل شاہ و سید عباس علی و سید امام شاہ و سید جعفر شاہ و سید عنایت شاہ و سید نواز شاہ
ہمہ موجود روضہ انور سید اسرائیل طیار غازی یہ روضہ شہر بھاگ سے جانب قطب فاصلہ چار
میل پر موجود ہے اور مثل آفتاب روشن ہے و سید کرم شاہ انکے تین پسر سید یوسف علی شاہ
و سید اول شاہ و سید سلطان شاہ انکے دو پسر سید حاجی شاہ و سید عالم شاہ موجود سجادہ
نشین و سید اول شاہ انکے پسر سید بہار شاہ لاولد و سید یوسف علی انکے دو پسر ہمت شاہ

سید سید محمد انکے پسر انور شاہ موجود و سید ہمت شاہ انکے دو پسر سید مسلم شاہ و سید
یوسف علی موجود بر روضہ انور سید اسرائیل طیار غازی شہر ضلع سیوی +

گل نہم اس گل کے تین فرع ہیں مشمولہ اوچ ملتان سلسلہ نسب سادات شمسی سبزواری اوچ شریف و مقام چوہدری شیعہ میانی و کوٹ شاہاں وغیرہا

سید اسلام شاہ نصر اللہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اسماعیلیہ اثنا عشریہ نوربخشیہ مدفون
شریف ضلع بہاولپور سید اسلام شاہ نصر اللہ شاہ ان کے تین پسر سید موسیٰ ظاہر علی و سید
جمشیر علی و سید ناصر الدین فرع برگ اول از گل نہم سید موسیٰ ظاہر علی روضہ سیت پور
مظفر گڑھ انکے شش پسر سید سلطان علی اکبر روضہ انور زیارت گاہ خلائق شیعہ میانی
شاہ مولائے و سید شاہ غنیا، اندر روضہ مذکورہ ہر سہ لاولد و سید میر حسین شہید و سید میر محمد
لعل یونس انکے پسر سید کبیر شاہ انکے پسر دو سید نور محمد شاہ و سید خان محمد انکے پسر
سید گز علی شاہ انکے پسر سید رمضان شاہ انکے پسر داری شاہ اونکے پسر سید
انکے پسر سید عالم شاہ انکے چار پسر سید امیر شاہ و سید گامن شاہ و سید مبارک
و سید حسین شاہ انکے پسر سید امیر حیدر شاہ انکے پسر دو سید چراغ شاہ و سید
شاہ موجود چک شاہ پور و سید مبارک شاہ انکے پانچ پسر سید نعمت شاہ و سید عبداللہ
لاولد و سید بہادر شاہ و حیدر شاہ و سید سلامت شاہ انکے چار پسر سید علی شاہ و سید
و سید سردار شاہ و سید فضل شاہ انکے پسر سید ریاض حسین ہمہ موجود چک شاہ پور و سید
انکے چار پسر سید مشتاق شاہ و سید بہادر شاہ و سید گامن شاہ و سید محمد شاہ موجود
پور و سید بہادر شاہ انکے دو پسر سید نور شاہ سید غلام رسول شاہ موجود چک و سید گا
بن عالم شاہ انکے شش سید سبحان شاہ و سید سلطان شاہ و سید رمضان شاہ و سید
و سید حسین شاہ و سید امام شاہ انکے دو پسر سید گلاب شاہ و سید خادم حسین موجود چک
امیر شاہ بن سید عالم شاہ انکے تین پسر سید سانون شاہ و سید ولائت شاہ و سید بہ

انکے تین پسر سید علی شاہ و سید کرم حسین و سید نظر حسین ہمہ موجود چک و سید ولایت شاہ انکے پسر
سید بہار شاہ موجود و سید ساون شاہ ان کے دو پسر سید فضلشاہ و سید گلاب شاہ موجود بمقام
چک شاہ پور پرگنہ شجاع آباد ضلع ملتان + سید نور محمد ابن سید کبیر شاہ ابن سید لعل یونس
ابن سید موسیٰ ظاہر علی ابن اسلام شاہ ابن سید حسن کبیر الدین انکے پسر سید ہاشم علی انکے دو
پسر سید باقر شاہ و سید جیون شاہ انکے پسر سید حامد شاہ انکے پسر سید مومن شاہ انکے
پسر سید عنایت شاہ انکے پسر سید صادق شاہ انکے پسر سید جیون شاہ انکے پسر سید
عنایت شاہ انکے پسر جہند و شاہ موجود شیعہ میانی و سید باقر شاہ انکے پسر سید بخش علی انکے
پسر سید شاکر شاہ انکے پسر سید حاجی علی محمد انکے پسر سید عنایت شاہ انکے دو پسر سید
نجف علی و سید شاکر شاہ انکے پسر سید روشن شاہ موجود شیعہ میانی و سید نجف علی انکے
دو پسر سید منصب علی و سید جنو شاہ انکے پسر سید بخش شاہ ہر سہ موجود شیعہ میانی ملتان۔

برگ اول کی فرع دوئم

سلسلہ نسب اولاد سید میر حسین شہید ابن سید موسیٰ ظاہر علی ابن سید اسلام شاہ نصر اللہ

سید میر حسین انکے پسر سید سلطان علی انکے سید امیر علی سید محمد شاہ و سید محمد شفیع
انکے پسر سید چاکر شاہ انکے تین پسر سید حلیم شاہ و سید لطیف شاہ و سید نہال شاہ انکے
دو پسر سید منگے شاہ و سید شمس الدین انکے پسر سید بلند شاہ لاولد و سید لطیف شاہ
انکے دو پسر سید قائم شاہ و سید دائم شاہ انکے دو پسر سید نواب شاہ لاولد مہر شاہ
انکے تین پسر سید خیر شاہ و سید حلیم شاہ و سید دائم شاہ انکی اولاد شیعہ میانی میں
باقی آباد ہے و سید دائم شاہ بن سید قائم شاہ ابن سید مہر شاہ سید دائم شاہ انکے پسر
سید لطف شاہ و سید بچل شاہ دو لاولد و سید حلیم شاہ و سید مہر شاہ ان کے دو پسر
سید میر محمد و سید چھبل شاہ انکے چار پسر سید حسین شاہ و سید بچل شاہ دو لاولد و سید
امام علی شاہ و سید نواب علی شاہ انکے پسر سید بچل شاہ موجود چکماتی و سید غلام علی شاہ
انکے دو پسر سید مہر شاہ و سید غلام علی شاہ لاولد چار دیواری چکماتی و سید حلیم شاہ انکے تین
پسر سید لطیف شاہ و سید بچل شاہ و سید بڈھن شاہ انکے دو پسر سید امداد علی لاولد و بچل شاہ
انکے چار پسر سید جمن شاہ سید بچل شاہ انکے پسر سید لطیف شاہ انکے چار پسر سید جمن شاہ

وسید حلیم شاہ وسید مہر شاہ وسید یحییٰ شاہ ہمہ موجود گوٹھ خواجہ جان متصل شہر نندا ضلع حیدرآباد
سندھ وسید لطیف شاہ بن سید حلیم شاہ انکے پسر سید امداد علی موجود میر پور بٹھورا ضلع
حیدرآباد سندھ وسید میر محمد بن مہر شاہ بن دائم شاہ انکے پسر سید چٹل شاہ انکے دو پسر
سید حسین شاہ وسید محمد شاہ موجود ٹنڈہ محمد خان ضلع حیدرآباد وسید خان شاہ ابن سید
امیر علی ابن سید سلطان علی ابن سید میر حسین شہید ابن سید موسیٰ ظاہر علی ابن سید اسلام
شاہ نصر اللہ ابن سید کبیر الدین کفر شکن اوچوی۔ سید خان شاہ ان کے پسر امیر سعید
امیر علی شاہ انکے تین پسر سید خان شاہ وسید قائم شاہ وسید فتح شاہ انکے پسر امیر حیدر
ان کے پسر سید دائم شاہ انکے دو پسر سید امیر احمد وسید اللہ وسایا شاہ انکے دو پسر سید
سید رمضان شاہ وسید دولت شاہ موجود وسید امیر احمد انکے دو پسر سید فضلشاہ و
سید مہر شاہ موجود بمقام کھاری وسید قائم شاہ ابن امیر علی شاہ انکے پسر سید پھلی شاہ
انکے پسر نور شاہ انکے چار پسر سید فقیر شاہ وسید امیر شاہ وسید فتح شاہ وسید قائم شاہ
انکے دو پسر سید حاجی شاہ وسید غازی شاہ موجود بمقام کھاری وسید فتح شاہ ان کے چار
پسر سید پھلی شاہ وسید ولی شاہ وسید علی شاہ وسید زاہد شاہ ہمہ موجود بمقام کھاری
وسید امیر شاہ انکے دو پسر غلام نبی وسید اللہ وسایا موجود کھاری وسید فقیر شاہ انکے
دو پسر سید امام شاہ وسید حامد شاہ موجود کھاری ٭

وسید خان شاہ بن سید امیر علی شاہ ابن سید خان شاہ ابن امیر علی ابن سید سلطان علی
سید خان شاہ انکے پسر چار سید پہلوان شاہ وسید غریب شاہ وسید ہارون شاہ وسید
دین شاہ ان کے دو پسر سید رجب علی ومحسن شاہ ان کے پسر سید حسین علی ہمہ موجود
لاولد وسید غریب شاہ انکے دو پسر سید زین العابدین وسید ولیا شاہ انکے پسر سید پیر شاہ
موجود کھاری وسید زین العابدین انکے پسر سید سلطان شاہ موجود کھاری۔ سید دائم شاہ
بن سید امیر حیدر انکے پسر سید احمد شاہ وسید فضلشاہ ان کے پسر سید اسلام شاہ انکے پسر
سید حسین شاہ موجود کھاری وسید احمد شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے پانچ پسر سید
نذر شاہ وسید جان شاہ وسید دائم شاہ وسید غلام شاہ وسید ہدایت شاہ موجود بمقام
کھاری وسید دائم شاہ انکے تین پسر سید پلی شاہ وسید عارف شاہ وسید سلطان شاہ انکے
پسر سید فتح شاہ انکے دو پسر سید مسلم شاہ وسید مبارک شاہ ہر دو لاولد وسید پلی شاہ

انکے پسر سید شاہ حسین سید لطف علی و سید نور محمد انکے دو پسر سید قائم شاہ و سید
فتح شاہ موجود بمقام کھاری ڈاک خانہ بگڑی تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان۔

ذکر سادات اولاد سید محمد ابن سید موسیٰ ظاہر علی سلسلہ نسب سادات اوچ و چوہدری مشمولہ اوچ ملتان

سید میر محمد انکے دو پسر سید ابراہیم شاہ و سید اسماعیل شاہ انکے پسر سید سبز علی
انکے پسر سید عبد علی انکے پسر سید بہادر شاہ انکے پسر سید نورنگ شاہ انکے پسر سید
محمد شاہ انکے پسر سید غوث شاہ انکے دو پسر سید محمد شاہ و سید نورنگ شاہ انکے پسر نوبہار
شاہ لاولد و سید محمد شاہ انکے دو پسر سید شیر علی لاولد و سید موسیٰ شاہ انکے پسر سید بخش شاہ
انکے تین پسر سید بہاون شاہ ولد ساون شاہ و سید مظفر علی ہر سہ موجود شیعہ میانی و سید
ابراہیم شاہ ابن سید میر محمد ان کے پسر سید آدم علی انکے پسر تین سید سبحان علی لاولد
و سید شاہ یحییٰ و سید سلطان شاہ انکے پسر سید محمد شاہ ان کے پسر سید شیر علی
انکے پسر سید گوہر شاہ انکے پسر سید نتھو شاہ انکے پسر سید حاجی زکی ان کے پسر
سید شیر علی انکے پسر سید شہباز علی ان کے پسر سید غلام مرتضیٰ موجود شیعہ میانی و سید
شاہ یحییٰ انکے دو پسر سید محمد شاہ و سید احمد شاہ انکے پسر سید سیدن شاہ سرمست شاہ
انکے پسر سید لطف شاہ انکے پسر سید باقر شاہ انکے دو پسر سید محمد اکبر و سید محمد شاہ۔
انکے پسر سید اشرف شاہ انکے دو پسر سید احمد شاہ و سید گلاب شاہ و سید باقر شاہ
انکے پسر سید محمد شاہ موجود شیعہ میانی و سید محمد اکبر انکے دو پسر سید اسلام شاہ انکے
پسر سلطان شاہ انکے پسر اکبر شاہ موجود شیعہ میانی و سید لطف شاہ انکے دو
پسر سید ہاشم شاہ و سید برات شاہ انکے دو پسر سید اکبر شاہ و سید حیدر شاہ موجود
شیعہ میانی و سید محمد شاہ بن سید شاہ یحییٰ انکے دو پسر سید اشرف، محمد لاولد و سید
اسد اللہ شاہ انکے پسر سید شاہ اسد ولی انکے دو پسر سید حکیم شاہ لاولد و قائم شاہ
انکے دو پسر سید محمد تراب علی شاہ و سید محمد شاہ انکے پسر سید مدد شاہ لاولد و سید محمد تراب
علی شاہ انکے ہشت پسر سید پلو شاہ لاولد و سید مسو شاہ و سید پیر شاہ و سید قدیر شاہ
و سید حکیم شاہ و سید میر احمد شاہ و سید محمد شاہ و سید حاجی شاہ انکے تین پسر سید عارف شاہ

وسید اسلام شاہ وسید عطر شاہ ہمہ لاولد وسید محمد شاہ انکے امیر شاہ انکے تین پسر سید لعل شاہ
وسید نور شاہ وسید اسد علی ہمہ لاولد وسید میر احمد شاہ انکے تین پسر سید رحمت شاہ وسید
ولیا شاہ وسید برہان شاہ انکے دو پسر سید بخش علی وامیر شاہ لاولد وسید ولیا شاہ انکے
پسر سید چراغ شاہ انکے پسر سید دسو شاہ لاولد وسید رحمت شاہ انکے پسر سید حسین بخش
انکے پسر سید میر احمد انکے پانچ پسر سید حاجی شاہ وسید عبدی شاہ وسید جعفر شاہ وسید
سبحان شاہ وسید جیون شاہ انکے پسر سید منظور حسین موجود وسید سبحان شاہ سید
علی شاہ وسید اللہ دسایا شاہ انکے پسر سید عیدے شاہ ہر سہ موجود شیعہ میانی د
سید حکیم شاہ دو پسر سید لدھے شاہ سید قائم شاہ انکے پسر سید داؤد شاہ انکے
دو پسر سید تراب شاہ وسید سوجہل شاہ موجود شیعہ میانی وسید لدھے شاہ انکے
پسر دو سید حکیم شاہ وسید انگو شاہ انکے دو پسر سید رہدھے شاہ وسید کرم شاہ
انکے دو پسر سید محسن شاہ وسید عیش شاہ ہمہ موجود بمقام چوہدری وسید حکیم شاہ
انکے پسر سید صوبے شاہ انکے پسر سید عطر شاہ موجود شیعہ میانی وسید قدیر شاہ انکے
پسر سید بہادر شاہ انکے پسر سید قدیر شاہ انکے چار پسر سید بہادر شاہ وسید
مراد شاہ وسید عالم شاہ وسید گاسن شاہ انکے چار پسر سید قدیر شاہ وسید
امیر شاہ وسید ستو شاہ وسید غلام قادر ہمہ موجود اوچ شریف وسید عالم شاہ
انکے تین پسر سید نور شاہ وسید خیر شاہ وسید چراغ شاہ ہمہ موجود اوچ شریف
وسید مراد شاہ انکے پسر بخش شاہ موجود وسید بہادر شاہ انکے دو پسر سید غلام
وسید خیرن شاہ ہمہ موجود اوچ شریف پرگنہ احمد پور ضلع بہاولپور وسید مسو شاہ
ابن سید محمد تراب علی شاہ انکے پسر سید بہاول شاہ انکے پسر سید تراب شاہ انکے
تین پسر سید بہاول شاہ وسید مسو شاہ وسید حسن حسین ہر سہ لاولد وپیر شاہ ابن
سید محمد تراب علی شاہ انکے پانچ پسر سید صادق شاہ وسید نور شاہ وسید قادر شاہ
چار لاولد وسید امیر شاہ وسید حاجی شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے دو پسر سید فضل
وسید مہر شاہ انکے پسر سید حاجی شاہ موجود شیعہ میانی وسید امیر شاہ انکے چار پسر
سید عظیم شاہ لاولد سید جہان شاہ وسید وزیر شاہ وسید ابوالحسن انکے د
پسر سید علی اکبر لاولد وسید امیر شاہ حیدر شاہ انکے پسر سید محمود شاہ لاولد وس

وزیر شاہ انکے پسر سید پیر شاہ انکے پسر سید امیر شاہ لاولد و سید جہان شاہ ان کے
چار پسر سید محمد شاہ و سید جند شاہ و سید صادق شاہ ہر سہ لاولد چوتھا و سید علی شاہ
انکے پسر تین سید وزیر شاہ لاولد و سید پیر شاہ انکے تین پسر سید ابو الحسن و سید وزیر شاہ
و سید جہان شاہ ہر سہ موجود بمقام چوہدری و سید مہر شاہ فرزند کلاں سید علیشاہ ملقب
سید تراب علی شاہ صاحب دستار سجادہ نشین انکے تین پسر سید غلام نبی انکے پسر سید
غلام نبی ان کے پسر سید حسین بخش موجود و سید علی شاہ و سید امیر حیدر سہ موجود بمقام
چوہدری تھانہ خانواہ ڈاک خانہ کندری تحصیل علی پور ضلع مظفر گڈھ۔

گل نہم کا برگ دوسرا

سلسلہ نسب سادات شمسی سبزواری موضع پیر صدر شاہ مشمولہ اوچ ملتان

سید جمشیر علی انکے تین پسر سید زین العابدین و سید صفت علی و سید زلف علی انکے
پسر سید شاہ حسین انکے پسر سید اسلام شاہ انکے پسر سید امیر شاہ انکے پسر سید قبول شاہ
انکے پسر سید محمد شاہ لاولد و سید صفت علی انکے پسر سید گل شاہ انکے شش پسر
سید بہاول شاہ و سید نبی شاہ دو لاولد و سید میٹھے شاہ و سید بہادر شاہ و سید بلو شاہ
و سید عظمت شاہ انکے پسر سید بندہ شاہ انکے پسر سید گل شاہ انکے پسر سید حیدر
شاہ لاولد و سید بہادر شاہ انکے پسر سید سید علی شاہ انکے پسر سید سلطان شاہ
انکے پسر سید بخشو شاہ لاولد و سید میٹھے شاہ انکے پسر سید جمال شاہ انکے پسر سید
حسن شاہ انکے پسر سید نور حسین شہید و سید زین العابدین ابن سید جمشیر علی ابن
سید اسلام شاہ نصر اللہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اوچوی سید زین العابدین
شاہ ان کے دو پسر سید نور شاہ لاولد اونکا روضہ بمقام ڈنبر والہ طرف شمال ہے و سید
عادل شاہ انکے پسر سید وقف علی شاہ انکے پسر سید زین العابدین انکے دو پسر
سید غلام شاہ و سید حیات شاہ انکے دو پسر سید غازی شاہ و سید مہدی شاہ انکے پسر
صفدر شاہ انکے تین پسر سید قطب شاہ و سید مبارک شاہ دو لاولد و سید صاحب انکے
پسر سید فقیر شاہ انکے پسر سید کریم حیدر شاہ موجود بستی صدر شاہ و سید غازی شاہ
انکے تین پسر سید باقر شاہ و سید حاصل شاہ و سید احمد شاہ انکے دو پسر سید

مرادشاہ وسید احمد شاہ انکے پسر سید لعل شاہ انکے دو پسر سید جمال شاہ وسید
احمد شاہ موجود بستی صدر شاہ وسید حاصل شاہ ان کے دو پسر سید مراد شاہ لاولد وسید
شہباز علی ان کے تین پسر سید غالب شاہ وسید راجن شاہ وسید حاصل شاہ ہمہ
موجود صدر شاہ وسید باقر شاہ انکے پسر ۲ سید مٹھے شاہ وسید میوے شاہ انکے
تین پسر سید عظیم شاہ وسید رحم شاہ وسید حیات شاہ انکے پسر سید سنہاری شاہ
موجود وسید رحم شاہ انکے پسر سید میوے شاہ ان کے دو پسر سید مہر شاہ وسید
محمد شاہ انکے تین پسر سید حیات شاہ وسید نواز شاہ وسید نور شاہ وسید نور حسین
ہمہ موجود بستی صدر شاہ وسید عظیم شاہ انکے پسر سید بنے شاہ انکے دو پسر سید حسن
وسید وزیر شاہ انکے پسر سید سردار شاہ موجود بستی صدر شاہ وسید مٹھے شاہ
انکے دو پسر سید حسین شاہ وسید کوڑے شاہ انکے دو پسر سید آگہی شاہ لاولد
وسید رخائے شاہ انکے پسر سید پیر شاہ صاحب تھے۔ سجادہ نشین درگاہ ب
حاجی صدرالدین محمود ثانی کی۔ وسید غلام شاہ بن سید زین العابدین انکے تین پسر
مقصود شاہ وسید جھتے شاہ وسید مرید شاہ انکے پسر سید حلیم شاہ انکے دو پسر
سید قمر علی وسید نظر علی انکے دو پسر سید حکیم شاہ وسید امیر شاہ موجود بستی
شاہ وسید قمر علی انکے دو پسر سید علی شاہ وسید نور شاہ موجود بستی وسید جھتے
انکے دو پسر سید سلطان شاہ وسید یار علی شاہ انکے دو پسر سید عالم شاہ لاولد وسید
شاہ انکے پسر سید قلندر شاہ لاولد وسید سلطان شاہ ان کے دو پسر سید شریف
وسید اللہ بخش انکے پسر سید امام شاہ لاولد وسید شریف انکے چار پسر سید محمد شاہ
سید سلطان شاہ دو لاولد وسید جعفر شاہ وسید حاجی شاہ انکے تین پسر سید
وسید سلطان شاہ وسید احمد شاہ ان کے پسر جعفر شاہ ہمہ موجود بستی صدر شاہ
سید مقصود شاہ ابن سید غلام شاہ انکے پسر سید اللہ دتہ شاہ انکے پانچ پسر سید
وسید حسین شاہ دو لاولد وسید جیتو شاہ وسید صوبے شاہ وسید متو شاہ انکے پسر
گلاب شاہ انکے چار پسر سید غلام مصطفیٰ وسید نور شاہ وسید شیر شاہ وسید رحیم
ہمہ موجود بستی صدر شاہ صوبے شاہ انکے دو پسر سید حاجی شاہ لاولد وسید
شاہ انکے پسر سید امام شاہ انکے پسر سید اکبر شاہ موجود بستی صدر شاہ

جھنڈو شاہ انکے دو پسر سید چراغ شاہ و سید فتح شاہ انکے پسر سید جیون شاہ موجود
و سید چراغ شاہ انکے پسر سید اسد و سایا شاہ انکے پسر سید چراغ شاہ موجود بستی
مدد شاہ متصل ترنڈہ گرگیزاں تھانہ جینی گوٹھ ضلع بہاولپور۔

گل ھفتم کا برگ تیسرا

سلسلہ نسب سادات شمسی سبزواری بمقام بھریلی ضلع انبالہ مشمولہ اوچ ملتان

برگ تیسرا سید ناصر الدین ابن سید اسلام شاہ نصر اللہ ابن سید پیر حسن کبیر الدین کفر شکن
اوچی سید ناصر الدین اوچ شریف سے بامر جد امجد بھریلی میں تشریف لے گئے
و سید ناصر الدین انکے پسر سید علیم الدین انکے پسر سید بہاؤ الدین انکے پسر
سید جمال الدین انکے پسر سید محمود شاہ انکے دو پسر سید نور اسد شاہ و سید قطب الدین
انکے پسر سید اسماعیل شاہ انکے پسر سید اولاد علی انکے پسر سید حسن علی لاولد
و سید عبداللہ شاہ انکے پسر سید پیر محمد انکے تین پسر سید روشن علی و سید نگاہے
شاہ و سید نانوں شاہ موجود و سید نگاہے شاہ انکے دو پسر سید امام علی لاولد و سید
بشارت علی ان کے دو پسر سید حسن علی و سید حسین علی ہر دو لاولد و سید روشن علی
انکے پسر سید جمال علی انکے دو پسر سید ہدایت علی و سید ولایت علی انکے پسر
سید نوازش علی ہر سہ موجود بھریلی سید جمال الدین انکے تین پسر سید برات علی و
سید غیاث الدین و سید حیات علی ہر دو لاولد و سید برات علی انکے پسر سید قاسم شاہ
انکے دو پسر سید صفدر علی و سید سعادت علی انکے دو پسر سید علی نواز لاولد و سید
خیرات علی انکے پسر سید علی حسین موجود بھریلی سید صفدر علی انکے چار پسر سید
امانت علی انکے چار پسر سید امانت علی و سید نجف علی و سید برکت علی ہر سہ لاولد و
سید وزیر علی انکے چار پسر سید محمد تقی و سید عطا محمد و سید اسماعیل و سید عبد الرحیم
ہر چہار موجود بھریلی سید نور اسد شاہ بن محمود شاہ انکے دو پسر سید پیر محمد و سید ابوالخیر
انکے پسر سید اولاد علی انکے پسر جان محمد انکے پسر سید عبد اللطیف انکے تین پسر
سید رحم علی و سید کرم علی دو لاولد و سید حسن علی ان کے پسر سید فضل علی لاولد و
سید رحم علی انکے تین پسر سید نتھن شاہ و سید منور علی انکے دو پسر سید امام علی

وسید تابع حسین انکے پسر سید ولی محمد موجود بہریلی وسید امام علی انکے تین پسر سید
شریف حسین وسید لطیف حسین وسید شبیر حسین ہر سہ موجود وسید لطیف حسین
انکے پسر سید ارشاد علی موجود بہریلی وسید شریف حسین انکے دو پسر سید مصطفےٰ و سید
محمد مہدی ہر سہ موجود لاہور دختر برہان وسید نتھن شاہ انکے پسر سید غلام حسین
انکے دو پسر سید عطا حسین وسید علی حسین انکے پسر سید محمد تقی انکے دو پسر
سید حمید حسن وسید قنبر حسین موجود بہریلی وسید عطا حسین انکے چار پسر سید ارشاد حسین
وسید راشد حسین وسید حامد حسین وسید حسین بی۔ اے ہر چہار موجود بہریلی سید
بن نور اللہ شاہ مذکورہ بالا انکے پسر سید مقیم شاہ انکے پسر مقیم شاہ انکے پسر سید
محمد علی شاہ ان کے دو پسر سید غلام محمد وسید طاہر علی انکے پسر چار سید حسن
وسید علی بخش لاولد وسید آلہی بخش وسید محمد علی انکے پسر سید علی حسین انکے
پسر سید بشیر حسین وسید علمدار حسین ہمہ موجود وسید آلہی بخش ان کے دو پسر
سید ولایت علی وسید اصغر علی ان کے چار پسر سید منصب علی وسید حسین
وسید شاہ نواز وسید فرحت علی موجود بہریلی وسید ولایت علی انکے دو پسر سید
عباس وسید فرزند علی ان کے دو پسر سید علی محمد وسید ظفر علی اللہ دیا موجود بہریلی وسید غلا
بن سید محمد علی ان کے چار پسر سید فتح علی وسید بہار علی وسید مومن شاہ وسید م
علی انکے پسر سید باقر ان کے پسر سید میر عطا حسین انکے چار پسر سید شبیر حسین
سید بشیر حسین وشید نظیر حسین وسید الطاف حسین انکے پسر سید منظور حسین ہمہ م
بہریلی سید مومن شاہ انکے دو پسر سید امام بخش لاولد وسید ضامن علی انکے پسر سید خیرات علی انکے دو پسر
لاولد وسید اولاد علی انکے دو پسر سید اشتیاق حسین وسید مشتاق حسین موجود بہریلی وسید
انکے چار پسر سید اکبر علی وسید بہادر علی وسید غالب علی وسید نتھن شاہ انکے پسر سید رحمت علی انکے
سید نظیر علی موجود بہریلی وسید غالب علی انکے پسر سید عالم علی انکے دو پسر سید مظہر حسن و
علی حسن لاولد وسید بہادر علی انکے چار پسر سید حیدر علی وسید عبادت علی وسید کرا
وسید سعادت علی ہر چہار لاولد وسید ہدایت علی ابن سید جمال علی انکے دو پسر سید مبارک علی و ع
انکے پسر اللہ دیا شاہ ہر سہ موجود بہریلی وسید اکبر علی دو پسر سید علی نواز وسید بشارت علی انکے چار پسر
تقی وسید صادق علی وسید خورشید علی ہر سہ لاولد وشریف حسین انکے تین پسر سید سردار علی موجود

وسید ذوالفقار علیؑ وسید ہادی حسین ہمہ موجود بہرلی وسید علیؑ نواز ان کے پانچ پسر
وسید محمد حسن وسید خادم حسین وسید حسینؑ علی ہرسہ لاولد وسید رجب علیؑ وسید معصوم علیؑ
ان کے پسر سید سلطان علی لاولد وسید رجب علیؑ انکے دو پسر سید شوکت حسینؑ وسید
دولت علیؑ ان کے پسر سید اقبال حسین ہرسہ موجود بہرلی سید فتح علیؑ ابن سید غلام محمدؑ انکے
پانچ پسر سید جعفر علیؑ وسید قاسم علیؑ وسید کاظم علیؑ وسید رستم علیؑ وسید باغ علیؑ انکے پسر
سید احمد علیؑ لاولد وسید رستم علیؑ ان کے دو پسر سید اصغر علیؑ وسید براتؑ علیؑ ہردو لاولد
وسید کاظم علی انکے دو پسر سید علی نواز لاولد وسید امام نوازؑ موجود بہرلی وسید جعفر علیؑ
ان کے تین پسر سید برکت علی و جھنڈی شاہ وسید غلام حسین انکے پسر سید قربان علی
لاولد وسید جھنڈے شاہ انکے پسر سید قالوا شاہ انکے پسر سید شرف علی موجود وسید برکت علی
انکے پانچ پسر سید مہدی حسن وسید خادم حسین وسید علی حسین وسید تابع حسین ان کے پسر
سید اللہ دیا شاہ موجود بہرلی وسید تابع حسین انکے دو پسر سید دلاور علی وسید مراتب علی
موجود وسید علی حسین انکے پسر سید سردار علی موجود بہرلی ڈاکخانہ خاص ضلع انبالہ سات
ہزار بگہ زمین کے یہ سادات مالک ہیں اور آپ سب ملازم پیشہ ہیں مضار ع سے آرام کا
کام کراتے ہیں۔

سلسلہ نسب سادات شمسی سبزواری گنجو شاہ کی خانہ وال نہال نگر

سید نور محمدؒ نور الحق ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن ابن پیر حاجی صدر الدین محمود ثانی
سبزواری ابن سید شہاب الدین ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری ابن سید ولی
محمد حضرت شاہ شمس الدین سبزواری ملقب تبریزی سید نور محمدؒ کا روضہ النور شہر
نوسارے ضلع صورت میں بڑے علی درگاہ زیارت گاہ خلائق ہے آنحضرت کی کرامت کا
حال ملفوظ کمالیہ میں لکھا ہے آپ حضرت شہر نوسارے میں ایک بتخانہ تھا اس میں جاکر بیٹھے
اور وہاں پر جو بڑا صنم اسکو ایک دولہن حلوا لے کر آئی اور کہلانے لگی دو سنگ تھا کیا
تھا سید نور محمدؒ نور الحق نے فرمایا کہ حلوا کھالے ایسے ملائیم اشیا جو حلق سے آسان
اترے کوئی شخص چھوڑ دیتا آپ کا فرمان تھا قدرت قدیر وہ بت تمام حلوا انسان کیطرح

کھا گیا۔ جب وہ دولہن اپنے گھر پہنچی۔ تو اس کی ساس نے کہا حلوا کہاں گیا تو نے کھا لیا ہے دولہن نے جواب دیا ہمارے بڑے معبود نے کھایا ہے وہ بولے پتھر کے بت کب کچھ کھاتے پیتے ہیں۔ تو غلط بیان کرتی ہے اس دولہن نے قسم کھا کر کہا ضرور بت نے حلوا کھایا ہے۔ آخر یہ بات تمام لوساریوں میں مشہور ہوئی اس دولہن کے والدین نے جب دریافت کیا تو اس نے کہا بت خانہ میں ایک شخص اس امر کا شاہد ہے میں نے ہرگز نہیں کھایا بت نے تمام حلوا نوش کیا ہے سب لوگ جمع ہو کر بت خانہ میں گئے تو وہاں سید نور محمد بیٹھا دیکھا اور عرض کی کہ آپ شاہد ہیں بت نے حلوا کھایا ہے آنحضرت نے فرمایا اگر کھاتا پیتا نہیں اور کلام نہیں کر سکتا تو تم لوگ اس کی پرستش کیوں کرتے ہو اور ناحق معبود حقیقی کا شریک بناتے ہو وہ سب لوگ کہنے لگے آپ شرک میں کس لئے داخل ہوئے آنحضرت نے فرمایا ہم ان بتوں سے سب کام لے سکتے ہیں وہ لوگ کہنے لگے ہرگز نہیں ہو سکتا جو بت تمہارا کام کریں آنحضرت نے بتوں سے ارشاد فرمایا تو وہ تمام بت آپ کے آگے سجدہ میں پڑ کر اور کلام کرنے لگے اور جو جو کام فرمایا ان بتوں نے کیا اور ان لوگوں کو کہا ہم کو معبود نہ مانو۔ وہ معبود واحد لاشریک ہے اسپر اور اسکے رسول پاک حضرت محمد صلعم پر ایمان لاؤ جو تمہاری نجات ہو ورنہ جہنم میں داخل ہو گئے۔ وہ لوگ بتوں سے سنکر آنحضرت کے دست حق پرست پر بیعت کر کے اسلام میں داخل ہوئے ان کی نسلیں تا حال اس خاندان اسماعیلیہ مرید ہیں۔ شجرہ نسب آنحضرت کی اولاد کا اسطرح ہے اولاد آپ کی قلیل ہے۔

سید نور محمد نور الحق مشمولہ اوچ ملتان

ان کے پسر سید امان شاہ انکے پسر سید صالح شاہ انکے تین پسر سید شیر لاولد و سید پیر شاہ و سید انعام شاہ انکے پسر سید مہر شاہ ان کا روضہ انور بمقام منچو ... میں ہے ان کے پسر تین سید شیر علی و سید اسماعیل شاہ و سید جہان شاہ انکے دو پسر سید سلطان شاہ و سید حیدر شاہ انکے پسر حسین شاہ لاولد و سید سلطان شاہ ... پسر سید اکبر شاہ انکے تین پسر سید شاہدین علی و سید خوش علی دونو لاولد و سید شفاعت علی انکے دو پسر سید عظم شاہ و سید عظیم شاہ انکے پسر سید غلام علی شاہ و سید اعظم شاہ انکے چار پسر سید قلندر شاہ و سید چراغ شاہ لاولد و سید باقر

لاولد و سید گنج بخش انکے چار پسر سید دولت شاہ و سید رحم شاہ و سید محبوب شاہ و سید میراں شاہ ہمہ موجود موضع گنجو شاہ و سید دولت شاہ ان کے دو پسر سید حسین علی و سید نظر محمد موجود و سید محبوب شاہ انکے دو پسر سید ... علی و سید نشیر علی موجود و سید میراں شاہ انکے پسر سید اصغر علی موجود موضع گنجو شاہ ڈاک خانہ بہاولنگر تحصیل منچھن آباد ضلع بہاولپور۔

سلسلہ نسب

سید حسین علی ابن سید دولت شاہ ابن سید گنج بخش ابن سید اعظم شاہ ابن سید شفاعت علی شاہ ابن سید اکبر شاہ ابن سید سلطان شاہ ابن سید جہان شاہ ابن قہر شاہ ابن سید انعام شاہ ابن سید محمد صالح شاہ ابن سید امان اللہ شاہ ابن سید نور محمد نور الحق ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن ابن سید صدر الدین محمود ثانی ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری تیز تبریزی ابن سید صلاح الدین محمد نور بخش ابن سید علی سلام الدین نور علام ابن سید المؤمنین بادشاہ افریقہ۔

سلسلہ نسب سادات جعفری اسماعیلی عریضی سبزواری نوربخشی گل یازدہم بمقام

شاہ پور وغیرہا مقامات مشمولہ اوچ ملتان شہر

سید بالا بلند علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن ابن سید پیر صدر الدین محمود ثانی ابن سید شہاب الدین سبزواری سید بالا بلند علی انکے دو پسر سید شاہ نواز و سید شاہ محمد انکے چار پسر سید محمد زاہد لاولد و سید رفیع الدین و سید مرتضیٰ و سید شمس الدین انکے پسر سید صلاح الدین انکے پسر سید شاہ علی انکے پسر سید علی محمد انکے پسر سید شفاعت علی انکے پسر سید عظمت علی انکے پسر سید کاظم و سید محسن علی انکے چار پسر سید اشرف علی و سید امیر حسینی و سید حاجی شاہ و سید علی معظم انکے پسر سید محمد علی انکے پسر سید سید محمد انکے پسر سید محمد حسین موجود بمقام شاہپور ہاہول و سید حاجی شاہ انکے تین پسر سید علی بخش و سید عظمت شاہ انکے پسر سید

امیر حیدر شاہ ہمہ لاولد و سید امیر حسینی انکے پسر سید وزیر علی انکے دو پسر سید دلاور حسین
و سید تصدق حسین موجود شاہپور و سید اشرف علی انکے تین پسر سید علی محمد و سید بہادر علی
و سید ولایت شاہ انکے دو پسر سید کرم حسین لاولد و سید مراتب علی انکے دو پسر سید
کبیر الدین و سید نصیر الدین انکے پسر سید امداد علی ہمہ موجود بمقام میاں پرگنہ سمانہ پٹیالہ سید
بہادر علی انکے چار پسر سید علی احمد و سید علی نواز لاولد و سید سردار حسین و سید وجیع احمد
انکے پسر سید اکرام علی انکے پسر سید مقبول حسین موجود شاہپور و سید سردار حسین
انکے دو پسر سید علی حسن و سید علی حسین حسن جہانیہ انکے پسر سید محمد حسین موجود میاں
و سید علی حسن انکے پسر سید محمد حسن موجود میاں و سید محمد علی انکے پانچ پسر سید فضل امام
و سید محسن علی و سید اصغر علی و سید سکندر علی و سید اکبر علی انکے پسر سید حسن دریا
انکے پسر سید علی حسین موجود میاں و سید سکندر علی انکے دو پسر سید علی شاہ و سید شمشاد
حسن موجود میاں و سید اصغر علی انکے دو پسر سید عنایت حسن و سید قادر علی موجود علی و سید
محسن علی انکے دو پسر سید محمد حسین و سید محمد حسن موجود میاں و سید فضل امام انکے دو پسر
سید حسن محمد و سید عطا محمد سید کاظم علی بن سید عظمت علی انکے دو پسر سید محبوب علی
و سید بو علی انکے چار پسر سید شمس الدین و سید نجم الدین و سید عظمت شاہ
و سید علی شاہ انکے پسر سید محمد شاہ موجود شاہپور۔

سید عظمت شاہ انکے دو پسر سید ہادی حسین و سید ثابت حسین موجود
شاہپور سید نجم الدین انکے تین پسر سید حسن محمد و سید محمد حسین و سید ولی محمد
انکے دو پسر سید حسن دریا و سید شہاب الدین موجود شاہ و سید شمس الدین انکے پسر
سید دلاور حسین موجود شاہپور و سید محب علی انکے پسر ہادی شاہ انکے تین پسر
سید احمد شاہ و سید برکات شاہ و سید امام شاہ انکے پسر سید مراد علی موجود شاہپور
و سید برکات شاہ انکے پسر سید نبی شاہ انکے پسر سید فرزند حسین موجود شاہپور
و سید احمد شاہ انکے دو پسر سید کاظم علی و سید محمد حسین وزیر عظیم موجود شاہپور
و سید عالم شاہ ابن سید شمس الدین ابن سید شاہ محمد بالا سید عالم شاہ انکے پسر
سید غلام محمد انکے پسر سید شاہ محمد انکے پسر سید غلام حسین انکے چار پسر
بنو ہر علی انکے پسر سید محمد شاہ انکے دو پسر سید شاہ محمد لاولد و سید محمد اص

انکے پسر سید غلام حسین ان کے چار پسر سید امام شاہ و سید تابع رسول دو لاولد و سید
غلام عباس و سید شاہ علی انکے دو پسر سید شاہ محمدؐ لاولد و سید غلام حسن انکے پسر
سید عنایت حسین موجود شاہپور و سید غلام عباس انکے دو پسر سید عالم شاہ
و سید شمس الدین انکے پسر سید اکبر شاہ موجود شاہپور و سید عالم شاہ انکے پسر سید
عنایت علی موجود شاہپور و سید رفیع الدین ابن شاہ محمدؐ مذکورہ بالا انکے پسر سید
فتح علی لاولد و سید مرتضی ابن سید شاہ محمدؐ بالا انکے چار پسر سید عبد الباقی و سید
محمدؐ فاضل و سید جلال شاہ و سید حیدر شاہ ہر دو لاولد و سید محمدؐ فاضل انکے تین پسر
سید جعفر شاہ و سید عبد القادر و سید عالم شاہ ہر سہ لاولد و سید عبد باقی انکے
دو پسر سید حسن علی لاولد و سید علی زمان انکے پسر سید غلام محمدؐ انکے پسر سید
ولایت شاہ انکے پسر سید شرف علی انکے پسر سید حسن علی انکے دو پسر سید فاضل شاہ
انکے پسر سید سکندر شاہ انکے پسر سید حسن شاہ انکے پسر سید شہاب الدین موجود
شاہپور و سید فتح شاہ انکے پسر سید باقی شاہ انکے پسر سید میرن شاہ ان کے
دو پسر سید نتھن شاہ و سید علی حسن موجود شاہپور۔

و سید شاہ خواجہ ابن سید شاہ بالا سید بلند علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن
سید شاہ خواجہ انکے شش پسر سید ولایت شاہ و سید عبد اللہ شاہ دو لاولد و سید
شرف الدین و سید تاج الدین محمود و سید مصطفے شاہ و سید شاہ معظم انکے دو پسر
سید ابو محمدؐ و سید شاہ کاظم انکے چار پسر سید احمد شاہ و سید رحم شاہ دو لاولد
و سید حیات شاہ و سید عظمت شاہ انکے دو پسر سید صفت علی و سید عظمت علی
انکے پسر سید بہادر شاہ انکے پسر سید محسن شاہ انکے پسر سید حاجی شاہ انکے
پسر سید عظمت شاہ انکے دو پسر سید امیر حیدر شاہ انکے دو پسر سید حاجی شاہ
و سید روشن شاہ بمقام کھاسکھے ڈاک خانہ خان بیلہ تحصیل خانپور ضلع بہاولپور۔

و سید صفت علی انکے پسر سید شیر علی انکے پسر حیدر شاہ انکے پسر
انکے پسر سید عظمت شاہ انکے پسر سید بڈہن شاہ انکے دو پسر سید عظمت شاہ
و سید محمدؐ شاہ انکے پسر سید اسد علی انکے پسر سید نبی شاہ انکے پسر سید الطاف
حسین موجود شاہپور و سید عظمت شاہ انکے پسر سید بڈہن شاہ و سید امام شاہ انکے

پسر سید امداد علی موجود شاہپور و سید بڈہن شاہ انکے پسر سید محمد شاہ صاحب
ان کا روضہ انور مقام پھول پور میں زیارت گاہ خلائق ہے انکے دو پسر محمد مہدی و سید
محمد ہادی موجود شاہپور ضلع جالندہر و سید حیات شاہ ابن سید شاہ کاظم ان کے
تین پسر سید شاہ علی لاولد و سید محمد علی و سید معظم انکے پسر سید رحم علی شاہ
انکے پسر سید اشرف علی انکے پسر سید ولایت شاہ انکے پسر سید حیات شاہ انکے
دو پسر انور شاہ لاولد و سید محمد اشرف، انکے تین پسر سید مہر شاہ لاولد و سید قلندر
و سید معظم شاہ انکے پسر سید محمد شاہ موجود سلطان پور سربلند سید قلندر بخش کے
تین پسر سید انور شاہ و سید زری زربخش و سید تمیز محمد انکے پسر سید بہاول شاہ
ہمہ موجود سلطان پور سربلند سید محمد علی ابن سید حیات شاہ انکے تین پسر سید جلال
شاہ و سید قنبر شاہ لاولد و سید احمد شاہ انکے پسر سید قطب شاہ انکے پسر سید قمر
انکے دو پسر سید کرم علی لاولد و سید حیات علی انکے دو پسر سید حرمت علی لاولد و
شاہ علی انکے پانچ پسر سید حیدر علی و سید مراد علی و سید تیغ علی و سید عوض علی و س
محمد علی انکے پسر سید احمد شاہ انکے چار پسر سید نادر شاہ و سید چانن شاہ
و سید بہادر علی و سید صفدر علی ہمہ موجود بمقام کیم کرن تحصیل قصور ضلع لاہور
سید عوض علی انکے دو پسر سید حیات شاہ لاولد و سید ولایت شاہ انکے
پسر سید دلاور حسین و سید واحد علی و سید محسن علی انکے تین پسر سید امید علی
و سید الطاف علی و سید رضا علی ہمہ موجود در شہر لاہور محلہ چہیل بیبیاں و سید تیغ
انکے پسر سید مظفر شاہ موجود جلبنی وال و سید امداد علی انکے پسر سید نور نگ
موجود جلبنی وال و سید حیدر علی انکے دو پسر سید فتح علی و سید مہر شاہ موجود
جیتیسوال پرگنہ پسرور ضلع سیالکوٹ۔

و سید ابو محمد ابن سید شاہ محمد انکے تین پسر سید رحمت علی لاو
سید نعمت علی و سید ہدایت علی انکے پسر سید معظم شاہ انکے پسر سید شاہ
پسر سید انور شاہ انکے پسر سید ہدایت علی انکے دو پسر سید محمد زمان و
حافظ علی انکے پسر سید غلام علی موجود شاہپور سید محمد زمان انکے پسر س
شاکر علی انکے دو پسر سید کبیر الدین و سید امیر علی موجود شاہ پور راہوں ضلع جالن

وسید نعمت علی انکے پسر سید دولت علی انکے پسر سید حیدر شاہ انکے پسر سید
نعمت علی انکے پسر سید دولت شاہ انکے دو پسر سید ابوالحسن لاولد و سید ابوتراب
انکے چار پسر سید منصور علی لاولد و سید نجف علی و سید حسن علی و سید نعمت علی
انکے دو پسر سید تراب و سید عطا محمد انکے دو پسر سید مہدی حسین و سید ضامن علی
انکے پسر سید نظیر حسین ہمہ موجود شاہپور و سید حسن علی انکے چار پسر سید حیدر علی و سید
طالب علی و سید زین العابدین و سید احسان علی انکے دو پسر سید علی اصغر و سید ابوتراب
ہمہ موجود شاہپور و سید نجف علی انکے تین پسر سید سردار علی و سید سرور علی و
سید مظہر علی انکے دو پسر سید میران محمد زمان و سید سردار علی انکے دو پسر
سید مشتاق علی و سید عنایت علی موجود بمقام بمبئی و سید میران محمد زمان
انکے پسر سید عظمت علی انکے پسر سید مہدی حسین موجود شاہپور و سید سردار
علی انکے پسر سید غلام حسین انکے پسر دو امیر شاہ و سید محمد حسین موجود شاہپور
و سید سردار علی انکے چار پسر سید ملک شاہ و سید قادر علی لاولد و سید
نذیر شاہ و سید غلام قادر انکے تین پسر سید دوست محمد لاولد و سید محمد شاہ
و سید حسین شاہ انکے پسر سید جھنڈا شاہ انکے پسر سید سعادت علی موجود
شاہپور و سید محمد شاہ انکے تین پسر سید نجف علی و سید فضل امام لاولد و سید
سعادت علی انکے دو پسر سید مہدی حسن و سید تصدق حسین موجود شاہپور۔

و مصطفٰے شاہ ابن سید شاہ خواجہ ابن سید بالا بلند علی ابن سید حسن کبیر الدین
لشکر شکن اوچوی سید مصطفٰے شاہ انکے تین پسر سید تقی محمد و سید عنایت محمد
انکے دو پسر سید محمد زاہد لاولد و سید محمد امین انکے دو پسر سید محمد شاہ لاولد و
سید مظفر علی انکے پسر عنایت علی انکے پسر سید ہدایت علی انکے دو پسر سید محمود شاہ
لاولد و سید مظفر علی انکے چار پسر سید اسد اللہ شاہ و سید خیر اللہ شاہ و سید
لطف اللہ شاہ ہر سہ لاولد و سید صیف اللہ شاہ انکے پسر سید ذاکر علی ان کے
دو پسر سید روشن علی لاولد و سید مظفر علی انکے دو پسر سید حسن شاہ و سید
عنایت علی موجود بمقام پھین و سید غنی محمد ابن سید مصطفٰے شاہ انکے تین پسر سید
نور محمد و سید عبد المجید لاولد و سید عبد العزیز انکے پسر سید گدائی شاہ

انکے پسر سید جلال شاہ انکے پسر سید امام شاہ انکے پسر سید نصیر الدین انکے پسر
سید امام الدین انکے تین پسر سید شاہنشاہ لاولد و سید ملحن شاہ و سید منجن شاہ
انکے دو پسر سید نصیر کبیر الدین انکے دو پسر سید حیدر شاہ و سید غلام حسین
انکے پسر سید محمد حسین موجود بھین و سید نصیر الدین انکے دو پسر سید محمد شاہ
و سید سلطان انکے پسر سید علمدار حسین موجود بھین و سید محمد شاہ انکے دو پسر
سید سردار حسین و سید دلاور حسین موجود بمقام بھین و سید ملحن شاہ ان کے دو پسر
سید امیر علی و سید نادر علی انکے پسر سید علی حسین انکے پسر سید شیر
انکے پسر سید فرزند حسین موجود بھین و سید امیر علی انکے دو پسر سید عظمت
و سید نجم الدین انکے دو پسر سید غلام حسین و سید سلطان حیدر ہمہ موجود بمقام بھین
بنگلہ تحصیل نواں شہر ضلع جالندہر*

سید تقی محمد ابن سید مصطفیٰ شاہ مذکورہ بالا اولاد حضرت ولی
محمد سید شاہ شمس تبریز قدس اللہ سرہٗ سید تقی محمد انکے تین پسر سید علی
لاولد و سید محمد رضا و سید حامد شاہ انکے پسر سید دولت شاہ انکے پسر
سید شاہ میر انکے پسر سید قطب شاہ انکے چار پسر سید نور شاہ و سید
شاہ و سید محمد عیسےٰ و سید محمد الیاس انکے پسر سید جعفر شاہ انکے پسر
بہادر علی انکے تین پسر سید کاظم علی و سید لعل شاہ دولا ولد و سید
انکے تین پسر سید فرزند علی و سید علی شاہ و سید ولایت علی ان کے پسر
الطاف علی ان کے دو پسر سید منا علی و سید امانت علی موجود رائے کو
و سید علی شاہ ان کے پسر سید سردار علی ان کے تین پسر سید اقرار حسین
منظہر حسین و سید فرزند حسین ہمہ موجود رائے کوٹ ضلع لدہانہ و سید محمد
ان کے پسر سید کریم شاہ ان کے تین پسر سید دولت شاہ و سید چان
دولا ولد و سید احمد شاہ ان کے پسر سید نادر علی و سید علی بخش
پسر سید امام الدین موجود بمقام انڈلو و سید نادر علی ان کے دو پسر
کرامت علی و سید مروت علی انکے پسر سید سید محمد موجود بمقام انڈلو
کرامت علی ان کے تین پسر سید شہاب الدین و سید شیر محمد

محمدؒ کاظم موجود بمقام انڈلو سید روشن علیؒ ابن سید قطب شاہ ان کے پسر سید شفاعت علی
ان کے پسر سید شاہ حسین ان کے پسر سید حیات علیؒ ان کے پسر سید رستم علی موجود
و سید انور شاہ علی بن سید قطب شاہ ان کے پسر سید سلطان شاہ ان کے سید میرن شاہ
انور علی شاہ ان کے تین پسر سید محمد حسین و سید علی حسن و سید میر حسین ہمہ موجود انڈلو۔
سید نور شاہ سید قطب شاہ ان کے پسر سید سلطان شاہ ان کے پسر سید میرن شاہ
ان کے تین پسر سید محمدؒ بخش لاولد و سید نصیر الدین و سید حسن شاہ ان کے پسر سید
نجم الدین ان کے دو پسر سید امداد علی و سید حامد علی موجود انڈلو و سید نصیر الدین انکے
دو پسر سید تفصیل حسین و سید تصدق حسین ان کے دو پسر سید بلو شاہ و سید حامد شاہ
موجود انڈلو تحصیل رائے کوٹ ضلع لدہیانہ و سید محمدؒ رضا ابن تقی محمدؒ ابن سید مصطفٰے شاہ
ابن سید شاہ خواہ ابن شاہ سید ابن سید شاہ خواجہ ابن سید بالا بلند علی ابن سید حسن کبیر الدین
گوشکن سید محمدؒ رضا ان کے پسر سید علی رضا ان کے پسر سید محمدؒ غوث ان
کے پسر سید کرم حسین موجود شاہ پورہ و سید فضلشاہ ان کے دو پسر سید علی شبیر لاولد۔
سید غلام حسین ان کے تین پسر سید ذاکر حسین و سید شمس الدین و سید شبیر محمد
برسہ جہاز میں ڈوب گئے سید نور محمدؒ بن سید امام شاہ ان کے تین پسر سید شہاب الدین
سید مصطفٰے شاہ ان کے والدہ صاحبہ دختر بادشاہ شیر شاہ افغان تھیں جن کا نام
شاہ بزرگ بیگم تھا اور دو کنیز کان تھیں ایک کا نام پرما بای اور دوسری کا نام جمال بائی
تھا یہ دونوں پوہا قاقا کی دختریں تھیں پرما بائی کے بطن سے سید سعید الدین ملقب
بدفان تھے جو جد سادات برہان پور کے ہیں بہادر پور ضلع برہان جو سادات درگاہ پیر
دولا محمدؒ شاہ کے سجادہ ہیں وہ نسب سادات احمد آباد والہ کو قبول نہیں کرتے اور دولا
شاہ کی ملکیت سے حصہ وراثت نہیں دیا نہ دیتے ہیں شجرہ نسب جو ان کا آبا اولاد
بدفان میں فقیر نے آگے درج کر دیا لیکن نسب میں ان کے ہم جدی سادات نے اشتباہ
کیا ہے واللہ اعلم بالثواب ۔

سید حسن کبیر الدین ان کے پسر سید بالا بلند علی ان کے پسر سید شاہ خواجہ
ان کے پسر سید غیاث الدین ان کے دو پسر سید عادل محمدؒ و سید ہاشم علی ان کے
پسر سید اکبر شاہ ان کے پسر سید ہاشم علی ان کے پسر سید قاسم علی ان کے دو پسر

سید نقی محمد و سید نقی محمد ان کے دو پسر سید شمس الدین و سید اکبر علی ان کے
پسر سید فضل کریم شاہ ان کے پسر سید محمد شاہ ان کے پسر قاضی شیر محمد صاحب
موجود میرپور سید شیر محمد کو اس فقیر نے شجرہ نسب سادات شمسی سبزواری کا فراہم
کیا ہوا دیا ہے کہ شائد ہماری حیاتی ختم نہ ہو جائے اور کتاب گلزار شمس ناتمام رہ جائے
وہ حضرت بھی مدت سے کتاب گلزار جعفری تصنیف فرما رہے ہیں اس لئے ان کو شجرات
دیئے گئے کہ گلزار جعفری میں درج فرمائیں کہ یادگار رہے سید تقی محمد بن قاسم علی
ان کے پسر سید عون علی ان کے چار پسر سید شاہ علی لاولد و سید روشن علی ان کے پسر سید
پیر علی لاولد سید اسد علی ان کے پسر سید امام شاہ ان کے تین پسر سید حسن محمد و سید
شاہ محمد و سید شیر محمد ان کے تین پسر سید عطا حسین و سید فرزند حسن سید فضل حسین
ہمہ موجود شاہپور و سید شرف علی ان کے تین پسر سید یاور علی و سید صلاح الدین و سید
بہادر علی ان کے پسر سید نظام شاہ ان کے دو پسر سید سلطان شاہ و سید نصیر الدین ان
کے پسر سید عطا حسین موجود میرپور شاہپور ڈاکخانہ جادلہ پرگنہ نوان شہر
ضلع جالندھر

گل دوازدہم

سلسلہ نسب سادات خاندان شمسی سبزواری قصبہ پیرانہ وغیرہ مقامات مشمولہ اوچ ملتان

سید پیر امام شاہ ملقب شاہ امام الدین ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن مدفون اوچ
شریف سید پیر امام شاہ ان کے چار پسر خالق شاہ لاولد و سید بابلے شاہ خرد
نظارہ شاہ و سید باقر شاہ و سید نور الدین محمد ان کے تین پسر سید سعید الدین محمد
ملقب سید خان و سید شہاب الدین و سید مصطفے شاہ سید شہاب الدین ان کے
پسر سید جلال الدین ان کے چار پسر سید جعفر علی و سید امام الدین و سید شیر علی
و سید شہاب الدین ان کے دو پسر سید سید علی و سید علی فضل ان کے پسر سید
محسن دریا لاولد و سید سید علی ان کے پسر سید سید علی ان کے پسر جعفر علی ان کے
پسر سید نور علی ان کے پسر سید مہر علی ان کے پسر سید بخش علی ان کے پسر سید غضنفر

ان کے تین پسر سید نبی علی و سید امیر علی میاں و سید جعفر علی ان کے پسر سید
پیر میاں موجود پیرانہ و سید امام الدین بن جلال الدین ان کے پسر سید مرتضیٰ علی ان کے
دو پسر سید محمد اشرف روضہ دہولکا و سید شاہ حیدر ان کے پسر سید صفیر الدین
ان کے پسر سید غلام حسین ان کے پسر سید میاں صاحب ان کے پسر سید غلام جعفر
ان کے پسر سید امام بخش لاولد و سید محمد اشرف یہ اورنگ زیب کے وقت آتش
میں تبہ آہنی پر کھڑے کئے گئے تھے اور سلامت رہے تھے سید محمد اشرف ان کے پسر
سید عباس علی میاں ان کے پسر سید بڑا میاں ان کے پسر سید سید علی میاں ان کے پسر
سید باوا صاحب ان کے پسر سید علی میاں ان کے دو پسر سید جعفر علی لاولد و سید
محمد علی ان کے پانچ پسر سید عنایت علی و سید یاور علی و سید اشرف علی و سید علی میاں چار
لاولد و سید باوا صاحب موجود بمقام پیرانہ و سید شیر علی ابن سید جلال الدین
ان کے پسر سید جمال الدین و سید احمد شاہ ان کے دو پسر سید شیر و شانی لاولد و سید
محمد شاہ ان کے دو پسر سید شیر شاہ باوا لاولد و سید سلطان علی ان کے دو پسر سید
جمال الدین و سید احمد شاہ ان کے دو پسر سید اکبر شاہ و سید میر علی ان کے پسر
سید سا میاں لاولد و سید اکبر شاہ ان کے پسر سید فضل علی ان کے پسر سید میر
ان کے پسر دو عسکر علی لاولد و سید میاں باوا ان کے پسر سید سید میاں لاولد و سید
جمال الدین ان کے تین پسر سید حسن شاہ لاولد و سید بڑے صاحب و سید امیر شاہ
ان کے تین پسر سید باوا صاحب لاولد و سید امیر بابا و سید نور علی ان کے دو پسر
سید حسین میاں ان کے سید بڑا میاں موجود بمقام پونیا ضلع بڑودہ کانم و سید حسین
میاں ان کے دو پسر سید سید میاں و سید نظر علی موجود بمقام پونیا و سید امیر بابا
ان کے پانچ پسر سید نبی علی لاولد و سید قاسم علی و سید امیر علی و سید جعفر علی
و سید حیدر علی ان کے دو پسر صادق علی و سید پیر صاحب موجود پونیا و سید جعفر
ان کے دو پسر سید حیدر علی و سید سید و میاں ان کے دو پسر سید امیر حسین و
سید درویش علی موجود پونیا و سید امیر علی ان کے پسر سید حسن علی
موجود پونیا و سید قاسم علی ان کے پسر سید اشرف علی موجود بمقام پونیا ضلع بڑودہ
و سید امیر بابا ان کے پسر سید درویش علی ان کے دو پسر سید حسن علی و سید فتح علی

انکے پسر دو باوا صاحب و سید احمد علی موجود پونیا و سید حسن علی ان کے پسر سید حسین میاں
موجود پونیا و سید بڑا صاحب ابن سید جمال الدین ان کے چار پسر سید سکندر علی و سید حیدر علی
و سید میاں صاحب و سید سید شاہ صاحب انکے دو پسر سید باقر علی و سید میر عالم انکے پسر
سید جیوا میاں ان کے پسر سید پیارے صاحب موجود پونیا و سید باقر علی انکے دو پسر سید
امیر میاں و سید سید و میاں ان کے ان کے پسر سید پونچا میاں موجود پیرانہ و سید امیر میاں
انکے تین پسر سید میر و میاں و سید باقر علی و سید چھوٹو میاں و سید امیر علی ہر سہ موجود پیرانہ
و سید میاں صاحب انکے پسر سید حسن شاہ ان کے دو پسر سید باوا میاں و سید میر صاحب
انکے پسر سید پونچا میاں موجود پونیا و سید باوا میاں انکے تین پسر سید میاں صاحب و سید
صادق علی و سید احمد علی ہمہ موجود پونیا و سید حیدر علی انکے پسر سید پیر صاحب موجود پونیا
و سید سکندر علی موجود پونیا و سید جعفر علی ابن سید جلال الدین انکے پسر سید واجد علی انکے پسر
سید شہاب الدین ان کے پسر سید سعید میاں انکے پسر سید سید میاں انکے دو پسر
حمدو میاں و سید باوا میاں انکے پسر سید بڑا میاں انکے پسر سید داؤد میاں انکے دو پسر
سید باوا میاں و سید جعفر علی انکے تین پسر سید امیر صاحب لاولد و سید فضل علی
و سید باقر علی انکے تین پسر سید جعفر علی و سید داؤد میاں و سید احمد علی انکے پسر سید بدرالدین
موجود پیرانہ و سید جعفر علی انکے پسر سید شہاب الدین موجود پیرانہ و سید داؤد میاں انکے
دو پسر سید امیر میاں و سید ذوالفقار علی ہمہ موجود پیرانہ و سید باوا میاں بن سید
داؤد میاں انکے تین پسر سید میاں صاحب لاولد و سید درویش علی و سید حسین میاں
انکے پسر سید پونچا میاں انکے پسر سید احمد حسین موجود پیرانہ و سید درویش علی انکے
پسر سید قاسم علی لاولد و سید اصغر علی انکے پسر نصیر الدین موجود پیرانہ و سید حمد
میاں انکے دو پسر سید مراد علی و سید علی میاں انکے چار پسر سید سلطان علی و سید
غلام علی و سید باقر علی و سید امام علی انکے پسر سید نتھو میاں لاولد و سید باقر علی انکے دو پسر
سید دوسا میاں لاولد و سید اکبر علی انکے دو پسر سید علی میاں لاولد و سید حسن علی انکے
سید پونچا میاں موجود پیرانہ و سید غلام علی انکے تین پسر سید میر علی لاولد و
صادق علی و سید عسکر علی انکے تین پسر سید علی میاں و سید نبد علی و سید غلام حسین
دو پسر سید شہاب الدین و سید صدر الدین ہمہ لاولد و سید صادق علی انکے پسر سید قائم

لاولد و سلطان علی انکے تین پسر سید محمدؐ علی لاولد و سید احمد علی موجود و سید بلاقی میاں انکے چار پسر سید گھسا میاں و سید باقر علی و سید مراد علی و سید سید و میاں موجود پیرانہ و مراد علی بن حمد و میاں انکے دو پسر سید سید علی و سید ہاشم علی انکے پسر سید دوسا میاں انکے دو پسر حسو میاں و سید میرو میاں انکے دو پسر سید پیر شاہ و سید محمد شاہ موجود پیرانہ و سید سید علی انکے تین پسر سید شاہ صاحب و سید میر صاحب لاولد و سید نجف علی انکے چار پسر سید درویش علی و سید امیر علی و سید نبد علی و سید مراد علی انکے دو پسر سید گوہر علی و سید عباس میاں ہمہ موجود پیرانہ سید نبد علی انکے دو پسر سید پونجا میاں و مراد علی و سید امیر علی انکے دو پسر سید سید میاں و سید بڑا میاں انکے پسر سید جعفر علی موجود پیرانہ*

سید مصطفیٰ شاہ ابن سید نورالدین محمد انکے پسر سید نور محمدؐ ثانی انکے دو پسر سید قاسم علی لاولد و سید فتح اللہ شاہ انکے پسر تین سید فرض اللہ شاہ و سید پیر ولن شاہ و سید درویش علی انکے پسر سید صالح شاہ انکے دو پسر سید مٹھے شاہ لاولد و سید اچھے شاہ انکے پسر سید سید محمدؐ انکے دو پسر سید سید میاں و سید بڑا میاں انکے پسر سید اچھا میاں انکے دو پسر سید درویش علی و سید سید نہا میاں انکے دو پسر سید فدا علی و سید محمد شاہ لاولد سید درویش علی انکے پسر سید حیدر علی انکے دو پسر سید نجف علی و سید احمد علی موجود پیرانہ ضلع احمد آباد گجرات و سید میاں انکے تین پسر سید امام علی لاولد و سید حیدر علی و سید سید میاں انکے پسر سید احمد علی انکے پسر سید علی میاں انکے چار پسر سید نبد علی و سید عابد علی و سید حافظ علی و سید صادق علی ہمہ موجود شہر پٹھلاگ و سید حیدر علی انکے دو پسر سید سعادت علی و سید بڑے میاں انکے دو پسر سید قاسم علی و سید حسین میاں انکے پسر سید پیر میاں موجود پٹھلاگ سید قاسم علی انکے دو پسر سید فدا و سید نذر علی موجود پٹلاگ و سید سعادت علی انکے پسر سید مہر علی انکے چار پسر سید ذوالفقار علی و سید یاور علی و سید سکند علی و سید انور علی موجود بمقام پٹلاگ ضلع بڑودہ*

و سید ولن شاہ ابن سید فتح اللہ شاہ انکے تین پسر سید نور شاہ سید سید میاں و سید نظام الدین انکے پسر سید امام شاہ انکے پسر سید مصطفیٰ شاہ انکے پسر سید سید علی انکے پسر سید باپو میاں انکے شش پسر سید نہاں میاں لاولد و سید باوا صاحب و سید میر صاحب و سید حسین میاں و سید میاں صاحب

انکے تین پسر سید علی اکبر و سید احمد حسین و سید علی میاں ان سکے تین پسر
سید باپو میاں و سید ابراہیم و سید اصغر علی ہمہ موجود ٹھلاگ و سید احمد حسین انکے دو
پسر سید میرو میاں و سید باقر علی موجود ٹھلاگ و سید میاں صاحب انکے دو پسر سید نذر
علی و سید امیر میاں انکے پسر سید حسو میاں موجود ٹپلاگ سید نذر علی انکے دو پسر
سید قاسم علی و سید جعفر علی موجود ٹپلاگ و سید حسین میاں انکے دو پسر سید مہر علی و
سید بڑا میاں انکے دو پسر سید محمد شاہ و سید عباس موجود ٹپلاگ و سید مہر علی انکے
پسر سید باپو میاں موجود ٹپلاگ ضلع بڑودہ و سید پیر صاحب، انکے تین پسر سید
مراد علی و سید چھوٹے شاہ صاحب و سید احمد صاحب انکے پسر سید عبد اللہ میاں
ہمہ موجود ٹپلاگ سید بابا صاحب انکے دو پسر سید پیر صاحب و سید میر النصا حب
انکے تین پسر سید سید محمد و سید نور محمد و سید احمد میاں ہمہ موجود ٹپلاگ و سید
پیر صاحب انکے پانچ پسر سید قاسم علی و سید غلام علی و سید سید علی و سید نجم الدین و سید حسو
میاں ہمہ موجود ٹپلاگ ضلع بڑودہ*

سید سید میاں ابن سید پیر ولن شاہ انکے پسر سید گل عالم انکے دو پسر سید
بڑا میاں و سید نور عالم انکے پسر سید باپو میاں انکے چار پسر سید باوا میاں لاولد و سید
میر عالم و سید فضل علی و سید مہر علی انکے دو پسر سید میاں و سید امیر میاں و سید حسین
موجود و سید میر عالم انکے پسر سید میر حسین موجود و سید فضل علی انکے پسر سید درویش علی
موجود بمقام پیرانہ و سید بڑا میاں انکے پسر سید دادا میاں انکے سید میاں انکے دو پسر نند علی
و سید حسن علی انکے پسر سید فتح علی ہمہ موجود پیرانہ سید نور شاہ ابن سید نور شاہ ابن سید
پیر ولن شاہ انکے پسر سید مرتضیٰ انکے دو پسر سید غلام نبی و سید امیر حسین
انکے پسر سید پیر صاحب انکے دو پسر سید نند علی و سید فتح علی انکے پانچ پسر سید
مرتضیٰ و سید درویش علی و سید میر حسین انکے پسر سید باوا صاحب و سید ثابت علی
انکے پسر سید عباس علی موجود و سید باوا صاحب انکے پسر سید غیاث الدین موجود و سید
میر حسین انکے پسر سید بخش علی ہمہ موجود پیرانہ سید نند علی انکے چار پسر سید احمد علی
و سید حسین علی و سید قاسم علی و سید سید میاں انکے پسر سید سکندر علی ہمہ موجود
قصبہ پیرانہ ڈاک خانہ گرہتا ضلع احمد آباد ملک دکن گجرات*

سید سعید الدین محمد ملقب سید خاں ابن سید نور الدین محمد ابن سید امام شاہ
ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن اچوی سید سعید الدین سید خاں انکے پسر سید محمد صالح انکے
پسر محمد ہاشم انکے دو پسر سید دیوان محمد شاہ و سید قاسم شاہ انکے پسر سید دیوان جی
انکے پسر سید مال محمد شاہ لاولد روضہ پیرانہ و سید دیوان محمد شاہ انکے چار پسر سید احمد شاہ
لاولد سید کبیر شاہ صالح و سید میرن میاں لاولد و سید محمد باقر شاہ و سید حاجی میاں انکے سید
بالا محمد شاہ روضہ جمنا پر انکے پسر سید محمد فاضل و سید [illegible] انکے پسر سید شریف شاہ پسر سید
بدر الدین بڑا میاں انکے پسر سید باقر علی روضہ پیرانہ لاولد و سید محمد باقر شاہ انکے تین پسر سید
زین العابدین جانی میاں ہاشم علی و سید صالح محمد انکے پسر سید بدر الدین انکے پسر
حسین میاں انکے پسر سید محمد و میاں انکے پسر سید جعفر علی انکے پسر سید حسین میاں
انکے تین پسر سید محمد میاں و سید نور علی و سید شاہ میاں و سید بڑے میاں انکے پسر
سید مصطفیٰ میاں موجود و سید نور علیشاہ میاں انکے تین پسر سید باوا علی و سید ذو الفقار علی
و سید اشرف علی ہر سہ موجود شہر احمد آباد و سید محمد میاں انکے سات پسر سید سکھو میاں
سید احمد علی و سید میر صاحب و سید فیاض علی و سید احسان علی و سید امام علی و سید جعفر علی
انکے تین پسر سید قمر علی و سید ابراہیم علی و سید شریف میاں موجود شہر احمد آباد دکھن سید
علی انکے تین پسر سید سرفراز علی و سید باقر علی و سید قاسم علی ہر سہ موجود بمقام رستم پور پالی
سید ہاشم علی ابن سید محمد باقر شاہ انکے دو پسر سید غلام محمد صاحب لاولد و سید علی کبیر
انکے پسر سید علی صغیر انکے پسر سید ہاشم شاہ انکے پسر سید پیارے شاہد صاحب
انکے پسر سید بابو میاں انکے دو پسر ہاشم علی و سید حسن علی انکے دو پسر امیر میاں و سید
میاں موجود و سید ہاشم علی انکے دو پسر سید پیاری صاحب و سید صدر الدین
انکے پسر سید علی صغیر موجود و سید پیارے صاحب انکے پسر سید سجاد حسین موجود
و سارے ضلع صورت و سید زین العابدین جانی میاں انکے دو پسر سید شاد محمد
لاولد و سید امام الدین شاہ انکے پسر سید ناجی میاں انکے چار پسر پیارے صاحب
سید امام الدین و سید خیراتی میاں و سید جان صاحب انکے پسر سید سکندر علی
لاولد و سید خیراتی میاں انکے پسر سید افضال علی لاولد و سید پیارے صاحب انکے
پسر سید باقر علی انکے پسر سید واجب علی انکے پسر سید سلطان علی ہمہ موجود

بہادر پور و سید امام الدین انکے پسر سید شہاب الدین انکے دو پسر سید عابد علی و سید ذوالفقار علی ان کے دو پسر شارہ علی و سید محمود علی موجود بہادر پور سید عابد علی ان کے پانچ پسر سید اصغر علی حاجی سید اکبر علی و سید مہدی علی و سید زیارت علی و سید اشرف علی انکے پسر سید غلام محمدؐ ہمہ موجود بمقام بہادر پور درگاہ پیر محمدؐ شاہ والی ملک خاندیس ضلع برہان پور دکن ۔

سید پیر حاجی صدر الدین محمود ثانی کے ایک فرزند سید حسن کبیر الدین کفر شکن کی نسل کے بارہ گل لکھے گئے ہیں اور سید اولیا علی گل اول کی نسل کے بارہ برگ تھے ۔ وہ بھی لکھے گئے اور ان کے حالات کرامات وخوارق عادات نہیں لکھے باعث طول جان کر اب اولاد پیر صدر الدین کے برادران حقیقی کے یہ فقیر عرض ذیل میں کرتا ہے اول اپنا نسب تاریخ تولد ملک شاہ المعروف شجاع الملک روز سہ شنبہ وقت صبح صادق ماہ بھادوں ۱۹۱۷ء بکری اس فقیر حقیر ہیچمدان کی اولاد نرینہ نہیں ہے دختری اولاد موجود ہے میرا نواسہ سید بہاء الشیر موجود ہے سبحانہ تعالےٰ اس کے سلامت رکھے اس کی تاریخ ولادت روز چہارشنبہ بارہ بجے دن کے ۲۵ ماہ رمضان ۱۳۳۰ھ ہجری دوسرا نواسہ سید شجاع الشیر روز شنبہ ماہ رجب ۱۳۳۵ھ ہجری میں تولد ہوا رضائے الٰہی وہ ششماہہ فوت ہوا اسلسلہ نسب شجاع الملک ابن سید جماعت علی مدفون سنبل سکول ابن سید منبر مدفون دین پناہ ابن سید سلطان علی مدفون کوٹلی ابن سید غلام علی مدفون نگر پڑول ابن سید اشرف علی مدفون نگری ابن سید ولایت علی مدفون ہیرانگر سید فتح محمدؐ مدفون جموں شہر روضہ ہے ابن سید نور علی شاہ مدفون بڑ رڑی ضلع حیدر آباد سندھ ان کا روضہ ہے ابن سید سلطان آدم مدفون در روضہ سید محمدؐ نوربخش ثانی بمقام جموں ابن سید شہاب الدین ثانی ملا مدت دریا بمقام سمانی ضلع ریاسی ابن سید شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ مدفون شہر جموں ریاست کشمیر در روضہ انور خود ان حضرات نے کشمیر میں طریقہ شیعہ نوربخشیہ کو تقویت دی تھی ۔ ابن سید محمدؐ نوربخش ثانی ملقب پیر مدفون جموں در روضہ خود ابن سید اولیا علی مدفون شہر آگرہ قریب چوڑی

ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن مدفون اوچ شریف ابن سید پیر حاجی صدر الدین
محمود ثانی سبزواری مدفون بمقام ترنڈا گر گنبراں ضلع بہاولپور ابن سید شہاب الدین
سبزواری مدفون مقام تم تہول متصل چھاؤنی ایبٹ آباد ضلع ہزارہ ابن سید
نصیر الدین محمدؐ سبزواری مدفون در قلعہ لاہور ابن سید جناب سید السادات
عالیدرجات قاتل الکفار و المشرکین سید شاہ شمس الدین سبزواری ملقب
تبریزی مدفون در روضہ خود ولی آل محمد ملتان ابن سید صلاح الدین محمدؐ نور بخش رائج
طریقہ اثنا عشریہ صوفیہ نور بخشیہ مدفون بمقام بالا سار درہ داب کنارہ دریائے
رودغنی ملک خراسان ابن سید علی اسلام الدین مدفون شہر سبزوار ابن سید
عبد المؤمن بادشاہ افریقہ مراکو مدفون مراکو ابن سید علی خالدین مدفون سبزوار ابن
سید محمدؐ محب الدین مدفون سبزواری ابن سید سید السادات عالیدرجات امیر الامرا
سید الشہدا شمشیر زن کافر شکن خاصگان حضرت باری سید محمود سبزواری
مدفون لاہوری نیلا گنبد متصل انارکلی ابن سید محمدؐ معصوم مدفون سبزوار ابن
سید ہاشم علی مدفون سبزوار ابن سید احمد ہادی مدفون سبزوار ابن سید منتظر باللہ
مدفون مصر در شہر قاہرہ ابن سید عبد المجید مدفون یمن ابن سید غالب الدین مدفون
... ابن سید محمدؐ منصور خاقانی مدفون محمدؐ آباد شہر ملک فارس طبرستان ابن سید
اسماعیل ثانی ملقب امام الدین مدفون محمدؐ آباد ابن سید محمدؐ عرضی مدفون محمدؐ آباد جو
انکے نام سے منسوب ہے ابن سید اسماعیل عرج اکبر مدفون مدینہ جنت البقیعہ
ابن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مدفون مدینہ ابن حضرت امام محمدؐ باقر
علیہ السلام مدفون مدینہ منورہ ابن حضرت علی زین العابدین علیہ السلام مدفون مدینہ
شریف ابن حضرت امام حسین سید الشہدا علیہ السلام مدفون کربلا معلےٰ ملک عراق
ابن حضرت علی علیہ السلام مدفون نجف اشرف۔

ولی آل محمدؐ صلعم حضرت سید شاہ شمس الدین سبزواری نیز تبریزی نور بخشی
سید پیر شمس الدین تبریز آنحضرت کے دو فرزند تھے۔

سید نصیر الدین محمدؐ سبزواری
انکے دو پسر

سید علاء الدین احمد شکر بار زندہ پیر انکے پسر
سید شمس الدین ثانی انکی موقع پر درج ہوگی

سید کمال الدین سبزواری انکے پانچ پسر تھے ان کی اولاد سے جو بزرگ ہیں انکا شجرہ نسب و تاریخ تولد رحلت و جائے مدفون یہ حقیر اوپر لکھ چکا ہے ان کے

وسید شہاب الدین سبزواری انکے ہفت پسر ہیں چہار صاحب اولاد اور تین لاولد انکے اسمار ذیل میں درج ہیں *

پانچ فرزندوں تین صاحب اولاد ہیں اور دو لاولد ہیں - چار فرع ہیں

سید پیر حاجی صدر الدین محمود ثانی سبزواری فرزند کلاں سید شہاب الدین سبز

فرع اوّل پیر صدر الدین

انکی اولاد کی تاریخ تولد وفات و جائے مدفون اوپر قلمبند کیا گیا اب آپ کے برادر حقیقی کی اولاد کا شجرہ نسب درج ذیل ہوتا ہے اسمار انکے یہ ہیں

سید رکن الدین وسید بدر الدین وسید شمس الدین

فرع دوئم
سلسلہ نسب سادات خاندان شمسی سبزواری موضـ
سید الوالی وغیرہ مشمولہ ملتان شریف

سید رکن الدین ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین سبزواری ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری تبریزی سید رکن الدین انکے تین سید راسخ الدین وسید عباس علی وسید شمس الدین انکے پسر سید بہاؤ الد انکے پسر سید زید علی انکے پسر سید قدم علی انکے پسر محمد بیبک انکے پسر شرف علی انکے پسر سید محمد اشرف حسینی انکے پسر سید محمد ضیار انکی اولاد اور خاندان سادات بمقام ریاست لاڑی اسٹیشن بیسل بٹ کے مقابل ضلع سید میں آباد ہیں اور سید پیر شمس الدین وسید عباس علی وسید راسخ الدین ہر سہ بزر کے روضہ الورد درعہ دہ بمقام بارکھان میں موجود ہیں سید عباس علی ابن سید رکن انکے پسر سید لطف علی انکے پسر سید عباس علی انکے پسر سید علار الدین ا پسر سید حسن شاہ بالا انکے پسر سید مہر علی انکے پسر سید مراد علی شاہ انکے

سید سلیم شاہ انکے پسر دو سید محمد شاہ وسید احمد شاہ انکے دو پسر سید مخدوم شاہ
وسید مہدی شاہ انکے تین پسر سید حسن شاہ وسید قاسم شاہ لاولد وسید فتح شاہ انکے
پسر سید دائم شاہ انکے تین پسر سید مراد شاہ وسید محکم شاہ وسید احمد شاہ ہر سہ موجود کوٹ
بھائی خاں ضلع شاہپور۔

وسید مخدوم شاہ انکے پسر سید آدم علی انکے دو پسر سید لعل شاہ وسید جلال شاہ
انکے دو پسر سید جمال شاہ وسید کمال شاہ موجود بمقام ویل نگر ڈاکخانہ مراد گنج ضلع اٹاوہ
ہندوستان وسید لعل شاہ انکے دو پسر سید جیون شاہ وسید بڈھن شاہ موجود بمقام
میانگا ضلع شاہپور۔

سید محمد شاہ ابن سید محکم شاہ بالا انکے چار پسر سید سور شاہ وسید بہادر شاہ لاولد
وسید خیر علی شاہ وسید فتح شاہ انکے پسر سید کرم شاہ انکے دو پسر سید محمد شاہ وسید
جلال شاہ موجود بمقام منڈاہر وسید خیر علی شاہ انکے دو پسر سید حسن شاہ لاولد وسید شاہ نواز
انکے دو پسر سید فضل شاہ وسید قائم شاہ انکے دو پسر سید لعل شاہ وسید فرمان شاہ
موجود بمقام منڈاہر سید فضل شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید عباس حسن
موجود بمقام منڈاہر ڈاکخانہ احمد آباد تحصیل پنڈ دادن خاں ضلع جہلم۔

سید راسخ الدین انکے پسر سید محمد صالح انکے پسر سید طالب علی شاہ انکے چار
پسر سید سردار شاہ وسید داؤد شاہ وسید مراد شاہ وسید خضر شاہ وسید سردار شاہ
انکے پسر سید مہر علی انکے پسر سید شاہ محمد ان کے دو پسر سید مہتاب شاہ لاولد وسید
مظفر علی انکے شش پسر وسندھی شاہ وروشن شاہ وشیر علی ودرویش علی ولنگاہی شاہ
لاولد وبہادر علی انکے دو پسر سید عنایت علی وراجن شاہ انکے پسر سید حسن علی انکے پسر سید
نتھے شاہ انکے دو پسر سید حاکم شاہ ومحمد حسن موجود وسید عنایت علی انکے دو پسر
سید حسین شاہ وسید گلاب شاہ انکے پسر سید مہر علی شاہ انکے تین پسر کریم شاہ وعظیم شاہ
وفتح شاہ
سید بوسے شاہ وسید گوہر شاہ وسید نتھے شاہ وسید
حاکم شاہ ہر چار لاولد وسید بڈھے شاہ وسید پیر شاہ انکے دو پسر چراغ علی و
شاہ موجود وبڈھے شاہ انکے تین پسر سید واجد علی وگدا علی ووسندی شاہ
ہر موجود وسید راسخ الدین ابن سید رکن الدین مذکورہ بالا سید راسخ الدین انکے

پسر سید طالب شاہ انکے تین پسر سید داؤد و سید مراد شاہ و سید خضر شاہ انکے پسر
سید حیدر شاہ انکے پسر سید نور شاہ انکے پسر سید غریب شاہ انکے پسر سید شیر علی انکے
پسر سید یتیم شاہ انکے پسر سید رحم شاہ انکے پسر سید غلام علی انکے دو پسر سید مراد شاہ
و سید مست علی انکے پسر سید نور رنگ شاہ انکے تین پسر سید نشان شاہ لاولد و سید دیدار علی
و سید ثابت علی انکے پسر سید مہدی شاہ لاولد و سید دیدار علی انکے دو پسر سید شبر علی
لاولد و سید علی میاں انکے پسر خورشید علی لاولد ظفروال و سید مراد شاہ انکے چار پسر سید
جلال شاہ و سید مظہر علی و سید حسین علی و سید ثابت علی انکے پسر سید بڈھن شاہ لاولد و سید
حسین علی انکے پسر سید بوٹے شاہ انکے پسر سید عنایت شاہ لاولد گگیال و سید مظہر علی
انکے دو پسر سید ہاشم علی و سید احمد شاہ موجود گگیال و سید جلال شاہ انکے دو پسر سید
ناظر شاہ و سید ناصر شاہ موجود گگیال پرگنہ ظفروال ضلع سیالکوٹ۔

و سید مراد شاہ ابن سید طلب علی شاہ ابن سید راسخ الدین محمد صالح ابن سید
رکن الدین ابن سید شہاب الدین سبزواری سید مراد شاہ انکے پسر سید مہر علی انکے پسر
سید محمد شاہ انکے پسر سید شاہ محمد انکے تین پسر سید گل محمد و سید اسلام شاہ و سید
عارف شاہ انکے پسر سید مہتاب شاہ انکے تین پسر سید صاحب شاہ و سید محمد علی
و سید سید علی انکے پسر سید قطب شاہ انکے پسر سید مہدی شاہ انکے کالو شاہ انکے دو
پسر سید قائم علی موجود و سید النوالی و سید محمد علی انکے پسر سید فخر علی انکے پسر سید
دختر علی انکے دو پسر سید حسن علی و سید حسین علی انکے پسر سید غالب علی انکے پسر سید سندی
شاہ طالب حسین موجود و سید حسن علی انکے پسر سید روشن علی انکے دو پسر سید
قاسم علی و سید محمد شاہ موجود و سید النوالی و سید صاحب شاہ انکے پسر چار سید
کرم علی و سید شاہ سوار و سید امیر علی و سید لشکر علی انکے پسر سید غلام علی
انکے پسر سید ثابت علی انکے پسر سید سید علی لاولد و سید امیر علی انکے پسر سید نواب
انکے پسر سید گدا علی انکے چار پسر سید منظہر علی و سید عالم شاہ و سید عوض علی و سید
سبز علی انکے چار پسر سید برکت علی و سید غلام علی و سید دیوان علی و سید حسین شاہ
ہمہ موجود و سید النوالی و سید عوض علی ان کے پسر سید عابد علی شاہ موجود و سید النوالی
و سید کرم علی انکے پسر سید جعفر شاہ انکے دو پسر سید عیدے شاہ و سید فتح شاہ

انکے تین پسر سید ولایت شاہ و سید حاجی شاہ و سید امید علی انکے پسر سید امام علی
موجود سید النوالی و سید صوبے شاہ انکے پسر سید احمد شاہ انکے دو پسر سید
سید برکت علی انکے پسر سید بڈھے شاہ انکے پسر سید نور علی موجود سید النوالی و
سید برکت علی انکے پسر سید کرم شاہ موجود و سید النوالی و سید شاہ سوار بن صاحب
شاہ ان کے پسر سید عدالت شاہ انکے پسر سید یادت شاہ انکے پسر سید ملک شاہ
سید حیدر شاہ و سید الف شاہ ہمہ موجود سید النوالی و سید اسلام شاہ ابن سید
شاہ بالا انکے پسر سید برہان شاہ؛ انکے پسر سید اصغر علی انکے پانچ پسر سید وسندی شاہ
سید وارث شاہ علی لاولد و سید روشن شاہ انکے پسر سید رضائے شاہ لاولد
سید بہادر شاہ و سید درگاہی شاہ انکے پسر سید طیب علی انکے پسر دو سید ملتان شاہ
سید جیوے شاہ انکے پسر سید صادق شاہ لاولد و سید امیر علی ولد ملتان شاہ
سید ملتان شاہ انکے پسر سید امیر علی انکے دو پسر سید رستم علی و سید نقر علی شاہ
لاولد و سید وسندی شاہ انکے پسر سید عنایت شاہ انکے پسر سید مہر علی انکے پسر
سید زیارت [blank] انکے پسر سید تیم شاہ لاولد و سید بہادر شاہ انکے دو پسر سید
...ن شاہ لاولد و سید بخت علی انکے تین پسر [blank] حسن علی لاولد و سید حسین علی و سید
گلاب شاہ انکے پسر سید مہر علی انکے تین پسر سید عظیم شاہ و سید کریم شاہ
سید فتح علی ہمہ موجود بمقام ارکی و سید حسین علی انکے تین پسر سید پیر شاہ لاولد و سید
شیدے شاہ و سید بڈھے شاہ انکے تین پسر سید گدا علی و سید واحد علی و سید وسندی
شاہ ہمہ موجود ارکی و سید گھیٹے شاہ انکے تین پسر سید شیر شاہ و سید محمد شاہ سید
...ر شاہ انکے پسر سید نادر حسین موجود و سید محمد شاہ انکے پسر سید فضل حسین موجود
بمقام ارکی تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ - سید گل محمد ابن سید شاہ محمد مذکورہ بالا
انکے دو پسر سید عظمت شاہ و سید امیر شاہ انکے پسر سید لطیف شاہ انکے پسر
...نھے شاہ انکے تین پسر سید تراب شاہ و سید دولت شاہ و سید رجب علی انکے تین پسر
سید امام شاہ و سید عظمت شاہ لاولد و سید بلند شاہ انکے چار پسر سید بہادر شاہ
سید نواب شاہ لاولد و سید گلاب شاہ و سید حیدر شاہ انکے دو پسر سید رمضان شاہ
و سید حیات شاہ موجود سید النوالی و سید دولت شاہ انکے پسر سید کوڈی شاہ لاولد

وسید عنایت شاہ انکے تین پسر سید ثابت علی لاولد وسید نظر علی وسید مبارک شاہ انکے
پسر سید حاجی شاہ موجود وسید الوالی وسید نظر علی انکے چار پسر سید حاکم شاہ وسید
ہاشم شاہ وسید علی شاہ وسید حسین شاہ انکے دو پسر سید شاہسوار وسید رحمت علی
موجود وسید الوالی وسید علی شاہ انکے دو پسر سید احمد شاہ وسید الطاف حسین موجود وسید ا
لوالی وسید تراب شاہ ابن سید نتھے شاہ انکے پسر سید سکندر شاہ انکے تین پسر سید
ملتان شاہ وسید بشارت علی وسید نورن انکے ہفت پسر سید نیاز علی وسید شاہ وسید
دیوان شاہ وسید کریم حسین وسید فرمان شاہ وسید رمضان شاہ وسید فتح علی ہمہ موجود
سید الوالی وسید بشارت علی انکے پسر سید ہاشم علی انکے دو پسر سید کریم شاہ
وسید عظیم شاہ موجود وسید الوالی وسید ملتان شاہ انکے پسر سید فرزند علی انکے دو
پسر سید رحمت علی وسید شاہسوار موجود وسید یوالی وسید عظمت شاہ ابن سید گل
انکے پسر سید شرف علی انکے پسر عظمت شاہ انکے پسر برہان شاہ انکے پسر امیر شاہ
انکے پسر اشرف علی سید قمر علی انکے پسر سید شجاعت علی انکے پانچ پسر سید
بوٹے شاہ وسید باقر شاہ وسید منیر شاہ وسید اکبر شاہ وسید غلام حیدر انکے پسر سید
حسین شاہ انکے پسر سید لطف شاہ موجود تیسیر جھنگ سیال وسید اکبر شاہ انکے
پسر سید نیاز علی وسید سوہنے شاہ وسید لعل شاہ انکے دو پسر سید دسوندی
وسید شرف علی ہمہ موجود سید یوالی وسید منیر شاہ انکے پسر سید کبیر شاہ انکے
تین پسر سید سرخ شاہ وسید محمد شاہ وسید شاہدین علی ہمہ موجود سید یوالی
سید باقر شاہ انکے پسر دو سید مستان شاہ لاولد وسید بوٹے شاہ انکے پسر سید رمضان
انکے پسر سید فدا حسین موجود وسید یوالی*

سید داؤد شاہ ابن سید طلب علی شاہ محمد صالح ابن سید راسخ الدین ابن
رکن الدین ابن سید شہاب الدین سبزواری سید داؤد انکے تین پسر سید ملک
وسید حسن علی وسید ملاں شاہ انکے پسر سید قلندر شاہ انکے پسر سید باقر شاہ
انکے پسر سید جعفر شاہ انکے پسر سید محمد امین انکے پسر سید محمد سعید شاہ انکے پسر
سید فرزند علی انکے پسر سید فیض علی انکے چار پسر سید دولت شاہ لاولد وسید
شجاعت علی وسید احمد شاہ وسید جیوے شاہ انکے دو پسر سید شاہ علی وسید شاہ

انکے پسر سید ضامن شاہ موجود بہلول پور وسید شاہ علی انکے تین پسر سید الف شاہ لاولد
وسید برکت علی موجود بہلول پور سید احمد شاہ انکے تین پسر سید امیر شاہ و سید
عظیم شاہ و سید اکبر شاہ انکے دو پسر سید حاجی شاہ و سید قایم علی موجود موضع
روپووالی سید قائم علی انکے دو پسر سید محمد علی و سید سردار شاہ موجود روپووالی
وسید حاجی شاہ انکے دو پسر سید محمد شاہ و سید علی شاہ موجود روپووالی و سید
عظیم شاہ انکے تین پسر سید صادق علی و سید غلام علی و سید گوہر شاہ ہمہ موجود
سید امیر شاہ انکے دو پسر قاسم علی سید ہاشم علی انکے پسر سید عباس علی موجود
گگیال ÷

وسید شجاعت علی انکے پانچ پسر سید حسین شاہ علی و سید محمد علی و سید قمر علی
وسید ثابت علی و سید ہاشم علی انکے چار پسر سید محمد شاہ سید غلام علی لاولد و سید
امام علی موجود بہلولپور و سید ثابت علی انکے پسر سید علی شاہ موجود بہلول پور و سید
قمر علی انکے پسر سید سردار شاہ موجود بہلول پور و سید محمد علی انکے دو پسر سید امام شاہ
سید مہر شاہ موجود گگیال و سید حسین علی انکے دو پسر سید نواب شاہ برکت علی ہمہ
موجود بہلول پور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ و سید حسن علی ابن سید داؤد شاہ
انکے پسر سید نور شاہ انکے پسر سید محب شاہ انکے پسر سید شیر علی انکے پسر
سید روشن علی انکے پسر سید مراد علی انکے پسر سید محمد علی انکے پسر سید امام شاہ
انکے تین پسر سید مہر شاہ و سید سلطان شاہ و سید ملتان شاہ انکے تین پسر سید
مست علی و سید تیغ علی و سید ملوک شاہ انکے پسر سید رحمت علی موجود سید انوالی
سید تیغ علی انکے پسر سید غلام علی موجود و سید مست علی انکے دو پسر سید حاجی شاہ
وسید وسندی شاہ موجود سید سلطان شاہ انکے دو پسر سید اصغر علی لاولد و سید
مظہر علی و سید انکے پسر غلام حیدر موجود ہمہ سید انوالی و سید گدا علی بن سید سلطان
شاہ انکے چار پسر سید ضامن علی و سید خورشید علی و سید نواب شاہ و سید سردار شاہ
ہمہ موجود سید انوالی و سید مہر شاہ انکے دو پسر سید جماعت علی و سید رمضان علی
موجود سید انوالی ÷

وسید ملوک شاہ ابن سید داؤد شاہ ابن سید طالب علی شاہ محمد صالح ابن راسخدین

سید ملوک شاہ انکے دو پسر قادر شاہ و سید تکیہ شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید فقیر علی
انکے پسر سید مہر علی انکے پسر سید فتح علی شاہ انکے پسر سید نگاہی شاہ پسر سید گھیسٹے شاہ انکے
پانچ پسر سید گوہر شاہ و سید مہر شاہ سید مراد علی و سید پیر شاہ انکے دو پسر سید ساون شاہ
لاولد و سید ہاشم علی انکے دو پسر سید دسندی شاہ و سید فقیر شاہ موجود سید النوالی
و سید مراد علی انکے پسر سید جعفر شاہ انکے دو پسر سید چراغ علی لاولد و سید نیاز علی
انکے پسر سید لعل شاہ موجود سید یوالی سید مہر شاہ انکے چار پسر سید فیض علی و سید میرن شاہ
لاولد و سید بلند شاہ و سید نعمت شاہ انکے چار پسر سید پرورش علی و سید شیر شاہ
و سید حسن شاہ و سید عالم شاہ ہمہ موجود سید النوالی و سید بلند شاہ انکے چار پسر
سید گدی شاہ انکے پسر سید جلال شاہ موجود سید بوٹے شاہ و سید سردار شاہ و سید
مظہر علی انکے پسر سید جلال شاہ موجود سید سردار شاہ انکے پسر سید خیرات علی موجود
و سید بوٹے شاہ انکے پسر سید جعفر علی ہمہ موجود سید النوالی و سید مہر شاہ انکے تین
پسر سید گلاب شاہ لاولد و سید سوہنے شاہ و سید کپور شاہ انکے تین پسر سید امیر شاہ
و سید ولی شاہ و سید رمضان شاہ ہمہ موجود و سید سوہنے شاہ انکے چار پسر سید
دیوان شاہ سوہنے شاہ انکے تین پسر دیوان شاہ ہاشم شاہ دسندی شاہ انکے تین
قاسم شاہ ہاشم علی رسول شاہ ہمہ موجود سید النوالی و سید گوہر شاہ انکے چار پسر
سید فضل شاہ لاولد و سید حسن علی و سید تہدی شاہ سید بڈھے شاہ انکے پسر سید بوٹے شاہ
انکے پسر حیدر شاہ موجود و تہدی شاہ انکے دو پسر سید دسندی شاہ و سید سوہنے شاہ
انکے پسر سید علی شاہ موجود سید دسندی شاہ انکے پسر سید علی حسین موجود و سید حسن علی
انکے دو پسر سید فقیر شاہ و سید قالو شاہ انکے پسر سید احمد شاہ موجود سید فقیر شاہ انکے
تین پسر سید چمن شاہ و سید رمضان شاہ و سید علیسن شاہ ہمہ موجود سید النوالی و سید قادر شاہ
ابن سید ملوک شاہ بالا انکے دو پسر سید لطف علی و سید عادت علی شاہ انکے پسر
حیدر شاہ انکے پسر سید صفدر شاہ انکے پسر سید نور شاہ انکے تین پسر سید چراغ
و سید سید علی و سید شرف علی انکے چار پسر سید معصوم شاہ و سید شاہ دریا و سید
پرورش علی و سید مظہر علی لاولد و سید سید علی انکے پسر سید دیدار علی انکے پسر
جیونے شاہ انکے تین پسر سید گلاب شاہ و سید سکندر شاہ لاولد سید غلام نبی انکے

سید تیغ علی موجود و سید النوالی وسید چراغ علی انکے پسر سید دیوان شاہ انکے دو پسر
قدرت علی وسید گوہر شاہ انکے پسر سید امید علی انکے پسر سید عالم شاہ موجود و سید
قدرت علی انکے دو پسر سید بلند شاہ وسید بوٹے شاہ انکے پسر سید قالو شاہ موجود و سید
بلند شاہ انکے تین پسر سید برکت علی و ناصر شاہ وسید حاجی شاہ ہمہ موجود و سید النوالی وسید
لطف شاہ ابن سید قادر شاہ انکے پسر سید بنے شاہ انکے پسر سید غلام علی شاہ انکے پسر
سید حاکم شاہ انکے پسر سید علی شاہ انکے دو پسر سید شفاعت علی وسید برات علی انکے
دو پسر سید مظفر علی وسید جنگی شاہ انکے دو پسر سید ہاشم علی وسید رستم علی انکے
تین پسر سید وسندہی شاہ وسید حیدر شاہ وسید شمشیر علی ہمہ موجود وسید النوالی
وسید ہاشم علی ان کے تین پسر سید بالے شاہ وسید بڈھے شاہ وسید ملنگ شاہ
ہمہ موجود وسید النوالی وسید مظفر علی انکے تین پسر سید سکھے شاہ وسید مختار شاہ لاولد
وسید محب شاہ انکے دو پسر سید احمد شاہ وسید کاظم علی انکے دو پسر سید نتھے شاہ
وسید ہنگے شاہ موجود وسید احمد شاہ انکے دو پسر سید وارث علی وسید عجائب علی موجود
سید النوالی وسید شفاعت علی ابن سید علی شاہ انکے تین پسر سید منیر شاہ وسید گلاب شاہ
وسید حسین شاہ وسید بوٹے شاہ انکے دو پسر سید تیغ علی وسید خادم علی انکے تین پسر سید
کرم شاہ وسید جماعت علی وسید ماہی شاہ ہمہ موجود وسید النوالی وسید تیغ علی انکے تین پسر
سید غلام علی وسید حیدر شاہ وسید لکھن شاہ ہمہ موجود وسید النوالی وسید گلاب شاہ انکے چار پسر
تیغ شاہ وسید عالم شاہ وسید ولایت شاہ وسید نور علی انکے پسر خادم حسین موجود وسید النوالی سید
ولایت شاہ انکے دو پسر سید دلاور حسین وسید جیون شاہ موجود وسید منیر شاہ انکے چار
پسر سید خیر شاہ وسید ثابت علی وسید دسندی شاہ وسید روشن علی انکے پسر سید مظہر حسین موجود
وسید دسندی شاہ انکے پسر سید نظر حسین ہمہ موجود وسید النوالی پرگنہ ظفروال ضلع
سیالکوٹ پنجاب

سلسلہ نسب سادات خاندان شمسیہ عالیہ سبزواری موضع تغل شاہ

پرگنہ دسوعہ ضلع ہوشیار پور

سید بدرالدین شاہ ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری

نیز تبریزی بدرالدین سبزواری انکے پسر سید شاہ نذیرالدین انکے پسر سید شاہ فیروزالدین
وسید ظہیرالدین دولاولد و سید صغیرالدین انکے پسر سید شاہ فتح الدین انکے دو پسر سید
بہلول شاہ وسید زین العابدین انکے دو پسر سید نور محمدؐ وسید یار محمدؐ انکے پسر سید لشکر علی
انکے پسر سید حیدر علی انکے پسر سید قمر علی انکے پسر سید محمدؐ زمان انکے پسر سید گل محمدؐ انکے
تین پسر سید بوڑے شاہ وسید چھجو شاہ دولاولد وسید ولی شاہ انکے پسر سید نصیر شاہ انکے
دو پسر سید حامد علی وسید محمدؐ علی انکے پسر سید خیر شاہ انکے پسر سید تھو شاہ انکے پسر سید
طالب حسین لاولد وسید حامد علی انکے پسر سید شاہ سوار انکے پسر سید جیون شاہ انکے پانچ
سید عنایت علی وسید حسین شاہ وسید لعل شاہ وسید غلام حسین وسید مہر شاہ انکے پسر سید
عاشق حسین ہمہ موجود موضع تغل شاہ وسید نور محمدؐ ابن سید زین العابدین انکے پسر سید
محب شاہ انکے پسر سید محمدؐ شاہ انکے پسر سید علی شاہ انکے پسر سید نور شاہ انکے پسر سید
محب شاہ انکے پسر سید حافظ علی انکے پسر سید ولایت شاہ انکے دو پسر سید گوہر شاہ
لاولد وسید نور شاہ انکے تین پسر سید غلام علی وسید مراد علی دولاولد وسید سلطان علی
انکے چار پسر سید تیغ علی لاولد وسید جمال شاہ وسید ملتان شاہ لاولد وسید سبحان شاہ
سید جمال شاہ انکے پسر سید وسندی شاہ انکے پسر سید امام شاہ لاولد وسید سبحان شاہ
انکے پانچ پسر سید نتھے شاہ وسید میر حسین دولاولد سید فتح علی وسید چراغ علی وسید
حسین شاہ انکے پسر سید فضل حسین موجود تغلشاہ وسید چراغ علی انکے پسر اصغر علی
موجود وسید فتح علی انکے تین پسر سید فیض علی وسید حاضر حسین وسید مبارک علی موجود
لبتی تغل شاہ وسید بہلول شاہ ابن سید فتح الدین انکے پانچ پسر سید ناصر علی وسید
سردار علی وسید نثار علی وسید شاہ محمدؐ وسید قاسم علی انکے پسر سید سردار علی انکے
پسر سید شیر علی انکے پسر سید حیدر علی انکے دو پسر سید قادر شاہ لاولد وسید قاسم
انکے دو پسر سید دولت شاہ لاولد وسید ملوک شاہ انکے دو پسر سید اسد اللہ شاہ
لاولد وسید قادر شاہ انکے انکے پسر سید رحمان شاہ انکے تین پسر سید جماعت علی وسید
مراد علی دولاولد وسید نادر علی انکے پسر دو سید امیر علی لاولد وسید ولی انکے دو پسر
سید رحمت علی لاولد وسید سبز علی موجود لبتی تغل شاہ وسید شاہ محمدؐ ابن سید بہلول
انکے پسر سید فتح شاہ انکے پسر سید محمدؐ شاہ انکے تین پسر سید سردار شاہ وسید

نبر شاہ لاولد وسید مراد شاہ انکے شش پسر سید برخوردار شاہ وسید بلاول شاہ وسید
سلیم شاہ کریم شاہ وسید امام شاہ ہاپنج لاولد وسید سلطان شاہ انکے تین پسر سید محمدؐ شاہ
ولد سید احمد شاہ وسید رحم شاہ انکے پسر سید دسنادی انکے تین پسر سید نتھو شاہ وسید باقر شاہ
لاولد وسید کاکی شاہ انکے تین پسر سید وارث شاہ لاولد سید دیدار علی وسید دیوان شاہ انکے
پسر سید علی شاہ لاولد وسید دیدار علی انکے پسر سید حسین شاہ لاولد *

سید نور رنگ شاہ ابن سید قاسم علی ابن سید سید حیدر علی ابن سید شیر علے
ابن سید سردار علی ابن سید قاسم علی ابن سید بہلول شاہ ابن سید شاہ فتح الدین *

سید نور رنگ شاہ انکے انکے پسر سید دوست محمدؐ انکے پسر سید غوث محمدؐ
انکے دو پسر سید جیون شاہ وسید خواجہ شاہ انکے دو پسر سید نتھے شاہ لاولد وسید
برکت علی انکے پسر سید سردار علی گم شدہ *

وسید احمد شاہ ابن سید سلطان شاہ ابن سید مراد شاہ ابن سید محمدؐ شاہ ابن
سید فتح شاہ ابن سید شاہ محمدؐ ابن سید بہلول شاہ سید احمد شاہ انکے چار پسر سید مہر علی
وسید امیر شاہ وسید محمدؐ شاہ لاولد وسید رضا علی انکے دو پسر سید ستار شاہ وسید
فیض علی انکے پسر سید محراب شاہ انکے پسر سید امام علی انکے دو پسر سید عزمت علی و
سید نہدی شاہ لاولد سید ستار شاہ انکے چار پسر سید جمی شاہ سید صدر شاہ ہرسہ لاولد
بدلی شاہ وسید ملتان شاہ انکے چار پسر سید سانول شاہ وسلطان شاہ وسید فرزند علی
ہرسہ لاولد وسید ولایت شاہ انکے پسر سید حسین شاہ موجود بستی تغلشاہ وسید زند علی
ابن سید بہلول شاہ انکے پسر سید مراد علی انکے پسر سید ناصر علی انکے پسر سید زندہ شاہ
انکے دو پسر سید مصطفےٰ شاہ وسید قائم علی انکے دو پسر سید بہادر شاہ وسید
مرتضےٰ شاہ انکے تین پسر سید ہدایت شاہ وسید حیات شاہ سید سالت شاہ انکے دو
پسر سید امیر شاہ لاولد وسید عظیم شاہ انکے پسر جماعت علی انکے تین پسر سید نیاز علی
وسید اکبر شاہ لاولد وسید شفاعت علی انکے پسر سید شاہ محمدؐ موجود بستی تغلشاہ وسید
حیات شاہ انکے پسر سید فرزند علی انکے پانچ پسر سید عجائب شاہ وسید سبحان شاہ
وسید دیوان ہرسہ لاولد وسید نواب شاہ پسر سید اکبر علی انکے پسر سید گوہر شاہ انکے
دو پسر سید عاشق حسین وسید نظیر حسین موجود موتغلشاہ وسید نواب شاہ انکے پسر سید

اکبر علی وسید شاہ دین علی انکے پسر سید لطف شاہ لاولد وسید بہادر شاہ ابن سید قائم علی انکے دو پسر سید تھمو شاہ وسید کامل شاہ انکے چار پسر سید مدد علی وسید محبّ علی شاہ وسید عاکم علی وسید قاسم علی انکے پسر سید محمدؐ شاہ لاولد وسید تھمو شاہ انکے پسر سید غلام شاہ انکے دو پسر سید مہتاب شاہ لاو وسید عزت شاہ انکے دو پسر سید صفت علی وسید شجاعت علی انکے شش پسر سید احمد شاہ وسید سرخ شاہ وسید ولایت شاہ وسید حیدر شاہ وسید ہدایت شاہ گم شدہ وسید ضمیر حسین موجو وسید ولایت شاہ انکے چار پسر سید مظفر حسین لاولد وسید صادق علی وسید وارث علی وسید محسن علی ہر سہ موجو وبستی تغلشاہ سید مصطفےٰ شاہ ابن سید ننادہ شاہ انکے دو پسر سید امیر شاہ وسید چراغ شاہ انکے دو پسر سید جیون شاہ لاولد وسید شاہ نواز انکے چار پسر سید گلاب شاہ وسید نواب شاہ تغل شاہ بہادر شاہ حسن علی ہر سہ لاولد وسید وارے شاہ انکے پسر سید بوٹے شاہ انکے پسر سید عطر شاہ انکے پسر سید مستان شاہ لاولد وسید امیر شاہ انکے پانچ پسر سید سمندر علی وسید ناصر علی وسید فیض علی انکے پسر سید کرم شاہ انکے پسر سید قطب شاہ انکے پسر سید نظر علی انکے چار پسر سید عجائب شاہ وسید گلاب شاہ وسید گوہر شاہ وسید صابر شاہ ہمہ لاولد وسید قطب شاہ انکے پسر سید آلہی شاہ موجو وبستی تغلشاہ وسید ناصر علی انکے دو پسر سید قمر علی وسید بڈھے شاہ انکے پسر سید نتھے شاہ لاولد وسید قمر علی انکے دو پسر سید ملتان شاہ لاولد وسید جمال شاہ انکے دو پسر سید احمد علی لاولد وسید چانن شاہ انکے پسر سید بڈھے شاہ موجو وبستی تغلشاہ ڈاکخانہ حاجی پور پرگنہ دسوعہ ضلع ہوشیارپور ایک روضہ میں پانچ بزرگوں کی مزاریں ہیں موضع تغل شاہ میں۔

فرع چہارم

سلسلۃ النسب سادات علاقہ بجواتہہ خاندان شمسیہ عالیہ سبزواری شیعہ اثنا عشریہ صوفیہ نوربخشیہ

سید شمس الدین ابن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمدؐ سبزواری ابن سید ولی آل محمدؐ جناب شمس الدین سبزواری نیر تبریزی مدفون ملتانی۔ سید شمس الدین انکے پسر علاالدین انکے پسر سید سبز علی انکے تین پسر سید قاسم علی وسید بلند شاہ وسید بہاول شاہ انکے پسر سید نور شاہ انکے پسر کرم علی انکے پسر سید لطف شاہ انکے پ

سید محبوب شاہ انکے چار پسر سید کپور شاہ و سید غلام شاہ و سید مہدی شاہ و سید کاکی شاہ
انکے تین پسر سید سوہنے شاہ و سید تراب شاہ لاولد و سید نتھو شاہ انکے پسر سید
فضل حسین موجود پل بجوال ضلع سیالکوٹ سید مہدی شاہ انکے دو پسر سید نتھو شاہ و سید
انار شاہ انکے دو پسر سید ملہی شاہ و سید حسین شاہ موجود بمقام حجانہ بیلہ۔

و سید غلام شاہ انکے پسر سید ہری شاہ انکے پسر سید گوڈر شاہ انکے تین پسر سید
رسول شاہ لاولد و سید مردان شاہ انکے پسر سید شاہ علی لاولد و سید قالو شاہ انکے پسر
سید حشمت شاہ انکے تین پسر سید ضمیر حسین و سید محمد حسین و سید سردار شاہ ہمہ موجود پنڈ
ہی و سید کپور شاہ انکے تین پسر سید جواہر شاہ و سید حیات شاہ و سید فضل شاہ انکے
دو پسر سید شاہ علی لاولد و سید جلال شاہ انکے پسر سید جیون شاہ موجود ہیل بجوان و سید
حیات شاہ انکے تین پسر لکھن شاہ و سید عیدی شاہ و سید جلال شاہ انکے دو پسر سید پیر شاہ
و سید حیدر شاہ انکے پسر سید عنایت شاہ ہمہ موجود بمقام کوہڑہ پرگنہ الہوز ضلع جموں
و سید جواہر شاہ انکے پسر سید نکو شاہ انکے پسر سید سبز علی انکے پسر نمانی شاہ انکے پسر
سید ٹھر شاہ و سید مہر شاہ و سید عدالت شاہ و سید بوٹے شاہ ہمہ موجود بمقام نکہ
تحصیل اکھنور و سید بلند شاہ بن سید سبز علی شاہ انکے پسر سید حسین علی انکے دو پسر سید
سلطان شاہ و سید فضل حسین انکے پسر سید عطا حسین انکے پسر سید کامل شاہ پسر سید
سلطان انکے پسر سید عادل شاہ انکے دو پسر سید غلام علی شاہ و سید ملتان شاہ انکے پسر سید
...شاہ انکے پسر سید طالب حسین موجود نکہ تحصیل کھنور و سید غلام علی شاہ انکے تین
پسر سید بلند شاہ و سید حاکم شاہ و سید سمندر شاہ انکے دو پسر سید حیات شاہ
... شاہ علی انکے تین پسر سید رسول شاہ و سید قایم علی و سید مہدی شاہ ہمہ بمقام
تحصیل اکھنور ضلع جموں و سید سلطان شاہ ابن سید حسین علی انکے پسر سید
...شاہ انکے تین پسر سید مہر شاہ و سید گل محمد و سید غلام حسین انکے پسر سید الطاف حسین
...نکے پسر سید فضل حسین انکے پسر سید محمد شاہ انکے پانچ پسر سید مست علی و سید
...علی شاہ و سید مراد علی شاہ و سید گوہر شاہ و سید جیون شاہ انکے پسر سید ملک شاہ
سید حیات شاہ و سید حاکم شاہ انکے دو پسر سید لکھمن شاہ و سید دیوان شاہ
...نکے دو پسر سید لعل شاہ و سید نتھو شاہ انکے پسر سید حیدر شاہ موجود بمقام گکوال

پرگنہ سیالکوٹ

وسید حیات شاہ انکے چار پسر سید بڑھے شاہ سید ملتان شاہ سید سلطان شاہ
سید ملنگ شاہ انکے پسر سید محمد شاہ ہمہ موجود موضع مروال تحصیل سیالکوٹ و
ملک شاہ انکے چار پسر سید غلام علی و سید شاہ سوار و سید قالو شاہ ہمہ لاولد و سید
نہال شاہ انکے پسر سید پیر شاہ انکے دو پسر سید علی شاہ و سید سردار شاہ موجود
مروال و سید گوہر شاہ بن محمد شاہ انکے تین پسر سید حبیب شاہ و سید سرور شاہ
و سید بہار شاہ انکے پسر سید علی اصغر موجود مروال و سید سردار شاہ انکے دو پسر
سید عنائت شاہ و سید کرم حسین موجود مروال و سید حبیب شاہ انکے پسر سید
ہاشم علی انکے پسر سید طالب حسین موجود مروال و سید مراد علی بن محمد شاہ انکے پ
دو سید رلدو شاہ و سید ملتان شاہ انکے پسر سید مہر شاہ موجود بمقام گڑھہ و س
رلدو شاہ انکے دو پسر سید مہر شاہ و سید لہی شاہ موجود گڑھہ و سید شیر شاہ بن مح
شاہ انکے پسر سید جہانگیر شاہ انکے تین پسر سید لہی شاہ انکے دو پسر سید اکبر
و سید محمد حسین موجود گگی والی پرگنہ سیالکوٹ و سید ست علی بن محمد شاہ انکے پ
سید مہر شاہ انکے تین پسر سید گلاب شاہ و سید مہتاب شاہ لاولد و سید مکھن شاہ انکے
حاجی شاہ موجود ہیل بجوان و سید گل محمد شاہ بن سید آلہی شاہ انکے تین پسر سید بڈھن
و سید عظیم شاہ و سید غلام شاہ انکے پسر سید شاہ میاں انکے پسر چار سید نور ش
و سید پیر شاہ و چھنگن شاہ و سید حاکم شاہ انکے پسر سید احمد شاہ ہمہ موجود اس
تحصیل بھمبر ضلع میرپور چالک ریاست کشمیر و سید عظیم شاہ انکے دو پسر س
عطر شاہ و سید شاہ علی لاولد و سید بڈھن شاہ انکے پسر سید ولایت شاہ انکے پ
پیر شاہ موجود چوگ پور و سید مہر شاہ بن سید آلہی انکے پسر سید مصطفیٰ شاہ ا
پسر سید امیر علی شاہ انکے تین پسر سید ذاکر علی شاہ لاولد و سید گل شاہ س
حسین علی انکے دو پسر سید گلاب شاہ و سید دمنادی شاہ انکے دو پسر سید غلا
و سید نتھو شاہ موجود چوگ پور و سید گل شاہ انکے دو پسر سید جیون شاہ
مہتاب شاہ انکے دو پسر سید بھولے شاہ لاولد امام شاہ انکے دو پسر س
سلطان شاہ و سید حاکم شاہ انکے دو پسر سید گھسیٹے شاہ و سید نوٹے شاہ ہمہ موجود چوگ پور و سید

انکے پسر سید میرن شاہ انکے دو پسر سید غلام حیدر و سید شاہسوار انکے دو پسر سید برکت علی موجود سید غلام حیدر انکے پسر احمد شاہ موجود چوگ پور پرگنہ سیالکوٹ سید قاسم علی ابن سید سبز علی مذکورہ بالا انکے دو پسر سید جمال شاہ عنایت شاہ انکے پسر سید ولایت شاہ انکے پسر سید محبوب شاہ انکے پسر سید گلاب شاہ انکے پسر سید امیر شاہ انکے پسر سید سید علی انکے پسر سید دیدار علی انکے تین پسر سید نور شاہ لاولد و سید شیر شاہ و سید جعفر علی انکے پسر سید عالم شاہ انکے پسر سید لکھن شاہ موجود مقام میرپور تحصیل جموں و سید شیر شاہ انکے پسر سید غریب شاہ انکے دو پسر سید بڈھن شاہ و سید مہر شاہ انکے پسر سید خیرات شاہ موجود گوندل و سید بڈھن شاہ انکے پسر سید کرم حسین موجود بمقام گوندل پرگنہ سیالکوٹ ۔

سید جمال شاہ بن سید قاسم علی انکے پسر سید محبوب شاہ انکے دو پسر سید محمود شاہ انکے پسر سید ہدایت شاہ انکے دو پسر سید محبوب شاہ و سید گلاب شاہ انکے پسر سید محمود شاہ انکے سید محمد شاہ انکے پسر سید ہاشم علی انکے پسر سید فتح شاہ انکے دو پسر سید ثابت علی و سید غلام اصغر انکے دو پسر سید ستارہ شاہ و سید ندا حسین ان کے پسر سید سردار شاہ انکے پسر سید ملنگ شاہ انکے پسر سید تھیو شاہ موجود بجوال سید ستارہ شاہ انکے چار پسر سید اکبر شاہ سوار لاولد و سید نظر شاہ سید کرم شاہ انکے پسر سید میرن موجود و سید نظر شاہ انکے دو پسر سید روشن شاہ و سید شاہ محمود موجود بمقام سہال علاقہ منگل دے ضلع جموں سید ثابت علی انکے تین پسر سید مہتاب شاہ سید ستار شاہ و سید عطر شاہ انکے تین پسر سید قالی شاہ سید کرم شاہ لاولد و سید بلند شاہ موجود مقام جمانہ بیلہ و سید ستار شاہ انکے چار پسر سید نظر شاہ و سید فقر شاہ لاولد و سید بڈھی شاہ سید سبز علی انکے چار پسر سید پیر شاہ و سید اکبر شاہ و سید مہدی شاہ و سید برکت شاہ ہمہ موجود مقام بہروال تحصیل اکھنور ضلع جموں و سید مہتاب شاہ انکے تین پسر سید امامت شاہ سید محمود شاہ دو پسر سید محمد شاہ و سید خیرات علی و سید چمن شاہ انکے پسر سید مدد شاہ انکے دو پسر سید طالب حسین و سید سید علی موجود دبہروالی و سید امامت شاہ انکے تین پسر سید بانکو شاہ و سید مدد میاں و سید تیغ علی انکے پسر سید قربان شاہ موجود دبہروال و سید مدد میاں انکے پسر سید

فضل حسین موجود بہر وال وسید محبوب شاہ بن ہدایت شاہ انکے تین پسر سید امین شاہ وسید
احمد شاہ وسید بانع علی انکے پسر سید اکبر شاہ انکے پسر سید فوجی شاہ انکے تین پسر سید علی
سید رحمت علی وسید لعل شاہ انکے دو پسر سید حیدر شاہ و سید نادر شاہ انکے پسر سید
سلطان موجود پنج گرائیں وسید حیدر شاہ انکے دو پسر سید لطف شاہ و سید امام شاہ
لاولد وسید رحمت علی انکے پسر سید ملک شاہ انکے دو پسر سید قطب شاہ لاولد
وسید بلند شاہ انکے پسر سید حسین شاہ موجود جڑانوالہ ضلع لائلپور سید احمد شاہ انکے
پسر انکے پسر سید بہادر شاہ انکے تین پسر سید احمد شاہ وسید گلاب شاہ و سید مہتاب شاہ
انکے پسر سید چراغ شاہ انکے پسر سید نور شاہ موجود بمقام نکہ وسید گلاب شاہ انکے
دو پسر شاہ سوار وسید تیغ علی انکے تین پسر سید بہلے شاہ وسید بہاول شاہ وسید
کریم شاہ ہر موجود مقام نکہ وسید شاہسوار انکے تین پسر سید ثابت علی وسید پیر شاہ وسید
اکبر شاہ انکے چار پسر سید دیوان شاہ وسید فرمان علی وسید شاہ سائیں
وسید نظر حسین ہمہ موجود مقام نکہ وسید پیر شاہ انکے تین پسر سید ڈھونڈے شاہ
وسید محمد شاہ وسید عنایت شاہ ہمہ موجود مقام نکہ وسید احمد شاہ انکے پسر سید
تیمور شاہ انکے پسر سید حسین شاہ موجود بمقام نکہ ضلع جموں سید امین شاہ
ابن سید محبوب شاہ انکے پسر سید سید علی انکے پسر سید قمر علی انکے تین پسر
سید جعفر شاہ وسید امید علی وسید نظام شاہ انکے دو پسر سید حیدر شاہ وسید
مہر شاہ انکے تین پسر سید میرن شاہ لاولد وسید عطر شاہ وسید لعل شاہ انکے پسر سید مہتاب شاہ
موجود کوٹلی وسید حیدر شاہ انکے دو پسر سید امیر شاہ وسید مصطفےٰ شاہ انکے پسر سید توکل
انکے دو پسر سید امام شاہ وسید امانت علی موجود سیٹرہ وسید امیر شاہ انکے دو پسر سید الف شاہ لاولد وسید
شاہ انکے تین پسر سید قاسم علی وسید لعل شاہ وسید ثابت علی موجود بمقام سیٹرہ پرگنہ سیالکوٹ وسید امید علی
پسر سید بوٹے شاہ انکے تین پسر سید فضل شاہ وسید بڈھن شاہ لاولد وسید بلند شاہ انکے تین پسر سید ہاشم
وسید انار شاہ وسید تیغ علی انکے پسر سید تیمیر علی موجود کوٹلی وسید جعفر شاہ انکے دو پسر سید تار شاہ وسید سلطان
انکے پسر سید تراب علی شاہ انکے پسر سید فقیر شاہ موجود کوٹلی وسید نثار شاہ انکے پسر سید لکھن شاہ انکے چار پسر سید گوہر
وسید فتح شاہ وسید خیرایت علی وسید ثابت علی انکے دو پسر سید غلام حسین وسید خادم حسین موجود کوٹلی وسید انار
انکے تین پسر بانع علی وسید فرزند علی وسید سید علی موجود کوٹلی تحصیل ضلع سیالکوٹ۔

سید پیر صدرالدین کے حقیقی برادران کی نسل کا شجرہ نسب تمام کتاب ہذا میں لکھدیا ہے

اور سید پیر صدرالدین کی اولاد بکثرت ہوئی ہے آپکے فرزند سید حسن کبیرالدین کے اٹھارہ فرزند تھے
بارہ صاحبزادوں کی نسل سے بارہ قبیلہ سادات عظام خاندان شمسی سبزواری کے ہیں
جو تمام انڈیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اوپر سب کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ جس قدر اولاد سید نصیرالدین
محمد پسر کلاں حضرت شاہ شمس الدین سبزوار مدفون ملتان کے تھے۔ اب حالات
اولاد سید احمد شکربار کا یہ فقیر عرض کریگا کہ برائے آگاہی ناظرین ہو سید حسن کبیرالدین
کا خطاب کفرشکن کیوں ہے۔ آنحضرت دونوں باپ بیٹا پیر صدرالدین و پیر حسن کبیرالدین
جنہوں نے تمام علاقہ کوکن گجرات کاٹھیاواڑ سندھ پنجاب کے تمام اضلاع میں
دعوت اسلام شروع کی۔ اور لوہانہ قوم کو خواجہ مسلمان بنایا۔ اور اہل ہنود کو اسلام
میں داخل فرمایا۔ یہ صاحب اولاد حضرت شاہ شمس ولی آل محمد سے بڑے جلیل القدر
بزرگ گذرے ہیں۔ بیس لاکھ کی جماعت ہے۔ جو حضرت آغا خان صاحب کے ماتحت
ہے اور سید امام شاہ ابن سید حسن کبیرالدین نے طریقہ امام شاہی جاری کیا۔ پندرہ
لاکھ کی جماعت ہے جو انکے ماتحت ہے۔ ملفوظ کمالیہ میں لکھا ہوا ہے۔ کہ سید کبیرالدین
نے مقام اوچ شریف جو لوہانہ قوم کے لوگ دریا گنگ پر جارہی تھی۔ اسکو گنگ کا
غسل اوچ میں کرادیا تھا۔ اسلیئے وہ قوم مسلمان ہوئی۔ انکا گوروہ لعل اوڈیرا اوچ میں
رکھا تھا۔ اوس قوم کے بزرگوں نے عرض کی۔ کہ جناب ہمارا گورو بھی اسلام میں داخل
ہو جاوے۔ تو بہتر ہے۔ آنحضرت کے دو شخص خدمتگار تھے۔ ایک کا نام دریا بابل
تھا اور دوسرے کا نام دایا شہابل تھا۔ انکی مزاریں بھی آپ کے روضہ انور کے
ہر پاؤں کیطرف موجود ہیں۔ آپ نے ان کو فرمایا کہ لعل اوڈیرا حکیم کو جاکر کہدو
کہ ہمارا علاج کرو جب دایا بابل شہابل اوسکے پاس گئے اور کہا اوسنے صاف جواب دیا
اور کہنے لگا میں اوسکی صورت نہ دیکھونگا آپ کا یہ کمال تھا۔ کہ جو شخص آنحضرت کا
روئے مبارک دیکھتا تھا۔ کلمہ طیب پڑھ لیتا تھا۔ اسلیئے وہ آپ کی صورت دیکھنے
سے نفرت کرتا تھا۔ بفرمائش سید پیر فضل الدین بخاری اوس طبیب نے قارورہ طلب
کیا۔ جب دایا بابل شہابل میں حضرت کا قارورہ لیکر گیا۔ تو اوسنے دور سے کہا قارورہ

زمین پر ڈالدے جب قارورہ کی طرف لعل اوڈیرا نے نظر کرتے کلمہ طیب حضرت محمد صلعم کا پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔ اوسکی نسل سے اوچ ملتان بہاولپور وغیرہا مقامات جو خواجہ لوگ ہیں۔ وہ پیشابی خوجی کہلاتے ہیں۔ اور اس خاندان کے مرید ہیں۔ اور لعل اوڈیرا کو خطاب شیخ طاہر کا عنایت ہوا۔ اس کا روضہ بارہ کوس حیدر آباد سندھ سے موجود ہے اوسکی مزار پر بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے۔ آنحضرت کے ہزارہا خارق عادات مشہور اس فقیر نے باعث طول مختصر ایک کرامات لکھدی ہے تمام اولاد اونکی کے کرامات نہیں لکھے گئے صرف شجرہ نسب فراہم کرکے لکھدیا ہے۔

حضرت شمس ولی آل محمدؐ کے دوسرے خورد فرزند کی نسل کا بیان

سید علاء الدین احمد شکر بار زندہ پیر روضہ قصبہ نرڑ علاقہ جے پور ریاست لوہارو کے قریب ہے۔ سید احمد شکر بار زندہ پیر ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری نیز تبریزی سید حاجی احمد شکر بار انکے پسر سید حضرت مخدوم مولانا سید شمس الدین ثانی المعروف خواجگی صاحب کرڑے ابن سید سلطان شاہ خلیفہ غازی شاہ سعید احمد المعروف بہ منیم پیر سید احمد شکر بار ابن حضرت شاہ شمس الدین ملتانی العریضی المعروف بہ شاہ شمس تبریز حسینی اسماعیلی اثنا عشری نوربخشی شاہ قاسم انوار +

سید شمس الدین خواجگی صاحب کی مزار پر انوار پر مقام گڑا میں یہ اشعار تحریر ہیں۔ اور روضہ انور آپ کا دریائے گنگ کے کنارہ پر موجود ہے ؎

برائے خدا اے عزیزانِ من	نولیسید بر گورِ من این سخن
کہ چوں خواجگی در تہِ خاک شد	نکو شد کہ خس کم جہاں پاک شد

ور آنحضرت کی مزار پُر انوار آپ کی تاریخ ولادت وفات بھی ایک سنگ سفید پر کندہ ہے۔ تاریخ تولد سنہ ۶۶۹ہجری اور ۴ ماہ محرم ہے۔ تاریخ وفات سنہ ۷۰۹ ہجری ہے۔ روز جمعہ ۱۵ شعبان ہے۔

سید شمس الدین ثانی انکے پسر سید مخدوم اسد اللہ انکے پسر سید ظہیر الدین ان کے ہفت پسر سید محمد شہاب الدین مبارک و سید محمد راجی و سید مخدوم عا

وسید بہاؤالدین عرف بھیگہ وسید رکن عالم وسید حسام الدین وسید لادن شاہ۔
سید محمد شہاب الدین مبارک انکے پسر سید محمد فریدالدین انکے پسر سید محی الدین
انکے پسر سید محمد ضیاءالدین عرف منجلی انکے پسر سید محمد مبارک انکے پسر سید محمد
خواجہ احمد ان کے پسر سید محمد عبدالحلیم انکے پسر سید شاہ محمد تاج انکے پسر سید
شاہ محمد نجیب الدین انکے پسر سید شاہ محمد فیاض عرف شاہ غلام حضرت انکے پسر
سید شاہ محمد مخدوم بخش انکے پسر سید شاہ شمس الدین ان کے دو پسر سید شاہ رکن الدین
احمد و سید ظہیرالدین احمد انکے پسر سید احمد کبیرالدین موجود اللہ آباد و سید شاہ رکن الدین احمد
انکے پسر سید کبیرالدین احمد انکے دو پسر سید رشید الدین احمد و سید عمادالدین محمد ہر سہ موجود
بمقام کھڑا سید کبیرالدین احمد سجادہ نشین مزار پُر انوار حضرت شمس الدین ثانی خواجگی پر ہے۔
بمقام قصبہ کھڑا ضلع اللہ آباد ہندوستان۔

سیّد محمدّ راجی شاہ ابن سیّد ظہیرالدّین

سید محمدؒ راجی شاہ انکے پسر سید عبدالغنی انکے پسر سید کمال الدین انکے پسر سید شاہ
امن اولیاء انکے پسر سید علاءالدین انکے پسر سید ظہیرالدین انکے پسر سید باقر شاہ انکے
پسر سید محمد شاہ انکے تین پسر میراں ذوالفقار علی وسید کرم شاہ وسید مہر شاہ انکے
دو پسر سید سردار شاہ وسید سرور شاہ ہر دو لاولد وسید میراں ذوالفقار علی انکے پسر
سید سردار علی انکے دو پسر سید مظفر علی وسید چراغ علی انکے پسر سید امیر صاحب
موجود لاہور وسید مظفر علی دو پسر سید الطاف علی وسید افتخار علی موجود لاہور اندرون
موچی دروازہ کوچہ کھجور والہ وسید کرم شاہ انکے چار پسر سید حسین علی وسید حسن علی
وسید مدد علی وسید شرف علی انکے دو پسر سید گھسیٹے شاہ لاولد وسید فتح علی انکے
تین پسر سید امام علی وسید کرم علی وسید حسین علی ہر سہ موجود بمقام ملکھا نوالہ ضلع گوجرانوالہ
وسید مدد علی انکے چار پسر سید دیدار علی وسید نواب شاہ وسید دولت شاہ وشفاعت
انکے دو پسر سید مبارک شاہ وسید تاج علی شاہ موجود لاہور کٹڑہ ولی شاہ وسید
دولت شاہ انکے چار پسر سید باقر شاہ وسید حیدر شاہ وسید عباس علی وسید غلام عباس

انکے دو پسر سید امجد علی و سید محمد حسین انکے دو پسر سید رضا حسن و سید نثار حسین ہمہ موجود
لاہور کٹڑہ ولی شاہ و سید حسن علی انکے پانچ پسر سید گلاب شاہ لاولد و سید مہتاب شاہ
و سید امیر شاہ و سید قائم علی و سید عظیم شاہ انکے پسر سید بہار شاہ انکے پسر سید اقبال
حسین موجود لاہور کٹڑہ ولی شاہ و سید قائم علی انکے پسر سید عزیز شاہ موجود کٹڑہ ولی
شاہ لاہور و سید امیر شاہ انکے پسر سید احمد شاہ موجود لاہور و سید مہتاب شاہ
انکے پسر سید اصغر علی موجود لاہور کٹڑہ ولی شاہ و سید حسین علی انکے پسر سیّد
گلزار علی انکے تین پسر سید چراغ شاہ و سید عالم شاہ و سید خیر شاہ انکے دو
پسر سید نادر شاہ و سید چانن شاہ ہمہ موجود لاہور کٹڑہ ولی شاہ +

سیّد بہاء الدّین ابن سیّد ظہیر الدّین

سید بہاء الدین عرف میراں بھیکھ انکے دو پسر سید عبد الغنی و سید ابراہیم انکے پسر
اسحاق بندگی انکے پسر محمد زاہد انکے پسر سید عبد الغنی انکے پسر سید فتح محمد انکے
پسر سید محمد غوث شاہ جیو انکی اولاد بمقام موضع بہادر پور و قطب پور ضلع فتح پور
ہندوستان میں آباد ہے۔ یہ حضرات اپنی نسب سے بے خبر ہیں۔ اور سرکار گورنمنٹ
کی جانب سے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ سید کبیر الدین احمد کرٹے سے آنا
ہوا ہے۔ و سید عبد الغنی انکے پسر سید شاہ میر میراں انکے پسر سید عبد ا
انکے پسر سید شرف علی انکے پسر سید امیر حسینی انکے پسر سید کمال شاہ انکے
سید سانون شاہ انکے دو پسر سید قاسم شاہ و سید حسن شاہ انکے پسر سید محمد شاہ
انکے پسر سید بڈھے شاہ انکے دو پسر سید فضل شاہ و سید مہر شاہ انکے دو
سید چراغ شاہ موجود و سید فضل شاہ انکے دو پسر سید ولی شاہ و سید شاہ
ہمہ موجود بمقام مل میجوی باجوی پرگنہ ناروال ضلع سیالکوٹ و سید قاسم شاہ
حرمت علی و سید احمد شاہ انکے پسر سید اکبر شاہ انکے چار پسر سید شیر شاہ و سید الف شاہ
و سید علی شاہ و سید اصغر علی ہمہ موجود بخی پور پرگنہ رعیہ۔ و سید حرمت علی ان کے
تین پسر سید امیر شاہ و سید حسین شاہ و سید حیدر شاہ انکے پسر سید سردار

لاولد و سید حسین شاہ انکے دو پسر سید سردار شاہ و سید لال شاہ لاولد و سید امیر شاہ
انکے تین پسر سید امام علی و سید رستم علی و سید فتح علی انکے پسر سید امداد علی موجود
سیدو کی و سید رستم علی انکے دو پسر سید احمد شاہ و سید نور شاہ موجود سیدو کی و سید
امام علی ان کے چار پسر سید طلب علی و سید احمد علی و سید سردار علی و سید دیدار علی ہمہ
موجود بمقام سیدو کی پرگنہ رعیہ ضلع سیالکوٹ *

جناب حضرت پیر شاہ شمس الدین سبزواری تبریزی انکے فرزند خورد سید علاء الدین
حاجی احمد شکر بار انکے پسر سید شمس الدین ثانی خواجگی صاحب انکے پسر سید مخدوم
اسعد اللہ انکے پسر سید مخدوم محمد ظہیر الدین انکے سات پسر فرزند کلان سید محمد شہاب
الدین مبارک و سید محمد راجی و سید مخدوم عالم و سید بہاء الدین عرف سید میران بھیکھ
و سید رکن عالم سید حسام الدین و سید لاولد و سید محمد شہاب الدین مبارک انکے
پسر سید محمد مراد الدین انکے تین پسر سید محی الدین محمد و سید ابو الفتح و سید جلال
الدین انکے پسر سید محمد صالح انکے پسر سید منور علی انکے دو پسر سید طہٰ لاولد
و سید بہاء الدین انکے پسر سید معین الدین آزاد انکے پسر سید فیض اللہ ان کے
دو پسر سید غلام خواجگی و سید شبیر علی *

و سید ابو الفتح انکے پسر سید محمد خواجگی انکے پسر سید محمد کمال الدین انکے پسر
سید طیب علی انکے پسر سید خواجگی انکے دو پسر سید غلام محمد و سید دانیال ۔

و سید محی الدین محمد انکے دو پسر سید محمد ضیاء الدین سید محمدی انکے تین پسر سید
نزل لاولد و سید لاولد و سید خان محمد انکے دو پسر سید عبد الحلیم و سید معظم و سید
عبد الحلیم انکے پسر سید عبد القادر لاولد و سید معظم انکے پسر سید یوسف عرف
سید ٹہی انکے دو پسر سید قاسم و سید فیض اللہ لاولد و سید لاولد انکے پانچ پسر
سید یعقوب علی لاولد و سید بھیکھ و سید سائی و سید سودس و سید عبد اللہ انکے
پسر سید قربان اللہ و سید قاسم علی لاولد و سید سودس انکے دو پسر سید شمس الدین
سید غلام محی الدین انکے پسر سید معز الدین *

و سید سائی انکے دو پسر سید داؤد و سید حسن انکے دو پسر سید سراج الدین و سید
امام محمد لاولد و سید بھیکھ انکے چار پسر سید محمد عادل سید محمد مراد و سید دوست محمد

وسید محمد فاضل انکے پسر سید عبد الباقی وسید دوست محمد انکے پسر سید محمد شفیع +
وسید محمد ضیاء الدین ابن سید محی الدین محمد انکے پسر سید محمد مبارک مہنگے ان کے پسر سید محمد خواجہ احمد انکے تین پسر سید سید محمد عبد الحلیم وسید عبد الرحیم وسید محمد عبد الرزاق انکے دو پسر سید محبوب وسید عبد العزیز انکے پسر سید محمد شاہ وسید محبوب شاہ انکے دو پسر سید محمد شاہ وسید محمد منیر وسید عبد الرحیم انکے دو پسر سید غلام محمد وسید غلام محی الدین انکے دو پسر سید نوبہ محمد وسید غلام رسول انکے پسر یار محمد ۔ وسید غلام محمد انکے دو پسر سید شاہ محمد وسید شکر اللہ انکے پسر سید منیر وسید شاہ محمد انکے پسر سید خلیل +
وسید محمد عبد الحلیم انکے دو پسر سید محمد شمس الدین لاولد وسید تاج الدین انکے پسر محمد نجیب الدین انکے پسر سید محمد فیاض انکے پسر سید مخدوم بخش انکے دو پسر سید شمس الدین وسید تاج الدین انکے پسر سید محمد عبد الرحمان لاولد وسید شمس الدین انکے دو پسر سید ظہیر الدین وسید رکن الدین احمد انکے پسر سید کبیر الدین احمد انکے دو پسر سید رشید الدین احمد وسید عماد الدین محمد ہمہ موجود قصبہ کڑا مانکپور وسید ظہیر الدین انکے پسر سید کبیر الدین موجود کڑا ۔
وسید محمد راجی انکے چار پسر سید خلیل لاولد وسید کمال الدین وسید صلاح الدین وسید ملک محمد انکے پسر سید فتح محمد انکے پسر سید یار الدین انکے پسر نظام الدین ان کے پسر سید محمد باقر انکے پسر سید محمد زیان وسید صلاح الدین انکے پسر سید بایزید پارسا انکے پسر سید محمد سلطان لاولد +
وسید کمال الدین انکے دو پسر سید راجی شاہ وسید عبد الکریم انکے پسر سید ببر علی لاولد وسید راجی محمد انکے تین پسر سید ماکھن اولیاء وسید خداداد وسید اللہ داد لاولد وسید ماکھن اولیاء انکے پسر سید علاء الدین انکے پسر سید ظہیر الدین انکے پسر سید باقر علی شاہ انکے پسر شاہ محمد انکے تین پسر کرم شاہ وسید میران ذوالفقار علی وسید مہر شاہ انکے دو پسر سید سردار شاہ لاولد وسید میران ذوالفقار علی انکے پسر سید سردار علی انکے دو پسر سید مظفر علی وسید چراغ علی انکے پسر امیر صاحب موجود لاہور وسید مظفر علی انکے دو پسر سید الطاف حسین وسید افتخار علی

موجود لاہور اندرون موچی دروازہ محلہ کھجور والہ وسید کرم شاہ انکے چار پسر سید حسین علی
وسید حسن علی وسید مدد علی وسید شرف علی انکے دو پسر سید گھسیٹے شاہ لاولد فتح
علی انکے تین پسر سید امام علی وسید کرم علی وسید حسین علی ہر سہ معہ اولاد موجود
بمقام لکھانوالہ ضلع گوجرانوالہ۔ وسید علی ان کے چار پسر سید دیدار علی وسید نواب شاہ
ہر دو لاولد وسید شفاعت علی وسید دولت شاہ انکے چار پسر سید باقر شاہ وسید
حیدر شاہ وسید غلام حسین وسید محمد حسین انکے دو پسر سید رضا حسن وسید نثار حسن
یہ موجود لاہور کٹڑہ ولی شاہ۔

وسید شفاعت علی انکے دو پسر سید مبارک شاہ وسید تاج علی شاہ انکے پسر سید
اصغر علی موجود لاہور وسید مبارک شاہ انکے دو پسر سید الطاف علی وسید عطا
حسین موجود لاہور کٹڑہ ولی شاہ وسید حسن علی انکے چار پسر سید گلاب شاہ وسید
پیر شاہ وسید قاسم شاہ وسید عظیم شاہ انکے پسر سید بہار شاہ انکے پسر سید اقبال
حسین موجود لاہور وسید قاسم شاہ انکے پسر سید وزیر شاہ لاہور سید حسین علی انکے
پسر سید گلزار علی انکے تین پسر سید عالم شاہ وسید چراغ شاہ وسید خیر شاہ انکے
پسر دو سید نادر شاہ وسید جانن شاہ موجود لاہور سید بہاء الدین عرف میراں بھیکھ
بن سید ظہیر الدین انکے دو پسر سید عبد الغنی وسید ابراہیم انکے پسر سید اسحاق
بندگی انکے پسر سید محمد زاہد انکے پسر سید عبد الغنی انکے پسر سید فتح محمد انکے دو پسر
سید میر میراں ثانی وسید محمد غوث شاہ جیو انکے پسر سید احمد محی الدین انکے پسر
سید فتح الدین انکے پسر سید عبد العلی انکے پسر سید ہمت علی انکے پسر سید منور
علی موجود + سید میر میراں ثانی ولد سید فتح محمد انکے پسر سید حسام الدین انکے پسر
سید امین الدین انکے پسر سید فتح الدین انکے پسر سید محمد مظہر حسام انکے پسر
سید محمد ابراہیم موجود شہر اللہ آباد ہندوستان +

سید عبد الغنی بن سید میراں بھیکھ انکے پسر سید شاہ میر میراں انکے پسر سید
...سد شاہ انکے پسر سید باقر علی ان کے پسر سید شرف علی انکے پسر سید امیر حسینی
...کے پسر کمال شاہ انکے پسر سید ساون شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید
...ان شاہ انکے دو پسر سید حسن شاہ وسید قاسم شاہ انکے دو پسر سید حرمت علی وسید

وسید احمد شاہ انکے دو پسر سید اکبر شاہ انکے چار پسر سید شیر شاہ و سید الف شاہ و سید غلام علی شاہ و سید اصغر علی ہمہ موجود بمقام بھی پور تحصیل نارووال و سید حسن شاہ انکے پسر سید محمد شاہ انکے پسر سید بڑے شاہ انکے دو پسر سید فضل شاہ انکے دو پسر سید امیر شاہ و سید حسین شاہ و سید حیدر شاہ و سید مہر شاہ انکے پسر چراغ شاہ موجود و سید فضل شاہ انکے دو پسر سید ولی شاہ و سید شاہسوار موجود بمقام باجوی تحصیل نارووال و سید حرمت علی انکے پسر سید سردار علی لاولد و سید حسین شاہ انکے دو پسر سید سردار شاہ و سید لال شاہ لاولد و سید امیر شاہ انکے سردار شاہ انکے تین پسر سید امام علی و سید رستم علی و سید فتح علی انکے سید امداد علی موجود سیدو کی و سید رستم علی ان کے دو پسر سید احمد شاہ و سید نور شاہ موجود سیدو کی و سید امام علی ان کے چار پسر سید طالب علی و سید احمد علی و سید سردار علی و سید امداد علی ہمہ موجود بمقام سیدو کی تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ۔

وسید رکن عالم مذکورہ بالا ابن سید ظہیر الدین انکے پسر سید معین انکے پسر مومن شاہ انکے پسر سید شاہ محمد ان کے پسر سید امید علی شاہ انکے پسر عبد الر... انکے پسر سید یاسین شاہ آگے اس کا پتہ نہیں ہے۔

وسید لادن بن سید ظہیر الدین مذکورہ بالا ان کے پسر سید احمد انکے پسر عبد الحلیم ان کے پسر سید پیر محمد انکے پسر سید عبد الحکیم ثانی انکے پسر سید عبد... انکے پسر سید ہاشم انکے پسر سید عنایت اللہ ان کے پسر سید نور محمد انکے پسر سید آفریدہ انکے آگے اس سلسلہ کا پتہ نہیں چلتا ہے سید سید احمد شکر بار زندہ پیر کی قلیل معلوم ہوئی +

فہرست روضہ ہائے اولاد جناب حضرت ولی آل محمد پیرہ شاہ شمس الدین سبزواری تبریزی

ہر ایک بزرگ کا نام	ہر ایک بزرگ کا مقام مدفن و روضہ انور
حضرت شاہ سید شمس الدین سبزواری تبریزی	روضہ انور ملتان شریف جانب مشرق
حضرت سید نصیر الدین محمد سبزواری پسر کلاں آنحضرت	مزار در قلعہ ثمن برج لاہور
حضرت سید احمد شکر بار فرزند خورد آنحضرت	روضہ انور در قصبہ نزد ریاست جے پور قریب ...

حضرت سید شمس الدین ثانی خواجگی ابن سید احمد شکر بار	روضہ بلا گنبد کڑا ضلع الٰہ آباد ہندوستان کنارہ دریائے گنگ ہے
حضرت سید صلاح الدین ابن سید کمال الدین سبزواری	روضہ انور بمقام بلدہ دیبل نگر ٹھٹھ میں ہے
حضرت سید کمال الدین ابن سید نصیر الدین سبزواری	روضہ انور بمقام بلدہ دیبل نگر ٹھٹھ ضلع کراچی میں ہے
حضرت سید جلال الدین ابن سید کمال الدین سبزواری	روضہ انور بمقام بلدہ دیبل نگر ٹھٹھ ضلع کراچی میں ہے
سید زین العابدین ابن سید کمال الدین سبزواری	روضہ انور بمقام بلدہ دیبل نگر ٹھٹھ
سید جمال الدین ابن سید کمال الدین سبزواری	روضہ بمقام بلدہ دیبل ضلع کراچی
سید شاہ خیر الدین ابن سید کمال الدین سبزواری	روضہ انور سبز گنبد بمقام شہر سکھر نگھنہ میں موجود ہے۔
سید آدم علی ابن سید حافظ علی اولاد سید کمال الدین سبزواری	روضہ انور سکھر بیرو ویل ٹکری آدم شاہ پر ہے۔
سید عارف شاہ ابن آدم علی اولاد سید کمال الدین سبزواری	روضہ انور بر ٹکری آدم شاہ ملک سندھ۔
سید عون ابن سید آدم علی اولاد سید کمال الدین سبزواری	روضہ انور بر ٹکری آدم شاہ موجود ہے۔
سید عنایت اللہ ابن سید آدم علی اولاد سید کمال الدین سبزواری	روضہ بمقام کہائی ضلع منٹگمری میں موجود ہے۔
سید ابراہیم ابن سید آدم علی نسل سید کمال الدین سبزواری	روضہ انور بمقام کیسو کہائی ضلع فیروزپور میں ہے۔
سید نصیر علی ابن سید زین العابدین ابن سید شاہ	روضہ بمقام لوہارکہ ضلع امرتسر میں موجود ہے

کمال الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری ابن سید ولی آل محمد پیر شاہ شمس الدین سبزواری ملقب تبریزی سید نصیر الدین کے فرزند کلاں کی اولاد کے روضہ انوریہ ہیں اب آپکے فرزند خورد سید شہاب الدین سبزواری کے روضہ ہائے ذیل میں درج ہوتے ہیں +

سید حضرت پیر شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین محمد سبزواری۔	روضہ انور بمقام نم تہول متصل چھاؤنی ایبٹ آباد ضلع ہزارہ میں ہے۔
سید پیر حاجی صدر الدین سبزواری ابن سید شہاب الدین سبزواری	روضہ انور بمقام ترنڈا گیراں ضلع بہاولپور۔
سید غیاث الدین ابن شہاب الدین سبزواری حاجی	روضہ انور بمقام ترنڈا گیراں ضلع بہاولپور۔
سید حسن کبیر الدین کفر شکن ابن حاجی صدر الدین سبزواری	روضہ انور اوچ شریف جانب مشرق ضلع بہاولپور
سید اسلام شاہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن شمسی سبزواری	روضہ قندہار ملک افغانستان
سید موسیٰ ظاہر علی ابن سید سلام شاہ ابن سید کبیر الدین کفر شکن۔	روضہ بمقام سیت پور ضلع مظفر گڈھ پنجاب
سید سلطان علی اکبر ابن سید موسیٰ ظاہر علی شمسی سبزواری	روضہ شیعہ میانی متصل چھاؤنی ملتان

سید ناصر الدین طفل شاہ ابن سید شہاب الدین سبزواری	روضہ بالا گنبد بمقام تغل شاہ ضلع ہوشیار پور
سید اولیا علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن شمسی سبزواری	روضہ شہر آگرہ متصل چوڑی مسجد ہندوستان
سید محمد نوربخش ثانی ملقب پیر میٹھا ابن سید اولیاء علی شمسی سبزواری +	روضہ شہر جموں ریاست کشمیر میں موجود ہے۔
سید شمس الدین ثانی عرف فتح شاہ ابن سید محمد نوربخش ثانی پیر میٹھا	روضہ جموں شہر ریاست کشمیر قریب والد بزرگوار
سید شہاب الدین ثانی ملقب مست دریا ابن سید شمس الدین ثانی فتح شاہ	روضہ بمقام سمانی ضلع ریاسی (کشمیر)
سید نور شاہ بن سید سلطان آدم بن سید شہاب الدین مست دریا	روضہ بمقام رڑی ضلع حیدرآباد سندھ
سید فتح محمد بن نور شاہ بن سید سلطان آدم	روضہ شہر جموں ریاست کشمیر۔
سید بالا بلند علی بن سید شہاب الدین ثانی مست دریا	روضہ مقام چنبہ ضلع ریاسی (کشمیر)
سید محمد شاہ زندہ درگاہ عیسٰی ابن سید نور شاہ بن سید سلطان آدم	روضہ انور بمبئی شہر بھنڈی بازار
سید پیر صدر شاہ بن سید قطب شاہ بن سید باقر شاہ بن سید شیر شاہ بن سید سلطان آدم	روضہ انور شہر نگری پڑودل ضلع کٹھوعہ (کشمیر)
سید زند علی بن سید شہاب الدین ثانی مست دریا	روضہ درمیان قلعہ دریائے سندھ روڑی سکھر
سید حسین شاہ بن سید شہاب الدین ثانی مست دریا	روضہ مقام سلدیری تحصیل سلیسی ضلع ملتان۔
سید امام شاہ بن سید شہاب الدین ثانی مست دریا	روضہ بستی جعفر شاہ ضلع بہاولپور
سید شاہ شریف بن سید حافظ علی بن سید جعفر شاہ بن پیر مست دریا۔	روضہ مقام منڈاہر ضلع جہلم
سید اچھا شاہ اشرف علی اولاد سید شیر شاہ بن سید سلطان آدم	روضہ کمالیہ موضع عنایت شاہ جنگل سرکاری چاہ اچھا شاہ خود
سید نوبہار شاہ اولاد سید شیر شاہ بن سید سلطان آدم ابن سید شیر شاہ سید میر	روضہ متصل کوٹ کمالیہ ضلع منٹگمری

سید سیدی احمد شاہ اولاد سید شیر شاہ
بن سید سلطان آدم
سید محمد شاہ بن بنگاہی شاہ اولاد سید نور شاہ
بن سید سلطان آدم۔
سید بالا بلند علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن
سید عادل شاہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن
سید تاج الدین محمود پوتا سید بالا بلند علی
بن سید حسن کبیر الدین
سید زمر الدین احمد ابن سید تاج الدین محمود
سید آزاد الدین محمد ابن سید تاج الدین محمود
سید فتح شاہ اولاد سید شیر شاہ بن سید سلطان آدم
سید محمد شاہ ابن سید بڈھن شاہ اولاد سید بالا
بلند علی بن حسن کبیر الدین۔
سید سبز علی ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن
سید جعفر شاہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن
سید علی گوہر نور ثابت ابن سید حسن کبیر الدین
سید حسن شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا
سید محمد شاہ بن سید شہاب الدین ثانی مست دریا
سید غلام علی ملقب گرمالی شاہ ابن سید
ظہیر الدین حاجی صدر الدین
سید نور محمد نور الحق ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن
سید رحمت اللہ شاہ ابن سید کبیر الدین کفر شکن
سید اسمٰعیل سیار غازی بن سید حسن کبیر الدین کفر شکن
سید میراں محب شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا
سید بہیر شاہ ابن سید فتح شاہ اولاد سید رحمت اللہ شاہ
بن حسن کبیر الدین

روضہ بمقام لُڈن جمال پور ضلع بہاولپور
روضہ مقام سپین علاقہ لاہور
روضہ بالا گنبد بمقام چوٹی ضلع ڈیرہ غازیخان
روضہ ڈیرہ غازیخان جانب جنوب فاصلہ ۳ میل
روضہ بمقام سیانی روہتل ضلع کراچی
روضہ ٹھنڈا غلام حیدر ضلع حیدر آباد سندھ
روضہ ٹھنڈا غلام حیدر آباد سندھ
روضہ تنڑ سونڈیاں ضلع حیدر آباد سندھ
روضہ بمقام پھول پور ضلع جالندھر
روضہ مقام مست آباد قریب شیر گڑھ ضلع منٹگمری
روضہ شہر گنٹوڈ ملک کاٹھیاواڑ
روضہ مقام محمود بوٹی متصل لاہور ۵ میل
روضہ شہر مندرا ملک کچھ بھج۔
روضہ شہر کمیرہ ملک کچھ بھج
روضہ شہر کھیرہ ملک کچھ بھج
روضہ شہر نوساری ضلع سورت
روضہ شہر خیر پور ٹانویں جانب قطب ضلع بہاولپور
روضہ بھاگناڑی کیجانب قطب چار میل ضلع سیوی
روضہ کراچی بندر
روضہ بمقام جوں ضلع حیدر آباد سندھ

نام	روضہ
سید اکبر شاہ ابن سید کبیر شاہ بن فتح شاہ بن رحمت اللہ بن حسن کبیر الدین ۔	روضہ بمقام مانڈوی ملک کچھ بھج
سید محمد علی شاہ بن سید باقر شاہ اولاد رحمت اللہ بن حسن کبیر الدین	روضہ میرپور بھٹورا ضلع حیدرآباد سندھ
سید شاہ محمد بن سید بالا بلند علی ابن سید حسن کبیر الدین ۔	روضہ بمقام چھچھ جہانخان ضلع حیدرآباد
سید ہادی رہنما بن سید القاسم بن شاہ مشائخ بن رحمت اللہ بن حسن کبیر الدین	روضہ لاہور متصل چڑی گھر
سید فیروز شاہ پیر پٹھ ابن سید شہاب الدین ثانی مست دریا ۔	روضہ کراچی بندر دروازہ کھارہ میں ہے ۔
سید نظام الدین شاہ ابن سید مراد شاہ اولاد پیر نور شاہ مست دریا	روضہ مقام بالمری ضلع حیدرآباد سندھ
سید امام شاہ ابن سید حسن کبیر الدین کفر شکن	روضہ قصبہ پیرانہ ضلع احمد آباد گجرات
سید نور الدین محمد ابن سید امام شاہ ابن سید حسن کبیر الدین ۔	روضہ پیرانہ ضلع آباد ۔
سید شہاب الدین بن سید نور الدین محمد بن سید امام شاہ ۔	روضہ منور قصبہ پیرانہ ضلع مذکور
سید جلال الدین ابن سید شہاب الدین	روضہ انور قصبہ پیرانہ
سید امام الدین ثانی ابن سید جلال الدین	روضہ انور قصبہ پیرانہ
سید محمد اشرف ابن سید مرتضیٰ شاہ اولاد امام شاہ	روضہ بمقام دھولکہ ضلع احمد آباد
سید نور محمد ثانی اولاد پیر امام شاہ ۔	روضہ انور قصبہ پیرانہ
سید فتح اللہ شاہ اولاد سید امام شاہ	روضہ انور قصبہ پیرانہ میں ہے ۔
سید پیر دلن شاہ پوتا پیر سید امام شاہ	روضہ انور قصبہ پیرانہ
سید فرض اللہ شاہ اولاد پیر امام شاہ	روضہ انور احمد آباد گجرات
سید غلام نبی صاحب از اولاد سید امام شاہ	روضہ درگاہ بمقام بہادر پور ضلع نماڑ

نام	مقام
سید خلائق شاہ ابن سید امام شاہ پیر	درگاہ روضہ شہر پلپٹن ضلع سیت پور
سید پیر باقر شاہ ابن سید پیر امام شاہ	روضہ انور در احمد آباد
سید پیر بالی شاہ ابن سید امام شاہ	روضہ در شہر کمائیت نواب
مائی شمس خاتون بنت سید امام شاہ	روضہ در شہر کمائیت نواب
ایک روضہ مستورات کا +	شیعہ عیانی موجود متصل چھاؤنی ملتان
سید الدین خاں محمد ابن سید نورالدین ابن سید امام شاہ	درگاہ عالی بمقام قصبہ پیرانہ ضلع احمد آباد۔
سید محمد شاہ اولاد سید امام شاہ ابن حسن کبیرالدین	روضہ انور بمقام بہادر پور ضلع نماڑ
سید محمد شاہ اولاد سید رحمت اللہ شاہ ابن حسن کبیرالدین	روضہ انور بمقام پونیاد ضلع بڑودہ
سید شیر شاہ ولی اولاد سید امام شاہ صاحب	روضہ انور شہر برہان پور دکن
سید شاہ مشائخ ابن سید رحمت اللہ شاہ	روضہ انور شہر دہلی کہنہ میں ہے۔
سید ابوالحسن ابن سید فاضل شاہ ابن رحمت اللہ شاہ	روضہ انور بمقام گرڈی ضلع بڑودہ
سید زین العابدین ابن سید ابوالحسن	روضہ بمقام بڈنگر ضلع بڑودہ
سید شاہ صدرالدین ابن سید زین العابدین پیر	روضہ مبارک بمقام بڈنگر ضلع بڑودہ
سید محمد فاضل شاہ ابن سید شاہ صدرالدین	روضہ بمقام گرڈی ضلع بڑودہ
سید داؤد پیر احمد حسین ابن سید محمد فاضل شاہ	روضہ بمقام گرڈی ضلع بڑودہ
سید پیر صاحب میاں ابن سید جیوا میاں	روضہ بمقام ساٹھ داتا نواب آس بھونیال
سید شاہ مشائخ ثانی ابن سید ابوالحسن ثانی۔	روضہ انور شہر احمد آباد گجرات
سید عبداللہ شاہ ابن سید شاہ مشائخ ثانی	روضہ شہر احمد آباد گجرات
سید ابوطالب ابن سید شاہ مشائخ دیوان حسینی	روضہ بمقام دھولکہ ضلع احمد آباد
سید ابوطالب ثانی ابن سید حسن علی	روضہ شہر کمائیت نواب

یہ صاحبان پشت بہ پشت از اولاد سید رحمت اللہ شاہ تمام روضے بڑے بڑے بنے ہوئے ہیں۔ باعزت باوقار ہیں سید پیر رحمت اللہ ابن سید حسن کبیرالدین کفر شکن اوچوی اوچ سے وسط ہند میں تشریف ہمراہ شاہ سید امام شاہ لے گئے اور مقام پیرانہ بمقام گرڈی ضلع بڑودہ میں جاکر سکونت پذیر ہوئے۔ یہ صاحب گرڈی وال کہلاتے ہیں +

سید نور شاہ اولاد سید جمشیر علی ابن سید اسلام شاہ ابن سید حسن کبیر الدین	روضہ بمقام ڈنبر والہ ضلع مظفر گڈھ پنجاب
سید پہنے شاہ اولاد سید کثیر الدین ابن سید حسن کبیر الدین	روضہ بمقام پھیلہ تحصیل قصور ضلع لاہور۔
سید سبز علی المعروف ہرن شاہ اولاد سید امام شاہ ابن سید شہاب الدین ثانی	روضہ بمقام بٹھندہ حاجی رتن
سید مہر شاہ بن سید انعام شاہ اولاد سید نور محمد بن سید حسن کبیر الدین۔	روضہ انور بمقام شیخوپورہ ضلع منٹگمری
سید پیر محمد شاہ اولاد سید امام شاہ بن سید حسن کبیر الدین	روضہ انور جمپا نیر میں ہے۔
سید غلام علی بن سید پیر صاحب میاں اور رحمت اللہ	روضہ انور بمقام دھولکہ ضلع آباد۔
و سید فاضل شاہ ثانی ابن سید صدر الدین ثانی اولاد رحمت اللہ شاہ۔	روضہ بمقام میاں ضلع پالن پور
سید پیر امام شاہ بن سید حسن کبیر الدین کفر شکن	بمقام پیرانہ ایک روضہ آستانہ پر بنا ہوا ہے

سید شمس الدین بن سید رکن الدین بن سید شہاب الدین سبزواری ابن سید نصیر الدین ابن سید شاہ شمس الدین سبزواری نیز تبریزی سید شمس الدین کا روضہ انور بمقام بارکھاں بلوچستان میں دو روضہ ہیں۔ ایک میں آپکی مزار ہے۔ اور ایک آستانہ چار پر بنا ہوا ہے۔ تحریر مذکورہ بالا کی اور روضہ جات بھی اس خاندان شمسی سبزواری کے ہیں۔ اور چار دیواریاں بزرگوں کی لاتعداد ہیں۔ ڈیڑھ سو چوکندی صرف ملک پنجاب میں موجود ہے۔ مگر جتنے روضہ انور فقیر کو معلوم ہوئے ہیں کتاب ہذا میں لکھدیئے ہیں۔ یکصد پانچ اس خاندان کے لوگ بزرگ بڑے عروج پر رہے ہیں۔ امام شاہی سادات عظام گوشت و مچھلی سے تارک ہیں قطعاً نہیں کھاتے۔ اور طریقہ انکا امام شاہی حضرت علی علیہ السلام کو مظہر ذات خدا تصور کرتے ہیں۔ اور ملک پنجاب کی سادات عظام شمسی سبزواری حضرت علی علیہ السلام کو مابعد حضرت سرور کائنات خلیفہ بلافصل تصور کرتے ہیں +

نسب نامہ سادات جعفری الشیرازی ساکنہ درگاہی والہ ضلع گوجرانوالہ پنجاب

اولاد حضرت امام جعفر صادق علیہ الصلوۃ والسلام باقی اولاد ایشان نیز گوید

(۱) امام جعفر صادق علیہ الصلوۃ والسلام
|
(۲) سید علی العارضؒ
|
(۳) حاجی سید حسینؒ
|
(۴) سید ابو طاہرؒ
|
(۵) سید ابراہیمؒ
|
(۶) سید عارف المعروف حارث
|
(۷) سید خسرو
|
(۸) سید اسد اسد
|
(۹) سید کمال
|
(۱۰) سید نور اللہ عرف نصر اللہ
|
(۱۱) سید عبد اللہ

(۱۲) سید شمس الدین
|
(۱۳) سید خلیل
|
(۱۴) سید حبیب اللہ
|
(۱۵) سید نظام الدین
|
(۱۶) سید منصور
|
(۱۷) سید جلال
|
(۱۸) سید علاؤ الدین
|
(۱۹) سید علی
|
(۲۰) سید امام الدین
|
(۲۱) سید میراں امجد
|
(۲۲) سید رکن دین

(۲۹) شیرازی خاندان آپ کی ذات بابرکات کی بدولت ہند میں رونق افروز ہوا سب سے اول آپ ہی ہمراہ ہمایوں بادشاہ دہلی میں تشریف لائے شاہی خاندان کے پیشوایان

تے۔ آپ کا مزار شریف دہلی میں ہے آپ کے پاس سے جو شخص گذرتا خواہ کسی قوم کا ہوتا۔ کلمہ شریف پڑھ کر آپ کی کرامت سے اسلام اختیار کر لیتا۔ آپ بڑے مشہور بزرگ گذری ہیں ؎

کرد شیرِ علی بہند مقام	برفاقت شہے ہمایوں نام
بود شمس بسر ز شیرِ علی	بود مشغول با خدا وُ نبیؐ
چونکہ شیرِ علی بہندوستان	بجوار خدا بشد ز جہان
سید شمس بود اہلِ نظیر	ہند را میگذاشت از تقدیر
عزم سیرش فتا سوئے پنجاب	جائے خوش دید ماند در خوشاب[1]

(۲۹)

سید فوجا شاہ المعروف فوزن امام

آپ نے کچی دیواروں پر اسواری کر کے گھوڑے کا کام لیا آپ بڑے صاحبِ کرامت گزرے ہیں۔ منڈالہ پکا ضلع گوجرانوالہ میں آپ کا مزار شریف ہے اور آپکی اولاد سے تین گھر سادات کے آج ۱۹۳۵ء میں موجود ہیں۔ جو کاشتکاری کرتے ہیں آپکی مزار کے نام کچھ زمین معاف ہی۔

(۳۰)

سید علی شاہ — [illegible] میں اپنے والد صاحب کے پاس ہی

پیر ماہنی دریا

(۳۱)

سید حسین شاہ

سلطان شاہ — کرم شاہ — قطب شاہ

(۳۲)

سید مرتضیٰ شاہ

بہار شاہ — رحمن شاہ — انگ شاہ — داتے شاہ

شاہ امیر
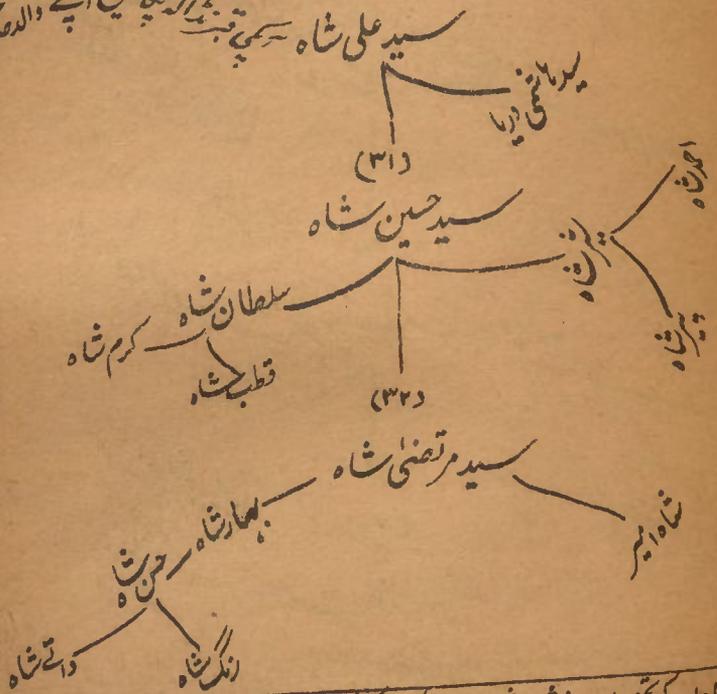
[1] خوشاب ضلع شاہ پور کی تحصیل ہے مشہور شہر ہی دریائے جہلم کی ایک طرف خوشاب اور ایک طرف شاہ پور ہی ؃
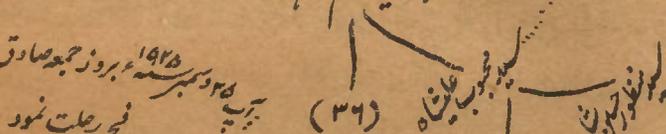
(۳۳)

سید فیض علی شاہ

اکابر شاہ — عبداللہ شاہ لاولد — شاہ شہابل لاولد

ناگہر شاہ — عالم شاہ — قدرت علی

بحر شاہ — امام شاہ — فضل حسین — چراغ علی — محمد حسین — اکبر حسین

(۳۴)

سید لطف شاہ صاحب

فتح شاہ

بیست و دو سال بن از عمرش۔ لاشش بود حسن جلوہ گاہش
گشت گردش فلک زپیش و پیش۔ در گرفت آن خسوف موت ماہش

پہلوان علی شاہ — شاہ عطا

(۳۵)

قبلہ سید حاکم شاہ صاحب سال تاریخ یکہزار و دو صد۔ شصت و ہفت از ہجر ثمر بود

سید محبوب علی شاہ — سید منظور حسین شاہ — سید نذر حسین شاہ

۲۵ دسمبر ۱۹۲۵ء بروز جمعہ صادق در سجدہ نماز فجر رحلت نمود

(۳۶)

قبلہ مہتاب شاہ صاحب

سید غلام مرتضیٰ شاہ — سید شبیر حسین

سید محمد حسین شاہ — علمدار حسین

(۳۷)

سید غلام مصطفیٰ شاہ سیاہ پوش

عاشق حسین شاہ — غضنفر حسین شاہ عرف رضا شاہ

سید ظفر حسین شاہ ملازم پولیس

(۳۸)

سید مظفر حسین شاہ
ملازم مدرس اول

سید صاحب نے اپنی سکونت ۲۵ سال سے موضع کانبانوالہ ضلع سیالکوٹ میں اختیار کر رکھی ہے آپ طب یونانی میں ماہر ہیں آپکے صاحبزادوں نے مذہب [illegible] اختیار کر لیا ہے۔ تیسری سال سے وہاں جہلم پر ذوالجناح نکلتا ہے +
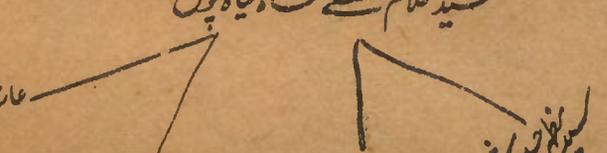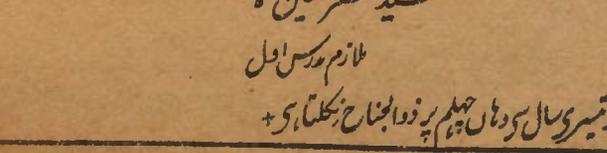
(۲۴) سید لطف شاہ صاحب - آپ بڑے لائق فائق بزرگ اپنے زمانہ کے عالموں میں مشہور عالم گذرے ہیں - علم حدیث اور علم فقہ اور علم طب میں کامل اوستاد تھے - آجتک ان کا کتب خانہ موجود ہے آپ فارسی اور پنجابی کے شاعر تھے - فارسی اور عربی علم کے خزانہ تھے چشتیہ خاندان کے ملنے والے - آپکی کئی کرامات آجتک مشہور ہیں - جو کسی موقعہ پر تحریر کی جاویگی - آجتک آپکے نام پر چار کنوئیں (چاہ) بلائے جاتے ہیں - جو کہ اراضی حاصل کرکے آپ نے لگوائے تھے - آج آپکی اولاد کی ملکیت ہے - آپ نہایت خلیق عابد پارسا مومن محب اہلبیت تھے - آپنے اپنا شجرہ نسب فارسی شعروں میں لکھا ہے - تمام عمر درویشی کی حالت میں گذاری جو کچھ ملا - اپنے بھائیوں کے ساتھ تقسیم کرکے کھایا - اور کچھ اپنے فقیروں درویشوں کو بانٹ دیا - آپ سنہ ۱۲۸۶ھ میں فوت ہوئے - آپکی تاریخ وفات بہت سی ہیں مگر مختصر درج کرتا ہوں -

تاریخ وفات قبلہ سیّد لطف شاہ صاحب ساکن درگاھی والہ از تصنیف جناب مولوی نجم الدین صاحب مدظلہ

لطف شاہ خاص سید شیرازی	بود سرخیل حلقۂ سادات
از سوال ہر کسے شدی واقف	مشکلش حل کردی از دعوات
چند گویم ز وصف اوصافش	داشتی فوق در جمع صفات
گشت رخصت ازیں جہان فانی	برد با خویش توشۂ حسنات
حیف صد حیف مثلِ او ثانی	بر نیاید طبقۂ موجودات
سالِ تاریخ آں نکو آئیں	نجم الدین گفت سیّد عالی ذات ۱۲۸۶ھ

آپکی قبر شریف درگاہی والہ میں ہے

از مولوی عبد اللہ خانصاحب

زیں جہاں لطف شاہ سرور   کہ براں بود لطف غفور ۱۲۸۶ھ

از قبلہ سیدنا و مولانا سیّد مہتاب شاہصاحب

چو نامش بود لطفِ شاہِ سادات   بگو تاریخ لطفِ شاہِ سادات

بوقت نیم شب یکشنبہ سے بود
گُل از باغِ دینِ رفت خوشنود ۱۲۸۶ ہجری

(۳۵) **سید حاکم شاہ** صاحب - آپ اپنے زمانہ میں ولی اللہ مانے گئے ہیں۔ آپ نے صرف فارسی علم حاصل کیا اور چند کتب طب کی بھی دیکھیں۔ اپنی تمام عمر عبادت اور بزرگان دین کی خدمت میں گذاری۔ آپ بھی صاحب کرامت تھے۔ آپ کلمے کا ذکر پچھلی رات کرتے۔ جس کو نفی اثبات کہتے ہیں۔ آپ کے چہرے پر ایک نور برستا تھا۔ ایک ادنیٰ سی کرامت آپ کی یہ تھی۔ کہ صبح کی نماز کے بعد جو دوائی منہ سے کسی بیمار کے لیئے نکل جائے تمام دن ہر ایک مختلف بیماریوں میں وہی دوائی بتاتے اور خداوند کریم فضل کرتا اور دوائی مفرد کم قیمت کی ہوتی۔ کئی مریض دم سے اچھے ہو جاتے۔ موضع چک نہالو میں مسمی جھنڈا جیمہ جنکی سات پشت سے جذام یعنی کوڑھ چلا آتا تھا۔ وہ مرض مذکور میں مبتلا ہو گیا۔ اور شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کی آپ نے دعا کی اور حاضرین کو بھی کہا۔ کہ اسکے حق میں دُعا کریں۔ خدا نے فضل کیا۔ کہ وہ تیسرے چوتھے دن اچھا ہو گیا اور اُنکی جد سے جذام چلا گیا۔ اور بہت سی کرامات آپکی ہیں۔ جن کی تحریر کی گنجایش اس کتاب میں نہیں۔ آپ کی قبر مبارک سے بہت فیض ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے فوت ہونے کی خبر چار یا پنچ یوم قبل دے دی کہ عید پڑھ کر چلے جاوینگے۔ خدا کا کرنا ایسا ہی ہوا۔ کہ آپ ۱۰ ماہ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ ہجری مطابق ۹ ستمبر ۱۹۱۳ء مطابق ۱۱ مگھر سمت ۹۷ بکرمی بوقت ۱۰ بجے رات کے رحلت فرمائی۔ آپ چشتیہ خاندان سے فیض رکھتے تھے مومن مخلص اور محب اہلبیت تھے۔ تعزیہ دیکھے اور نذر نیاز محرم میں دیتے تھے۔ آپ کی قبر درگاہی والہ میں ہے۔

(۳۶) **سید مہتاب شاہ** صاحب - آپ ایک بڑے عالم باعمل گذرے ہیں آپ عربی۔ فارسی۔ منطق فلسفہ کے پورے عالم تھے۔ آپ سے بہت سے شاگردوں نے علم حاصل کیا۔ قبلہ صاحب نے شفاء الملک حکیم نورالدین صاحب بھیروی (خلیفہ مرزا غلام احمد صاحب قادیان) سے طب کی تکمیل کر کے باقاعدہ زبدۃ الحکما کا سرٹیفکیٹ لاہور سے حاصل کیا۔ آپ زمانہ میں ایک فاضل طبیب تھے۔ ضلع سیالکوٹ میں ایک موضع کوٹ خدایار ہے وہاں ایک چوکیدار پہرہ دے رہا تھا۔ آپ موضع پیلی والہ جو وہاں سے ایک میل پر تھا اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں بیٹھے تھے اور تمام گاؤں کے لوگ حاضر خدمت تھے۔ کہ آپ نے فرمایا دیکھو یہ مُردہ پہرہ دے رہا ہے سب نے

چند عرصہ کے بعد آواز نہ آیا۔ اور وہاں کے آدمی آ گئے۔ کہ شاہ صاحب چلو ہمارا چوکیدار
کو پہرا دیتے کچھ ہو گیا ہے۔ مُردہ معلوم ہوتا ہے لوگوں نے کہا شاہ صاحب اسکو مار بیٹھے ہیں
دیگر اسی طرح ایک عورت چک نہالو میں پاؤں دھو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا یہ
مُردہ ہے۔ اُسی وقت اُسکو اُٹھایا گیا۔ چند قدم پر گر کر مر گئی۔

میری لڑکی کو ایک دَم نکلی۔ آپ نے فرمایا آٹھ پہر کے بعد مر جائیگی۔ دوسرے
دن اسی وقت مر گئی۔

ایک دفعہ ایک گھوڑے پر دو عورتیں اسوار تھیں اُن کو آپ نے کہا کہ تمہارا
گھوڑا مُردہ ہے۔ جس جگہ جانا ہے وہاں اُترنا۔ ایسا ہی ہُوا۔ جسوقت اسواری اُتری۔
گھوڑا گر کر مر گیا۔ ابھی بہت سی باتیں ہیں۔ جو آپکی زندگی میں ظاہر ہوتی رہیں۔

آپ پہلے زمانہ میں پکے وہابی تھے۔ مگر عبادت کا بہت شوق تھا ورد وظائف بہت
کرتے تھے۔ اس شوق نے حلقہ چشتیہ میں منسلک کیا اور خوب وظائف اور عبادت
کی۔ حتیٰ کہ تمام رات اور دن نمازوں میں گذارتے۔ آپ پیر حیدر شاہ صاحب
جلال پوریؒ کے خلیفہ مانے جاتے ہیں۔ حلقہ مریدی خادمی بہت ہو گیا تھا۔ اسی اثناء میں
بعد تحقیق کے آپ نے مذہب حقہ اثناء عشری اختیار کر لیا۔ اور باقاعدہ صوم وصلوٰۃ
اور عبادت میں مشغول ہو گئے۔ اور مریدوں کو خیرباد کہا۔ پچیس سال باقاعدہ عبادت
میں مشغول رہے۔ آپ بڑے متقی پرہیزگار تھے۔ اپنی کُل برادری میں سردار
اور علم والے مانے جاتے تھے۔ آپ نے فوت ہونیکی خبر ایک ہفتہ قبل بہت سے
آدمیوں میں (اپنے شاگرد مولوی محمد حسین وہابی اور اللہ دتہ پھر پکا وہابی) دی جب پھر
انہوں نے اصرار کیا۔ کہ علم الغیب خدا کو ہی ہے آپ نے فرمایا۔ کہ خدا کے بندوں کو
بھی ہوتا ہے۔ تم جمعہ کو آ جاؤ۔ ایسا ہی ہُوا۔ کہ آپ نے جمعہ کے دن صبح کی نماز
میں جان دے دی۔ آپ نے ایک انجمن جعفری الشیرازی قائم کی تھی جو آپ
کی ذات تک قائم رہی۔ آپ کا مزار شریف درگاہی والہ میں ہے۔ آپ نے ۲۵ دسمبر
۱۹۲۵ء کو رحلت فرمائی۔ آپ کا جنازہ ہر فرقہ نے اپنے اپنے طریقہ سے ملکر کیا سب
سے اول شیعہ طریقہ سے پڑھا گیا۔

تاریخی ابیات حسرت آیات در بارۂ وفات جناب قبلہ سیّد

مہتاب شاہ صاحب ساکن درگاہی والہ منجانب مولانا مولوی محمد شریف صاحب حنفی ساکن سہارن خورد ضلع گوجرانوالہ

مالکِ کونین کو تو یاد کر پہلے دِلا — حمد باری کہکے پڑھ صلّ علیٰ خیر الوریٰ
جانتا ہی تو کہ یہ ہی شور و غل کیسا بپا — کیوں ہوئی خورد و کلاں آہ و بکا میں مبتلا
کسکے غم میں ہم ہی تم ہی ہوگئی تصویرِ غم — دم بدم رنج و الم افسوس و غم ہی رُو نما
دیکھ یہ اشجارِ[1] بستاں سربسر کملا گئے — برگ[2] و گل مُرجھا گئی جھونکا خزاں کا آگیا
سامنے وہ کسکے دریہ ہی مریضوں کا ہجوم — وا حسرتا وا حسرتا وہ کہہ رہی ہیں بے ریا
آدمی تو آدمی حیوان[3] کیوں حیران ہیں — بیل گائے بھینس گھوڑا سبکو ہی صدمہ لگا
ہی یہ کسکی چارپائی اور یہ کیسا ہجوم — دوش پر احباب کے ہے کون سایہ جارہا
ساکنانِ شہرِ خاموشاں ہیں کسکے منتظر — انتظارِ شاہ میں گویا کہ ہے لشکر کھڑا
آ بتاؤں تھام کر دل یہ ذرا سُننا کلام — ہی خبر پُر درد یہ اور جانگاہ ہے ماجرا
سیدِ مہتاب شاہ درگاہی والہ کے مکیں — لیگئے تشریف ہیں درگاہِ والا میں وِلا
فرشیوں نے غل مچایا یہ ہمارا ہے حکیم — اب ہمارا ہو گیا بولے فرشتے جاں رُبا
قاضیٔ حاجات نے دی عرشیوں کو روحِ پاک — تن ملا تھا اس زمیں کو جب لیا اندر چھپا
اُنکی ہستی دہر میں بسکہ مفیدِ عام تھی — زخمِ فرقت سے لہذا روتا ہی چھوٹا بڑا
جان و دل سی چونکہ یہ تھے تابعِ شاہِ حسینؒ — خوب اُنکی پیروی کا حق پورا کر دیا
کھاکے شمشیرِ اجل بس کر دیا سر کو فدا — جُمعہ کے دن جب نمازِ صبح کا سجدہ کیا
مغفرت کیواسطے اِنکی دُعا گو ہے فقیر — میم دحا و میم و د د ش و دا و یا و فا

یاں سے واں پچیسویں ماہ دسمبر کی گئی
نذرکۂ غش کے لیئے چھوڑا غلام مصطفیٰ
سنہ ۱۹۲۵ء — آپ کا بڑا لڑکا۔

(۲۷) سیّد غلام مصطفیٰ شاہ صاحب سیاہ پوش۔ عمر تقریباً پچاس سال ابتدائی تعلیم مڈل۔ علم فارسی نظم و نثر اپنے بزرگوں سے حاصل کیا۔ خوشنویسی اپنے مولویہ سے سیکھی۔ بعدہٗ سرگودہا میں مال پٹوار کا امتحان پاس کیا۔ چند عرصہ پٹوار کرکے

[1] قریبی رشتہ دار۔ [2] اولاد۔ [3] آپ جانوروں کا ہی علاج کرتے تھے۔

ڈیپارٹمنٹ میں ملازمت کرنے کا شوق پیدا ہُوا۔ حتیٰ کہ آپ ہاسپٹل ہنوں صوبہ سرحدی
بعہدہ ہیڈ کمپونڈر و انچارج اصطبل سانڈاں ڈسٹرکٹ بورڈ مقرر ہُوئے۔ افسرانِ
بالا کی نظروں میں لائق فائق سمجھے گئے۔ دورانِ ملازمت میں افسران سے متعلقہ کام
کے کئی سرٹیفکیٹ حاصل کیئے۔ آپ نہایت خلیق اور متواضع تھے۔ دس سال ملازمت
کر کے چھوڑ دی۔ اور طب کا شوق ہُوا۔ اپنے والد ماجد سید مہتاب شاہ صاحب مرحوم
زبدۃ الحکما سے حاصل کی یونانی طب کے علاوہ آپ ایلوپیتھک اور ہومیوپیتھک سے بھی
کافی واقفیت رکھتے ہیں۔ سرجری اور اناٹومی کے پُورے ماہر ہیں۔ آپکے یہاں کتابوں کا
بہت ذخیرہ ہے۔

مذہبی امور سے خاص دلچسپی ہے۔ مذہب امامیہ کے پُورے پیرو کار اور خدا پرست
زندگی و بسر اوقات فقیرانہ و درویشانہ ہے۔ پنجابی اشعار سے ذوق ہے۔ آپ سیاہ
پوش نام سے مشہور و معروف ہیں۔ آپ نے ۱۹۲۵ء میں ایک مذہبی مدرسہ اپنے گاؤں
میں کھولا۔ مگر قوم کی کم توجہ سے نہ چل سکا۔

آپ نہایت خلیق ملنسار۔ مومن مخلص اور قابل صد ناز باعث فخر ہستی ہیں مومنین
کی کمزوریٔ علم کا احساس کرتے ہُوئے آپ نے ایک لائبریری امامیہ کھول رکھی ہے جس سے
نواحی دیہات کے مومنین ہر قسم مذہبی کتابیں لے جا کر مطالعہ فرما کر مستفید ہوتے ہیں تاریخ
تفسیر حدیث مناظرہ تحقیقی۔ تبلیغی وغیرہ قریباً چار صد کتب مذہب اثنا عشری با ترتیب موجود
ہیں۔ چھوٹے سے گاؤں میں اور اس کساد بازاری کے زمانہ میں قبلہ صاحب کی فراخدلی اور
مالی قربانی باعث ہزار ستایش ہے۔ خداوند عزوجل آپ کے عملِ خیر میں برکت دے۔
اور آپ کو ابدالآباد شادان و فرحان رکھے۔ آمین۔ ثم آمین +

(۳۸) سیّد مظفر حسین شاہ۔ آپ محکمہ مدارس میں مدرس اول ہیں۔
سید مظہر حسین شاہ۔ پولیس میں ملازم ہیں۔
غضنفر علی و عاشق حسین چھوٹی عمر کے ہیں۔

ذکر سادات بخاری صحیح النسب اولاد حضرت مخدوم شیر شاہ جلال نقوی البخاری

اول اولاد حضرت مخدوم شیر شاہ جلال بخاری در اوچ شریف متبرکہ جو مقام مرجع

سادات بخاری سے ہے کچھ اولاد حضرت در موضع کوٹلہ متصل اوچ شریف مخدوم غلام علی شاہ وغیرہ
کچھ اولاد حضرت در موضع پیلی متصل اوچ شریف مخدوم سیّد غریب شاہ و مخدوم شیر محمد وغیرہ
قطب ان کا حضرت شاہ راجن قتال ہے - کچھ اولاد حضرت در احمد پور ریاست بہاولپور
کچھ اولاد حضرت در موضع جلال پور پیروالہ ضلع ملتان مخدوم سید دیوان غوث محمد صاحب وغیرہ
قطب ان کا سید علم الدین نبیرہ حضرت مخدوم جہانیاں ہے - کچھ اولاد حضرت در شہر سلطان
قطب ان کا بھی سید علم الدین ہے اور شہر سلطان ضلع مظفر گڑھ میں واقعہ ہے کچھ اولاد حضرت
در موضع چک نورنگ شاہ ضلع جھنگ سید مخدوم گل جہانیاں و سید مخدوم امیر حیدر وغیرہ -
کچھ اولاد حضرت در قصبہ رجو سردار سید بہادر شاہ و سردار حیدر شاہ و سردار محمد شاہ وغیرہ
کچھ اولاد حضرت در ٹھٹہ محمد شاہ والہ سیّد چراغ علی و سیّد صالح شاہ وغیرہ کچھ اولاد حضرت در
موضع ہٹالی گمینی سیّد مبارک شاہ و سیّد رنگ شاہ وغیرہ - کچھ اولاد حضرت در موضع جانی شاہ
والا سید بہادر شاہ وغیرہ - کچھ اولاد حضرت در موضع سانگری سید خوشی محمد وغیرہ کچھ اولاد
حضرت در موضع کوٹ احمد یار سید غلام شاہ و شاہ عبداللہ وغیرہ - یہ سب مواضعات ضلع
جھنگ میں واقع ہیں - قطب ان کا حضرت شاہ پر دولت قتال نبیرہ حضرت شاہ راجن قتال
ہے - کچھ اولاد حضرت در اوچ بلوٹ مخدوم سید عبدالستار شاہ سند نشین اوچ بلوٹ
وغیرہ ڈیرہ اسماعیلخان میں واقع ہے قطب ان کا حضرت محمد غوث ہے کچھ اولاد حضرت در
موضع شاہ جیونا ضلع جھنگ چراغ شاہ وغیرہ قطب ان کا حضرت شاہ جیونا نبیرہ حضرت
محمد غوث ہے - کچھ اولاد حضرت در موضع کوٹ عیسےٰ شاہ و در موضع ماڑی شاہ سخیرہ ر
کریم حیدر وغیرہ - کچھ اولاد حضرت در موضع لکھے شاہ - سید لکھے شاہ وغیرہ - کچھ اولاد حضـ
در موضع شاہ فیض (کچھ اولاد حضرت در موضع ٹھٹہ شاہ جمال سید جوہر شاہ و سید شاہ عبا
وغیرہ) کچھ اولاد حضرت در موضع ٹھٹے شاہ بالا راجہ سید صالح شاہ و فتح دریا وغیرہ -
کچھ اولاد حضرت در موضع دولووالہ و کچھ اولاد حضرت موضع کوٹ خدا یار سید جلا
و مراد شاہ وغیرہ کچھ اولاد در قصبہ چنیوٹ سید صالح شاہ وغیرہ - کچھ اولاد حضرت
در موضع بخش والہ سید نور شاہ وغیرہ - کچھ اولاد حضرت در موضع ہڈ سید موج دریا وغیرہ -
اولاد حضرت در موضع ڈڈ سید مراد شاہ وغیرہ - کچھ اولاد حضرت در موضع کوٹ خیر شاہ -
شاہ رفعت علی وغیرہ کچھ اولاد حضرت در موضع مورانوالہ سید امام شاہ و قلندر شاہ وغـ

کچھ اولاد حضرت در موضع جہلار پیراں والی سید رنگ شاہ و سید چوہڑ شاہ وغیرہ کچھ اولاد
حضرت در موضع کہوہ بوسگے شاہ والا سید امیر شاہ وغیرہ یہ سب مواضعات ضلع جھنگ
میں واقعہ ہیں قطب انکا حضرت پیر شیخ اسماعیل بالا راجہ ہے جنکی مزار خاص چنیوٹ میں
موجود ہے کچھ اولاد حضرت در قصبہ پانی پت ضلع کرنال کچھ اولاد در موضع گڑہ مکھیالہ
ضلع جہلم معصوم علی وغیرہ قطب انکا حضرت شاہ دولت قتال ہیں کچھ اولاد حضرت در
موضع کسوکے موجوسکے ضلع گجرات مسمی چنن شاہ وغیرہ قطب انکا حضرت شاہ راجن قتال ہے۔
کچھ اولاد حضرت در قصبہ وزیر آباد سید غلام علی و سید غلام نبی وغیرہ قطب ان کا حضرت شاہ
عتیق اللہ صاحب نبیرہ حضرت شاہ راجن قتال ہے کچھ اولاد حضرت در موضع بہروکی
ضلع گوجرانوالہ احمد علی شاہ و عبداللہ شاہ وغیرہ قطب انکا حضرت شاہ عتیق اللہ
صاحب نبیرہ حضرت شاہ راجن قتال ہے کچھ اولاد حضرت در موضع ماکیوال ضلع گوجرانوالہ
محمد شاہ و جیون شاہ وغیرہ قطب انکا حضرت شاہ راجن قتال ہے کچھ اولاد در موضع ڈہلیاں
ضلع راولپنڈی نہر شاہ و خیر شاہ وغیرہ قطب انکا پیر جہان نگا ولی نبیرہ حضرت شاہ راجن قتال ہے
کچھ اولاد حضرت در موضع بھرٹھ بھوتھ سید حیات شاہ و سید رو ڈے شاہ وغیرہ قطب انکا
پیر کمال نبیرہ حضرت مخدوم جہانیاں ہے کچھ اولاد حضرت در موضع رتووال عنایت شاہ و
...ف شاہ وغیرہ قطب انکا پیر کمال نبیرہ حضرت مخدوم جہانیاں ہے کچھ اولاد حضرت در
موضع گوجرہ سید عالم شاہ و مہر شاہ وغیرہ قطب انکا پیر کمال نبیرہ مخدوم جہانیاں ہے کچھ
اولاد حضرت در موضع چک فتو و کچھ اولاد حضرت در موضع بدوچیدہ سید علی وغیرہ قطب
انکا پیر کمال نبیرہ مخدوم جہانیاں ہے کچھ اولاد حضرت در موضع ڈالو والی سید گنج بخش
وغیرہ قطب انکا پیر کمال نبیرہ مخدوم جہانیاں ہے یہ سب مواضعات ضلع سیالکوٹ میں واقعہ
ہیں کچھ اولاد حضرت در موضع منگو بہرام ضلع سیالکوٹ فضلشاہ وغیرہ قطب انکا
حضرت محمد غوث ہے کچھ اولاد حضرت در قصبہ منور ریاست جموں طالب حسین وغیرہ
قطب انکا حضرت محمد غوث ہے کچھ اولاد حضرت در شہر جموں سوہنے شاہ قطب انکا سید
...الدین نبیرہ مخدوم جہانیاں ہے کچھ اولاد حضرت در موضع گہوگا نوالی سید رنگ شاہ وغیرہ قطب
...پیر کمال نبیرہ مخدوم جہانیاں ہے کچھ اولاد حضرت پیر کمال مواضعات دوگل کوٹ سلیم
...گوجرہ چک میاں انکے چھنے مکھیا وغیرہ مواضعات ضلع گجرات میں موجود ہے اور یہہ

اولاد حضرت پیر کمال ضلع گوجرانوالہ و سیالکوٹ و ضلع گجرات میں ہے کچھ اولاد حضرت در موضع
دودسے جوگی ضلع لاہور نبی شاہ و حسن شاہ وغیرہ قطب انکا حضرت پیر شیخ اسمٰعیل بالا راجہ ہے
کچھ اولاد حضرت در موضع محل پیر والا ضلع ملتان قطب شاہ و عمر شاہ و مہر شاہ وغیرہ قطب
انکا پیر شیخ اسماعیل بالا راجہ ہے کچھ اولاد حضرت در موضع سوکے سید جلال وغیرہ و کچھ اولاد
حضرت در موضع سابے والہ سید امیر شاہ و نور بہار وغیرہ قطب انکا پیر شیخ اسمٰعیل بالا راجہ ہے
یہ ہر دو مواضعات ضلع منٹگمری میں موجود ہیں کچھ اولاد حضرت در موضع جو چک میگھ سید
چراغشاہ و امیر شاہ وغیرہ قطب انکا پیر کمال ہے کچھ اولاد حضرت در قصبہ چونیاں
سید شاہدین و فضلشاہ وغیرہ قطب انکا پیر کمال جہانیاں نبیرہ حضرت مخدوم جہانیاں
ہے کچھ اولاد حضرت در موضع بہوگیوال ضلع لاہور بڈہن شاہ وغیرہ قطب ان کا سید
سلطان جلال الدین برادر حضرت محمدؒ موج دریا نبیرہ حضرت مخدوم جہانیاں ہے کچھ اولاد
حضرت در قصبہ بٹالہ ضلع گورداسپور سید باقر علی شاہ و محمدؒ علی شاہ وغیرہ قطب
انکا شہاب الدین نبیرہ بن محمدؒ موج دریا نبیرہ حضرت مخدوم جہانیاں ہے کچھ اولاد
حضرت در موضع لوہیاں ڈہیریاں تحصیل نکو ضلع جالندہر شاہ محمدؒ و غلام علی شاہ
وغیرہ قطب انکا حضرت زین الملک برادر پیر کمال جہانیاں بن سید حسین نبیرہ
مخدوم جہانیاں ہے کچھ اولاد حضرت دکہن احمد آباد گجرات قطب انکا سید برہان الدین
قطب العالم نبیرہ حضرت مخدوم جہانیاں ہے کچھ اولاد حضرت در اوجین قطب ان کا
حضرت شاہ شرف الدین بندگی نبیرہ مخدوم جہانیاں ہے کچھ اولاد حضرت در شہر
قنوج قطب انکا سید علاؤالدین نبیرہ مخدوم جہانیاں ہے جنکی مزار خاص بھی قنوج میں
ہے کچھ اولاد حضرت در موضع سمانہ ریاست پٹیالہ سید محمدؒ حسن وزیر اعظم ریاست پٹیالہ
و سید محمدؒ کاظم و محمدؒ حسین وغیرہ قطب انکا شاہ نظام الدین نبیرہ مخدوم جہانیاں ہے
کچھ اولاد حضرت در دہلی قطب انکا سید سراجدین ہے کچھ اولاد حضرت در شکارپور
خواجہ قطب انکا حضرت سید عبداللہ قطب العالم شکارپوری نبیرہ مخدوم جہانیاں ہے
کچھ اولاد حضرت برہان الدین احمد آباد گجراتی و سید شاہ عتیق اللہ صاحب سربلند و
در قصبہ بروارہ ضلع حصار و سربلند بھی و صوبہ بہار و بنگال وغیرہ مقامات میں بکثرت
موجود ہے اور پیوند رشتہ کا بھی حضرت شاہ عتیق اللہ صاحب کی اولاد کا ہمراہ اولا

سید برہان الدین صاحب قطب العالم کی بہت ہے کچھہ اولاد حضرت در قصبہ راہون
سید حسن جہانیاں وغیرہ قطب انکا سید برہان الدین قطب العالم نبیرہ مخدوم جہانیاں
ہے کچھہ اولاد حضرت در موضع لساڑہ ضلع جالندہر کچھہ اولاد حضرت در موضع کوم ضلع
لدہیانہ سید محبوب جہانیاں قطب ان کا سید برہان الدین قطب العالم ہے کچھہ اولاد حضرت
در موضع ڈہوڈیاں ریاست کپور تھلہ سید محمدؐ و سید چراغ شاہ و غلام حیدر وغیرہ
قطب انکا حضرت سید علم الدین نبیرہ مخدوم جہانیاں ہے کچھہ اولاد در موضع بہاری پور
برکت علی و چراغ شاہ وغیرہ قطب انکا بہی سید علم الدین ہے کچھہ اولاد حضرت در
قصبہ فتح آباد سردار علی قطب انکا حضرت شہاب الدین نبیرہ مخدوم جہانیاں ہے
کچھہ اولاد حضرت در قصبہ فیروز پور میر غضنفر علی پنشنر تحصیلدار قطب انکا سید شرف الدین
نبیرہ مخدوم جہانیاں ہے کچھہ اولاد حضرت در موضع رسولپور ضلع فیروز پور سید ولی محمدؐ
وغیرہ قطب انکا سید عبداللہ قطب العالم تنکارپوری نبیرہ حضرت مخدوم جہانیاں ہے
کچھہ اولاد حضرت در مالیر کوٹلہ سید مولوی محمد حسن و سید حاجی میر اکبر و نیاز علی وغیرہ
قطب انکا حضرت سید فیض اللہ نبیرہ مخدوم جہانیاں ہے اولاد حضرت پیر شیر شاہ جلال
نقوی البخاری کے پانچ فرزند تھے جن میں سے حضرت معصوم علی لاولد دوئم سید جعفر کہ اولاد
ان حضرت کے ملک بخارا میں بسیار ہے سوئم حضرت سید علی سرمست اولاد آنحضرت
کی خاص اوچہ شریف میں بسیار موجود ہے چہارم محمدؐ غوث اولاد آں حضرت کی بہ
ملک ہندوستان و خطہ پنجاب بسیار ہے پنجم حضرت سلطان سید احمد کبیر اولاد
آنحضرت کی بہ ملک پنجاب بہ ہند بسیار از بسیار ہے اور نیز اولاد حضرت
محمود ناصر الدین ابن حضرت مخدوم جہانیاں سندھ و اوچہ وغیرہ مقامات میں کثرت سے
موجود ہے: ان مواضعات و اسمائے مندرجہ صدر سادات کا حال میں نے بڑی
محنت سے اور غور سے دریافت کر لیا ہے اس کے شجرہ نسب نامجات میں نے
بار دور عایت کے بڑی صحت سے ملاحظہ کئے ان مواضعات مندرجہ بالا کے سادات
بخاری کی نسبت کوئی دقیقہ باقی نہیں رہا لاریب سادات متذکرہ ماسبق
صحیح النسب بخاری سید ہیں*

حضرت امام محمدؐ موسیٰ کاظم علیہ السلام

اسم مبارک آپکا محمدؐ موسیٰ کنیت ابوالحسن و ابو علی ہے اور لقب کاظم ہے

امام ابن سبط ابن الجوزی کتاب تذکرہ خواص الائمہ میں لکھتے ہیں کہ آپ کو عبد الصالح بوجہہ کثرت عبادت کہتے تھے امام ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ اہل عراق آپ کو حاجتوں کے پورا کرنیکا دروازہ کہتے تھے ولادت باسعادت آپکی مقام ابوا میں ہوئی یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت آمنہ خاتون والدہ صاحبہ حضرت رسولخداؐ کا مزار مبارک ہے اور آپ کی والدہ مطہرہ کا نام گرامی حمیدہ خاتون تھا ابو بصیرت اصحاب امام جعفر الصادق علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ میں خدمت امام میں بمقام ابوا میں حاضر تھا ساتویں ماہ صفر ۱۲۵ھ ہجری میں یہ مولود مسعود زمین پر آیا تو آپ نے ہاتھوں کو زمین پر رکھکر سر بسجود ہو گیا روز جمعہ کا تھا جب دو گھڑی دن چڑھا تب تولد جناب ہوئے تھے۔ آپکی والدہ حمیدہ خاتون نے عرض کی تو امام صادق نے فرمایا اے حمیدہ خاتون جناب رسول مقبول کی ولادت بھی ایسی ہوئی تھی انکے بعد تمام آئمہ کیلئے یہ طریقہ قائم ہو گیا ادہر دس سال منصور منصود دیوان حفی خاموش رہا اسکا باعث یہ تھا کہ وقت وفات امام جعفر الصادق علیہ السلام نے اپنی وصیت نامہ میں اپنے اہل عیال و موال کی حفاظت کے لئے پانچ آدمیوں کو محافظ بنایا تھا ایمن منصور تھا وصیت کا ادا کرنا منجانب اللہ فرض کیا گیا تھا یہ ایسا اخلاق وصف ہے جس سے انحراف کرنیوالا ظالم و خائن و بد دیانت سمجھا جاتا ہے دشمن کو محافظ بنایا یہ امام کی حسن تدبیر ہے شروع کتاب کافی ۶۴۳ داؤد ابن ذرا ابو ایوب نحوی کی استاد سے لکھتا ہے کہ ابو ایوب کا بیان ہے کہ ایک دن رات کو منصور نے مجھکو بلایا جب میں اسکے سامنے گیا تو اس نے ایک خط میرے آگے ڈالا جو محمدؐ ابن سلمان والئے مدینہ لکھا تھا۔ کہ جب امام جعفر صادق انتقام فرما گئے ہیں منصور نے لکھا اس کا جواب تم لکھدو کہ اگر امام جعفر الصادق نے ایک شخصکو وصی مقرر کیا ہے تو تم اس کو

سر کاٹ ڈالو۔ ابو ایوب کہتا ہے کہ منصور کے حکم سے میں نے عامل مدینہ کو لکھا اور
محمدؐ ابن سلمان نے اسکے جواب میں لکھا کہ امام جعفر صادق نے اپنے بعد پانچ آدمیوں
کو اپنی وصی مقرر کیا ہے ان میں ایک منصور بادشاہ وقت ہے دوسرا محمدؐ ابن سلمان
حاکم مدینہ ہے تیسرا عبد اللہ ہے اور چوتھا امام محمدؐ موسیٰ کاظم ہے پانچویں حمیدہ خاتون
سلام اللہ یہ خط پڑھکر منصور خاموش رہا اور پھر لکھنے لگا امام جعفر صادق یہ دور
اندیشی نہ کرجاتے تو ان کی ذریت کا رہنا محال تھا دوسرا وہ شہر بغداد کی تعمیر میں مصروف
تھا یہ باعث ان کی خاموشی کا تھا دس برس تعمیر میں صرف ہوگئے اپنی وفات کے پہلے
ایک سال تعمیر تمام ہوئی ۱۵۷ھ ہجری میں اس لئے منصور مجبور ہوگیا اسی وجہ سے
دوسری طرف متوجہ نہ ہوسکتا تھا حضرت امام محمدؐ موسیٰ کاظم اتنے زمانہ تک
اس ظالم سے بچے رہے منصور دیوان نقی نے ماہ ذالحجہ ۱۵۸ھ ہجری میں وفات
کی اس کا پسر محمدؐ مہدی تخت نشین ہوا مہدی حسن پرست و عیش پسند تھا۔
اور آرام طلب تھا زیادہ تر عورتوں میں بیٹھا رہتا تھا اور ان کی اصلاح کے مطابق
ملکی کام بھی انجام دیتا تھا اپنے باپ کی طرح امام محمدؐ موسےٰ کاظم سے خلوص ظاہر
سے تعظیم کرتا تھا۔ اور سید موسےٰ ابن عبد اللہ محض کے خون کی معافی بھی ذریعہ سے
کردی وہ یہ ہے سید محمدؐ و سید ابراہیم کے قتل کے بعد سید موسیٰ ابن عبد اللہ
محض اور عبد اللہ ابن عبد اللہ محض کے ہمراہ ہندوستان کو چلے گئے تھے اور عبد اللہ
ابن محمدؐ علاقہ سندھ میں شہید کئے گئے اور سید موسیٰ ابن عبد اللہ عرصہ تک
پوشیدہ رہے جب حضرت امام صادق اور منصور کا انتقال ہوگیا تو سید موسےٰ یہ
خبر پاکر ہندوستان سے ممالک عرب میں واپس آیا سید موسیٰ کا بیان کہ امام جعفر صادق
نے فرمایا تھا کہ عباسیوں کے اتفاق سے اتفاق کرو۔ اور اپنی جان بچالو میں نے نہ مانا آخر
نتیجہ یہ ہوا تکلیفیں اٹھاتا پھرا یہ سوچکر خلیفہ وقت کے پاس حاضر ہوا وہ ایام حج میں
حرم محترم میں خطبہ پڑھتا تھا میں قریب جاکر بیٹھ گیا جب وہ فارغ ہوا تو میں نے سلام
کیا کہ میری جان بخشی ہو تو آپ نے اطاعت میں مستقیم رہوں گا مہدی نے جان بخشنے
کا حکم دیا اور کہا تم کون ہو اٹھکر تین مرتبہ سلام کیا اور عرض کی کہ آپکا مجرم موسیٰ ابن عبد اللہ
محض ہوں یہ سنکر مہدی نے تسلیم تو کیا مگر کہا اس مجمع میں آپکو کوئی پہچانتا ہے سید موسیٰ نے عرض کی

کہ یہ حسن ابن زید اور یہ امام محمدؐ موسٰے کاظم اور یہ حسن ابن زید اور یہ امام محمدؐ موسٰی اور
یہ حسن بن عبد اللہ بھی جانتے ہیں ان تینوں صاحبوں نے تصدیق کہا یہ موسٰی ابن عبداللہ
محض ہیں۔ یہ سید موسٰے نے عرض کی اس دفعہ سے امام جعفر صادق نے مجھے کہا تھا کہ جب
مہدی کی خدمت جانا میرا اسلام کہنا یہ سنکر مہدی بہت خوش ہوا اور قسم کہا کر کہنے لگا میں
ان حضرات کا غلام ہوں اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ مہدی ابن منصور اہلبیت کی محبت رکھتا
تھا اسکے ظاہر خلوص سے امید کی جاسکتی تھی کہ یہ کبھی عداوت ظاہر نہ کریگا۔ تاریخ روضۃ
الصفا جلد سوئم میں لکھا ہے کہ یعقوب ابن داؤد سادات بنی حسن کے ہمراہ دام الجبس کیا گیا
حیات منصور تک قید رہا یعقوب علم ادب میں کامل تھا اسلئے مہدی نے اسے قید سے
رہا کر کے ممالک محروسہ کا مدار المہام اور وزیر اعظم تسلیم کرلیا اور یعقوب مذہب زید
کا معتقد تھا زیدیہ فرقہ کی لوگ اطراف سے بلاکر بلاد اسلامیہ میں اسنے ان کو عہدے
عنایت کرائی لوگوں نے اشتباہ قلب خلیفہ میں ڈالا مگر یعقوب نے اپنی شیریں زبانی
سے خلیفہ کو والہ شیدا بنا کر وہ کمال محو کر دیا خلیفہ ویسی نبدہ ہی رہے ایک دن یعقوب
بیمار ہوگیا اور حاسدوں نے پھر خلیفہ کے کان بھرے علی ابن یعقوب نے باپ سے کہا
جب یعقوب اچھا ہوا تو شب کو خلیفہ کے دربار میں گیا جب مہدی صحبت حسن پرستی
میں مشغول تھا ایک خوش جمال نازک ادا سے مزے لے رہا تھا کہ یعقوب کو آتا دیکھا تو
جگہ سے اٹھکر اپنے مقام پر بیٹھا لیا اس کے صحبت کا لطف دونا ہوگیا یعقوب کا بیان ہے
کہ مہدی نے مجھے کہا کہ یہ کنیز بھی تجھکو دی گئی پس وہ محفل برخواست ہوگئی اور مہدی
میری طرف متوجہ ہو کر بولا کہ یعقوب تم میرا ایک کام کرو مجھکو امید ہے تم حکم کی
تعمیل ضرور کروگے میں نے عرض کی کہ حضور فرمائیں مہدی نے کہا کہ وہ سید علوی
جو قید خانہ میں ہے اسے تم گھر لے جاکر قتل کر ڈالو جب تک وہ مارا نہ جائے میری
تسلی نہیں ہوتی یعقوب سادات کسی سے بری تھا یہ مشہور تھا کہ یہ سادات کا خون نہیں
کرتا مہدی یعقوب کا امتحان لیتا تھا نہیں ذاتی عداوت جو خاندان سادات کی دشمنی
کو اپنے باپ کے وراثت میں ملے تھے یعقوب نے جب منظور کیا تو مہدی نے خانہ
وہ شیدا اور کنیز عطا کی اور سو ہزار دینار بھی دیئے عرض سلطانی عطایا سے مالا مال ہو کر
اپنے گھر آیا وہ غریب سید ہاتھ جوڑے سامنے کھڑا تھا مجھکو رحم آیا آخر سید نے کہا اے وزیر

میں تیرے رسول صلعم کا فرزند ہوں ناحق نہ کر میں نے خوف میں آکر عرض کی کہ میری یہ خواہش نہیں جو خون ناحق کروں مگر کیا کروں مگر میرا خون سید نے کہا آپ یہ احسان فرمائیں اور کہیں نکل جانے کی اجازت دیں اور اس سفر طول میں کوئی رفیق ہے وہ جو رہنمائے کے لئے کافی ہو میں نے دو غلام دیئے اور کہا یہ حال بھی لے جا اور اسی وقت وہ شہر بغداد سے باہر روانہ ہوئے وہ جو کنیز تھی اس بدذات نے مہدی کو خبر پہنچادی اس نے اسی وقت راستہ میں سے تینوں کو گرفتار کر لیا اور قید رکھا دوسرے دن مہدی نے اس نے اس سید کا حال پوچھا مجھکو خبر تھی میں نے کہا ہوا اسکی تعمیل کی گئی مہدی نے کہا قسم کہا ہاں بھلا میرے سر پر ہاتھ رکھکر قسم کھا کر اور میں نے کہا آپ نے سر مبارک قسم مہدی نے اشارہ سے خادم کو کہا جو لوگ قید میں ہیں انکو حاضر کرو غلام شاہی وہ غریب سید اور دونوں رفیق لے کر حاضر ہوا اور میں ندامت سے بیہوش ہوکر گر پڑا جب ہوش آئی تو مہدی نے کہا خلاف وعدہ کے عوض قتل نہیں کرتا مگر حبس دوام دیتا ہوں یعقوب کو قید خانہ کے کوئیں میں قید کر دیا یعقوب سولہ برس تک قید میں پڑے رہے اور بینائی چشم بھی جاتی رہی مہدی کا زمانہ ختم ہو چکا اور ہادی کا دور گذر گیا رشید کا زمانہ آگیا اور یحییٰ اور زیر برمکی کی سفارش سے وہ یعقوب وزیر رہا کیا گیا اس سے رخصت لے کر مکہ شریف آکر زندگی کے یوم بسر کرنے لگا یعقوب دنیا بھر کے قیدیوں کو چھوڑ دیتا تو مہدی کو عذر نہ تھا مگر اس نے یہ غضب کیا کہ ایک سید چھوڑا اور سولہ برس خود قیدی رہا اسی سے باسانی سمجھ لینا چاہئے کہ مہدی اپنے باپ منصور کی طرح سادات کشی اور ایذا رسانی میں کامل تھا مہدی کی سادات کشی یہ ایک معمولی واقعہ تھا اب ہم مہدی کی وہ مظالم تحریر کرتے ہیں جو اس نے امام محمدؐ موسٰے کاظم کو پہنچائے تھوڑے دنوں کے بعد مہدی کے دل میں خیال ہوا کہ دنیا سادات عظام کی خاندانی عصمت اور روحانی جاہت کے مقابل میں ہمارے اقتدار کی کوئی قدر نہیں کر سکتا جو اس طبقہ مقدسہ کو قدر منزلت حاصل ہے ان میں سادات کرام امام موسیٰ کاظم بھی ہے جب تک ان کے مدارج مراتب کی تحقیر عمل میں نہ لائی جائیگی اور اپنا اقتدار نہ دکھایا جائے گا سلطنت کا تسلط پورے طور سے نہو گا چنانچہ خواجہ محمدؐ پارسا اپنی کتاب فضل الخطاب میں لکھتے ہیں ۱۶۴ سنہ ہجری مہدی ابن منصور نے حضرت امام

محمدؑ موسیٰ کاظم کو مدینہ سے بلا کر بغداد میں قید کیا مہدی نے ایک شب خواب میں حضرت
علی علیہ السلام کو دیکھا کہ اے مہدی تم لوگ امیر بنائے گئے تو تم نے دنیا میں فساد
برپا کیے اور صلہ رحم کو منقطع کر دیا خواجہ محمد پارسا تحریر کرتے ہیں کہ ربیع وزیر مہدی
کا بیان ہے کہ شب مجھے مہدی نے بلا کر کہا کہ امام محمدؑ موسےٰ کاظم کو بلا لا میں قید خانہ میں گیا
اور امام صاحب کو ہمراہ لایا مہدی دیکھ اٹھا اور بغلگیر ہوا اور کہنے لگا آپ جد امجد
حضرت علی کو میں نے خواب میں دیکھا اس باعث رہا کرتا ہوں مگر آپ مجھپر اور میری
اولاد پر خروج نہ فرمائیں گے امام نے فرمایا ہم ایسا فعل نہ کریں گے جو ہمارے شان
کے خلاف ہے پھر مہدی نے تین ہزار دینار خرچ ہے دیا صاحب روضتہ الصفا
لکھتے ہیں اور فصل الخطاب میں خالد کی زبانی بیان ہے کہ وقت روانگی امام کاظم پر
ملول تھا آپ نے فرمایا غمگین نہ ہو ایک سال کے بعد فلاں تاریخ کو مدینہ میں آجائینگے
مگر جب دیگر بار قید ہو کر بغداد جاویں گے تو لوٹ کر نہ آویں گے مدینہ میں ابو خالد
نے کہا آپ کے قول کے تصدیق ہو گئے بار دیگر ویسا ظہور میں آیا مشیت ایزدی
ان حضرات کے ہمراہ تھے و مکارم و تعظیم دیکھکر دنگ اور دل تنگ ہوتے تھے
مگر ایمان نہ لاتے تھے ان کو تو اس مقدس گروہ کے مٹانے کے خیال تھے یہ لوگ اہل
دنیا غرور سلطنت اور نشہ دولت میں چور تھے مہدی نے گیارہ برس سلطنت کر کے ١٦٩
ہجری میں وفات پائی اسکے بعد اسکا بیٹا ہادی جریان ملک سے آکر قایم مقام ہوا ہادی
کی تخت نشینی کی کے دوسرے مہینہ حسین ابن علی ابن الحسین العلوی کا واقعہ پیش ہوا و
یہ ہے عمر ابن عبدالعزیز ابن عبداللہ ابن عمر ابن الخطاب مدینہ میں مہدی کا عامل تھا عمر
حسین ابن علی میں نزاع ہو گئے اور جانبین سے مقابلہ حرب ضرب آمادہ ہوا آخیر
عباسیوں کو شکست فاش ہوئی اور دربندی کر لی اور حسین ابن علی علوی کی فو
نے بیت المال مدینہ کا لوٹ کر تقسیم کر لیا دیگر بار عباسیوں کو سادات کے مقا
بلہ پھر شکست ہوئی اور فرار ہو کر گھروں میں چھپ رہے سید حسین ابن علی علو
مدینہ کا انتظام کر کے مکہ معظمہ کو چلے گئے اور جا کر منادی کرا دی کہ جو شخص میر
اطاعت کرے گا آزاد ہو جائے گا عوام لوگ ان کی اطاعت پر کربستہ ہو گئے
جب خبر ہادی ابن مہدی کو ہوئی تو اس نے محمدؑ ابن سلمان عباسی کو کثیر فوج دیکر

مکہ پر سید حسین ابن علی علوی کے وضع کو روانہ کیا آٹھوین ذوالحجہ کو طرفین کا مقابلہ
ہوا اس جنگ میں سید حسین ابن علوی کی لاش زمین پر گر گئی اور سردار کا یہ حال دیکھ
کر تمام جمعیت متفرق ہو گئے محمدؐ ابن سلمان نے سید حسین ابن علی علوی کا سر کاٹ
کر ہادی کے پاس بغداد میں روانہ کیا ہادی نے سوچ لیا کہ سادات کے مخالفت
حضرت امام محمدؐ موسےٰ کاظم کے استمزاج سے ہوتی ہے اس نے اپنے باپ مہدی کی
طرح امام کو بغداد میں بلا بھیجا یہ صواعق محرقہ میں مرقوم ہے ہادی نے بلا کر آپ کو
قید کیا ایک شب ہادی نے اپنے باپ کیطرح خواب میں جناب حضرت علی کو دیکھکر جو
اسکے باپ کو فرمایا تھا وہی اسکو فرمایا ہادی نے امام کو رہا کر دیا امام سید حسین ابن
علی علوی کے معاملات میں قطعی بے سروکار تھے اسکو ثبوت کتاب شرح صافی کی
عبارت کا ترجمہ یہ ہے سید حسین ابن علی علوی کا جب مدینہ پر کامل تسلط ہو گیا تو امام
محمدؐ موسےٰ کاظم کو کہنے لگے آپ میری بیعت کر لیجئے آنحضرت نے فرمایا اے ابن عم
مجھکو تکلیف نہ دو جو تمہارے ابن عمر محمدؐ نفس زکیہ نے میرے والد بزرگوار امام
جعفر صادق کو دی تھی اور وقت رخصت فرمایا ابن عم تم اس واقعہ میں مقتول ہو
جاؤ گے بعد ازاں سید حسین ابن علی علوی نے خروج کیا مارے گئے تمام امور اسی
طرح پیش آئے جس طرح جناب امام موسےٰ کاظم کو نے فرمایا تھا اس واقعہ سے صورت
حال دریافت کر سکے کون ایسا عقل کا اندھا ہو گا جو حضرت امام موسےٰ کاظم کو انکے
معاملات میں شریک سمجھے گا موید بن نبی عباسیان قرینوں کو دیکھ کر کسیطرح
ان امور کی تحریک کو جناب امام کی ذات ستودہ صفات پر عاید کس طرح کر سکتے ہیں
ان تبہوں کا مقصود اصلی وہی قدیمی مخالفت تھی جو ہادی کے اسلاف میں سلسلہ
بسلسلہ چلے آتے تھے محمد ابن سلمان ان کا خاتمہ کر کے ان کی لاشوں کو بے دفن چھوڑ
کر چلتا ہوا حاکم وقت کے خوف سے کوئی ان مردوں کے قریب نہ آتا تھا آخیر
لاشیں طعمہ صحرائی جانوراں ہو گئیں اور ہادی کی سلطنت ایک سال چند
ماہ قایم رہے اور اس کی ذاتی افعال صاحب روضتہ الصفا و تاریخ حافظ ابونعیم
کی اسناد سے لکھتے ہیں کہ ہادی اپنی جد منصور کیطرح بڑا سفاک اور عام خونریزی میں بیباک
تھا اسکے غضب کیوقت اپنے بیگانہ کی تمیز نہ تھی ذرا سا شبہہ ہوا تو قتل کر ڈالا تاریخ طبری میں مرقوم

ہے کہ ہادی نے اپنے والدہ صاحبہ خیزران کو نصف کھانہ خاصہ بنا کر محبت کے باعث
ہے وقت بھیجا تھا وہ دانشمند تھے اور اسکی جانب سے بدظن تھے نہ کھایا نے کر کہ
چھوڑا اور پھر ایک سگ کو ڈالا وہ فوراً مرگیا خیزران نے کہلا بھیجا کہ تجھے شرم
نہ آئی اپنی ماں کو زہر دیتا ہے تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۵۷۳ میں لکھا ہے کہ ہرثمہ
بنی عباس کا قدیم خیر خواہ تھا وہ ناقل ہے کہ ایک شب ہادی نے مجھکو بلایا اور کہا تم
ہارون کا سر کاٹ لاؤ اگر میرے حکم کی تعمیل نہ کروگے تو آپ قتل کئے جاؤگے میں
نے کہا بہتر پھر کہنے لگا جب تجھے ہارون رشید کے معاملات سے فراغت ہو تو تم فوراً
قید خانہ میں چلے جانا اور اسمیں جتنے سادات موجود ہوں سبکو قتل کر ڈالنا جتنے قتل
ہوں ہونا بقیہ کو دریا دجلہ میں غرق کر دینا جب ان امور سے فراغت ہو جائے تو
موجود جمعیت کے ساتھ شہر کوفہ پر چڑھائی کر دینا اور شہر کوفہ میں جسقدر بنی عباس
طلبیں ان کو شہر بدر کر دینا تمام شہر کو آگ لگا کر خاک سیاہ کر دینا ہرثمہ ابن اعین کا
بیان ہے کہ ہادی اندر محل کے گیا اور مرگیا یہ خلیفہ امت محمدی کے تھے جو برادر حقیقی
کے قتل کا ارادہ اور والدہ کو زہر دینا چاہا ہر شخص سمجھہ سکتا ہے اور ہادی کی مظالم
طبیعت عام خونریزی اور قتل غارت میں کیسے نہائت درجہ کے بیباک تھے ہارون
کے قتل کے ساتھ سادات کی تباہی بھی اسکو نہ بھولی تھی ہارون رشید کے قتل سے
تو سلطنت اپنے پسر کو دینی منظور تھی اور غریب سادات کے قتل سے اسے کیا
حاصل تھا یہ اس کی فطرتی شقاوت کا جنون اسپر سوار تھا صاحب روضتہ الصفاء
لکھتے ہیں کہ ایک دن ہادی نے اپنے فراش کے سینہ پر امتحان کے لئے تیر لگایا کہ میں
صاحب قوت ہوں وہ بیچارہ فراش مرگیا اور اس کے عیال اطفال کا وظیفہ خلیفہ ہادی
نے مقرر کر دیا اسواقعہ کے بعد اسکے پشت پر ایک دنبل نمودار ہوا حکماء نے ہزارہا
تدبیریں کیں سوزش بڑھتی گئی تین یوم تک بسر کر کے چھودہ تھے روز مرگیا صاحب
روضتہ الصفاء لکھتے ہیں کہ بہ غلظت رحم وقساوت قلب اور خشونت طبع و شرارت نفس
انصاف داشت روضتہ الصفاء جلد سویم ۱۸۰ صفحہ مطبوعہ بمبئی ہادی ہارون کو مارنا
چاہتا تھا خود مرگیا اس مختصر احوال سے معلوم ہوتا ہے خلافت اسلام کی برلئے نام
جتنے تھے خلفا تھے سب اپنے خود غرض اور نفسانیت کے پابند تھے نہ اپنے وعدیکا خیال

کرتے تھے نہ قول پر کوئی نظر اور مقصود یہ ہوتا تھا کہ اپنے تمنا پورے ہو چنانچہ منصور
سے لیکر ہادی تک زمانہ میں وعدوں کے جو کچھ کیا یہ سب طمع و حرص کے تقاضے تھی۔
انکے معائب دیکھکر ہر شخص تعجب سے انکا نام لیگا اور کچھ نہ کہیگا تو اتنا ضرور کہیگا۔
کہ اس اوصاف کے لوگ اسلام کے پیشوا تھے اور ایسے افعال اور رفتار کے بزرگ
تھے اور خلافت نبوی اور نیابت مصطفوی کے دعویدار تھے ہادی کے فوت کی خبر پا
کر یحییٰ برمکی جو ہارون رشید کا وہ ہمیشہ خواہ تھا فوراً رشید کے خلافت کا اسنے
سامان کیا اور تمام اہل اسلام کا امام تسلیم کرالیا اور رشید تخت پر بیٹھ گیا اور یحییٰ برمکی
کو اپنا وزیر اعظم بنالیا آل برمکہ کو دنیاوی اقتدار میں بڑا حصہ ملنے والا تھا وقت
عروج آپہنچا یحییٰ کے تین پسر تھے ایک فضل دوسرے جعفر تیسرے محمدؐ بڑے مدبر
اور فرزانہ روزگار تھے اور ہارون رشید تو اپنے تعیش کا بندہ ہوگیا اور خلافت
کے تمام امورات یحییٰ وزیر اور اسکے دونوں فرزند فضل و جعفر کے سپرد کردیئے جعفر
سے ہارون کو محبت تھی اسکا رضائی بھائی تھا جب سنہ ۱۷۰ ہجری میں ہارون اپنے
بھائی ہادی کی جگہ قائم مقام ہوا اور ۱۷۶ھ میں یہ واقعہ پیش ہوا سید یحییٰ ابن سید
عبداللہ محض ابن سید حسن مثنیٰ ابن امام حسن علیہ السلام جب سید محمد نفس زکیہ کے قتل
کے بعد سید عبداللہ محض کی اولاد اطراف عالم میں منتشر ہوگئے تھے اور سید یحییٰ
ابن سید عبداللہ محض ملک دیلم کیجانب نکل گیا تھا اور منصور سے لیکر ہادی کے
زمانہ تک ملک دیلم میں رہے اور اس حالت میں بھی اپنی امارت کے سلسلہ جنبانی برابر
کرتے رہے اس عرصہ میں یحییٰ کے معاملات درست ہوگئے تو یکبارگی علانیہ خروج
کردیا جب ہارون رشید کو خبر ہوئی تو اسنے فضل بن یحییٰ برمکی کو پچاس ہزار فوج
دیکر روانہ کیا فضل نے قتل و گرفت کو ترک کرکے انکے ملا لینے کی فکر کی چند صلحنامہ سید
یحییٰ کو تحریر کیئے اور اکرام سلطانی کے وعدہ وعید بھی تحریر کیئے آخر کار جانبین میں
صلح ہوگئی مگر سید یحییٰ ابن سید عبداللہ محض نے امان جان و حفظ جان کے فضل
بن یحییٰ برمکی سے رسید لکھالی فضل نے اس امر سے ہارون کو اطلاع تو ہارون بہت
شکور ہوا اور تمام علما و فضلا اور فقہا اور مشایخ اور عمائد بنی ہاشم کی گواہیوں سے
سید یحییٰ کے نام ایک دوسرا امان نامہ لکھکر فضل کے پاس بھیجا اور سید یحییٰ مطمئن ہوکر

فضل کے پاس آیا اور فضل انکو لبغداد میں لایا ہارون نے اسیوقت سید یحیٰی ابن عبد اللہ محض کے قدر منزلت بہت کی اور خلعت فاخرہ دیا یہ ظاہری اخلاص عباسیوں کی خصوصیات میں داخل تھی وہ بنی امیہ کی طرح اپنے کام تک ہر شخص کے ہمدرد تھے بعدہٗ کسی کے دوست نہ تھے ہارون چند دنوں کے بعد اپنے وعدہ پر قائم نہ رہا سید یحیٰی کو جعفر ابن یحیٰی برمکی کی حراست میں قید کیا جعفر نے سید یحیٰی کو چھوڑ دیا ہارون کو خبر مل گئی اسنے راستہ سے یحیٰی کو پکڑ کر قید کیا پھر الزام دیکر قتل کر ڈالا اور جعفر برمکی کو بلا کر ہارون نے پوچھا کہ سید یحیٰی ابن عبد اللہ محض کا کیا حال ہے اسنے کہا قید میں ہے ہارون بولا قسم کھا جعفر معلوم کر گیا اور کہنے لگا کہ سید یحیٰی ضعیف مرد تھا مراحم سلطانی پر یقین کر کے بغیر آپ کے حکم کے قید سے رہا کر دیا ہے اور چند حقوق اسکے خلیفہ کے ذمہ بھی واجب تھے یہ تقریر سنکر ہارون کباب ہوگیا اور خاموش رہا چند دنوں کے بعد ہارون نے جعفر کو اپنے غلام مسرور کی معرفت قتل کرا دیا اور دنیا کو دکھلا دیا کہ سلاطین کے ظاہری اخلاص کا ذرا اعتبار نہ کرنا چاہئے تاریخ طبری و تاریخ کامل ابن اثیر اور تاریخ روضتہ الصفاء اور مروج الذہب مسعودی میں یحیٰی برمکی کی بیوی کا طول احوال مرقوم ہے کہ کامل ستر برس تک خاندان برامکہ کا عروج رہا جعفر کا خون ہوا تو خاندان کا سر نگون ہوگیا صاحب روضتہ الصفاء آل برمکہ کو ختم فرما کر انکی ادبار کی حالات پر افسوس کرتے ہیں وہ یہ ہے ؎

اے طفل دہر کز تو زپستان حرص وآر ✦ روز دو شیر دولت و اقبال برمکی

در عہد عمر عزہ مشو از کمال خویش ✦ یاد آور از زمانِ بزرگانِ برمکی

جعفر چاہتے تو ساری دنیا کو چھوڑ دیتے تو ہارون کی ناراضگی کا باعث نہ ہوتا مگر اس نے تو ایک سید بنی فاطمہؓ کو چھوڑا یہ قیامت کی اسکو آگ لگ گئی واقعات تاریخی ہمارے اس بیان کے شاہد ہیں اور منصور نے منصور دوانقی نے حضرت امام جعفر الصادق سے جو کچھ کیا معلوم ہے اسکے بعد مہدی اور ہادی نے حضرت امام محمدؑ موسیٰ کاظم سے جو کچھ کیا ظاہر ہے اور ہارون رشید نے جو کچھ کیا وہ بھی اسکے بزرگان سلف کی تقلید تھی بلکہ اپنے ان سے زیادہ کئے ہاتھ بڑا ہوا تھا ہارون نے ۱۷۵ھ ہجری میں اپنے فرزندوں کیلئے تقسیم ممالک کی تجویز ٹھرائی اور یحیٰی وزیر برمکی کا آرادہ تھا کہ مامون خلیفہ ہو اور امرا چاہتے تھے کہ امین خلیفہ ہو مگر اس نے

زوجہ کی راے پسند کی اسنے کہا تھا کہ نصف نصف ممالک ہیں دو ولیعہد ہوں یہ رائے
قرار پائی ۱۷۹ھ ہجری میں ہارون رشید برائے حج مکہ معظمہ میں آیا اور حضرت امام محمد موسیٰ
کاظم بھی حج کے لئے مکہ میں تشریف لائے تھے اہل اسلام کا انکے گرد ہجوم دیکھکر خدمت
اقدس امام میں گیا اور سوال کیا کہ آپ ہی ہیں جو لوگوں سے چھپ کر بیعت لیتے ہیں حضرت
امام محمد موسیٰ کاظم نے فرمایا میں قلوب کا امام ہوں اور تو جسموں کا امام ہے اور جبدن
دلوں کا امام اور جسموں کا امام دونوں جناب رسالت مآب حضرت رسول اللہ صلعم کے
سامنے کھڑے ہونگے تب معلوم ہوگا یہ سنکر ہارون کے بدن میں اور آگ لگ گئی
آنحضرت کی گرفتاری کا سبب ہوا ہارون رشید کو یحیٰی وزیر برمکی نے سادات
کے معاملات میں قدیم مخالفین کے اصول پر کاربند ہونے کی صلاح دی کہ سادات
کی برجوشیاں جو ظاہر ہوا کرتے ہیں اسکا اصلی باعث یہ ہے کہ وہ آپکو خلیفہ عصر کے
مقابل میں سلطنت اسلامی کا جائز دعویدار اور اصلی حقدار سمجھتے ہیں اور اس مقدس
سلسلہ کے بزرگ حضرت امام محمد موسیٰ کاظم ہیں یہ گمان ضروری ہے جو امور خلافت
کے خلاف سادات سے ظاہر ہوا کرتے ہیں وہ جملہ امر انکے تحریک سے ہوتے ہونگے
خلیفہ پر فرض ہے کہ فوت سے پہلے انکی عظمت وجلالت جو ملک میں قایم ہے مٹا
دی اور ان کی مجبوری اور تنگی کی حالت تک پہنچا دی جو ان کی عزت وقعت کی
بلکہ حسرت اور عبرت کا نمونہ ثابت ہو اور ان کی طرف دنیا کا میلان اور رجوع
باقی نہ ہونے پاوے یہ مشورہ وزرا امرائے استیصال کے لئے ہارون کو دی
وہ سادات کا دشمن جانی بنکر پورے طور سے انکے مٹانیکو مستعد ہوگیا اور امام
کو مادام الحیات قید رکھا اور ایسی قید میں زہر دلواکر شہید کیا اور امام محمد موسیٰ
کاظم کو روضہ رسول اللہ صلعم میں نماز پڑھتے گرفتار کرلیا ہارون کے حکم سے اور
ابن سلمان کا بیان ہے کہ جناب امام نے اپنی جد امجد کی قبر منور سے مخاطب ہوکر
عرض کی کہ آپ کی امت بدکردار سے کیسے ظلم ہو رہے ہیں اسی طرح یہ جور وجفا محض
بلا جرم وخطا اس برگزیدہ خدا کو گرفتار کرکے ہارون کے پاس لے گئے تو اس شقی
ازلی نے کلمات ناسزا سنائے آپ خاموش کھڑے رہے یہ واقعہ ۲۰ ماہ شوال ۱۷۹ھ ہجری کو ہوا ہارون
رشید نے حضرت امام محمد موسیٰ کاظم کو گرفتار کرکے اپنی بھائی چچازاد عیسیٰ کے پاس بصرہ میں روانہ کردیا

جب بصرہ میں پہونچے عیسی ابن جعفر عیش عشرت میں بیٹھا تھا او رخط پڑھکر امام کو قید کر
دیا افسوس حیرت کا مقام ہے عیسٰی کو ذرا رحم نہ آیا تاریخوں میں ثابت ہوا ہے کہ عیسے
نے اس شمع امامت کو اندھیرے جگہ میں بند کر رکھا کامل ایک برس تک قید رہے
چند بار ہارون نے عیسٰی کو لکھا کہ امام کاظم کو زہر دیکر شہید کرڈالو اور عیسی نے
آپکی سلامت نفسی اور نیک مزاجی اور حسن اخلاق اور صبر رضا کو مشاہدہ کرکے بے قصور
تصدیق کیا اور کرتا گیا اور اسکا دل آپکی قدر منزلت کیطرف راغب ہوگیا اور حکم ہارون
کی تاخیر کی قتل نہ کیا اور وجہ اسیری پر غور شروع کردی اور ظاہر باطنی کوئی وجہ ثابت
نہ ہوئی اور دل اسکا ضرور نرم ہوا اسنے یہ سوچا کہ شاید آپکی اخلاق درست نہ تھے
جس سے خلیفہ نے قید سخت آپکو دی ہے عیسٰی نے اپنے غلام کو مقرر کیا کہ امام کی روزانہ
مشاغل کا غور کرے کہ کسطرح کے کلمات اور ارشاد فرماتے ہیں افسوس ہے زمانہ کی نا
قدری پر جو حقیقی اخلاق نبوی کے وارث انپر خلیفہ بد اخلاقی کریں امام ہمام کے محاسن
عادات اور صبر و رضا دیکھکر عیسٰی کا قلبعہ نکل گیا اور غلام نے بچشم دیدا احوال پیش
کہ اے امیر میں نے نہایت غور سے دریافت کیا ہے آپکو سوائے عبادت ربانی و تلاوت
قرآنی کے اور شغل کے مصروف نہیں پایا اور کلمہ آپ کی زبان مبارک سے ظاہر نہیں
ہوا سوائے شکریہ کے اور کسیوقت یہ کلمہ فرماتے تھے کہ بار آلہا اپنی خاص عبادت کے
لئے خلوت تنہائے عطا فرماوہ دعا میری قبول ہوگئی اس تیرے عطیہ کا ہزار ہزار
شکریہ کرتا ہوں جب عیسٰی کے دربار میں اس غلام نے بیان کیا ان کلمات سے حاضرین
رونے لگے اور عیسٰی راسخ العقیدہ ہوکر خدمت امام میں حاضر ہوا اور معافی کا طالب
ہوا آپ نے معاف فرمایا عیسٰی اپنے قدم رفتار گمراہانہ سے دست بردار ہو کر
معتقد ہوگیا عیسے نے ہارون رشید کو یہ واقع لکھا کہ امام موسٰی کاظم کو میری میں
ایک سال کا گذر گیا ہے میں جاسوس مقرر کئے تھے کہ انسے کوئی کلمہ غیر ظہور ہو
لیکن سوائے عبادت باری تعالے وتضرع زاری و تسبیح تحلیل کی کوئی شغل
نہیں پایا گیا ایسے مقدس عیبوں سے پاک پاکیزہ بزرگ کے اسیری گوارہ نہیں
ہے اپنا معتبر آدمی بھیجدیں میں اسکے ہاتھ امام کو واپس دوں اگر دیر
تو میں انکو قید سے رہا کردونگا صاحب روضتہ الصفا تو اس واقعہ طول کر

انتصار سے لکھا ہے اتنا بھی غنیمت ہے ہارون رشید کو عیسیٰ کا خط پڑھکر زیادہ آگ
لگ گئی اسنے فوراً امام عالیمقام کو بغداد طلب کیا اور فضل ابن ربیع کو بلاکر اس کے
سپرد کیا عبداللہ فزدینی کا بیان ہے کہ میں فضل ابن ربیع کے قریب سے گذرا اسنے
خود بلاکر ایک سرداب میں لے جاکر کہا دیکھ لے میں نے دیکھکر کہا ایک سفید کپڑا دکھائی
دیتا ہے فضل ابن ربیع نے کہا وہ تمہارے آقا ہیں جنہیں سفید کپڑا بتلاتے ہو یہ حضرت
امام موسیٰ کاظم ہیں میں حیران اور پریشان ہو گیا اور وجہ ندامت کے امام عالیمقام کو
ند نہ دیکھ سکا اور فضل کو کہا کہ بھائی خدا سے خوف کر اور حتی الامکان امام کو ایذا نہ
دے اسکا نتیجہ باعث زوال نعمت ہے اور ترک ادب انکا سخت مصائب کا سبب ہے
فضل نے جواب دیا بھائی ہارون نے تو یہ چند بار آپ کے قتل کا حکم دیا ہے کیا
روں مجھکو خلیفہ قتل کرے امام کو ہرگز ایذا نہ دونگا. جب فضل سے کچھ بنتا نہ دیکھا
تو اسنے وزیر یحییٰ برمکی کے سپرد کیا امام صاحب ایک سال یحییٰ برمکی کی زیر حراست
بند رہے وہ لعین سخت ایذا دیتا رہا ۱۸۰ھ ہجری کا زمانہ تھا فضل ابن ربیع کا بیان ہے
کہ مجھکو ہارون نے وقت شب کو بلایا میں گیا تو کیا دیکھا خلیفہ کا رنگ بیرنگ ہو رہا ہے
اور غضب سے مجھے کہا امام محمد موسیٰ کاظم کو اسیوقت لے آ ورنہ تجھے قتل کرڈالونگا
ناچار آنحضرت کو لینے چلا آگے یحییٰ کے غلام سے اجازت لے کر اندر گیا اور کہا
السلام علیک یا ابن رسول اللہ آپ نے فرمایا بیوقت آنیکی کیا وجہ ہے میں نے
کی ہارون نے بلایا ہے فضل ابن ربیع قائل ہے کہ امام زمانہ اٹھے اور میرے
ساتھ تشریف لے چلے جب ہارون کے قریب گئے تو آثار غضب نہ دیکھے میں نے کہا
موسیٰ کاظم حاضر ہیں ہارون تعظیم کو اٹھا اور تخت پر امام کو بٹھا لیا اور کہا آپ میری
ملاقات کو کیوں نہیں آتے آپ نے فرمایا تمہارے سلطنت دنیاوی ہے اور اسکی
ت زہریلی ہے اور خدا کی محبت سے مانع ہے یہ سنکر ہارون نادم ہوا اور آپکو
رخصت کردیا فضل ابن ربیع کا بیان ہے کہ جب میں امام کو آپکے مقام پر پہنچا کر واپس
آیا اور میں نے ہارون سے پوچھا آپ اسقدر غضب میں تھے بڑے ملایم ہوگئے
قدر کی جگہ امام کے توقیر کی ہارون نے کہا انکے قتل کا عزم بالجزم تھا مگر معلوم
تمام ایوان میں قدرتی ہل چل پڑھ گئی اور قصر لرزہ میں آگئی اور ہزارہا آوازیں

ہولناک آنے لگیں۔

ہارون رشید نے سندی ابن شاہک کو امام کے قتل کا حکم دینا

علامہ علما ابن حجر صواعق محرقہ میں تحریر کرتے ہیں کہ ہارون رشید نے عیسیٰ ابن موسےٰ کی
جواب میں سندی شاہک کو لکھا کہ امام موسےٰ کاظم کو بصرہ سے لے آ جب وہ لعین آل
حضرت کو لایا تو سندی کو آپ کے قتل کا حکم دیا اسنے کھانے میں بروایت رطب تازہ
میں آپکو زہر دیا جس سے آپ لوٹ پوٹ ہو گئے اور تین یوم کے بعد عالم فنا سے ملک
بقا کو راہی ہو گئے پر دوسرے مقام پر ابن حجر لکھتے ہیں کہ ہارون آپکو اپنے ہمراہ لے
لے گیا اور وہاں آپ کو پابجولاں کر کے قید رکھا تاوقتیکہ زہر دیکر مار نہ لیا ملا عبدالرحمٰن
جامی شواہد النبوت میں لکھتے ہیں کہ یحییٰ ابن خالد برمکی نے حسب الحکم ہارون رشید
حضرت امام محمدؑ موسےٰ کاظم کو زہر دیا آپ نے فرمایا آج مجھکو زہر دیا جاویگا اور کل
مریدان زرد ہوگا۔ پھر سرخ پھر سیاہ ہوگا اسکے بعد میری وفات ہوگی بہ نسبت ان
حضرات مندرجہ بالا کے خاوندشاہ ہروے نے اپنی تاریخ معتبر روضتہ الصفا کے دفتر
سیوم میں کسقدر تفصیل سے کام لیا ہے ان کی اصلی عبارت یہ ہے کہ ہارون رشید
در ایام حکومت خویش فرمان داد تا امام موسیٰ کاظم را از مدینہ بدار السلام بغداد بردند
و ہارون او را بہ سندی ابن شاہک سپرد و یحییٰ ابن خالد برمکی باغوائی ہارون رشید
آنجناب علیہ السلام را در حبس زہر داد تا در گذشت وفات او در ۱۸۳ہ ہجری ثلاث
و ثمانین و مائیہ اتفاق افتاد و دفنش ہم دراں سرزمیں است در خطیرہ زمین کہ بگورستان
قریش اشتہار داشت نقل است کہ چوں حضرت امام موسیٰ کاظم مسموم گشت فرمود
کہ ما امروز زہر دانند فردا بدن من زرد گشتہ و بعد ازاں نصفے سرخ خواہد گشت و بعد
فردا سیاہ خواہد شد و آنگاہ خواہ ہم مرد و ہرچہ امام علیہ السلام گفتہ بود از قوت بفعل
در آمد مدت حیات شریفش بقول صاحب ربیع الابرار چہل و پنج سال بود
تفاق جمہور جناب امام محمدؑ موسیٰ کاظم وفات ۲۵ ماہ رجب المرجب ۱۸۳ہ
میں واقع ہوئی امام علیہ السلام کے فضائل میں تحریر ہے کہ آپ نے مادام الحیات
کسی شخص سے ترشروئی اور رکھائی سے بات نہیں کی کبھی اور کسی کی دل آزاری

اور ایذا رسانی پر مایل نہیں ہوئے کسی کی غیبت شکایت اور عیب جوئی آپکو پسند نہ تھی ایسا ذکر کرنیوالے کو اپنی مجلس کی اجازت دیتے تھے بزرگوں کی تعظیم اور جوانوں کی قدر اور بچوں سے محبت مد نظر تھی اور آپ کے اوصاف امام صباغ مالکی اپنی کتاب میں یعنے فصول المہمہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام محمدؐ کاظم اپنا نہ مانہ کے لوگوں میں زیادہ عابد و عالم و سخی و فیاضی و ست و نفس پاک تھے فقرا مدینہ کے گھروں میں درہم و دینار اور کھانے پوشید بھیجا کرتے تھے اور طبقات الحفاظ میں لکھا ہے کہ بباعث کثرت عبادت آپکو عبد الصالح کہتے تھے اور صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام کاظم ملک عراق میں حاجتوں کے پورا ہونیکا دروازہ مشہور تھے یہ محاسن عادات اور مقام اوقات آپ کے مشہور ہیں تشریح کے محتاج نہیں ہیں فصل الخطاب میں خواجہ محمد پارسا لکھتے ہیں کہ آپ کا ہر روز سجدہ معبود اتنا طول ہوتا تھا کہ زوال آفتاب تک وقت تمام ہوتا تھا سمجھنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے آپکے عقاب کا سلسلہ نسب زیادہ ہے مگر مختصر دو تین سلک یہ فقیر عرض کرتا ہے۔

فضل ابن ربیع کا بیان مذکورہ بالا جو حضرت امام محمدؐ موسٰی کاظم کو حکم ہاروں رشید کا بلایا تھا اور جب امام صاحب تشریف لائے تو اٹھکر تعظیم دی اور رخصت کر دیا فضل ابن ربیع کا بیان ہے کہ میں امام عالیمقام کو انکے مقام پر پہنچا کر واپس آیا تو میں نے ہاروں رشید سے پوچھا پر ملایم ہو گئے تقدیر کی جگہ امام کی تقریر کی ہاروں رشید نے کہا ارادہ انکے قتل کا ضرور تھا مگر مجھکو لرزاں اور آوازیں ہولناک آنے لگیں۔ میں حیران ہوا مثل تصویر بنگیا مگر یہ راز افسانہ ہو ناظرین خیال فرمائیں ایسے مشاہدات دیکھکر ہاروں کو ذرا اثر نہ ہوا جو ظالم ترین مردم تھے وہ نگراں آپ کے تھے وہ نرم ہو گئے عیلے اور فضل اور یحئے برمکی اور اسکا بیٹا آپ کے حلقہ بگوش ہو گئے مگر افسوس چشم دنیا مست مخموران واقعات عجیبہ کو معمول تعبیر کرتے ہیں ان کی غفلت کا باعث ہے کہ وہ ان امور قدرتی تصرفات اور روحانی مشاہدات پر کم ادراک رکھتے ہیں سعادت سے محروم اور نعمات آلہی سے بے بہرہ رہتے ہیں ہاروں رشید نے سندی ابن شابک کے نام حکم جاری کیا کہ امام موسےٰ کاظم کو یحیٰی کے قید خانہ سے نکال کر مجلس شاہی میں مقید کرے سندی وہ تھا جسکی شقاوت

اور ظلم ستم تمام عرب میں مثل مسلم ابن عقبہ و حجاج ابن یوسف مشہور تھے ہارون
نے امام کی حراست اسکی سپرد کر کے کہ امام کو زندہ نہ چھوڑیگا تین حراستوں کے
احوال لکھے گئے اب چوتھے حراست یہ ہے آخر نگہبانی کے واقعہ جو ہارون کا خاص
ضمیمہ معلوم ہوتا ہے سندی نے امام کو قید کیا ہارون کے رقعہ سے آکر امام کی نگہبانی
اپنے ذمہ لے لی تاریخی مشاہدہ سے ثابت ہے کہ دن میں چند مرتبہ آکر کے اور گوش
لگا کر ہارون سنتا تھا مگر سوائے خاموشی کے کوئی کلام نہ سنتا تھا ہاں کبھی آواز آتی
تو عبادت ربانی اور تلاوت قرآنی کے سنگدل شقیق القلب ہارون کے پتھر دل
پر کوئی اثر ہوتا تھا ہزار ہا تدبیریں آنحضرت کے قتل کی کر چکے اسکے بعد اس نے
یہ چال کے امام کو دربار میں بلایا اور پوچھا کہ میری سمجھ میں آجتک نہ آیا کہ آپ لوگوں
کس حق سے جناب ختمی مآب صلعم کا فرزند صلبی ہوتا کیونکر بتلاتے ہیں حالانکہ پیغمبر نے
بعد اپنے کوئی اولاد ذکور نہیں چھوڑی جو آپ کی صلبی اولاد کہے جانے کا استحقاق
رکھتے ہو آپ حضرت ان کی دختر کی اولاد ہیں فرزند صلبی کیسے کوئی دلیل پیش کیجئے
آپ نے فرمایا اے ہارون خداوند تعالےٰ جس استحقاق سے حضرت عیسےٰ ابن
مریم کو فرزندان حضرت ابراہیم میں داخل کیا اسی دلیل سے ہم لوگ بھی جناب
محمدؐ صلعم کے فرزند جناب فاطمۃ الزہرا کیجانب سے شمار کئے گئے اور ایۃ مباہلہ کی
تفسیر ہارون رشید کو سنائی گئی جواب کافی سنکر ہارون سکتہ میں آیا اور کہنے
لگا کوئی تمنا ہو تو فرمایئے اسکی تعمیل کروں امام عالیمقام نے فرمایا ہمکو مدینہ منورہ
کی اجازت دے دو ہارون نے کہا جلد مدینہ کو روانہ کرونگا ہارون کی بدگمانی و
کور باطنی میں کوئی فرق نہ آیا وہ آپ کے قتل کی تمنا میں جیسا تھا ویسا ہی رہا جب
تک اس شمع امامت اور چراغ ہدایت پر ظلم کا ہاتھ مار کر گل نہ کر لیا اسے چین
نہ آیا عداوت کا باعث یہ تھا برابری دعوئی جو امام کے مقابلہ میں ہارون رشید
کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا اور ایسے ہی ان کے سابقہ تین بزرگوں نے اپنے
معاصرہ امام زمانہ کے ساتھ پیدا ہو چکے تھے جس طرح ان لوگوں نے
کیا تھا اسی طرح ہارون نے اپنے ہمعصر امام زمانہ کی عداوت کا اظہار کیا
جن حضرات سابقہ اُمم کی اخبار آثار قدیمہ کو ملاحظہ کیا ہے وہ اس قدیم طریقہ

کی حقیقت سے خوب واقف ہیں انکو ثابت ہو چکا ہے کہ دنیا میں جتنے خاصان
خدا اور انبیاء؛ اولیا اللہ سلام اللہ علیہم کے خون ناحق کئے گئے ہیں اور سخت
ایذائیں پہنچائی گئیں اسکا باعث یہ تھا دنیاوی حکمرانوں کے دماغ میں یہ پیدا ہو
گیا تھا وہ اپنی حکومت امارت کے سامنے انکی روحانی حکمت و جلالت کا اعتبار
نہ کرتے تھے اور نہ انکے حقائی آثار وقار کو کوئی چیز سمجھتے تھے بلکہ انکے ظاہر حال
پریشان دیکھکر اپنی مجالس کے قابل نہ جانتے تھے اور انکے ارشاد ہدایت کو اپنی
رعایا کو اپنی رعایا کی اغوا اور مفسدہ کا باعث بتلاتے تھے اور انکی کرامات اور
معجزات کو جادو تسخیر اور طلسمات کہتے تھے اور ان کی کلام معجزہ نظام کو خلل دماغ
جنون و ہذیان سے تعبیر کرتے تھے اور ان کے وجود بہبود کو اپنے تصرف ملوکانہ
کے خلاف و مضر جانتے تھے اور انکے قتل کر دینے سے انکی بھی مراد تھی کہ ہدایت
کے آثار دنیا کی سطح پر قایم نہ ہو سکیں اگر یہ لوگ ان حضرات کے قتل کر دینے
سے قابو پاتے گئے اور خون ناحق بہاتے گئے مگر خاصان آلہی کی اخبار آثار ان
کے حکام کے برعکس صفحہ روزگار پر ہمیشہ کے لئے مستحکم برقرار رہے اور ان
کے زرین کارنامے دنیا کی تاریخوں میں ہزار منزلت سے لکھے پڑے ہیں ہارون
رشید نے کہا تھا کہ آپ جلد مدینہ میں جائیں گے مگر اس عہد شکن نے اپنا وعدہ
پورا کیا امام عالیمقام کو قید خانہ میں بھیجا دیا ہارون جب تھک گیا تو قتل
امام کی نئی تدبیر سوچی ایک کنیز قبولی صورت کو سمجھا کر قید خانہ میں بھیجا دیا
امام حسب دستور عبادت تضرع میں مصروف تھے اس فتنہ روزگار نے ہزاروں
ناز انداز دیکھائے مگر خدا کی سچی جانباز نے اپنا سر جانماز سے نہ اٹھایا جب
فارغ ہوئے تو پوچھا تجھ سے کس نے بھیجا ہے اور کس غرض سے وہ بولے
خلیفہ عصر نے آپ کی خدمت کے لئے ارشاد کیا ہے آنحضرت نے فرمایا مجھ
سے تیری ضرورت نہیں ہے نہ مجھکو اپنا آرام درکار ہے آپ پھر اپنے معاملات
میں مشغول ہو گئے وہ کنیز بیٹھی دیکھتی رہی آپ کی عبادت گذاری گریہ زاری
اور علاوہ چہرہ الانور کی عظمت جلالت اور روحانی وجاہت دیکھتی رہی اسکے
قلب پر اثر ہوا وہ ایکبار خوف الٰہی سے ترساں ہو کر سجدہ میں گر پڑی جب دیر ہوئی

تو ہاروں اندر گیا تو دیکھا سجدہ میں نہایت زاری سے ذکر آلہی کرتی ہے اور
کانپتے ہی ہاروں کے حواس جاتے رہے اور ہمراہی اسکے بے اختیار رونے
لگے کنیز دیکھکر باہر چلا آیا جب اسکی تاثیر ہونیکا پوچھا تو اسنے عرض کی اے
امیر میں امام کو دیکھکر سجدہ میں ہوگئی اور اس عالم بیہوشی میں دیکھا کہ میں ایک باغ
پر فضا میں پہونچگئی اور وہاں بہت کنیز ہائے خوش جمال یہ ذکر آلہی کر رہی ہیں جو
میں کہہ رہی ہوں ان کنیزوں نے کہا مجھکو کہ تم کون ہو میں نے کہا خلیفہ نے مجھکو امام
کی خدمت کیلئے بھیجا ہے وہ بولیں تم امام کی خدمت کے قابل نہیں ہو ہم کو ان کی
خدمت پر پروردگار عالم نے مامور کیا ہے ہاروں کو سُنکر حیرت ہوئی مگر ایسی
روشن مشاہدات سے بھی اسکے دل پر اثر نہ ہوا وہ آپ کے قتل کی اور تدبیر سوچنے
لگا اور اس کنیز کو قید کر دیا کہ یہ واقعہ کسی سے نہ کہدے پھر ہاروں رشید نے
دور دراز سے وحشی لوگ جو خدا اور رسول کو نہ جانتے تھے منگا کر قتل امام پر
مامور کیا وہ یکصد اشخاص تھے انکو ہاروں لایا دروازہ قید خانہ پر انکو حکمدیا کہ
اندر جاؤ اور جو شخص اندر تمہیں ملے فوراً قتل کر ڈالو جب وہ لوگ اندر گئے تو
دیکھا کہ ایک مقدس بزرگ فرشتہ صورت قدسی سیرت چہرہ نورانی فعشور یا کا
پیدا اتھا بکمال آہ وزاری سجدہ باری میں مشغول ہے یہ عالم دیکھکر انکے جو سنگدل
تھے اب آپ ہوگئے اور حسرت بہ الٹا نقش بدیوار کھڑے رہے جب امام عالیمقام
فارغ ہوئے تو ان کی زبان میں پوچھا کہ تمہارے آنیکا کیا سبب ہے وہ کلام
مبارک سنکر زیادہ قایل ہوگئے اور آپ کے قدموں پر سر نیاز جھکا دی ہاروں
اندر گیا اور چپ چاپ انکو باہر نکال لایا جہاں سے تھے وہاں بھیجدیا اب آگے
سے ہاروں کی تمام تدبیریں اسکی تمنا کی برخلاف نکلیں وہ جسکو تجویز کرتا تھا
کہ یہ ظالم ترین ہے وہ نرم ہو کر امام کے قدموں پر گر پڑا تھا اور موافق ثابت ہوتا
تھا اگر کوئی وہم کرے کہ امام کے فیض کا اپنا اثر کیوں نہ پہنچا سکے اور گمراہی سے
صراط المستقیم پر کیوں نہ لا سکے ہدایت ہاروں کے متعلق تائید ربانی اور توفیق
یزدانی کا ذریعہ منقطع ہو چکا ہے وہ اپنی بدبختی اور زبون اعمال کے حسد وہ تک
پہنچگیا تھا ختم اللہ علے قلوبھم کے اوصاف اسپر بولے صادق آپکے تھے جب

ہارون چاروں طرف بھٹک گیا تو ایک دن یحییٰ ابن خالد سے کہنے لگا میں حضرت
امام موسیٰ کاظم کے مقابلہ میں سخت متفکر ہوں جسقدر انکے قتل پر اصرار کرتا ہوں
اسیقدر ذلیل خوار شرمسار ہوتا ہوں یحییٰ نے عرض کی آپ انکو رہا فرمائیں اسلئے
کی قید سے عام لوگوں کے قلوب روز بروز برگشتہ ہوتے جاتے ہیں اور جسطرح
آپ کی جور و ستم اور ایذا کی تمام شہرت ہوتی جاتی ہے اسیطرح انکی بیگناہی
اور عظمت و جلالت ہے اطراف عالم کو ثابت ہوتی جاتی ہے میرے نزدیک
انکی رہائی کا حکم ضروری ہے ہارون کہا اچھا ابھی جاکر انکے پاؤں اقدس سے
زنجیرونکو نکال ڈالو اور یہ اقرار لیلو کہ آپ دربار آکر معافی مانگیں اور کہیں
جو قصور ہے ہمارا ہے ہارون کا کوئی قصور نہیں ہے یحییٰ امام کے قریب قید خانہ
شاہی میں گیا اور عرض کیا پیغام ہارون کا حضرت نے ارشاد فرمایا میری تکلیف کا
زمانہ تمام ہو گیا ایک ہفتہ میری زندگی باقی ہے اور بادشاہ کے خوف سے ان
گناہ کا اقرار کروں جو میں کبھی کسی نہیں کی اور جان بچانے کے لئے جھوٹ بولوں
یہ نہ ہوگا اور فرمایا اے یحییٰ زوال تمہارا ابھی قریب ہے ہارون تم سے بھی منحرف
ہوجائیگا تمہاری اولاد عقاب تباہ کردیگا۔ بیخوف نہ ہو اور ہماری طرف سے جاکر
کہدو تمہاری درخواست کرنیسے مجبور ہوں جلدی منزل مقصود پر پہنچنے والا ہوں
اور تو اپنی مراد پر پہنچنے والا ہے یحییٰ نے جب جاکر کہا وہ سنکر نہایت پیچ تاب کھاکر
کہنے لگا وہ غیب دانی دعویوں سے باز نہیں آتے میری ہمدردی کو بھی کچھ چیز
نہ سمجھا میں ہفتہ تک انکا خاتمہ کردیتا ہوں امام عالیمقام کے خون ناحق برسر
عام اقرار اظہار ہورہا ہے ہارون نے سندی ابن شاہک سے ملکر انگور
زہرآمیز امام زمانہ کی خدمت مظہر تحفہ بھیجا سندی انگور لے کر گیا دس دانہ انگور
آپ نے تناول فرمائے ہارون کا کتا سندی کے ہمراہ تھا ایک دانہ اسکے آگے
ڈالدیا وہ دانہ کھاکر مرگیا یہ دیکھکر سندی واپس آیا اور ہارون سے یہ سارا
ماجرا کہہ سنایا وہ کہنے لگا زہر بھی ضائع ہوا اور کتے کی بھی جان گئی ہزار افسوس
کا مقام ہے ہارون نے کتے کے مرجانے پر اتنا اظہار کیا اور فرزند رسول اللہ
صلعم اور جگر بند بتول کا کوئی خیال نہیں کرتا تھا مسیب ابن زبیر ناقل ہیں کہ میں نے

سندھی کو خبر کی وہ علماء فضلاء کو لیکر امام کے پاس آیا اور لوگوں سے کہنے لگا۔
تم سب لوگ دیکھ لیں جہالت پیشہ لوگوں نے یہ مشہور کر دیا ہے کہ ہارون امام
کو تکلیف دیتا ہے اور امام موسٰے کاظم پر ابتک کوئی آزار نہیں پہونچایا گیا اور
نہ ضرب شمشیر سنان تیر کی تکلیف دیگئی اور اعضا حضرت کے بھی سندی نے
لوگوں کو دکھلائے گئے اسکے بعد امام نے فرمایا کہ اے گروہ الناس تم لوگ گواہ
رہو کہ آج تیسرا روز ہے مجھے سندی نے انگور میں زہر ملا کر بحکم ہارون نے
دیا ہے کل تمام بدن میرا اثر زہر سے سبز ہو جائیگا اور پھر میں انتقال کروں گا۔
سندی سنکر بیخود ہو گیا اور تمام کو باہر کر دیا اور آپ ہاتھ جوڑ کر عرض کرنے
لگا کہ اگر یہ امر ایسا ہوا ہے تو مجھے اجازت تجہیز تکفین فرمائی جائے آپ نے فرمایا
واللہ نہیں تو میرے غلام کو بھیجدے جو میرے ساتھ آیا تھا وہ میری ضروریات
آخری کا متکفل ہوگا میرا کفن میرے ساتھ ہی مسیب ابن زبیر کا بیان ہے کہ
میں تجہیز تکفین تک آپکے پاس حاضر تھا جب تیسرا روز ہوا تو آپ نے پانی منگا
میں نے حاضر کیا قدرے نوش فرمایا آپکی وفات کا یقین ہو گیا میں روتا باہر بیٹھا تھا
بار دیگر حجرے کے اندر گیا تو دیکھا ایک جوان رعنا آپکے بالین پر ہے اور آں
حضرت کے لب مبارک اس جوان کے کانوں سے ملے ہیں اسی اثنا میں وہ غلام
سامان تجہیز لے کر حاضر ہوا آپکے طائرہ روح نے قفس عنصری سے ریاض قدس
کو پرواز کی مسیب ناقل ہے کہ وہ جوان رعنا قلق سے روتا تھا اور میں بھی
روتا تھا اس جوان نے دروازہ بند کر لیا اور لاش مطہر کو غسل و آحوط سے فارغ
ہوا اور جنازہ اطہر تیار کر کے نماز پڑھائی میں بھی اسکا شریک ہوا جب وہ
جوان نماز جنازہ سے فارغ ہوا تو غائب ہو گیا میں نے غلام سے پوچھا تو اس
نے کہا آپکے صاحبزادے امام موسٰے علی رضا تھے میں نے کہا وہ تو مدینہ میں
تشریف رکھتے ہیں یہاں کیسے آئے خادم نے کہا یہ اسرار ربانی ہیں جنکی
حقیقت سمجھنے سے فہم انسانی بالکل مجبور معذور ہیں تمہیں آجتک بھی معلوم
نہوا کہ امام کی ضروریات امام آخری ہے انجام دیتا ہے مسیب ابن زبیر کہتا ہے کہ
میں نے سندی کو وفات آنحضرت کے خبر پہنچائی اس شقی ازلی نے آکر تمام لوگو نیہ

لاش مطہر کا مشاہدہ کرایا کہ دیکھو کوئی زخم تو نہیں پھر سندی نے لاش اٹھوائی اور ہارون کی منادی عام طور پر یہ ندا کرتے تھے کہ جسکو خبیث بن خبیث کو دیکھنا ہو وہ اس میت کو دیکھ لے اسے اثنا میں سلیمان بن ہادی ہارون کا بھائی پوچھنے لگا کس کا جنازہ ہے انہوں نے عرض کی کہ امام موسےٰ کاظم کا جنازہ ہے کہ شاہی حکم ہے جنازہ نہ کیا جائے یہ سنکر سلیمان کو سخت صدمہ ہوا برہنہ سر و پا اٹھکر ملگیا اور خفا ہو کر کہا یہ کلمات نہ کہو جسکو طیب ابن طیب ابن طاہر کو دیکھنا منظور ہو وہ اس لاش مطاہر کو دیکھ لے تمام شہر کے عائد سلیمان کے ساتھ ہوئے اور جنازہ کیا اور دوسرا کفن بھی دیا جو وہاں سے ہزار دینار کو خریدا تھا تمام قرآن مجید اسپر لکھا ہوا تھا بڑے اکرام سے لاش مطہر آپ کے کاندھے پر اٹھائے اور دفن کیا جہاں ابتک ضریح اقدس انور موجود ہے ۔

تاریخ الائمہ مولفہ جناب سید وزیر حسین خانصاحب سب جج رائے بریلی سکنہ قصبہ پیرسرو ملک علاقہ راج بہرت پور اپنی تاریخ میں حضرت امام محمد موسےٰ کاظم کے ستائیس فرزند تھے لکھتے ہیں اور ابوالحج الاحزان میں تیئس پسر مرقوم ہیں آنحضرت کے اسماء مبارکہ یہ ہیں امام علی موسےٰ رضا و سید ابراہیم و سید قاسم و سید اسماعیل و سید جعفر و سید ہارون و سید حسن و سید احمد شاہ …فشاہ و سید محمد و سید حمزہ و سید عبد اللہ و سید اسحاق و سید عبد اللہ و سید زید و سید حسن ثانی و سید فضل و سید سلیمان و سید علی و سید حسن ثالث و سید عبد اللہ ثانی و سید عمر اشرف و سید اسحاق ثانی و سید عباس و سید قاسم ثانی و سید عباس ثانی و سید حسین ۔

تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب اسلام صفحہ ۵۰۷ میں لکھا ہے کہ امیر تیمور نے ارادہ جنگ کا کیا اور بمقام اوربیل آیا تو سید خواجہ علی ابن سید صدر الدین ابن سید شاہ صفی الدین موسوی اردبیلی کی خدمت میں آکر عرض کی کہ یا حضرت میری فتح ہو آپ نے فرمایا تیری فتح ہوگی آخر امیر تیمور کی فتح ہوئی اور بہت مال از جواہرات غنیمت ہاتھ آیا جب امیر تیمور بایزید پر فتحیاب ہوا اور بیشمار سپاہی اسکی قید کر لایا اور بہت مال زر بطور نذر لیکر آیا سید خواجہ سید علی نے فرمایا یہ مال ہمارے درکار نہیں ہے اور قیدی سب

بایزید کے ہمکو دید و امیر تیمور نے قیدی آپکے حجرہ میں سب داخل کئے چند ہزار
ہزار قیدی حجرہ میں داخل ہو گئے یہ کرامت دیکھکر امیر تیمور زیادہ معتقد ہو گیا و قیدی
سب آپکے مرید ہو گئے جب شاہ سید اسماعیل صفوی ہوئے انہیں قیدیوں کی اولاد
نے سید شاہ اسماعیل اول کو کشورستانی کی ترغیب دی اور ملک ایران مسخر کیا
اسی گروہ کو قزلباس کہتے ہیں سید شاہ اسمعیل صفوی ابن سید سلطان حیدر ابن سید
جنید جب سید جنید اردبیلی اپنے باپ کی مسند مشائخی پر بیٹھے اوران کا مرتبہ بڑھا
خلائق کا اجماع انکی طرف زیادہ ہوا حاکم وقت مرزا جہان شاہ نے جو اولاد امیر
تیمور سے تھا اشتہار جلاوطنی ان کا جاری کیا آپ وہاں سے دیار بکر کو چلے گئے
وہاں کے حاکم حسن بیگ نے اپنی دختر سے آپکا عقد کر دیا وہاں سے مریدوں کا بھیرت
ہجوم ہو گیا ۸۶۰ھ ہجری میں جہاد کیلئے گرجستان کو فوج کشی کی اور شہید ہو گئے تب
انکے پسر سید سلطان حیدر کا زمانہ آیا انکے ساتھ ترک بھی تھی جنکوان نے سرخ ٹوپی تقسیم
کی تھی اس سبب سے وہ قزلباس کہلائے الغرض آپنے قصد جہاد کیا اور شہید ہو گئے انکے
تین فرزند تھے ایک سید شاہ اسماعیل تخت ایران پر بیٹھے جب انکے باپ کے مریدوں کو معلوم
ہوا تو انکے باپ دادا کے خون کی انتقام کی کوشش کی بڑا لشکر قزلباشوں کا جمع ہو گیا ۹۰۶ھ
ہجری میں الوند بیگ حاکم شہروان پر غالب آئے تھوڑے عرصہ میں ایران کے کثیر حصوں
غالب آئے ایران میں اسوقت اثنا عشری مذہب کو رونق ہوئی ۹۰۸ھ ہجری میں
دولت صفوی شروع ہوئی ✽

سلسلہ نسب سید عالی درجات سید شاہ صفی الدین ابن سید امین الدین ابن سید صالح ابن سید
ابن سید محمد ابن سید اشرف ابن سید محمد ابن سید حسن ابن سید محمد ابن سید ابراہیم ابن سید جعفر ابن سید محمد
ابن سید اسماعیل ابن سید محمد ابن سید احمد ابن سید محمد ابن سید قاسم ابن سید حمزہ ابن حضرت امام محمد موسیٰ کاظم

شاہان ایران کا شجرہ نسب سید شاہ صفی الدین کے اعقاب سید شاہ اسماعیل بادشاہ
انکے دو پسر سید طہماسپ شاہ و سید محمو خدا بندہ انکے پسر سید شاہ عباس انکے سید سلیمان
سلطان حسین و سید صفی مرزا سید سلطان حسین انکے پسر سید صفی ثالث و سید سلیمان انکے
صفی ثالث و سید صفی مرزا انکے پسر سید حسین انکے دو پسر سید طہماسپ ثانی و سید
ثالث انکے پسر سید سلیمان انکے پسر سید عباس ثانی انکے دو پسر سید صفی مرزا و سید محمو خدا بندہ ا

پسر سید طہماسپ ان کے سید اسماعیل ثانی پسر سید حیدر۔
سید شاہ صفی الدین ان کے پسر سید صدر الدین موسیٰ انکے پسر سید علی خواجہ ان کے پسر سید جنید ان کے پسر سید سلطان حیدر انکے پسر سید حیدر ان کے پسر سید اسماعیل بادشاہ اول ان کے پسر سید طہماسپ ان کے دو پسر سید اسماعیل ثانی و سید محمود خدا بندہ انکے پسر سید شاہ عباس انکے پسر تین سید سلطان حسین و سید سلیمان و سید صفی مرزا انکے پسر سید شاہ صفی ان کے پسر سید عباس ثانی سید شاہ صفی الدین موسوی کی اولاد سے ذو شخص بادشاہ تخت ایران پر سلطنت کر چکے ہیں۔ شجرہ نسب ان کا تاریخ فرمانروایان اسلام سے اور تذکرۃ السادات سے لکھا گیا ہے۔ اب تک ایران کی حکومت کا مذہب حقہ شیعہ ہے۔ سادات عظام خلفائے فاطمین اسماعیلیہ کے بعد سید شاہ صفی الدین کی اولاد نے بعزت تمام ایران میں سلطنت کی اور مذہب حقہ شیعہ اثناء عشریہ کو تقویت دی ایک اخبار میں لکھا دیکھا شیعوں کے پانچوں نقطے اور سنیوں کے تین ان لفظوں سے ہے۔ سنی اپنی ملت کا ثبوت تین نقطوں سے ہے۔ حب ثلاثہ کی دلیل پانچ سے ہے۔ حب پنجتن کا ثبوت۔

ذکر دوئم سید السادات احسن الاوقات سید علاالدین کنتوری ہیں مضافات اودھ ابن سید عزیزالدین اور عزیزالدین کے بھائی سید صفیر الدین ابنہ سید شرف الدین جو سلہٹ سے واقعہ بنگال چلے گئے۔ پسران سید اشرف ابی طالب نیشاپوری مدفون رسولپور ابن سید محروق ابن سید ابو القاسم ابن سید علی عسکری ابن سید ابو محمد ابن سید محمد جعفر ابن سید محمد مشہری ابن سید علی رضا ابن قاسم ابن سید حمزہؑ ابن حضرت امام محمد موسےٰ کاظم علیہ السلام۔

سید علاء الدین ملقب علی بزرگ اس جناب کے چار فرزند سید جمال الدین کنتوری و سید جلال الدین کنتوری و سید زکریا مورث سادات جردل و سید عبدالآد مورث سادات دیوے سید امراء علی ابن سید جمال الدین مذکور کے دو فرزند تھے سید عطا علی اولاد سلیمان آباد میں موجود ہے۔ قریب کرسی کے ہے و سید احمد بدر کریم الدین ابن سید جمال الدین آپکی اولاد امجاد بھی قصبہ جردل میں ہے۔ یہ لوگ محمد شاہ تغلق کے زمانہ میں مقرب سلطانی تھے۔ اور برابر اولاد انکی معزز رہی۔ جنہوں نے اکتساب

علم کیا وہ عالم باکمال ہوئے۔ اور جو دُنیا کی جانب مائل ہُوئے وہ منصب دار سلطانی ہوئے
انکی اولاد قصبہ کنتور اور رسولپور و دیوی ضلع بارہ بنکی اور قصبہ جرول ضلع بہڑائچ میں ایک
جماعت کثیر ہے۔ سادات جرول کے طہارت نسب میں کوئی شک نہیں ہے

ذکر سویم سید قطب الدین مورث سادات کڑہ ابن سید عبد اللہ ابن سید قاسم
ابن سید اسماعیل ابن سید ضیاء الدین ابن سید علی ابن سید ہشام ابن سید قاسم
ابن سید طاہر ابن سید طیب ابن احمد شاہ چراغ ابن حضرت امام موسیٰ کاظم سلطان
ناصر الدین محمود شاہ کے زمانہ میں مشہد سے ہند میں آئے۔ اور حصہ اپنے پسران
ابوالخیر مورث سادات کڑہ و سید محمد عازم دہلی ہوئے۔ راہ میں بوجہ صعوبت سفر و
پیرانہ سالی انتقال فرمایا۔ دونوں بیٹے مع الخیر دہلی پہنچے۔ وہاں سے اودہ کڑا میں
آئے سید محمد نے قصبہ دریاآباد ضلع بارہ بنکی میں بنیاد اقامت کی ڈالی اور انکے
خلف الرشید سید محمود او نکے پسر سید میر شاہ دریاآباد سے منتقل ہوکر قصبہ نگرام
ضلع لکھنؤ میں سکونت اختیار کی مزار اولاد انکی وہاں پر اہل اعتبار سے موجود ہے
طہارت نسب میں کوئی شک نہیں لیکن باوجود یک جدی ہونے اولاد سید ابوالخیر کے
آپس میں کوئی قرابت نہیں ہوئی۔ تحفۃ الانساب سے لکھا گیا ذکر چہارم سید السادات
سید معین الدین چشتی سنجری ابن سید غیاث الدین ابن سید سراج الدین ابن
سید عبد اللہ ابن الکریم ابن سید عبد الرحمان ابن سید اکبر ابن محمد ابن سید علی ابن
سید جعفر ابن سید قاسم ابن سید باقر ابن سید محمد ابن سید علی ابن سید محمد اکبر ابن
سید ابراہیم ابن حضرت امام موسیٰ کاظم سید معین الدین اجمیری انکے تین پسر
سید ابوسعید و سید حسام الدین دو لاولد و سید فخر الدین انکے تین پسر سید رکن الدین
و سید زین الدین دو لاولد و سید حسام الدین انکے دو پسر سید معین ثانی و سید
قیام الدین ان کے پسر سید نجم الدین انکے پسر سید احمد کمال ان کے پسر سید
شہاب الدین ان کے پسر سید بایزید انکے دو پسر سید خواجہ شہاب الدین ان کے
پسر سید خواجہ محمد طاہر ان کے پسر سید غیاث الدین ثانی ان کے پسر سید معین
ثالث ان کے پسر سید ابوالخیر مطاہر انکے ہشت پسر سید محمد مسعود و سید شاہ محمد
و سید شاہ ولی محمد و سید محمد شاہ و سید محمد طاہر و سید شہاب الدین و سید معین الدین

وسید علیم الدین انکے پسر سید علاء الدین انکے پسر سید محمد داؤد انکے پسر سید محمد
داؤد انکے پسر سید محمد یوسف انکے پسر سید عبد الرقیب انکے پسر سید محمد جمیل ان کے
دو پسر سید شیخ خلیل وسید شیخ محمد لطیف ان کے پسر سید محمد سبحان انکے پسر
سید اقبال حسین انکے تین پسر سید محمد اشرف وسید محب اللہ وسید شاہ محمد زمان
اللہ ہمہ موجود موضع جان پور قریب جہان آباد جاگیر دار وسید شیخ محمد خلیل کثیر الاولاد
ادنکی اولاد موضع کندوی پرگنہ ایگل ضلع بہار میں آباد ہے۔ اور سید ابو الخیر
مظاہر کے آٹھ پسر سے چار صاحب اولاد ہیں ادنکی اولاد امجاد اجمیر کے نواح
میں آباد وشاد ہے +

ذکر پنجم سادات کاظمی علاقہ بہار میں آباد ہے

سید امیر حمزہ وسید برہان الدین وسید محمد شاہ سید امیر عمر ہر چہار ابن سید
نور الدین امیر کلال ابن سید امیر حمزہ ابن سید ابراہیم ابن سید محمد قصوری ابن سید
حسن مقبول ابن سید عبد اللہ شہید ابن سید جعفر ابن سید امیر حسین ابن سید امیر علی
ابن سید امیر حسن ابن سید محمد حسین ابن محمد علی ابن شریف موسیٰ ابن سید ابراہیم
ابن حضرت امام محمد موسےٰ کاظم سید نور الدین کے چار فرزندوں کی بسیار اولاد
ضلع بہار میں آباد ہے +

ذکر ششم سادات کاظمی

سید احمد چرم پوش ابن سید موسیٰ ہمدانی ابن سید مخدوم مبارک ہمدانی ابن سید میر خضر
ابن سید ابراہیم ابن سید سلیمان ہمدانی ابن سید عبد الکریم ابن سید عبد الحکیم ابن سید
عبد الشکور ابن نعمت اللہ ابن سید عبد المجید ابن سید عبد الرحیم ابن سید اسحاق
ابن سید احمد ابن سید محمود ابن سید اسماعیل ابن سید عبد الرحمان ابن سید قاسم
ابن نور یوسف ابن سید رکن الدین ابن سید علاؤ الدین یحییٰ ابن سید حسن زکریا
ابن سید اسد قریشی عمر ابن سید عبد اللہ ابن حضرت امام محمد موسےٰ کاظم سید
احمد چرم پوش ان کے دو پسر سید مخدوم تاج الدین لاولد وسید مخدوم سراج الدین
انکے پسر سید عبد الرحمٰن انکے پسر سید شاہ علی عرف بڈھ انکے پسر سید
رکن الدین انکے پسر سید شاہ محمود اعلیٰ انکے پسر سید نصیر الدین انکے پسر سید شاہ

حبیب اللہ انکے پسر سید محبوب اللہ انکے پسر سید محمود ثانی انکے پسر سید شاہ محمد انکے پسر سید سراج الدین ثانی انکے پسر سید نور اللہ شاہ انکے پسر سید مجیب اللہ ان کے پسر سید علی اصغر انکے پسر شاہ محمد ثانی انکے پسر تین سید نجف علی لاولد و سید احمد علی و سید پیر بخش انکے پسر سید مخدوم بخش انکے دو پسر سید نور الحسین و سید سید ولایت حسین ہردو موجود و سید احمد علی ان کے دو پسر سید احمد حسین و سید محمد حسین ہمہ موجود قریب علاقہ بہار +

فقرا اہل تصوّف ہندوستان کا مذکور

ناظرین کتاب پر واضح ہو کہ تذکرہ اولیاء ہند میں مرقوم ہے۔ کہ جملہ ارباب تصوّف متفق ہیں۔ کہ خرقہ درویشی درگاہ رب العالمین سے بہ شب معراج حضرات رسالت پناہ صلعم کو مرحمت ہوا جب حضرت معراج سے واپس تشریف لائے۔ تو صبح کو محفل اصحاب میں بفرمان الٰہی کے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو عطا فرمایا۔ اور علم معرفت کی تعلیم فرمائی وہ خرقہ رنگ گلیم سیاہ کا تھا۔ حضرت نے ستر صاحب کو مرید فرمایا اور چار صاحب کو اپنا خلیفہ بنایا۔ وہ چار پیر کہلاتے ہیں۔ اول حضرت امام حسنؓ دوسرے حضرت امام حسینؓ تیسرے خواجہ کمیل بن زیاد چوتھے خواجہ حسن بصری اور وہ خرقہ درویشی عطیہ حضرت رسول اللہ صلعم حضرت علیؓ نے خواجہ حسن بصری کو عنایت فرما کر مقتدی مشائخ فرمایا۔ اور جب وہ خرقہ خواجگان چشت میں منتقل ہوا۔ تو خرقہ خواجگان چشت کہلا چنانچہ وہ خرقہ سید نصیر الدین چراغ دہلوی تک سلسلہ وار آپہنچا۔ آنحضرت نے وہ خرقہ اپنے ہمراہ اپنے مرقد میں رکھوالیا۔ راقم اوراق ارباب دانش و بنیش کی خدمت التماس کرتا ہے۔ کہ جب خرقہ درویشی شب معراج کو جناب رسالت پناہ صلعم کو مرحمت ہوا۔ اور صبح کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا ہوا اور آنحضرت نے خواجہ حسن بصری کو عنایت فرمایا۔ اور جب معراج حضرت سرور کائنات صلعم کو ہوا۔ اسوقت سن شریف جناب رسالت پناہ کا باون برس کا تھا۔ فریقین کے علماء فضلاء اس امر پر متفق ہیں۔ کہ باون برس کا حضرت رسول مقبولؐ کا سن شریف

جب معراج ہوا اور اس وقت حضرات حسنینؑ متولد نہ ہوئے تھے۔ اُن
حضرات کا ظہور ظاہری ۳ سنہ ہجری و چار ہجری میں ہوا ہے۔ چار خلیفے اور چار
پیروں میں حضرات حسنینؑ کا داخل ہونا قابل تسلیم نہیں کیا جا سکتا اور حضرت علی
کرم اللہ وجہہ نے اپنے فرزند بزرگوار حضرت امام حسنؑ کو وہ خرقہ عطا نہ فرمایا۔ اور
حسن بصری رح کو عنایت کیا تعجب ہے۔ اور باقی ماندہ ستر اشخاص مرید اور ہفت
گروہ تمام اس نعمت عظمےٰ سے محروم رہے۔ وہ تاج خرقہ لباس خدا و رسول خدا
کا اگر صاحب چراغ دہلوی رحؒ نے اپنے مرقد مبارک میں رکھ لیا۔ تو وہ بھی گستاخی
کا باعث پایا گیا۔ وہ خرقہ نوری لباس ایک علمائے دین محمدی کے پاس تا قیام قائم
ہونا ضروری امر تھا۔ مرقد میں رکھنے سے کیا فائدہ رسول خدا کی عنایت نعمت عظمےٰ
کو زیر زمین کر دیا۔ کس طرح تسلیم ہو۔ تذکرہ اولیائے ہند میں کیفیت ہفت گروہ کی
اس طرح پر لکھی ہے۔ کہ جب فقر بڑھا۔ اسوقت سات گہر مشہور ہوئے۔ اور کمیلیہ
خواجہ کمیل ابن زیاد سے دوسرا گروہ بصریہ خواجہ حسن بصری سے تیسرا گروہ اویسیہ
خواجہ اویس قرنی سے چوتھا گروہ قلندریہ خواجہ مدایونی قلندر سے مدایوں مکہ میں ایک
محلہ کا نام ہے۔ یہ اس محلہ کے ساکن تھے۔ پانچواں گروہ سلمانیہ خواجہ سلمان فارسیؓ
سے جاری ہوا۔ چھٹا گروہ یمینیہ خواجہ یمین الدین شامی سے ساتواں گروہ نقشبندیہ
جناب قاسم بن محمد بن ابوبکر بن قحافہ سے جاری ہوا۔ محمد بن ابی بکر حضرت علیؑ
کو مثل فرزندوں کے تھا۔ محمد نے بیعت خم غدیر کا نکث نہیں کیا۔ اور حضرت قاسم
بن محمد امام زین العابدینؑ کا خالہ زاد بھائی تھا ان کو امام زین العابدینؑ سے فیض عطا
ہوا۔ اور حضرت قاسم سے گروہ نقشبندیہ جاری ہوا ہے۔ یہ صاحبان دونو باپ بیٹا
خاندان نبوت کی ہمیشہ فرمانبردار رہے ہیں۔ طریقہ فقر کا حق ہے اور جنت کی بنیاد
ہے۔ اور راہ دین اللہ کی بھی ہے۔ اور سلسلہ پیران طریقت حضرت شیخ عبد القادرؒ کا
معروف کرخی کو ملتا ہے۔ اور معروف کرخی کو امام رضاؑ سے ملا ہوا ہے اور خواجگان
چشت کا سلسلہ بھی معروف کرخی سے ملتا ہے اور معروف کرخی کو حسن بصریؒ سے ملایا
ہے۔ فقرا قادری طریقہ کے کہتے ہیں۔ خواجہ معروف حضرت امام رضاؑ کا دربان تھا
اور آنحضرت سے فیضیاب ہوا ہے اور چودہ خانوادوں کی کیفیت یہ ہے۔ کہ خواجہ

حسن بصریؒ کے دو خلیفہ ہوئے ایک خواجہ معروف کرخی عبدالواحد بن زید خلیفہ کلاں
دوسرے خواجہ حبیب عجمیؒ ان کے نو خانوادہ جاری ہوئے وہ قادری کہلاتے
ہیں۔ اول حبیبیہ حبیب عجمیؒ سے جاری ہوا۔ دوسرا طیفوریہ بایزید بسطامی طیفور شامی
سے جاری ہوا۔ تیسرا خانوادہ کرخیہ سے جاری ہوا۔ چوتھا خانوادہ سقطیہ
خواجہ حسن سری سقطیؒ سے جاری ہوا۔ پانچواں خانوادہ جنیدیہ خواجہ جنید بغدادی
سے جاری ہوا۔ چھٹا خانوادہ گازرونیہ ابواسحاق گازر سے جاری ہوا۔ ساتواں خانوادہ
طوسیہ ابوالفرح طرطوسی سے جاری ہوا۔ اور آٹھواں خانوادہ سہروردیہ شیخ کبیر
فردوسی سے جاری ہوا۔ نواں خانوادہ شیخ شہاب الدین سہروردی سے جاری ہوا
اور خواجہ عبدالواحد بن زید خلیفہ کلاں خواجہ حسن بصریؒ ان سے پانچ خانوادہ
جاری ہوئے۔ وہ چشت کہلاتے ہیں۔ اول خانوادہ زیدیہ خواجہ عبدالواحد بن
زید سے جاری ہوا۔ دوسرا خانوادہ عیاضیاں خواجہ فضیل بن عیاض سے جاری
ہوا۔ تیسرا خانوادہ ادہمیہ خواجہ ابراہیم بن ادہمؒ بلخی سے جاری ہوا۔ چوتھا خانوادہ
ہبیرۃ البصری سے جاری ہوا۔ پانچواں خانوادہ چشتیہ خواجہ ابواسحاق چشتی
سے جاری ہوا۔ اور ختم خواجہ بزرگ معین الدین سنجریؒ تک ہوا۔ اور ملفوظ کمالیہ
سید کمال الدین موج دریا شمسی سبزواری نوربخشی میں لکھا ہے بمطالعہ ہوا
کہ سید عالی درجات حضرت معین الدین ابن سید غیاث الدین موسوی ۵۶۲ھ
سیر کرتے ہوئے جہاد کشتی بر شہر سبزوار میں تشریف لے گئے۔ اور وہاں
سید صلاح الدین محمد نوربخش سے فیضیاب ہوئے۔ اون سے ارادت صادق
رکھتے تھے۔ آنحضرت کی اجازت سے ہندوستان میں تشریف آور ہوئے یہ فقیر
حیرت میں ہے۔ کہیں کچھ لکھا ہے۔ اور کہیں کچھ۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اور تذکرہ
اولیاء ہند میں لکھا ہے۔ کہ تین ایک خانوادہ سے کئی کئی گروہ جاری ہوئے چنانچہ
خانوادہ ادہمیہ سے گروہ خضرویہ نکلا اور خانوادہ چشتیہ سے چودہ گروہ نکلے وہ یہ ہیں
چشتیہ۔ کرمانیہ۔ کریمیہ۔ صابریہ۔ قلندریہ۔ نظامیہ۔ مخدومیہ۔ حسامیہ۔ نظام شاہی
قلندر شاہی۔ حمزہ شاہی۔ فخریہ۔ جلیلیہ۔ چوکھا شاہی۔ اور جو گروہ خانوادہ قادریہ
سے جاری ہوئے انکی تفصیل یہ ہے کہ خانوادہ طیفوریہ سے چھیاسٹھ گروہ جاری

ہوئے۔ شطاریہ اور طبقاطیہ۔ طبقاطیہ کے پینسٹھ[۶۵] جزو ہیں۔ سات عاشقان کہلاتے
ہیں۔ اور چار خادمان اور طالبان اور باؤن[۵۲] دیوانگان مشہور ہیں۔ اور خانوادہ جنیدیہ
سے تین گروہ نکلے۔ انصاریہ رفعی نسویہ جاری ہوا۔ اور خانوادہ گازرونیہ سے دو گروہ
جاری ہوئے زادیہ اور اولیائے اور خانوادہ سقطیہ سے گروہ نوریہ جاری ہوا۔
اور خانوادہ طوسیہ سے اکیس گروہ جاری ہوئے۔ اول قادریہ۔ رزاقیہ۔ وہابیہ۔ قبیشیہ۔
میاں خلیل۔ محمد شاہی۔ غفور شاہی۔ نعمت اللہ شاہی۔ سید شاہی۔ بہلول شاہی۔
جباریہ۔ محمود شاہی۔ قیصیہ۔ میاں خلیل۔ حسین شاہی۔ ہاشم شاہی۔ اور خانوادہ فردوسیہ
سے ایک گروہ دو نام سے مشہور ہوا۔ سیدو شاہی اور جڑھن شاہی اور خانوادہ سہروردیہ
سے ستاراں گروہ جاری ہوئے۔ پہلا صوفیہ جلالیہ لعل شہبازیہ۔ مخدومیہ۔ کرم علی جہلی
وہوسلے شاہی کہ سدا سہاگ مشہور ہیں۔ ورسول شاہی اسماعیل شاہی۔ حبیب
شاہی۔ عبدوسیہ۔ قاسم شاہی۔ رزاق شاہی دولا شاہی سید شاہی۔ مرتضیٰ شاہی
امانہ شاہی۔

اور خاندان نقشبندیہ داخل ہفت گروہ اول ہے۔ اس میں تین فریق ہیں نقشبندیہ
نقشبندیہ مجددیہ ونقشبندیہ ابو العلائے۔

اور سلسلہ طریقت حسینی نوربخشی کے بتیس گروہ ہیں۔ انبیاء اولیا صحاد ابدال
وتاد سالک کان مجذوب مجذوب سالک اصحاب تمکین ارباب تلوین آباد اہل
سکر اہل سہوران۔ شستگان گنج سلامت۔ روندگان راہِ ملامت۔ قلندرانِ سر
ست۔ صوفیانِ زبردست۔ سلسلہ طبقۂ حیدریان۔ غلغلہ محبان۔ شاہان عرب۔
سرداران عجم۔ ناسخ محب ناسخان محبان۔ امیرانِ خراسان۔ سلطانانِ ہند۔
خلفائے سندھ۔ سراندودان غزنوبان۔ چابک سواران بدخشان صاقان تبت و
چین۔ طالبانِ کشمیر۔ عاشقانِ غور۔ بشناقانِ ماوراء النہر۔ زریفان تبت و
چین۔ واصلان ہر دو بحر۔ شہیدان دست کربلا معلی ان سب کے سردار ہیں۔ اور جو
تاج خرقہ فقر حضرت سرور کائنات کو شبِ معراج میں خلعت عطا ہوا۔ حضرت
سبحانہ تعالیٰ سے وہ خرقہ درویشی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو صبح محفل اصحاب
میں مرحمت فرمایا۔ حضرت علی نے اپنے جانشین خلیفہ حضرت امام حسنؓ کو عنایت کیا

اور حضرت امام حسنؓ نے اپنے برادر عزیز حضرت امام حسینؑ کو وقتِ شہادت عطا کیا اور حضرت امام حسین سید الشہداء نے اپنے جانشین کو عنایت فرمایا۔ اس طرح سلسلہ وار حضرت امام محمد مہدی آخر الزمان تک پہنچا تا قیام آنحضرت کے پاس موجود ہے۔ سوائے ان حضرات کے اور کسی کا حقوق نہیں ہو سکتا۔ جب وہ تاج خرقہ خداوند عالم کو بہت پسند تھا۔ اور اپنے وزیر کو بخشا خواجہ حسن بصری کو کیا۔ قرابت امام حسین و حسن سے زیادہ تر تھے۔ ناظرین با تمکین اور دانشمندانِ باعقل و ہوش غور سے خیال فرمائینگے۔ البتہ طریقہ فقر کا حقہ اور جنت کی بنیاد دراہِ دین اللہ کا سچا اور عامہ کا اسلام ہے +

یادداشت

سید احمد صاحب مولوی القزوینی ہمارے جدِ اعلیٰ ملک ایران کے ایک بڑے اور مشہور شہر قزوین سے نامعلوم کب اور کیوں ہجرت کر کے سلطنت مغلیہ کی دارالسلطنت دہلی میں آ کر کسی منصب پر فائز ہوئے۔ اور حسن اتفاق سے نواح پانی پت کے علاقہ میں سرکاری لگان کی باقی وصول کرنے کے لیئے مامور ہوئے۔ کسی روز شکار کے ارادہ سے اپنے کیمپ سے چلے اور موضع فرید پور کی آبادی کے متصل ایک قطعہ زمین یعنی مزار سلطان شہاب الدین المعروف بہ تکیہ سلطان صاحب میں گذر ہوا۔ دیکھا کہ ایک بکری نے تازہ بچہ جنا ہے۔ اور ایک بھیڑیا اسپر منڈلا رہا اور نوزائیدہ بچہ کو اُٹھا کر لیجانے کے لیے حملہ کرتا ہے۔ مگر بکری اپنے سینگوں سے دفاع کرتی ہے اور بھیڑیئے کو کامیاب نہیں ہونے دیتی۔ اس مشاہدہ سے سید صاحب ممدوح الشان نہایت متاثر ہوئے۔ اور بھیڑیئے کو نشانہ بنا کر ہلاک کر دیا۔ اور بکری کو اپنے کیمپ میں لے آئے۔ اور اس واقعہ سے ایسا اثر لیا کہ موضع فرید پور کو جائے رہائش مستقل بنانیکا قصد کر لیا۔ اور سنہ ۶۸۰ ہجری مطابق سمت ۱۳۰۵ بکرمی اور سنہ ۱۲۶۳ء میں آخر کار رہایش اختیار کر لی۔ موضع مذکور میں انتقال فرمایا۔ اور تمام موضع میں ممدوح ہی کی نسل آباد ہے سوائے چند افراد کے جو بعض تعلقات مابعد کی بناء پر موضع مذکور میں آباد ہو گئے ہیں +

کرسی نامہ کی صورت تحریر میں نے بدل دی ہے۔ وہ سب طولانی اور پیچیدہ ہوتی ہے۔ اسی لیئے میں نے سیدھے طریقہ پر موجودہ نسلوں کے تعلقات کو جدّ اعلےٰ تک دکھلا دیا ہے۔

راقم الحروف موضع فرید پور سادات ضلع کرنال کا باشندہ ہے اور مقبول حسین بقلعہ دہلی میں بوجہ جائدادی تعلقات کے رہائش اختیار کی ہوئی ہے۔ اور موضع فرید پور سادات دہلی سے ۶۰ میل شمال میں واقع ہے۔ اور ضلع کرنال صوبہ پنجاب میں شامل ہے۔ شجرہ نسب حسب ذیل ہے۔

باسمہ سبحانہ ولہ الحمد

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

حضرت امام موسیٰ رضاؑ — سید محمد العابد
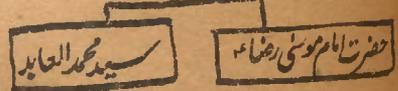
سید ابراہیم
سید عبداللہ
سید حسین
سید ابراہیم ثانی
سید محمد سمعانی
سید احمد مولوی القزوینی
سید شمس الدین

سید نصیر الدین
سید علاء الدین
باقی
محمود
احمد ثانی
معین الدین غازی
عبد ولی خان
محمود ثانی
عبد الباقی
مکارم علی

سید عبداللہ
سید عبدالغنی
سید حسین
سید علی
جمال علی
قاسم علی
سید صالح محمد

غلام مصطفیٰ
رضا علی
غلام مہدی

خیرشان
چوہڑ

غلام مرتضیٰ
کمال
رشید
شریف
قطب علی عرف قلبی

زکاء اللہ
عبدالحی
قاسم
عبدالحق
سوندھا
پیرا

سید جعفر علی
سید شاہ علی
سید گل محمد
سید فیض علی
نوردین عرف نوردی
سعد اللہ
سخی دت علی لاولد
حیدر علی لاولد
دل محمد
بہادر علی
فقیرا
بھیکا
کرم علی
روشن لاولد
بہار علی
جانہ
فیض علی
علی احمد لاولد
صاحبو
فضل علی
زبیدہ حسینہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ کا اسم مبارک
علی کنیت ابو محمد لقب موسیٰ رضا علیہ السلام

تاریخ روضۃ الصفا میں فصل الخطاب کی اسناد سے لکھا ہی! بوجعفر ابن علیؑ سے آپکی لقب رضاؑ کے لیئے دریافت کیا۔ تو فرمایا کہ خدا عزوجل آسمان پر اور جناب محمد مصطفےٰ صلعم زمین پر آپ سے راضی ہوئے۔ اور آپکی ذات ستودہ صفات ایسی تہی۔ دوست دشمن آپ سے راضی تھے۔ اور جناب امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا۔ میرے فرزند کو رضاؑ کہا کرد۔ یہ خلائق کو کتاب خدا و سنت رسولِ خدا اور رضائے آلِ محمد کی طرف ہدایت کریگا ولادت باسعادت آپکی مدینہ منورہ میں ۲۵ ماہ ذیقعد یوم پنجشنبہ ۱۴۸ہجری میں واقع ہوئی خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب میں لکھتے ہیں۔ کہ جناب اُم البنین بخمہ فرماتی ہیں۔ کہ جب امام رضاؑ میرے حمل میں تھے۔ حمل مجھ کو گرانبار محسوس نہ ہوتا تھا۔ اکثر خواب میں مَیں تسبیح کی آواز سنتی تھی۔ جب امام رضاؑ پیدا ہوئے۔ تب آپ نے دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک دئے اور سر مبارک بلند بطرف آسمان فرمایا۔ اور لب مبارک جنبش میں تھی۔ اس اثناء میں حضرت امام محمد کاظم تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ یہ عنایت خدا تم کو مبارک ہو پھر میں نے وہ مولود مسعود آپکی گود میں دیا۔ آپ نے لیکر مولود کے داہنے گوش میں اذان اور بائیں گوش میں اقامت فرمائی۔ صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں۔ کہ امام رضاؑ کی والدہ کی کیفیت کہ یہ عجمی شریف خاندان کی دختر تہی۔ نہایت سلیم الطبع اور عقل شعور اور اہلِ حکمت و صلاحیت رکھتی تہیں۔ ان کو جناب حمیدہ صفات جناب امام محمد موسیٰ کاظم کی والدہ مقدسہ نے خرید کیا تھا۔ ہشام ابن احمد کا بیان ہے۔ کہ اوس کنیز کو مَیں خدمت امام محمد موسےٰ کاظم حسین لایا۔ آپ نے اندر بھیجدیا۔ خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب میں لکھتے ہیں۔ کہ جناب امام محمد موسےٰ کاظم کی والدہ نے بخمہ کو خرید فرمایا تمام عورتوں سے بہتر تھے۔ صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں۔ کہ ایک بار جناب رسالتمآب

پناہ کو حمیدہ نے خواب میں دیکھا آپ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ اے حمیدہ نجمہ کو اپنے بیٹے موسیٰ کاظمؑ کو ہبہ کردے اس سے ایسا فرزند پیدا ہوگا۔ کہ تمام روئے زمین کے لوگ جسکے آگے سرِ تسلیم خم کرینگے۔ اور جناب حمیدہ خاتون نے کہا اس سے عنقریب نسل جاری ہوگی اب میں اسے ہبہ کرتی ہوں۔ اور آپ اس سے بھلائی کرینگے۔ یہ وصیت کرتی ہوں حضرت امام علی موسیٰ رضاؑ کی ولادت حضرت امام جعفر صادقؑ کی موجودگی میں آپکے چار ماہ پہلے سنہ ۱۴۸ھ ہجری میں واقع ہوئی۔ اور آپکی تعلیم تدریس کے طریقے وہی تھے۔ جو آپ کے آبائے طاہرین کے تھے۔ اپنی تحصیل تکمیل اپنے پدر عالی مقدار سے حضرت عالی مقدار امام زمان موسیٰ کاظمؑ کیخدمت میں کیئے۔ آپ کا سن شریف اوسوقت پینتیس[۳۵] برس کا تھا اور آپ کے پچپن برس کا ثابت ہے۔ خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب میں لکھتے ہیں۔ حضرت امام محمد موسیٰ کاظمؑ نے ارشاد فرمایا کہ امام علی رضاؑ میری اولاد اکبر ہیں اور جملہ اولاد سے میرے حکم کی اطاعت کرنیوالے ہیں۔ جس نے اطاعت کی وہ ضرور ہدایت پائیگا۔ جناب امام رضاؑ نے امامت پر قائم ہوئی ہے۔ مصائب میں گرفتار ہوگئے۔ پہلے آفت یہ ہے۔ ہارون رشید نے عیسےٰ جلودی کو فوج دے کر مدینہ پر روانہ کیا تھا۔ کہ سادات بنی فاطمہؑ کی تاراجی کے قصد سے وہ پہنچگئے تھے۔ دوسری آفت بھائیوں کی خانہ جنگی خار جگر بن کر کسوقت آپ کو چین نہ لینے دیتے تھے۔ تیسری مشکل فرقہ واقفیہ کا ایکبار خروج تھا جو تمام ملک میں آپ کے موقعین کو بہ اغوا دشمن بنا رہے تھے۔ اور اپنے عقاید ضلالت کی تعلیم دیکر احکام شریعت میں بھی خلل انداز تھے۔ اور عوام سادات کی طرح جناب سید محمد ابن امام جعفر صادقؑ نے مدینہ میں ہارون رشید کی امارت سے انکار کیا تھا۔ یہ سنکر ہارون نے عیسےٰ جلودی کو فوج دے کر بھیجا تھا۔ اور یہ حکم دیا تھا۔ کہ سادات کرام کے تمام گھر لوٹ لے جائیں اور انکو ایسا مجبور بیکار بنا دیا جاوے۔ کہ پھر سلطنت کی مخالفت کا قصد نہ کرسکیں۔ اور محمد ابن جعفر صادقؑ کو قتل کیا جاوے۔ محمد نے عیسےٰ سے مقابلہ تو کیا۔ مگر غالب نہ ہوسکے عیسےٰ نے محمد کو گرفتار کرکے ہارون کے پاس روانہ کیا اسکے بعد عیسےٰ نے آلِ علی وفاطمہؑ کی تاراجی کا قصد کیا ان غریبوں کو ایسا لوٹا کہ کربلا والی لوٹ دنیا کو فراموش ہوگئی۔ سوائے ایک چادر کے باقی نہ چھوڑا عیسےٰ جلودی سادات عظام کو لوٹ کر امام علی رضاؑ کے محل سرائے پر پہنچا۔ آپ نے عجز سے کہا کہ آپ تکلیف نہ کریں۔ عیسےٰ نے کہا مجھے سلطان

عصر کا حکم ہے۔ کہ ان مکانوں کے اندر داخل ہو کر عورات کے لباس زیور کو اوتار لوں آنحضرت امام رضاؑ نے فرمایا میں خود لباس اوتار لاتا ہوں۔ جب امام نے زیادہ اصرار کیا۔ تو وہ راضی ہوا جناب امام رضاؑ اندر گئے اور تمام لباس سوائے ایک ایک چادر کے اوتار لیا سب یہاں تک کہ بچوں کے کانوں کے بُندے تک باقی نہ چھوڑا۔ تمام مال اسباب کو جمع کر کے حوالے کیا وہ عیسٰے لیکر بغداد واپس گیا۔ یہ پہلی مصیبت تھی یہ آپ کے آغاز امامت کا واقع جو ۱۸۶ھ ہجری میں واقعہ ہوا حضرت امام علی رضاؑ کو اپنے عم محمد سے کوئی تعلق نہیں تھا وہ ویسے جیسے آپ کے والد بزرگوار اُن امور میں علیحدہ تھے۔ چنانچہ بحار الانوار میں ملا محمد باقر مجلسی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ابتدائے خروج میں امام رضاؑ نے محمد کو صاف کہدیا تھا۔ کہ جس امر کے درپے ہیں۔ یہ تمام ہونیوالا نہیں ہے۔ مگر افسوس انہوں نے آپکی ہدایت ہدایت کو نہ سنا سید محمد ابن جعفر صادق کا احوال علامہ ابو الفرج اصفہانی اپنی کتاب مقاتل الطالبین میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ بزرگ سید محمد صاحب تقوی اور شجاع و سخی تھے۔ اور پرہیزگار تھے۔ ان کو سلطنت سے کوئی سروکار نہ تھا۔ مگر کسی ناصبی نے ایک کتبہ لکھ کر تمام ملک میں شایع کیا وہ کتبہ کسی سیّد سے محمّد کو ملگیا۔ اس میں خدمت اہلبیت کے بہت تھے۔ محمد نے زبان سے کچھ نہ کہا۔ مگر سلاح جنگ سے آراستہ ہو گئے اور لوگوں سے بیعت لینے لگے ارباب تاریخ و سیر کا اتفاق ہے۔ کہ سوائے محمّد ابن امام جعفر صادقؑ بہ لقب امیر المومنین کی بیعت نہیں کی گئی۔ تواریخ کی سیر کرنیوالے جانتے ہیں۔ کہ خلفائے عباسیہ نے سادات کو امر خلافت کی مخالفت میں بہت بیتاب کر دیا تھا۔ بنی حسنؑ نے بھی کوشش کی تھی اور جناب زید شہید کی اولاد نے انکا ساتھ دیا۔ اور محمد ابن حنیفہ اور عبداللہ ابن جعفر طیار کی اولاد نے اپنی اپنی کوشش کی غرضکہ سادات کی رنجش کا یہ سلسلہ منصور کے وقت سے لے کر لگاتار برابر قائم رہا سادات کرام کی روش کے خلاف ائمہ طاہرین ان امور سے بالکل کنارے تھے انہیں امور کو مدنظر رکھ کر حضرت امام محمد موسٰے کاظم نے وصیت نامہ حضرت علی موسٰی رضا کے نام تحریر فرمایا اوسمیں اپنی تمام اولاد کی نسبت آپ کی اطاعت کے شرائط مندرج فرمائے۔ اور امام رضاؑ کے تابع اور محکوم رہنے کی سخت تاکید فرمائی تھی۔ اخیر میں اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ جناب امام رضاؑ اپنے والد کے قائم اصلی جانشین تھے انکے

نام وصیت نامہ مہری لکھدیا گیا۔ آپ کی حسن تدبیر تھی اور اوس زمانہ نازک کی حالت
ابتر تھی۔ اس وقت حکام پرستی عام طور سے زمانہ کا مذاق ہو رہے تھے۔ تاریخ دیکھنے
والے جانتے ہیں۔ کہ اوس زمانہ کی باہمی مخالفت اور خانہ جنگی کے ابتدا عباسیہ خاندان
شاہی سے ہوئی۔ اور یہ فاسد مادہ بغداد سے پھیل کر تمام ملک میں عالمگیر ہو گیا عرب
کے تمام قبیلوں نے خانہ جنگی اپنا شعار قرار دے لیا تھا۔ اور حاکم زمانہ کی خوشامد اور
خود غرضی اس رفتار کا اثر پذیر ہو گیا۔ کہ حجاز اور عراق میں کوئی گھر ایسا نہیں بچا جو
اسکے اثر سے مؤثر ہو کر تباہ و برباد نہ ہو گیا۔ اور کوئی قبیلہ اس نا اتفاقی سلطانی کو عیب
نہ سمجھتا ہو۔ بلکہ بہتر درجہ یہ شاہی عیب تھا۔ اور شاہی عیب کبھی عیب نہیں سمجھا جاتا بلکہ
ہنر سمجھ کر لازم التقلید اور واجب التعجیل شمار کیا جاتا ہے۔ جناب امام محمد موسےٰ کاظمؑ نے
اس عالم میں روزانہ خانہ جنگی کا خیال فرما کر اپنے تمام متعلقین کو حضرت امام رضاؑ
کا مطیع رہنے کی بجائے وصیت نامہ لکھا کہ انکے منسوخ کا اختیار نہ تھا امام زمانہ
کا اصلی مقاصد یہ تھا۔ کہ میری اولاد آب و ہواز زمانہ میں گرفتار ہو کر متفرق نہو اور
خلوص کے رشتہ اپنے سرپرست خاندان کے زیر فرمان ہو کر گلشن عالم میں سرسبز
و شاداب رہیں۔ اتفاق قائم کی یہ وجہ تھی۔ جو عموماً سادات سے سلطنت کے
خلاف کوششیں ظاہر ہوتی رہیں۔ حضرات معصومین کے مقدس طبقہ میں امام علی زین العابدینؑ
کے زمانہ سے لیکر جناب امام موسےٰ کاظم تک ہر ایک بزرگوار نے اپنی کنارہ کشی ثابت کی
ہے۔ ان امور کے کوشاں کو منع بھی فرمایا ہے۔ خواہ سادات ہی تھی حضرت امام محمد
باقرؑ جناب زید شہید کو اور امام جعفر صادقؑ سید عبد اللہ محض اور انکے فرزندوں کو
اور امام محمد موسےٰ کاظمؑ نے عبد اللہ ابن الحسین علوی کو اور ابن عبد اللہ محض کو حتی المقدور
باز رکھا اور رد کرنا چاہا یہ واقعات صاف تبلا رہے ہیں۔ کہ ائمہ طاہرین کا طبقہ ایسی
خیالوں سے ہمیشہ پاک صاف رہا ہے۔ چند روزہ اقتدار دنیا کی طرف مائل نہ تھے تنگی
میں بسر کرتے تھے۔ مگر اُن کے دستِ کرم کشادہ تھے۔ یہ اوصاف اونہیں کے انفس
تک محدود تھے۔ حضرت امام محمد کاظمؑ ایسے نفس برکت زیر اطاعت رکھنا چاہتے تھے۔
اور تمام دُنیا کی ہدایت کے لیئے اور ارشاد کے واسطے من جانب اللہ مامور ہو چکا تھا جو
ظہور ظاہر ہوتے تھے۔ آپ کو پوشیدہ نہ تھے۔ مراد یہ تھی کہ آباء و اجداد کا شعار ہاتھ سے

جانے نہ دیں نہ وہ خود ان امور پر جرأت کرتا ہو نہ ان کو کرنے دے۔ تاکہ اولاد معمولی لوگوں کی طرح مصائب میں گرفتار نہ ہو اور قتل قید کی تکلیفیں نہ اوٹھاتے ہوں مگر افسوس باپ کی حسن تدبیر کی کوئی قدر نہ کی بلکہ عکس زید و ابراہیم و عباس فرزندان امام موسیٰ کاظم نے اوس وصیت نامہ کے شرائط کی تعمیل نہیں کی قاضی مدینہ کے محکمہ میں دعویٰ پیش کر دیا۔ امام رضاؑ نے ہر چند سمجھایا۔ مگر وہ نہ مانے یہ حضرات روش زمانہ مطابق خواہش حصول دولت کے زیر اثر آ چکے تھے۔ قاضی نے امام رضاؑ کو طلب کیا۔ تو آپ نے وہ وصیت نامہ اسحاق ابن امام جعفر صادقؑ کو اپنی شہادت میں پیش کیا۔ برادر دیکھ کر اپنے اُم احمد کو محکمہ فضائل مجبور کر کے لائے۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت امام رضاؑ کو بڑا صدمہ لگا۔ مگر ضبط کر گئے۔ جناب اسحاق نے خفا ہو کر کہا تم لوگ عصمت سرائے محکمہ عامہ میں لائے۔ اور اپنی ناموس کا خیال نہ کیا۔ مگر چچا کی نصیحت نہ سنی۔ قاضی سے ام احمد کے اظہار پر اصرار کیا۔ آخر کار مجبور ہو کر قاضی نے شہادت لی خاتون معظمہ نے وصیت نامہ کی تصدیق فرمائی کہ یہ تحریر میرے سامنے ہوئی ہے۔ امام کاظمؑ نے فرزند بزرگ کو مالک و مختار قرار دیا ہے۔ وصیت نامہ کی عبارت سے ظاہر ہے۔ وصیت نامہ پر مہر تھی اور غیر کو کھولنے کی اجازت نہ تھی۔ قاضی نہ کھولتا تھا۔ صاحبزادوں نے کہا ہم کھلواتے ہیں۔ تمہارا کیا قصور ہے۔ آخر قاضی نے نامہ کھول کر پڑھا اور دعویٰ مدعیان خارج کر دیا۔ قاضی نے کہا۔ مجھ کو اپنے باپ کی نفرین کا سزاوار بنایا۔ جو سر نامہ پر قلمبند ہے۔ ابراہیم و زید و عباس نادم ہو کر مدینہ سے چلے۔ اور اپنے آئندہ معاملات میں وہی روش اختیار کی۔ جو بنی زید و بنی حسن اور آل جعفر کر چکے تھے۔ ابراہیم نے سلسلہ جنبانی علاقہ یمن میں شروع کی اور چار برس تک فائز المرام رہے پھر اسحاق عباسی سے شکست پا کر فرار ہو گئے۔ پھر ان کا سراغ نہ ملا۔ سید عباس نے عراق کا رستہ لیا زید نے ابو سرایا کے ذریعہ بہت کچھ حاصل کیا۔ بغداد کے طوائف الملوکی زمانہ میں چار یوم مسند امارت پر بیٹھ ہی لیا۔ عیسےٰ جلودی نے گرفتار کر کے مامون کے پاس خراسان میں بھیجدیا مامون نے قتل قید نہ کیا اور امام رضاؑ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ امام نے زید کو اپنے پاس رکھ لیا اور مکارم کے سلوک قائم کئے۔ اور فرمایا جس امر کی تم کو خواہش ہے۔ اسکو پورا کرونگا۔ اپنے اغراض مطا

ے مجھے اطلاع دیا کرو۔ انشاء اللہ کسی قسم کا فرق نہ ہوگا۔ کتاب صافی شرح کافی ملا خلیل
قزوینی لکھا ہے۔ افسوس نفسانیت بھائیوں نے آپکی اشفاق کریمانہ کی کچھ قدر نہ کی
جب امام رضاؑ نے عباس کی غلط بیانی سنکر اپنے بھائیونکی اصلاح سے مایوس
ہو گئے پھر کچھ نہ کہا صرف لاحول کیا۔ بلکہ دعا کی اور پھر فرمایا۔ اے عزیزان میں ہر
حال تمہاری رضا و خوشنودی کا طالب ہوں۔ عباس نے کہا۔ میں آپکی چرب زبانی
اور حسن بیانی سے خوب واقف ہوں۔ الصافی شرح کافی میں لکھا ہے کہ امام رضاؑ
ے تو شوخ چشمی سے انحراف کیا بلکہ اپنے پدر عالیقدر کی تجویز تحریر اعتراض نکالنے
لگے۔ یہ سب اوس زمانہ کی روش کا راز تھا۔ جو مثال اخوان حضرت یوسف سے بھی
پیش آئے تھے۔ اور اونپر زیادہ مہربانی تھی جو اسماعیلیہ کے بعد یہ تیسرا فرقہ
امام رضاؑ کی زمانہ میں مذہب اثنا عشریہ کے مقابل نمودار ہوا۔ اور نام فرقہ کا واقفیہ
رکھا۔ انہوں نے حضرت امام محمد موسےٰ کاظم کو مہدی موعود خیال کر کے امامت کو
ختم کر دیا اور وقف اختیار کیا۔ اسلئے واقفیہ فرقہ اپنے عقاید میں زیدیہ اور اسماعیلیہ
ے بھی کمزور ضعیف ہیں۔ چنانچہ مہدی موعود یقین کرنا امام کاظمؑ کو یہ بے دلیل دعویٰ
ہے۔ جسکو شیعہ کیا کوئی اہل اسلام پسند نہیں کر سکتا۔ امامت کے بارہ میں کثیر
التعداد حدیثیں موجود ہیں۔ کچھ خیال نہ کیا۔ حضرت امام موسیٰ کاظم کی وفات کے
بعد ان لوگوں کو طمع حرص دنیا نے غلبہ کیا جو مال خمس وغیرہ کا تھا علی ابن حمزہ
ابن عثمان ابن عیسےٰ کے پاس بطور امانت جمع تھا۔ اُس مال کو ہضم کرنا چاہا۔ مال
ڈیڑھ لاکھ کے قریب تھا۔ جب اُن امانتدار مذکورہ بالا سے مال طلب کیا تو انہوں نے
جواب دیا۔ کہ جب امام طلب کرینگے۔ تب دیا جائیگا۔ اگر وفات کر گئے تو انکی وصیت
پر عمل کیا جائیگا۔ یہ سُنکر ان دنیا کے طالبوں نے اور لوگوں کو بھی اپنا ہمخیال بنا
لیا۔ اور جہال شیعہ کو دام میں لاکر کئی طرح کے فساد پھیلائے۔ جو امام رضاؑ کے
دردِ دل کا باعث ہوا۔ اور انکی وجہ سے سیاہ دن پیش آئے۔ وہ اپنی غلطیوں سے
آگاہ ہو کر باز آ گئے۔ ملا محمد باقر مجلسی نے کہ اور فرقہ ضالہ کی نسبت لکھا ہے۔ اس
فاسد عقیدہ کے لوگ اکثر عراق اور یمن اور حضر موت میں پیدا ہوئے۔ امام رضاؑ کے
زمانہ میں انہوں نے یہ دعویٰ کیا۔ کہ کافر کو مومن پر کوئی دسترس نہیں ہو سکتا۔

حضرت امام حسینؑ پر یزید کو کبھی فتحیابی نہیں ہوئی - حضرت امام حسین کو تو خداوند عزوجل نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کی طرح آسمان پر اوٹھا لیا اور فوجِ یزید میں خنظلہ ابن سعد بقدرت حضرت سے مشابہہ تھا - اوسکو قتل کر دیا آپ آسمان پر زندہ ہیں - شہید نہیں ہوئے - فرقہ کی طرح ان لوگوں نے امام حسین کو مہدی موعود سمجھا لیکن یہ نہ سوچا - کہ ہزاروں حدیثیں اور پیشگوئیاں صاف خبر آپ کی شہادت کے دینے میں جاہلوں نے آپکی عظمت شان تو بڑائی - مگر قال اللہ اور قال رسول اللہ غلط کر دیا - ہاں مرزا حیرت نے بارہ سو برس کے بعد اکبر فسق کی بنیاد ڈالی - مگر علماء فریقین نے خوب تردید کی پھر گم ہو گئے - ہارون کے ایام سلطنت میں حضرت امام علی رضاؑ کی امامت کے دس برس گذرے - وہ خاموش رہا - اسلئے کہ وہ آلِ برامکہ کی استیصال میں مصروف تھا - جو سمرقند سے نمودار ہو کر ماوراء النہر اور حدود عرب تک پھیل گئے تھے اور ملک بیٹونکو تقسیم کر چکا تھا - بہرحال ہارون کی مجبوری نے حضرت امام رضاؑ کی مخالفت پر متوجہ نہ کیا نہ ہونے دیا - مگر وہ اپنی قدیم حالت پر قائم رہتا تو اس طبقہ مقدس کی نہ بھولتا - آخر خراسان میں جا کر ایک سو ترانوے ہجری میں مر گیا - اور اپنا ممالک محروسہ بیٹوں کو تقسیم کر گیا اور عہد نامہ لکھ گیا - امین کے حصہ میں عرب حجاز عراق ہوا - اور یمن اور حضرموت و شام افریقہ بحیرہ عرب سے خلیج فارس اور دریائے عمان تک تفویض فرمائی تھی اوسنے دار الخلافہ بغداد کو قرار دیا تھا - اور مامون کے حصہ میں بلاد شرقیہ ایران سجستان ہوا ازاں سمرقند بخارا وغیرہ سے گئے تھے - مگر یہ تقسیم مساوی نہیں ہوئی تھی - امین کو خلیفہ قرار دیا تھا - مامون اسکے بعد خلیفہ تسلیم ہو گا - مامون کو فوج خزانہ میں کے مقابل نہیں دیا گیا - چار سال کے بعد امین کو مامون میں مخالفت آغاز ہوئی ۱۹۷ھ ہجری میں امین نے بھی اپنے کاتب اسمٰعیل ابن صبیح سے مشورت خلوت کی کہ مامون کو معزول کر کے اپنے بیٹے موسیٰ کو تفویض کرے - روضۃ الصفا میں لکھا ہے - کہ اسمٰعیل نے منع کیا ہے - امین نے کہا - ہارون رشید کا کوئی وصی ہے - فرض واجب ہے - مامون کو یہاں بلایا جائے - الغرض امین نے مامون کو یہ خط اور معتبر آدمی ابن موسیٰ اور محمد ابن عیسیٰ کو روانہ کیا وہ حکم شاہی بغداد سے لیکر

یں داخل ہوئے۔ امین کا شقہ پیش مامون کیا۔ مامون نے خط بھائی کا پڑھکر فرستادوں
کی ازحد خاطر کی کیا عذر کیا جاوے فضل نے کہا۔ کل عرض کرونگا۔ منظور ہوگیا تاریخوں
سے ثابت ہے۔ اوس زمانہ میں علم نجوم میں کامل تھا۔ اوسنے نجوم کے طریقہ سے غور کیا دونو
کا اقبال اوبار میں تھا۔ دیکھا مامون کا طالع بخت شرف میں واقعہ ہے۔ اور امین کا ستارہ
قریب زوال تھا۔ علی الصباح مامون کو فضل نے بشارت دی مامون بھی اوس علم نجوم
سے ماہر تھا۔ اسکو فضل کا پورا یقین ہوگیا۔ پھر فضل نے جانب مامون سے خط لکھا والد
مرحوم نے حکومت مجھ کو اس ممالک کی اسی غرض سے عنایت فرمائی تھی کہ ان مخالفین
کا محافظ رہوں۔ جو بلاد اسلامیہ پر تصرف کا مادہ کرتے ہیں۔ اگر یہ طرف خالی ہوجاوے
وہ مخالف ضرور تاخت کرینگے۔ یہ خط ان معتبروں کو بمعہ انعام و اکرام دے کر روانہ کیا
الغرض یہ شاہی وفد مرو سے بغداد پہنچا۔ اور خط امین کے حوالہ کیا۔ اوسنے پڑھ کر
اپنے اراکین جمع کئے۔ جو امین کا وزیر علی ابن عیسیٰ کا وزیر علی ابن عیسیٰ امین
ہارون تھا۔ مشورت کی وہ سب چپ رہے۔ جازم ابن جریمہ نے عرض کی کہ اے امیر امرا
کو حذر بغاوت کی تعلیم نہ دیں۔ کہ نکث بیعت سبق پڑھکر خلافت کی اشاعت کو توڑ
دیں۔ امین نے کہا۔ تیری رائے مفید نہیں۔ صلاح دولت کی خلاف ہے۔ اور دوسرے
دن امین نے اپنے بیٹے موسےٰ کو ولیعہد بنایا اور ساٹھ ہزار افواج دیکر علی ابن
عیسےٰ کی ماتحتی میں خراسان کو روانہ کیا۔ جب امین کے لشکر کی خبر مامون کو پہنچی اُسنے
طاہر ابن الحسن کو چار ہزار فوج جرار ایرانی کے ہمراہ علی ابن عیسےٰ کے مقابلہ میں روانہ
کیا مامون کا لشکر یلغار کرتا ہوا حدود عراق میں پہنچا۔ اور علاقہ رَے میں خیمہ نصب کر
دیئے۔ جب شہر رَے کے قریب پہنچے۔ طاہر شہر سے باہر نکل آیا۔ علی ابن عیسےٰ کی
فوج پہلے حملہ میں فرار ہوگئی۔ اور علی ابن عیسےٰ قتل ہوگیا۔ طاہر کو فتح نصیب ہوئی
جب امین کو خبر ہوئی۔ اوسنے چھ ہزار فوج اور دیکر عبدالرحمان کو روانہ کیا شہر ہمدان
یں جانبین سے مقابلہ ہوا۔ امین کی فوج نے راہ گریز لی۔ عبدالرحمان نے طاہر
سے امان مانگی طاہر نے صلح کر لی۔ اور دونو بغداد پر جا رہے تھے۔ ایک دن
عبدالرحمان نے اپنے دل میں کہا کہ امین کو کیا جواب دونگا۔ پھر فساد پر آمادہ ہو
گیا۔ آخر یہ نتیجہ ہوا۔ عبدالرحمان اور اسکی فوج سب مار ڈالی گئی۔ یہ وحشت اثر خبر

امین کو ہوئی اوسنے تیس ہزار فوج عبدالرحمن ابن علی ابن عیسیٰ کو دیکر طاہر کے مقابلہ
کو روانہ کیا۔ اور شہر قرقاسین میں مقابلہ ہوا۔ یہ عبدالرحمان شکست فاش پاکر فرار ہو
کر بغداد پہنچا۔ علاقہ رَے سے حلوان تک ممالک مامون نے فتح کرلی اور بیس ہزار
فوج ماتحت ہرثمہ طاہر کی کمک کو مامون نے مرو سے روانہ کی طاہر نے مامون کے
حکم سے تمام علاقوں سے امین کے عاملوں کو اُٹھا دیا اور اپنے عامل مقرر کردیئے
سنہ ۱۹۸ ہجری میں تمام ملک کا بندوبست کرتا ہوا سنہ ۱۹۹ ہجری میں طاہر بغداد پہنچا
اور بیرونِ شہر قیام کیا۔ اور افسروں کو محاصرہ کا حکمدیا۔ قیامت برپا ہو گئی خلیفہ
امین نے قلعہ کا دروازہ بند کرلیا۔ آخر کار طاہر سے عفو جرائم اور امان جان کا طالب
ہوا۔ سب لوگ طاہر کے پاس آ گئے۔ امین تنہا رہ گیا تھا۔ ہرثمہ کے ذریعہ سے
رات کو عیال اموال لے کر اور کشتی میں بیٹھ کر طاہر کی جانب جارہا تھا اوسکی
فوج نے حملہ کیا۔ اور امین کو گرفتار کر کے طاہر کے سامنے لے گئے۔ اوس نے
امین کا سر کٹوالیا اور خلیفہ مامون رشید کے پاس بمقام مرو میں روانہ کیا مع تہنیت نامہ
کے یہ واقع ۲ محرم سنہ ۱۹۹ ہجری میں ہوا۔ ۲۷ برس کے سن میں چار ہم سال چھ ماہ اوسکی
سلطنت رہی تاریخوں سے ظاہر ہے۔ کہ خلیفہ امین کے مارے جانے سے مامون کی
تمام معاملات یکسو ہو گئے۔ مگر تاہم ابتدائے سلطنت میں پورا تسلط نہیں تھا۔ ان
خرابیوں کی وجہ طبری کی عبارت سے ظاہر ہوتی ہے۔ ہر شخص وزیر و بادشاہ کی مخالفت
پر آمادہ ہو گیا۔ حجاز و عراق میں ایک عام برجوشی تھی۔ اور بنی ہاشم تنہا نہیں تھے۔
بلکہ تمام عرب کے رئیس جن میں زیادہ تر بنی عباس تھے اور کہتے تھے کہ اسکی رعایا
تنہا ہماری بدنامی ہے اور بدنامی کا باعث ہے۔ حسن بن سہل امیر بغداد سے علانیہ برخلاف
ہو گی۔ سنہ ۱۹۹ ہجری میں محمد ابن ابراہیم علوی کے معاملات پیش آئے۔ اور ابو سرایا نے
محمد سے کوفہ جاکر بیعت کرلی۔ کوفہ خاص شہر اور اوسکے نواح میں تمام قبیلوں
میں محمد کی امارت کے انتظام درست ہو گئے۔ علامہ ابو الفرج اصفہانی نے اس واقعہ
کی پوری کیفیت لکھی ہے۔ حسن ابن سہیل نے بغداد سے ابو سرایا اور محمد کے مقابلہ
کو زہیر ابن مسیب کو ہزار فوج دے کر کوفہ پر روانہ کیا تھا۔ عباسی فوج کو میدان معرکہ
میں شکست فاش ہوئی۔ اور ابو سرایا فتحیاب ہوا۔ اور فضل نے عباس عامل کوفہ کو نکال

پھر عبداس ابن عبدالصمد چار ہزار فوج بغداد سے لیکر آیا وہ بھی دریائے فرات میں ابو سرایا نے قتل و غارت کر دیئے۔ عبداس فرار ہوا۔ اور اموال غنیمت ابوسرایا کی فوج نے خوب لوٹا اور محمد ابن ابراہیم علوی جو ابوسرایا کا سردار تھا۔ سترہ روز امارت کوفہ پر حاکم ہو کر رحلت کر گیا انکے بعد ابوسرایا نے محمد بن زید بن زید شہید علوی کو مسندِ حکومت پر بٹھلایا اور ابوسرایا نے ملکی انتظام شروع کیا۔ مکہ مدینہ یمن بصرہ وغیرہا شہروں میں حاکم اور قاضی مقرر کیئے گئے۔ ازانجملہ سید اسماعیل ابن سید علی ابن سید اسماعیل اعرج اکبر ابن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو کوفہ کی خاص امارت ملی اور سید ابراہیم ابن امام محمد موسیٰ کاظم کو یمن کی حکومت ملی اور زید بن امام کاظم ملک الیواز پر عامل کئے گئے۔ اور حسن انطش حکومتِ مکہ پر مامور ہوئے۔ یہ جملہ عمال اپنے اپنے مقام پر جا کر قابض ہو گئے اور رفتح نامی جابجا سے محمد ابن زید کے پاس پہنچتے تھے۔ اہلِ شام اور اہل جزائر نے عریضے تحریر کئے۔ کہ کوئی امیر بھیجئے۔ حسن ابن سہل نے ہرثمہ کو بہ منت طلب کیا۔ ہرثمہ حلوان سے بغداد آیا اور ابوسرایا کے مقابلہ کو عراق کی طرف روانہ ہوا۔ ہر صرصر پر جانبین سے مقابلہ ہوا۔ ابوسرایا کو ہزیمت ہوئی وہ محمد ابن زید کو لیکر علاقہ سوس کو چلتا ہوا حسن کے ایک افسر نے جس کا نام حسین ابن علی العباری علیسیٰ تھا۔ سوس میں ابوسرایا سے پورا مقابلہ کیا۔ شکست دے کر گرفتار کرلیا اور محمد اور ابوسرایا دونوں کا سر کاٹ کر مامون رشید کے پاس بھیجدیئے۔ بحوالہ تاریخ طبری اور انکی لاشوں کو حسن بن سہل نے بغداد کے دروازہ پر لٹکا دیا۔ ہرثمہ نے جب ابوسرایا کا خاتمہ کیا۔ تو اوسنے اسحاق کو حجاز پر روانہ کیا۔ مکہ میں حسین انطس سے لوگ ناراض تھے۔ انکے بیٹے علی کو قائم مقام کیا۔ اور محمد بن جعفر کو ان کا معاون بنایا۔ یہ محمد سادات تھے۔ جب سید ابراہیم کو یمن میں مکہ کی بدنظمی کی خبر ملی اوسنے تسخیر مکہ کا قصد کیا۔ جب مکہ میں پہنچے۔ علی ابن الحسین انطس نے ان کا مقابلہ کیا۔ اِدھر خانہ جنگی تھی ادھر سے یعنی بغداد سے سید اسحاق آیا۔ سید ابراہیم سے مقابلہ ہوا۔ یہ حضرات عباسیوں سے شکست کھا کر واپس یمن کو چلے گئے۔ اور محمد گرفتار ہو گئے۔ اسحاق نے حاکم مکہ یمن

بھی فوج روانہ کردی۔ سید ابراہیم کے جب مقابل ہوئے۔ لیکن ابراہیم کی فوج نے شکست کھائی۔ انکے ہمراہ بہت اولادِ عقیل ابن ابی طالب شہید ہوئے۔ اور ابراہیم یمن سے روپوش ہوگئے۔ عرصہ کے بعد امام رضاؑ کی سفارش سے جان بچی۔ اور زید کا واقعہ یہ ہے ابوسرایا نے ان کو امارت بصرہ پر مامور کیا تھا۔ طبری کا بیان ہے۔ خودمختار امرا نے طائف الملوکی کے زمانہ میں زید کو لاکر تخت بغداد پر بٹھایا۔ مگر چھ روز درہم ہوگئے اور حسن بن سہل جاسوسوں نے زید کو گرفتار کیا۔ اور مامون رشید کے پاس بھیجا۔ مامون نے امام رضاؑ کے پاس بھیجدیا۔ مامون نے امام رضاؑ کے پاس بھیجدیا امام نے زید سے منہ پھیر لیا زید نے عرض کی میں آپ کا بھائی ہوں۔ زید کو امامؑ نے فرمایا اخوت یہانتک معصیت میں داخل ہوتے۔ زید تم کو عوام کوفہ کا یہ کہنا کہ ذریات فاطمہؑ آتش جہنم سے آزاد ہیں۔ دھوکا نہ دے ذریت صرف امام حسن اور امام حسینؑ مراد ہیں۔ آیندہ سادات میں جیسا کریگا دیسا پاویگا۔ آخر آپ نے زید کو رہا کیا۔ یہ حضرات خلافت متوکل تک زندہ تھے۔ اور سامرہ میں وفات کی اور بغداد میں لوٹ مار پڑی اور فتنہ فساد ترقی کرتا گیا۔ بحوالہ تاریخ طبری صفحہ ۸۶ ۷ یہ خرابی اور فساد بوجہ حسن ابن سہل او فضل ابن سہل کا تمام ممالک میں شوروغل تھا۔ عاملان بنی عباس خلیفہ مامون کے ہو رہے تھے۔ فضل وزیر نے مامون رشید کو ان شورشوں کا حجاز عراق کی مختلف قوم کے خودسری اور آزادی کا باعث بتلایا۔ اوران امور میں سادات کی پرجوشیو کی جرأت کا اصل سبب قرار دیا اور مامون سے استدعا کی کہ اب اصلاحِ وقت ہے۔ تمام ضرورتوں کے لیئے بہتر طریقہ یہ ہے۔ جس سے سب آفات دفع ہوں وہ کہ دولت موجودہ کے لیئے اہلبیت طاہرین کے مقدس دائرہ میں سے ایک ایسے کامل قابل جامع الصفات اور حاوی الشرائط بزرگ کو ولیعہدی پہ نامزد کیا جاوے جس کے فضائل اور مناقب اور شرف مراتب میں کسی کو کلام نہیں اور نہ اسکے فضائل حمیدہ اور شمائل پسندیدہ کے اعتبار سے اسکی ذات یکتا اور بے عدیل ثابت ہو پھر اسپر کسی کو ترجیح نہ دی جاوے +

حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام کو مامون رشید خلیفہ نے اپنا ولیعہد بنایا

اور ایسے برگزیدہ صفات بزرگ کے تعلق سے رعایا اور سادات دونوں کی پُرجوشی ٹھنڈی پڑجائیگی رعایا تو ایسے صاحب کمال اور بےمثال بزرگ کو عہدۂ ولیعہدی پر ممتاز پاکر فوراً اطاعت کی سر جھکا دینگے اسیطرح سادات بھی جب اپنے مبارک طبقہ کے ایسے بزرگ و اعلیٰ اور جوہر یکتا کو تمام بلاد اسلامیہ پر فرمانروا دیکھینگے تو سوائے اظہار اطاعت کے اور کوئی امر خلاف عمل میں نہ آئیگا۔ اس تدبیر سے جانبین کی شکائتیں رفع ہوجائینگی۔ ان کے متعلق ملکی مالی جنگی جتنی بُرائیاں موجود ہیں یکقلم موقوف ہوجائینگے۔ مامون نے فضل سے اس مشورہ کو سُنکر فوراً حکمدیا۔ مامون کچھ معمولی آدمی نہ تھا۔ غور کرنے لگا۔ پھر بھی بادشاہ تھا۔ اور عقل شعور میں قابلیت رکھتا تھا۔ مدت تک غور کرتا رہتا پہلے اوسنے اپنے مطلوب کے پاس بنی عباس میں کی اور بنی عباس کے لوگوں کے موجودہ تعداد بقولے صاحب روضۃ الصفا تیس ہزار تک تھی ہر ایک کی نسبت سوچا۔ لیکن شایاں نہ پایا۔ پھر یہہ سوچا کہ بنی عباس کے ساتھ انتخاب پیش کیا۔ جو پھر کوئی اعتراض نہ کرسکے۔ مامون نے تمام بنی عباس کے نام خط لکھے جانیکا حکمدیا۔ عاملان ملکی کے ذریعہ سے تمام ممالک محروسہ میں خط عباسیوں کو پہنچ گئے۔ جب وہ حاضر ہوئے مامون نے ہر ایک کے اوصاف پر نظر ڈالی۔ تیس ہزار نفوس میں امر ولیعہدی کے نہ سمجھا۔ جب بنی عباس سے فراغت ہوئی۔ تو سادات کے طبقہ میں عرصہ تک فکر کی ان میں بھی کوئی حضرات اسکے مقصود کے موافق نہ نکلا۔ سوائے حضرت امام علی رضاؑ کے تو مامون نے اپنی تجویز فضل وزیر سے بیان کی یہ عبارت تاریخ طبری کی ہے۔ کہ خبرہائے بغداد بمامون نمیرسید و فضل ابن سہل بسیاری از وے مے پوشید میگفت کہ علویان این ہمہ میکنند و در ہر شہرے علوی بر خاستہ است و خویشتن را دعوت میکنند و نیز گفت کہ ایں ہمہ از بہر حسن مے کنند کہ او را نمے خواہند مامون گفت حالا چہ باید کردن و با ایشاں چہ تدبیر بعمل باشد آوردن آخر ایشاں اینجا افتادند

کہ یک تن از علوی را بگیرند مردے پارسا و باعلم کہ او را بحق بشناسد و مامون او ر
بخراسان بیاورد و عہد خویش و خلافت پس از خویش او را بدہد تا علویان بدانند
کہ پس از خلافت از فرزندان عباس رضی اللہ بیروں شد و علویاں افتادہ تا
ایشان بیارامند و برایں علویاں گردانید حضرت مامون و علویاں ہر یک را بجا
خویش بنشانند پس بنگریست کہ این کار کرا شاید مرا ایں زید النار را برادری
بود علی علیہ السلام داد از ہمہ علویاں کسے از وسے داناتر و پارساتر نبود سے
و او پسر زادۂ حضرت جعفر صادق علیہ السلام بود و نسب او ہمچنیں بود علی
ابن موسٰے ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن حسین ابن علی مرتضٰے علیہ السلام و او را
پسرے بود۔ کہ نام وے محمد ابن علی ابن موسیٰ علیہ السلام بود یعنی امام محمد تقی
ہمچنیں با علم و دانش پس با فضل تدبیر کرد کہ او را بہ بغداد بیاورند تا مامون او را و
خویش کند و مذہب شیعہ درمیان خلائق پیدا کند تاریخ طبری ص۴۷۸ فاضل مور
کے اس فقرہ سے کہ آخر ایشاں باینجا افتادند کہ یک از علویاں بگیرند سے ثابت
ہو گیا کہ سادات کی ولیعہدی کا سلسلہ فضل اور مامون دونوں کی تجویز کا تجویز
تھا۔ دوسرے فقرے سے کہ مامون با فضل تدبیر کرد کہ او را بہ بغداد بیاورند تا ا
را ولیعہد خویش کند سے ظاہر ہو گیا کہ مامون نے فضل سے صلاح لی امام رضا
کی ولیعہدی کا حکم دیا۔ صاحب روضۃ الصفا بھی ایسا ہی لکھتے ہیں بعض
لوگوں کا خیال ہے۔ کہ فضل شیعہ تھا۔ نہیں وہ فضل ابن ربیع شیعہ تھا اور فضل
ابن سہل حضرت امام رضاؑ کا دشمن بنا رہا ہے اور مامون کے اسلاف اور تمامی
اکابر خاندان سادات کے ساتھ ایک خاص عداوت تھی اور یہ مبارک سلسل
ہمیشہ انکے مظالم کے زیر اثر چلا آرہا تھا۔ منصور نے جو انکے تباہ برباد کرنیکے
لئے کیا وہ ظاہر ہے اور مہدی اور ہادی نے جو سلوک کیئے وہ بھی معلوم ہیں
اور ہاروں نے جو جو تکلیفیں پہنچائیں۔ وہ دنیا کو یاد ہیں۔ پھر مامون نے اپنے
اسلاف کے خلاف جناب امام رضاؑ کے سات عقیدت اخلاص ظاہر کیا۔ وہ
آخر کس اصول پر اور غلط خیال عوام طور سے عالمگیر ہو رہے ہیں اوس زمانہ کے
خام تحقیقات کے طبقہ میں اس مسئلہ کی وجہ سے بے چینی پھیلی ہوئی ہے وہ رفع

ہوجائے۔ ماموں نے اپنے اسلاف کی سیرت کے خلاف حضرت امام رضاؑ کو اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ کہ
عباسیہ میں یہ برابر امر تغیر پذیر ہوتا رہا۔ جس سے ہزاروں مفسدی پیدا ہوئے۔ اور اختلاف قائم
ہوا۔ اور خاندان عباسیہ میں فرقہ بندی ہوگئی۔ بنی عباس کی رفتار دیکھ کر مامون سمجھا تھا کہ ان
میں کوئی لائق نہیں۔ انکی طرح سادات نے بھی اضطراب میں ڈال رکھا تھا۔ مامون زیادہ شعور
والا تھا۔ اس عام پُرجوشی کے موجودہ زمانہ میں عراق سے حجاز تک جس طرح سادات کا اثر پھیلا
ہوا تھا۔ ویسا ہی بنی عباس کا تھا۔ بنی عباس کو قرابت سلطانی کے سوا اور کوئی عظمت حاصل
نہیں تھی۔ انکے خلاف سادات میں استحقاقِ فی الخلافت کے علاوہ تمام ذاتی اور صفاتی
عظمت حاصل نہیں تھی انکے خلاف سادات میں استحقاق فی الخلافت کے علاوہ تمام ذاتی
اور صفاتی عظمت اور جلالت موجود تھی اسلیئے اونکی اطاعت کے اثر ملک اور رعایا پر جس
قوت اور عجلت سے پڑھتے تھے۔ ویسے بنی عباس کے نہیں تھے۔ ان کے پاس سوائے
سطوت سلطانی کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ اسی وجہ سے عباسیوں نے قصر شاہی میں بیٹھے بیٹھے
اپنی ہمت و جرأت پر زبانی جمع خرچ لگائے۔ اور بغداد کی فوج و اسلحات و خزانہ پر پہرے
لگائیں۔ اور خاص بغداد کی رعایا پر اپنی حکومت کا سکہ جمایا اور اپنا ایک قدم بھی نہ باہر نکلا اور
میدان میں حریف کے مقابلہ کو آئے۔ انکے برعکس سادات نے بھی مکہ سے مدینہ اور مدینہ
سے یمن تک اپنی امارت اور حکومت کا رنگ جمالیا۔ اور کچھ حجاز پر ہی موقوف نہیں۔ ملک عراق
اور کوفہ بصرہ اور واسطہ اہواز تمام ملک میں امارت سلطنت کا اعلان کیا۔ مصر اور شام
والوں نے دعوت کے خود پیغام بھیجے۔ دیکھو روضۃ الصفا اور طبری اس سے زیادہ انکی تسلط
اور تصرف ملکی کے اور کیا ثبوت ہونگے کہ ۱۹۸ھ ہجری میں کوفہ اور بصرہ اور واسطہ میں خطبہ
سے مامون کا نام نکال دیا گیا۔ اور اسکی جگہ محمد ابن محمد کا نام امیرالمومنین کے لقب سے داخل
ہو گیا۔ اور تمام رعایا نے قبول کرلیا اور عباسی بھی فکرِ امارت میں لگے ہوئے تھے۔ مگر خوف
کی حالت میں اپنے امور کو سادات کی طرح علانیہ ظاہر نہ کر سکتے تھے۔ اور نہ کر سکے۔ اور
سادات نے سب کچھ کرلیا اسلیئے مامون نے کامل غور کے بعد ولیعہد کے مسئلہ میں اوسنے سادات
کو عباسیوں پر ترجیح دی تھی اور اپنے رشتہ داروں کو چھوڑ کر سادات کے سلسلہ میں اپنے
انتخاب کو قائم کیا تھا۔ مامون جب اپنے بھائی امین کو قتل کروا چکا تو زیادہ تر تشویش اور
پریشانی کا باعث ہوا۔ کہ بڑی خطا ہوگی اپنی تباہی اور بربادی کا کامل یقین ہوگیا۔ تب

غسل کرکے اور پوشاک پاکیزہ ڈالی اور نماز پڑھکر بعد الحاح وزاری جناب باری کی درگا
میں امین کے مقابلہ میں اپنی کامیاب ہونے کے لیئے اور اس شرط کے ساتھ نذر مانی۔ ک
اگر مجھ کو امین کے مقابلہ میں کامیابی ہُوئی۔ تو مَیں اس امر خلافت کو پھر اسکے مرکز اصلی پر پُہنچ
دونگا۔ اور اسے دائرہ مقدسہ میں لے جاؤنگا۔ جہاں اسکو خدا و رسولِ خدا نے بھیجا تھا۔ ا
الضیا رحق عمدۃ الاخبار الرضا ر مامون کی یہ نذر تھی اور یہ تھا اس کا وہ وعدہ ایسے وع
کی ایفا رنے مامون کو مسئلہ ولیعہدی کے لیئے جگایا تھا۔ اپنی خودغرضی کے لیئے ا
کو تکلیف ولیعہدی کی دیتا تھا۔ اور خلوص ظاہر کرتا تھا۔ آخر اپنے بزرگوں کی تقل
پر قدم زن ہُوا۔ اگر اتفاق وقت سے ملکی ضرورت کا قدم درمیان میں نہ ہوتا۔ تو ہم گ
کرتے ہیں۔ کہ مامون کبھی اپنے اوس وعدہ وفائی کی طرف توجہ نہ کرتا۔ جب امام ر
کی ولیعہدی پر جملہ وزرا امرا مامون کا اتفاق ہوگیا۔ تو حضرت امام علی موسیٰ رضا
خط پر خط تحریر کیئے۔ آپ نے خطوں کے جواب میں کچھ خیال نہ کیا جیسے آپکی جدا مج
ابو سلم اور ابو سلیمہ حلال کی استدعا قبولِ خلافت میں فرمایا تھا۔ ویسا ہی حضرت ا
رضاؑ نے جواب دیا۔ آخر جب مراسلات سے کشود کار نہ ہُوا۔ تو مامون نے اپنے
دولت کے اتفاق سے اپنے ماموں صاحب رجا ابن ضحاک کو اور ارباب اعتماد کے
مدینہ کو روانہ کیا۔ اور ماموں کو معلوم ہوگیا۔ کہ آپ امر ولیعہدی کو افتخار کا باعث
نہیں سمجھتے خوف ہے۔ آپ کہیں راستہ سے علیحدہ نہ ہوجائیں اسلیئے رجا کو تاکی
دی تھی۔ کہ ہر وقت ہمراہ امام کے رہنا اگر ماموں کو خاص امام سے عقیدت ہوتی
خفیف الحرکاتی کو امام کی جانب منسوب نہ کرنا انکی ذات مجمع البرکات سے ایسے ا
کی کبھی امید نہ رکھتا۔ یہیں سے اسکی راسخ العقیدہ کی پُوری حقیقت ظاہر ہے۔
ابن ضحاک کا بیان ہے۔ کہ مَیں حکم مامون سے آستانۂ امامت پر حاضر ہُوا۔ شا
اور سلطانی خدمت اقدس میں پیش کیئے۔ حضرت امام رضاؑ نے کوئی توجہ نہ
اور مہمانوں کی خاطر مدارات زیادہ تر فرمائی۔ بعد فراغت مامون کا خط کھولکر پڑھا
فرمایا۔ اے ابی ضحاک انسان ارادہ تقدیر سے مجبور ہے۔ مَیں نے اس امر خاص
رغبت نہ دکھلائی۔ مگر میرا یہ فعل سلطان کو پسند نہ آیا۔ خدا پر توکل کرکے تمہ
ساتھ تیار ہوں تمام ضروریات سفر کو مہیا کرکے سنہ ۲۰۰ ہجری میں مدینہ سے ہمیشہ کے

کوچ فرمایا اس سفر میں تین سو آدمی آنحضرت کے ہم رکاب تھے۔ اُسوقت حضرت امام محمد تقی
کا سن چھ برس کا تھا۔ جب وہ وقت آگیا۔ امام علی رضاؑ روضہ اقدس جناب احمد مختار
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جس سے جدا ہونا شاق تھا ہمیشہ کے لیئے وداع ہوں۔
توآپ بے تابانہ اندر جاتے ہیں۔ اور با نالہ وآہ روضہ طیبہ سے رخصت ہوتے ہیں اور ظلمہ
است کی شکایت کرتے ہیں۔ پھر باہر آکر گریہ فرماتے ہیں۔ پھر اندر واپس جاتے ہیں۔
شیبانی نے دریافت کیا۔ توآپ نے فرمایا۔ کہ مَیں اپنی جدامجد سے جبراً جُدا کیا جاتا ہوں
اسکے بعد مجھے مدینہ میں آنا نصیب نہ ہوگا۔ اور اسے غریب الوطنی میں میری جان جائیگی
جائیگی اور ہارون رشید کی قبر کے قریب میرا دفن کیا جائیگا۔ اور رخصت کے وقت
حضرت امام رضاؑ حرم سرا میں تشریف لے گئے۔ اور تمام خویشوں کو جمع کیا اور بکمال
حسرت افسوس فرمایا۔ کہ آج مجھ کو ایسا سفر درپیش ہے۔ جس سے سعادت کی امید نہیں
ہے۔ یہ صدا سنتے ہی نالہ وشیون مرد وزن کی آواز بلند ہوئی۔ اور دولت سرا ایک ماتمکدہ
بن گیا۔ اور آپ نے فرمایا بارہ ہزار دینار میرے اقرباء پر تقسیم کردیئے جائیں۔ بعد
تقسیم آپ روانہ ہوئے۔ مؤرخین کا بیان ہے۔ پھر آپ بیت اللہ میں تشریف لے گئے
امیہ ابن علی ناقل ہیں۔ بعد وداع بیت اللہ پھر نصیب نہ ہؤا۔ آخر آپ مقام مروہ کیطرف
روانہ ہوئے اور غلام موفق حضرت امام محمد تقیؑ کو گردن پر سوار کیئے۔ طواف کررہا تھا بعد
طواف آپ امام رضاؑ ایک حجرہ میں جا بیٹھے۔ اور روتے تھے۔ امام نے فرمایا اُے فرزند
دلبند اُٹھو صاحبزادے نے عرض کی کیسے اُٹھوں جب آپ یہاں سے ہمیشہ کے لیئے
رخصت ہورہے ہیں۔ امام نے فرمایا اے حبیب قضا خدا پر راضی رہو یہ سنکر صاحبزادہ
اٹھا اور اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ بیت اللہ سے مرخص ہوئے۔ کیوں نہ ہو یہ مقدس
طبقہ ہے۔ جو اہلبیت کے مبارک لقب سے خاص طور سے یاد اور آجتک مشہور رہے
یہی نفس نفوس عالیہ ہیں۔ جو حجۃ اللہ فی الارض اور آیۃ اللہ فی العالمین کے خطاب
سے یاد کیئے جاتے ہیں۔ ان عالیات شعائر اللہ کی خبرگیری انہیں حضرات کی ستودہ
صفات سے وابستہ تھی۔ جن لوگوں نے سیرت اہلبیت کو دیکھا ہے۔ وہ جانتے ہیں ان
مقامات عالیات کو وداع کے وقت اپنا حزن وملال بھی اظہار کیا ہے یہ سنہ ۲۰۰ھ
کا واقعہ ہے آنحضرت نے کوفہ اور قم کی راہ چھوڑ کر بصرہ اور اہواز کا راستہ لیا امرائے

اموں کی تجویز سے بجبوری اختیار کیا۔ غرض انکی یہ تھی۔ کہ کوفہ اور قم اور فارس سے عام
مرجوعہ پُرجوشی کا قوی احتمال لگا ہؤا تھا۔ یہ ولیعہدی کے متعلق دوسرا شبہ ہی جناب
شہید ثالث تذکرہ دولت شاہ سمرقندی سے اسناد سے لکھتے ہیں۔ کہ اس سفر میں محمد ابن
اسلم طوسی کجاوہ میں آپ کا رفیق کار اور اسحاق ابن راہویہ آپکی ناقہ کی مہار پکڑی تھی
کتاب لمعۃ الضیاء فی عمدۃ الاخبار الرضا میں لکھا ہے۔ کہ شہر نیشا پور میں حضرت امام رضا
کا نزول جس شان وشوکت سے ہؤا صاحب کشف الغمہ نے تاریخ بغداد سے لکھا
ہے۔ کچھ خطیب بغدادی پر ہے موقوف نہیں تمام محدثین اور مورخین نے اس کو اپنی
اپنی تالیف میں رقم فرمایا ہے۔ ازانجملہ علامہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں اور امام قندوزی
ینابیع المؤدت میں اور خواجہ محمد پارسا نے فصل الخطاب میں اور ملا عبدالرحمٰن جامی نے
شواہد النبوت میں اور شیخ فریدالدین عطارؒ نے حلیۃ الاولیاء میں اور خاوندشاہ ہروی
نے تاریخ روضۃ الصفا جلد سویم میں نہایت شرح سے یہ حالات لکھے ہیں۔ سب کا خلاصہ یہ
ہے۔ جب آپکی سواری شہر نیشاپور کے قریب پہونچے۔ تو تمام علماء فضلاء شہر نے بیرون
شہر ہو کر آپ کا استقبال ادا کیا۔ پھر داخل شہر ہوئے۔ تو خورد و کلاں زیارت کے لئے
آئے۔ ہجوم گیا۔ جب چوک شہر نیشاپور میں پہنچے۔ تو ہجوم خلائق سے کھڑے ہونے کی
جگہ نہیں رہی۔ نقرہ عماری میں حجت باری رونق افروز تھے۔ اہل علم حدیث کی ایک
جماعت بے شمار حاضر ہوئے۔ اور امام رضاء سے عرض کی کہ اے مجمع سادات کے سردار
اور تمام اماموں کے امام سلسلہ پاکیزہ خلاصہ لے پاکیزگان زمانہ کے منتخب روزگار آپ
اپنے آباء طاہرین کے صدقے ہم کو اپنے دیدار فرحت آثار سے محروم نہ فرمائیں اور کوئی
حدیث اپنے جد امجد کی فرمائیں۔ جو ہائیں جو باعث خیر و برکت ہو سبحان اللہ آپ کے
اوپر چھاتا لگا ہؤا تھا۔ محمد ابن رافع احمد ابن حارث یحییٰ ابن یحییٰ اسحاق ابن راہویہ
نے آپ کی باگ تھام لی۔ آپ نے سواری روک دی اور حجاب اوٹھا دیا۔ حاضرین نے
چہرہ مبارک اپنے رسولؐ کے جگر گوشہ کا دیکھا۔ کسی کو یارائے ضبط نہ رہا سب لوگ
رونے لگے۔ کچھ زمین پر لوٹنے لگے۔ بعض سواری کے گرد گھومتے تھے۔ بعض
مرکب کی زین و لجام چومتے تھے۔ غرضکہ عجیب ولولہ تھا۔ اور جمال باکمال کے دیکھنے
سے سیر نہوتے تھے۔ ٹکٹکی لگائی رُخ انور کی طرف نگراں تھے۔ دوپہر تک اونٹ

شوق کم نہ ہوئے - علماء فضلاء فقہاء کی جماعت نے بآواز بلند پکار کر کہا کہ ای معاشر المسلمین ذرا خاموش رہو۔ فرزند رسول مقبول کے آزار کا باعث نہ بنو پھر اوس شور و غل میں کچھ کمی آئی اور امام عراق و حجاز نے ایک حدیث شروع فرمائی۔ حسب تصریح صاحب تاریخ نیشاپوری چوبیس ہزار قلمدان شمار کیئے گئے - جو الفاظ حدیث شریف کے قلمبند کے لیئے حاضر تھے۔ حضرت امام رضا نے فرمایا کہ نقل ہے میرے تمام آبا طاہرین سے انہوں نے رب العالمین سے نقل کیا ہے کہ فرمایا حضرت رب العزۃ نے کہ کوئی میرے سوا معبود نہیں - میری عبادت کرو - اور یہ یقین کر لو - کہ جو شخص میری واحدانیت کی شہادت دیگا وہ میرے حصن حصین میں داخل ہوگا - اور وہ عذاب سے نجات پاویگا - حاضرین نے عرض کی - کہ اخلاص شہادت کیونکر حاصل ہوگا آپ نے فرمایا اطاعت رسول اللہ صلعم اور محبت ائمہ طاہرین گو شرائط کے ساتھ ہیں اُن ہر شرائطوں سے ایک شرط ہوں - احمد بن حنبل اور استاد ابوالقاسم قشیری کہتے ہیں - کہ اس حدیث کو میں نے آب زر سے لکھوا کر اپنے کفن میں رکھدیا تھا - لوگوں نے اُسے خواب میں دیکھا اور ثابت ہوا - حدیث مذکور احترام کے باعث خداوند عالم نے مجھے بخشدیا - اسی وجہ سے حدیثیں اسلام میں سلسلۃ الذہب کے خطاب سے یاد ہیں - اور خواجہ محمد پارسا اور امام قندوری نے اپنی اپنی کتاب میں بھی عبارت درج کی ہے - شہر نیشاپور کے محلہ غروبی میں پسندہ کے گھر حضرت امام رضاؑ نے قیام کیا تھا - اسکے گھر میں ایک سمت اپنی نے ایک دانہ بادام کا بویا تھا - وہ شجر ہوگیا - اور پھل لایا لوگ نفع اُٹھاتے تھے - اسکے علاوہ خداوند سبحانہٗ تعالیٰ نے یہ تاثیر روحانی پیدا کی تھی - بیماروں کو شفا عسر ولادت میں آسانی درد چشم کو شفا اور مریض چوپائیوں کے بدن پر لگانے سے شفا ہو جاتی تھی - اور پسندہ کے بعد اسکے پسر ابو عمر نے وہ درخت کاٹ ڈالا - ستر ہزار تک اوس کا مال تھا سب تباہ ہوگیا - اوسکے دو بیٹے ہوئے انہوں نے وہاں مکان بنایا - باقی ماندہ جڑ ہیں بھی نکلوا دیں دو سال کے بعد وہ دونوں تکلیف میں مر گئے - اور اسی محلہ میں ایک چشمہ خشک تھا - حضرت امام رضاؑ نے وہ چشمہ نکلوایا اور حوض بنایا آپ نے اس چشمہ میں غسل فرمایا اور وہاں حضرتؑ نے نماز پڑھی تھی - وہاں لوگ اب تک جاکر نماز

گذارتے ہیں۔ وہ حمام امام رضا کے نام سے مشہور ہے اور خراسان کے قریب شہر احم
میں بھی ایک آپ کے اعجاز سے چشمہ ظاہر ہوا تھا۔ سرِراہ اب تک وہ چشمہ حضرت امام
رضاؑ کے نام سے موسوم ہے۔

شہر خراسان میں حضرت امام رضاؑ کا نزول اجلال

ایک قافلہ خراسان سے کرمان کو جاتا تھا

وہ قافلہ قزاقوں نے لوٹ مار لیا ایک آدمی اس میں بچ گیا۔ مگر برف سے اس کا چہرہ
اور بدن سب خراب ہو گیا وہ حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرتؑ
نے دعا فرمائی فوراً درست تندرست ہو گیا +

شہر طوس میں حضرت امام رضاؑ کا نزول اجلال

تو اس پہاڑ سے جس سے ظروف بناتے ہیں۔ آپ حضرت ساتھ پہاڑ کے کھڑے ہوئے
اور آنحضرت نے اس کوہ کے لیئے دعا خیر فرمائی۔ پہاڑ زیادہ نرم ہو گیا اور وہاں سے قریہ
سناد میں نزول ہوا۔ پھر آپ قبہ ہارون رشید میں داخل ہوئے۔ اوسکی قبر کی
قبلہ کی طرف ایک خط کھینچا اور فرمایا میں یہاں دفن ہونگا۔ اور عنقریب یہ مقام میرے
شیعوں کی آمد و رفت کا مقام ہوگا۔ اور جو کوئی ہماری زیارت کو آئیگا۔ اور مجھ پر
درود و سلام پڑھیگا اسکی مغفرت کے لیئے ہماری شفاعت واجب ہوگی۔ وہاں پھر
دار الخلافہ مرو میں نزول ہوا۔ تاریخ معجم البلدان میں یہ مذکور ہے کہ شہر مرو کو بادشاہ
اسکندر نے بنا کیا تھا۔ اسکندر کا پایہ تخت بھی تھا۔ سکندر کیا بادشاہانِ خراسان
نے بھی اسکو اپنا دار الخلافہ اختیار کیا تھا۔ شہر مرو شاہجہان کے نام سے مشہور ہی جب
یہ قافلہ منزلیں طے کرتا ہوا شہر مرو کے قریب پہنچا۔ تو ماموں نے شرائط اکرام اس
عمدہ انام کے ادا کیئے اور معہ ارکانِ دولت و اعیان درگاہِ سلطانی دور تک شہر سے
نکل کر آپ کے آداب استقبال بجا لایا اور دست بوسی سے بعد اپنے ہمراہ حضرت

کو شہر میں لایا اور ایک قصر عالی میں جگہ دی۔ اور دیگر سادات کو جو آپکے ہمراہ تھے۔
دوسرے مکان میں اونکو جگہ دی جب حضرت امام رضا مطمئن ہوئے چار یوم کے
بعد خلوت میں ماموں نے استدعا ولیعہدی کی عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلعم
آپ کا علم وفضل وتقویٰ اور اطاعت خدا دنیا پر منکشف ہے۔ آپ امر خلافت
کے زیادہ مستحق ہیں۔ مسند خلافت کو قبول کیجئے۔ اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے
تخت کو زیب زینت دیجئے۔ مامون کی استدعا کی جواب میں حضرت امام رضا
نے فرمایا کہ تمام فخر وبزرگی خدائے رب العالمین کے لیئے شایان وسزاوار ہے
اور عقلائے زمانہ تعلقات دنیا سے احتیاط اختیار کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے نفوس
کو اسکے شر سے محفوظ رکھیں اور دنیا کی حرام چیزوں سے پرہیز کریں اور پرہیز
کے سبب نعمات الٰہی پر فائز ہوں۔ اور دنیا میں تواضع اختیار کریں۔ جو قدرو
منزلت زیادہ ہو ماموں نے یہ تقریر پُر تاثیر سُنکر بکمال منت وسماجت عرض
کی کہ اب تو میں عزم بالجزم کر چکا ہوں۔ کہ میں امر خلافت سے دست بردار ہوکر آپکو
اس امر پر منسوب کردوں اور خود آپ سے بیعت کا شرف حاصل کروں اسکے
جواب میں آنحضرت امام نے استغفار وسیر نفسی سے ارشاد فرمایا کہ اے امیر
اگر یہ خلافت تمہاری ہے اور اس کا خلعت خدا نے تمہیں پہنایا ہے۔ تو اسکے
حلیہ کو بدن سے اوتار کر دوسرے کو پہنانا کب روا ہوسکتا ہے۔ اگر یہ تمہارے
چیز نہیں ہے اور پیرایہ مال ہے تو تم غیر کو دینے کے کیسے مستحق ہو سکتے ہو۔
طبری اس زمانہ کا معتبر مورخ اپنی تاریخ اخبار الملک کی دفتر چہارم میں لکھتا ہے
پس مامون رشید خان خود رجا رابی ضحاک را ونیز خادمی را کہ نامش باش بود از مرویہ
بغداد مدینہ فرستاد تا حضرت امام علی ابن امام محمد موسیٰ کاظم ع بیاورند وبہ مردم سبب
شیعہ پدید کرد وگفت از پس خلیفے علی را بود وبروے ستم روا نیست وبنی اُمیہ
فرزندان واولاد رسول اللہ وبنی عباس ستم کردند وحق مرا ایشاں را بود من خونشتن
رفع نتوانم کرد ولیکن خلافت از پس خویش علی ابن موسیٰ علیہ السلام را دادم
پس او محمد ابن علی علیہ السلام را۔ طبری کی تحریر سے تو اس اضافہ کی حقیقت
کھل گئی۔ تاریخی مشاہدہ کے علاوہ اسکے خلاف ثابت کر رہے ہیں۔ اور وہ یوں

ہیں۔ کہ اگر ماموں شیعہ تھا اور امر خلافت کے لیئے اپنے کو مستحق اور دعویدار نہیں
تھا۔ ابتدا سے جب خلافت ملنے لگی تھی۔ انکار جائز تھا۔ جیسے معویہ ابن یز
صاف جواب دیا تھا۔ اسوقت ماموں نے اظہار نہیں کیا۔ کس طرح اعتبار
کہ ماموں اصول شیعہ پر قائم تھا۔ جب مامون ایسے اصول کا پابند تبلایا جاتا
تو پھر وہ اپنے امام زمانہ کے حقوق کا غاصب بنکر اور موجودہ خطا کا علم رکھ
دولت مستدعی کیوں ہے۔ جو اسکے قائم رہنے کے لیئے خدا سے دعائیں مانگ
اور صبر قرار نہیں کرتا تھا۔ اگر مامون حقیقت میں شیعہ تھا۔ تو خدا سے اس
کی نذر کرتا کہ اگر امین کے مقابلہ میں کامیاب ہوا۔ تو میں امر خلافت کو مرکز اصلی
کر دونگا۔ اگر واقعی وہ شیعہ تھا۔ تو باپ کی تقسیم کا ملک پاتے ہی اپنے ا
کے سپرد کر دیتا۔ اور امین کو اطلاع دیتا کہ امر خلافت پر میرا قبضہ نہیں میں
اصلی حقدار کو ملک واپس دے دیا ہے۔ اگر مامون ایسا کرتا تو البتہ ہم کو ا
سے تسلیم کرنے کا موقع ملتا۔ کہ ماموں نے اپنے شیعہ ہونیکی اصلیت کو
پر دکھلا دیا اور اسکے اصول پر اپنی طرف سے پابندی ثابت کی۔ مگر نہیں
حفظ سلطنت کے لیئے تاریخ طبری کی اسناد سے لکھا گیا۔ مامون نے
نے سُنی امر خلافت کی استدعا امام کے لیئے کامل کی تھی۔ یہ سب مورخ
محدثین کے ذاتی اضافات ہیں۔ اوسوقت سے ابتک کتابوں میں نقل ہو
آئے ہیں۔ ورنہ حقیقت میں اسکی کوئی اصل نہیں۔ خواجہ محمد پارسا فص
میں لکھتے ہیں۔ ترجمہ کہ ان اموریں مامون رشید نے چند استدعا کی۔
امام علی رضاؑ انکار کرتے رہے۔ اور آپ نے فرمایا میں بندہ خدا ہونیکی
اپنے واسطے ہزار فخر و افتخار جانتا ہوں اور ترک دُنیا اپنے اعلےٰ مرتبت کا
کرتا ہوں۔ تاریخ وسیر کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔ چند یوم قبول خ
گذر گئے۔ از جانب حضرت امام علی رضاؑ کوئی حکم نہ دیا گیا۔ فضل ابن سہ
ون ماموں سے کہا کہ بڑا تعجب ہے۔ آپ خلافت پیش کرتے ہو اور امام
ہیں۔ پھر خلوت میں ماموں نے امام رضا سے کہا۔ اگر خلافت نہیں تو ولیعہ
فرمائیں امام نے فرمایا مجھے اپنے آباء طاہرین کی اسناد سے معلوم ہوا

تمام نہ ہوگا میں تجھ سے اول زہر سے شہید کیا جاؤنگا۔ اور ہارون رشید کے قریب
مدفون ہونگا۔ اور ملائکہ ارض و سما میری غربت پر روئینگی۔ ماموں نے کہا کس کا
مقدور ہے۔ میری زندگی میں جو آپ کو شہید کرے آنحضرت امام نے فرمایا نام
قاتل بھی میں بتلاسکتا ہوں۔ مگر قبل وقوع اظہار کو مناسب نہیں جانتا آپکے
انکار پر مامون رشید نے چیں بہ جبیں ہو کر کہا۔ کہ آپ کا مقصود دلی یہ ہے میرا
اصرار آپکا انکار لوگوں کی نگاہ آپ کے توکل اور ترک علائق سے کامل شہرت
ہو اور میری کمزوری ثابت ہوئی۔ مامون کو شیعہ بنانے والے کہاں میں دیکھیں
عقیدت کے رنگ بدل گئے۔ اور وہی انداز نکلنے لگے۔ جو حکومت کی شان
ہوتی ہے۔ اگر ادات امامت جانتا تھا۔ تو مصلحت امام پر خاموش رہ جاتا ایسے
تعریض سے امام کی خود غرضی ثابت ہوتی ہے۔ قول امام پہ کلام نہ کرتا۔ حالانکہ سال
کے بعد امام نے رحلت فرمائی۔ آپکی کلام کی صداقت سب معلوم ہوگئی۔ تو یہ مامون کا تیسرا
شبہ تھا۔ جو اسکے دل میں پیدا ہو گیا تھا۔ جو امامؑ نے فرمایا تھا۔ کہ اے امیر میں نے
کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اور تیرا مقصود یہ ہے۔ کہ لوگ کہیں علی ابن موسےٰ کاظمؑ
تارک الدنیا نہیں تھے۔ اور جب دنیا نے رجوع کیا۔ بکمال رغبت اس میں آلودہ
ہوگئے۔ مامون اپنی تعریض کا پورا جواب پاکر زیادہ برہم ہوا۔ اور اپنی شوکت
شان سلطانی دکھلا کر کہا۔ آپ میری التجا پر انکار کرتے جاتے ہیں۔ اگر میری
ولیعہدی کو قبول نہ فرمائینگے۔ تو تحقیر سلطنت کے جرم میں آپ کو قتل کرونگا
پر امام عالی مقام نے فرمایا مجھے اب تیری استدعا قبول کئے بغیر چارہ نہیں ورنہ
تیری ہلاکت کا باعث ثابت ہوگا۔ اب تعمیل مجھ پر واجب ہوگئی۔ تیری ولیعہدی
قبول کرتا ہوں۔ مگر ان شرائط پر کہ کاروبار سلطنت میں کوئی دخل نہ دونگا
تجھ کو جن امور میں ضرورت ہوا کریگی۔ وہ حکم خدا و رسولِ خدا کے مطابق اور
مصلحت وقت کی موافق مشورہ دیا کرونگا۔ پس ماموں نے خوش ہو کر قبول کر
لیا۔ اور امامؑ نے محض قتل ہونیکے خوف سے برائے نام ولیعہدی قبول کی۔ خواجہ
محمد پارسا اپنی کتاب فصل الخطاب میں آپ کے ان سے یہ شرائط تحریر کرتے
ہیں۔ اس شرط پر امر ولیعہدی کو قبول فرمایا۔ کہ کسی شخص معین کو معزول نہ

کرونگا۔ نہ معزول کو مامور کرونگا۔ ان شرائط پر اس ولیعہدی کے کیا مقدار باقی رہتی
جن لوگوں کو آثار قدیمہ پر عبور ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ جملہ امور ملکی سے علیحد
رہکر صرف نیک صلاح دینا جو کچھ جناب امیر علیؑ نے اپنے زمانہ میں تین خلافتوں
کے وقت اختیار کیا تھا۔ وہی امور امام رضاؑ نے بھی اختیار کئے۔ وہ تمام اسلا
تاریخوں میں محفوظ ہیں۔ خلافت اول خلافت ثالث تک جس خلیفہ عصر نے آ
مشورت لی آپ نے مصلحت وقت کا خیال فرماکر دوستانہ طور پر تبلادینے
مطابقت سے ان لوگوں کو برابر کامیابی ہوتی گئی۔ جناب امام رضاؑ بھی ا
آباء طاہرین کی طرح کار فرماتے تھے۔ اپنی ضرورتوں میں آنحضرت سے مشو
طلب ہوتا تھا۔ تو یہ بزرگوار نظام امت کی ضرورتوں میں دریغ نہ فرماتے تھے
جو صلاح نیک اور مصلحت زمانہ ہوتی تھی۔ وہ آزادانہ اصلاح کی جاتی تھی
ایک امام نے اپنے زمانہ میں اسی اصول کو مدنظر رکھا ہے۔ مامون نے سنہ ۲۰۱
میں ایک مجلس مقرر کی۔ اور حکم دیا جملہ وزرا و امرا دارالخلافہ بجائے سیاہ لباس
سبز پہن کر آئیں۔ تمام بنی عباس جو اس ولیعہدی سے خشمگین تھے۔ وہ
لگے۔ اپنے ایک مرد جو تدبیر سلطنت سے محض ناآشنا ہے اسکو اپنی بادشاہی د
ہیں۔ مامون نے فرمایا۔ وہ فاضل اجل ہے۔ وہ بولے ہم انکی کم علمی کردیتے ہیں
پھر مامون نے حضرت امام رضاؑ کو طلب کیا آپ تشریف لائے۔ تو مامون نے
حضرت کی خدمت بابرکت میں یہ عرض کی کہ تمام حاضرین کی استدعا ہے کہ آ
خطبہ مامور دین فصاحت جسکے مطابق اطاعت خدا بجالائی جاوے ارشاد فرمائی
یہ سنکر حضرت امام رضاؑ منبر پر تشریف لے گئے اور بکمال فصاحت ارشا
فرمایا۔ جسکو شیخ صدوق نے عیون الاخبار اور کتاب التوحید میں اور شیخ ابو جعفر
طوسی نے امالی میں اور علامہ طبرسی نے احتجاج میں ملا محمد باقر مجلسی نے اس کا تر
ایک رسالہ فارسی میں علیحدہ تحریر کیا ہے۔ یہ خطبہ آپکے معجزات سے ہے کہ
ذی شعور جانتا ہے۔ کہ سخنان معرفت نشان اس زبان کے سوا جو کلید معرفت
ربانی و ینبوع احکام یزدانی ہو نہیں نکل سکتے اور سوائے عندلیب قدسی آشیا
کے ایسے نغمہائے دلکش کے بعد تمام بنی عباس جو موجود تھے۔ خطبہ سنکر نقش

بدیوار بنکر حیرت میں ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ انکے استعجاب کے عالم
میں حضرت امام نیچے اوتر آئے۔ اور جلسہ برخواست ہوگیا۔ اسکے بعد ماموں نے افسران
سپاہ وامراء ووزراء کو رضامند کرلیا۔ بعض بدبخت ازلی تھے۔ وہ قطعی محروم رہے
اُن ناکاموں میں عیسیٰ جلودی وعلی ابن عمران وابی یونس وغیرہ کے نام پائے جاتے
ہیں۔ خدا خدا کرکے ماموں کی ظاہری مرادوں کے دن پورے ہوئے اور پھر دربار
سلطانی آراستہ ہوا اور اعلان کردیا۔ کہ ملازمانِ ملکی مالی فوجی کو اس موقعہ پر
سال کا روزینہ عطا ہوگا۔ خلیفہ ماموں کے قریب ایک مسندِ عالی آراستہ کی گئی
حضرت امام رضا کے لیئے اور کرسیاں زریں نگار قرینہ سے لگائی گئیں جب یہ
انتظام ہوچکا تو فضلا، علماء اور مشائخ اور امراء عمائد دربار سلطانی میں اپنے
اپنے مراتب کے موافق جگہیں پانے لگے۔ اور حضرت امام رضاؑ کہ لباس خلعت
خضر اور بردعمامہ سبز برسر اور تیغ شرربار کمر اقدس سے لگائے رونق افروز
ہوئے۔ اور مسندِ عالی پر بیٹھگئے۔ اور رعب جلالت امامت چہرہ اقدس سے ٹپکتا
تھا۔ اور شانِ عظمت وجلالت جبینِ برکت آئین سے ہویدا تھے۔ ماموں نے
پہلے اپنے پسر سے امام کی بیعت کرنے کا حکمدیا۔ چنانچہ عباس ابن ماموں رشید
نے اول بیعت اپنے پسر کی کرائی۔ پھر ہر طبقہ کے لوگ بارے باری آپکی بیعت سے
مشرف ہونے لگے۔ اسکے بعد ہر ایک کو عطیہ عطا کیا گیا۔ اسکے بعد ماموں نے
عرض کی۔ کہ حاضرین کی استدعا ہے۔ آپ کوئی خطبہ بیان فرمائیں۔ حضرت
امام علی رضاؑ منبر پر تشریف لے گئے۔ حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی بجا
لاکر ارشاد فرمایا۔ کہ اے جماعتِ حاضرین باعتبار قرابت رسول خدا ہمارا تم پر
ایک حق ہے۔ اور تمہارا حق ہمپر ہے۔ ابن بابویہ نے عیون الاخبار الرضا میں حسین
بیہقی کی اسناد سے دو خطبے نقل کیئے ہیں۔ ایک کا یہ ترجمہ ہے کہ اوس خدا عز
وجل کا شکر ہے۔ جسنے ہمارے اوس امور کی حفاظت کی جن کو لوگ ضایع
کرچکے تھے۔ اور اُن امور کو بلند فرمایا۔ جسکو گرا چکے تھے اور یہانتک نوبت
پہنچگئی تھی۔ اسیٔ برس تک اہل کفر منبروں پر بیٹھکر ہمپر لعنت کرتے رہے اور
ہمارے فضایل اور مناقب کو چھپاتے رہے اور ہم پر جھوٹے الزام لگاتے رہے اور

اسکے عوض میں انعام دولت پاتے رہے۔ مگر خدا کی مشیت نے یہ چاہا۔ کہ ہمارا ذکر بلند اور ہمار
فضیلت ظاہر ہو۔ خدا کی قسم یہ سب جناب رسول خدا کی قرابت کے باعث واقع ہوا۔ او
دوسرا خطبہ یہ ہے۔ ایہا الناس آگاہ ہو کہ میں علی ابن امام محمد موسےٰ کاظم ہوں۔ تم
اس امر کی اطلاع ہو کہ مامون رشید نے ایسے وقت میں ہمارا حق پہچانا خدا اوس
توفیقات کو زیادہ کرے۔ کہ جب تمام دُنیا کے لوگ اسکی طرف سے غافل ہو گئے
اُسنے اوسوقت صلہ رحم کو زندہ کیا۔ جو مدت سے قطع تھا۔ بہت بے قرار دلونکو اسنے ا
بخشا ان خدمات کا عوض سوائے خدا کے کسی سے نہیں چاہتا۔ اس کا اجر خداوند عالم
فرمائیگا۔ پس کہ تم لوگ دیکھتے ہو اسنے مجھے اپنی خلافت میں اپنا ولیعہد مقرر کیا ہے
اگر میں اسکے بعد زندہ رہا۔ تو جس شخص اقرار بعیت سے انحراف کریگا۔ سخت مواخذہ
جاویگا۔ آپکے فرزندر ہنے کی شرط نے ذکر ولیعہدی کو بالکل بیکار کر دیا۔ آپ
معلوم تھا۔ کہ جو منصب مجھے ملتا ہے۔ وہ حد تک نہ پہنچیگا۔ سب کے سامنے ذکر کر
اور اپنے توکل قناعت سے ثابت کر دیا کہ میں اس ولیعہدی کو ہرگز اعتبار اور اف
کے قابل نہیں جانتا یہ مقدس طبقہ امر امامت و نظام امت کے لیئے منجانب اللہ مقرر
عرصہ تک سلاطین مخالف کی وجہ سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔ مشیت ایزدی نے گرا
زمانہ عبرت ہدایت کے لیئے مخالفین کے خانوادہ سے مامون رشید کے ہاتھ او
امر کو ظاہری طور پر مرکز اصلی تک منتقل کرنے کا سامان کر دیا جب سلسلہ عباسیہ
دولت آئے۔ تو قرابت کے دروازہ بند ہو گئے تھے۔ ان میں سے مامون نے بڑ
دختر ام حبیبہ کا عقد حضرت امام رضاؑ سے کر دیا اور خورد ام الفضل کا امام محمد تقی
قدیم قرابت کو از سرِ نو مامون نے زندہ کیا۔ اور جب شرفِ بعیت تمام حصول
چکے۔ تو آپ نے انکی بعیت کو طریقہ رسول اللہ کے برعکس پایا۔ اور سکوت اخ
کر لیا۔ عیون الاخبار میں مروی ہے کہ اسوقت بعیت کا طریقہ یہ تھا۔ ہر شخص
ہاتھ اپنا حضرت امام رضاؑ کے دستِ راست پر رکھتا تھا۔ اور اوسکی انگشت
آپکی انگشت آخر سے مس کر جاتی تھی۔ مگر ایک مرد انصاری نے اہل اسلام مر
طریقہ کے خلاف بعیت کی گئی۔ انگشت اول آپکی انگشت آخر کے مطابق ہوگی۔ ا
نے تبسم کیا۔ تو مامون نے دریافت کیا۔ تو امام نے حال بیان مجبوری کیا او

ارشاد فرمایا۔ کہ سب نے فسخ عقد کی نیت سے بیعت کی ہے۔ سوائے اس مرد انصاری کے اسنے اصلی طریقہ پر مجھ سے بیعت کی ہے یہ سنکر مامون نے تمام حاضرین کو حکم دیا کہ بار دیگر بیعت کریں۔ دربار میں غل مچ گیا۔ حکم حاکم سے پھر ہر ایک نے آپ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ تو اہلِ اسلام کی عبرت کے لحاظ سے امام نے فرمایا۔ کہ جو شخص آجتک بیعت لینے کے طریقہ سے بھی واقف نہیں وہ خلافت کے عظیم الشان منصب کے لئے کیسے سزاوار ہوسکتا ہے۔ مامون اس شخص کو سمجھ گیا۔ اور منہ سے نہ بولا اور شک دِل میں واقعہ ہؤا۔ اگر آپکی خاطر قدسی میں مامون کے خلوص اعتبار ہوتا تو اسکی تعریض ناقابل خلافت ہونیکی تعریض مجمع عام میں نہ فرماتے۔ جیسے وہ خود سنکر بدظن آپ کی طرف سے ہوگیا۔ اور دل میں کہا۔ جس کا رنگ آئندہ آگے کھل گیا۔ امر بیعت کے آغاز میں آپ نے مامون سے کہدیا تھا کہ امارت ولیعہدی ہماری خبر جامع میں نہیں ہے۔ چنانچہ خواجہ محمد پارسا نے فصل الخطاب میں اور مُلا عبد الرحمٰن جامی نے شواہد النبوت میں اور علامہ عبد الرحمان بسطامی نے دُر مکنون میں اور ابن حجر نے صواعق محرقہ میں اور امام قندوری نے ینابیع المؤدت میں یہ واقع تفصیل سے لکھدیا ہے۔

اِقرار نامہ ولیعہدی امام رضا ؑ

مامون نے وہ اقرار نامہ جو آپ کے ولیعہدی میں لکھا تھا۔ مجمع عام میں تمام عمائد و اکابر ملکی و افسرانِ فوج و ارکان دولت کی اوسپر گواہیاں لکھوائیں اور انکی مہریں ثبت کرائیں۔ کتاب لمعۃ الضیاء فی عمدۃ الاخبار الرضاء صفحہ ۲۲۸ میں لکھا ہے۔ کہ عبداللہ مامون رشید بن خلیفہ ہارون رشید نے دوشنبہ کے دن سات ماہ رمضان ۲۰۲ھ ہجری میں اپنے ہاتھ سے دار الحکومت شہر مرو میں یہ عہدنامہ لکھا گیا اس عہدنامہ کی تحریر بعد مامون نے حکم دیا کہ امام رضا ؑ کے نام کا سکہ جاری کیا جاوے سیوقت از دینار مغروب ہوگئے اور یہ حکمدیا کہ عمالان ممالک کے ذریعہ آپکی ولایت کا اعلان کیا جاوے اور جمعہ کے روز آپ کا اسم مبارک خطبہ میں داخل کیا

جاوے۔ چنانچہ مفید علیہ الرحمۃ نے احمد ابن محمد ابن سعید کی اسناد سے لکھا ہے کہ عبد
الحمید مدینہ کے عامل نے یہ حکمنامہ شاہی پاکر مسجد رسول اللہ صلعم میں منبر پر خطبہ
پڑھا۔ تو امام رضاء کا نام لیکر اسیطرح دعا مانگی ولیعہد المسلمین امام علی ابن جعفر
محمد موسیٰ کاظم ابن امام جعفر الصادق ابن امام محمد باقر ابن امام علی زین العابدین ابن
امام حسین ابن حضرت علی مرتضیٰ ابن عمران کنیت ابی طالب یہ سات اشخاص
افضل خلائق اور ان تمام لوگوں سے جو آسمان زمین پر آباد ہیں۔ بہتر ہیں صاحب
روضۃ الصفا تاریخ کے دفتر سویم میں یہ لکھتے ہیں۔ ماموں فرمود تا ناظران موقف
خلافت اعلام وثیاب اسود را بر آیات و لباسہائے سبز مبدل گردانیدند و
و احکام بتمامت دیار اسلام فرستادہ حکم کرد تا تغیر لباس کردہ بجائے رایات
سیاہ علمہائے سبز نصب فرمایند و دست مبایعت در دامن متابعت حضرت ع
موسیٰ رضاء زنند تا در روز محشر در سایہ علم حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم جائے داشتہ باشد ہر کہ در سایہ سرو سہی آل محمد باشد جاش زیر علم
محمد باشد مامون رشید حضرت امام علی موسیٰ رضاء کے ظاہری و لیعہدی کے
تمام مراتب طے کر چکا تو ہلال عید نمایاں ہوا۔ تو امامت نماز کے لیئے آپ کو
مامون نے کہا۔ آپ نے جواب دیا کہ میں اقرار کر چکا ہوں کہ جو امور سلطنت سے
متعلق ہیں۔ مداخلت نہ کرونگا۔ ماموں کے زیادہ اصرار پہ قبول تو کر لیا۔ اور ارشاد
فرمایا۔ میں اوس طریقہ سے امامت نماز عید کو جاؤنگا۔ جیسے جناب سرور کائنات
جایا کرتے تھے۔ ماموں نے کہا آپ کو اختیار ہے۔ اسکے بعد مامون نے تمام ملازمان
درگاہ کو حکمدیا۔ کہ صبح لباس زیبا سے آراستہ ہو کر حضرت امام رضاء کے در
دولت پر حاضر ہوں۔ آپ نماز عید پڑھائینگے۔ شہر مرو میں شہرت ہو گئی زن
مرد پیر جوان اطفال تک امام کی اسواری دیکھنے کو اپنے گھروں سے نکل پڑے
تمام بازار اور راستوں اور دوکانوں کے چھتوں پر آدمی تھے۔ اور جمعہ عید اور
ان کے در دولت پہ مجتمع ہوئے۔ حضرت امام رضا نے غسل کیا۔ لباس پاکیزہ معطر
زیب تن فرمایا۔ عمامہ سفید سوتی باندھا اور دامان قبا کمر تک پائجامہ نصف ساق
تک عصا دست میں لے کر آمادہ مصلی ہوئے۔ خدام بھی اسی شکل سے درست

تکبیر کہتے دروازہ پر پہنچے۔ وزیر امرا منتظر تھے۔ آپ بایں وقار برآمد ہوئے۔ جب ملازمان
شاہی نے دیکھا۔ تو گھوڑوں سے اتر کر پا پیادہ برہنہ ہمراہ ہوئے۔ اور روتے جاتے تھے
اور امام دس قدم پر ٹھہر کر تکبیر فرماتے تھے۔ فضل ابن سہل کو معلوم ہوا وہ مامون سے
جاکر کہنے لگا۔ ارے غضب ہوا۔ اگر امام اس شان سے عیدگاہ تک چلے گئے۔ تو اہل
مرد انکے فریفتہ ہو جائینگے۔ تو ایک تنفس تمام خیر خواہ نہ رہیگا۔ پھر ممکن ہے ایسا فساد
عظیم برپا ہو کہ اوس کا انسداد ہمارے امکان سے قطعی خارج ہے مصلحت وقت
یہ ہے آپ کو راہ سے روک لیا جاوے۔ مامون نے فوڑا ایک خواص بھیجکر پیغام دیا
کہ میں نے آپ کو تکلیف دی آپ واپس تشریف لائیں۔ یہ جو شخص ہر سال نماز
پڑہاتا ہے۔ وہی پڑہا لیگا یہ سنکر امام نے لاحول پڑہا اور کفش منگا کر پہنی اور سوار
ہوکر دولت سرا کو واپس تشریف لائے یہ واقعہ ایسا مشہور ہے اسلام کے تمام تاریخ
و سیر کی کتابوں میں درج ہے۔ روضۃ الصفا کی جلد سوئم میں بالتفصیل لکھا ہے۔
اس واقعہ سے مامون کی خلوص و عقیدت کی قلعی کھل گئی۔ اور اسکے اندرونے
نے مطالب کو پورے طور سے ظاہر کر دیا۔ اور دلی شکوک اور قلبی ظن کو بھی بتلا
دیا یہ ظاہری خلوص اور عارضی عقیدت تو ایک ماہ سے زیادہ نہ ٹھہر سکی اور دوسری
ماہ کی پہلی تاریخ سے اوسکے قول اقرار آشکارا ہونے لگے۔ نماز عید کی واقعہ سے
معلوم ہو گیا۔ مامون اپنے عہدِ میثاق سے بالکل پھر گیا۔ اِدھر آپکی ولیعہدی سے
سادات کی پرجوشی میں کمی آئی تھی۔ تو اودھر بنی عباس کی اسکے باعث مخالفت
تیز ہو گئی۔ وہ آپ کی ولیعہدی سے ناراض ہو کر خود مختاری کے فکر میں پڑے
مامون کی اس تجویز کے خلاف ہو کر بقول طبری اسکو برا بھلا کہا کہ اگر یہ عباسی
نسل سے ہوتا تو حکمت کو اپنے خانوادہ سے باہر نہ جانے دیتا۔ ہم اپنا خلیفہ مامون
کو نہیں جانتے۔ عباسیوں نے مشورہ کیا کہ کسی دوسرے عباسی کو جو حکمران
سلسلہ کا قریبی ہو اسکو تخت امارت سپرد کیا جائے۔ تلاش سے ابراہیم بن
مہدی منصور کو جو عرصہ سے خلافت کی تاک میں منتظر تھا۔ اسکو غیب سے یہ
سونے کی چڑیا ہاتھ لگی ۵ ماہ محرم ۲۰۳ھ ہجری میں ابراہیم کی امارت تسلیم کرلی
گئی۔ طبری کا قول ہے۔ کہ ابراہیم کی تخت نشینی نے فساد پیدا کر دیا طبری کا بیان

ہے۔ کہ قصر شاہی بغداد میں تین یوم تک ابراہیم کی بیعت ہوتی رہی۔ حسن بن سہل
مامون کی امیر بغداد نے جو واسطہ شہر میں تھا۔ ابراہیم کے استیصال میں مشغول تھ
اور کوفہ میں اوسی وقت سید عباس بن امام موسیٰ کاظم ؑ اپنی امارت کے رنگ جما
تھے۔ ابراہیم کی جب کوفہ پر آمد معلوم ہوئی۔ تو اپنے چچا زاد بھائی سید علی ا
محمد کو ابراہیم کے مقابلہ کو بھیجا۔ ابراہیم کی فوج نے علی کو شکست دی۔ علی وا
عباس کے پاس چلے آئے۔ اور عیسیٰ نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ کوفیوں نے
عباس سے کہا تم ہماری امارت سے دست بردار ہو جاؤ۔ یہ کام علویوں سے نہیں
سہل ہو سکتا۔ عباس نے عیسےٰ سے امان طلب کی۔ اور کوفہ خالی کر دیا۔ جب
عیسےٰ نے کوفہ پر قبضہ کر لیا۔ تب ابراہیم نے عیسےٰ پر حسن ابن سہل کے مقابلہ پر
کیا۔ جنگ شدید ہوئی۔ اور عیسےٰ کو شکست ہوئی۔ اور ابراہیم کو معلوم ہوا
فرقہ علماء سے ایک شخص نے نواحی بغداد سے خروج کیا۔ جس کا نام سہل ابن سلا
تھا۔ پھر عیسےٰ نے بغداد پہنچکر سہل ابن سلامہ کو شکست دی اور سہل کو
کر کے ابراہیم کے پاس روانہ کیا اور مجلس سلطانی میں گرفتار کیا تاریخ طبر
صفحہ ۷۷۸ تا ۷۸۱ دار الحکومت بغداد میں حسن ابن سہل کے معاملات روز برو
ضعف پکڑتے گئے۔ اور ابراہیم کو ترقی ہو گئی۔ حسن کی امارت سے بغداد وا
بیزار تھے۔ حسن جب ہر طرف سے مایوس ہو گیا۔ تو اوس نے خلیفہ مامون رش
کو ایک طویل عرضی لکھی۔ جس میں بغداد کے فساد درج تھے۔ مامون کی بڑ
کر چشم کشادہ ہوئی۔ اور استعجاب کیا بقول طبری اوسنے حسن و فضل ک
معاملہ میں غور کیا۔ اور کچھ نہ کہا۔ حسن کے فرستادہ کو خلوت میں ہدایت ک
دی۔ کہ یہ راز افشاء نہ ہو۔ اور اوسیوقت تیاری بغداد کا قصد کر لیا۔ فضل
کو خبر لگی۔ طبری کا قول ہے۔ حسن کے فرستادہ کو ذلیل و خوار کیا۔ مامون ک
اپنے وزیر سلطنت کے ساتھ برس کے بعد نتائج بُرے معلوم ہوئے۔ اور خفیہ
کارروائیاں سب معلوم ہو گئیں۔ مگر مامون خاموش رہا۔ اور سوچتا تھا۔ کہ اگر حس
کو معزول کروں تو بغداد کی کار ختم ہو جائیگی۔ اور اگر فضل کو معزول کیا جا
تو دار الخلافت مرو کی ابتر ہو جانے کا ڈر ہے۔ غرض مامون اس کشمکش میں مب

تھا تاریخ ابن اثیر اور تاریخ طبری اور روضۃ الصفا کی اسناد کے مطابق حضرت
جناب امام علی موسیٰ رضاؑ سے مامون رشید نے ایک دن مشورت لی تو آنحضرت
نے اپنی صادق کلامی رعایت سے تمام پوست کندہ حال سنا دیا حضرت امام رضاؑ
نے مامون سے ایسے ضروری اوقات میں صلاح دینے کو بھی پورا وعدہ فرمایا تھا
بہ ہدایت ضروری لازم تھی۔ آپ نے مامون سے کہا اے امیر تجھے معلوم نہیں۔ کہ
والی امیر المسلمین کی مثال عمود خیمہ ہے۔ جو وسط خیمہ میں ہوتا ہے۔ جسکو ضرورت
ہوتی ہے۔ اوسے تھام لیتا ہے۔ تم ملک کی ایک گوشہ میں آرام سے بیٹھے ہو
اور ملک اور رعایا سے محض بے خبر ہو رعایا مدینہ اور مکہ کی نہایت تکلیف میں ہے
حاکمان جور کی تعدی سے نالان ہیں کس سے داد چاہیں۔ مامون نے نادم ہو کر کہا
بہت بہتر اب غفلت نہ کرونگا۔ ابن اثیر اور طبری اور روضۃ الصفا میں لکھا
ہے۔ کہ امام نے یہ کہدیا۔ کہ اہلِ بغداد نے تم کو خلافت سے خلع کر کے ابراہیم
بن مہدی کی بیعت کر لی ہے۔ اور حسن سے ملکر مہمات ملکی کے انصرام پر
مامور ہے۔ اوسنے دھوکا دیا ہے۔ جس نے کہا کہ ابراہیم امیر نہیں۔ حسن کے
ساتھ تو ابراہیم برابر جنگ پر جنگ کر رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بغداد کے
لوگ حسن سے بیزار ہیں۔ اور بنی عباس میری ولیعہدی سے بیزار ہیں تا وقتیکہ
دونوں علیحدہ نہ کئے جاویں۔ اور امیر بذاتِ خود یہ انتظام کرے۔ ورنہ نجات
محال ہے۔ اس واقع سے وزیر فضل امام رضاؑ کا پورا مخالف ہو گیا۔ صاحب
روضۃ الصفا لکھتے ہیں۔ کہ مامون گفت با من چنیں گفتہ کہ ابراہیم باتفاق حسن ابن
سہل در کارِ امارت دخل کردہ جناب امام رضاؑ فرمود کہ فضل با تو دروغ گفتہ و خیانت
کردہ سخن این است کہ من با تو گفتم مامون پرسید کہ ہیچکس غیر از تو بر ایں فقہا
وقوف داد حضرت امام رضاؑ جواب داد کہ یحیےٰ ابن معاذ و عبدالعزیز ابن عمران
و فلت مصری و فلان فلان از ارثقات و معتمدان تو بر ایں وقایع اطلاع مے
دارند۔ مامون آں جماعت را در سر طلبیداشتہ از ایشان استفسار و استکشاف
احوال نمود ہمہ ہا متفق آں کلمہ گفتند کہ امام علیہ السلام آنچہ گفتہ مطابقِ واقع
است و درایں مدت از بیم فضل ابن سہل این سخنان کہ مے شنیدیم بر زبان

نے توانستیم آوردن و مامون ایں قوم را از یاس دستخط فضل امین گردانیدہ ایشا
گفتند از مبدء حکومت حسن ابن سہل ابن زمان در عراق عرب فتنہ و شورش است ر
الصفا جلد سوئم صفحہ ۱۹۴ اب تو مامون کو خیر خواہان دولت سے فضل کی حکایت معلو
گئی - اور بغداد جانے کا عزم بالجزم کر دیا فضل وزیر نے ہر چند روکا - فضل نے ک
خیر خواہ تین اشخاص اس واقعہ سے واقف ہیں - ان سے استفسار کر لیا ج
مامون نے کہا - وہ کون ہیں - فضل نے کہا علی ابن عمران ابو یونس و عیسیٰ
جب ان سے تحقیق کیا تو انہوں نے حضرت امام رضاؑ کی شکایت ظاہر کی مامو
سنکر خفا ہوا اور انکے سر اڑا دیئے گئے - چند روز کے بعد شہر مرو سے
مامون رشید اور حضرت امام رضاؑ و فضل وزیر روانہ بسوئے بغداد ہوئے منز
اول بمقام سرخس ہوا - قیام اس جگہ پھر مامون نے فضل وزیر کو قتل کرایا - مامو
نے فضل کے لیئے چار شخص مستعد کیئے وہ یہ تھے غالب ابن اسود معہ لائے - مامون
فرخ ابن الدملی موفق الشکری ان کو بتلایا کہ جب حمام کو کل جاوے تم اندر جا ک
قتل کرنا - اور کہیں دور بھاگ جانا - میں تمہیں گرفتار نہ کر سکوں - طبری صفحہ ۱
فضل گجرات رہے - داخل حمام ہوا - بقول نجومیہ پہلے فصد کرائے جو خون ن
وہ اپنے منہ پر مل لیا - بخلاف حکم رسول خدا صلعم جب نہا کر باہر نکلا معینہ اشخ
نے پارہ پارہ کر دیا - جب یہ خبر اوسکی خلاصی کی فوجی ملازموں نے پائی - تو وہ خلیفہ ما
رشید کی فرودگاہ پر چڑھائی اور محاصرہ کر لیا - مامون کو دیکھ کر زیادہ اضطراب
وہ سراسیمہ ہو کر حضرت امام رضا سے بصد منت کہنے لگا - کہ اے ابوالحسن میر
آپ مدد فرمائیں آپ کی اعانت و فاداری کا وقت ہے اسکی یہ استدعا س
امامؑ اسوار ہو کر فرودگاہ سلطانی پر پہنچے - اور آپ نے ان لوگوں سے فرمایا
یہ کیا گستاخی ہے - اس کا نتیجہ تم آئندہ دیکھ لوگے - آپ کی کلام سنکر وہ لوگ
آپکے گرد جمع ہو گئے - آپ نے ان کو تسکین فرما کر واپس کر دیا - اور مامو
اپنی بریت کی وجہ سے قاتلانِ فضل کی گرفتاری کا حکم دیا - عباس دینور
گرفتار کرلایا اور انکے قتل کا حکم دیا - تاریخ طبری اور ابن اثیر اور روضۃ الص
مصفا کے مطابق ان لوگوں نے کہا آپ نے ہم کو اوسکے قتل کا حکم دیا تھا

بحکم مامون وہ قتل کئے گئے اور سرانکے حسن بن سہل بھائی فضل وزیر کے پاس خلیفہ نے بھیجدیئے لمعۃ الضیاء فی عمدۃ الاخبار الرضاء صفحہ ۲۹۰ قتل فضل کو شبہ میں ڈالدیا ایسا ہی حضرت امام علی موسےٰ رضاء سے مامون نے کیا طبری کا بیان ہے۔ کہ بھائی کے قتل کی خبر حسن کو ہوئی وہ سنکر دیوانہ ہوگیا۔ شہر واسط کے لوگوں نے اسکو مقید کردیا اور مامون کو خبر دی اوسنے اپنا طبیب علاج کے لیئے بھیجا۔ اور اسکو کہدیا۔ کہ دوائے برعکس دی جاوے اور قید رہے۔ برعکس دی جاوے۔ تا وقتیکہ میں بغداد نہ پہنچوں تاریخ طبری صفحہ ۴۸۷ مامون رشید نے طبیب کے راہ سے حسن کا بھی خاتمہ کردیا یہ شیرینی کے ساتھ زہر عداوت ملحق تھا۔ ظاہر نوازش اور باطن میں اوسکی دفعیہ کا عمل ہورہا ہے۔ آخر حسن بھی مرگیا اور کسی نے خلیفہ پر الزام نہ لگایا +

مامون رشید کی حضرت امام رضاء سے مخالفت

مامون رشید نے مخالفانہ کارروائیوں سے اول آخر جو کام لیتا پوشیدہ مخالفت کے ساتھ اپنی ظاہر موافقت قائم رکھتا تھا۔ آشکار نہ ہونے دیتا تھا۔ نہایت غور سے معلوم ہوتی ہے۔ حضرت امام رضاء کلمۃ الحق کہہ دیتے تھے۔ مامون خفا ہوتا تھا۔ مگر مُنہ سے کچھ کہتا تھا۔ اور اپنے دِل میں عداوت کا بیج بو لیتا تھا آخر آپ کے قتل کا باعث ہوئی۔ آپ مامون کو خلوت میں امور شریعت کے متعلق نصیحت فرماتے اور خوفِ خدا سے ڈراتے تھے مامون بظاہر آپکے ارشادات قبول کرلیتا تھا۔ مگر باطن میں اوسکو اپنے شان کے خلاف اور ہتک کا باعث معلوم ہوتا ہے۔ ایک دن مامون نے خادم سے وضو کرا رہا تھا حضرت امام رضاؑ نے فرمایا خدا کی عبادت میں دوسرے کو شریک تم نہ کرو مامون کو بُرا معلوم ہوا مگر غصہ کو پی گیا وُہ وضو کا مسئلہ معمولی تصور کرتا تھا۔ اور مسئلہ شریعت کا بتلانا فرض ہے خواہ کوئی شخص ہو ایسی روک ٹوک آپکے مامون نے اپنی ہتک خیال کرکے اپنے دل میں دشمنی پیدا کرلی۔ لمعۃ الضیا فی عمدۃ الاخبار الرضاء اور مولانا نعمت اللہ جزائری اپنی کتاب زہرۃ الربیع جلد اول میں لکھتے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے ایک بار ایک سید صوفی بعلت سرقہ پکڑا آیا پیشانی پر صالحین کے آثار آشکار تھے۔ مامون نے دیکھ کر کہا۔

صورت یہ اور سیرت ایسی لاحول ولا صوفی نے جواب دیا۔ باعث اضطراب یہ کارہو
کیونکہ تم نے ہمارا حق مار رکھا ہے۔ پھر ماموں نے متعجب ہو کر کہا تمہارا کون حق
لیا ہے۔ مرد صوفی نے رقم خمس جب میرا حق نہیں ملا تو بے اختیار یہ عمل سرزد
ماموں نے کہا۔ جو سزا چوری کی شریعت میں ہے وہ تجھے ضرور ملیگی۔ بس
صوفی نے کہا پہلے اپنے اُوپر حد جاری کر لو۔ ماموں نے کہا کیا میں چور ہوں امام س
پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ کہتا ہے۔ تو نے میرا حق چُرایا ہے۔ ماموں کو غصہ آیا ا
کہا تیرے ہاتھ ضرور کاٹونگا۔ صوفی نے کہا۔ تم میرے غلام ہو ہاتھ میرے کی
طرح سکتے ہو۔ خلیفہ نے کہا کیسے صوفی نے کہا۔ بلکہ تمام اہل اسلام کی ہیں
تو تجھے ابھی تک آزاد بھی نہیں کیا۔ ماموں نے کہا وہ کیسے صوفی نے کہا۔ وہ یہ
تیری ماں کو رقم بیت المال سے خرید کیا تھا۔ جو مسلمانوں کا مال ہے۔ جب تو حد اللہ
مستحق ہے پھر دوسرے کو حد کیا لا سکتا ہے۔ ماموں نے امام سے دریافت کیا کہ آپ
رائے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اسنے دونوں طرح حُجت قائم کر دی۔ آپکی تقریر
کر صوفی سید کو تو رہا کر دیا اور امام رضا کی طرف سے مخالفت دل میں سما گئی
چنانچہ اوسنے ایک مرتبہ آپکی ولیعہدی پر اپنا احسان جتلایا اپنے نے جواب د
تمہاری ولیعہدی سے کوئی نعمت جدید نہ لی اس سے پہلے بھی مدینہ میں حرمت سے ر
تھا۔ اور احکام میرے شرق و غرب میں جاری تھے۔ ماموں کے دل میں خلش تو
ہو چکے۔ آپکی ہر ایک کلام پر نکتہ چینی کرنے لگا۔ اسکے اسلاف سلاطین بنی عباس
اور بنی امیہ نے بھی ائمہ طاہرین کے مقابلہ کا قصد کیا تھا۔ اور ان مقدس سلسلہ
کسر شان و تحقیر دنیا کو دکھلاتے تھے۔ وہی طریقہ ماموں نے بھی اختیار کیا ایک
حضرت امام رضا سے کہنے لگے۔ کہ تمہاری جد امجد حضرت علیؑ کو قسیم النار والجنۃ کی
باعث کہتے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا۔ تم کو تمہارے آبا و اجداد کے ذریعہ یہ حدیث نہیں
پہنچی۔ کہ آنحضرت کی محبت ایمان ہے۔ اور دشمنی کفر ہے۔ ماموں نے کہا یہ حدیث
تو پہنچی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ حضرت علی امیر المومنین نے اپنی دوستی و دشمنی پر جنت
جہنم کو قسمت فرمایا ہے۔ ماموں سنکر بہت محظوظ ہوا۔ اور کہنے لگا کہ آپ بیشک
علم نبوی ہیں۔ جناب شیخ مفید علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ کہ مرو سے خراسان کو جارہا

اور امام رضاؑ ہمراہ تھے۔ اوسنے آپ سے پوچھا۔ کہ غور سے معلوم ہوا ہے کہ ہم اور آپ
نسب میں برابر ہیں۔ ہمارے دوستوں اور شیعوں کا تعصب ہے کہ ایک گروہ کو دوسرے
پر ترجیح دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں قسم دیکر پوچھتا ہوں۔ کہ اگر حق تعالےٰ
رسولخدا محمد صلعم کو اسوقت مبعوث کرے اور آنحضرت تمہاری دختر کی خواستگاری
فرمائیں۔ تو تم اس کا عقد آنحضرت سے کردو گے۔ ماموں نے کہا۔ وہ کون مسلمان ہوگا
جو اپنی لڑکی ان کو نہ دیگا۔ یہ سُنکر پھر امام رضاؑ نے فرمایا میں یہ پوچھتا ہوں کہ آیا آں
حضرت کو حلال ہے کہ مجھ سے میری دختر کا خطبہ کریں یہ سنکر ماموں بالکل بند ہوگیا
اور قسم کھاکر کہنے لگا۔ آپ جناب رسالت مآب سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں ماموں
جب خراسان پہونچا۔ تو امام رضاؑ کے خاتمہ کے فکر میں مصروف ہوا۔ اس مقدس
سلسلہ میں حضرت امام حسینؑ کے بعد کسی بزرگ کو بظاہر قتل نہیں کیا شہادت
امام حسینؑ کی وجہ سے پانچ برس تک تمام دُنیا میں بڑا شور و غل پڑ گیا تھا اس
واقعہ کو مدنظر رکھ کر سلاطین مخالفین نے بظاہر قتل کیئے جانیکا کسی نے ارادہ نہیں
کیا۔ اونہیں قدیم سلاطین کی تقلید میں ماموں نے مار ڈالنے کی خفیہ ترکیب قدیم دستور
کے مطابق سمجھے بظاہر ملکی فتنہ کا اسکو خوف تھا۔ خصوصاً خراسان اور ممالک ایران
کے باشندے سلاطین بنی امیہ و بنی عباس کیوقت سے اہلبیتؑ اور سادات عظام
کی عقیدت رکھتے تھے۔ اسلیئے ماموں نے سوچ لیا تھا۔ کہ ان لوگوں کے مقابلہ میں
تدبیر خفیہ سے مخفی نہ رہینگے۔ اِدھر بغداد میں ابراہیم قابض ہوگیا۔ ماموں کے دستور
احکام ان علاقوں سے اوٹھ چکے تھے۔ اور ممالک مغربیہ میں ماموں کی جگہ ابراہیم
کی امارت و حکومت کی عباسی کوشش کر رہے تھے۔ امام ابن حجر صواعق محرقہ میں اور
خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ہارون رشید اپنے آخر زمانہ میں
مدینہ میں آیا۔ حضرت امام رضاؑ نے دیکھ کر کہا۔ کہ یہ اور ہم ایک مقام پر دفن ہونگے حسن
ابن عباد کاتب امام کا بیان ہے۔ کہ جب مرو سے ماموں بغداد کو چلا۔ حسن ابن عباد نے
استفسار کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ماموں تو بغداد پہنچ جائیگا۔ اور افسوس کہ ہم نہ پہنچینگے
امام نے پیشگوئیاں کثیر التعداد اپنی وفات کے متعلق فرمائیں۔ مدینہ سے لے کر طوس
تک باعث طوالت ہم مختصر ایک واقع پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور روضۃ الصفا جلد

سوئم میں ہرثمہ کا احوال مندرج ہے۔ اور یہ ہرثمہ اور شخص ہے۔ راویوں کو شبہ ا
نام میں ہوگیا ہے۔ ہرثمہ کہتا ہے۔ حضرت امام رضاؑ نے مجھے دو روز پہلے مخاطب ہوکر ا
وفات کا حال فرمایا۔ کہ اے ہرثمہ میری عمر تمام ہو چکی۔ میں اپنے خدا کی طرف رجوع کر
اے ہرثمہ آگاہ ہو۔ ماموں نے ارادہ کرلیا ہے کہ انگور اور انار میں مجھے زہر دلوائے
آب انار میری اجل کا ساغر بکمال اخلاص پیش کرینگے۔ یہ تکلیف مقدر ہو چکی ہے مجھ
کو خبر ہے میں پی لونگا اور دار فانی سے دار البقا کو کوچ کر جاؤنگا۔ اے ہرثمہ مامو
میری تجہیز تکفین کرنے چاہیگا۔ تم خلوت میں پیغام کہدینا۔ کہ تو میرے امور میں مدخل
کریگا۔ تو خدا تعالےٰ ذرا مہلت نہ دیگا۔ جو عذاب آخرت میں میری شہادت کے عوض
مقدر ہو چکا ہے وُہ دنیا میں فوراً نازل ہوگا اے ہرثمہ پھر وہ باز رہیگا۔ اور میری خا
تیری سپرد کرکے خود سقف خانہ پر جاکر ملاحظہ کریگا۔ تو غسل کفن کے سامان میں
مصروف ہونا اور انتظار کرنا خیمہ میں کچھ آوازیں محسوس ہوں۔ تو تم خیمہ سے باہر چلے
جانا۔ اور دیکھنے کی جرأت نہ کرنا ورنہ تمہاری ہلاکت کا باعث ہوگا۔ جب ان امو
سے فراغت ہو جائیگی۔ تو ماموں بآواز بلند کہیگا۔ کہ شیعوں کا یہ اعتقاد ہے۔ ک
امام کو امام ہی غسل دیتا ہے۔ اسوقت یہ تو ہمارے پاس طوس میں ہے اور اما
تقیؑ مدینہ میں ہے۔ امور کیسے انجام پائے۔ تم کہنا انشاءاللہ تعالیٰ وہی غسل
دینگے۔ مگر مخفی طریقہ سے کہ کوئی ظالم مانع نہ ہو اے ہرثمہ غسل کفن کردہ پاؤ گ
اور قبر میں پانی نمودار ہوگا۔ اسمیں مچھلیاں ظاہر ہونگی۔ پھر آپ پر مچھلیاں غال
ہو جائینگی۔ اوسوقت مجھے قبر میں اُتارنا خود بخود قبر بند ہو جائیگی۔ تم کو دفن
تکلیف نہ ہوگی۔ ہرثمہ کہتا ہے۔ میں سنکر از حد ملول ہوا۔ اور واپس گھر آیا
ماموں رشید نے مجھے بلایا۔ جب میں گیا تو اوسنے کہا کہ امام رضاؑ کو اسی وقت
لے آ، میں امام کی خدمت میں جاکر عرض کی۔ کہ خلیفہ آپ کو بلاتا ہے آپ میر
ہمراہ ہو لیئے۔ آپ جب ماموں کے پاس تشریف لے گئے اوسنے آپ کی
پیشانی مبارک پر بوسہ دیا۔ اور مسند پر بٹھا لیا۔ اور خدام کو آواز دی۔ کہ وہ انگ
جو رکھوائے ہیں۔ اوٹھا لاؤ۔ ہرثمہ کا بیان ہے۔ میں انگور کا نام سنتے ہی چونکہ ا
حال سے واقف تھا۔ میرا عضو کانپنے لگا اور آپ کے روئے مبارک پر تغیر د

نہ پایا آپ کا صبر سکون و رضا تسلیم دیکھ کر سکتے میں آیا کہ شاید مامون پر راز نہ کھل
جائے۔ اور میری ہلاکت کا باعث ہو باہر چلا آیا۔ قریب امام کے درِ دولت پر پہنچا۔
اور دیکھا اطباء کا ہجوم اور اکثر لوگ وہاں موجود تھے اور اپنے قیاس سے بہلا
رہے تھے۔ واقف تھا۔ بول نہ سکا آخر ملول محزون اپنے مقام پر واپس آیا
رات کے ۹ بجے آپ کے انتقال کی خبر تمام شہر میں شایع ہو گئی۔ میں بیتاب سر پا
برہنہ دولت سرا پر گیا آگے مامون روتا تھا۔ میں بھی روتا رہا۔ جب صبح ہوئی
مامون نے غسل کفن کرنا چاہا۔ میں نے خلوت میں پیغام امام کہدیا وہ ڈر گیا
مگر ظاہرداری اُس کا اہتمام میرے سپرد کیا۔ ہرثمہ کا بیان ہے۔ کہ میں اس کا پاکر
صحن خانہ میں آیا۔ اوس خیمہ سفید میں تسبیح کی آوازیں آرہی تھیں۔ حسب وصیت امام
لاش مطہر کو میں خیمہ پہنچا کر باہر نکل آیا۔ اور دروازہ بند کر دیا۔ اس خیمہ سے پانی
گرانے اور برتنوں کے ٹکرانے کی آواز آنے لگی۔ اور خوشبو چار جانب پھیلگئی
ویسی خوشبو سلاطین عباسیہ کے عطار خانوں میں بھی نہیں سونگھی۔ یہ تمام عالم میں
دیکھتا تھا۔ مگر ضبط کرتا تھا۔ زبان سے بولنے کی جرائت نہ کر سکتا تھا۔ پھر مامون رشید
ہمراہ ملازمین کے آیا۔ اور مجھے وہی بات کہی۔ میں نے بموجب ارشاد امام جواب
دیا اتنے میں اوس خیمہ کا پردہ اوٹھ گیا دیکھا تو جمع مراتب سے لاش مطہر تیار مرتب
تھی۔ مامون یہ دیکھ کر بمعہ اراکین آگے بڑھا۔ اور نماز جنازہ پڑھی پھر لاش مطہر
اپنے کاندھے پر اوٹھا کر قبہ ہارون رشید کی طرف لے چلا۔ ہارون کی مشرق
کی قبر کا حکم دیا وہاں ایک سنگ نکل آیا۔ ہرثمہ نے وصیت امام رضاؑ مامون
کو علیحدہ بیان کی یہ سنکر وہ دل میں سخت نادم ہوا۔ اور کہا اچھا آگے مغرب
کی طرف آپکی قبر کھودی گئی۔ جہاں آنحضرت نے نشان بتلایا تھا۔ وہاں قبر نورانی
میں لاش مطہر رکھی گئی۔ اور تمام امور بجنسہ مشاہدہ میں آتی گئی۔ اور جمع عام نے ملاحظہ
کیا۔ تمام امور کا۔ مامون کہنے لگا۔ ایسے عجائبات زندگی میں ہم کو دکھلاتے تھے۔
بعد وفات کے بھی مشاہدہ کراتے ہیں۔ جب مامون اپنے مقام پر واپس آیا تو مجھکو
بلا کر کہنے لگا ایسے عجائبات زندگی میں ہم کو دکھلاتے تھے۔ بعد وفات کے بھی
مشاہدہ کراتے ہیں۔ جب مامون اپنے مقام پر واپس آیا۔ تو مجھ کو بلا کر کہنے لگا تجھی

قسم دیتا ہوں جو باتیں حضرت امام رضاؑ کی زبانی تو نے مجھ سے کہی ہیں کسی دوسرے
سے نہ کہنا اسکے علاوہ کوئی اور بات ہو جو کہدے میں نے انگور و آب انار کے مسموم کرنے کی ترکیب
تمام ماموں کو کہدی اوس کا رنگ سفید ہو گیا اور عضو عضو کانپنے لگا۔ بیہوش ہو کر گر
پڑا اور فریاد کرتا اور یہ کہتا تھا۔ ماموں پر حضرت رسول اللہ صلعم کے وائے ہو۔ ماموں پر
حضرت علی و فاطمہ و حسن رضاؑ تک سبکے والے ہو ماموں پر جب اس کو آفاقہ ہوا۔ تو مجھ کو
بلا کر کہا اے ہر ثمہ جو تو نے امامؑ سے باتیں سنیں ہیں میں ناواقف رہا۔ حضرت امام رضاؑ
کی وفات کا یہ واقعہ لمعۃ الضیا فی عمدۃ الاخبار الرضاء مطبوعہ نول کشور پریس لاہور سے
نقل ہوا ہے۔ اور روضۃ الصفا تاریخ میں پوری تفصیل سے لکھا ہے ابو الصلت ہروی
کا بیان ہے کہ میں نے آپکی ہدایت کے باعث خاموش رہا۔ مگر آپکی دولت سرا تک آیا
آپ حجرے میں تشریف لے گئے۔ اور بستر پر لیٹ گئے۔ کہ اس اثناء میں ایک
جوان رعنا از بس حسین شکیل صورت جو آپ سے ہم شکل صورت میں مشابہت رکھتا
تھا۔ آیا میں نے اس سے پوچھا آپ کون ہیں۔ اوس نوجوان نے کہا اے ابو الصلت
میں تجھ اور تمام خلائق پر خدا کی حجت ہوں۔ محمد ابن علی علیہ السلام ہوں مدینہ سے اسلیئے
آیا ہوں کہ آیا کہ اپنے پدر مظلوم مسموم کی آخری زیارت سے مشرف ہوں اور
آخری خدمات بجا لا کر سعادت دارین حاصل کروں یہ فرما کر حجرے میں تشریف لے
گئے۔ تو امام رضاؑ نے انکو اپنے سینے سے لگا لیا اور جبین نور آگین سے بوسے
لیئے پھر آپ قریب بٹھا کر سرگوشی کرتے رہے کلام کے سمجھ نہ آتی تھی۔ تھوڑی
دیر کے بعد حضرت امام رضاؑ نے اعلیٰ علیین جنت کی طرف رحلت فرمائی۔ یہ واقع
ماہ صفر سنہ ۲۰۳ہجری میں ہوا۔ جناب امام محمد تقی علیہ السلام نے حجرے سے نکل
کر فرمایا اے ابو الصلت اندر جا اور کپڑے اور تختہ غسل کے لیئے حنوط کافور لا
اور ظرف اور تابوت سب کچھ موجود ہے معلوم کر کے حیران ہو گیا۔ کہ استراحت کے
مقام میں یہ چیزیں کہاں آ گئیں مگر حجت خدا کے حکم سے میں اندر گیا۔ سب اسباب
موجود پایا۔ آپ غسل دینے لگے۔ مجھ کو اجازت نہ دی۔ پھر آپ نے لاش مطہر کو کفن
پہنایا۔ اور اپنے دست مبارک سے تابوت میں رکھا اور مصروف نماز ہوئے فارغ
ہو کر میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ پھر ماموں آ گیا تمام لوگ لاش مطہر اوٹھا کر قبر

ہارون کی طرف لے چلے اور دفن کیا۔ صاحب روضۃ الصفا اور علامہ شیخ مفید علیہ الرحمۃ کتاب ارشاد میں آنحضرت کی شہادت کے متعلق تحریر فریقین کی کتب تواریخ سیر بالعموم مندرج ہیں۔ دوسرے کی مداخلت نہیں۔ قرائن بتلا رہے ہیں۔ کہ اپنی غرض نکالنے کی مجبوری سے جس طرح پہلے حضرات امام علی رضاء کا خیرخواہ بنا تھا اسی طرح پیچھے چلکر آپ کا دشمن اور قاتل ثابت ہؤا۔ آپ کی ولیعہدی میں اسرار مضمر ہے۔ مدت تھی اس سلسلہ مقدسہ کی عظمت کو محض بے وجود سمجھے ہوئے تھے۔ جنکی محبت کو خداوند تعالےٰ نے واجب الاطاعت فرمایا تھا۔ عام اہل اسلام کے عدم توجہی سلاطین تو انکی خون کی پیاسی تھی۔ اور جان کے دشمن تھے ان کے نام وفضائل مٹاتے گھٹاتے تھے سلاطین مخالفین موجود سلسلہ میں ہمیشہ استیصال کے درپے رہے ان بزرگوں کے حقوق واجب الادا رکا ماموں عباسی سے خدا نے کروادیا اگر زبانی ظاہری کیوں نہ ہو۔ کثیر التعداد جمعیت کو جو اسوقت زمانہ کے گمراہانہ روش کی بدولت غافل تھے۔ اور سلاطین کی ظاہری قوت پر اعتبار کرکے اطاعت کر رہے تھے۔ کلمہ حق سنکر ضلالت موجودہ کے عقاید سے تائب ہوگئے۔ اس ظاہری ولیعہدی سے مصلحت خداوندی نے نظام اُمت کی اصلاح اور ترمیم کا یہ کیسا ذریعہ نکال دیا اسکی ہوا برائے نام ولیعہدی سے وہ عذروفسا دجو سادات کی تحریک سے منسوب کئے جاتے تھے۔ یک قلم فرد ہوگئے۔ اور ہزاروں اور ہزاروں بندگانِ خدا کی جان ومال جو آج تک سالہا سال سے معرضِ زوال میں گرفتار تھے غارت اور تباہ ہونے سے بچگئے۔ ماموں نے کیسی تدبیر سے امام رضاء کو انگور و آب انار میں زہرِ ہلاہل خفیہ اپنے ہاتھ سے کھلا پلا کر شہید کیا ماموں نے اپنے اسلف بزرگوں کی تقلید پورے طور سے کردی۔ بنی امیہ اور بنی عباس کا یہ ابتدا سے قاعدہ تھا۔ ماموں نے یہ نئی تدبیر نکالی۔ جو اپنی دختر امام کے حوالہ نکاح دیکر اخیر مار ہی ڈالا فاضل معاصر مولوی شبلی شمس العلماء نعمانی نے اپنی کتاب سیرۃ المامون میں بغیر دیکھے سنے لکھدیا ہے۔ کہ یہ کوئی مورخ ماموں پر حضرت امام رضاء کے شہید کرنے کا الزام نہیں لگاتا۔ حالانکہ روضۃ الصفا سے بالا مذکور ہو چکا اسلیئے علاوہ طبری نے جلد چہارم میں ماموں کی امام کے زہر دینے کے الزام کو لکھا

ہے۔ طبری کو جانے دو امام سبلنجی مصری نورالابصار میں اور ملا عبدالرحمان جامی نے شواہد
النبوت میں ہرثمہ والی روایت کے درج کیا ہے۔ جیسے ہم نے اوپر لکھا ہے۔ سوادِ اعظم
کے اتنے معتبر سند علماء و مورخین کے مقابلہ میں شمس العلماء کا قول ہے کیسے صحیح
اور قابل اعتبار تسلیم ہو سکتا ہے +

حضرت امام علی موسےٰ رضاء علم و حکمت الٰہی کی کان ہیں اور فضل و کرم جود
و سخا کے محل مقام میں یہ وہ لوگ ہیں۔ خدا نے ہدایت کی ابتداء ان بزرگواروں سے
کی ہے۔ آپ کے اخلاق علامہ بیہقی نے صولی کی اسناد سے ابراہیم ابن عباس
کی زبانی بیان کیا ہے۔ کہ جناب امام رضاء نے کبھی کسی شخص سے گفتگو میں سختی نہیں
کی۔ اور کبھی کسی کی کلام کو قطع نہیں فرمایا آپ کے مقارم عادات یہ تھے۔ جب تک
کلام کرنے والا ختم نہ کرلے۔ حضرت تب اپنی طرف سے آغاز کلام فرماتے تھے۔
آغاز کلام فرنی تھے۔ اور کسی کی حاجت روائی اور کام میں حتی المقدور دریغ
نہ فرماتے تھے۔ اور کبھی اپنے ہمنشین کے ساتھ پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے اور نہ اہل
مجلس کے روبرو کبھی تکیہ لگا کر بیٹھتے تھے۔ اور کبھی اپنے غلاموں کو دشنام نہ
دیتے تھے۔ یاروں کا کیا ذکر میں نے کبھی آپ کو تھوکتے یا ناک چھنکتے نہیں دیکھا تھا
آپ قہقہہ کرکے کبھی نہ ہنستے تھے۔ آپ کا صرف تبسم ہوتا تھا۔ محاسن و اخلاق اور
تواضع اور انکساری کی یہ صورت تھی۔ کہ دسترخوان پر عام لوگوں کو اپنے ساتھ بٹھا
لیتے تھے۔ اور شب بیدار قلیل النوم و قائم الدہر ہمیشہ تھے۔ خیرات کثرت
سے کرتے تھے۔ اکثر پوشیدہ زیادہ دیتے تھے۔ موسم گرما میں آپ کا فرش بوریا
کا ہوتا تھا۔ اور سرما کو کمبل کا ہوتا تھا۔ آپ کی زہد ریاضت لاتعدی آپ کے محاسن
اخلاق اور مقام عادات پر نصوص الٰہیہ موجود ہیں۔ ان ائمہ طاہرین کی خصوصیات
میں یہ امر تاریخی مشاہدہ اور حدیث و سیر کی اسانید معتبر سے ثابت ہے او
اہل دنیا کو آپ کی تقلید اور متابعت کا شرف کم حاصل تھا۔ تمام زمانہ اور ہر شخص
خویش بیگانہ آپ حضرات کو علوم الٰہی اور اسرار الٰہی کا گنجینہ سمجھتا تھا اور
محدثین اور مفسرین اور تمام علماء فضلا جو آپ کے مقابل دعویٰ رکھتے تھے وہ
علمی مباحث و مجالس میں آپ حضرات کے آگے زانو ادب تہ کرتے تھے +

ذکر سادات رضوی عقاب امام رضا ع

حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام کے پانچ پسر تھے۔ تاریخ الائمہ میں بھی پانچ لکھتے ہیں۔ تذکرۃ السادات و تذکرۃ الکرام و تحفۃ الانساب میں چار تحریر ہیں۔ اسماء مبارک آپ آنحضرت کے یہ ہیں۔ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام و سید حسن و سید علی و سید جعفر بابی و سید ابراہیم +

سلسلہ نسب سیّد قطب الدین بختیار ابن سید کمال الدین ابن سیّد محمد اوشی ابن سید احمد روشی ابن سید حسام الدین ابن سید رشید الدین ابن سید رضی الدین ابن سید حسن معروف ابن سید محمد اسحاق ابن سید محمد جواد ابن سیّد علی سجاد ابن سید بابی جعفر ابن سید حضرت امام علی موسئے رضا علیہ السلام +

سلسلہ دوئم۔ سید محمد ابن سید علی ابن سید احمد ابن سید ابراہیم ابن سید آدم علی ابن سید شاہ عالم ابن سید صدر عالم ابن سیّد عبد المجید ابن سید عبد الحمید ابن سید عبد الرشید ابن سید حسن ابن سید حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام +

سلسلہ سوئم سلسلہ نسب۔ سید شاہ ابو العلا ابن سید شاہ محمد حیات ابن سید شاہ محمد برکات ابن سید شاہ مبارک ابن سید جعفر ابن سید مظفر علی ابن سید حیدر علی ابن سید شاہ ابو الحیوات ابن سیّد شاہ ابو برکات ابن سید احمد ابن سید محمد ابن سید عبد اللہ ابن سید عبد الجلیل بن سید عبد الخلیل ابن سید عبد الجمیل ابن سید علی بزرگ ابن سید شاہ مصطفےٰ ابن سید عبد اللہ اکبر ابن سید مجتبےٰ ابن سید ابراہیم ابن حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام +

سلسلہ نسب سادات داناپوری رضوی

حضرت امام علی موسیٰ رضاؑ۔ انکے پسر حسن انکے پسر سید عبد اللہ انکے پسر سید حسینؑ انکے پسر سید زین العابدین ان کے پسر سید ابراہیم ابن سید نوح ابن سید محمد

علی ابن سید زین العابدین ابن سید عبداللہ ابن سید علی اصغر انکے پسر سید نور
انکے پسر سید محمد علی انکے پسر سید زین العابدین ان کے پسر سید عبداللہ ان
پسر سید علی اصغر انکے پسر سید علی اکبر ان کے پسر سید علی شیر جاجنیری ا
پسر سید مبارک احمد انکے پسر سید زین العابدین انکے پسر سید محمد ان کے پس
سید شاہ سید میران کے پسر سید ابوالفتح انکے پسر سید عالم انکے پسر سید
حامد قاضی عبدالفتاح بڑے ان کے پسر سید قاضی عبدالاحد عرف بڑے ان کے
پسر قاضی احمد علی بسیار اولاد موضع بھتوہ بہار ضلع پٹنہ قاضی احمد علی انکے پ
سید اولاد علی ان کے چار پسر سید شاہ اہل اللہ و سید تفضل حسین و سید
شجاعت علی و سید عنایت علی انکے پسر سید فرزند علی ان کے چار پسر س
فرحت علی و سید اولاد علی و سید واجد حسین و سید احمد حسین مقام نیاواں و س
تفضل حسین انکے دو پسر سید قاضی رضا و سید محمد کاظم و سید محمد کاظم و سید شا
اہل اللہ ان کے دو پسر سید احمد لاولد و سید محمد ثانی اونکی اولاد بسیار رہے مقا
بی بی پور اول ساکنان انکے وقت سلاطین منصب فصار رکھتے تھے ⁂

ذکر سادات موہان پسر سید محمود رضوی ولایت نیشاپور سے وارد ہند ہوئے تمام سادات موہان

انہیں کی نسل سے ہیں یہ بزرگوار سنہ ۵۷۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور سنہ ۶۱۸ھ ہجری میں موہان
واقعہ اودھ میں آئے - اور یہیں سنہ ۶۲۶ھ ہجری میں رحلت کی ان کی اولاد میں منشی سید
نظام الدین علی خان - جو کہ محمد شاہ بادشاہ دہلی کے منشی خاص تھے - آپکی بہار نگا
واقعات نظامیہ ہے - یہ بہت نامور گذرے ہیں - اور آپکے فی زمانہ بھی علماء صاحب
اقتدار رہے -

بیان دوسرا مخدوم عبداللہ راعی بخش المعروف زربخش عہد سلطنت سلطان
مسعود بن محمود غزنوی سنہ ۴۲۵ھ ہجری میں قصبہ جاجرم سے وارد ہند ہوئے اور قص
سدھور میں قیام کیا اور دختر سالار داؤد سلمان آبادی سے کتخدا ہوئے ا
ایک لڑکا زید نامی پیدا ہوا اوسکے نام سے زید پور آباد کر کے متوطن ہوئے بعد
چندے عیال کو چھوڑ کر راہی وطن مالوفہ ہوئے - اور سنہ ۴۹۳ھ ہجری میں جاجرم

وہیں انتقال کیا مرقوم ہے۔ کہ سالار داؤد بڑے متمول آدمی تھے۔ چالیس مکان
پختہ زید پور میں تعمیر کرا دیئے اور سات گرد پیشہ آباد کر کے لڑکے کو رخصت کیا
حقیقتاً سید زید کی شادی بھی بھٹوی میں ہوئی مگر زید بہ زید پور میں مرقوم ہے
کہ اٹھارہ سال کی عمر میں دختر سالار سلمان برادر زادہ سالار داؤد کو حبالۂ
نکاح میں لائے اور سید محمود متولد ہوئے انکے سید ابراہیم ان کے دو فرزند
سید عبد العزیز و سید عثمان انکے سات فرزند ہوئے اور یہ بزرگوار ہفت
محل مشہور تھے۔ اور ہر ایک کے نام سے طرف نام زد ہے اور سید عبد العزیز
انکے پانچ فرزندوں میں سید زید و سید یحییٰ کثیر الاولاد ہوئے۔ سید زید کے گیارہ
فرزند ہوئے۔ انمیں اکثر صاحب اولاد ہوئے۔ چنانچہ خاندان میر سید بنیاد حسین و
خاندان سید امجاد حسین و حکیم سید کرم علی صاحب تعلقہ داران سندی و سید الہام حسین
و سید اکرام حسین قاضی وغیرہ موجود حال اولاد سید داؤد نظر بن سید زید ثانی سے ہیں
مین شریف بن زید ثانی انکا عقب سیتاپور و لاہر پور میں ہے۔ سید منصور بن سراج
عزیز اسد بن زید ثانی ان کا عقب سریاں میں ہے۔ سید عزیز عبد العزیز بن
جمال حسن بن زید ثانی ان کی اولاد موضع لسود میں آباد ہے۔ خیر ابراہیم بن زید ثانی
ان کا عقب سفیدوں میں مضاف سنیت و تھلیدی صوبہ بہار و مقام صندلپور و
زید پور خاص میں آباد ہے۔ اور سید رکن جمشید بن زید ثانی ان کی اولاد کو پاڑا گانو
و سیبارو سرکار و ہامون میں ہے۔ سید تاج الدین زید ثانی انکی اولاد کسم کرالی
اور دیوپورہ حوالی زید پور و گورک پور اور بکثرت خاص قصبہ زید پور میں آباد
ہے۔ سید جاوید حسین وغیرہ ذہن کی اولاد سے ہیں۔ ذکر ثانی سید سلیمان و
سید یوسف پسران سید عثمان بن سید ابراہیم مذکور الصدر ان کی اولاد
سید خیرایت حسین و سید تفضل حسین نامور گذرے ہیں۔ اور خیرایت حسین
کی اولاد دختری میں سید جاوید حسین مذکور الصدر ہیں۔ اور پسران سید
عثمان مذکور کثیر الاولاد ہیں۔ سادات بہالموڑ و چندواڑہ بھی اولاد امجاد سید زید سے
ہیں۔ فی الحال طریقہ تحفظ نسب سادات زید پور بہت عمدہ عنوان پر ہے کہ بجز اپنے
خاندان کے دوسروں میں قرابت نہیں کرتے +

بیان سادات کرالی ضلع فیض آباد رضوی

میر سید حسام الدین ابن سیّد کمال الدین ابن سید بدرالدین ابن سید تاج الدین ابن س
یحییٰ ابن سید عبدالعزیز مذکور الصدر بعہد سلطنت علاءالدین شاہ منصب دار ہوئے اور با
ایک لشکر کی خواستگاری دختر راجہ ادیپور کے مامور ہوئے۔ بالآخر راجہ مذکور نے اپنی
پری پیکر کو واسطے ازواج سلطانی کے محافہ میں سوار کر کے بھیجدیا سید صاحب را
اوسپر عاشق ہو گئے۔ اور بصیغہ متعہ اپنے صرف میں لائے اس خبر سے شاہ غضبناک
لیکن بپاس سیادت خون سے گذرا اور حکم اخراج ملک صادر فرمایا سید صاحب جنگ
حوالی کڑہ میں خفیہ مقیم رہے۔ بعد انقضائے ایام سلطنت علاءالدین کے وہاں کی جنگ
کو کاٹکر کرالی آباد کی چنانچہ بجسن تردداتِ کئی موضع منجھی پور یانہ بھالواں کرالی ہری
آباد ہو کر تعلقہ ہو گیا۔ سخاوت و شجاعت اس قوم کا خاصہ ہے۔ کہ سید حسام الدین اپ
باپ کے ہمراہ نوکر سلطان فیروز شاہ تھے اور خدمت فوجداری سرکار متھرا پر متع
ہوئے۔ اور وہاں پر کثیر ترددات نمایاں اون سے ظہور میں آئیں۔ اور ایک لشکر عظ
کیا بالآخر اکثر اراکین سلطنت نے بادشاہ کو ان سے بدظن کر دیا۔ ناچار سید موصوف
سے صوبہ الہ آباد کو چلے گئے۔ اور کرالی کہ راست کا دہو کے تھے۔ اوسپر قبضہ کر کے
ہوئے اور وہیں پر عقاب کثیر اونکا باعتبار رہے +

سلسلہ نسب سید عبداللہ راعی بخش بن یعقوب بن عبداللہ احمد بن س
اعرج بن احمد اول بن سید موسیٰ مبرقع بن امام محمد تقی علیہ السلام +
واضح ہو کہ اولاد سید موسیٰ مبرقع کو رضوی کہتے ہیں۔ اور کتاب زیدیہ قنو
میں ہے۔ سید عبداللہ احمد مذکور کی ماں موسیٰ نقیب قسم کی دختر تھیں اور یہ
احمد ثانی بن محمد اعرج ابو عبداللہ مذکور کی اور یہ پسر ہیں علی بن احمد الثانی کر
قم تھے۔ میر سید سلیم معروف بہ سلوتی کالپی میں آئے ایک پسر متولد ہوا سید
نام رکھا اور موضع کرئی من مضاف سرکار کالنجر میں استقامت کیا نسب آپکا سید
مبرقع بن امام محمد تقی علیہ السلام کو منتہی ہوتا ہے اور رضوی کہلاتے ہیں +

سادات بھدوہی ضلع مرزاپور و قصبہ داؤد نگر ضلع بہار و سادات بھیسر و و سادات
اوتر لاری در صنویہ میں اور ایک شاخ کٹرہ اولاد سید میر احسن سے اور سادات تیوتنی
اولاد سید میران محمد شاہ رضویہ کی نسل سے ہیں سلسلہ نسب سید نظام الدین رضوی
مجاہد اخون سید خضر خان رایات اعلی سلطان عالمگیر شاہ بادشاہ دہلی کے ہیں
پسران سید سلیمان سیف نشان بن سید فاضل ابن سید احمد بن سید شاہ عالم
شہیدی بن سید محمود بن سید باقر بن سید اشرف بن سید اسماعیل بن سید محمد بن
سید معروف بن سید عیسیٰ بن سید محمد ابو جعفر بن سید ابو الحسن موسیٰ نقیب قم
بن سید ابی عبد اللہ ابن سید احمد کبیر بن سید موسیٰ مبرقع ابن امام محمد تقی علیہ السلام
سے ہوتا ہے سید نظام الدین کے بیٹے سید عبد اللطیف ان کے پسر سید محی الدین
انکے پسر سید شاہ محمد کوچ ان کے پسر سید شاہ حامد ان کے پسر سید محمود
انکے پسر سید مرتضیٰ نجم الدین انکے پسر سید عبد اللہ خاص انکے پسر سید امان
اللہ پسر سید سیف اللہ ان کے پسر حسین علی انکے تین پسر صاحب اولاد ہوئے
ازانجملہ میر رمضان علی صاحب پدر میر عابد علی صاحب ساکن وزیر گنج و مشک گنج
لکھنؤ مالک مطبع اثناء عشری و اخبار امامیہ۔

شجرہ نسب سادات نقوی موجودگان حال شہر رسول نگر ضلع گوجرانوالہ

موجود سید اکبر شاہ مدرس ابن سید فضل شاہ ابن سید امیر شاہ ابن سید احمد شاہ
ابن محمد ڈوڈا ابن سید مصطفےٰ ابن سید مرتضیٰ ابن سید محمود عرف پیر آڈا پیر ڈاڈا ابن سید
سید عبد الصفا ابن سید مرتضیٰ محمد ابن سید حاجی عبد الرضیع رحمتہ اللہ علیہ موجود سید
ممدار حسین ابن سید سردار شاہ ابن سید سردار شاہ ابن سید رنگ شاہ و سید
رنایت حسین موجود ابن سید رنگ شاہ ابن سید محمد شاہ موجود سید غلام شاہ و سید
رنایت حسین ابن سید راجے شاہ ابن سید محمد شاہ ابن سید حیدر شاہ ابن سید بخشی
شاہ ابن سید عبد الرشید ابن حسین شاہ ابن سید وڈا شاہ ابن سید شجاع الملک
ابن سید حاجی عبد الرفیع رحمتہ اللہ علیہ ابن سید فتح اللہ شاہ ابن سید

عبداللہ شاہ ابن سید مبارک شاہ ابن سید عطار اللہ شاہ ابن سید محمود احمد ا
و نظام قوام ابن سید محمد باقر باینـدرانی علاقہ فارس ابن سید عبدالحمید ابن س
محمد قاسم ابن علی ابن سیّد نوح ابن سید یونس ابن سید اسحاق ابن سید عا
ابن سید جعفر ابن سید علقمہ ابن سید سید عالم ابن سید عقیل ابن سید امیر
ابن سید موسیٰ مبرقع قطب ماژندرانی ابن امام محمد تقی علیہ السلام ۔
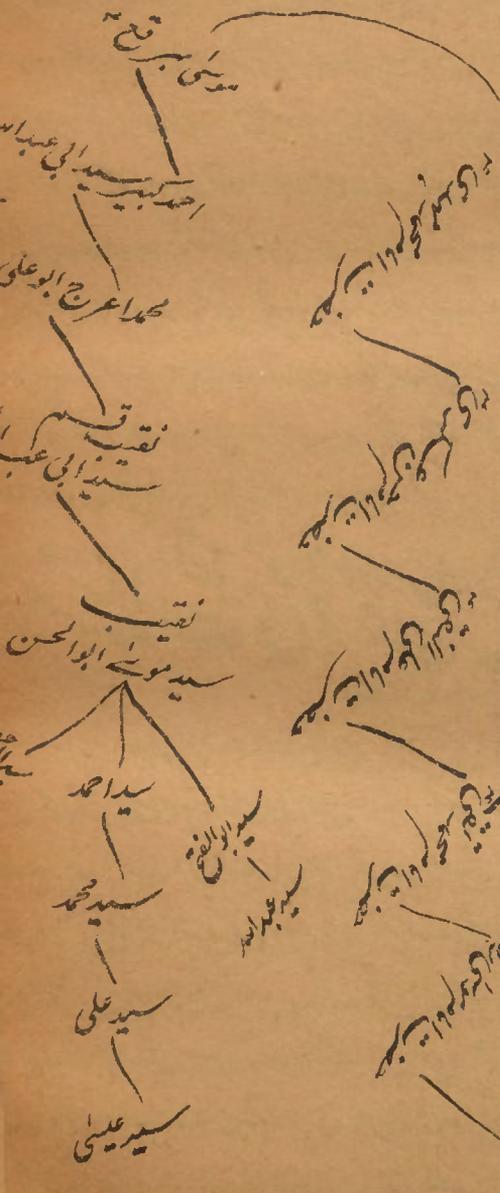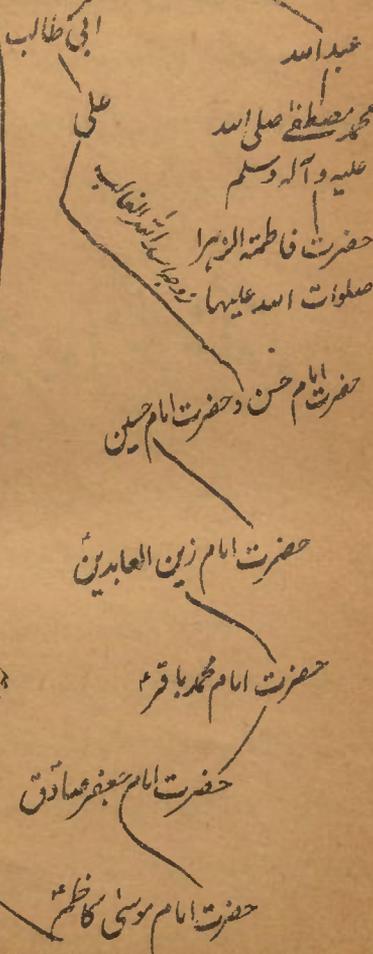
عبد مناف
ہاشم
عبدالمطلب
ابی طالب
عبداللہ
علی
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حضرت فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا
حضرت امام حسن و حضرت امام حسین
حضرت امام زین العابدینؑ
حضرت امام محمد باقرؑ
حضرت امام جعفر صادقؑ
حضرت امام موسیٰ کاظمؑ

یحیی مبرقع
احمد کبیر سید ابی عبداللہ
محمد اعرج ابو علی
نقیب قم سید ابی عبد
نقیب سید موسیٰ ابو الحسن
سید احمد
سید محمد
سید علی
سید عیسیٰ

سید جعفر
|
سید احمد
|
سید ابی محمد
|
سید شاہ عیسیٰ
|
سید ابوالفتح
|
سید شاہ علی
|
سید شاہ حسین
|
سید شاہ پیر یاد
|
سید میر محمدؐ
|
سید محمود
|
سید شمس الدین
|
سید غیاث الدین عزیز
|
سید محمد
|
سید نظام الدین

سید جہان شاہ
|
سید شاہ تتلک ملک
|
سید شاہ منصور
|
سید شاہ مظفر
|
سید شاہ غیاث الدین احمد
|
سید شاہ فخر الدین
|
سید شاہ محمد رومی المکی
|
سید شاہ نظام الدین
|
سید شاہ شمس الدین فریادرس
|
سید بدیع الدین
|
سید اللہ مراد — سید احمد

نقل شجرہ زبدۃ الصالحین عمدۃ العارفین سید شاہ شمس الدین فریادرس بقلم خاکسار سید جلال الدین ساکن گوری خالصہ سندیلہ ۔ ضلع ہردوئی ملک اودھ

وصیٔ رسولؐ

(از سید محمد اعجاز احمد رضوی اعجاز۔ متوطن قصبہ ہلور ضلع بستی رضامن منزل)

تواریخ کائنات کی اوراق گردانی سے ملک عرب کے اسوقت کی حالت جسکو عرب
زمانہ جاہلیت سے تعلق ہے۔ یہ حالت ہے کہ کفر والحاد کی تیز و تند ہوائیں چلکر گلشن ای
کو تیرہ و تار کر رہی ہیں۔ کفر و اوہام پرستی کا یہ عالم ہے۔ کہ وہی سنگ جو کل تک سنگ
تھے۔ آج مسجود خلائق بن رہے ہیں۔ خلاف فطرت احتمال کر گذرنا کیسا یہ تو عامۃ الن
کے اشغال روزمرہ کے جزو ہیں۔ لیکن ایسی ساعتوں میں بھی جبکہ کفر کی تیرگی سے
روشن بھی شب تار ہو رہا تھا۔ عرب کے مبارک مطلع سے ایک ایسا مہر درخشا
طالع ہوتا ہے۔ اور اس سے ایسا نور ساطع ہوتا ہے۔ کہ جس سے عرب کے ذر
میں خورشید پُر ضیا کی چمک آجاتی ہے۔ اور نور ایمان کی بارش ہونے لگتی
قوم گمراہ ہے۔ کہ کبھی دشنام دیتی ہے کبھی اسیر طلسم کا اطلاق کرتی ہے۔ مگر
خلق مجسّم باوجود مصائب شدیدہ کے ان ہدایات سے غافل نہیں رہتا۔ آخ
کی صداقت کا نگین لوگوں کے قلبوں پر اس طرح بیٹھنا شروع ہوتا ہی کہ
ہم لوگ ایذاؤں پر ایذا دیتے ہیں۔ مگر سوائے پند و نصائح سے یاد کرینگے
حرف شکایت زبان تک نہیں لاتا۔ کچھ لوگ ایسے ہیں۔ جو اسکے ہر قول و فعل
اسکی ناصحانہ گفتگو کو میزان حق پر تولتے ہیں۔ اور اسکے بعد بنائے ہو
قواعد و ضوابط کو سمجھ کر یوں ایمان لاتے ہیں۔ (اشہد ان لا الہ الا ا
محمد رسول اللہ) اللہم صل علی محمد و آل محمد۔

پھر اس برگزیدہ خدا کے فرمانوں کو سر و چشموں پر جگہ دیتے ہیں اسکے
پر اپنا جان شیریں نثار کرنے کو تیار ہیں۔ بالآخر اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔
اقرار وحدانیت و رسالت کے بعد ایمان کی تکمیل کا باعث ہو جاتا ہے۔ مگ
ہم کبھی اسی باب کے اس مقام پر پہنچتے ہیں۔ جہاں خم غدیر کا سچا واقعہ مو
میں نمایاں نظر آتا ہے۔ تو اس مبارک لفظ کی اہمیت کی کچھ حد ہی نہیں ر

گنجینہ دار وحی حبیب کبریا محمد مصطفےٰ کے عہد مبارک کے آخری حج کے فرائض ادا ہو گئے ہیں۔ قافلے واپس ہو کر مقام غدیر پر پہنچ گئے ہیں۔ لیکن حامل وحی خدا کے نازل ہونے پر ایک نیا تزک و احتشام ہونے لگتا ہے۔ منادی ندا دیتا ہے یایہا الناس! تم میں سے جو قافلے آگے نکل گئے ہیں۔ وہ بلائے جائیں۔ اور جو پیچھے ہیں ان کا انتظار کیا جائے۔ کیونکہ آج میں تم لوگوں پر ایک ایسے امر ضروری کا انکشاف کرنا چاہتا ہوں۔ جسکے اظہار کے بعد گویا میں نے کار رسالت کو انجام ہی نہیں دیا جس کو خلاق عالم اپنے کلام بلاغت نظام میں یوں ارشاد فرماتا ہے یا ایہا الرسول بلّغ الخ۔

اللہ اللہ وہ دشت پُرخار اور وہ نصف النہار تک پہنچتے ہوئے شمس کی تپش ایک لاکھ بیس ہزار مخلوق کا ہجوم اور اس میں پالان شتر کا ممبر اور مرحلہ پیمائے وادیٔ سبحان الذی اسریٰ محمد مصطفےٰ کا ارشاد ہوا۔ من کنت مولاہ فہٰذا علی مولاہ اسی پر بس نہیں۔ باب مدینۃ العلم علی ابن ابی طالب کا مجمع عام میں اتنا بلند کیا۔ کہ سفیدی زیر بغل ظاہر ہوئی اسپر بخٍ بخٍ لک یا علی ابن ابی طالب کا نعرہ اور درگاہِ عالم الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کا سنہری تمغہ عطا ہونا کیسا اہم واقعہ ہے۔ جس پر ایک تحقیقی نظر ڈالنے کے بعد ہر مبصر پکار اٹھتا ہے لاریب یا علی اور اس اہتمام ایزدی کے اختتام پر یوں پکارنے لگتا ہے۔ اشہد ان امیرالمؤمنین علیًا ولی اللہ وخلیفۃ بلافصل۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام رسولِ خدا کے سچے وصی و جانشین ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

مختصر شجرہ نسب سادات قصبہ بھلور ضلع بستی (یو۔پی)

علی محمد
|
واحد علی
|
جواہر علی
|
سید علی
|
سلامت علی
|
عزت علی — لطف علی — فیض علی — عبد العلی — علی حسن — اطاعت حسین

عبد العلی: نور الحسن، بندہ حسن

|
منظور علی — طفیل علی
|
محمد دائم
|
صدر جہاں
|
محمد علی
|
کبیر علی — مسلم

عظمت علی — احمد علی — غوث علی

عظمت علی: محبت علی، مبارک علی

محبت علی
|
سجاد علی
|
اقبال حسین

محمد شائق — تصدق علی — علی بخش — شفقت علی — سعد اللہ — پیر بخش

سردار علی — واجد علی — ماہر علی — معز الدین

کلب حسین — فضل حسین — آل حسن۔

حسین — [illegible] — زین علی

اشرف — بکل — فیض

دلشاد — بکل

فوت شدہ

نفیس احمد — نسیم احمد — شمیم احمد — انیس احمد — نفیس احمد ثانی — نسیم احمد ثانی

فیاض احمد — نیاز احمد — اعجاز احمد

طفیل احمد

علی محمد — علی احمد — محمد سعید — اخلاق حسین — اقبال حسین — اکبر حسین — تونگر حسین

شبیر حسین — محمد رضا — علی ضامن

حسین بخش

محمد حسین

رمضان علی — سردار علی

اشرف علی

انور علی

صادق علی

شمشیر علی

گلذار علی

سید ماہ — سیف اللہ — سید بندھو

نجف علی

محب اللہ — قطب الدین — معصوم علی ۔ جلال الدین ۔ نور اللہ ۔ بدر عالم

ہاشم علی

مسلم — ابو تراب — بھیکھن علی — سید حبیب

سید حسن — سید اسحاق — سید آدم حسینی ۔ حاجی محمد ۔ نظام شہدی — شہر اللہ — سید خان

سید مرتضیٰ ۔ سید علی ۔ شہاب الدین ۔ قطب الدین

سید ابراہیم ۔ امام علی رضا ۔

سلسلہ نسب سادات رضوی قصبہ ہلّور ضلع بستی

قصبہ ہلّور ضلع بستی کی تحصیل ڈومریا گنج میں سادات رضوی کی آبادی کے لئے
مشہور ہے۔ تخمیناً پانچ سو گھر سادات کے اور اندازاً دو سو مکانات غیر اقوام کے ہیں۔
سادات ہلور کے مورثِ اعلیٰ خراسان سے ہجرت کرکے پہلے پہل صوبۂ پنجاب میں آباد
ہوئے۔ اور رفتہ رفتہ یہاں تک پہنچے۔ سادات ہلور کی بزرگی وعظمت کو سنکر
شہنشاہ مغل نے پانچ مواضعات معافی کے عطا کئے۔ جو اب تک سادات کے قبضہ
میں برقرار ہے۔ انہوں نے اپنی قابلیت اور محنت سے قرب وجوار کے پچیس تیس
مواضعات میں حصہ دار بن کر اپنا اقتدار بڑھا لیا۔ یہاں شاہ عبد الرسول کا مزار
ہے۔ اور ہر سال ساتویں ذی الحجہ کو میلہ لگتا ہے۔ سادات ہلور میں شادی بیاہ
آپس ہی میں کرتے ہیں۔ اسلیئے اپنی نجیب الطرفی پر فخر کرتے ہیں۔ ماشاء اللہ
پابند صوم وصلوٰۃ اور دینی امور میں کافی حصہ لیتے ہیں ؛

سید حبیب ابن بھیکھن علی ابن سید خان ابن سید شہر اللہ ابن سید
نظام مشہدی ابن سید حاجی محمد ابن سید آدم حسینی ابن سید اسحاق ابن
مرتضیٰ ابن سید علی ابن سید شہاب الدین ابن سید قطب الدین ابن سید ابراہیم
ابن امام علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام۔ سید حبیب کے ایک پسر سید
ہاشم علی ان کے ایک پسر سید معصوم علی انکے چار پسر محی الدین ومعین الدین
ہر دو لاولد وجلال الدین وقطب الدین انکے دو پسر محب اللہ وسیف اللہ
ان کے دو پسر سید ماہ وسید بدھو انکے دو پسر جمعیت علی وشمشیر علی
ان کے تین پسر فقیر علی وحسن علی ہر دو لاولد وانور علی اُن کا ایک پسر سید
رمضان علی انکے دو پسر سید سردار علی وسید حسین بخش ان کے
تین پسر سید ضمیر حسین وسید محمد رضا وسید ضامن علی اُن کے چار پسر
فیاض احمد لاولد وسید نیاز احمد وسید اعجاز احمد وسید طفیل احمد اُن کے
چھ پسر سید نفیس احمد وسید نسیم احمد لاولد فوت شد وسید شمیم احمد وسید انیس اح

وسید نفیس احمد وسید نسیم احمد وسید محمد رضا کے پانچ پسر سید محمد سعید وسید
اخلاق حسین وسید اقبال حسین وسید اکبر حسین وسید تونگر حسین وسید ضمیر حسین
کے دو پسر سید علی محمد وسید علی احمد ان کے چار پسر سید بادشاہ احمد وسید
ذی جاہ احمد وسید عالی جاہ احمد وسید خیر خواہ احمد وسید علی محمد کے دو پسر
سید شہنشاہ حسین وسید ہزبر حسین وسید سردار علی کے ایک پسر سید محمد شفیع
انکے ایک پسر سید محمد محسن۔ وسید جمعیت علی کے ایک پسر سید بہار علی انکے
دو پسر قربان علی لاولد وسید محبوب علی انکے چار پسر سید گلشن علی لاولد وسید
حاجی حسین وسید محمد امین وسید کاظم حسین ان کے ایک پسر سید محمد لیسین لاولد
وسید محمد امین کے چار پسر مقبول حسین و مددگار حسین وسید جانباز حسین و
سید غمخوار حسین وسید حاجی حسین کے دو پسر سید یعقوب حسن لاولد وسید
ایوب حسن ان کے چار پسر سید شاہد حسین وسید مجاہد حسین وسید غلام حیدر
وسید علی حیدر۔ وسید ماہ کے تین پسر سید محمد علی لاولد وسید بشارت علی
وسید لطف علی انکے دو پسر سید یاد علی وسید ناصر علی انکے ایک پسر دانش
علی انکے ایک پسر سید گلزار علی انکے ایک پسر سید ریاضت علی انکے ایک
پسر سید علی ہاشم وسید یاد علی کے تین پسر سید اشرف علی لاولد وسید
جواہر علی وسید ظہور علی ان کے دو پسر سید حسین بخش وسید محمد حسین انکے
دو پسر سید فقیر حسن وسید صغیر حسن وسید جواہر علی کے ایک پسر سید
رسول بخش انکے ایک پسر سید ہادی حسن وسید بشارت علی کے دو پسر
سید نیاز علی وسید نثار علی اُن کے تین پسر سید مردان علی لاولد وسید
رحمت علی وچراغ علی ان کے چار پسر سید حیرت علی وسید احسان علی بے و
لاولد وسید جواہر علی وسید ارشاد علی انکے ایک پسر سید کلب حسین انکے
ایک پسر سید عین الحسن لاولد وسید جواہر علی چار پسر سید ساجد علی وسید
کاظم حسین وسید ناظم حسین وسید ناظم حسین وسید علی حسین انکے ایک پسر سید
وحید حسن ان کے ایک پسر سید علی محمد وسید ناظم حسین کے ایک پسر سید
منظور حسین وسید رحمت علی کے سات پسر سید اولاد علی وسید امداد علی

وسید سجاد علی وسید اوتاد علی وسید واجد علی وسید شبر علی وسید صابر علی اُنکے
ایک پسر سید افضل حسین لاولد وسید شبیر علی کے دو پسر سید سراج الحسن
وسید ناصر رضا وسید واجد علی کے تین پسر سید محمد زکی وسید علی محمد وسید
مقبول حسین وسید اوتاد علی کے ایک پسر سید بنیاد علی وسید سجاد علی کے چار
پسر سید ابوالحسن وسید عماد الحسن وسید نور الحسن وسید احفاد الحسن وسید
امداد علی کے چار پسر سید محمد محسن وسید اختر حسین وسید علی حسن وسید معونت حسین
وسید اولاد علی کے تین پسر سید مجتبےٰ حسین وسید مرتضیٰ حسین موجود در موضع
مونگیر وسید رفعت حسین انکے چار پسر سید محمد اختر وسید ظفر حسین وسید
مظفر حسین وسید حیدر حسین و **سید محب اللہ** کے دو پسر سید
نقشبند وسید عقل محمد اُن کے ایک پسر سید مراد علی ان کے ایک پسر
سید سبحان علی انکے دو پسر سید قمر علی وسید حکم علی انکے سید قربان
علی وسید قمر علی کا ایک پسر سید محمد علی ان کے تین پسر سید پیارے حسن
وضمیر علی وسید امیر علی ان کے دو پسر سید اقبال حسین وسید بیچو حسن اُنکے
تین پسر سید نعیم الحسن وسید شمیم الحسن وسید بدر الحسن وسید نقشبند
کے ایک پسر سید معصوم علی ان کے ایک پسر سید امام علی ان کے تین پسر
سید تراب علی وسید گھساون علی لاولد وسید سخاوت علی اُن کے چار
پسر سید امجد علی وسید محمد علی وسید حشمت علی وسید باقر علی ان کے دو پسر
سید ساجد علی وسید عابد علی ان کے ایک پسر سید محمد عارف وسید ساجد علی
کے ایک فرزند سید صفدر حسین وسید حشمت علی کے ایک پسر سید عبادت حسین
و **سیّد جلال الدین** کے ایک پسر سید نور اللہ ان کے تین پسر
سید دین محمد لاولد وسید بدر عالم وسید غلام حسین اُن کے تین پسر سید
رحم علی وسید عمی ہر دو لاولد وسید بھولن ان کے ایک پسر سید مصاحب علی
اُنکے ایک پسر سید جوکھن علی ان کے تین پسر سید علی رضا وسید علی نقی
وسید سردار علی انکے ایک پسر سید لیاقت حسین وسید علی رضا کے تین پسر
سید شوکت علی وسید قاسم علی وسید ناظم حسین ان کے ایک پسر سید

انصار حسین وسید قاسم علی کے تین پسر سید عزیز حسن وسید افضل حسین وسید مہو
وسید شوکت علی کے دو پسر سید احرام حسین لاولد وسید اکرام حسین وسید علی
نقی کے تین پسر سید نجم الحسن وسید جعفر حسن لاولد وسید عنایت حسین انکے سات
پسر سید باقر رضا، وسید صادق رضا، وسید شبر رضا وسید محمد رضا وسید احمد
رضا وسید علی رضا، وسید شبیر رضا سید بدر عالم کے تین پسر سید محمد علی وسید
نضل علی ہر دو لاولد وسید نجف علی اُن کے چار پسر سید صفدر علی وسید مہر علی
وسید پیر علی ہر سہ لاولد وسید گلزار علی اُنکے چار پسر سید مردان علی لاولد و
سید غلام رسول وسید صادق علی وسید امیر علی اُن کے تین پسر سید
روشن علی لاولد وسید رستم علی وسید رجب علی اُنکے تین پسر سید انوار حسین
وسید اسرار حسین وسید معظم علی ان کے چھ پسر سید راحت حسین وسید
عبارت حسین لاولد وسید لیاقت حسین وسید ریاست حسین وسید شرافت حسین
وسید گل حسین وسید اسرار حسین کے چار پسر سید آل حسن وسید بندہ حسن
وسید اخلاق حسین وسید علی حسن وسید انوار حسین کے دو پسر سید حسن امداد
لاولد وسید حسن رضا، وسید راحت حسین کے دو پسر سید حشمت علی وسید جوکھو
وسید صادق علی کے چار پسر سید جواہر علی وسید اشرف علی وسید زوار علی
وسید ذوالفقار علی اُن کے ایک پسر سید فدا حسین اُن کے تین پسر سید محمد رزاق
لاولد وسید عنایت حسین وسید رعایت حسین ان کے تین پسر سید حیدر احمد
وسید حسن احمد وسید قنبر احمد وسید عنایت حسین کے دو پسر سید جاوید حسین
وسید جانباز حسین وسید زوار علی کے تین پسر سید ہادی حسین لاولد وسید
ناظم حسین وخادم حسین ان کے دو پسر سید عاشق حسین لاولد وسید مشتاق حسین
اُن کے تین پسر سید بدیع الزمان وسید سمیع الزمان وسید شبیر حسن وسید
ناظم حسین کے پانچ پسر سید اشتیاق حسین وسید اشفاق حسین وسید حسن رضا
وسید محمد تقی وسید توقیر حسین وسید اشرف علی کا ایک پسر سید محمد
حسین وسید جواہر علی کے سات پسر سید محمد محسن وسید مرتضیٰ حسین و
سید لطافت حسین وسید بلاغت حسین حاجی وسید محمد رفیع وسید محمد شفیع وسید

محمد سمیع وسید مرتضیٰ حسین کے تین پسر سید نظیر احمد وسید توقیر احمد وسید صغیر احمد
وسید غلام رسول کے تین پسر سید رحمت علی وسید منوّر علی وسید واحد علی اُنکے دو
پسر سید سجاد علی وسید ناظم حسین اُن کے تین پسر سید اقبال حسین وسید
عزیز حسن وسید تہذیب حسن وسید اقبال حسین کے دو پسر سید محمد حیدر وسید لطف
حیدر وسید منوّر علی کے سید مقصود علی ان کے چار پسر سید یعقوب حسن وسید
میر حسن وسید حسن رضا وسید غلام حیدر وسید سجاد علی کے دو پسر سید نصیر الدین
وسید فیاض حسین۔ سید نصیر الدین کے دو پسر سید محمد تحفہ وسید ابن حیدر وسید
رحمت علی کے دو پسر سید اشتیاق حسین وسید امداد حسین انکے ایک پسر سید
علی حسن۔

سید بھکھن علی کے دو پسر سید حبیب وسید ابوتراب اُن کے تین فرزند
میر شاہ عبد الرسول لاولد وسید خلیل وسید مسلم انکے چار پسر سید علی
وسید کبیر وسید پیر علی وسید فیض علی اُنکے چار فرزند سید عبد الرحیم لاولد و
حسام الدین انکے پسر محمد فاضل لاولد وسید مظفر علی وسید بدلے حسن اُنکے
چھ پسر سید محمد شفیع وسید اشرف وسید درویشی وسید حکم وسید مان اللہ
وسید دلشاد علی اُن کے دو پسر سید بنواری لاولد وسید معز الدین اُن کے
پانچ پسر سید صفدر علی لاولد وسید عظمت علی وسید روشن علی وسید قدرت علی
وسید مہر علی اُن کے ایک پسر سید واجد علی ان کے پانچ پسر سید شوکت علی
وسید گوہر علی وسید **جان علی** وسید امراؤ علی وسید سردار علی انکے
ایک پسر سید قربان علی و پسر دوم سید کلب حسین ان کے چھ پسر سید
موسیٰ رضا وسید اولاد علی وسید رضا حسین ہرسہ لاولد وسید حسین ولایت علی
وسید نذر حسین وسید فضل حسین اُن کے چار پسر سید علی حسن وسید میر حسن
لاولد وسید علی حسن وسید آل حسن وسید ولایت علی کے تین پسر
سید یعقوب حسن وسید ایوب حسن وسید رئیس حسن۔ وسید قربان علی کے
دو پسر سید امتیاز حسین وسید عبارت حسین۔ وسید امراؤ علی کے ایک پسر سید
نوازش علی انکے ایک پسر سید عاشق حسین۔ اُن کے تین پسر سید گل حسن

وسید رفعت حسین وسید علی احمد وسید گل حسن کے ایک پسر سید جانباز حسین
وسید جان علی کے ایک پسر سید ظہور علی اُن کے تین پسر سید منصور حسین
وسید یوسف حسین وسید مشتاق حسین انکے ایک پسر سید زید حسن وسید یوسف
حسین کے تین پسر سید بندہ حسن وسید فیاض حسین ہر دو لاولد وسید آل حسین
وسید منصور حسین کے ایک پسر سید انصار حسین وسید گوہر علی کے دو پسر
سید قادر علی وسید رضا حسین ان کے دو پسر سید محمد داؤد وسید طفیل احمد
اُن کے ایک پسر سید وصی احمد وسید محمد داؤد کے ایک پسر سید علی احمد
وسید قادر علی کے ایک پسر سید علی سجاد وسید شوکت علی کے دو پسر سید
حامد حسین وسید ہادی حسین اُن کے چار پسر سید اعجاز حسین وسید علی نیاز وسید
محب الحسن وسید ظہیر الحسن وسید حامد حسین کے ایک پسر سید یاور حسین موجود
در ضلع دربھنگہ وسید قدرت علی کے ایک پسر سید دلمیر علی ان کے ایک پسر
سید سجاد علی ان کے ایک پسر سید اعظم علی و پسر دوم سید محمد علی ان کے دو پسر
سید نور الحسن وسید صفدر حسین وسید نور الحسن کے ایک پسر سید بدر الحسن
وسید اعظم علی کے ایک پسر سید حشمت علی وسید اشرف کے سید پیر بخش
ان کے دو پسر سید سعد اللہ وسید غلام علی انکے سید اسد علی انکے سید جوکھن
علی ان کے سید بخشش علی اُن کے تین پسر سید حامد حسین وسید الطاف حسین
وسید آغا حسین انکے ایک پسر سید اختر حسین سید سعد اللہ کے تین پسر
سید محمد علی وسید مہر علی وسید شفقت علی انکے تین پسر سید حسین بخش
وسید علی بخش وسید غضنفر علی انکے تین پسر سید زوار علی وسید امجاد علی
وسید ناصر علی ان کے ایک پسر سید نویس حسین وسید امجاد علی کے دو پسر
سید علی محمد وسید علی احمد وسید علی بخش کے دو پسر سید تصدق علی وسید
عابد علی ان کے دو پسر محمد رحیم وسید محمد کریم انکے ایک پسر سید عشرت علی انکے
پانچ پسر سید جعفر حسین وسید اختر حسین لاولد وسید صفدر حسین وسید اطہر حسین
وسید علی کوثر وسید تصدق علی کے چار پسر سید ابو الحسن وسید نور الحسن و
سید صابر حسین وسید محمد شایق انکے پانچ پسر سید راحت حسین لاولد وسید

مناظر حسین و سیّد علی حسن وسید نظیر حسن وسید شبیہ الحسن وسید صابر حسین کے دو
پسر سید اعجاز حسین لاولد وسید علی رضا، وسید نور الحسن کے دو پسر سید حشمت علی لاول
وسید حسن رضا اُن کے چار پسر سید بدر الحسن وسید منن وسید شمیم الحسن وسید وجیہ
الحسن وسید ابو الحسن کے دو پسر سید یوسف حسین وسید شوکت علی وسید محمد شفیع کے
دو پسر سید جمعیت علی وسید محمد مراد اُن کے تین پسر سید جان محمد وسید لال محمد
وسید پیر علی ان کے سید رمضان علی اُن کے دو پسر سید مبارک علی لاولد وسید
شیر علی ان کے سید رسول بخش انکے سید احمد حسین ان کے دو پسر سید ذوالفقار احمد
وسید بادشاہ احمد وسید لال محمد کے دو پسر سید مہر علی وسید ڈومن علی انکے
تین پسر سید سردار علی لاولد وسید مشرف علی وسید ذوالفقار علی ان کے تین پسر
سید اشتیاق حسین وسید راحت حسین وسید مشتاق حسین ان کے سید محمد ذکی وسید
مشرف علی کے تین پسر سیّد عبد العلی وسید حسین بخش وسید واحد علی اُنکے
دو پسر سید حفاظت حسین وسید صادق حسین وسید حسین بخش کے تین پسر سید
امتیاز حسین سید صفدر حسین وسید فیاض حسین وسید عبد العلی کے دس پسر سیّد
صابر حسین وسید اقبال حسین وسید اشتیاق حسین وسید اطہر حسین وسید میر حسن
وسید توقیر حسن وسید علی حماد وسید علی حیدر وسید ریاض الحسن وسید اختر حسین
ان کے سید تقدیر حسن وسید جان محمد کے قدرت اللہ انکے دو پسر سید جوکھن علی
وسید مہدی حسن اُن کے دو پسر سید محمد امین وسید محمد ابراہیم موجود موضع حضرت
پور ضلع بارہ بنکی وسید مظفر علی کے چار پسر سید محمد نازش وسید علاو الدین وسید
گنجن وسید غلام محمد اُن کے سید حیات محمد ان کے دو پسر سید حسن علی وسید اقبال
علی ان کے سید خدا بخش اُن کے دو پسر سید مہدی حسن وسید جوکھن علی ان کے
سید تفضل علی عرف بائل وسید مہدی حسن کے چار پسر سید ناظم حسین وسیّد
مشتاق حسین وسید ممتاز حسین وسیّد صابر حسین اُن کے سید ابرار حسین اُن کے
سید محمد عباد وسید ممتاز حسین کے تین پسر سیّد نظیر احمد وسید صغیر احمد وسیّد
زین العباد اُن کے ایک پسر سید برجستہ قدر از حمل اول وسید حسن علی کے تین پسر
سید یاد علی وسید رمضان علی وسید حیدر علی ان کے پانچ پسر سید رحمت علی و

سید حسین بخش و بہادر علی و سید حیدر علی و سید بدر علی انکے سید تصدق علی اُنکے
تین پسر سید موسٰی رضا شاہ و سید ترجت علی و سید گلشن علی اُن کے تین
پسر سید نقی حسن و سید زکی حسن و سید رضی حسن سید ترجبت حسین کے سید تقی محمد
موجود موضع تندوا ضلع بستی و سید صدر علی کے دو پسر سید سعادت علی و سید
خادم حسین اُن کے چار پسر سید ہادی حسین و سید مہدی حسین موجود در موضع سبن
جوت ضلع گونڈہ و سید علی حسن و سید الطاف حسین اُن کے پانچ پسر سید راحت حسین
و سید ابوالحسن و سید ذکی الحسن ہر سہ لاولد و سید انوار الحسن و سید اظہار الحسن و سید
علی حسن کے ایک پسر سید ذکی احمد و سیّد سعادت علی کے دو پسر سید عنایت حسین
و سید یونس حسین اُن کے سید تجمل حسین و سید عنایت حسین کے چھ پسر سیّد
علی احمد و سید علی حامد و سیّد باغ حسن و سید عطا حسین و سید توقیر حسن و سیّد
جُھنن و سید علیؑ کے تین پسر سید عبدالواسع و سیّد کندن و سید عبد
الوہاب انکے تین پسر سید بدر عالم و سید بہادر علی و سید یقین علی انکے تین پسر
سید گل بہار علی و سید افضل علی و سید سرفراز علی ان کے دو پسر سید
رجب علی و سید نجابت علی ان کے تین پسر سید رستم علی و سید سخاوت علی و
سید احسان علی ان کے دو پسر سید حسن رضا و سید یادگار حسین ان کے نو پسر
سید اظہار حسین و سید مہدی حسن و سید شبیہ الحسن و سید عزادار حسین و سید موتی
و سید جمال اختر و سید کمال اختر و سید نہال اختر و سید اشتیاق حسین
ان کے دو پسر سید صفدر شکوہ و سید حیدر شکوہ و سید حسن رضا کے دو پسر
سید مظہر حسین و سید مظفر حسین مفقود الخبر و سید سخاوت علی کے ایک پسر سید
واحد علی انکے ایک پسر سید محمد ہاشم و سید رستم علی کے دو پسر سید کلب حسین
و سید نوروز علی و سید افضل علی کے دو پسر سید ظہور علی و سید نور علی انکے سید
کلب حسین اُن کے سیّد محمد حسین و سید ظہور علی کے تین پسر سید علی و سید
قربان علی و سید مقصود علی اُن کے تین پسر سید واجد حسین و سید واحد حسین و سید
حامد حسین اُن کے ایک پسر سید منن علی و سید گل بہار علی کے ایک پسر سید ناظم حسین
و سید بہادر علی کے ایک پسر سید کریم بخش اُن کے چار پسر سید دلاور علی و [illegible]

وسید جعفر علی وسید تراب علی وسید علی بخش اُن کے تین پسر سید نادر علی وسید
غفار علی وسید تفضل حسین وسید تفضل حسین کے چار پسر سید الطاف حسین وسید
محمد رضا وسید محمد حسین وسید عبد العلی اُن کے سید ناظم حسین اُنکے سید علی حسن
ان کے سید توحید حسن وسید محمد حسین کے سید بنارہ حسن وسید محمد رضا کے سید
یاور حسین وسید الطاف حسین کے سید احمد حسین ۔

وسید بدر عالم کے پانچ پسر سید بشارت علی وسید باقر علی وسید رمضان
ہر سہ لاولد وسید فیاض علی وسید جمال علی انکے دو پسر سید مراد علی وسید دوست علی
ان کے ایک پسر سید جواد علی انکے دو پسر سید راحت حسین وسید عبد العلی
انکے ایک پسر سید ظفر حسین ان کے دو پسر سید علی اختر وسید حسن اختر
وسید راحت حسین کے ایک پسر سید علی جواد وسید مراد علی کے ایک پسر سید
غلام سرور انکے ایک پسر سید محمد حسین انکے تین پسر سید تقی حسن وسید نقی حسن
وسید علی حسن ہر دو لاولد وسید تقی حسن کے ایک پسر سید اختر حسین موجود در ضلع
مونگیر وسید فیاض علی کے دو پسر سید رمضان علی وسید سلامت علی اُن کے ایک
پسر سید اکبر علی اُن کے سید سردار علی ان کے سید ببر علی ان کے سید امراؤ علی
انکے چار پسر سید ماہر حسین وسید محمد عاقل وسید مزتاج علی وسید سرتاج علی
وسید رمضان علی کے دو پسر سید پیر علی وسید چراغ علی انکے دو پسر سید جان
علی وسید سخاوت علی ان کے دو پسر سید حشمت علی لاولد وسید روشن علی اُنکے
ایک پسر سید علی محمد وسید جان علی کے دو پسر سید آغا حسین وسید رضا حسین
وسید عبد الواسع کے ایک پسر سید محمّد فاضل انکے تین پسر سید محمد پناہ وسید
غلام نبی وسید محمد قوی ان کے تین پسر سید حیدر علی وسید عباد علی وسید
دیدار علی انکے دو پسر سید جواہر علی وسید زوار علی ان کے سات پسر سید سیف
علی وسید کرم علی وسید ہوسئے رضا وسید سجاد علی وسید حیدر علی وسید بشارت
علی وسید گلزار علی ان کے ایک پسر سید حیدر علی انکے دو پسر سید احسان علی
وسید ارشاد علی انکے تین پسر سید مقبول حسن وسید سید علی وسید محمد کریم انکے
دو پسر سید افتخار حسین وسید آل حسن وسید سید علی کے ایک پسر سید گل حسن

وسید قاسم علی ابن سید حیدر علی کے سید محمد علی انکے سید غلام رضا، وسید احسان
علی کے پانچ پسر سید منصور حسن وسید شوکت علی وسید محمد رضی وسید واحد علی
وسید التجا حسین انکے ایک پسر سید عزادار حسین وسید واحد علی کے تین پسر
سید یعقوب حسن وسید نذیر حسن وسید صغیر حسن وسید بشارت علی کے دو پسر
سید وزیر علی وسید منیر علی ان کے پانچ پسر سید میرن وسید تصور علی ہر دولاولد
وسید مینڈھی وسید شہادت علی ان کے ایک پسر سید زائر علی ان کے چار
پسر سید ناظم حسین وسید محمد شکور وسید محمد غفور وسید حسن رضا انکے ایک
پسر سید شبیر حسین وسید مینڈھی کے دو پسر سید محمد بخش وسید محمد حسن انکے
ایک پسر سید ببر علی وسید وزیر علی کے ایک پسر سید حُبّ علی انکے تین
پسر سید ابوالحسن وسید امیر حسن وسید حامد حسین قیس وسید حیدر علی
کے ایک پسر سید روشن علی انکے دو پسر سید تفضل حسین وسید خادم
حسین انکے دو پسر سید ولایت علی لاولد وسید نواب علی ان کے تین پسر سید
ابوالحسن وسید للّو وسید کلب حسین وسید تفضل حسین کے دو پسر سید محمد
حافظ وسید علی حافظ ہر دو لاولد وسید سجاد علی کے ایک پسر سید موسیٰ رضا انکے
دو پسر سید دلدار علی وسید ذوالفقار علی انکے چار پسر سید واجد علی وسید منور
علی وسیّد زاہد علی وسید اولاد علی انکے دو پسر سید محمد جان وسیّد سجاد علی وسید
محمد جان کے دو پسر سیّد اسرار حسین وسید منصور حسین وسید زاہد علی کے چار پسر
سید محمد حسین وسید جنت حسین وسید اختر حسین وسید صفدر حسین وسیّد
دلدار علی کے سید نکچھید علی وسید نکچھید علی کے سید سجاد علی اُن کے سیّد
غلام حیدر وسید موسےٰ رضا کے دو پسر سید بدلو علی وسید سلامت علی اُنکے
سید بخشش علی اُن کے دو پسر سید علی ضامن وسید علی رضا اُن کے سیّد
غلام حیدر وسید علی ضامن کے تین پسر سید نور الحسن وسید سبط حسن وسید
انصار حسین وسید بدلو علی کے سید ذاکر علی اُن کے دو پسر سید اشتیاق حسین
وسید مقبول حسین انکے سید سبط حسن وسید کرم علی کے دو پسر سید نتھو وسید
رمضان علی اُن کے سیّد زوار علی اُنکے سید ابوالحسن وسید نبی شاہ سیّد راحت علی

انکے سید علی حسین انکے دو پسر سید راحت حسین و سید حُرمت حسین و سید سیف
علی کے چار پسر سید عابد علی و سید ذوالفقار علی و سید شاد علی و سید مهدی حسین
انکے دو پسر سید زاہد علی و سید زوار علی انکے ایک پسر سید موسیٰ موجود در شہر پٹنہ
و سید زاہد علی کے دو پسر سید یونس حسین و سید یوسف حسین مفقود الخبر و سید
شاد علی کے ایک پسر سیّد جواہر علی لاولد و سید عباد علی کے تین پسر سید
اشرف علی و سید محبوب علی انکے سید جوکھو پسر سوم سید ہیر علی انکے دو
پسر سیّد امجاد علی لاولد و سید سجاد علی اُن کے پانچ پسر سید یوسف حسین و سید
احمد حسین و سید شوکت علی و سیّد للو و سید عاشق حسین و سید حیدر علی کے تین
پسر سید فقیر علی و سید رحمت علی و سید روشن علی ان کے دو پسر سید
محمد حسن و سید محمد بخش ہر دو لاولد و سید رحمت علی کے تین پسر سید
عابد علی و سید سجاد علی و سید ضامن علی انکے تین پسر سید ابو محمد و سید
امجد علی و سید حشمت علی و سید سجاد علی کے تین پسر سید ساجد علی و سید
واجد علی و سید ماجد علی انکے ایک پسر سید اسد رضاء و سید واجد علی کے
ایک پسر سید اقبال حسین و سید عابد علی کے دو پسر سید ناظم حسین و سید
کلب حسین و سید ناظم حسین کے ایک پسر سید محمد و سید فقیر علی کی دو پسر
سید محبوب علی و سید غلام حسین انکے سید اوری و سید غلام نبی کے سیّد
سخاوت علی ان کے دو پسر سید محمد عسکری و سید محمد بخش انکے چار پسر سید
اکبر حسین و سید اصغر حسین و سید جعفر حسین و سید صفدر حسین
و سید جعفر حسین کے دو پسر سید میر حسن و سید توقیر حسن و سید اصغر حسین کے
دو پسر سید کرار حسین و سیّد جرار حسین و سید کرار حسین کے ایک پسر سید
جانباز حسین و سید اکبر حسین کے تین پسر سید حشمت علی و سید یونس حسین
و سید اشفاق حسین و سید محمدؐ پناہ کے دو پسر سید رحم علی لاولد و سید رحمت علی
انکے سید اصغر علی انکے دو پسر سید واحد علی و سید عبد العلی انکے پسر سیّد
زاہد علی و سید ساجد علی و سید تفضل حسین پسر سوم سید اصغر علی لاولد فوت ش
و سید واحد علی کے ایک پسر سید احمد علی و سید کندن علی کے سید بیچوں انکا

سید مقبول علی انکے سید امانت علی انکے سید برکت علی ان کے دو پسر سید
پیر علی و سید سیف علی انکے سید بینڈھے انکے دو پسر سید محبوب علی و سید
حُب علی ان کے دو پسر سید علی محمد و سید روشن نگار حسین انکے دو پسر سید توکل
حسین و سید محمد طاہر و سید محبوب علی کے ایک پسر سید محمد داور و سید کبیر علی
کے ایک پسر سید محمد علی انکے دو پسر سید بدر جہاں و سید صدر جہاں اُن کے
تین پسر سید جانِ جہاں و سید محمد دائم و سید محمد قائم ان کے دو پسر سید غلام مصطفےٰ
و سید امام بخش ان کے دو پسر سید رمضان علی و سید آلٰہی بخش انکے سید کفایت علی
ان کے دو پسر سید عطا حسین و سید مہدی حسین انکے سید فقیر علی انکے پسر سید
ابو محمد انکے دو پسر سید محمد حسن و سید احمد حسن و سید رمضان علی کے تین پسر سید
محمد حسین و سید وزیر علی کے پسر سید نادر علی ان کے پسر سید عابد علی انکے
پانچ پسر سید علی حیدر و سید یعقوب حسن و سید ابو الحسن و سید سید محمد و سید
ابو القاسم و سید غلام مصطفےٰ کے دو پسر سید جوکھن علی و سید دین علی انکے
ایک پسر سید گوہر علی و سید جوکھن علی کے سید جواہر علی و سید نصیب علی
و سید دائم علی کے ایک پسر سید منظور علی ان کے تین پسر سید طفیل علی سجادہ
نشین و سید دیانت علی و سید عزت علی انکے تین پسر سید اکبر علی سجادہ نشین
و سید سلامت علی و سید لطف علی سجادہ نشین و سید لطف علی کے پانچ پسر
سید انور و سید رحمت علی و سید قربان علی و سید احمد علی و سید فیض علی
انکے دو پسر سید آلٰہی بخش و سید عبد العلی ان کے تین پسر سید بندہ حسن
و سید نور الحسن و سید علی حسن اُن کے پانچ پسر سید **اطاعت حسین**
و سید حفاظت حسین و سید شفاعت حسین و سید فراست حسین و ——
سید آلٰہی بخش کے دو پسر سید ظہور الحسن و سید یعقوب حسن و سید احمد علی کے
دو پسر سید منور علی و سید اعظم علی اُن کے سات پسر سید قدرت علی و سید
سجاد علی و سید باقر علی و سید حشمت علی و سید لیاقت حسین و سید یوسف حسین
و سید شجاعت حسین ان کے ایک پسر سید سعید حسن و سید منور علی کے پسر
سید حسن رضاء ان کے چار پسر سید نظیر حسن و سید شبیر حسین و سید صغیر حسن

وسید عزیز حسن وسید قربان علی کے پسر سید گدا حسین انکے تین پسر سید امتیاز
حسین وسید فیاض حسین وسید اعجاز حسین وسید رحمت علی کے پسر سید
تفضل حسین انکے دو پسر سید محمد کریم وسید محمد نصیر انکے پسر سید نجابت حسین
وسید انور علی کے پسر سید فدا حسین وسید سلامت علی کے تین پسر سید فرحت
علی وسید حیدر علی ہر دو لاولد وسید سید علی سجادہ نشین انکے چار پسر سید
سجاد علی وسید محمد علی وسید ضامن علی وسید جواہر علی سجادہ نشین انکے پانچ پسر
سید علی رضا وسید ولایت علی وسید باقر علی وسید زاہد علی کے چار پسر سید
میر حسن وسید عزیز حسن وسید علی حسن وسید حفاظت حسین وسید باقر علی کے
پسر سید یونس حسین انکے دو پسر سید صغیر حسن وشبیہ الحسن وسید ولایت علی
کے چار پسر سید حشمت وسید اشفاق حسین وسید اخلاق حسین کے دو پسر سید
منیر حسن وسید توقیر حسن وسید علی رضا کے سات پسر سید ابو الحسن وسید افتخار حسین
وسید اظہار حسین وسید اطوار حسین وسید توقیر حسین وسید شمیم الحسن کربلائی و
سید ضامن علی کے تین پسر سید واجد علی وسید ساجد علی وسید محمد رضا انکے
تین پسر سید الطاف حسین وسید علی اوسط وسید علی احمد وسید ساجد علی کے
دو پسر سید رفاقت حسین وسید شرافت علی وسید واجد علی کے دو پسر سید
وجاہت حسین وسید یوسف حسین ان کے دو پسر سید علی حسن وسید توقیر حسن
وسید وجاہت حسین کے پسر سید تہذیب حسن وسید محمد علی کے تین پسر سید
حسن رضا وسید شوکت علی وسید محمد محسن انکے پسر سید علی حسن وسید
شوکت علی کے پسر سید عترت حسین وسید حسن رضا کے چھ پسر سید
غالب حسین وسید مطالب حسین وسید طالب حسین وسید راغب حسین وسید مراتب
حسین وسید مناقب حسین وسید سجاد علی کے دو پسر سید اعجاز حسین وسید
رضا حسین انکے دو پسر سید توقیر حسین وسید منیر حسین وسید دیانت علی کے
فتح علی ان کے دو پسر سید کاظم علی وسید دانش علی ان کے سید امیر علی انکے
پسر سید منور علی انکے پسر سید رضا حسین وسید جانِ جہان کے پسر س
لطفِ جہان انکے پسر سید کاظم علی انکے پسر سید رعایت علی لاولد وسید پیر علی

کے پسر سید تاج الدین انکے دو پسر سید رزاق و سید حسن انکے چار پسر سید شاہ محمد
و سید غوث محمد و سید بساون علی و سید فتح علی انکے دو پسر سید گلاب علی و سید کرم علی
و سید گلاب علی کے پسر سید موسیٰ و سید بساون علی کے دو پسر سید سردار علی و سید
اشرف علی ان کے تین پسر سید طالب علی لاولد و سید امید علی و سید غلام ابراہیم
انکے دو پسر سید نعیم بخش و سید کریم بخش انکے چار پسر سید محبوب علی لاولد و سید
ذوالفقار علی و سید تفضل حسین ولد سید رجب علی و سید نثار علی انکے تین پسر
سید واحد علی و سید منور علی و سید رسول بخش انکے پسر سید واجد حسین
و سید منور علی کے دو پسر سید محمد علی و سید امجد علی انکے دو پسر سید راحت حسین
و سید علی احمد و سید محمد علی کے پسر سید اقبال حسین و سید واحد علی کے
تین پسر سید رضا حسین و سید شوکت علی و سید حشمت علی و سید شوکت علی
کے دو پسر سید صغیر حسن و سید دبیر حسن و سید تفضل حسین کے تین پسر سید
عبارت حسین و سید لیاقت حسین و سید ارتضیٰ حسین و سید ذوالفقار علی کے
پسر سید زاہد علی انکے پسر سید محمد تقی و سید نعیم بخش کے پسر سید
علی بخش لاولد و سید حسین بخش و سید جواہر علی انکے تین پسر سید تفضل حسین
سید تصدق علی و سید عابد علی اُن کے پسر سید عزیز حسن و سید تصدق علی
کے تین پسر سید الطاف حسین و سید صابر حسین و سید ممتاز حسین و سید الطاف
حسین کے پسر سید محمد عاقل و سید تفضل حسین کے پانچ پسر سید راحت حسین
سید شوکت علی و سید موسیٰ رضا و سید الحاق حسین و سید یونس حسین و سید
حسین بخش کے پسر سید فقیر علی ان کے دو پسر سید نظیر حسین و سید ہادی حسین
کے دو پسر سید یعقوب حسن و سید ایوب حسن و سید نظیر حسین کے تین پسر
سید محسن علی و سید محمد عقیل و سید محمد جلیل موجود در شہر لکھنؤ و سید
ید علی کے دو پسر سید دانش علی کے پسر سید مینڈھی و سید غوث محمد کے
ں پسر سید بدلو و سید احمد علی و سید ہتم ان کے پسر سید ثناء اللہ انکے
پسر سید حیدر علی و سید مردان علی و سید رمضان علی و سید سرفراز علی
پسر سید مقصود علی انکے دو پسر سید مشہور علی و سید احسان علی انکے پسر

سید فقیر علی و سید مشہور علی کے پسر سید محمد حسین و سید احمد علی چار پسر سید
بھگن و سید اصالت علی و سید شفاعت علی و سید عظمت علی انکے پسر سید
محبت علی انکے دو پسر سید امجاد علی و سید سجاد علی انکے پسر سید اقبال حسین
ان کے دو پسر سید مرید حسین و سید صغیر حسن و سید امجاد حسین کے دو پسر
سید رضا حسین و سید علی حسن انکے چار پسر سید جعفر حسین و سید صفدر حسین
و سید اختر حسین و سید اظہار حسین و سید شفاعت علی کے پسر سید مبارک
علی و انکے تین پسر سید ثامن علی و سید سجاد علی ہر دو لاولد و سید ضامن علی
ان کے چار پسر سید حسن رضا لاولد و سید محمد رضا و سید علی رضا و سید حیدر رضا
ان کے دو پسر سید شہزادہ رضا و سید صفدر رضا و سید علی رضا کے پسر
سید مقبول حسن و سید محمد رضا کے پسر سید اقبال حسین و سید بدلو کے
پسر سید فرزند علی ان کے دو پسر سید مہر علی لاولد و سید خورشید علی انکے
پسر سید حسین بخش انکے دو پسر سید حشمت علی لاولد و سید کریم بخش انکے
پسر سید التجا حسین و سید رزاق کے پسر سید عابد علی ان کے پسر
سید درگاہ علی ان کے پسر بدن علی انکے پسر سید چھیٹو انکے پانچ پسر
سید جعفر علی لاولد و سید ہاشم علی و سید دانست علی و سید لطف علی و سید
سکندر علی انکے تین پسر سید معصوم علی و سید لال محمد و سید ڈمن علی
انکے پسر سید نقیر علی انکے پسر مولوی سید واجد حسین انکے پسر سید سلطان
احمد و سید لال محمد کے پسر سید قاسم علی ان کے دو پسر سید باقر علی و سید
صادق علی و سید معصوم علی کے پسر سید اصغر انکے پسر سید علی حسین انکے
پسر سید لیاقت حسین انکے چار پسر سید غلام زکریا و سید غلام یحییٰ و سید
غلام حسنین و سید غلام سبطین و سید لطف علی کے پسر سید رمضان علی انکے
پسر سید محمد حسین انکے دو پسر سید یوسف حسین و سید غلام عباس انکے
دو پسر سید ابوالحسن و سید علی محمد و سید یوسف حسین کے پسر سید بشیر احمد
و سید دانست علی کے دو پسر سید آلہی بخش و سید اشرف علی انکے دو پسر
سید جان علی و سید عابد علی ان کے دو پسر سید محمد حسن و سید لیاقت حسین

ان کے دو پسر سید حیدر کرار و سید احمد مختار و سید ہاشم علی کے پسر سید خدا بخش
ان کے پسر سید جوکھن علی و سید الہی بخش کے پسر سید فیاض حسین ان کے دو
پسر سید اکبر حسین و سید اصغر حسین ۔

سیّد نظام مشہدی

ذکر نسب در بیان آنکہ سید نظام مشہدی پیش جمال
اولیاء آمدہ اجازت سفر خواستہ بقولیت مرشد تا ہلور تشریف آوردند چون اینجا کفرستان
از حد زیادہ بود بتفضلات بزرگان و مرضی حق فتح و نصرت نمایاں گشتہ در مقام نکیام
جائے استقام نمودند مگر بر طریق تکیہ دارد۔ چوں از سید شہر اللہ خلف سید نظام سید
خان و از سید خان سید بھیکھن علی و از سید بھیکھن علی دو فرزند از محل اول سید
حبیب و از فعل دوم سید ابو تراب سید حبیب مذکور بروز قابلیت از بلا د برادر مہاجرت
اختیار نمودہ در پرگنہ اترولہ استقامت نمودند و سید ابو تراب از مالک موضع ۱۱۶۸ھ ف

سید حبیب

سید حبیب از بزرگان زمانہ ہستند و از زمانہ مہاجرت در
قریہ پنڈری پرگنہ اترولہ استقامت نمودند بیش از بیش کرامات از ایشاں ظہور
پذیر آمدند۔ مزار حضرت آں آنجا ماندہ گردہ در گروہ استمداد از بزرگیش مے خواہند
بطریق معروف۔

سیّد حسین بخش

ابن سید رمضان علی نہایت سادہ مزاج اور
فقیر منش بزرگ تھے۔ آپکی بے لوث زندگی نے آپ کو مجذوب کر دیا تھا۔ آپ
بہت کم ہمکلام ہوتے تھے۔ لیکن جو کہدیتے تھے وہ ہو کر رہتا تھا ؎

کریما کارسازا بے نیازا
توہی صاحب رحم بندہ نوازا

آپ کا تکیہ کلام تھا۔ باوجود تنگدستی آپ کسی کے سامنے دست سوال نہیں پھیلاتے تھے۔

حکیم سید علی ضامن

آپ نہایت متقی اور پرہیزگار شخص
ہیں۔ آپ نے علم عربی و فقہ کی تعلیم چودہ برس تک لکھنؤ میں رہ کر حاصل کیا۔
علم طب میں درجہ کمال کو پہنچے ہیں۔ اور خدا نے دستِ شفا بھی دیا ہے۔ حضرت
انیس و دبیر کا زمانہ دیکھ چکے ہیں۔ آپ کے بڑے بھائی سید ضمیر حسین فوج
کے سیٹ ایجنٹ کے عہدہ پر عرصہ تک مامور رہے۔

سید طفیل احمد

ابن حکیم سید علی ضامن یکم اگست ۱۸۹۸ء کو

پیدا ہوئے ۱۹۱۲ء میں اردو مڈل پاس کیا ۱۹۱۷ء میں انٹرنس کے امتحان میں
کامیاب ہوئے۔ ۱۹۲۱ء میں مختارکاری کا امتحان پاس کیا۔ اور اسی سال
سے قانونی پریکٹس شروع کی۔ اسی زمانہ میں نان کوآپریشن کا زور تھا چنانچہ
آپ گورنمنٹ کی طرف سے امن سبھا کے انریری سیکرٹری مقرر کئے گئے
آپ کو گورنمنٹ کی وفاداری کے صلہ میں متعدد سندیں اور خوشنودی کے
خطوط عطا ہوئے ۱۹۲۱ء میں جانسٹن صنعت و حرفت اسکول کے انریری
سیکرٹری مقرر ہوئے۔ آپ ہمیشہ دینی امور میں کافی حصہ لیتے ہوئے پائے
گئے۔ اور شیعہ کانفرنس کی مرکزی کمیٹی کے ممبر رہے۔ آپ ڈسٹرکٹ بورڈ
کے بھی ممبر رہ چکے ہیں۔ آپ کے حسن خدمات کے صلہ میں جناب نواب گورنر
صاحب بہادر صوبہ نے آپ کو سند عطا فرمائی۔ شیعہ سوسائٹی قصبہ ھلور کے
کے آنریری سیکرٹری و ایک پُرجوش کارکن ہیں۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند اور خیر و خیرات
میں نمایاں حصہ لیتے ہیں۔

سیّد اشرف علی۔ آپ مرد بزرگ، اور نور ایمان سے مالامال تھے۔ بڑے
خلیق اور رحمدل تھے۔ پابندی صوم و صلوٰۃ و تہجد گذاری میں اپنی آپ مثال تھے
آپکی نماز شب شاذونادر ہی فوت ہوئی تھی۔ باوجود ملازم سرکار آپ ہمیشہ
دینی امور میں منہمک رہتے تھے۔ بیواؤں و یتیموں کی پرورش کرنے کی فکر میں
مصروف رہتے۔ اور خیر و خیرات میں ایسا حصہ لیتے تھے۔ کہ ایک ہاتھ سے دیتے
تھے۔ تو دوسرے ہاتھ کو خبر نہیں ہوتی تھی۔ آپ نے لکھنؤ میں وفات پائی۔ اور
کربلائے تالکٹورہ میں مدفون ہیں۔

سیّد محمد حسین ابن سید اشرف علی اردو و فارسی زبان
میں کافی لیاقت رکھتے ہیں۔ آپ بیحد خوشنویس اور ہفت قلم واقعہ ہوئے ہیں
آداب مجلس سے بھی بخوبی واقف ہیں۔

سیّد آل حسن ابن سید فضل حسین کو روایات سابقہ و حالات
بزرگان کے جمع کرنے کا بیحد شوق ہے۔ نہایت ذکی الفہم اور زیرک آدمی ہیں
علماء کی خدمت اور مسافران کی آؤ بھگت کرنے میں زندگی کا زیادہ حصہ آپ نے صرف کیا

سیّد علی حسن

- آپ گرداور قانونگو ہیں۔ اور زیور خلق و مدارات سے آراستہ ہیں۔ آپ کے بڑے بھائی سید مناظر حسن ایک پُرجوش و قومی کارکُن ہیں۔ پبلک کی بہبودی آپ کا نصب العین ہے۔ وانجمن مسجد فنڈ و غربا لائبریری کے انریری سیکرٹری ہیں۔

سیّد عبد العلی

ابن سید مشرف علی اپنے زمانہ کے بزرگ فرد تھے۔ آپ کو صنعت وحرفت کیطرف قدرتاً رجحان تھا۔ اور تعزیہ داری میں بجد جوش تھا۔ علم نجوم میں کافی دسترس رکھتے تھے۔

سید موسیٰ رضا شاہ رح

ابن سید تصدق علی درویش مشرب گذرے ہیں۔ چونکہ آپ آگ کے انگار سے بلاکسی مدد کے نگل جاتے ہیں اسلیئے عوام آپ کو موسیٰ رضا شاہ آتش خور کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

سید اشتیاق حسین

ابن سید یادگار حسین سادات صلور کے وضعدار اور محتاط افراد میں سے ہیں۔ نہایت خوش مزاج اور بزلہ سنج واقعہ ہیں۔ آپ ہر دینی اور قومی امور میں ہمیشہ نمایاں حصہ لیتے ہُوئے پائے گئے ہیں۔ نہایت خلیق اور مہمان نواز طبیعت رکھتے اور نادار و یتیم کی امداد میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ آپ محکمہ پولیس میں سب انسپکٹر ہیں۔

سید حامد حسین

سید حامد حسین ولد سید حب علی اردو ادب کے ماہرین میں سے ہیں آپکو فارسی و عربی میں کافی دسترس حاصل ہے فن شاعری میں اپنا ثانی قرب وجوار میں نہیں رکھتے۔ مرد مومن ہیں۔

سید محمد بخش

سید محمد بخش ابن سید سخاوت علی نبیرہ سید اکبر علی سجادہ نشین، اپنی ذاتی قابلیت اور حکام رسی کی وجہ سے زیادہ مشہور ہُوئے۔ آپ تمام عمر پبلک کی بہبودی عموماً اور قصبہ کی ترقی کی کوشش میں خصوصاً منہمک رہے۔

آپ آخر عمر تک ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ رہے۔

سید اکبر حسین

ابن سید محمد بخش اپنے زمانہ کے ممتاز ترین ہستیوں میں سے فرد واحد تھے۔ بحد ملنسار اور خلیق تھے۔ دوسروں کی ترقی دولت و علم کو دیکھ کر فخر کرتے تھے۔ دوست و دشمن پر یکساں مہربان رہتے۔ اور کسی شخص کی استدعا کو حتی الوسع رد نہ کرتے تھے۔ خوش مزاجی میں آپ اپنی نظیر تھے۔ آپ قصبہ ھتلور میں انگریزی تعلیم کے رواج دینے کے موجد ہیں۔ آپ عرصہ تک ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ اور آنریری مجسٹریٹ رہے۔

سید محمد حسن

سید محمد حسن ابن سید روشن علی ایک مرد بزرگ اور متبرک شخص تھے۔ دنیا و مافیہا سے کچھ سروکار نہ تھا۔ آپ ہمیشہ درگاہ شریف کی ایک کوٹھڑی میں تنہا مصروفِ عبادتِ الٰہی میں رہتے تھے۔ احمد مرزا صاحب نائب تحصیلدار تحصیل ڈومریا گنج آپ کے معتقد خاص تھے۔ اور بحد خدمت کرتے تھے۔ جب کبھی آپ سے طالبِ دُعا ہوتے۔ تو وہ ہمیشہ پیشکاری کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ باوجود قابلیت وحسن انتظام پیشکاری ہی پر آخر زمانہ میں ایک روز ایک جنازہ ادھر سے نکلا۔ آپ نے کھڑکی سے سر نکال کر دریافت کیا۔ کہ کس کا جنازہ ہے۔ لوگوں نے بتلایا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ ایک قبر میرے لئے بھی تیار کر لینا۔ یہ کہہ کر آپ گھر گئے۔ اور ایک چادر اوڑھ لی اور راہیٔ مُلکِ عدم ہوئے۔

سیّد اصغر حسین

سید اصغر حسین ابن سید محمد بخش۔ سید اکبر حسین مرحوم کے برادر خورد اور صحیح معنی میں قوت بازو تھے۔ آپ بھی ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ اور آنریری مجسٹریٹ رہے ہیں۔

سید لطف علی

بحصول اسناد معہ کیفیت اظہار سید لطف علی بمقام رجسٹری سنہ ۱۲۱۲ف از م

بالمراسلت بحضور شاہ عالم اکبر بادشاہ غازی بتاریخ ہفتم شہر ربیع الثانی ماندہ ایک جلوس موضع حضرت ہلّور درگاہ وچکھولی وبھمنی وٹیکھولی وبگھوا واراضی کو بنڈہ پرگنہ رسول پور غوث موازی دوہزار دوصد و پنج بیگہ زمین افتادہ در وجہ مدد معاش سماۃ فاطمہ بافرزندان بقید آسامی مقررہ معاف فرمودہ وبعدازاں نواب آصف الدولہ بہادر در سنہ ۱۲۱۳ف از قدیم باسم سعادت پناہ سید لطف علی برادرزادہ سید طفیل علی سجادہ نشین درگاہ حضرت ہلّور معاف داشتہ۔

سید اطاعت حسین

ابن سید اطاعت حسین ابن سید علی حسن نہایت ذی فہم اور صالح تھے اوائل عمر ہی سے نماز گذاری اور پابندی امور شرعیہ پر سخت پابند ہوئے مگر افسوس کہ عمر نے وفا نہ کی اور عین زمانہ شباب میں بمقام لکھنؤ انتقال فرمایا۔ آپ بی۔ اے کلاس میں پڑھتے تھے۔

سیّد سید علی

درگاہ حضرت ہلّور کے سجادہ نشین و مرد بزرگ تھے۔ مرد شجاع اور صاحب ادراک تھے۔

سیّد جواہر علی

سید جواہر علی ابن سید سید علی بعد والد بزرگوار کے درگاہ کے متولی مقرر ہوئے۔ آپ بھی جسمانی قوت کے ممتاز تھے۔ غریبوں کی امداد میں ہمیشہ کمربستہ رہے۔

سید حسن رضا

مرثیہ گوئی میں اچھی مہارت رکھتے ہیں۔ آپ کو میر عارف صاحب اعلی اللہ مقامہ کی شاگردی کا فخر حاصل ہے۔ جیسا کہتے ہیں ویسا پڑھتے بھی ہیں آپ کے برادر کلاں سید شوکت علی غزل و قصیدہ گوئی میں فرد تھے۔

سید عترت حسین

معافی ہلور کے متولیان میں سے ہیں۔ آپکی شاعری برجستہ اور مقبول عام ہے۔ نثر خوانی میں آپ کو ملکہ حاصل ہے صاحب تصنیف و تالیف ہیں اور

انجمن دار الاشاعت قصبہ ہلور کے سیکرٹری ہیں۔

مولوی سیّد واجد حسین

آپ نے علم عربی میں کافی لیاقت حاصل کی اور پیشنمازی کا جائزہ بھی مل چکا ہے۔ حدیث خوانی میں اپنا جواب نہیں رکھتے۔ علماء عراق سے بھی خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ عالم اور فاضل ہیں۔

سیّد علی محسن

سید علی محسن ولد سید نظیر حسن ایم۔ اے پاس ہیں۔ اور باوجود انگریزی تقویٰ وطہارت کے بیحد پابند ہیں۔ آپ نے لکھنؤ میں شادی کر کے وہیں سکونت اختیار کر لی ہے۔ اور آج کل مہاراجہ صاحب بہادر محمود آباد میں ملازم ہیں۔

سیّد اقبال حسین

عرف ملہو کلکٹر زمانہ حال کے مجذوب افراد میں سے مانے جاتے ہیں۔ آپ کو علم سے بے حد ذوق ہے اور ہر زبان میں تھوڑا بہت دخل ہے۔ آپ کا خیال ہے کہ آپ لائف کلکٹر ہیں اور اپنی طرف سے لوگوں کو مناصب وخطابات عطا کرتے ہیں۔ بیحد نمازی ہیں۔ البتہ کپڑے سے زیادہ اُنسیت ہے۔ چنانچہ ہر وقت مختلف اقسام کے کپڑوں کے ٹکڑے پاس رکھتے ہیں۔

سیّد حیدر رضا

سید حیدر رضا ابن سید ضامن علی قومی کام میں نمایاں حصہ لیتے اور پبلک کی خدمت میں زیادہ دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ کو اسلامی روایات کے لکھنے اور اخبار دیکھنے کا بیحد شوق ہے۔ مضمون نگاری میں کافی دسترس رکھتے ہیں۔ قابل قدر آدمی ہیں +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب یازدہم

اسم مبارک محمدؑ کنیت ابو جعفر لقب تقی ولادت باسعادت آپکی دس ماہ رجب المرجب روز جمعہ ۱۹۵ھ ہجری میں ہوئی مقام ولادت مدینہ منورہ عہد بادشاہت امین بن ہارون رشید میں واقعہ ہوئی آپ کی والدہ مقدسہ کا نام خیرزان ریحانہ تھا۔ ماریہ قبطیہ کے اقارب سے تھیں علامہ شہر آشوب کتاب مناقب میں لکھتے ہیں کہ حضرت حکیمہ دختر نیک اختر امام محمدؑ موسےٰ کاظم کا بیان ہے کہ برادرم امام رضاء نے مجھے فرمایا کہ آج شب بطن خیرزان سے خدا تعالےٰ مجھے ایک فرزند عطا فرمائے گا جس کی خدمات آپ کے سپرد کرتا ہوں میں نہایت مسرور ہوئے اور بھائی کے فرمان کی تعمیل کی اور ہمسایہ کی عورتیں بلائی گئیں اور حجرے میں چراغ روشن کر دیا جب وضع حمل کے آثار ہویدا ہوئے تھوڑی دیر بعد آفتاب امامت نے طلوع کیا جناب امام محمدؑ تقی متولد ہوئے ایسی حالت میں مختون بھی تھی) اور ناف بریدہ بھی تھی چراغ کی طشت پر بٹھلایا غسل دینے کے لئے وہ چراغ گل ہو گیا مگر حجرے میں تحریکی ذرا نہ ہوئی تمام ضروریات انجام دیئے گئے میں متعجب تھی کہ اتنے میں میرے برادر گرامی قدر حضرت امام علی رضا تشریف لائے میں نے جلدی اس مولود مسعود کو کپڑے پہنا کر آپ کے آغوش مبارک میں دیدیا آپنے بچہ کے سر و چشم کو چوم لیا اور مجھکو دے کر فرمایا تم ان کو گہوارہ رکھکر تین روز تک موجود رہو حکیمہ خاتون تین یوم حفاظت برابر کرتے رہے تیسرے روز کے بعد آپ نے چشم مبارک کھولیں پہلے آسمان کو دیکھا اور یمین یسار نگاہ فرما کر نہایت فصاحت و بلاغت سے ارشاد فرمایا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم یہ دیکھکر میں اور متعجب ہوئی اور برادر عالیشان سے جاکر کہا آپنے مسرور ہو کر فرمایا اے بہین میرا یہ فرزند حجت اللہ ہے۔ اور وصی رسول اللہ ہے اسلئے جو عجائبات اسکی ذات سے مشاہدہ ہوئے ہیں مقام تعجب نہیں ہے حضرت امام محمدؑ تقی کی ولادت کے وقت فرقہ واقفیہ کی شورش

کا زمانہ تھا حضرت امام علی رضاؑ کی مخالفت اظہار کر رہے تھے جب لئیریض کا
کافی جواب پاتے چپ رہتے اور کہنے لگے آپ لاولد ہیں۔ اور عقیم امام نہیں ہو سکتا
چنانچہ کتاب الصافی شرح اصول کافی میں مرقوم ہے ابن قیاما ئی واقفی نے حضرت
امام رضاؑ کو لکھا کہ آپ کی اولاد موجود نہیں امام کیسے ہو سکتے ہیں آپ نے جواب
لکھا تجھے کیسے یقین ہوا کہ میری اولاد نہ ہو گی چند یوم کے بعد خدا تعالے
میرے گھر فرزند عطا فرمائے گا جو دنیا میں حق کو باطل سے جدا کرے گا۔
قیاما کی گفتگو کے بعد سال بھر میں امام محمدؑ تقی پیدا ہوئے محمدؑ ابن علی کا بیان
ہے کہ امام علیؑ رضاؑ نے مشہور ولادت سنکر حاضرین سے فرمایا میرا یہ فرزند
ایسا منتخب برگزیدہ پیدا ہوا ہے ایسا کوئی نہیں ہوا کیونکہ ہمارے
مخصوصین اپنے مخالفین سے ان اعتراض سے کہ امام عقیم نہیں ہوتا اب
بیخوف ہوگئے حمادؒ ناقل ہے کہ امام اپنے فرزند کو باہر لائے قمیص اتار کر دکھایا
کہ تمام حاضرین مومنین غور سے دیکھیں جب دیکھا تو انگوٹھے کا ایسا نشان
معلوم ہوا آپ نے فرمایا تم لوگوں نے دیکھ لیا میرے والد بزرگ کی
مابین کتفین بھی ایسے ہی نشان تھا یہاں تک امام رضا جناب امام محمدؑ تقی
کی امامت کے متعلق اپنے مخصوصین کو ہدایت عطا فرمائی اس زمانہ کے
مخالفین فرقہ واقفیہ کی شورش پوشیدہ نہیں تھی ان کی تحریک سے
خوف تھا کہ ان کی گمراہی کا اثر مومنین پر نہ پڑے اسلئے امام محمدؑ تقی کی امامت
کی تصدیق کر دی اور اعتراض واقفیہ موقوف ہوگیا اور امام محمدؑ تقی کی ولادت
کے بعد ان کا مخالفانہ حملہ آپ پر ہوا عزیز عقارب کی تمنا تھی کہ آپ کے بعد
تمام جائداد کے وارث مالک ہم ہونگے یہ امید نہ رہی تو اپنی خود غرضی
سے یہ دعوے کیا کہ محمدؑ تقی رنگت میں حضرت امام علی رضاؑ سے نہیں
ملتے ہم کو اپنی وراثت سے محروم رکھنے کے لئے امام محمدؑ تقی کو اپنا قرار
دیا ہے شرح اصول کافی کا ترجمہ یہ ہے احمد ابن محمدؑ ابن علی کا بیان ہے
کہ میں نے علی ابن جعفر صادق کو کہ امام رضا کے چچا تھے کہا کہ حسن ابن
الحسین ابن علی ابن الحسین کی زبانی یہ بیان کرتے سنا ہے کہ خدا تعالے

سب طرح امام کی حمایت فرمائی حسن نے کہا ایسا ہی ہے جیسا آپ فرماتے ہیں کہا ہاں بھائیوں نے اور چچا زاد لوگ نے مخالفت اور اختلاف کیا حسن نے کہا ہیں موجود نہ تھا یہ واقعہ کیسے ہوا علی ابن جعفر صادق نے کہا آپ کے بھائیوں نے کہا کہ امام سیاہ فام نہیں ہوتا پھر جا کر امام رضاؑ سے دریافت کیا آنجناب نے کہا یہ فرزند میرا ہے پھر بھائیوں نے کہا کہ جناب رسول خدا نے بھی علماء قیافہ کی اعتبار پر اسامہ ابن زید کے فیصلہ کو چھوڑا تھا وہ لوگ فیصلہ کر دیں تو ہم تم راضی ہو جائیں امام رضاؑ نے فرمایا اگر تمہیں ان کی ضرورت ہو تو بلاؤ یہ سنکر ان لوگوں نے چند علماء قیافہ کو طلب کیا فیصلہ کے دن تمام سادات کو جو امام علی رضا کے بھائی چچا پھوپھیاں تھیں ایک جگہ جمع کیا اور امام محمد تقی کو پاس بلا لیا اتنے میں علم میں قیافہ کے علماء آئے انہوں نے پوچھا اس کا باپ اس مجمع میں کون ہے بغور دیکھکر کہا ان میں اس لڑکے کا باپ نہیں ہے وہ شخص اس کے چچا ہیں اور یہ خواتین اسکی پھوپھیاں ہیں جب امام رضاؑ تشریف لائے تو اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا یہ اس لڑکی کا باپ ہے یہ سنکر علی ابن جعفر کو تاب نہ رہی حضرت امام رضاؑ کی پیشانی مبارک پر بوسا دیا اور کہا آپ بیشک ہمارے پیشوا ہیں علماء قیافہ کے فیصلہ پر جانبین میں رضامندی اور صفائی ہو گی حضرت امام رضاؑ نے بھی ان کی مصلحت اور ضروری امر کو منظور کر لیا تھا کہ میرے نبوت کی تصدیق پر اعتبار نہ کریں گے اس امر کو بھائیوں کے اختیار میں دے دیا انہوں نے جو چاہا کیا اس وقت آپ کا بچہ چار سالہ تھا یہ واقعہ ۱۹۸ھ ہجری زمانہ سلطنت امین میں پیش آیا اور ۱۹۹ھ ہجری کے اخیر ماموں رشید نے مدینہ سے مرو بلا لیا ۲۰۱ھ ہجری میں ولیعہد بنایا۔ اور ۲۰۲ھ ہجری کے اخیر شہید کر دیا حضرات آئمہ معصومین کے مقدس طبقہ میں بچپنے جلد یتیمی کی فضیلت جناب امام محمد تقی نے اٹھائی کسی بزرگ نے نہیں اٹھائی اور قلیل زمانہ امامت کا پایا و کم سنی میں وفات پائی کل پچیس ۲۵ برس کی عمر میں دار فانی سے ملک جاویدانی کی طرف تشریف لے گئے اسلام منصوب من اللہ ہوتا ہے آپ کی کم سنی کے حالات اور قابلیت کے اوصاف و کمال اپنے بزرگوں کی مثال ثابت کر رہے ہیں آپ کو کم سنی میں عرب کے علماء

فضلاء سے مباحثے مناظرے متعدد پیش آئے جو اپنی قابلیت و استعداد کے اعتبار
سے تمام اہل عرب کے جلسوں میں اپنے مقابل علماء کے سر نیچے کر دیتے تھے۔ پھر
ان کو قیل قال نہ ہو سکے امام منصوب من اللہ کی تحصیل تکمیل من جانب اللہ ہے۔
ہوتی ہے اسکی سن عمر پر موقوف نہیں ہوتا آپکے قبل اصحاب میں اکثر بزرگوں نے
ایک زمانہ محدود تک اپنے اپنے امام حق کی خدمات میں تحصیل علوم کا شرف حاصل
کیا ہے اور امام محمدؑ تقی کو اتنا موقعہ نہ ملا ولادت سے لے کر پانچ برس اپنے والد
بزرگوار کی خدمت نصیب نہ ہوئی اسکے بعد امام رضاؑ کو ماموں نے شہر مرو میں بلاکر
دو برس کے بعد شہید کر دیا آپ کا اپنے پدر عالی درجات کی خدمات حسین
رہکر تحصیل علوم کرنا ثابت نہیں ہوتا اور جب آپ کے مباحثے پر نظر کی جاتی ہے
تو ثابت ہوتا ہے کہ ایسے موید اللہ کو کسی کی تعلیم کے تدریس کی ضرورت نہیں
تھی امام محمدؑ تقی کی کم سنی نے امام منصوب من اللہ کو تعلیم ربانی ہونا ثابت کرتا ہے۔
حضرت امام رضاؑ کے معاملات سے فراغت پاکر ماموں خراسان سے بغداد کو بڑھا۔
اور حلوان کو پہنچا اور بغداد کی مہم حمید طوسی کو سپرد کر کے فوج جرار ہمراہ کر دی
اور آپ عراق میں داخل ہو کر انتظام ہو کرنے لگا حمید طوسی تجربہ کار فوجی افسر تھا
اسنے بغداد کی پریشان خاطر فوج اپنی سازش میں لے لی اور دلجوئی تشفی
کر دی اور ابراہیم کی گرفتاری کی پوری تدبیر کر لی ابراہیم جہان دیدہ تھا
موضع سے ہٹ گیا اور بغداد کی عمارت عیسٰے ابن خالد مرادیکو دے کر روپوش
ہو گیا بہرحال ابراہیم کے نائب سے عیسٰے بن خالد میں مقابلہ ہوا حمید طوسی سے حمید
نے عیسٰے کو شکست دی فوج پس پا قلعہ شاہی میں واپس آئے ابراہیم قلعہ
بغداد سے نکل گیا حمید ۵ المحرم ۲۰۳ھ ہجری کو دار الخلافہ بغداد پر قابض ہو گیا اور
رعایا کو شہر نے لشکر سے ماموں کی بیعت کی مستحکم قرار کر لی۔ اور بغداد کے
امور درست کر لئے جو سالہا سے خرابی بربادی تھی امن وامان کی صورت پیدا
کر دی اور ماموں کی گئی گذری سلطنت کو پھر زندہ کر لیا مگر عباسیوں کی حمید
صلاح نہ کر سکا جو اقارب سلطانی ہونے کا شرف رکھتے تھے ان کی حالت
پر ان کو چھوڑ دیا اور فوج رعایا کو اپنی طرف ملا لیا رعایا کا رنگ دیکھکر عباسی خموش ہو گئے

اور حمید طوسی سے جرات نہ کر سکے اس نے ماموں کو لکھا کہ بغداد کا انتظام درست ہوگیا ہے آپ اسجگہ آوین ماموں یہ خبر پاکر حلوان سے اٹھا اور راستہ ہمدان سے رلی پونچا وہاں سے شہر واسطہ ہوتا ہوا بصرہ کی راہ سے پانچ ماہ صفر ۲۰۳ھ ہجری کو بڑے تزک سے اپاسے دارالخلافہ بغداد میں داخل ہؤا ماموں نے راستہ سے طاہر کو لکھا وہ مصر شام کی پچاس ہزار جرار فوج کی جمعیت سے بغداد پونچ گیا اسکی کثرت جمعیت سے بغداد کی زمین دہل گئی ماموں بڑا عیاری کا پتلا تھا بنی عباس کی صلاح کے لئے ایک لحظہ میں مخالف جماعت عباسی کو اپنا مطیع بنالیا حمید طاہر کی سوا کوئی نہ تھا جو لوگ تھے تازہ جدید منصب یافتہ تھے ماموں نے حکمدیا کہ فوج شاہی کے علم کے رنگ اور اہل لشکر کی پوشاک سبز ہوتی تھی وہ قدیم دستور کے مطابق سیاہ کرا دی کہ اس کے خلاف نہ کیا جاوے بعد اسکے چھوٹے بھائی ابی اسحاق بن ہارون کو جو موتمن کے نام سے مشہور تھا اپنے ولیعہدی کے لئے نامزد کیا کہ ماموں نے اپنے بیٹے عباس کو معزول کر کے اپنے بھائی کو اپنی امارت تفویض کی ہے بنی عباس کے قلوب برگشتہ ہوگئے تھے پھر رجوع کرنے لگے علم سبز کی جگہ سیاہ کا ہونا سادات کی جگہ پھر بنی عباس کا ولیعہد وارث تخت مقرر ہونا ان کی تسخیر قلوب کی سہل عیاری تھی جملہ بنی عباس رضامند ہوگئے یہ ماموں کی سب انتظام تین برس کے بعد درہم برہم ہو گئے اور ابراہیم بن مہدی نے اپنے چچا کو پھر اپنا مصاحب بنالیا اور قصور معاف کر دیا ماموں نے اسیوقت بزرگان سلف کے دستور کو اختیار کیا اور عباسیوں کی رضامندی کے اطمینان کے باعث سے اپنی سلطنت کے لئے وہی قدیم اشعار اختیار کیا جو ہمیشہ سے دولت عباسیہ میں جاری تھی ابو اسحاق موتمن معتصم کے لقب سے خلیفہ اس کے بعد تسلیم کیا گیا اور سبز رنگ کی جگہ سیاہ رنگ جو قدیم سے عباسیوں کا خاصہ تھا اختیار کیا گیا ماموں کو تدبیر کا پتلا اور عیاری کا تازہ کرشمہ تھا عباسیوں کو جب خشنود کر چکا تو سادات کا خیال اسکے ذہن نشین تھا ایک دن ماموں رشید نے برائے شکار ایک گلی سے گذر گیا اور حضرت امام تقیؑ چند لڑکوں سے کھیل رہے تھے اسوقت سن آپ کا نو برس

کا تھا اسواری دیکھ کر سب لڑکے فرار ہو گئے اور امام کھڑے رہے ترجمہ صواعق
محرقہ ماموں نے پوچھا اے لڑکے تم کیوں نہ بھاگ گئے آپ نے فرمایا رستہ تنگ
نہ تھا جو میں خوف سے فرار ہوتا نہ آپ کسیکو بے قصور بہکاتے ہیں ماموں کو نہایت
پسند آیا پھر اسنے کہا تمہارا اور تمہارے باپ کا کیا نام ہے امام نے فرمایا
محمد ابن الرضا یہ سنکر ماموں کو ترس آیا اور آگے چلا اور جا کر باز کو تیتر پر چھوڑا
وہ ایک مچھلی چونچ میں لایا ماموں متعجب ہوا اور واپس آیا تو پھر لڑکے کھیل
رہے تھے سوائے امام کے سب بھاگ گئے ماموں نے قریب آکر پوچھا بتلا
میرے ہاتھ میں کیا چیز ہے آپ نے فرمایا خدا نے اپنے دریائے قدرت
میں ننھی مچھلیاں پیدا کی ہیں جنکو بادشاہوں کے باز شکار کرتے ہیں۔ اور
اہلبیت مصطفےٰ صلعم کے فرزند ان کی خبر دیا کرتے ہیں آپ کھیلتے نہ تھے بالکل
علیحدہ کھڑے تھے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکو لڑکوں سے ہرگز سروکار نہ
تھا اور معرفت کی انکشاف یوم ولادت سے لے کر وقت وفات تک یکساں
ہوتے ہیں جسطرح حضرت یحیٰے نے اپنے ہم سن بچوں کو جواب دیا تھا کہ دنیا
میں کھیلنے کو نہیں آئے صواعق محرقہ کی تحریر سے معلوم ہو گیا ماموں امام کا کافی
جواب سے کمال متاثر ہوا کہنے لگا کہ آپ امام رضا کے فرزند دلبند ہیں اور آپ
کا فریفتہ ہو گیا اور اپنے ہمراہ قصر امارت میں لیگیا ایک آپ کی قابلیت کمال
کو دیکھ کر تعظیم تکریم کرنے لگا اور اپنے مخالفانہ ظاہر تلافی اور عیارانہ حرکات
پوشیدہ جو آپ کے والد بزرگ سے کر چکا تھا آپ کے زیادہ قدر منزلت
کرنے کا اور ہر روز دربار میں بلا کر اپنے قریب بٹھلاتا تھا اور ارشاد ہدایت
سے مستفید ہوتا تھا ماموں کی صحبت علماء فضلاء سے بڑھے رہتے تھے امام محمدؑ
تقی کی رونق افروزی سے زیادہ ہو گئے ماموں کی علمی مباحثہ کا شوق رکھتا
تھا ایک نہ ایک کو آمادہ رکھتا تھا آپ کے امتحان لینے کی ضرورت سے سوال عرض
کرتا تھا امام محمدؑ تقی ان کے جواب معقول دیتے تھے اور عباسی امام کو ماموں
کے برابر بیٹھا دیکھکر جل مرتے تھے ماموں نے اپنے بیٹے نور زام الفضل کا عقد
ظاہر کیا یہ سنکر عباس کی اولاد حسد نفسانیت سے چلے گئے اور جلکر خاک ہو گئے

آخر ماموں سے کہنے لگے آپ پھر ہمارے مقابل بنی فاطمہؓ کو ترجیح دینے لگے ہم
نہیں جانتے کہ سادات کے پاس کیا ہے جو خلیفہ عصر ان کی خلوص عقیدت میں
اپنے اور سارے خاندان کی قدر منزلت کو خاک کئے دیتے ہیں ہمنے سنا
ہے کہ ام الفضل کی عقد کی تجویز امام محمدؑ تقی کے ساتھ آپ نے کی ہے یہ قرابت
ہماری محض خلاف ہے بحوالہ صواعق محرقہ علامہ ابن حجر ماموں نے عباسیوں
سے کہا کہ میں نے تمام اہل علم فضل پر اعتبار علم و فضل و علم امام تقی کو اس
امر خاص کے لئے منتخب کیا ہے ماموں آزاد تھا خود مختار ہو گیا بنی عباس کی کچھ پرواہ
نہ کی اور صاف کہہ دیا یہ بچہ نہیں ہے تم موجودہ زمانہ کے علماء فضلاء کی جماعت
جمع ہو کر امام محمدؑ تقی کا امتحان لیلو اور پایا اجتہاد کی کامل ازمائش کرلو عباسیو
نے مان لیا اور بغداد کے مشہور قاضی یحیٰی ابن اکثم امتحان لینے کو منتخب کیا
اسلامی تاریخوں میں عام طور سے اس مناظرہ کی بڑی شہرت ہے تمام
مورخین و موالفین نے اسکی کیفیت کی تفصیل درج کی ہے اسکی بڑی مجلس
قایم کی گئی آراکین دولت کے علاوہ نو سو کرسیاں صرف علماء کی مقرر ہوئیں
حضرت امام منصوب من اللہ امام محمدؑ تقی کی روحانی محامد اوصاف اور حقانی
مدارج کو ایسے بڑے جلسہ کے کیا پرواہ تھی ترجمہ صواعق محرقہ کا یہ ہے عباسیوں
نے منتخب شدہ عالم بینظیر مناظرہ کے لئے یحیٰی ابن اکثم کو پیش کیا حضرت
امام محمدؑ تقی نے مسند پر جلوس فرمایا جو خلیفہ نے تیار کئے تھے پھر یحیٰے نے چند
سوال پوچھے آپ نے دلایل واضح سے جواب دیئے خلیفہ نے کہا آپ نے
بہت اچھے جواب دیئے ہیں مگر آپ بھی یحیٰے سے سوال کیجئے امام یحیٰی سے
کہا کہ تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو کہ صبح کو ایک مرد نے ایک عورت کو دیکھا وہ
اسوقت اسپر حرام تھی پھر طلوع آفتاب کے وقت اسنے اسکو خرید لیا۔
وہ اسپر حلال ہو گئی ظہر کے وقت اسنے اسکو آزاد دیا پھر ظہر کو اسپر حرام
ہو گئی اور پھر عصر کو اسپر حلال ہو گئی پھر مغرب کو اسپر حرام ہو گئے
پھر عشاء کو اسپر حلال ہو گئی پھر نصف رات کو اسپر حرام ہو گئی اور پھر
صبح کو حلال ہو گئی یحیٰی نے کہا اس مسئلہ کو نہیں جانتا فرمایا محمدؑ تقی نے صبح کو

ایک مرد اجنبی نے ایک کنیز کی طرف دیکھا وہ اسپر محرم تھی طلوع آفتاب
کے وقت اسنے اسکو خرید لیا وہ اس پر حلال ہو گئی ظہر کے وقت اس نے اس
کو آزاد کر دیا حرام ہو گئی عصر کے وقت اس سے نکاح کر لیا حلال ہو گئی مغرب
کو اس سے اظہار نادانی کفارہ حرام ہو گئی پھر عشاء کے وقت کفارہ ظہار ادا
کر دیا حلال ہو گئی پھر نصف شب کو طلاق رجعی اُسے دی حرام ہو گئی صبح کو پھر
اس سے رجوع کر لیا حلال ہو گئی یہ سنکر ماموں نے عباسیوں سے کہا کہ جس
بات پر تم جھگڑتے تھے اب تو تم نے اسے خوبی دیکھا لیا ماموں کی اس جگہ
اس جلسہ کی روئداد یہ تھی جو صواعق محرقہ سے لکھے گئے یہ مناظرہ عباسیوں
کی ندامت اور ذلت کا باعث ہوا عباسیوں کی اس محرقہ ارائی کے مقابل
میں کچھ نہ چلے جب یہ معاملات طے ہو گئے تو ماموں نے اسی جلسہ میں جس
میں ہر طبقہ کے لوگ موجود تھے حضرت امام محمدؑ تقی کا عقد اپنی دختر
ام الفضل کے ساتھ کر دیا علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں۔ اب
عباسیوں کو اس امر میں عذر باقی نہ رہا سال کے بعد ماموں نے بڑے
انتظام سے ام الفضل کو امام محمدؑ تقی کے ہمراہ مدینہ منورہ کو رخصت کیا عباس
کی اولاد اور آگ بھڑک گئی ماموں کو تو کچھ کہہ نہ سکے مگر انہوں نے اپنی
مخالفت کی خفیہ محض پوشید تدبیروں سے زن و شوہر میں ہمیشہ کے لئے
نااتفاقی قایم رکھنے کے لئے بورا بند و بست کر لیا اس وجہ سے ام الفضل
سے کبھی خیر خواہی اور محبت الفت اور رفاقت اخلاص کا اظہار ثابت
نہیں ہوا بلکہ آپ کی شکایت لکھتے رہے بحوالہ صواعق محرقہ ۲۱۲ھ
ہجری میں ماموں عبدوس حاکم مصر پر چڑھ گیا عبدوس نے علم بغاوت بلند
عرصہ سے کیا ہوا تھا وہاں کا بندوبست درست کر کے پھر روم پر گیا اور
رومیوں پر فتح یاب ہوا اور علاقہ طرطوس میں آب و ہوا موافق سمجھ کر قیام
کیا ایک دن چشمہ قشیرہ میں غسل کیا علامہ مسعود نے مروج الذہب
میں اس چشمہ کے سردی کا حال لکھا ہے ماموں کو سردے نے ایسا پکڑا
ہزارہا علاج طبیوں نے کیا لیکن جائز نہ ہوا صاحب روضتہ الصفاء نے

لکھا ہے کہ ماموں نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور بیہوش ہو گیا اور نو بجے
شبکو مر گیا معتصم نے اس کو قصبہ طرطوس میں دفن کیا جو چشمہ قشیرہ سے ڈھائی کوس
کے فاصلہ پر واقع ہے اور عمر ۴۸ برس ہوئی یکم رجب ۲۱۸ھ ہجری میں جو ماموں
رشید نے وفات پائی یکم رمضان ۲۰۸ھ ہجری میں معتصم نے محاصرہ روم سے
واپس آکر بغداد میں تخت خلافت پر جلوس کیا طبری کا بیان ہے کہ ہو چکا تھا
ماموں کے ولیعہدیکا مسئلہ ہمیشہ ہزاروں اختلاف کا باعث ثابت ہوتا چلا آیا ہے
جس موقعہ اور وقت پر جس شخص کو ضرورت ہوئی ولیعہدی کے لئے اختیار کر لیا
گیا طبری میں لکھا ہے کہ جب حضرت امام رضا کو ولیعہد کیا اور شرط کی کہ آپ
کے بعد آپ کے فرزند محمد تقی کو ولیعہد کئے جانے کے حکم دیا تھا اور اُسی طبری
بارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ماموں نے اپنی وفات کے پہلے آٹھ برس اپنے بھائی
صم کو اپنے ولیعہدی کے لئے منتخب کیا یہ ماموں کی تدبیر ملکی کے عجیب نیرنگ
اں معتصم نے تخت پر قدم رکھا کہ عباسیوں نے خلافت کی کروٹ بدلی قدیم
ستور کے مطابق لشکر و رعایا کو عباس ابن ماموں کی امارت کا رنگ جمانے لگے
معتصم نے عباس کو بلا کر نظر بند کر لیا اور ارکان دولت کے سامنے عباس ابن ماموں
سے اپنی بیعت کا اقرار لے لیا بابک ملحد نے جنوبی ایران میں خروج کیا اور بابک
کی بغاوت ماموں کے حیات میں ترقی کر گئے تھے ماموں سے اسکا واقعہ نہیں پڑا
اسکی حکومت چاروں طرف چھکی ۲۱۲ھ ہجری میں محمد ابن حمید کو معتدد فوج
دے کر بابک پر روانہ کیا بابک نے محمد کو قتل کر ڈالا پھر طاہر کو مصر سے بلا کر بھیجی
بھی شکست کھا کر واپس آیا ماموں نے پر مرتے دم تک اس کا نام نہ لیا۔
وضتہ الصفا کی اسناد سے لکھا ہے کہ بابک ہر طرف سے آزاد ہو کر تاجدار
وں کا ہم پلہ سمجھنے لگا اور ماموں کے بعد بابک نے اصفہان و ہمدان اور علاقوں
پنے زیر اثر کر لیا پھر معتصم نے حیدر ابن کاؤس جو ماوراء النہر کا امیر تھا چالیس
ر فوج دیکر بابک کی طرف روانہ کیا حیدر کے مقابلہ میں بابک شکست کھا
ممالک ارمنہ کو چلا گیا ماموں کے وقت بغداد سے ام الفضل سے لے کر امام
قی مدینہ چلے آئے تھے اور وہ آپ کے خیر خواہ ہمدرد نہ تھے ہمیشہ آپ

کی برائی کے خواہاں رہتے تھے اور اپنی طرف جھوٹ الزام آپ کی ذات ستو
صفات پر لگایا کرتے تھے سید ابن طاؤس جناب حکیمہ خاتون دختر امام رضا
کی اسناد سے ام الفضل کی خاص زبانی نقل کرتے ہیں کہ میرے امام محمد تقی
کی وفات کے بعد ان کی زوجہ ام الفضل نے گریہ وزاری کر کے آنحضرت
اوصاف بیان کئے اور کہا اے عمہ اگر آپ کہیں تو میں ایک عجیب نقل
بیان کردوں جو آپ نے کبھی نہ سنی ہو میں نے کہا بیان کر ام الفضل نے بیا
کیا کہ ایک روز میں اپنے محل میں بیٹھی تھی کہ ایک عورت خوبصورت میرے
پاس آکر کھڑی ہوئی میں نے پوچھا تم کون ہو اسنے کہا عمار یاسر کی اولاد سے
ہوں اور امام محمد تقی کی زوجہ ہوں میں نے اسکے سامنے تو ضبط کیا مگر غیرت
سے لگی اور سر کو چلی گئی آتش حسد سے بکو اپنے باپ کے پاس جاکر کہہ دیا
محمد تقی میرے مقابلہ پر اور ازواج سے اختلاط فرماتے ہیں اور جب میں
ان کی خدمت میں شکایت کرتی ہوں تو وہ آپ کو اور تمام آپ کی آباو اجداد
کو برا بھلا کہتے ہیں ماموں کو اسوقت نشہ میں میری کلام سنکر آگ لگ
گئی شمشیر برہنہ ہاتھ میں سے کر محلسرا میں گیا امام خواب میں تھے اسنے جگایا
نہیں فوراً ٹکڑے ٹکڑے کر دیا مجھکو سنکر اسقدر رنج ہوا کہ اپنے منہ پر طمانچے
مارنے لگے صبح کو یاسر خادم نے میرے باپ کو جاکر کہا رات کو اپنے نشہ میں
ایسی حرکت کی جس کی سبیل ہونی محال ہے اسنے کہا مجھکو بالکل خیال بھی نہیں
ہے کہو کیا کیا ہے یاسر نے کہا کہ رات کو ام الفضل کے کہنے سے آپ نے امام
محمد تقی کو ٹکڑے کر ڈالا ماموں پریشان ہو کر اپنا منہ دیکھنے لگا جب ہوش
آیا تو یاسر کو امام کے احوال کی غرض سے بھیجا جب یاسر نے جاکر دیکھا
تو آپ حوض کے کنارے مسواک کر رہے تھے یاسر نے سلام کیا آپ نے
تبسم ہو کر جواب سلام دیا یاسر نے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو ایک گذارش
ہے آپ نے فرمایا اجازت ہے مگر ہم نماز پڑھ لیں آپ نماز میں مشغول ہو
اور یاسر ماموں کے قریب پہنچکر کہنے لگا مبارک ہو امام تو صحیح سلامت
ماموں نے ہزار درہم یاسر کو دیئے اور بیس ہزار درہم امام کی خدمت

بھیجے یاسر لے کر ہدیہ شاہی امام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نماز سے فراغت
کر چکے تھے یاسر نے امام کا جسم مبارک دیکھنا چاہا کہ نشان زخموں کے ہیں یا نہیں
اس حیلہ سے یاسر نے عرض کی کہ اے فرزند رسول اللہ یہ پیراہن جو آپ پہنے ہیں
مجھکو عنایت ہو جو میں اپنے کفن کے لئے رکھ چھوڑوں امام نے اپنا پیراہن مجھے اتار
دیا اور فرمایا جو تو نے کہا ہے وہی شرط ہے یاسر کا بیان ہے کہ میں نے آپ
کے جسم اطہر کو دیکھا تو کوئی نشان نہ تھا پھر جا کر ماموں سے بیان کیا اس نے
اپنا گھوڑا اور شمشیر خلافت جسکو کہتے تھے بطور ہدیہ امام کی خدمت میں بھیجدیا
ام الفضل کا بیان ہے کہ میرے باپ نے مجھ سے کہا اگر میں نے امام کے برخلاف
کوئی بات کہتے سنی تو تمام عمر بھر تیرے منہ نہ لگوں گا ماموں معافی کے لئے آں
حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا تم شراب نہ پیا کرو ماموں نے
اس وقت سے شراب خواری سے توبہ کی تاریخ جلا العیون صفحہ ١١٥ یہ تو بغداد
کے قیام کے زمانہ کے الزام تھے جو ام الفضل نے امام محمد نقی ع کی ذات بابرکات پر
لگائے اور مدینہ منورہ میں جا کر تہمت آپ پر لگائے وہ یہ ہیں چنانچہ صاحب صواعق
محرقہ لکھتے ہیں کہ امام جب ام الفضل کو لے کر مدینہ پہونچے تو وہاں سے اپنے باپ
ماموں کو لکھا کہ امام کنیزوں سے خلا ملا رکھتے ہیں ماموں نے جواب لکھا کہ تیرا نکاح
اس لئے نہیں کیا کہ تو ان پر خدا کی حلال کردہ اشیاء کو حرام کردے ماموں نے
اسکا اعتبار نہ کیا شانزدہ کے زمانہ میں ام الفضل نے آپ سے محبت الفت
کا اظہار نہیں کیا برعکس اسکے مادام الحیات مخالفت ثابت ہوئی وجہ عداوت
ایک تو یہ امام علی نقی کی والدہ سے نکاح کرنا سخت گذرا دوسری یہ اپنی امارت
اور شاہزادے ہونے کی مفاخرت میں زیادہ مغرور اور سرکش تھے اور کچھ
عباسیہ کے اشتعال مخالفانہ تھے جو امام کو مخصوص عداوت کی بنا پر اسکو دے
گئے تھے ٢١٢ھ ہجری میں سفر آپ کا واقع ہوا اس حساب سے اٹھ برس دارا
لخلافت بغداد میں آپ نے قیام کیا فرقہ واقفیہ کا بار دیگر رجوع علم تفسیر علم
الحدیث علم الفقہ علم الکلام کے متعلق کوئی ایسی بات نہیں جس کے
بارے میں کامل استفسار نہ کیا ہو آپ نے ان کے تمام سوالوں کے جواب

شافی اور کافی طور سے دیئے پھر پوچھنے کی ضرورت نہ ہوئی ملا محمدؒ باقر
مجلسی تحریر کرتے ہیں کہ سب نے اقراری معقول ہوکر آپ کی امامت کا اقرار
اور اپنے عقائد فاسدہ سے تائب ہوکر سلک حقہ پر راسخ ہو گئے ۲۱۲ھ
میں امام محمدؑ تقی بغداد سے آکر مدینہ میں سکونت پذیر ہوئے سات برس
قیام فرمایا منصب امامت کی خدمات ازادانہ طور پر نہایت فراغت سے انجام
دیتے رہے علماء فضلاء بھی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر تعلیم ارشاد سے
فیضیاب ہوتے رہے بلکہ طالبان حق عراق و یمن حضر موت الجزایر شام ا
مصر تک جوق جوق آپ کی خدمت میں کسب علوم کے لئے حاضر ہو رہے اور
کی چشمہ علوم ہدایت سے سیراب کامیاب ہوکر واپس جاتے رہے
آپ کے فضل و کمال کو اپنے ملک قوم قبیلہ میں پھیلاتے تھے اسیطرح
لوگ زیارت کو آتے اور فیض یاب ہوکر خصوصاً جاتے ایام حج میں مومنین
کی کثرت ہوتی تھی سید علی ابن امام جعفر صادق یہ بزرگوار امام محمدؑ تقی کے
تھے اور مسجد رسول میں درس دریا کرتے تھے جس میں مدینہ کے علماء فضلا
فقہا جمع ہوکر تعلیم لیا کرتے تھے تمام حجاج کے لوگ تعظیم کرتے تھے اور
بن ابراہیم ناقل ہیں کہ میں ایک دن ان کی صحبت میں موجود تھا کہ حضرت ا
محمدؑ تقی تشریف لائے تو علیؑ ابن جعفر صادق نے اٹھکر چشم و پیشانی پر
دیئے اور تعظیم تکریم سے کھڑے رہے امام محمدؑ تقی نے فرمایا اے میرے
باپ کے چچا آپ پر خدا کی رحمت نازل ہو آپ فرش پر بیٹھ جائیں۔ پھر
ابن جعفر الصادق نے فرمایا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا آپ کھڑے رہیں اور میں بیٹھ
غرض جب تک امام نہ بیٹھے وہ مقدس بزرگ نہ بیٹھا امام اپنے دولتسرا کو چلے
اور سید اپنے مقام پر واپس آئے بعض نے اعتراض کیا کہ آپ نے صغیر
سن بچے کی تعظیم کی اور آپ بزرگ ہو یہ سنکر سید علی کو سخت جلال
اور کہا فضول بکتے ہو چپ رہو جس قدر مرتبہ کے لائق یہ جوان ہے خدا نے
اسکو علم امامت کے لئے مخصوص کیا خدا کی پناہ میں اسکی فضیلت سے ا
کردوں بلکہ میں تو اسکا غلام ہوں علی ابن جعفر صادق سادات میں بزرگ

کبیر السن تھے حضرت امام محمدؑ تقی کی فضیلت و عظمت کا کافی ثبوت
دیتے تھے اور چار اماموں کا زمانہ دیکھا تھا اور ان کی موجودہ تعلیم تدریس
کا حلقہ ایسا وسیع تھا کہ ہر شخص اسکے خرمن علی کا خوشہ چین تھا امام محمد تقی نے
مدینہ کے ہشت سالہ قیام کا زمانہ صرف فرمایا جب تک ماموں زندہ رہا نہ
آپ کے احوال سے پرساں ہوئے نہ اسکے بعد ہفت سال تک معتصم نے
تلاش کی مگر ام الفضل کو آپ سے مخالفت تھی امام کے لئے پہلو کا باعث آزار
بنی رہے اور خط شکایت باپ کو لکھتے رہے مگر ماموں کو معلوم تھا جواب
لکھا کہ تمہارا عقد اسلئے کیا جو خدا کی حلال چیزیں ہیں ان پر حرام کردوام
الفضل کا منہ توڑ دیا جب ماموں رسید مرگیا پھر چچا کو امام کی شکایت لکھتے رہی
آخر معتصم نے ۲۲۴ سنہ ہجری میں امام کو بغداد بلایا امام مجبور ہو کر بغداد تشریف
لیگئے اور معتصم نے ماموں کیطرح ظاہرداری امام سے زیادہ تر خاطر الفت کے
بعد ایک سال کے آنحضرت کے استیصال پر آمادہ ہوگیا وجہ یہ ہوئی ایک
سارق کو خلیفہ کے پاس لائے امیر نے حکم دیا کہ اسکا دست قطع کیا جاوے
علامہ ابن ابی داود نے کہا گٹے تک اسکے ہاتھ کاٹے جائیں اسکو اطمینان نہ ہوا
پھر امام محمدؑ تقی سے عرض کی نے فرمایا مجھے معاف کیا جاوے تو بہتر ہے معتصم نے
کہا ضرور آپ مطلع فرمائیں آپ نے فرمایا اس شخص کی انگلیاں جائیں جو فرائض
الٰہی کی ادا کاری سے مجبور نہ ہو اور دلایل کامل سے ثابت کر دیا علماء فضلاء دم
بخود ہوگئے ابن ابی داؤد کو ندامت زیادہ تر ہوئی زرکان کا بیان ہے کہ
ابن ابی داؤد تین یوم باہر نہ آئے بعدہٗ خلیفہ کی خلوت میں جاکر بصد زاری کہا
اسکو آپ نے پوچھا جسکو اہل علم امام نہیں جانتے ہیں اسنے برخلاف تمام
علماء کے فتوے دیا آپ نے اور سب علماء کو ترک کر کے اسکے فتوے پر عمل کیا
اس کی شیعوں کو حجت قوی ہاتھ لگی ابن ابی داؤد کا فقرہ بھی چل گیا ابن داؤد کی خوشامد
تقریر سنکر معتصم بھی دبنی بادشاہی کی خیرت میں آگیا امام کی مخالفت اس کے
دل میں جاگزین ہوگئی اور قدیم دستور کے مطابق معتصم نے بھی اپنے ہمعصر امام
کی ہلاکت و استیصال کوشش بلیغ کی ملا محمد باقر مجلسی کتاب عیون المعجزات کے

کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ جب امام محمد تقی مدینہ سے بغداد تشریف لائے تو معتصم
نے ام الفضل کو آپ کا پورا مخالف اور جانی دشمن پاکر اسکو آپ کے قتل پر راضی
کرلیا معتصم کی ہدایت کے مطابق ام الفضل نے انگور میں زہر ملاکر آمیز کر کے کھلا دی
اسکے صدمہ سے آپکی وفات واقع ہوئی ملا محمد باقر مجلسی کتاب بصائر الدرجات کی اس
سے نقل کرتے ہیں کہ امام محمد تقی کے فرزند امام علی نقی مدینہ میں ایک بستر خواب پر
تھے ناگاہ حالت تغیر ہوئی اور اٹھ کر دولتسرا میں گئے اور گریہ وزاری کا آواز بلند
ہوا جب باہر تشریف لائے خدام نے عرض کی آپ نے فرمایا میرے پدر عالیقدر
ابھی رحلت کر گئے اسکے بعد آپ بقوت اعجاز طے الارض مدینہ سے بغداد تشریف
لائے اور اپنے پدر بزرگوار کی آخری خدمات انجام دے کر ان کی لاش مطہر کو مقابر
قریش میں اپنی جد حضرت امام محمد موسےٰ کاظم کی پہلو میں مدفون فرمایا یہ قبہ مبارک
کاظمین شریفین کے لقب سے دنیا میں یادگار ہے شہادت آپ کی پانچویں
ذیقعد ۲۲۰ھ ہجری میں واقع ہوئی علامہ ابن حجر صواعق میں لکھتے ہیں اپنے باپ کی
طرح زہر دے کر شہید کئے گئے مگر افسوس اہلبیت کی تاریخوں میں اصلی کیفیت
نہیں خاموشی باعث دہشت سلطنت کی پائی جاتی ہے عیون المعجزات میں مرقوم
ہے کہ ام الفضل امام کی بیماری میں اشکبار ہوئے امام نے فرمایا سخت تعجب ہے
کہ تو نے مجھے قتل کیا اور تو ہی مجھے روتی ہے خدا کی قسم ایسی بلا میں مبتلا ہوگی
جو کسی طرح علاج پذیر نہ ہوگی بعد چند یوم کے ام الفضل کا ناصور کا عارضہ ہوا ہر چند
طبیبوں نے علاج کیا مفید نہ ہوا آخر کار مجنون ہو کر باہر نکل پڑے اور ایک مدت
گلیوں میں ذلیل رہے آخر کار ایسی پریشانی میں مر گئے حضرت امام محمد تقی کا انتقال
عین شباب میں ہوا پچیس برس کا سن مبارک تھا جب وفات ہوئی آپ نے کسی
سے بے مروتی کا اظہار نہیں کیا جس طبقہ کے لوگ اپنی عرض التجا لے کر آتے
اسیوقت کشادہ پیشانی وخندہ دہانی اس سے ملکر فوراً اسکی مطالب کی خیر
خواہ سامان کر دیئے ہر شخص سے تبسم سے کلام کرنا اور اسکی قدر مطابق تعظیم
آپ کی سیرت خاص تھی دولتسرا کا دروازہ ہدایت عامہ کے لئے ہر وقت کشادہ
رہتا تھا امت کے لئے عام اجازت تھی جسوقت کوئی آتا زیارت سے مشرف ہوتا

اور مدینہ منورہ کے تمام فُقراء غرباء اور مساکین در دولت سے وظیفہ اور روزینہ پایا کرتے تھے اور بنی اعمام نے آپ طفولیت میں مخالفت کا اظہار کیا مگر آپ نے ان کے تمام ابواب اسی طرح قایم رکھے اور ہمیشہ کے لئے وظائف ملتے رہے اور ہمیشہ محاسن سلوک قایم رکھے مدینہ کے عام باشندوں سے اخلاق اشفاق سے برتاؤ رکھتے قیام بغداد کے زمانہ میں عراق اور فارس کے تمام لوگوں سے ویسی اخلاق مکارم تھے اور سادگی طعام لباس جو کی روٹیاں سرکہ شہد خالص آپکی خوراک تھی ✽

علی ابن خالد ناقل ہیں کہ میں نے سنا ایک شخص نے عراق سامرہ میں نبوت کا دعوے کیا ہے اس سے ملنے کا مجھکو شوق ہوا تو معلوم ہوا کہ خلیفہ کے حکم سے قید ہی میں قید خانہ میں گیا دربان کو کچھہ دے کر ملاقات کی اور احوال دریافت کیا اسنے بیان کیا میں ملک شام کا باشندہ ہوں اور تمام عمر عبادت آلہی میں بسر کی ہے ایک رات اس مقام مقدس پر مصروف عبادت تھا جہاں جناب شہید کربلا خامس آل عباء کا سر مبارک نصب کیا گیا تھا اسی اثناء میں ایک شخص آیا اور مجھے کہا اٹھ چل میں اسکے ہمراہ ہو لیا تھوڑی دیر کے بعد دیکھا تو مسجد کوفہ میں موجود تھا اس شخص نے مجھہ سے پوچھا اب تم کہاں ہو میں نے مسجد کوفہ میں پھر وہ بزرگ نماز میں مصروف ہوا میں نے بھی اقتدا کی پھر مسجد سے باہر نکل پڑے تھوڑی بعد میں نے اپنے آپ کو روضہ رسول اللہ صلعم میں پایا وہ بزرگ نماز میں مصروف ہوئے اور میں بھی نماز مسجد کے باہر تشریف لائے میں پیچھے چلا چند قدم چلا تھا کہ مکہ معظمہ میں آموجود ہوا حرم محترم کے طواف سے فارغ ہو کر باہر آئے تو وہ مرد مقدس میری نظر سے غائب ہو گیا پھر میں نے آپ کو اپنی عبادت گاہ ملک شام میں پایا اسی تاریخ سال کے بعد پھر وہی بزرگ تشریف لائے اور مجھہ کو اپنے ہمراہ لے کر جن جن عبادت گاہوں میں پہلے سب کے تشریف لے گئے تھے دوسری بار بھی وہیں رونق افروز ہوئے۔ جب تمام عالیات کی زیارت سے مشرف ہو چکے تو وقت رخصت میں نے نہایت منت سے ان کا اسم گرامی پوچھا تو ارشاد فرمایا کہ مجھے محمدؐ ابن علیؑ

کہتے ہیں میں نے یہ واقعہ اپنے احباب سے بیان کیا انہوں نے خاص عا
میں مشہور کردیا یہ خبر والی شام نے سنکر الزام ہوتا کہ مجھے دے کر قید
کر دیا راوی حدیث کا بیان ہے کہ مجھے سخت افسوس ہوا میں نے حاکم سے خا
طور پر سفارش لکھی اُسنے میری عرض حال کی پشت پر لکھدیا کہ جس شخص
اسکو یہ قدرت دی ہے وہ ہی آکر چھوڑا دیوے افسوس نہ دوسرے ر
میں پھر قید خانہ میں گیا تو معلوم ہوا وہ رات کا غائب ہوگیا ہے اور تمام ملازمین
گرفتار تعجب ہیں زمین کھا گئی یا اسمان میں یہ حالت سنکر دل میں سمجھہ گیا کہ اما
محمدؑ تقی کی روحانی کشف کرامات کا باعث ہے میں قایل اور معتقد ہوگیا اس وا
کو فریقین سے علمائے کرام نے اپنی اپنی کتاب تصنیفات میں قلمبند کیا ہے چنا
علامہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں و امام قندوزی بلخی نے ینابیع المودت میں
اور امام شبلنجی مصری نے نورالابصار میں اور ملا عبدالرحمان جامی نے شوا
النبوت میں اور خواجہ محمد پارسا نے فصل الخطاب میں اور خاوندشاہ ہروی
روضتہ الصفاء دفتر سویم میں لکھا ہے ؛

سلسلہ نسب سادات تقوی

حضرت امام محمد تقی ؑ کے عقاب چہار فرزند حضرت امام علی نقی و سید ابراہیم و سید جعفر
و سید موسیٰ مبرقع ؛

امام محمد تقی ان کے پسر سید ابراہیم ان کے پسر سید ابوالموید محمد
ان پسر سید برہان الدین ان کے پسر سید میران حسین خنک سو
اجمیری ان کے پسر سید عبدالعزیز ان کے پسر سید عبدالرحمان ان
ان کے پسر سید عبدالرزاق ان کے پسر سید عبدالوہاب ان کے پس
محمد ان کے پسر سید عبدالرزاق ان کے پسر سید شہاب الدین
ان کے پسر سید احمدؒ ان کے پسر سید ضیا الدین ان کے پسر سید مح
ان کے پسر سید اکبر علیؒ ان کے پسر سید محمود بھارے ان کے پس

سید حامد چندا ان کے پسر سید محمدؐ جلال ان کے پسر سید پیر محمدؐ اشرف اُن
کے پسر سید اہل اللہ مبارک ان کے پسر سید ابو سعید جعفر ان کے پسر
سید خلیل ان کے تین پسر سید صاحب عالم و سید جان عالم و سید محمدؐ ماہ
موجود و سید جانعالم انکے پسر سید محمدؐ جاہ موجود بمقام بہار۔

حضرت امام محمدؐ تقی انکے پسر سید جعفر ان کے پسر سید علی اصغر ان کے
پسر سید عبد اللہ ان کے پسر سید احمد ان کے پسر سید علیؑ ان کے پسر سید
حسنؑ ان کے پسر سید عبد اللہ ان پسر خواجہ علی بخاری ان کے دو پسر سید
احمد و سید محمدؐ ہر دو برادر شہر بدایوں تشریف لائے سید احمد کے
فرزند نظام الدین اولیاء مزار اولاد آپ کی دہلی میں آباد ہے اور سید
محمدؐ ابن خواجہ علی بخاری سید محمدؐ کی اولاد شہر بہار محلہ چاند پورہ میں بسیار
ہے سید علی بخاری ان کے پسر سید محمدؐ ان کے پسر سید جمال اولیاء انکے
پسر سید ابراہیم ان کے پسر سید شاہ فرید طویلہ بخش انکے پسر سید معین الدین
بہاری ان کے دو پسر سید محمدؐ سلطان و سید بہاؤ الدین ان کے پسر
سید نصیر الدین ان کے پسر سید شعیب الحق ان کے پسر سید عبد اللہ انکے
پسر سید عبد الوہاب ان کے چار پسر سید عبد الواحد و سید حسام الدین و سید
جمال الدین و سید زکی الدین ان کے پسر سید فصیح الدین ان کے پسر دو
سید مراد علی و سید شاہ چمن ان کے پسر سید نعمت اللہ موجود سید مراد علیؑ
ان کے پسر سید فرزند علی موجود شہر بہار محلہ چاند پورہ سید جمال الدین
بن سید عبد الوہاب ان کے دو پسر سید غلام اشرف و سید غلام محمدؐ ان کے
دو پسر سید حمایت اللہ و سید منور علی ان کے پسر سید علیم الدین سید شاہ محمودؐ
آفاق ان کے پسر سید عطا حسین موجود سجادہ نشین شہر بہار محلہ چاند پورہ
تکیہ خورد و سید محمدؐ سلطان ابن سید معین الدین بہاری ان کے پسر سید
شاہ ظفر علی ان کے پسر سید شاہ منظور ان کے پسر سید محبوب شاہ ان کے
پسر سید دیوان مسعود ان کے پسر سید دیوان عنایت اللہ ان کے پسر
سید شاہ امید اللہ ان کے پسر چار سید صفی اللہ و سید اہل اللہ و سید

فخر اللہ و سید احسان اللہ ان کے دو پسر سید محمد بخش و سید قطب بخش ان کے
پسر سید درگاہی شاہ ان کے دو پسر سید حیدر بخش و سید محمد سبحان ان کے
دو پسر سید محمد اکبر و سید محمد مہاری موجود شہر بہار محلہ چاندپورہ و سید محمد بخش
ان کے دو پسر سید محمد سلطان و سید محمد جان ان کے چار پسر سید عابد حسین
و سید زاہد حسین و سید آصف حسین و سید کبیر حسین ہمہ موجود سید محمد سلطان
ان کے تین پسر سید امجد حسین و سید اسماعیل و سید محمد باقر سید اسماعیل انکے
پسر سید علی حسین ان کے پسر سید حسن علی موجود و سید محمد باقر ان کے چار پسر محمود
و سید مسعود و سید مقصود و سید مودود ان کے پسر سید غلام عبد اللہ ان کے
پسر سید فتح علی ان کے دو پسر سید افضل علیؒ و سید خیر الدین حسین موجود شہر بہار
محلہ چاندپورہ امام محمد تقی ان کے پسر سید موسےٰ مبرقع ان کے پسر سید قاسم
ان کے پسر سید حیدر ان کے پسر سید عباس ان کے پسر سید حسن مصدق ان کے
پسر سید علاءالدین ان کے تین پسر سید شمس الدین و سید صدر الدین و سید
سکندر علیؒ ان کے پسر سید مبارک ان کے پسر سید معروف الدین ان کے
دو پسر سید بشارت علیؒ و سید ابو القاسم موضع اوترلاری ان کی اولاد بسیار
ہے و سید وحید الدین ان کے پسر عبد اللہ اکبر ان کے پسر سید ابو محمد بیارسے
ان کے چار پسر سید مسیح الدین و سید امام الدین و سید علیم الدین ان کے پسر سید
مخدوم بخش اولاد بسیار قصبہ بہار و شہر ملاسی سید امام الدین ان کے چار پسر
سید امیر حیدر و سید خمیر حیدر و سید مرتضےٰ بخش و سید محمد بخش موجود سہالہ
ضلع آرہ بلاسی *

امام محمد تقی انکے پسر سید موسےٰ مبرقع انکے پسر احمد انکے پسر سید محمد غرج
انکے پسر سید احمد انکے پسر سید موسےٰ انکے پسر سید حسین انکے پسر سید حامد
انکے پسر سید عزیز الدین انکے پسر سید صفی الدین انکے پسر سید محمود انکے پسر
سید زین العابدین انکے پسر سید محمد انکے پسر سید ابو سعید انکے پسر سید مبارک
انکے پسر سید شاہ درویش انکے شش پسر سکندر و مبارک لاولد و سید محمود و سید
محمد انکے پسر شاہ محمد انکے پسر شاہ علی انکے پسر محمد اسماعیل انکے پسر سید محمد حافظ

انکے دو عبد الرسول و سید مظہر حسین اسماعیل انکے دو پسر سید خوارم حسین و سید
کرم حسین موجود شیخو پورہ پرگنہ تربٹ ضلع بہار و سید محمود بن شاہ درویش انکے پسر
محمود انکے کمال الدین انکے بایزید انکے محمد انکے ضمیر اللہ انکے غلام حسین انکے چار
غلام نبی و غلام حسین و منظور احمد غلام حسن انکے مظہر احمد انکے منظور احمد ی انکے
چار حسن رضا و علی رضا و محمد رضا و احمد رضا ہمہ موجود شیخو پورہ و غلام نبی
انکے رضی الدین انکے دو غلام حسین و غلام حسین انکے دو پسر سید امیر الدین و سید
سلیم الدین موجود شیخو پورہ پرگنہ تربٹ ضلع بہار۔

تذکرہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام تاریخ ولادت و وفات

اسم شریف علی کنیت ابو الحسن لقب نقی علیہ السلام آپ کی والدہ معظمہ کا اسم
گرامی سبحانہ خاتون تھا صاحب روضتہ الصفاء لکھتے ہیں کہ مامون عباسی کی نواسی تھی
اور ولادت باسعادت آپ کی یکم رجب المرجب ۲۱۲ھ ہجری میں مامون کے عہد
حکومت میں واقع ہوئی بمقام ولادت مدینہ منورہ آپ حضرت کم سن عمر چھ برس
میں درجہ امامت پر فائز ہوئے امام علی نقی کے عدیم المثال ارشادات خطبات اور
اقوال جو علوم دینیہ اور احکام شرعیہ کے متعلق فریقین کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔
اور جو آپ کی یکتا جامعیت علمیت اور قابلیت کو اعلے روس الاشیاء ثابت کر
رہے ہیں وہ اسی علوم مخصوص کے جوہر تھے جو ظاہری تعلیم و تدریس کے محتاج نہیں
ہیں جو مخصوصان بارگاہ الٰہی کے سوا کسیکو حاصل نہیں ہو سکتے جن لوگوں نے امام علی نقی
کے حالات دیکھے ہیں کہ چھوٹی عمر میں مسند امامت اور تخت شریعت پر رونق افروز
ہوئے ہیں اور اقوال ارشاد کو ملاحظہ کیا ہے اور ان کے مناظر و انکا حال مشاہدہ کیا
ہے جو عرب کے بڑے بڑے علماء فضلا اسکے پیش آئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ضرور
امام من اللہ منصوب ہوتا ہے اور اسکی جمعیت اور قابلیت کی یہ مقدار ہوتی ہے۔
ملا محمد باقر مجلسی جلا العیون میں لکھتے ہیں کہ امام محمد تقی نے بغداد کی روانگی کیوقت امام
علی نقی کو اپنا وصی و قایم مقام جانشین مقرر فرمایا تھا ۲۲۰ھ ہجری میں حضرت امام محمد تقی

نے انتقال فرمایا اور امام علی نقی کی امامت کا زمانہ شروع ہوا معتصم نے آپکے حالات کے
تجسس یا تلاش نہیں کی ۲۲۳ھ ہجری میں رومیوں نے اپنے کثیر التعداد فوج کے ساتھ
ممالک شام پر حملہ کر دیا اور تمام علاقوں میں لوٹ مار شروع کر دی اور رعایا بھاگ
کر معتصم کے پاس چلی آئی معتصم نے یہ حال دیکھکر روم پر فوج کشی کا عزم کر دیا۔ اور
رومیوں سے جاکر مقابلہ کیا اور تیس ہزار رومیوں کو قتل اور ناطس قیصر کا عامل عموریہ
شہر کا حاکم تھا قید کر لیا اور بعد ازاں عباس ابن ماموں کی بغاوت کی خبر سنکر شہر
قسطنطنیہ کا قصد فسخ کر کے واپس بغداد آگیا اور وہ عین موقعہ پر پہنچ گیا اور عباس کے
مخالفانہ شور شوں کو فوراً رفع دفع کر دیا اور عباس کو نظر بند کر کے سامرہ میں بھیجدیا
اور جو عباس ابن ماموں کے شریک ثابت ہوئے ان سبکو قتل کر ڈالا یہ معتصم
کی مخالفین میں سوائے عباس ابن ماموں کے اور کوئی زندہ نہ رہا ۲۲۶ھ ہجری
میں عباس کو پیاسہ مار ڈالا اس واقعہ کے بعد ایک سال معتصم آٹھ برس آٹھ ماہ آٹھ
روز سلطنت کر کے ۲۲۸ھ ہجری میں مرگیا اسکو تاریخوں میں شمس کہتے ہیں۔
سلسلہ عباسیہ کا یہ آٹھواں حکمران تھا اور عمر اٹھتالیس سال آٹھ ماہ دس روز تھی اپنے
باپ معتصم کے بعد واثق تخت خلافت پر بیٹھا اس کی بیعت کئے گئے یہ بھی اسلاف
کے طریقہ پر مذہب معتزلہ رکھتا تھا اسنے اپنی آغاز حکومت میں علما فضلا کی نہایت
قدر منزلت کرتا تھا آخر میں نتیجہ اچھا نہ ہوا واثق باللہ نے دولت مند ہو کر خود مختاریکا
اعلان کر دیا اور ایک علماء احمد بن نصر ابن خزاعی تھا یہ علم حدیث میں دستگاہ رکھتا تھا
اہل اسلام اس سے حدیث کے لئے جمع رہتے تھے اور معتبر فضلاء میں داخل تھا۔
اور واثق باللہ معتزلی تھا اور احمد معتزلہ کا سخت مخالف تھا اسلئے شمالی بغداد میں واعظ
کا رنگ جما یا چند یوم کے بعد بہت لوگ اسکی بیعت میں کمربستہ ہوگئے اور اس
نے کثیر التعداد مقلدین کا اعتبار کر کے خلیفہ وقت پر خروج بالسیف کا ارادہ کرلیا
اور ایک رات مقرر کر دی جب وہ رات آئی تو احمد کے مقلدین نے شام کو خوب
شراب نوش کی اور مدہوشی میں بے وقت طبل جنگ ٹھونک دیا محمد بن ابراہیم
نے خلیل سنکر فوراً کوتوال کو اسپر مامور کیا اسنے احمد کو پکڑ کر خلیفہ کے پیش کر
دیا احمد ابن داؤد کہنے لگا احمد ابن قصر غیر مشروع سے باز آوے ورنہ مستوجب

الفضل کیا جاویگا ان عقاید کا آدمی کافر ہے واثق باللہ نے بدست خود قتل کیا اور
کا سر دروازہ شہر بغداد میں عرصہ تک آویزاں رہا احمد نصر کے واقع سے واثق کی
طبیعت علماء فضلاء سے بالکل پھر گئے نیک نیتی اور خلوص دینداری اگلی سب
رخصت ہو گئی اور بدظن ہو کر تمام امراء روسا کی خانہ تلاشی کرلی اور جو مال تھا
سب لوٹ لیا اور مفلس نادار وہو سب رہ گئے تاہم واثق کی حرص کا پیٹ نہ بھرا
سنہ ۲۳۶ ہجری میں واثق باللہ پانچ برس نو ماہ تیرہ یوم سلطنت کرکے سینتیس ۳۷
برس کی عمر میں فوت ہو گیا حضرت امام علی نقی نے اسکی پانچ سالہ حکومت میں باقراغت
اپنی امامت کے فرائض کو انجام دیا اسنے آپ سے کسی امر کی کبھی کوئی تعریض نہیں
کی بلکہ تمام سادات عظام سے نہ کسی سادات نے فوج کشی کے واثق باللہ کا طرز
عمل اپنے اسلاف سے علیحدہ تھا مگر اسکے برخلاف متوکل جو اسکا جانشین ہوا وہ امام
علی نقی سے لیکر تمام سادات عظام کا سخت جانی دشمن نکلا آراکین دولت کا قصد تھا
کہ واثق کے بیٹے محمد کو قایم مقایم کیا جاوے مگر ضیف ترک کے مشورہ تجویز سے
ابو الفضل جعفر ابن معتصم کو متوکل کا خطاب دے کر خلیفہ تسلیم کیا تمام لوگوں نے اسکی
بیعت کرلی پھر اسکے حکم سے واثق کو دفن کر دیا گیا متوکل کے ظالمانہ احکام اُسنے سادات
خاصان رب الکرام جگر گوشہ خیر الانعام کی مزار الوار کی ہتک حرمت کرنے اور مٹا
دینے کا حکم دیا اور کوشش بلیغ کی جنکی مزار فائض الانوار سے ہزاروں بندگان الٰہی
برابر فیوض وارشاد پایا کرتے ہیں سنہ ۲۳۷ ہجری میں متوکل نے معتز اور منتصر دونوں
فرزندوں کی ولیعہدی کے لوگوں سے بیعت کروالی تھی اور معتمد اور موفق دو فرزندوں
کو چھوڑ دیا متوکل کی حکمرانی بندگان خدا کے لئے بلائے آسمانی اور قہر یزدانی سے
کم نہ تھی وہ جور ستم کا عادی اور شقاوت عداوت کا مجسم پیکر نشہ شراب میں احکام
ظالمانہ جاری کرتا رہتا تھا جس سے خلائق خدا کے قلوب پارہ پارہ ہو گئے تھے اسکی
طرز عمل کی یہ صورت تھی کہ اپنے فرزند اکبر منتصر کو کسی باعث ناراض ہو کر ولیعہدی
سے معزول کرکے چند ایذا پہونچائی امام علی نقی سولہ برس تک مدینہ میں اپنے
ارشاد و ہدایت منصب امامت کے فرایض ادا کرتے رہے استنے عرصہ میں آپ کی
عدیم المثال کمال شہرت اطراف عالم میں پھیل گئی اور عراق اور اصفہان اور یمن اور الجزائر

اور فارس اور مصر کے تمام اہل اسلام جوق جوق آکر آپ کے ارشادات سے مستفیض
ہونے لگے وہ امام بحق تشنگاں کو اپنے چشمہ علوم سے سیراب کرنے لگا مفسدان
زمانہ اس مقدس سلسلہ کا بافراغت بسر کرنا کب پسند کرتے تھے عبداللہ ابن حاکم
جو متوکل کا مدینہ میں عامل تھا وہ نمادہ تر درپے آزاد ہوا اسنے متوکل کو لکھا کہ امام
علی نقی ع اسباب امارت ضروریات سلطنت جمع کر رہے ہیں اور خزانے پر ہو چکے
ہیں خلافت سے مقابلہ ہوا چاہتا ہے اور شیعہ گروہ رکاب میں جان دینے کو تیار ہے
آپ جلد خبر لیں اور ہوشیار ہو جائیں امام علی نقی نے بھی متوکل کو ایک خط لکھا اور
عبداللہ کی ایذا رسانی اور غلط بیانی مفصل تحریر فرمائے متوکل سنے اپنی ظاہری محبت
وعقیدت کی آڑ میں آپ کو اپنے پاس طلب کیا اور اشتیاق نامہ طول تحریر کیا اور یحییٰ
ابن ہرثمہ کو دیگر امراراکین کو بیک پورے رسالے سے آپ کی خدمت اقدس میں
بھیجا اور دوسرا نامہ ابوالفضل کو دیکر بھیجا کہ عبداللہ ابن حاکم کو معزول کیا اور
ابوالفضل کو اسکی جگہ مقرر کیا تیسرا اشتیاق نامہ اور لکھا صافی اصول کا عربی کا
یہ ترجمہ ہے حمد ولغت کے بعد امام علی نقی ع کو معلوم ہو میں متوکل آپکے حقوق کو اپنی
ذات پر واجب سمجھتا ہوں جہاں خدانے آپکی عزت حرمت کے لئے ارشاد فرمایا
ہے خواستگار ہوں اور تمام کا بجا لانیوالا ہوں عبداللہ جو آپ کی مرتبہ شناسی میں
کوتاہی کرتا تھا اسلئے اس مجہول معزول کر دیا ہے آپکی ذات مجمع الحسنات پر ایسے
الزامات لگائے ہیں جس سے آپ بری ہیں مجھکو پورا یقین ہے اور میں بلا ت خاص
آپ کی زیارت فیض بشارت کا مشتاق ہوں اور شرف زیارت کو دنیا کی دولت
سے بہتر جانتا ہوں خط کے ملازمین سے معلوم ہوتا ہے کہ متوکل سے زیادہ امام کا
عقیدت مند دوسرا نہ ہوگا مگر جاننے والے جانتے ہیں یہ امور خلفائے بنی عباس کے
ظاہری عیارانہ چال تھی حضرت امام علی نقی نے اسکا خط پایا جسکو اسنے فوجی رسالہ
کی معرفت آپ کی خدمت بابرکت میں بھیجا تھا اسکا انکار اپنی مصلحت نہ سمجھا اور
متوکل کے استدعا کے مطابق مدینہ سے سامرہ کی روانگی قبول کر لی آپنے آباء
طاہرین کی تقلید پر اپنا عمل کیا متوکل کی چال کو آپ سمجھ گئے آپ جان گئے کہ انکار
میں خیریت نہیں ہے اور ہرثمہ کا موجودہ رسالہ عیسیٰ جلودی طرح ظلم کا ہاتھ بلند

کرے گا اور تمام سادات کے گھر لوٹ لے گا اور گرفتار کر کے ہمراہ لیجائیگا امام نے
متوکل کے مصنوعی اشتیاق کو قبول کر لیا روضہ مطہرت حضرت سرور کائنات سے
رخصت سرور کائنات سے رخصت ہوتے وقت یہ تھا مدینہ کے لوگ امام کی بیقراری
گریہ زاری دیکھکر تمام لوگ ڈاہیں روتے تھے یحیٰی ابن ہرثمہ کا بیان ہے کہ خدام کی
پھر لحاف وابائیں اسباب گرمی میں سردی کا سامان باندھ رہے ہیں میں نے اپنے
دل میں خیال کیا کہ ایسے معمولی عقل والے کو شیعہ اپنا امام اور پیشوا جانتے ہیں جو بے
ضرورت بیجا گراں بار سفر دور دراز میں اٹھائیں گے اپنی تکلیف کا باعث نہیں سمجھتے
یحیٰی ناقل ہے کہ میں سوچکر اپنے دل میں رہ گیا اور امام سے استفسار کی جرات نہ کرسکا
اور پھر میری میں مدینہ سے امام روانہ ہوئے چند روز کے بعد ایک میدان غیر آباد
ریگستان کوسوں تک سن سامان بلا سایہ تھا وہاں قیام کیا میں خشو بہ عقاید رکھتا تھا
اور میرا کاتب اور دوسرا ایک میرا مصاحب تھا وہ سنت جماعت تھا اس
منزل پر دو سنی المذہب نے شیعہ کو کہا کہ تمہارے خلیفہ بلا فصل حضرت امیر المؤمنین
علیہ السلام کا قول ہے کہ دنیا میں ایسا مقام کوئی نہیں جہاں قبریں نہ بنائی گئی ہوں یہ
بتلاؤ سچ ہے شیعہ نے کہا ہاں میں نے تبسم کر کے دل میں یقین کر لیا کہ میرے کاتب
شیعہ کے پاس اس کا جواب نہیں ہے مناظر نے کہا کہ بتلائیں اسجگہ قبریں کہاں آئینگی
اور امام برحق کے قول کی تصدیق کیسے ہو سکتی ہے وہ سب لوگ ہنسی اڑانے
لگے مرد شیعہ خاموش رہا بعد اس ذکر کے ابر ہو گیا اور موسلہ دھار بارش اور برف
شروع ہو گئی اور تیز ہوا چلنے لگی سردی سے لوگ قریب ہلاکت پہونچ گئے ہرثمہ کا
بیان ہے کہ میرے پاس کوئی کپڑا نہ تھا مجبور ہو کر جان بلب بیٹھے تھے نصف
شبکو خدام امام علی نقی نے آواز دی اور کہنے لگے یہ پارچہ سرمائے تم کو اور تمہارے
کاتب کو امام نے عنایت فرمایا ہے کہ اپنی جسمانی حفاظت کر لیں ہم دونوں عطیہ
امام لے کر محفوظ ہوئے اور صبح کو برف باراں ہوا تند کم ہوئی اور آفتاب نکل
آیا جب میں نے اپنے ہمراہیوں کی خبر لی تو نصف سردی سے مردے ہو گئے تھے
وہ سنی المذہب بھی مر گیا میں یہ عالم فناہ دیکھ کر فوڑا امام کی خدمت اقدس میں حاضر
ہوا اور دیکھا آپ تلاوت قرآن میں مشغول ہیں بعد فراغت آپ نے ارشاد

فرمایا اے یحییٰ ابن ہرثمہ جاؤ اپنے ہمراہیوں کو دفن کرا دو اور یقین جان کہ خدا تعالیٰ
اسی طرح زمین کو قبروں سے پر کردے گا ہماری جد بزرگوار امیرالمومنین کا قول
کبھی خلاف نہیں ہو سکتا یحییٰ یہ واقعات دیکھ کر یقین لایا کہ امام کا کوئی فعل
عبث نہ خالی از حکمت بتلایا جاتا ہے جناب امیرالمؤمنین کی کلام کی بھی اس کو
صداقت ہو گئی یحییٰ اور اسکی باقیماندہ ہمراہیوں کو حضرات آئمہ معصومین کی
کمال اوصاف اور فضل شرافت سے کماحقہ آگاہی ہو گئی اور عقائد باطلہ سے
دست بردار ہو کر حصہ پر قایم ہو گیا کتاب لسان الواعظین شیرازی مطبوعہ
افضل المطابع لکھنو صفحہ ۵۲۱ یحییٰ ابن ہرثمہ دارالخلافہ سامرہ میں داخل ہوا اور امام
علی نقی کی تشریف آوری کی خبر متوکل کو دی وہ سنکر خاموش ایسا ہو گیا
نہ پوچھا کب آئے یا کسطرح آئے یا کسجگہ اوارایہ متوکل کے اشتیاق نامی ہیں اور
ظاہر عیاری کی کرتوت ہے اسکے مصنوعی اخلاص کی قلعی کھل گئی متوکل نے صرف
حضرت کو اپنے پاس بلانے کے لئے ظاہرداریوں کا اظہار کیا تھا اور جب آپ اس
کے نتیجہ میں گرفتار ہو چکے پھر جملہ امور فراموش کر دیئے یہ متوکل کا خاصہ نہیں تھا
بلکہ تمام بنی عباس اس رنگ میں رنگے تھے اول خلوص عقیدت کا اظہار کر کے اپنا
کام نکالا کرتے تھے بعدہٗ اپنے اصلی فطرت پر آجاتے تھے متوکل نے برعکس اپنے
اسلاف کی اپنے امام سے عداوت میں عجلت کی اسکی ماسلف سال دو سال تک
ظاہری خلوص رکھتے تھے پھر مہمان پھر مہمان نوازی پر سرگرم ہوتے تھے سوائے
قتل مہمان کے ان کو صبر نہ آتا تھا یہ ایسا نکلا امام علی نقی کے آتے دور ویران مکان
میں جگہ دی اور ملاقات تک نہ کی متوکل ایسا بد اخلاق تابع ہوا اپنی شقاوت قلبی
سمجھا کہ میرے زیر اقتدار ہو چکے اب جاتے کہاں ہیں ملائمت محض بے ضرورت
ہے اور فوراً اپنے مخالفت شروع کر دی حضرت امام علی نقی شہر سامرہ میں اس
جگہ اتارے گئے جہاں لوگ مفلس نادار پڑے رہتے تھے شہر کی آبادی سے ویرانہ
میں وہ مکان واقع تھا نام اس مقام کا خوان الصفاء لیک تھا اور صابر
کی یہ شان ہوتی ہے یہ وہ نفوس انسانیہ ہیں جنکو نصوص قرآنی رو
سے نفوس ملکوتیہ پر ترجیح علی الفضائل حاصل ہے جناب امام علی نقی نے متوکل

کی ایسی بد اخلاقی دیکھکر ناراضگی کا اظہار نہ کیا اور اُسے مقام ویران میں اُتر پڑے ہے صاحب روضتہ الصفا رسے لکھتے ہیں کہ صالح بن سعید کا بیان کہ میں ان دنوں سامرہ میں مقیم تھا امام کی آمد کی خبر سنکر مسرور ہوا اور مقام مذکورہ کا قیاس کرنے لگا اور آخر خوان الصفا لیک میں برائے زیارت گیا اور امام کو دیکھکر پاؤں پر گر پڑا آپ نے مجھے سینہ اقدس سے لالیا اور خیریت پوچھی بعد میں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ آپ متوکل کے خط پر چلے آئے اب اس کی عداوت ثابت ہو گئی اس سے زیادہ عداوت کیا ہوگی جو وطن سے بلا کر غیر آباد مقام پر ٹھہرایا سنکر آپ تبسم میں آگئے اور فرمایا تم بھی اسوقت اسمقام میں بیٹھے ہو ذرا پھر دیکھو تو صالح ابن سعید کا بیان ہے کہ حسب ارشاد جو دیکھتا ہوں تو وہ مقام انواع اقسام کے پھولوں سے بھرا ہوا ہے اور چار جانب پر سبزہ لہرا رہا ہے اور حوض لبا لب و نہریں و چشمے موجیں مار رہے ہیں غرض وہ مقام بہشت برین کا نمونہ ہی امام نے فرمایا یہ سامان جو تو نے دیکھے جہاں میں ہوں مہیا ہو سکتے ہیں ہمیشہ کے لئے تم مجھکو خوان الصفا الیک میں نہ مقیم سمجھو والا بظاہر متوکل کی مراد یہی تھی کہ آپ کا کوئی اثر اعتبار قائم نہ ہونے پائے یہ وہی طریقہ جو اسکی ظالم اسلاف کرتے چلے آئے حضرت امام علی نقی تین یوم مقیم رہے اسکے بعد متوکل نے امام کو سرہنگاں زراقی نامی کے حوالا کر دیا یہ شخص تھا سوائے شقاوت کے کچھ نہ چاہتا تھا اور متوکل کا معتمد تھا اسکی سپرد اسلئے کیا تھا کہ یہ ازار پر آزار دیگا زراقی آپکے محاسن اخلاق و مکارم عادات دیکھ کر اور کی جملہ افعال اعمال پر غور کر کے آپ کا ہمدرد اور معتقد بن گیا اور اپنے دل میں یقین کر لیا کہ متوکل نے ایسے خدا رسیدہ بزرگ کو ناحق مصیبت میں گرفتار کیا ہے اور اسکی سب بناوٹ ہے اور فساد انگیزوں کی بات پر اعتبار کیا ہے۔ اور آپکو سلطنت کا مخالف سمجھ لیا ہے اور قید کیا ہے زراقی کی چشم الواحقیقت سے روشن ہو گئی اور کا قلب منور ہو گیا مگر متوکل کا زمانہ ایسا نہیں جو کوئی شخص امر حق کو علانیہ اظہار کرے زراقی نے راز مخفی رکھا اور امام علی نقی کی راحت کے سامان فراہم کر دیئے جب متوکل کو خبر لگی تو اُسنے زراقی کی نظر بندی کا فکر کیا اور اُمیر

سعید کی سپرد کردی ابن عودمہ ناقل ہیں کہ میں سامرہ میں مقیم تھا اور مجھکو معلوم ہوا کہ امام اب سعید کے زیر نراست ہیں میں سعید کے گھر گیا وہ خوب واقف تھا اور کہنے لگا تم امام پیشوا کی زیارت کو آئے ہو میں نے کہا ہاں سعید نے کہا مجھ کو متوکل نے ان کے قتل کا حکم دیا ہے کل ان کو مار ڈالوں گا میں یہ سنکر زیارت کو اندر گیا آپ ایک حجرہ تحریک میں رونق افروز ہوئے تھے اور سامنے ایک قبر کھودی تھی مجھکو یقین ہوا کہ کل ان کو سعید شہید کریگا۔ میں بیتاب ہوکر رونے لگا حضرت امام علی نقی نے فرمایا تم کیوں روتے ہو میں نے عرض کی سعید سے سُنا اور لحد بھی دیکھی اور پھر کیوں نہ روؤں آپ نے فرمایا مجھکو انپر دسترس نہ ہوگا جب تک متوکل کا خاتمہ نہ ہوگا امام بارہ برس تک سعید کی حراست میں رہے اور یہ کئی اقسام کی ایذائیں پہنچاتا رہا اور صبر کرتے تھے اور عبادت میں مشغول رہتے تھے آپ کی حالت جو آزادی میں تھی وہی اثنار قید میں بھی پرہیزگاری عبادت تھی دن بھر صوم سے تلاوت قرآن میں بسر ہوتے تھے اور خاص عام آپ کی مشاغل یومیہ سے استعجاب میں تھے اور سامرہ کے لوگوں کے دل آپ کی طرف رجوع ہوگئے حالانکہ متوکل کا سخت حکم تھا کہ جو شخص امام علی نقی کا ذکر کریگا قتل کیا جاوے گا لیکن اہل اسلام کی کثیر جماعت آپ کی اطاعت کے طریقہ پر مستقیم ہوگئی*

فتح ابن خاقان متوکل کا مدار المہام

دیوان قضا اور فوج اور خزانہ عامرہ اندرونی بیرونی اور سب ملازمین اس کی زیر فرمان تھے کیوں نہ ہو یہ وزیر کل مختار تھا جب فتح ابن خاقان کا انتہا رسوخ خلیفہ کی مزاج میں ہوگیا تو پھر اسنے امام کیطرف متوجہ کی جو چودہ سال سے مصیبت میں گرفتار تھے اور متوکل کو عداوت اہلبیت میں خوب جانتا تھا مگر جب متوکل دربار دار الخلافت سامرہ کی اضافہ آبادی کا مسئلہ پیش ہوا اور خلیفہ نے منظور بھی کرلیا تو فتح ابن خاقان نے یہ تجویز پیش کردیا کہ شہر کے جو مقامات غیرآباد

ہیں وہ تمام امراء کو دیئے جائیں وہ اپنی خواہش کے مطابق عمارت بنوائیں اور خلیفہ کا خرچ نہ ہو ورنہ خلیفہ کو آبادی سامرہ شہر میں اتنا سرمایہ اٹھانا ہوگا جتنا بغداد کی تعمیر میں منصور نے خرچ کیا ہے یہ سنکر متوکل نے خوش ہوکر منظور کیا اور حکم دیا کہ فتح ابن خاقان وزیر نے تمام شہر اور مقامات کی فہرست درست کی اور تمام اراکین سلطنت پر تقسیم کر دیئے اور ایک قطعہ زمین امام علی نقی کے نام قیمت سے لے کر لکھ دیا جب متوکل نے امام کا نام پاکر فتح ابن خاقان سے کیفیت دریافت کی زمین کی حالت دکھلا کر کہا پھر اس قطعہ زمین کا باضابطہ بیع نامہ لکھکر آپکے حوالہ کردیا جب اس بیع نامہ کی تعمیل آنحضرت کے نام ہو چکی تو فتح ابن خاقان نے متوکل سے کہکر آپ کو مکان بنوانے کی اجازت دلوادی اور آپ کی آزادانہ سکونت اس شرط پر قبول کرلی کہ آپ شہر کے ساکنین کی طرح رہیں گے مگر سعید کی حراست ہر وقت رہیں گے متوکل بشدت متعصب تھا سعید کو آپ کا محافظ مقرر کیا اسکے جاسوس ہزار ہا کوشش کرتے رہتے تھے یہاں تو راستے صداقت توکل قناعت پر تمام امور کا دارمدار تھا امام علی نقی نے چودہ برس کے بعد آزادی کی صورت دیکھی مگر قید شاہیہ سے خالی نہ تھے ایسے مخالف سے اتنا بھی غنیمت تھا۔

امام علی نقی کا تعمیر مکانات کرانا

الغرض امام نے اس قطعہ زمین پر اپنا مکان بنوایا تو آپ اپنے محلسرا میں تشریف لائے اہلبیت عظام آل محمد صلعم کا یہ دوسرا گھر ہے جو کوفہ بعد سامرہ میں بنوایا گیا اور مدینہ میں جانا نصیب نہ ہوا یہ زمانہ اہلبیت پر اور ان کے متعلقین پر نہایت تحریک تر تھا اطراف عالم میں کسی گوشہ میں راحت نہ تھی حضرت امام علی نقی نے مدت مدید شہر سامرہ میں بسر کی اور اہلبیت کے نام سے اہل زمانہ نفرت کرتے تھے باعث خشنودی حاکم وقت کے امام علی نقی اپنے دولتسرا میں چند یوم ہوئے تھے کہ عمر ابن الخطیب نے نزاع شروع کردی

بزور امارت و دولت آپ کو بجبر نکال دینا چاہتا ہمراہیوں کو لیکر در دولتپر آیا امام باہر تشریف لائے اور آہستگی سے فرمایا کیا وجہ ہے دشمنی کی وہ کہنے لگا آپ یہ جگہ چھوڑ جائیں اور فوڑا اٹھ جائیں آپ نے سمجھایا وہ نہ مانا آخر کار آپ نے فرمایا اے عمر ابن الخطیب تم تو دو روز کے عرصہ میں جانیوالے ہو کیوں نہ حق قلیل زندگی پر فساد کرتے ہو اور غریب ہمسایہ کو ستاتے ہو آپ کی ہدایت کا اسکو اثر نہ ہوا غرور دولت پر فرعون بنا رہا لوگوں نے آخر ہٹا دیا دو روز کے بعد احمد ابن ابو الفرج کے معاملات میں عمر ابن الخطیب کے ممالک شام کی خراج میں غبن فاحش کی خبر متوکل کو ہوئی اور اس کو تحقیقات میں تصدیق ہوا اور شہادتیں مطابق واقع گزریں پورے طور سے ثابت ہو گیا تو متوکل نے شکنجہ کا حکم دیا اسی صدمہ سے شکنجہ میں مرگیا اور مالی اسباب ضبط ہو گیا مگر امام تو ابتدا سے سلطنت کی مخالفت منظور نہ فرماتے تھے سعید کو آپ کی ذات مجمع الحسنات میں امر کا سراغ نہ پایا مگر حکم حاکم سعید اپنے موقعہ پر در دولت امام پر حاضر ہو جاتا اور حاضری لگا جاتا تھا جب جاسوسی سعید کی سے متوکل ناکام رہا تو اسنے ارکین دولت کا جلسہ کیا اور یہ ذکر پیش ہوا کہ امام کو نیچا کرنے کے لئے کوئی تدبیر نہیں سوجھتے چودہ برس کے عرصہ میں انکو مجبوری تنگی اخیر درجہ تک پہنچائی مگر واہ رے ہمت اسکی استقلال میں فرق نہ آیا اور نہ اس کی استغنا اور نفسی میں کوئی کمی مخصوص ہوئے آنجی رنت تیلہ کی حالت میں رہ گئے مگر انکے محامد اخلاق اور مکارم عادات میں کوئی تغیر نہیں پایا گیا متوکل کی یہ تقریر سنکر اسکے خیر خواہ بولے کہ یہ امر تو ایسا دشوار نہیں ہے نہایت آسان ہے آپ جب چاہیں اپنے مقابل سے معاوضہ لے سکتے ہیں کہ جناب امام رضا کی اولاد سے ایک بزرگ ہیں موسے وہ عراق میں رہتے ہیں وہ آدمی ہر رنگ میں رہتے ہیں انکو طلب کیا جاوے وہ ہمارے رنگ میں اور ان کو امام رضا مشہور کیا جاویگا ناواقف لوگ ادہر متوجہ ہو جاوینگے اور امام علی نقی کا اقتدار وقار عام دنیا کے قلوب میں جو قائم زائل ہو جائیگا اور امورات داہیہ کا عامل سمجھ کر لوگ اپنے خلوص عقیدت سے

خود بخود دست بردار ہو جائیں گے اور امام علی نقی آخر میں ذلیل ہو کر مراہم خسروانہ کی استدعا فرمائیں گے یہ سنکر متوکل نے موسےٰ کی جرید کا خط عراق میں لکھا تھا حضرت امام علی نقی کو بھی یہ خبر مل گئی آپ بیرون شہر جا کر اسمقام پر جا کر ٹھہرے جہاں جلیل القدر آنیوالے کے استقبال ادا کی جاتی ہے اور امام نے موسےٰ کو آتے دیکھکر اخلاق کریمانہ سے دیکھا اور ان کی تعظیم میں کوئی کمی نہ کی اور فرمایا کہ متوکل نے اتنا اشتیاق ظاہر کر کے آپکو بلایا ہے وہ یہ ہماری اور آپ کی عداوت اس محبت ظاہری میں پوشیدہ ہے وہ شقی ازلی آپکو بلا کر آپکے ہاتھوں ہمارے کیا تمام خاندان کی ہتک حرمت کرنا چاہتا ہے موسےٰ متوکل کے فریفتہ تھے امام کی ہدایت پر کوئی التفات نہ کیا امام نے یقین کر لیا کہ یہ ہماری بات نہ مانیں گے میری خیرخواہی کی صلاح نہیں ہے آپکو متوکل کی صحبت ایک دن بھی نہ میسر ہوگی یہ فرما کر امام واپس چلے آئے متوکل کے فرستادہ موسےٰ کو استقبال کر کے شہر میں لے گئے جب موسےٰ در دولت پر پہنچا تو دربانوں نے کہا آج خلیفہ عصر کی ملاقات نہیں ہو سکتی موسےٰ یہ سنکر سوائے ذلت پریشانی کے کچھ حاصل نہ ہوا امرا نے مجبور ہو کر معمولی مکان میں اتار دیا صبح ہوتے دروازہ دارالخلافہ کے آموجود ہوئے۔ غرضکہ موسےٰ غریب آخر واپس چلے گئے مدت تک متوکل کی ملاقات کے لئے پریشان رہے اور بیچارے مفت کی تابعداری بنکر دونوں وقت دارالخلافہ میں دوڑتے رہے مگر متوکل نے ایک دن بھی ان سے ملاقات نہیں کی ہمیشہ لَن ترانی کا حکم آتا رہا موسیٰ جس ضرورت سے بلائے گئے وہ اسکے عالم نشہ کی ایک موج تھی جب وہ عالم جاتا رہا اور وہ کیفیت زائل ہو گئی غریب موسےٰ آخر واپس چلے گئے متوکل کو حضرت امام علی نقی کی طرف پھر خیال آیا اسکے نائب فضل بن احمد کا بیان کہ وزیر فتح ابن خاقان سے غصہ ہو کر متوکل نے کہا کہ تم مجھ سے کہا کرتے ہو کہ امام پر مفت الزام لگائے جاتے ہیں وہ ہر گز خلاف نہیں جب مجھے جاسوں کی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ امام صحیح ہیں آخر صاف کہدیا اب ان کا خاتمہ ہے کر دیتا ہوں یہ دغدغہ اندیشہ مٹ جائے چوبدار کو حکمدیا کہ امام کو حاضر کرو وہ گیا اور چار ترکی غلاموں کو حکمدیا کہ جب امام تشریف لائیں تم ان کو فوراً قتل کر ڈالنا وہ چاروں متوکل کے قریب

تلواریں لیکر کھڑے ہوگئے جب امام تشریف لائے تو متوکل اٹھ کھڑا ہوا اور
استقبال کرکے اپنے قریب بٹھالیا اور دست بوسی مودبانہ بعجز انکسار عرض کرنے
لگا یا ابن رسول اللہ آپ بہترین خلق خدا ہیں اے مولا میرے اے ابن عم آپنے
اسوقت کیوں تکلیف فرمائی امام نے فرمایا تمہارا چوبدار مجھکو بلا لایا ہے تو پھر متوکل
نے عرض کی اس والد الزنانی نے مجھپر افترا کیا ہے میں نے ہرگز یہ زحمت نہیں دی یہ کہکر
اپنے عزیزوں کو اور وزیر فتح ابن خاقان کو حکم دیا کہ امام کو دولتسرا تک پونچا
آئیں دروازہ پر وہ غلام بھی تلوار پھینکر قدموں پر گر پڑے امام اپنے دولتسرا اقدس
میں واپس تشریف لائے متوکل نے غلاموں سے دریافت کیا تم نے کیوں
امام کو قتل نہ کیا وہ بولے جسوقت امام دار الخلافہ میں داخل ہوئے تو ایک شخص
ننگی تلوار ہاتھ میں لئے آپ کے ہمراہ تھا اور ہم سے کہتا تھا کہ اگر ان کو کچھ اید
پونچائی تو میں تمہارے قلم کردونگا ہم سب مجبور قتل کی جرات نہ کرسکے متوکل
نے کہا میری حالت بھی یہی ہوئی امام کو تائید باری نے بچالیا متوکل کو آپکے
قتل پر دسترس نہ ہوا اس مشاہدات روحانی کو بھی مخالف اہلبیت معمولی طلسم
و شعبدہ سے تعبیر کرتے رہے متوکل دار الخلافہ سامرہ کے سامنے تماشہ کیلئے
ایک مکان وسیع بنا کیا تھا اور اس میں درندے جانور رکھے ہوئے تھے کسی
نہ کسی مجرم کو بھی اس احاطہ میں داخل کردیتا تھا اور درندے اسکو پھاڑ کھاتے
تھے امام کے لئے بھی یہی سیاست تجویز کی اور امام کو اس احاطہ میں داخل کردیا
اور متوکل قریب کے مقام کی چھت پر تماشہ دیکھنے لگا جب امام وسط صحن میں پہنچے
چاروں طرف سے آدم خوار درندے آپکے پاس جمع ہوگئے اور پاؤں اقدس پر
لوٹنے لگے امام اپنا دست شفقت انکے سر پشت پر پھیرتے جاتے تھے یہ عالم
دیکھکر متوکل کے حواس جاتے رہے اور ندامت میں ڈوب گیا علامہ ابن حجر نے
صواعق محرقہ میں اسواقعہ کو تذہیب کذابہ کے متعلق لکھا ہے کہ ایک عورت نے
سیدانی ہونے کا دعوا کیا تھا متوکل نے حضرت امام علی نقی سے دریافت کیا امام
نے فرمایا امام حسین علیہ السلام کی اولاد کا خون درندہ جانوروں پر حرام کیا ہے
وہ عورت سنکر فوراً اپنے سے اقرار کرنے لگی مخالفین نے متوکل سے کہا کہ امتحان کا

متوکل امام نے امام کو اس مکان میں داخل کرادیا اور خوب چھت پر بیٹھ کر تماشہ
دیکھنے لگا تمام درندے آپ کا طواف کرنے لگے آپ کے گرد حلقہ کر بیٹھے رہے
لوگوں نے متوکل سے کہا تو بھی ایسا کر جیسے تیرے ابن عم کیا ہے متوکل نے کہا
تم سب میرے قتل کے خواہاں ہو اس واقعہ کو خاوند شاہ ہروے نے روضتہ
جلد سویم میں لکھا ہے اور خواجہ محمد پارسا نے فصل الخطاب میں اسے عبارت
کو قلمبند کیا ہے متوکل کے خطا پر خطا ثابت ہوئی امام کے معاملات میں کوئی عقل
سے بے بہرہ ہوگا جو متوکل کی ان حرکتوں سے اسکی عداوت شقاوت نہ سمجھے
گا تائید یزدانی اور نفوس مقدسہ کے جسمانی کی حفاظت کا پورا سامان
کرایا ورنہ متوکل نے دل سے مرداہی دیا تھا امام کو کوئی زوال نہ پہنچا یا یہ امر اسکے
کمال ندامت کا باعث ہوئے اسی اثناء میں اسکے چوتڑ پر ایک دنبل بڑا نکل آیا
متوکل بالکل مجبور ہوگیا تھا شاہی اطباء نے ضماد مستحجرجہ سے اخراج مواد کی فکر
کی تمام طبی عملیات غیر مفید بے اثر ثابت ہوئے اور ہر شخص معالجہ سے عاجز
آگیا تو متوکل کی ماں نے کسیکو امام کی خدمت میں بھیجا آپ نے فرمایا کہ بکری
کی مینگنیاں گلاب میں حل کرکے باندھیں اسکی ماں نے متوکل کو کہلا بھیجا آراکین
واطباء ہنسنے لگا وزیر فتح ابن خاقان نے کہا کہ امام کا کلام کبھی عبث نہیں ہوتا۔
فتح وزیر کے اصرار سے وہ ضماد لگایا گیا اسکی ضماد کرتے ہی دنبل ٹوٹ گیا اور تکلیف
رفع ہوگئی متوکل راحت سے سویا تین یوم کے بعد متوکل اچھا ہوگیا متوکل کی ماں
نے دس ہزار دینار کی تھیلی سر بمہر امام کی خدمت میں بھیجی آپ نے رکھ لی۔
چہار یوم کے بعد متوکل سے ایک خوشامدی نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ
امام علی نقی امروز فردا میں علم بغاوت بلند کرنے والے ہیں اور سرمایہ جمع کر
چکے اور اسلحات فراہم ہو چکے اور اطراف جانب سے شیعہ قبائل بھی بلائے
گئے ہیں خروج میں اب دیر نہیں ہے متوکل کی مجبوبانہ طبعیت مخالفت کی بہ
جوش پر آگئے امام کی ایذا رسانی پر تیار ہوگیا سعید جو آپ کی حراست پر مامور
تھا فوراً بلایا گیا اور حکم دیا سرہنگاں شاہی کی جمعیت کے ساتھ لے کر شبکو
بلا اجازت امام کے گھر پر چلے جاؤ اور مال متاع جو کچھ گھر میں پاؤ اور معہ امام

حاضر کرو سعید کا بیان ہے کہ میں تیس سپاہی ہمراہ لے کر امام کے دولتسرا پر
گیا امام نے فرمایا اے سعید ہم شمع بھیجتے ہیں جب خادم شمع لایا اور میں اندر داخل
ہوا اور دیکھا کہ امام ایک بوریہ پر قبلہ رو بیٹھے تھے اور مورخ ابو الفدار کی تحقیق
میں فرش ریگ پر بالوں کی عبا پر بیٹھے اور کچھ نہ تھا یا رحل پر قرآن مجید نہ کھا تھا۔
اور آپ تلاوت قرآن میں مصروف تھے سعید کہتا ہے میں قریب گیا تو آپ نے
فرمایا جو چیز پاؤ لیجاؤ وہاں تباہی کیا سوا اس کیسہ زر کے جو متوکل کی ماں نے
سنر بمہر بھیجا تھا ملاشی میں اور کچھ نہ پایا امام نے سعید سے فرمایا میرے گھر میں
آلات بغاوت کسقدر تم نے پائی سعید نے کہا کچھ بھی نہیں سوائے اس کیسہ کے
جس پر متوکل کی ماں کی مہر لگی ہے اور ایک تلوار کنہ رنگ آلودہ ملی امام نے فرمایا
اسکو بھی کیسہ زر کے ساتھ ضرور لے جا یہ ہمارے گھر کے تمام کائنات سمجھ لے۔
اور خلیفہ سے کہدے کہ یہی ذخیرہ تھا جو سامنے ہے اسی اسباب پر فوج
کشی اور بغاوت کا احتمال کیا جاتا ہے اور آنحضرت نے سعید کو شیر
پلایا پس وہ کاشانہ امامت سے واپس ہوا ایسے بزرگوں کی نسبت خروج کا
شبہ سعید کذب تھا سعید نے صبح کو متوکل سے جاکر واقعہ اظہار کیا اسکو
سخت ندامت ہوئی اور امام کو محض بے ضرورت بلایا اسوقت شاہی دربار
تمام امرا سے پُر تھا اور تخت کے قریب مطربان خوش نوا اور حسینان دلربا
کا جھرمٹ لگا تھا اور ساغر ہائے بلورین میں شراب ہائے خوش رنگ
لئے ہوئے منتظر تھے غرضکہ ایسے عالم میں امام بلائے گئے آپ کے تشریف
لاتے ہی سارے دربار کی کیفیت دگرگون ہو گئی تمام لوگ آپ کی تعظیم
کو اٹھ کھڑے ہوئے آپ جواب سلام دیتے ہوئے تخت کے قریب تک پہنچ
گئے اور متوکل بھی تخت سے اُٹھا اور تعظیم بجا لا کر آپ کو اپنے پاس
بٹھا لیا اور باسناد تاریخ کامل ابن اثیر جلد پنجم جسطرح یزید ابن معاویہ نے
اپنے قیام مدینہ کے زمانہ میں ایک بار حضرت امام حسین کے سامنے جام
شراب بڑا کر دعوت کی گئی اسی طرح یزید عباسی متوکل نے بھی امام علی نقی ع
کی خدمت میں جام شراب پیش کیا آپ نے استغفراللہ کہہ کر نہ لیا مجھے

اس سے معاف کرو وہ چیزیں کیسی ہیں استعمال کر سکتا ہوں جس سے میری آبار طاہرین سلام اللہ کا خون و گوشت مخلوط نہیں ہوا متوکل نے کہا اچھا کچھ گائیے امام نے لاحول پڑھکر کہا میں گاتا بھی نہیں ہوں متوکل چپ ہوگیا اور تیسری بار بولا آپ کو کچھ اشعار پڑھتے ہوں گے خواہ کسی کی ہوں امام نے اسکو امادہ پاکر چند اشعار جناب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالبؑ کے خوش الحانی سے ارشاد فرمائے جو لسان الواعظین میں حاجی محمد علی شیرازی نے اس کی مضامین کو فارسی اشعاروں میں نظم فرمایا ہے وہ یہ ہیں ۔

کجا شد حلل و تخت و تاجہائے مرصع
کجا شد آں رخ زیبا و پردہ ہائے مکلل

کجا شد آں ہمہ نعمت کجا شد آں ہمہ زینت
ز تخت بخت کشیدند شاں بہ تختہ اسفل

حیات و عشرت و کامرانی و دولت
برنج و محنت و اندوہ و غم گشت مبدل

سرا و کلبہ و ایوان بجا بماند و لیکن
و رآں مقام شمارا نماند مخرج و مدخل

یعنے آج اُن سلاطین کے لباسہائے قیمتی اور تاجہائے مرصع کہاں گئے اور آج ان کی چیزوں کی زیبائش کہاں گئے جنپر ہمیشہ حجاب چھوٹے رہتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو ایک دن تخت شاہی سے تختہ زمین پر لٹا دیا اور ان کی زندگی اور دنیا کی تمام دولت اور عیش عشرت اور ذلت تمام رنج محنت اور اندوہ غم سے مبدل ہوگئے کتاب لسان الواعظین صفحہ ۵۶۴ متوکل کے دربار میں جتنے لوگ تھے امام علی نقی سے اشعار سنکر زار زار رونے لگے ایسا اثر ہوا اور خلیفہ بھی روتا تھا دربار میں کہرام مچگیا ہر شخص نے دنیا فانی سمجھ کر عبرت کا سبق لیا تو متوکل نے امام کو رخصت کر دیا خاوندشاہ ہروی نے روضۃ الصفا جلد سویم میں لکھا ہے کہ سالقین خلفائے عباسیہ جو متکل کے اسلاف تھے مخالف آئمہ طاہرین کے ضرور تھے مگر ان کی مخالفت ان کی زندگی مقدس تک منحصر تھے مگر بخلاف انکے متوکل ایسا تھا آئمہ طاہرین کی وفات کے بعد بھی ان حضرات کو ان کے مقابر میں بھی باستراحت آرام کرنے نہیں دیتا تھا ۲۳۷ہجری میں متوکل نے حکم عام بلاد اسلام میں نافذ کیا کہ کوئی شخص نجف اشرف اور کربلا معلےٰ کی زیارت کو نہ جائے ورنہ قتل کیا جائے گا اور خون اس کا مباح ہو جائے گا اور حکم قاسم

ابن احمد اسدی کو دیا کہ نجف و کربلا کی عمارتیں بیخ و بن سے مسمار کرا دے
اور مقابر عالیہ بھی کھود ڈالی جائیں اور ان فرا فائز الوار کے آثار قائم نہ رہیں
اور تمام حائر مقدس کے آلات زراعت کے ذریعہ جوت ڈالی جائیں اور زراعت
کر دی جائے یہ متوکل کے ظالمانہ احکام تھے جو ان مقامات کی بربادی کے متعلق
جو اس بخت النصر یزید عباسی کے دفتر سے برآمد ہوئے جو شیعان حیدر کرار
پر مصیبت ڈھائی وہ تحریر تقریر سے باہر ہے وہ اسکے ایام حکومت میں اپنی زندگی
کے دن کاٹ رہے تھے عقائد کیا اپنے نام تک بتلا نہ سکتے تھے کہ نام سے
خصوصیت ان کی شیعہ ہونے کے ثابت نہ کر دی جو ان کی جان اس جرم میں تلف
کیجاوے نہ ان کو ملازمت ملتی تھی نہ زراعت کرنے کی اجازت تھی نہ تجارت
کی ترقی فلاح تمام راستے بند تھے سخت قیامت خیز حالت تھی محبان
اہلبیت پریشانی حال میں بسر کرتے تھے اور ہزاروں قبیلے اور عشیرے
اپنے اہل عیال کو لے کر جلا وطنی کی مصیبت اٹھا کر دور دراز ملکوں میں نکل گئے اور
غیر ممالک میں جا کر تجارتی کاروبار میں مصروف ہوئے اور شیعوں کے حالات
عبرت خیز معاملات ہیں جو ماموں کے بعد معتصم کے زمانہ سے لے کر معتمد کے
وقت تک برابر قایم رہے ان کی حالتیں کمزور ہو گئیں اور دشواریاں بڑھتی
گئیں متوکل نے اس فرقہ کے لوگوں کو مخالف اسلام قوموں کے کافرین
و مشرکین شمار کر لیا تھا ان کی جانیں مفت تلف کی گئیں اور مال و دولت
تباہ برباد کیا گیا گھر گرائے گئے اور زراعت باغات پائمال کئے گئے اور مملوکات
سب ضبط کرائے گئے وہ غریب مفلس ہو کر دور دراز ملکوں میں بکمال
پریشانی مجبور کر دی گئی متوکل نے شیعوں کی لاکھ جماعت تک قتل
کر ڈالا وہ شیعہ ہوں یا نہ ہوں محض شیعہ پر ڈالے گئے یہ مختصر حالات
تھے جو تحریر کئے گئے *

حکم ممانعت زیارت نجف و کربلائے شریف معلّیٰ

۲۳۷ سنہ ہجری میں جو حکم امتناعی بابت زیارت نجف و کربلا جاری کیا تھا اپنے

ایک امیر کو دس ہزار فوج ہمراہ دے کر تعینات کیا کہ زائرین کو فورًا نکالدی
نکال دی اور نہایت مستحکم کر دیئے آئندہ کسی قوم قبیلہ کے لوگ زیارت
کا قصد نہ کریں شیعہ زائرین کی تمام راہیں مسدود کر دیں کہ کوئی قافلہ نہ اسجگہ
آسکے متوکل فوج کربلا میں داخل ہوئے وہاں مومنین کی جماعت موجود تھی امیر
فوج نے زیارت سے منع کیا اور فوجی طاقت سے ڈرایا مگر وہ راسخ العقیدہ نہ
مانے اپنی جانوں پر کھیل گئے اسواقعہ نے اطراف جوانب کے تمام شیعہ قوموں
میں جوش پیدا کر دیا ارض مقدس کے قریب جو شیعہ قبائل اباد تھے سب مسلح
ہو کر کربلا میں شاہی فوج کے مقابلہ کو موجود ہوگئے ان کی تعداد بھی دس ہزار
تھی دلیری سے آکر کہا کہ اگر متوکل ایک ایک کو پکڑ کر قتل کرے گا تو ہماری اولاد
اعقاب اسکے بعد ان کی زیارت ہمیشہ زیارت امام بجا لاتے رہیں گے ہماری
اسلاف کربلا سے اسیوقت تک اس مرقد مطہر سے بکثرت معجزات وکرامات
مشاہدہ کر چکے ہیں اور ہماری قوم کے لوگ اگر تلواروں سے ٹکڑے کر دیئے
جائیں تب بھی زیارت امام کو ترک نہ کریں گے متوکل کی فوج شکر بد حواس ہوگئی
اور متوکل کے پاس چلی گئی متوکل اسوقت شہر سامرہ کی تعمیر میں تھا اسلئے
خاموش رہا جیسے منصور تعمیر بغداد میں دس برس خاموش بنا رہا تھا ویسے
متوکل بھی دس برس تک کربلا کے معاملات میں دست بردار رہا اس عرصہ
میں مومنین کی جماعتیں بکثرت زیارت کو آتے رہے اور فیض پاتے رہے

متوکل کی مخالفت نے دس برس کے بعد کروٹ بدلی

چنانچہ ۲۴۷ھ ہجری میں موسیٰ ابن ہارون عامل کوفہ کو سابق احکام کا حکم دیا موسےٰ
عداوت اہلبیت میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا فورًا کوشش کے چند یوم تک آمد رفت
زائرین ضرور بند ہوگئے شیعہ رعایا کی آبادی بہت برباد ہوگئی موسےٰ نے
اس جرم پر ہزاروں کو قتل کر ڈالا شیعہ عقیدت مند سکو زیارت سے منحرف
ہو جاتے تھے اور پہرے بیٹھے تھے ۲۵۰ھ ہجری میں متوکل نے قبر مطہر امام حسینؑ

کی بربادی اور مٹا دینے کا حکم دیا کوفہ بصرہ اور عراق والیوں نے درخواستیں
کیں خلیفہ نے مانا موسیٰ کو منع کیا وہ بھی نہ مانا ملا محمد باقر مجلسی وہ شیخ
طبرسی نور اللہ کی اسناد سے جلاء العیون میں لکھتے ہیں کہ موسیٰ ابن عامل
کوفہ نے اپنے ملازمین کو ارض مقدس کربلا کی بربادی کا حکم دیا ان لوگوں
نے مرقد انور سے مزاحمت کا قصد کیا تو ایسی ایسی مشاہدات نورانی اور
کرامات روحانی دیکھے تو تمام بے ادبیوں سے دست بردار ہو کر موسیٰ
کے پاس واپس آئے موسیٰ کو ندامت ہوئی وہ خاموش ہو رہا متوکل
کو عرصہ تک خبر نہ ملی اسنے ابراہیم دیرج کو فوج دے کر کوفہ میں قاضی
جعفر کے پاس بھیجا جعفر شاہی حکمنامہ پا کر خوش ہوا ابراہیم کا بیان ہے
کہ ہم نے شہر سامرہ سے کوفہ اور کوفہ سے کربلا میں پونچکر اپنا کام شروع
کر دیا اور وہاں قبر مطہر امام کا کوئی نشان نہ پایا یہ کیفیت دیکھ کر واپس آیا
تو اس واقعہ کا خط قاضی نے متوکل کو لکھا ابراہیم نے سامرہ پونچکر متوکل کو
قاضی کا اطلاعنامہ پیش کر دیا متوکل ابراہیم دیرج پر نہایت غضبناک ہوا اور
کہا کربلا میں واپس جاؤ اگر وہاں کوئی چیز نہیں ملتی تو زمین ہموار کر کے
اور دریا فرات کاٹ کر اس مقام پر آب جاری کر دو اس میں تخم ریزی کرا دو کہ
کسیکو وہاں مقابر ہونے کا شبہ نہ واقعہ ہو ابراہیم دیرج ناچار پھر کربلا میں گیا
اور ہل چلائے مگر کامیاب نہ ہوا سامرہ میں جا کر ساری داستان متوکل سے
کہدی بیچلے ابن عبد الحمید کا بیان ہے کہ مجھ سے ابراہیم دیرج نے خلوت
میں کہا کہ حکم متوکل سے ہم نے قبر امام مظلوم کی کھودنی شروع کر دی۔
جب ایک دو تختے اٹھائے تو ایک بوریہ پر آپ کا جسد پاک تازہ رکھا پایا
اور خوشبو اس سے پیدا ہوئی کہ مشک عنبر کو شرم آتی تھی مجھکو
ایسی ہیبت طاری ہوئی اسی وقت لاش مطہر کو تختہ بندی کا
حکم دیا وہ قبر منور اسی طرح بند کر دی گئی بہر حال حائر مقدس
کی زمین کو قابل زراعت بنانے کی کوشش کی اہل میں بیل لگا کر
جوتنا آغاز کیا مگر مجبوری پیش آئی کہ جب چاروں طرف سے جوت کر

اس مقام خاص پر آتے تھے تو بیل یکایک رُک جاتے تھے بہت مارا مگر نہ چلے آخر میں باز آیا متوکل دو مرتبہ قدرت کا مشاہدہ کر چکا مگر وہ ایسا ظالم شقی القلب بنا رہا جب ابراہیم دیرج سے کام نہ نکلا تو۔

ہارون معرای کا کربلاء معلّٰی میں جانا

متوکل نے ہارون معرائی کو کربلا کی بربادی پر پھر مامور کیا ابو عبد اللہ قطانی ناقل ہے کہ میں ہارون کا کاتب تھا اس کا مُنہ اور ہاتھ پاؤں سیاہ ہیں بدن گورا سفید تھا میں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا سبب تو اُسنے بیان کیا کہ متوکل نے مجھکو کربلا میں روانہ کیا کہ قبر منور حضرت امام حسینؑ کھودوں خواب میں مجھکو جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ اے ہارون قبر امام پر نہ جانا اور مجھ پر شقاوت اور طمع دولت مآب نے فرمایا کہ اے ہارون قبر امام پر نہ جانا اور مجھ پر شقاوت اور طمع دولت غالب ہوئی اور صبح کربلا کو روانہ ہوا پہنچکر خلیفہ عصر کے حکم کی تعمیل شروع کردی مگر سب بیکار بیکار فضول ہوئے پھر مجھکو خواب میں جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ میں نے تجھ سے منع کیا تھا کہ کربلا نہ جانا تو نے میرا کہا نہ مانا آنحضرت نے ایک طمانچہ میرے مُنہ پر مارا اور تھوک دیا جس کا اثر مُنہ ہاتھ پاؤں سیاہ ہوگئے اور الائش بہتی رہتی ہے ابراہیم دیرج ہے اسی طرح خراب ہو کر مرگیا متوکل ان اخبار اثار کے جو مامورین کربلا کی زبانی سُنا تھا مگر اپنی مخالفت سے باز نہ آیا پھر اُسنے فوجی افسروں کو مامور کیا ہارون معرائی کے واپس آنے کے بعد عمر ابن الفرج کو کربلا کو روانہ کیا جعفر ابن محمدؒ ابن الفرج ناقل ہے کہ میرے چچا عمر کو متوکل نے کربلا پر روانہ کیا اور وہاں جاکر بیلوں کو جوتا اور ہر چند بیلوں کو جوتا لیکن وہ ایک قدم آگے نہ چلے آخر واپس آیا موسےٰ بن عبد العزیز کا بیان کہ ایک دِن طبیب شاہی یوحنا نصرانی مجھکو ملا اور کہنے لگا

کہ کربلا میں کسکی مزار ہے جہاں اہل اسلام بہت زیارت کو جاتے ہیں میں نے
کہا کہ یہ ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ کے نوا
ہیں طبیب نے کہا کہ ایک عجیب نقل میرے پاس ہے کہ مجھ کو موسے
ابن ہارون کے خادم نے بلایا موسے بیمار تھا اور خراب حالت میں اسکی حالت
میں اسکی عقل زائل ہو چکی تھی وہ کوفہ کا عامل تھا میں نے سبب حالت دریاف
کیا یہ ابھی تندرست تھا اسی اثناء میں کسی نے امام حسین کا ذکر کیا موسے
نے کہا رافضی فرقہ کے لوگ ان کے حق میں یہاں تک غلو کرتے ہیں کہ ان کی
قبر مطہر کی خاک شفاء مانتے ہیں جب بیمار ہوتے ہیں تو کھا لیتے ہیں ت
اچھے ہو جاتے ہیں ایک شیعہ سادات ہاشمی وہاں موجود تھا وہ بیا
کرنے لگا کہ میرا تجھ پر افسوس ہے موسے نے کہا اب خاک تمہار
پاس ہے اسنے کہا ہاں ہے موسے نے کہا لاؤ یہ سنکر شیعہ لوگ و
خاک پاک لایا اور موسے نے وہ خاک شفاء لے کر بغرض اہانت اپنے
پر ازمین لگالی لاحول ولاقوت الا باللہ العلی العظیم راوی کا بیان ہے
اس حشیانہ عمل کرنے موسے النار النار چلانے لگا جلد بجلد متواتر اسے پا
پلایا گیا اور اسے استفراغ ہونے لگا اسسے اعظائے اندرونی دل
وجگر وطحال وغیرہ باہر نکل آئے ہیں اسواقع سے حیران ہو گیا اسکے
تمام عضاء اندرونی پارہ پارہ ہو کر باہر نکل آئے تھے شاہ پور نے کہ
کہ کوئی ہو سکتی ہے میں نے کہا اسکا چارہ جوئی کسی سے نہیں ہو سک
سوائے مسیح ابن مریم کے وہ اس مردہ کو زندہ کر سکتے ہو موسے عا
بیہوشی میں صبح ہوتے مر گیا موسے ابن عبد العزیز راوی کا بیان ہے
کہ اس واقعہ کے بعد میں نے یوحنا عیسائی طبیب دیکھا وہ ہمیشہ زیار
امام حسین کو جایا کرتا تھا بعد چند ہی وہ مسلمان ہو گیا متوکل تھا و
عداوت اہلبیت سے ایسے تھے یہ ایسے سچے کارنامے ہیں جو آج تک تار
میں محفوظ ہیں ان واقعات سے ہمکو عبرت ہوتی ہے متوکل نبی ہاش
اور نبی فاطمہ کا قریب رشتہ دار خیال کرتے ہیں اور مخالفت اہلبی

تو اسلاف سے چلے آتے ہیں مگر اسکی بزرگ اپنے محاصر نبی فاطمہؑ
کو ایذا پہنچاتے رہے اور وفات کے بعد اسکے ساتھ کسی نے کچھ نہیں
کیا نہ کسی کا مقبرہ کھدوایا یہ متوکل کے خاص ایجاد تھے منصور ودانق
کی سے نبی العباس نبی فاطمہؑ کے ناحق دشمن بنگئے سادات اکرام نے
متوکل کا کیا بگاڑا تھا متوکل کے پاس اس وحشیانہ مظالم کے لئے کوئی
عذر نہیں متوکل کے دل میں یہ شبہ تھا وہ شیعوں کا رجوع امام علی نقیؑ
کی طرف دیکھکر اسکو احتمال تھا کہ یہ لوگ ایکدن سلطنت کی خلاف
کرینگے سامرہ شہر میں تمام شیعوں کی آمد رفت بند کردی تھی نجف
اشرف اور کربلاء معلے کی زیارت کو جمع ہوا کرتے تھے اور متوکل کو شبہات
کا اصلی باعث ہوتا تھا کہ یہ لوگ اپنے مقامات سے باستغال امام علیؑ
نقی ضرور خروج کرینگے متوکل کے یہ مجنونانہ خیالات اُسکے دماغ کو
دماغ نمبرودی کا نمونہ بنائے ہوئے تھے یہ اسکی غلط فہمی تھی ایک
دن متوکل نے اپنے بیٹے منتصر کو ناراضی ہوکر ولیعہدی سے معزول کردیا۔
اور اسکی ہلاکت کے درپے ہوگیا ایک دن متوکل نے کچھ کلمات وحشیانہ
بے ادبی جناب سیدہ دوجہان کے شان میں کہی اور کہا میرے پسر
منتصر معتر حسین سے بلا رکتہ رکھتے ہیں منتصر نے علماء وقت سے دریافت
کیا کہ جو شخص جناب صدیقہ کبرٰ جناب فاطمۃ الزہراء کے حق میں ایسے کلمات
ناشائستہ کہتا ہوا آپ کیا حکم دیتے ہیں علماء نے لکھدیا کہ ایسے شخص کا قتل
لازم ہے مختصر نے یہ محضر نامہ علماء کا دستخطی اپنے پاس رکھلیا تاریخ
ابوالفداء میں تحریر ہے کہ معلم سے متوکل نے کہا میرے فرزندوں
بہتر حسنین کو کیونکر ترجیح ہوسکتی ہے معلم نے کہا ہرگز نہیں اس
شان اور مرتبہ کو کوئی شخص حاصل نہیں کرسکتا تیرا یہ وہم ہے متوکل
برہم ہوا او کلمات ناسزا کہے متوکل کی گستاخی اہلبیت کی نسبت تاریخوں
سے ثابت ہے باعز غلام نے شبکو منتصر کی رائے کو کو تلوار لگائی منتصر
بھی اپنے ہمراہیوں سے موقعہ پر پونچگیا بمعہ وزیر فتح ابن خاقان اور بادشا

دونوں کو مار ڈالا اور بیس لاکھ گھنٹہ تک ظاہر نہ کیا جب تک منتصر کی خلافت
کا غلامان عالم میں نہ ہو لیا اسکے بعد دفن کر دیا گیا متوکل ایک شخص تھا۔ ک
ظالمین عالم کی فہرست میں لکھا جائے قتل اور ہلاکت اسکی معمولات میں
تھا حبس دوام اور جلاوطنی کی سزا اسکے روزمرہ میں شامل تھی اور شکنجہ
میں کھینچ دینا اور آنکھیں نکال دینا اور سولی پر لٹکا دینا اسکی ہر وقت کی کھیل
تھی صاحب روضتہ الصفار لکھتے ہیں کہ متوکل سے شراب کے نشہ میں عجیب
حرکتیں ظاہر ہوئیں کتاب مروج الذہب میں امام مسعودی لکھتے ہیں کہ متوکل
نے چودہ برس نو ماہ نو روز سلطنت کی اور چوالیس برس کا سن تھا جب
تک تھا کوئی فعل قابل اعتراض نہیں تھا جب حکمران ہوا تو مردم آزاری خونخوا
ستمگاری کرتا تھا غرض تمام مفاسد اسکی رگ رگ میں بیٹھ گئے کوئی عالم
واعظ نہ کرتا تھا اس کی صحبت مسخروں سے پُر پُور رہتی تھی اس کی سلطنت
غضب آلہی نمونہ تھی جب تک حکمرانی کرتا رہا تمام عالم مُلک میں مصیبت میں
گرفتار رہا خاوندشاہ ہروی روضتہ الصفار جلد سوئم میں لکھتے ہیں کہ متوکل
کے ایام علاقہ قیروان کے تیرہ موضع زمین کے نیچے دب گئے تھے آج تک
کسی کا نشان نہ ملا ان تمام آبادیوں سے بیالیس آدمی باقی بچے وہ دوسر
گاؤں میں چلے گئے ۲۴۲ھ ہجری میں ایسا زلزلہ آیا کہ شہر فغان کی نصف
آبادی برباد ہوگئی شہر بسطام بھی دو ثلث برباد ہوگیا اور شہر رَے اور جر
اور نیشاپور اور اصفہان اور شہر قومس میں بھی ایسا ہی زلزلہ ظاہر ہوا او
صوبہ یمن میں بھی جو زراعت کے مقامات تھے گر گئے روضتہ الصفا میں منتصر کے
اوصاف یہ لکھتے ہیں کہ وہ حکمرانی اور جہانبانی کے اوصاف سے موصوف تھا او
اپنی عادات میں اپنے باپ متوکل کے خلاف تھا اسنے رعایا کے ساتھ مروت اور رعا
قایم کی اور زیارت نجف اشرف اور کربلاء معلےٰ کی امتناعی حکم یکقلم اٹھائے اور شیعو
کو عام زیارت کی اجازت دیدی جو تمام خلایق کی خوشنودی کا باعث ہوئی اور منتص
حضرت امام علی نقی سے بھی کوئی تعرض نہیں کی منتصر کل چھ مہینے سلطنت کر کے پچیس بر
کی عمر میں مرض سرسام سے مرگیا اسکی جگہ مستعین باللہ لقب دیکر احمد ابن منتصر کو تخت پر بٹھا

۲۵۰؁ہجری میں یحییٰ ابن عمر ابن یحییٰ ابن حسین ابن زید العلوی نے کوفہ میں خروج کیا مستعین کی فوج نے ان کو قتل کیا انکے بعد حسن ابن زید ملقب داعی الی الحق نے علاقہ طبرستان میں فوج کشی کی اور طبرستان اور اسکے مضافات پر قبضہ کرلیا انیس برس حکمرانی کرکے انتقال کیا اسکے بعد انکے بھائی محمد ابن حسن نے اس علاقہ میں اٹھارہ برس سلطنت کی آخر اسماعیل سامانی نے انکو قتل کروایا ان سادات کے معاملات میں امام علی نقی کی شرکت نہ تھی آپ ہمیشہ اپنے بزرگوں کی طرح علیحدہ اور کنارے تھے سامرہ میں ترکیوں نے اور پسر ان متوکل کو مجلس سلطانی سے نکال کر ایک تن معتز کو تاجدار بنالیا معتز نے مستعین باللہ کو سامرہ میں بلاکر قتل کرڈالا تین برس نو ماہ یہ حاکم رہا معتز نے موید کو بھی برف کے نیچے دبا کر مارڈالا اور دوسرے بھائی کو بصرہ میں قید کرایا اور یہ نالائق اس سے ہوگیا جو امام علی النقی کا خون ناحق کیا اسنے اپنے حکم سے زہر دہانی کی قدیم ترکیب سے امام کو شہید کیا بالاتفاق علمار فریقین حضرت امام علی نقی کی وفات ۲۵۴؁ہجری میں واقع ہوئی وفات کے وقت سوائے جناب امام حسن عسکری کے پاس کوئی نہ تھا تیسری ماہ رجب روز شنبہ ۲۵۴؁ہجری کو انتقال فرمایا آپ کا سن شریف اکتالیس برس اور چھ مہینے تھا ۳۵ سال امامت فرمائی ۲۷ برس سامرہ میں قیام رہے جناب امام حسن عسکری نے اپنے والد معظم کی لاش مطہر کو غسل کفن دیکر آپکے ایوان خاص اسی مقدس مقام پر مدفون فرمایا آجتک جہاں آپ کا مرقد مقدس قایم ہے حضرت امام حسن عسکری اپنے پدر بزرگوار کے جنازہ کے وقت زار زار روتے تھے لوگوں نے اعتراض کیا کہ گریبان چاک کرنا منصب امامت کے شایاں نہیں ہے آپ نے جواب دیا کہ احمق جاہل دین خدا کے احکام کیا جانے حضرت موسیٰ نے ہارون کے ماتم میں گریبان چاک کیا تھا جناب امام علی نقی اس برگزیدہ رب العلا اور خلاصہ خلق کے چشم چراغ تھے جنکی ذات رحمت العالمین کی صفات سے موصوف فرماکر دنیا میں کرگئے تھے جب ایسی آپکی ذات لاجواب جملہ اوصاف کا مجموعہ اور گلدستہ ثابت ہوچلے ہو لکھنے کی حاجت نہیں ہے ۔

خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب میں اور امام قندوزی ینابیع المودت میں تحریر کرتے ہیں عربی کا ترجمہ یہ ہے

حضرت امام علی نقی علم و سخاوت میں اپنے والد ماجد کے وارث تھے ایک دن ایک کوفہ کے عرابی نے آکر سوال کیا کہ میں قرضدار ہوں آپ نے فرمایا کتنا قرض ہے اس نے کہا دس ہزار درہم آپ نے فرمایا غم نہ کھا تیرا قرض ادا ہو جائے گا یہ فرما کر آپ نے اس کو دس ہزار درہم کا تمسک اپنی طرف سے لکھ دیا اور ارشاد کیا کہ تو اس کاغذ کو لے کر دربار عام میں آنا اور مجھ پر تقاضا کرنا اسنے بھی کیا اور آپ نے تین دن کا وعدہ کیا یہ واقع متوکل کو معلوم ہوا اسنے تیس ہزار درہم آپ کی خدمت میں بھیجے آپنے وہ سب رقم سائل کے حوالے کر دی اسنے رقم دیکھکر عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ میری آرزو دس ہزار کی تھی بیس ہزار آپ اس سے نکال لیں آپ نے واپس لینے سے انکار کیا صاحب روضۃ الصفا اس واقعہ کو ذیل کی عبارت میں لکھتے ہیں جلد سوئم مطبوعہ بمبئی صفحہ ۴۳ روزی اعرابی در قریہ از قرائے سامرہ زاد اللہ شرفاً بخدمت امام ہادی حضرت علی نقی بشرف پابوس او استفاد یافتہ امام از وے پرسید کہ چہ حاجت داری گفت من از آن جماعتم کہ بولائے جد تو علی ابن ابی طالب تمسک نمودہ اند و دینی دارم کہ از ادائے آں عاجزم و بغیر آستان تو ملجائے و ماوائے ندارم جناب امام علی نقی فرمود خاطر خود خوش دارم و در نزد من بیا ترا تعلیمی کنم چوں روز دیگر عرابی آمد باو فرمود کہ چوں من بسر من رائے مراجعت کنم تو حاجت خود را وقتی کہ جمعی پیش من باشد ظاہر بکن و بخشونت وجہ حجت را طلب کن و زنہار دریں امر خلاف نہ کنی عرابی وصیت امام علی نقی را قبول کرد چون امام بسامرہ رفت در زمانیکہ اصحاب خلیفہ و طائفہ دیگر در خدمت او بودند خط آنجناب امام بیروں آورد و بموجب وصیت از رعے تشدد و غلظت وجہ را طلب نمود امام ہادی آہستہ آہستہ با اعرابی سخن مے گفت و تمہید معذرت مے نمود و وعدہ ادائے دین او رامے کرد و ایں حدیث فاش شدہ چوں بمتوکل رسید فرمان داد تا سی ہزار درہم نزد امام بردند و امام آں مال را نزد خود نگاہداشت تا اعرابی نزد وے آمد او ہمہ را بوے دادہ فرمودہ کہ آنچہ از دین تو فاضل آید بر اہل و عیال خود صرف بکن و مارا از گرفتنش معذور دار اعرابی گفت اے پسر رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم مامول من آنچہ عطا کردی آنرو کمتر بودہ ۔

عقاب امام علی نقی علیہ السلام سلسلہ نسب سادات نقوی

حضرت امام علی نقی انکے چار پسر سید حمزہ ابو طالب و سید حسین اصغر و سید حسن عسکری بزرگ و سید جعفر ثانی انکے القاب ثانی زکی کذاب تو اب ہیں اولاد آپکی بکثرت ہے۔

ذکر اول

سادات گردیزیان سید شمس الدین و سید شہاب الدین یہ دونوں برادر عالیدرجات سلطان شہاب الدین التمش کے وقت میں شہر گردیز سے وارد دہلی ہوئے سید شمس الدین نے میوات میں سکونت اختیار کی پلولیں مدفون ہوئے اولاد امجادان کی موضع بہادر پور و بہونگر سوٹھہ وغیرہ میں سکونت اختیار کی باعزاہل اقتدار ہیں دوسرے سید شہاب الدین مانگپور میں مضاف الہ آباد میں مسکن گزین ہوئے ان کی نسل سے دو بزرگوار عالیشان گذرے ہیں قاضی سید شرف الدین و راجہ سید عزیز الدین ایک کی اولاد میں قضیاسے اور دوسرے کی اولاد میں ریاست برابر چلی آئی ہے اور نہایت ذی فضل و کمال ہوتے ہیں مانگپور و شہاب آباد و مصطفےٰ آباد و سولپور و اونچا گاؤں میں آباد ہیں یہ دونوں بزرگوار گردیزیان پسران سید جلال الدین راجہ سید حامد شاہ ابن سید راجہ عزیز الدین ابن سید شہاب الدین ابن سید حسام الدین ابن سید شہاب الدین گردیزی ابن سید جلال الدین +

سید محمود ابن سید قاضی شرف الدین ابن سید شہاب الدین ابن سید حسام الدین ابن سید شہاب الدین گردیزی ابن سید جلال الدین ابن سید عیسےٰ باقر ابن سید نظام الدین ابن سید حمزہ ابو طالب ابن سید جعفر ثانی کذاب تواب زکی ابن امام علی نقی +

سید جعفر ثانی ابن امام علی النقی کے تین پسر تھے

سید اسماعیل و سید یحییٰ و سید ہارون و سید ادریس و سید ناصر اول البقاء و سید علی اصغر ذکر اولاد سید حسین اصغر ابن امام علی نقی علیہ السلام۔

سید محمود الخیر ابن سید امیر یحییٰ ابن سید سلطان ابن سید رکن الدین ابن سید اسد اللہ ابن سید قطب الدین ابن سید عبد اللہ ثانی ابن سید قطب الدین ابن سید یوسف۔

سید شاہ عبد اللہ ابن سید اسد اللہ ابن سید برہان الدین ابن سید عبد الرحمان ابن سید محمد جان ابن سید محمد سمعان ابن سید منظور ابن سید قطب الدین ابن سید عبد اللہ ثانی ابن سید قطب الدین ابو یوسف سید محمد مہدی ابن سید بشارت علی ابن سید رمضان علی ابن سید محمد وجیہ اللہ ابن سید محمد فصیح اللہ ابن سید عنایت اللہ ابن سید تاج الدین محمود ابن سید قطب الدین و ابو یوسف ابن سید عبد اللہ حسین اصغر ابن امام علی نقی علیہ السلام۔

اولاد ان کی شیخو پور ضلع بہار وغیرہ میں آباد ہے آپ فارس سے دہلی تشریف لائے اولاد آپ کی سید محمد بہاؤالدین ابن سید محمد عبد اللہ بخاری ابن سید جلال الدین بخاری ابن سید برہان الدین بخاری ابن سید کمال الدین ابن سید حسین محبوب ابن سید حسین اکبر ابن سید عبد اللہ ابن سید فخر الدین ابن سید محمود رومی ابن سید حسین مقبول ابن سید حسین ابن سید محمد نقی ابن سید عبد اللہ ابن سید محمد جامع ابن سید علی اکبر ابن سید حسین اصغر ابن امام علی نقی علیہ السلام۔

سادات گلشن آباد

سید اشرف علی ابن عبد اللہ کالپی ابن سید شمس الدین علی ابن سید زین العابدین

ابن سید عبدالفتاح ابن سید امام الدین ابن سید عبداللہ ابن سید شیر محمدؒ ابن سید شاہ محمدؒ صادق حسینی گلشن آبادی ابن سید شیر محمدؒ ابن سید امین الدین مدنی ابن سید محمدؒ راجح بن سید اسداللہ ابن سید علی راجو ابن امین الدین ابن سید محمدؒ صفی ابن سید محمدؒ مدنی ابن سید احمد اصغر ابن سید حسین اصغر ابن امام علی نقی علیہ السلام۔

ذکر سادات بھکری

سید علاءالدین لاہوری ابن سید فخرالدین ابن سید محمدؒ طوسی ابن سید یوسف شہید مین آئی اور وہاں سے بعد سلطنت سلطان فیروز شاہ ہلند وستان میں رونق افروز ہوئے اور یہ امرا بان جہانگیر شاہ سے ہوئے ہیں سلسلہ نسب سید محمدؒ طوسی ابن سید یوسف ابن جمال الدین مشہدی ابن سید مسعود ابن سید سنجر ابن سید عبدالرحیم ابن سید ابوالفضل ابن امیر الحاج ابن عطاءاللہ محدث سادات صفی پوری۔

سید بدرالدین سادات مذکور بھکری سے ہیں

سید محمدؒ اصفہانی مورث سادات منڈوہ من مضاف اللہ آباد پسر سید جعفر جرم پوش ابن سید فخرالدین ابن سید محمود ابن سید ابراہیم ابن حسین اصغر ابن امام علی نقیؑ

ذکر سادات امروہہ

من مضاف دہلی اولاد سید شرف الدین شاہ وارد ہند ابن سید علی بزرگ ابن سید مرتضیٰ ابن سید ابوالمعانی ابن سید ابوالفرح صدادی واسطے ابن سید داؤد ابن سید حسین ابن سید علی ابن سید ہارون ابن سید جعفر ثانی کذاب تواب زکی ابن امام علی نقی سادات سارنگ پور دکھن سادات تقوی ہیں اور سادات اولاد سید نصیرالدین نصیرآبادی ابن سید علیم الدین ابن سید شرف الدین ابن سید نجم الدین سنرواری

مدفون بنارس مورث سادات قصبہ نصیر آباد و خاندان محمّدین جملہ سادات نقوی ہیں اور سادات قبائے قصبہ بریلی میں ہیں اور سادات جھولیس متصل دہلی و سکندرہ سکے ہیں یہ بھی سادات نقوی ہیں۔

سادات بخاری نقوی و بھکری کا بیان

حضرت جعفر ثانی کذاب تواب نہ کی ان کی شش پسر پانچ کے نام اوپر بیان ہوا سید علی اصغر ابن سید جعفر ثانی ابن امام علی نقی سید علی اصغر اسکے پسر سید اسماعیل جد سادات بھکری و سید عبداللہ جد بخاری سید عبداللہ اسکے دو پسر سید محمدؒ و سید احمد ابو یوسف اسکے دو پسر سید علی اکبر و سید محمود اصغر اسکے پسر سید محمدؒ اول فتح اسکے پسر سید جعفر اسکے پسر سید علی اسکے پسر سید جلال الدین شیر شاہ حیدر سرخ پوش بخاری مدفون اوچ شریف سید جلال بخاری سرخ پوش کے تین زوجہ سے چار فرزند تھے دختر بادشاہ بخارا سکے سید جعفر و سید علی بی بی زہرا خاتون بنت سید بدر الدین بھکری سے و سید محمدؒ غوث و بی بی فاطمہ دختر ثانی سید بدر الدین بھکری سے سید احمد کبیر متولد ہوئے اولاد سید جعفر بخارا میں ہے پسر دویم سید علی سرمست اسکے پسر سید حاجی بہاول الدین ان کی اولاد ملک سندھ و لواح اوچ میں بسیار ہے سید حاجی بہال کے تین پسر ہوئے سید سراج و سید مبارک و سید رحمت اللہ سید سراج نسل بعد تین پشت کے لاعلم ہو گئے اور سید مبارک ان کی اولاد قنوج میں ہے اور سید رحمت اللہ بلوٹی کو تشریف لے گئے نسل ان کی وہیں ہے پسر سویم سید محمدؒ غوث انکی اولاد کشمیر کا گان دہلی اجمیر گجرات میں ہے پسر چہارم سید احمد کبیر کے دو فرزند تھے مخدوم جہانیاں جہاں گشت و سید صدر الدین راجو قتال انکی اولاد موضع پیلی راجن قتال ضلع بہاول پور اور سرہند میں ان کی اولاد بکثرت ہے مخدوم

جہانیاں کے تین فرزند تھے سید عبد اللہ قتال ان کی ماں سیدانی دہلی کے تھیں سید عبد اللہ کے دو پسر تھے سید نظام الدین بندگی انکی مزار اولاد بمقام سبحانہ میں آباد ہے اور دوسرے پسر سید شرف الدین بندگی تھے ان کی مزار اولاد بمقام مجین میں ہے مخدوم جہانیاں کا دوسرا پسر سید ناصر الدین محمود ان کی ماں بنت سید محمدؐ غوث تھیں تیسرے پسر سید محمدؐ اکبر ان کی ماں دختر ماں سلطان روم تھیں اولاد بھی روم میں ہے وسید ناصر الدین محمود کی تین عورتیں منکوحہ تین اور آپ کے اٹھاراں فرزند تھے چنانچہ سید برہان وسید علاؤ الدین دختر بقال سے تھے ان کا عقب باقی نہیں ہے اور پانچ پسر سید عبد الحق وسید کمنام وسید بہاؤ الدین وسید طیفور وسید کمال کہ زنتہائے شے سے تھے اور کنیزان فرستادہ شاہ کوشک انکی اولاد سادات کوشکے مشہور رہے سید حامد کبیر وسید علیم الدین وسید شیخ شہاب الدین وشیخ اسماعیل وسید شیخ فضل اللہ ان کی ماں بی بی تنگی دختر سید حسین لنگا وسید برہان الدین وسید علاؤ الدین عرف بندگی ان کی ماں سعادت خاتون سیدانی دہلی کی تھی تین لاولد فوت ہوئے ایک پسر سید شرف الدین آپ کا مادری حال معلوم نہیں سید شرف الدین ابن سید ناصر الدین محمود انکے پسر سید نظام الدین انکے پسر سید رکن الدین ان کے دو پسر سید شاہ محمدؐ وسید نظام ان کی اولاد گرد نواح اوچ کے متفرق آباد ہے ؞

سلسلہ نسب سادات بخاری نقوی اولاد سید جعفر ثانی

حضرت امام علی نقی انکے پسر سید جعفر ثانی انکے پسر سید علی اصغر انکے پسر سید عبد اللہ انکے دو پسر سید محمدؐ وسید احمد ابو یوسف انکے پسر سید محمود اصغر انکے پسر سید محمدؐ اول فتح انکے پسر سید جعفر انکے پسر سید علی انکے پسر سید جلال الدین میر شاہ حیدر بخاری سرخپوش مدفون اوچ شریف انکے چار پسر سید محمدؐ غوث وسید جعفر و

سید علی سرمست و سید احمد کبیر انکے دو فرزند سید جلال الدین مخدوم جہانیاں و سید
صدر الدین راجن قتال انکے پانچ پسر سید بندہ نواز و سید روح اللہ و سید
ابو اسحاق و سید جلال جلال الدین و سید ابو الخیر عبد العزیز انکے پسر سید
کبیر الدین انکے ہفت پسر سید محمود و سید جلال و سید عبد العزیز و سید مبارک
و سید شہاب الدین و سید اسماعیل و سید عبد الغنی انکے دو پسر سید محمود و سید
احمد انکے دو پسر سید محمد و سید کبیر الدین انکے پسر سید مبارک سید محمدؐ انکے پسر
سید علی اکبر و سید محمود بن سید عبد الغنی انکے دو پسر سید جلال و سید کمال انکے
پسر سید محمود انکے پسر سید محمد زمان انکے پسر سید نعمت اللہ شاہ انکے پسر سید
یعقوب الدین و احمد انکے پسر سید شاہ جمال بخاری انکے پسر سید شاہ موسیٰ
انکے دو پسر سید میراں محمدؐ و سید شاہ سلیم انکے چار پسر سید شاہ محب اللہ و سید
شاہ بخش اللہ سید شاہ حسین و سید شاہ عالم انکے تین پسر سید محمدؐ پناہ لاولد
و سید محمدؐ اعظم و سید محمدؐ غوث انکے پسر سید عبد اللہ انکے پسر سید
شاہ نواز انکے پانچ پسر سید محمد شاہ و سید امام شاہ و سید امیر شاہ و قادر شاہ و سلطان شاہ انکے
پسر سید بڑے شاہ و سید محمد اعظم انکے دو پسر سید پیر محمدؐ و سید نور محمدؐ انکے پسر سید محمدؐ شاہ انکے
چار پسر سید ولی شاہ و کریم شاہ لاولد سید احمد شاہ و سید لعل شاہ انکے تین پسر سید دیوان شاہ
و سید الف شاہ و سید محمدؐ شاہ انکے تین پسر سید سجاد حسین و سید اصغر حسین و سید
نادر حسین ہمہ موجود کالا چیچی سید الف شاہ انکے دو پسر سید اولاد حسین و سید
نادر حسین موجود کالا چیچی و سید احمد شاہ بن سید محمد شاہ انکے دو پسر سید عالم شاہ و سید
نواب شاہ انکے پسر سید محمود شاہ انکے دو پسر سید ممتاز محمود و سید سلطان محمود
ہمہ موجود کالا قیچی و سید عالم شاہ انکے تین پسر سید نادر حسین و سید محمد حسین و سید احمد حسین
انکا ایک پسر سید ممتاز حسین موجود و سید محمدؐ حسین انکے دو پسر سید بشیر حسین و سید
الطاف حسین موجود و سید نادر حسین انکے تین پسر سید عنایت حسین و سید نذیر حسین و سید شبیر حسین ہمہ موجود کالا
قیچی سید شاہ حسین بن سید شاہ سلیم مذکورہ بالا انکے پسر سید یار محمدؐ انکے دو پسر سید غلام علی و سید غلام حسین
انکے تین پسر سید مراد علی و سید تیمور شاہ و سید پیر محمدؐ انکے پسر سید اوڈے شاہ انکے پانچ پسر سید فتح علی
و سید زینی شاہ موجود ظفروال و سید گوہر شاہ و سید شاہدین لاولد و سید تیمور شاہ اُن کے

دو پسر سید خدا بخش و سید محمد بخش انکے پسر سید بڈھے شاہ انکے پسر سید بوٹے
شاہ لاولد و سید خدا بخش ان کے چار پسر سید اللہ داد و سید جیون شاہ لاولد و
سید بہار شاہ و سید لال شاہ انکے پسر سید نقیر شاہ موجود اموال تحصیل ظفروال
ضلع سیالکوٹ و سید مراد علی ابن سید غلام حسین انکے پسر سید امان اللہ شاہ
انکے ۶ پسر سید چڑا شاہ و سید محمد علی و سید فتح شاہ و سید جماعت علی و سید
ابراہیم شاہ و سید گل محمد انکے پسر سید مہتاب شاہ انکے پسر سید ممتاز حسین ہمہ موجود
کالا چیچی و سید جماعت علی ان کے پسر سید مہر شاہ لاولد و سید ابراہیم شاہ انکے دد
پسر سید اکبر شاہ و سید بڈھے شاہ انکے دو پسر سید محمد حسین و سید نادر حسین
موجود سید اکبر شاہ انکے دو پسر سید شاہ میر و سید احمد حسین ہمہ موجود نھتو کوٹ
سید غلام علی بن سید یار محمد انکے پانچ پسر سید منور شاہ و سید احمد شاہ لاولد
و سید غلام نبی و سید امام شاہ و سید مہدی شاہ انکے پسر سید نقیر پیران شاہ
انکے دو پسر سید برکت علی لاولد و سید فتح علی انکے دو پسر سید میر حسین لاولد
و سید صفدر حسین ان کے پسر سید اصغر علی موجود کالا چیچی سید امام شاہ سید
غلام علی انکے تین پسر سید کرم شاہ لاولد و سید نذر شاہ انکے پسر سید حسین موجود
کالا چیچی و سید ملنگ شاہ انکے پسر سید بنے شاہ انکے پسر سید خورشید عالم
انکے دو پسر سید نذیر حسین و سید الطاف حسین موجود کالا چیچی و سید غلام نبی
انکے تین پسر سید فیض علی لاولد و سید رکن الدین و سید دیدار علی انکے تین پسر
سید ہاشم شاہ و سید گلاب شاہ و سید لطف شاہ انکے دو پسر سید گامن شاہ
و سید نادر شاہ موجود لیبسر و سید گلاب شاہ انکے چار پسر سید امام شاہ و
سید نواب شاہ و سید مراد علی ہر سہ لاولد و سید دلوان شاہ لیبسر و سید ہاشم شاہ
ان کے تین پسر سید چراغ شاہ و سید مہتاب شاہ و سید نتھو شاہ انکے دو پسر
سید بہار شاہ و سید اولاد حسین موجود لیبسر پرگنہ شکر گڑھ سید رکن الدین بن
غلام نبی ان کے پانچ پسر سید امیر شاہ لاولد سید قاسم شاہ و سید احمد شاہ
و سید حاکم شاہ و سید فضل شاہ انکے چار پسر سید قطب شاہ لاولد و سید الف شاہ
و سید برکت علی و سید سکندر شاہ انکے پسر سید رمضان شاہ انکے دو پسر

سید عنایت حسین و سید ممتاز حسین موجود بیسر و سید برکت علی انکے پسر سید قربان علی انکے تین پسر سید محفوظ علی و اعجاز علی و کرامت علی ہمہ موجود نور کوٹ سید الف شاہ انکے دو پسر سید شاہ میر و سید شاہ فقیر انکے تین پسر سید عبد الغنی و سید عبد الحکیم و سید عبد العزیز ہمہ موجود نور کوٹ پرگنہ شکر گڑھ و سید شاہ میر انکے پسر سید صدیق حسین موجود نور کوٹ و سید حاکم شاہ بالا انکے تین پسر سید امین شاہ و سید ملک شاہ و سید غالب شاہ انکے دو پسر سید نور حسین و سید خادم حسین موجود و سید ملک شاہ ان کے پسر سید سیدن شاہ ان کے دو پسر سید محمد شریف و سید ناظر حسین انکے پسر سید بشارت علی موجود و سید امین شاہ انکے پسر سید امیر شاہ انکے تین پسر سید نذیر حسین و سید عبد العزیز و سید عبد المجید ہمہ موجود کالا چیچی و سید قاسم شاہ بن سید رکن الدین انکے پسر سید شاہدین علی انکے دو پسر سید کرم حسین و سید محمد حسین ان کے چار پسر سید الطاف حسین و سید ظہور حسین و سید شبیر حسین و سید اقبال حسین ہمہ موجود و سید کرم حسین انکے دو پسر سید فضل حسین و سید عنایت حسین موجود کالا چیچی و سید احمد شاہ بن سید رکن الدین ان کے چار پسر سید حیدر شاہ و سید عمر شاہ لاولد و سید بڈھے شاہ و سید بہار شاہ انکے دو پسر سید محمد اکبر و سید محمد حنیف موجود نور کوٹ سید بڈھے شاہ انکے چار پسر سید نتھو شاہ و سید مقبول شاہ و سید محمد شاہ و سید دیوان شاہ ہمہ موجود نتھو شاہ انکے پسر سید عبد اللہ شاہ موجود نور کوٹ پرگنہ شکر گڑھ ضلع گورداسپور ان سادات کے گرد نواحی کے لوگ عوام الناس اور سادات انکی سیادت کے قائل نہیں ہیں الا مجھکو نسب ان کا دیکھ کر یقین ہوا۔ اسلیئے درج کتاب ہذا کرتا ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب +

شیخ حامد کبیر انکی اولاد سیت پور ہیں اور رکن الدین پسر حامد کبیر اولاد قنوج میں موجود ہے اور برہان الدین بن ناصر الدین محمود کی اولاد گجرات میں ہے سید ناصر الدین محمود ان کے بارہ پسر یہ ہیں سید فیض اللہ و سید شرف الدین و سید طیفور و سید علاء الدین و سید علیم الدین و سید شہاب الدین و سید حامد کبیر و سید اسماعیل و سید عبد الرزاق و سید برہان الدین و سید عبد الحق +

سلسلہ نسب سید محمد غوث ابن سید جلال شیر شاہ جنید سرخ پوش

سید محمد غوث انکے چار پسر سید عبدالغیاث و سید شادن و سید ابوسعید انکی اولاد ادرچ بلوٹ میں آباد ہے و سید عبدالکریم انکے دو پسر سید عبدالرحمن و سید نورالدین حسین انکے پسر سید محمد ان کے پسر ابوسعید لاولد و سید عبدالرحمن انکے پسر شاہ جنید ان کے پسر سید قطب شاہ انکے تین پسر سید بربد شاہ لاولد و سید جلال و سید عبدالوہاب انکے چھ پسر سید ابوسعید و سید سلطان احمد و سید سخی شاہ و سید یعقوب و سید داؤد و سید عبدالرحمان انکے پسر سید عیسیٰ انکے ۶ پسر سید غازی شاہ و سید عبدالوہاب انکے اولاد بھونگر مونگھ میں آباد ہے و سید کریم حیدر و سید حلیم شاہ و سید رنگیا جلال و سید امام حاجی شاہ انکے نو پسر سید نورحسین و سید شاہ جی و سید علی رضا و سید محمود و سید محمد نقی و سید سید علی و سید نورمحمد و پہنا سید شاہ و سید امیر حیدر ان کے چار پسر سید محمد شاہ و سید بہاتو شاہ و سید علی نقی و سید دانا شاہ انکے دو پسر سید محمد علی و سید شاہ حبیب اللہ انکے دو پسر سید مرید حسین و سید مرید حسین موجود پہنا شاہ بن امام حاجی شاہ انکے پانچ پسر سید شاہ نواز و سید سلطان علی و سید گٹ و سید مبارک شاہ و سید غلام عیسیٰ سید غلط لکھا گیا سید پہنا شاہ بن امام حاجی شاہ انکے پانچ پسر سید ممبر علی شاہ و سید راجن علی و سید محبت علی و سید غضنفر علی انکے سات پسر سید فقیر محمد و سید غلام عیسیٰ و سید مبارک شاہ و سید شاہ نواز و سید سلطان علی و سید شاہ میر محمد انکے پسر غلام حسین شاہ انکے تین پسر سید شاہ حسین و سید نادر شاہ و سید مہدی شاہ انکے دو پسر سید مسکین شاہ و سید قلندر شاہ انکے دو پسر سید عالم شاہ و سید ضامن شاہ موجود کاگان و سید جلال الدین ابن سید قطب الدین شاہ ابن شاہ جنید بالا سید جلال انکے پسر سید زمان شاہ انکے دو پسر سید عارف شاہ انکے اولاد بیلہ کواے میں آباد ہے و سید نورشاہ نمانہ انکے تین پسر سید قمر علی شاہ و سید غلام حسین انکی مزار کاگان میں ہے لاولد و سید شاہ رندان انکے چار پسر سید شاہ مردان و سید شاہ حسین رن

برور کی اولاد موہائیاں میں آباد ہے سید فیض علی ولد نور شاہ نمانہ وسید ضامن شاہ بن نور شاہ انکے چھ پسر سید حبیب شاہ وسید منور شاہ وسید قطب شاہ وسید فقیر شاہ وسید رستم علی وسید زمان شاہ ان کی سب اولاد مقام ماڑی علاقہ کاگان میں آباد ہے سید فیض علی ان کے نو پسر سید فتح علی شاہ وسید انور شاہ وسید غلام شاہ وسید نادر شاہ وسید شیر شاہ وسید حلیم شاہ وسید فقیر شاہ وسید میر ولی شاہ وسید گلشاہ انکے نو پسر سید سبحان شاہ وسید جمال شاہ وسید علی شاہ وسید قاسم شاہ وسید گلدان شاہ وسید اکبر شاہ وسید دران شاہ وسید غلام علی وسید احمد علی انکے دو پسر سید افسر علی وسید قمر علی سید افسر علی ان کے پسر سید منور شاہ جاگیردار کاگان میں موجود وسید قمر علی ان کے چار پسر سید زمان شاہ وسید میر حسین وسید صادق علی وسید ملے شاہ ہمہ موجود کاگان وسید غلام علی انکے چھ پسر سید عارف شاہ وسید خطاب شاہ وسید عمر شاہ وسید ماہولی شاہ وسید دلو شاہ وسید شاہمردان ہمہ موجود کاگان وسید دراں شاہ انکے چھ پسر سید سخی شاہ وسید زمان شاہ وسید جلال شاہ وسید رحمان شاہ وسید ہدایت شاہ وسید سکندر شاہ ہمہ موجود کاگان وسید اکبر شاہ ان کے پانچ پسر سید فقیر شاہ وسید ناصر خسرو وسید مصطفےٰ شاہ وسید سائن شاہ وسید بلاول شاہ ہمہ موجود کاگان وسید گلدان شاہ انکے دو پسر سید شاہمردان وسید فقیر شاہ موجود سید قائم شاہ انکے چار پسر سید ستار شاہ وسید عطار شاہ وسید غلام حسن وسید کالو شاہ ہمہ موجود وسید علی شاہ انکے دو پسر سید فیروز وسید مزمل انکے پسر سید محمد شاہ موجود سید فیروز انکے پسر سید سلطان شاہ انکے پسر سید محمود شاہ موجود کاگان سید میر ولی شاہ ابن فیض علی انکے پسر سید شریف شاہ انکے پسر سید امیر شاہ موجود سید فقیر شاہ بن فیض علی انکے تین پسر سید عنایت شاہ وسید محبوب شاہ انکے پسر سید سرور شاہ وسید احمد شاہ وسید فقیر شاہ موجود وسید حلیم شاہ بن فیض علی انکے دو پسر سید احمد شاہ وسید غلام علی موجود وسید شیر شاہ بن فیض علی انکے چار پسر سید حیات شاہ وسید امیر شاہ وسید لعل شاہ وسید مردان شاہ موجود وسید نادر شاہ بن فیض علی انکے تین پسر سید مرید شاہ وسید

ماہوشاہ وسید ہاشم علی ہمہ موجود وسید غلام شاہ بن فیض علی انکے دو پسر سید ابو
تراب شاہ وسید مردان شاہ موجود وسید انور شاہ بن فیض علی انکے دس پسر
سید مہندی شاہ وسید حسن شاہ وسید محمد علی وسید ناصر شاہ وسید سمندر شاہ
وسید حبیب شاہ وسید ہیبت شاہ وسید سید شاہ وسید امین شاہ لاولد و
سید نادر شاہ انکے چار پسر سید محمود شاہ وسید قاسم شاہ وسید ستار شاہ سید فقیر شاہ
ہمہ موجود وسید سید علی شاہ انکے پسر سید سکندر شاہ انکے چار پسر سید زمان
شاہ وسید مردان شاہ وسید فضل شاہ وسید حسین شاہ ہمہ موجود وسید ہیبت
شاہ ان کے پسر سید قطب شاہ وسید سرور شاہ وسید گل شاہ ہمہ موجود
وسید حبیب شاہ انکے پسر سید حیات شاہ وسید محبوب شاہ وسید ستار شاہ
ہمہ موجود وسید سمندر شاہ انکے چار پسر سید مہتاب شاہ وسید مراد شاہ وسید
مردان شاہ وسید لعل شاہ ہمہ موجود وسید ناصر شاہ انکے پسر پانچ سید احمد شاہ
وسید محمد شاہ وسید سرور شاہ وسید اسلم شاہ وسید تیغ علی شاہ ہمہ موجود و
سید محمد علی ان کے پسر سید فقیر شاہ ان کے دو پسر سید غلام حسن وسید
میاں شاہ موجود وسید حسن شاہ ان کے پانچ پسر سید. میاں شاہ فقیر وسید
زین العابدین وسید علی اصغر وسید رحمت شاہ ہمہ موجود وسید مہندی شاہ
انکے چار پسر سید نوراں شاہ وسید عمران شاہ وسید مبارک شاہ وسید
رحم شاہ انکے دو پسر سید مردان شاہ وسید اصغر شاہ موجود کاگان وسید
فتح علی بن سید فیض علی انکے پانچ پسر سید احمد شاہ وسید ابراہیم شاہ
وسید نور الحسن وسید ولی شاہ بہادر شاہ انکے پانچ پسر سید شاہ حسین
وسید فقیر شاہ وسید مرید شاہ وسید مراد شاہ وسید عجائب گل شاہ انکے
تین پسر سید رحمت شاہ وسید مہندی شاہ وسید پیر علی موجود سید مراد شاہ
انکے پسر سید ہاشم علی موجود وسید مرید شاہ ان کے دو پسر سید سلطان شاہ
وسید محمد شاہ موجود وسید فقیر شاہ انکے دو پسر سید نظام شاہ وسید اصغر شاہ
ہمہ موجود وسید ابراہیم شاہ انکے تین پسر سید حیات علی وسید غلام حسین
شاہ وسید ہدایت علی محمد شاہ ہمہ موجود وسید احمد شاہ انکے چار پسر سید محمد

افضل و سید عالم شاہ سید لذت شاہ و سید ولایت شاہ ہمہ موجود و سید ابوالحسن
انکے تین پسر سید مردان شاہ و سید غلام حیدر و سید عبدالرحمان انکے دو پسر
سید برکت علی و سید نور محمد انکے پسر سید قطب شاہ موجود و سید غلام حیدر
انکے دو پسر سید رحمت شاہ و سید رحم شاہ ہمہ موجود کاگان علاقہ کشمیر۔

سلسلہ نسب سادات نقوی بخاری اولاد سید صدر الدین

سید محمد صدر الدین راجن قتال ابن سید احمد کبیر ابن سید جلال شیر شاہ حیدر
سُرخ پوش مدفون اوچ شریف سید صدر الدین راجن قتال انکے پانچ پسر سید
ردرح اللہ و سید بندہ نواز و سید جلال الدین و سید ابوالخیر عبدالعزیز و سید ابو اسحاق
انکے پسر سید نعمت اللہ انکے پسر سید محمود اسحاق عالم انکے دو پسر سید صدر الدین
ثانی و سید ابوالفتح انکے پسر سید ابو یوسف انکے پسر سید شاہ دولت قتال
انکے نو پسر سید لال عیسن و سید ہاشم دریا و سید شیخ احمد و سید بہادر علی و
سید ابو اسحاق و سید عبدالعزیز و سید منگا شہید و سید شاہ جلال و سید
نعمت اللہ انکے حضرات کی اولاد و مزار مقام رجوعہ سیداں و متفرق مقامات علاقہ
جھنگ میں آباد شاد با اقتدار و قار ہیں اور شاہ دولتانی کہلاتے ہیں جو سادات
رجوعہ میں ہیں وہ جاگیردار ہیں و سید ابوالخیر عبدالعزیز کے ہفت پسر سید
اسماعیل و سید محمود و سید ابوالخیر عبدالعزیز انکے پسر سید کبیر الدین انکے
سات پسر سید اسماعیل و سید محمود و سید جلال الدین و سید مبارک و سید
شہاب الدین و سید عبدالغنی و سید عبدالعزیز انکے دو پسر سید عتیق اللہ
سرہندی و سید رحمت اللہ و سید عبدالغنی انکے دو پسر سید احمد و سید
محمود انکی اولاد بھی علاقہ جھنگ وغیرہ میں آباد ہے و سید جلال الدین بن
صدر الدین قتال راجن انکے دو پسر سید محمد و سید علی انکے پسر سید بہاؤالدین
و سید محمد انکے چار پسر سید شاہ دل و سید تونگر نور حسن و سید ابوالغیاث
و سید ابوسعید ؎

سلسلہ نسب سادات بخاری نقوی بمقام شہر بٹالہ

سید علیم الدین ابن سید محمود نر ناصر الدین ابن سید جلال الدین اصغر مخدوم جہانیاں
ابن سید احمد کبیر ابن سید شیر شاہ سید جلال بخاری سید علیم الدین انکے پسر
سید جلال الدین انکے پسر سید میراں شاہ موجد ریا انکے پسر سید شاہ شہاب
الدین نہرہ ان کے پسر سید شاہ مصطفےٰ انکے پسر سید فتح علی شاہ ان کے
پسر سید مشق علی شاہ انکے پسر سید محمد غوث انکے پسر سید حیات علی
انکے پسر سید بڈہن شاہ انکے پسر سید فاضل شاہ انکے ۶ پسر سید بہاول
شیر و سید علی شیر و سید باقر علی شاہ و سید جعفر شاہ و سید محمد علی لاولد و سید احمد
شاہ ان کے پانچ پسر سید کاظم حسین و سید اکبر حسین و سید عباس علی و سید
صادق علی و سید اصغر حسین ہمہ موجود شہر بٹالہ و سید جعفر شاہ انکے چار پسر سید
شاکر علی و سید واجد و سید محمد جعفر و سید علی احمد ہمہ موجود بٹالہ شہر و سید
باقر علی شاہ انکے پانچ پسر سید محمد محسن و سید محمد رضا و سید محمد قاسم و سید محمد
حسن و سید محمد حسین ہمہ موجود شہر بٹالہ سید علی شیر سید مخدوم حسن دو سید
زین العابدین انکے پسر سید سجاد حسین انکے دو پسر سید امداد علی و سید
فرزند علی ہمہ موجود بٹالہ و سید مخدوم حسن انکے دو پسر سید خادم حسین
و سید فقیر حسین موجود بٹالہ و سید بہاول شیر سید زاہد حسین و سید غلام نبی
و سید عابد حسین انکے پسر سید عاشق حسین موجود و سید غلام نبی انکے دو پسر
سید ظہور حسین و سید شریف حسین ہمہ موجود بٹالہ ۔

سلسلہ نسب سید برہان الدین ابن سید محمود ناصر الدین ابن السید مخدوم

جہانیاں سید جلال اصغر ابن سید سید احمد کبیر ابن سید جلال شیر شاہ حیدر بخاری اوچوی
سید برہان الدین انکے گیارہ فرزند تھے ۔ سید حامد و سید امین اللہ و سید علم الدین

وسید غریب شاہ وسید محمود شاہ عالم وسید شاہ راجی وسید محمد صادق صالح
وسید عبدالرحمان وسید احمد شاہ وسید محمد انکے دو پسر سید صادق علی وسید
نصیرالدین وسید شاہ راجی انکے پانچ پسر سید فضل اللہ وسید زین العابدین
وسید کبیرالدین وسید حامد وسید شعیب الدین وسید محمود انکے پانچ پسر سید
عشق اللہ وسید محمد وسید اکبر وسید احمد وسید شاہ عالم ابن سید برہان الدین
انکے پانچ پسر سید زید وسید محمود وسید مہتاب الدین وسید شاہ راجو وسید
سلطان محمد انکے دو پسر سید شاہ میراں جیو وسید شاہ میراں علی انکے دو
پسر سید عبدالوہاب وسید حافظ محمد وسید شاہ میراں جیو انکے پسر سید
حسن وسید شاہ راجو انکے ہفت پسر سید حسن وسید موسیٰ وسید اسحاق و
سید احمد کبیر وسید رضا علی وسید محمد وسید عبدالقادر انکے دو پسر سید مزید
وسید محمد وسید محمد ان کے دو پسر سید نور عالم وسید محمود وسید رضا علی ان
کے دو پسر سید نور محمد وسید احمد کبیر انکے دو پسر عبدالغفور اور سید عبدالشکور۔

سلسلہ اولاد سید طیفور ابن سید محمود نر ناصر الدین

سید طیفور انکے پسر سید محمد کریم انکے پسر دو سید عبدالشکور وسید عبدالقادر انکے
دو پسر سید عبدالغفور وسید داؤد انکے دو پسر سید عبدالغفور وسید عبدالقادر
وعبدالشکور وسید محمد نصیر انکے دو پسر سید عتیق اللہ وسید مصطفےٰ وسید عبدالشکور
انکے دو پسر سید نیاز محمد وسید حبیب اللہ انکے دو پسر سید شاہ دولت وسید نصیر
محمد انکے پسر سید محمود انکے تین پسر سید محمد وسید ہاشم وسید موسیٰ کاظم۔

سلسلہ اولاد سید رکن الدین ابوالفتح ابن حامد کبیر بن سید محمود نر ناصر الدین

سید رکن الدین بن سید حامد کبیر بن سید محمود نر ناصر الدین انکے پسر سید نذر کیمیا انکے
پسر سید احمد بدرالدین شیخ ہڈ بر سندہ اوچ اور انکے پانچ پسر سید فضل الدین وسید

علم الدین و سید مصطفےٰ و سید محمد راجن و سید اسماعیل شیخ سمائل انکی اولاد چنیوٹ و
ٹھٹیاں وغیرہ مقامات میں سادات کثیر التعداد ہیں اور شیخ سلمانی کہلاتے ہیں ۔

سلسلہ اولاد سید اسماعیل ابن سید محمود نر ناصر الدین

سلسلہ اسماعیل انکے دو پسر سید حسین و سید کبیر الدین و سید برہان الدین
و سید کبیر الدین انکے دو پسر سید قطب علی و سید حسین علی انکے انکے پسر
سید زین العابدین انکے تین پسر سید منعم و سید شہاب الدین و سید صدر الدین
انکے پسر سید حسین ثانی انکے تین پسر سید محمود بندگی و سید زین الملک و
سید کمال جہانیاں انکے پسر سید شجاع الملک انکے سید حامد الملک عرف
احمد انکے پسر سید مبارک انکے دو پسر سید لعل شاہ و سید اسمٰعیل انکے
پسر سید حسین پسر سید جعفر لاولد و سید زین انکے پسر برہان انکی اولاد بسیار ہے

سلسلہ اولاد سید عبد الرزاق ابن سید محمود نر ناصر الدین

و سید عبد الرزاق انکے پسر دو سید کبیر و سید محمود خطاب شبلی انکے پسر سید راجن
انکے تین پسر سید نصیر الدین و سید مبارک و سید اخوان محمد انکے دو پسر سید احمد
و سید جعفر انکے تین پسر سید شاہ محمد و سید شاہ میراں و سید شاہ کمال ۔

سلسلہ اولاد سید سراج الدین ابن سید محمود نر ناصر الدین

سید سراج الدین انکے چار پسر سید عثمان و سید عبد الجلیل و سید فیض اسد و سید عبد الرحمان
انکے تین پسر سید داؤد و سید مجید و سید شادن انکے چار پسر سید حسن و سید نور محمد و سید احمد و شجاع
الملک ان کے چار پسر سید کمال و سید اللہ داد و سید جمال و سید محمود انکے تین پسر
سید کبیر و سید نظام و سید جلال اصغر انکے دو پسر سید فاضل و سید شرف الدین +

شجرہ نسب سادات نقوی ثم ترمذی دوکوہا سادات ضلع جالندھر

مرتبہ

سید خادم حسین نقوی بی - اے آنریری سیکرٹری انجمن امامیہ دوکوہا

انقلاب زمانہ ہے - کہ آج نسب نامہ کی وُہ قدر و منزلت نہیں رہی جو سابقہ زمانے میں رہ چکی ہے - فن نسب نامہ کی تاریخ جوئی اگر کی جائے - تو یہ سلسلہ بعثت سے بہت پیشتر زمانے تک پہنچ جاتا ہے - کبھی وہ وقت تھا - کہ عرب کے ہر قبیلے کو اپنا اپنا نسب نامہ حفظ ہوتا تھا اور اسے خاص اہمیت دی جاتی تھی - ایک آج زمانہ ہے - کہ بہت سے صحیح النسب سادات بھی ایسے ہیں - جنہوں کو اس قدر علم بھی نہیں - کہ وہ کس امام کی اولاد ہیں - بلکہ دیکھنے میں آیا ہے - کہ بناوٹی سید بھی جھوٹ موٹ کچھ نہ کچھ ازبر کر ہی لیتے ہیں - اور صحیح النسب سادات ان باتوں سے بالکل بے نیاز نظر آتے ہیں -

کچھ عرصہ ہوا - میں نے شجرہ سادات دوکوہا کی ترتیب اپنے ذمہ لی - جس قدر پرانے نسب نامے مجھے میسر ہوئے - میں نے انکی مدد سے موجودہ نسب نامہ تیار کیا ہے - تاہم میں محسوس کر رہا ہوں - کہ ابھی یہ مکمل ترین صورت میں پیش کیا جاتا ہے لیکن اسکے لیئے وقت اور زر کی ضرورت ہے - اگر عمر نے وفا کی اور صورت حالات موافق رہی - تو انشاء اللہ اسے میں مکمل کرونگا -

چونکہ اختصار مدنظر ہے - اسلیئے میں چند سطور میں دوکوہا سادات کے جد امجد کے یہاں آنے کے حالات درج کر کے صحیح مقصد کی طرف رجوع کرتا ہوں -

سید خاص بن سید عزالدین ہندوستان میں ترمذ خورد سے تشریف فرما ہوئے - جب آپ جالندھر وارد ہوئے - تو یہ علاقہ ایک کائنتھ (کائنتھ) سردار کے ماتحت تھا - ایک روز سید خاص علیہ الرحمۃ ایک تالاب پر وضو کے لیئے تشریف لے گئے - وہاں ہندو بچے پانی میں کھیل رہے تھے - آپ جب وضو کرنے لگے - تو ان بچوں کو یہ حرکت بالکل انوکھی معلوم ہوئی - اور انہوں نے

پانی میں شرارتیں شروع کر دیں۔ حضرت نے ایسا کرنے سے اُنکو روکا۔ کیونکہ
آپکو کپڑے نجس ہو جانے کا ڈر تھا۔ وہ باز نہ آئے۔ تو آپ نے غصہ میں آکر کہا۔ بس
"ٹھہر جاؤ" قدرت خدا کہ اُس ولی اللہ کے حکم سے بچے وہاں ہی بے حس
و حرکت رہ گئے۔ شام کو جب انہوں کے والدین نے ڈھونڈا۔ تو ساری کیفیت
معلوم ہوئی۔ تلاش شروع ہوئی اور سید خاص ایک جگہ مشغول نماز ملے
انکی منت سماجت کی۔ تو آپ نے ان بچوں کو کہا نکل آؤ۔ تو وہ بچے ہنستے ہوئے
باہر نکل آئے۔ یہ کرامت تھی۔ جس سے متاثر ہو کر ان کا نتھ نے اپنی لڑکی حضرت
کے نکاح میں دے دی۔ اور یہ ساری زمین اُن کی اولاد کے لیئے چھوڑ دی۔ خدا
کا کرنا کہ آپکی اس ہندو بیوی (جو مسلمان ہو گئی۔ لیکن کا نتھ مسلمان نہیں
ہوئے) کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اولاد صرف سیدانی کی طرف
سے چلی۔ اپنی سابقہ ہندو بیوی کو خوش کرنے کے لیئے آپ نے اپنی اولاد میں
چند ہندو رسوم جاری کرنے کی اجازت دیدی۔ جو آجتک جاری ہیں۔ اور حضرت
خاص کی اس کرامت کی یاد دلا رہی ہیں۔ مثلاً دُلہن کے سُرخ لباس پہنانا
چوڑا پہنانا وغیرہ۔

مثل مشہور ہے۔ جیسا دیس ویسا بھیس۔ اس علاقہ میں رہنے سہنے کا
یہ لازمی نتیجہ ہوا۔ کہ سادات ہندو طرز معاشرت سے متاثر ہو گئے یہی وجہ ہے
شجرہ میں نام تک پر اثر ہوا۔ کسی کا نام جیون سید یا باگھ سید وغیرہ رکھا
گیا۔ یا کوئی ماں کی فرطِ الفت سے سید چاند بن گیا۔ آخر میں التجا ہے۔ کہ
بندہ نے جلدی سے یہ شجرہ نقل کیا۔ اگر کوئی لغزش واقعہ ہو جائے۔ تو بندہ
معذور سمجھا جائے۔ کہ یہ اصل فطرتِ انسانی ہے۔

سید خادم حسین از دوکوہا سیّداں۔ ضلع جالندھر

۱۷ اکتوبر ۱۹۳۵ء

شجرہ نسب سادات نقوی ترمذی دوکوہا سیداں ضلع جالندھر

ذکر اولاد امام علی نقی علیہ السلام

اورا سہ پسر بودہ حسن وحسین وجعفر وعقب اواز دو پسر است حسن وجعفر کنیت ابو عبد اللہ است وبکذاب ملقب شد زیرا کہ بعد از فوت برادر دعوی امامت کرد و اورا ابو الکرین گویند صد وبست فرزند داشت وعقب او از شش پسر است بعض مقل وبعض مکثر۔

از روضۃ الشہدا مصنفہ ملا حسین واعظ کاشفی مصنف انوار سہیلی وغیرہ

(بہ خادم حسین) (در کتاب سید محمود ترمذی بن علی بن جعفر ثانی ہم نوشتہ است)

- نصیر الدین
- سید محمود ترمذی
  - سید محمد
  - کبیر الدین
  - فخر الدین
    - سید صوفی
    - جمال الدین یا جلال دین
    - عز الدین
      - سید خاص
        - کبیر الدین پیشتر بڑھا
        - سید ابو محمد
        - سید عالم
        - سید سالم
      - سید راج
        - سید محمد
          - سید حسین — سید وزیر — سید صوفی — سید نبیل — [illegible] — [illegible] — سید احسن — [illegible]
      - سید سراج
    - محمد عاشق یا محمد عالم
  - سید احمد

ذکر اولاد سید کبیر الدین بن سید خاص علیہ الرحمۃ

- قاسم
- سید علی
  - سید شیخو
    - سید سعد اللہ
      - سید شاہ نواز
        - سید شاہ نصیب
        - سید افضل
        - سید احمد
    - سید مصطفیٰ
      - سید بازید
        - سید محمود
        - محمد جعفر
        - عبدالرحیم
        - شاہ عنایت
        - محمد صالح
      - سید احمد
        - علی اکبر
        - علی اصغر
        - محمد مراد
        - حیدر علی
- شمس الدین
- شرف الدین

عبدالشکور
محمد انور
محمد صالح
محمد نیاز
امان اسد
محمد فیض
محمد مقیم
سید جلال
محمد ماہ
جیاء اسد
سید جھجے
روشن علی
اکبر محمد
سید واصل

اولاد سید احمد
اولاد سید شاہ نفیس

سید واصل
امام الدین
جان علی
غلام علی
سید حسین
عمر حیات
غلام رسول +
غلام نبی ×
سید محمد اسحاق
الہی بخش
نور الہی
میر عباد اللہ
میر محمد شاہ
جان محمد
چراغ شاہ
سید محمد
محمد علی
محمد امین
امام الدین
نبی بخش
مخدوم عالم
مقبول عالم

(دیکھو اگلے صفحہ پر)

اولاد روح الامین
اولاد محکم دین
اولاد محمد شاہ
اولاد محمد علی
محمد علی
محمد حسین
محمد امین
علی اکبر
محمد حسین
انور شاہ
معصوم رفتند
فیض محمد
فضل محمد
امیر علی
علی حسن
محمد حسن
خادم حسین
لال حسین
تاجر حسین
صفدر حسین
فضل حسین
غلام نبی
محکم الدین
محمد عاشق
نور نبی
فقیر اللہ
محمد حسن
محمد حسین
اقصد حسین
خادم حسین
جعفر حسین
شبیر حسین
ببر علی
قاسم علی
حاکم شاہ
محمد مائیل
عمر الدین بابا
سیف الرحمن
عمر بخش
عسمر دراز
غلام جیلانی
حمید
جناب علی
مدد علی
محمد یعقوب
صداقت حسین
سعادت علی
ظہیر الدین
مظاہر اسد
طالب حسین
مطلوب حسین
رستم علی
عظمت علی
رحمت علی
محمد لطیف
محمد مختار
محمد مختار
سید کمال
ایں ہارود موضع سلوہ
متصل راہوں سکونت دارند

اولاد رحمت علی
اولاد ورد علی
اولاد عمر دراز
مبارک علی
انور علی
عزت علی
فضل محمد
محمد حسن
محمد حسین
عبدالغفار
علی حسین
محمد اکبر
عزیز الحسن
مہر الحسن
منظور الحسن
سید محمد
امام الدین
حافظ خیر محمد
میراں بخش
عباس علی
حسن علی
عنایت حسین
محمد شفیع
فضل محمد
محمد صادق
فنیض محمد
لطافت حسین
کرامت حسین
راغب علی
فرحت حسین
خوش بخت حسین
ناظر حسین
مشتاق حسین
الطاف حسین
تصدق حسین
محمد افضل
شمیم حسین
لیاقت حسین
سجاد حسین
ریاضت حسین
در گڑھ دیوالہ ضلع ہوشیارپور سکونت دارند

ذکر اولاد سید ابو محمد بن سید خاص بن عزالدین بن فخرالدین بن سید محمود ترمذی بن سید احمد بن عبداللہ بن جعفر ثانی بن امام علی نقی علیہ الصلوٰۃ والسلام

سید احمد
شمس الدین
محمد صادق
سید واصل
سید شاہ نصیب
حسن علی +
حیدر علی +
جان علی
غلام مصطفیٰ
سید علی احمد
محب علی +
حسین علی +

اولاد سید احمد علی

حسین علی — قادر علی

سید اکبر علی — عنایت نبی — حاجی شاہ — برکت علی

شاہ نصیب — غلام عقیل — جان علی — ظہور حسین — محمد امیر الدین — حسن محمد — ابو محمد

اشتیاق احمد — مشتاق احمد — سردار احمد

اولاد حضرت ابو محمد در روپڑ ضلع انبالہ سکونت پذیر اند چوں سرکار انگلشیہ در پنجاب آمدند جالندھر چھاؤنی بنا کردند ایشان اہلیان موضع دو کوہا را از انجا منتقل کردہ بجانب دیگر از ریلوے لائن برائے آبادی حکم کردند۔ پس در آنوقت اولاد ابو محمد از دو کوہا ہجرت کردہ در روپڑ مقیم شدند عقب ایشان تاحال آنجا موجود اند

(سید خادم حسین)

ذکر اولاد سید عالم بن سید خاص بن عزّ الدین بن فخر الدین بن سید محمود ترمذی بن سید احمد بن عبد اللہ بن علی بن جعفر ثانی بن امام علی نقی علیہ السلام

محمد ×
برہان الدین
فتح علی ×
سید منجھلے ×

اولادِ برہان الدین:
سید حمید
سید حبیب
سید عثمان
سید فرید الدین

سید حمید:
کرم کرم اللہ
مجید سید

کرم کرم اللہ: عبد القادر
مجید سید: سید عمر، سید نتھا، سید آدم

سید حبیب: سید ابراہیم بن سید حبیب

سید عثمان: سید کمال

سید فرید الدین: فتح محمد

فتح محمد:
سید منصور ×
سید صالح
عبد العظیم ×
سید معروف
سید ادریس
سید الٰہ بخش ×

سید صالح: سید حکیم ×

سید معروف: یعقوب، سید شاہی ×، لکھا سید ×، حفیظ اللہ

سید ادریس: طاہر، الٰہ بخش، عبد السلام، سید قاسم

اولاد عبدالسلام
اولاد حفیظ اللہ
اولاد یعقوب
اولاد سید ابراہیم بن عبد... (?)
اولاد سید آدم
اولاد سید تقی
اولاد سید عمر
اولاد عبدالقادر
غلام علی (?)
سید اولیا
سید انبیا
محمد تقی
سید عالم
سید سالم
عبداللہ
سید چاند
فیض اللہ
ولی محمد
محمد شفیع
رستم علی
شاہ چراغ
نور علی
حسام الدین
عبداللطیف
عقبش در خانپور است
غلام محمد (?)
نقیب
غلام حسین
دوست محمد
حبیب اللہ
عطاء اللہ
نور اللہ
سید جیون
غفور
غلام حسین
اللہ یار
محمد پناہ
فتح علی
ہدایت علی
قادر علی
غلام جیلانی
حفیظ اللہ
محمد اکرم
محمد باقر
عبدالعزیز
محمد نعیم
محمد صالح
محمد اسلم
ابو سعید
محمد شجاع
مخدوم شاہ (?)
محمد افضل

اولاد فضل الٰہی
- غلام محمد
- رحم الٰہی
- چراغ شاہ
- نبی بخش
- طاہر حسین
- اعجاز حسین
- طالب حسین
- فضل حسین
- عابد حسین
- مظفر عباس

اولاد محمد شجاع
- شاہ حسین
- غلام قادر
- عبدالرحمان
- محمد بخش
- قاسم علی

اولاد سید ابراہیم بن سید حبیب
- نور محمد
- محمد تقی
- عبد اللہ
- محمد عارف
- سید جمال
- غلام غوث
- غلام محی الدین
- محمد غوث
- فیض

اولاد یعقوب
- برہان الدین
- غلام علی
- محمد غوث
- قطب علی
- نجم الدین
- محمد علی
- جعفر علی
- نور الدین
- لطف علی
- محمد رشید
- غلام علی
- ہدایت اللہ
- محمد عظیم

اولاد عبد السلام
- شاہ پیر
- سید جاصل
- رکن دین
- عبد الوہاب
- سید معصوم
- [illegible]
- بہاؤ الدین
- عبد الرشید
- محمد تقی
- ہدایت اللہ
- محمد اشرف

اولاد سید نجم الدین
عبداللہ شاہ
شمس الدین
امین شاہ
کرم شاہ
علی شیر
علی حیدر
شفقت حسین
تونگر حسین
صابر حسین
اولاد غلام علی
سید جیون
بدرالدین
سید باگہ
گل حسین
سیر حسین
محمد شاہ
مرتضیٰ
خان محمد
سلطان محمد
نور محمد
غلام محمد
برکت علی
جان محمد
برہان شاہ
احمد شاہ
محمد شاہ
محمد حسین
فضل حسین
طالب حسین
نذر حسین
یعقوب
سلامت علی
شبیر حسین
محمد علی
شیر محمد

اولاد سید جلال
- عبدالکافی ×
- عبدالخالق
  - سید خلیل
    - جان محمد
      - خان محمد ×
    - سید یوسف ×
- پیر محمد ×
- محمد عالم ×

اولاد محمد عارف
- شرف الدین حسین
  - حاجی محمد پناہ
  - قاضی غلام نبی
    - میر امام الدین
      - شرف الدین
        - علی محمد ×
      - شاہ نظام الدین ×
    - سیف الرحمان ×
  - محمد صلاح
- ابراہیم ×

اولاد عبداللہ
- عبدالغنی
- حسن علی
- عبدالحی

اولاد غلام محی الدین
- محمد لطیف
  - عشرت علی
  - جماعت علی
  - نزاکت علی
  - بشارت علی

اولاد قاسم علی
- غلام نبی
  - غلام جیلانی
    - محمد تقی
    - محمد شفیع
      - ناصر علی
  - امام علی ×
- اکبر شاہ
  - محمد حسین ×

اولاد محمود بخش
- نبی بخش ×
- بدر الدین ×
- گوہر علی ×
- گلاب شاہ
  - فضل حسین
    - دلشاد حسین

ذکر اولاد سید سالم بن سید خاص بن سید عز الدین بن فخر الدین محمود ترمذی بن سید احمد بن عبد اللہ بن علی بن جعفر بن امام علی نقیؑ

عقب ندارد

ذکر اولاد سید وزیر بن سید حسین بن سید محمد بن سید راج بن سید عز الدین بن فخر الدین بن سید محمود ترمذی بن سید احمد بن عبد اللہ بن علی بن جعفر بن امام علی نقی علیہ السلام

سید عبداللہ ×
سید خالد
سید چاند
سید سکندر
الہ داد
محمد شفیع
عبداللہ درویش
عبدالرشید
سید احراق ×
فتح اللہ
سید الیاس

اولاد فتح احمد
اولاد عبدالرشید
سید علی
نور علی
فقیرالدین
روشنعلی
سید محمد مکارم
سید معظم
محمد اعظم
محمد شاه
سید کبیر
فقیر احمد
عباد احمد
حسین علی
سید علی
مراد علی
سید عزیز الرحمن
سید وزیر
حاجی سید منور
سید امجد
سید جمیل
سید جلیل
سید راجو
سید کامل
غلام محمد
نجم الدین
معین الدین
ضیاء الدین
بدر الدین
خان محمد
قطب الدین
زین العابدین
علی محمد
یار محمد
احمد شاہ
عالم شاہ
محمد شاہ
سلطان علی
علی شیر

اولاد دیوان شاہ
جانن شاہ
نواب شاہ
امیر علی شاہ
اقبال حسین
ہمدی حسین
عابد حسین
علمدار حسین
علی حسین
طاہر حسین
ہر سہ فوت شدند
اعجاز حسین
امجد حسین
اقرار حسین
مظفر حسین
ریاض حسین
فیاض حسین
سرتاج حسین
سبط حسن
نذر عباس
اولاد محمود شاہ
عمر بخش
اولاد حاکم شاہ
سندھی شاہ
جلال شاہ
امیر علی
اولاد عالم شاہ
اولاد احمد شاہ
اولاد علی محمد
شاہ نواز
کرامت حسین
کاظم حسین
سجاول حسین
شجر عباس
محمد تقی
ثناء اللہ
ناظم حسین
ریاض حسین
محمد سعید
محمد حفیظ
نور محمد
علی بخش
نبی بخش
برکت علی
رحمت حسین
نذر حسین
اعجاز حسین
محمد حفیظ
محمد رفیق
در موضع شنکر تحصیل نکودر سکونت دارند

اولاد حاجی سید منور
اولاد حکیم شہاب الدین
اولاد زین العابدین
قوام الدین
جلال الدین
حسام الدین
قاسم علی
نجم الدین عرف کمن شاہ
امام علی
قمر الدین
قطب الدین
احمد بخش
نبی بخش
محمد بخش
غلام لطیف
امام بخش
نور محمد
مبارک علی
محکم الدین
امام الدین
جمال الدین
فضل محمد
محمد لطیف
ہنر شاہ
امیر علی
محمد علی
اسلم حسین
ذاکر حسین
ارشد علی
خورشید حسین
شجر حسین
شجاعت حسین
شجاعت حسین
عنایت حسین
دلبر حسین
عشرت حسین
فرحت حسین
اظہر حسین
احمد حسین
تاجر حسین
شوکت حسین
شرافت حسین
صولت حسین
عقیل حسین
فخر الدین
مولوی نجم الدین
نظام دین
شرف الدین
سید منور
عبد الحمید
نظام دین

اولاد فخر الدین
امام دین
شہاب دین
عبدالرحیم
عبدالرزاق
فیروز الدین
محمد شریف
مرتضیٰ حسین
صفدر حسین
تھور شاہ
خوشی محمد
فضل محمد
ظہور الحسن
منظور الحسن
اولاد سید نور
امجد حسین
محمد کامل
محمد حسن
علی معظم
محمد نثار
مظہر حسین
بشیر حسین
دبیر حسین
منیر حسین

ذکر اولاد سید صوفی بن سید حسین بن سید محمد بن سید راج بن عز الدین بن فخر الدین بن محمود ترمذی بن سید احمد بن عبداللہ بن علی بن جعفر ثانی بن حضرت امام علی نقیؑ

- سید یوسف
  - سید لقمان
  - سید مصطفےٰ
    - سید جان محمد
      - محمد سعید
        - سعد اللہ
          - سید بارگہ
            - شمس الدین
            - محمد علی
            - سعادت علی
      - محمد فاضل
        - شاہ محمد
          - سید معصوم
            - محمد علی
        - محمد عادل
          - عبد الرسول
            - محمد فاخر
          - دوست علی
            - بدر الدین
    - سید عمر ×
- فیض اللہ ×

ذکر اولاد سید بہلو بن سید حسین بن سید محمد بن سید راج بن عز الدین بن فخر الدین بن محمود ترمذی بن سید احمد بن عبد اللہ بن علی جعفر بن حضرت امام علی نقی علیہ السلام

اولاد جان محمد
اولاد کریم علی
اولاد شرف الدین
اولاد علی محمد
غلام علی
غلام نبی
حاکم شاہ
بشیر علی
ضیاء الدین
علاؤ الدین
امام الدین
شاہ دین
محمد رشید
طفیل محمد
میراں بخش
نبی بخش
فخر الدین
نظام الدین
غلام محی الدین
محکم الدین
جمال الدین
بہادر علی
محمد حسن
غلام جیلانی
صفدر حسین
شوکت حسین
امیر علی
سلطان علی
وزیر علی
فضل محمد
علی بخش
فرزند علی
احمد علی
محمد علی
برکت علی
عنایت حسین
محمد حسن
امانت علی
نعمت علی
فضل عزیز
محمد حسین
محمد بخش
عنایت حسین
مطلوب حسین
دلدار حسین
بڈھے شاہ
علی حسین
محمد حسن
غلام محمد
حمید الحسن
ابرار حسین
محمد حسین

ذکر اولاد عبدالقادر بن سید حسین بن سید محمد بن سید راج بن عزالدین بن فخرالدین بن محمود ترمذی بن سید احمد بن عبداللہ بن علی بن جعفر بن حضرت امام علی نقی علیہ الصلوۃ والسلام

سید امداد داد ×
سید خلیل
کریم اللہ ×
عبدالحکیم

سید مظفر

محمد صالح
شاہ پیر
محب شاہ
محمد رضا
محمد زمان

سید شریف
سید محمد
امام الدین
نظام الدین
شرف الدین
بہادر علی
یوسف علی
نادر علی
ذاکر علی
ناصر علی
علاؤالدین
ضیاءالدین
محکم دین
فضل محمد

اولاد حسین علی
امام علی
سلطان محمد
غلام علی
غلام نبی شاہ
اولاد لطف علی
حیدر علی
سیف علی
یار محمد
محمد حنیف
منصور علی
غلام علی
امام الدین
عالم شاہ
علی اکبر
غلام جیلانی
غلام محی الدین
علی شبیر
قاضی تفضل حسین
عطا محمد
جان محمد
نظر محمد
نور محمد
احمد شاہ
محمد حنیف
محمد شاہ
چانن شاہ
غلام محی الدین
تصدق حسین
انور حسین
محمد حسین
فدا حسین
مظفر حسین
جعفر حسین
باقر حسین
علی اکبر
امام الدین
سید محمد
محمد افضل
نثار حسین
مقبول حسین
منظور حسین
احمد حسین
سید راج
محمد مراد

ذکر اولاد سید احسن بن سید حسین بن سید محمد بن سید راج بن عز الدین بن فخر الدین بن محمود ترمذی بن سید احمد بن عبداللہ بن علی بن جعفر بن حضرت امام علی نقی ؑ

سید اسحاق
ابو محمد
جمال اللہ
عبد الحکیم
فقیر اللہ
سید احمد
نصیر دین
نعمت اللہ
امام دین
سید جلال
سید کبیر
عزیز اللہ
سعد اللہ
عبد الغنی
شاہ محمد
نصر اللہ
بازید
نور محمد
سید محمود
حفیظ اللہ
عزیز اللہ
سید قاسم
ہدایت اللہ
کرم
محمود شاہ
سید محمد
سید النور

اولاد سید قاسم
محمد صدیق
شہاب الدین
اقبال حسین
صادق حسین
فرزند حسین
اولاد فقیر اللہ
نور الدین
کلیم اللہ
سید محمد
بڈھے شاہ
صغرا بی بی
دلاور حسین
محمد حسین
ولایت حسین
زاہد عباس
زاہد حسین
جعفر حسین
حیدر حسین
مطلوب حسین
غضنفر حسین
مظہر حسین
خادم حسین
بشیر حسین
محمد باقر
ذکر اولاد سید حمزہ بن سید حسین بن سید محمد بن راج بن عز الدین بن فخر الدین بن محمود ترمذی بن سید احمد بن عبداللہ بن علی بن جعفر بن امام علی نقی علیہ السلام
عقب ندارد

امام یازدھم

امام حسن عسکری علیہ السلام

امام حسن عسکری ابن امام علی نقی ابن امام علی الرضا ابن امام موسےٰ کاظم ابن امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین۔ ابن امام حسین شہید کربلا ابن امام علی المرتضےٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

اسم مبارک جناب کا حسن کنیت ابو محمد۔ لقب خاص۔ السراج۔ عسکری آپ کا نام عسکری اس وجہ سے ہوا۔ کہ سامرہ کا دوسرا نام عسکری کہتے ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں ۸۔ ربیع الاول کو روز دوشنبہ ۲۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔ اور جناب کی مادر گرامی کا نام نامی سوسن ہے۔ آپ کی عمر صرف چھ سال کی ہتی۔ کہ آپ اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ مدینہ منورہ سے شہر سامرہ میں تشریف لائے۔ اور تادم وفات اسی جگہ قیام رکھا۔ آپ خلفاء عباسی معتز باللہ اور معتمد بادشاہان اسلام کے عہد میں نظر بند اور زیر حراست رہے اور طرح طرح کی تکالیف میں مبتلا رہے۔ معتمد نے آپکے قتل کرنے میں طرح طرح کے منصوبے اور ترکیبیں سوچیں۔ مردم خوار جانوروں میں آپ کو چھوڑ دیا گیا۔ مگر آپ ہمیشہ بچتے رہے۔ دو برس کامل قید شدید وقید تنہائی میں سرداب محل شاہی کے ایک کونہ میں رہے۔ آپ کو شبانہ روز دو روٹیاں اور دو کٹورے آب گرم کے دیئے جاتے تھے آمدورفت کا سلسلہ بالکل بند تھا۔ اندھیری تنگ کوٹھڑی دی گئی تھی اس وقت جناب کی عمر چوبیس سال کی عین عالم جوانی تھا۔ آپکی سخت بے ادبی اور گستاخی کی جاتی تھی۔ آوازے کسے جاتے۔ قہقہے لگائے جاتے تھے۔ مگر جناب اپنی مظلومیت غربت اور صبر و رضا کی پوری شان سے خاموش ہو رہتے اپنی زبان مبارک سے کچھ نہ کہتے۔ آخر کار ایک نصرانی کے مقابلہ میں معجزہ

امام علیہ السلام دیکھ کر آپ کو قید سرداب سے رہا کر کے ان کو ۲۵۵ھ میں
اپنے دولت سرائے میں نظر بند رکھا گیا۔ اور ان پر خمس کی آمدنی بند کر دی
جو آپ کے مریدان خالص و محبانِ اہلبیت رسالت صلعم سے ملتی تھی (العسکری)

اعجاز عسکری

آپ ابھی لڑکے ہی تھے۔ کہ آپ کو بہلول دانا نے دیکھا کہ لڑکے کھیل رہے
ہیں۔ اور آپ اُن کے قریب کھڑے رو رہے ہیں۔ بہلول کو خیال آیا شاید
آپ کسی کھیلنے کی چیز پر رو رہے ہیں۔ بہلول نے کہا اے صاحبزادے۔ میں
ایسی چیز کھیلنے کی تم کو لے دوں۔ آپ نے فرمایا۔ اے کم عقل ہم کھیلنے
کو پیدا نہیں ہوئے۔ بہلول نے کہا۔ کہ پھر تم کس چیز کے لئے پیدا ہوئے
ہو۔ آپ نے فرمایا۔ عبادت کے لئے۔ بہلول نے کہا۔ کہ آپ نے یہ بات
کہاں سے حاصل کی ہے آپ نے کہا کہ خدائے پاک کی کلام سے قال
اللہ تعالےٰ افحسبتم انما خلقنکم عبثا و انکم الینا لا ترجعون
ترجمہ۔ آیا تم یہ جانتے ہو کہ تم کو بیکار پیدا کیا ہے۔ اور تم ہماری طرف
رجوع نہیں کرو گے۔ پھر بہلول نے آپ سے چند نصیحت کی باتیں پوچھیں
آپ نے چند پند آمیز شعر پڑھے پھر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام بیہوش
ہو کر بہلول پر گر گئے۔ جب ہوش میں آئے۔ تو پوچھا۔ کہ آپ کو کیا ہوا ہے
آپ ابھی بچے ہیں۔ آپ نے تو ابھی کوئی خطا نہیں کی۔ آپ نے فرمایا اے
بہلول میرے پاس سے ہٹ جائیں نے اپنے والد بزرگوار کو آگ جلاتے دیکھا
ہے۔ کہ جب موٹی لکڑی کو آگ نہیں لگی۔ جب تک کہ اس نے پہلے چھوٹی چھوٹی
لکڑی نہیں جلائی۔ اسی طرح مجھے بھی ڈر ہے کہ کہیں میں بھی جہنم کی چھوٹی
لکڑی نہ بن جاؤں (صواعق محرقہ فارسی ص۳۴۸۔ ارجح المطالب ص۴۶۷)

(۲) جب جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سامرہ میں قید ہو گئے لوگوں
میں سخت قحط پڑ گیا۔ خلیفہ معتمد بن متوکل نے لوگوں کو تین دن نماز استسقا
کے واسطے شہر سے نکلنے کا حکم دیا۔ لیکن مینہ نہ برسا۔ عیسائیوں کا گروہ بھی

شہر کے باہر نکلا۔ ان میں ایک راہب تھا۔ جب اُسنے آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے بارش ہونے لگی۔ دوسرے روز بھی اسیطرح ہوا۔ بعض جاہلوں کو شک پیدا ہو گیا۔ اور دین سے لوٹنے لگے۔ خلیفہ پر یہ بات نہایت شاق گذری۔ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کو بُلا کر عرض کیا اپنے جدِ امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کی دستگیری فرمادیں۔ قبل اسکے کہ ہلاک ہوجاویں جناب امام نے فرمایا۔ لوگوں کو چاہیئے کل شہر سے باہر نکلیں۔ انشاء اللہ میں شک زائل کر دونگا۔ خلیفہ نے جناب امام علیہ السلام کے تمام اصحاب کو قیدخانہ سے نکال دینے کا حکم دیا۔ وہ سب رہا کیئے گئے۔ جب نماز استسقا کے لیئے شہر سے باہر نکلے۔ راہب نے آسمان کیطرف ہاتھ پھیلائے۔ بادل پیدا ہو گیا۔ جناب امام علیہ السلام نے راہب کے ہاتھ پکڑنے کا حکمدیا۔ اس میں ایک آدمی کی ہڈی پائی گئی۔ آپ نے وہ ہڈی اُسکے ہاتھ سے لے لی۔ اور فرمایا کہ اب بارش طلب کر اُسنے ہاتھ اُٹھایا۔ ابر کھُل گیا۔ آفتاب نکل آیا۔ اس بات سے لوگ نہایت حیران ہوئے۔ خلیفہ نے جناب امام علیہ السلام سے عرض کی یا ابا محمد کیا چیز ہے۔ فرمایا کسی نبی علیہ السلام کے جسم مبارک کی ہڈی ہے۔ جو کسی قبر سے اس راہب کو ہاتھ لگ گئی ہے۔ اور نبی کے جسم اطہر کی ہڈی کا خاصہ ہے۔ کہ جب آسمان کو ننگی ہڈی دکھائی جاوے فوراً ابر پیدا ہو جاتا ہے چنانچہ اس کا امتحان کیا گیا۔ ویسا ہی پایا گیا۔ جیسے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ لوگوں کا شبہ مٹ گیا۔ جناب امام علیہ السلام اپنے گھر تشریف لیگئے (ارجح المطالب صفحہ ۴۷۔ صواعق محرقہ فارسی صفحہ ۲۱۲)

(۳) حضرت محمد بن علی بن ابراہیم بن موسیٰ کاظم علیہ السلام روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم بہت مفلس ہو گئے۔ اور جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضری کا ارادہ کیا اور آپس میں ہم نے صلاح کی۔ کہ اگر امام اس قدر روپیہ دیں تو اس قدر فلاں شئے اور سَو روپے کا خچر خرید کریں۔ چنانچہ جب حضرت علیہ السلام کے پاس گئے۔ تو اُنکے خیال کے مطابق ان کو روپیہ ملا (شواہد النبوت صفحہ ۲۱۰)۔

(۴) ایک شخص نے جناب امام علیہ السلام کے پاس مفلسی کی شکایت کی ان کے ہاتھ میں چابک تھا۔ اس سے کسیقدر زمین کھودی اور پانسو دینار اسکو دیئے (شواہد النبوت صـ۲۱۱)

(۵) خلیفہ مستعین عباسی کے ہاں ایک گھوڑا نہایت شریر اور سرکش تھا کسی کی مجال نہ تھی۔ کہ اسکے پاس جائے۔ یا زین لگائے۔ ایک وزیر نے بادشاہ کو صلاح دی کہ اسپر امام حسن عسکری علیہ السلام کو سوار کریں۔ یا تو وہ اس کو ہلاک کردینگے۔ یا خود ہلاک ہوجائینگے۔ اسنے جناب امام علیہ السلام کو سوار ہونے کو تکلیف دی۔ آپ نے لگام اسکو دیکر زین کسکر سوار ہوکر خوب پھرایا۔ کہ اسنے کان بھی نہ ہلائے (شواہد النبوت صـ۲۱۱)

(۶) ایک شخص کو مسئلہ دریافت کرنیکی امام سے ضرورت ہوئی۔ اور تپ لرزہ کے واسطے بھی شکایت لکھنی چاہی۔ مگر بھول گیا۔ جناب امام علیہ السلام نے مسئلہ کا جواب فرماکر آخر میں تحریر فرمایا۔ کہ آیہ کریمہ یا نارکونی بردًا و سلامًا علی ابراھیم لکھ کر باندھو شفا ہوگی۔ چنانچہ یہ تعویذ گردن میں باندھا شفا ہوگئی (شواہد النبوت صـ۲۱۱)

(۷) امام عالم کے پاس ایک سنگپارہ تھا۔ کہ تمام اہلبیت علیہم السلام کی مہریں اسپر لگی تھیں۔ ایک روز ایک شخص اس سنگپارہ کو مہر کرانے لایا۔ راوی کہتا ہے۔ کہ میں امام علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اپنے دل میں خیال کیا۔ کہ یہ کون شخص ہے۔ جناب امام علیہ السلام نے میری طرف دیکھکر فرمایا۔ کہ یہ اُم غانم کا لڑکا ہے۔ پھر آپ نے مُہر کردی۔ کہ اس پتھر پہ اُکھڑ آئی۔ اور صاف پڑھا جاتا تھا۔ حسنؑ بن علی (شواہد النبوت)

(۸) ایک شخص قیدخانے میں تھا۔ اسنے امام علیہ السلام سے رہائی کی درخواست کی اور چاہتا تھا۔ کہ مفلسی کی بھی شکایت لکھے۔ مگر شرم سے نہ لکھ سکا۔ جناب امام علیہ السلام نے جواب دیا۔ کہ آج ظہر کے وقت انشاءاللہ تعالےٰ تو رہا ہوگا چنانچہ اسی وقت رہا ہوگیا۔ اسی وقت ایک قاصد امام علیہ السلام کا سَو دینار لیکر آیا۔ اور رقعہ بھی دیا جسمیں لکھا تھا جو کچھ حاجت ہو اسمیں شرم کبھی مت کرو (شواہد صـ۲۱۱)

شہادت

جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے اٹھائیس سال کی عمر میں معتمد عباسی بادشاہ اسلام کی زہر خوانی سے ۸۔ ربیع الاول بروز جمعہ سنہ ۲۶۰ھ میں شہادت پائی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور سرمن رائے میں اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔ جو عسکرین کے نام سے روضہ مقدس مشہور ہے۔ امام صباغ مالکی فصول المہمہ میں لکھتے ہیں۔ کہ جب امام علیہ السلام کی وفات کی خبر مشہور ہوئی۔ تمام سامرہ ہل گیا اور غوغا برپا ہوگیا۔ بازاروں میں ہڑتال ہوگئی۔ دوکانیں بند ہوگئیں۔ تمام بنی ہاشم اور قصاص کے حکم دینے والے اور منشی اور قاضی اور عدالتی اور عامہ خلائق ان کے جنازے پر دوڑے سرمن رائے اسدن قیامت کا نمونہ تھا۔ جب لوگ آپکی تجہیز سے فارغ ہوئے تو خلیفہ نے اپنے بھائی عیسٰے ابن متوکل کو نماز پڑھانے کے لیئے بھیجا اُسنے آپ کے جنازے کی نماز (ظاہرًا) پڑھائی اور اس گھر میں دفن کیا جہاں آپ کے والد بزرگوار مدفون ہوئے تھے۔ (ارجح المطالب ص۴۷۱) آپ کی عمر اس وقت اٹھائیس سال کی تھی آپ کو بھی زہر دیا گیا۔ آپ کے پیچھے آپ کے فرزند ارجمند ابوالقاسم محمد الحجۃ کے سوا آپکی کوئی اولاد نہیں رہی۔ (ارجح المطالب ص۴۷۱)

(ب) آپ کی کوئی اولاد سوائے ابو القاسم محمد حجت اللہ کہ اسوقت وفات والد بزرگوار صرف پانچسال کے نہ تھی۔ لیکن اس عمر میں اللہ تعالےٰ نے ان کو بہت حکمت عطا فرمائی ہوئی تھی۔ اسکو قائم اور منتظر بھی کہتے ہیں۔ بعضے کہتے ہیں۔ اس لیئے کہ اس شہر میں غائب ہو گئے۔ اور کسی نے نہ جانا۔ کہ کہاں تشریف لے گئے۔ (صواعق محرقہ فارسی محمدی پریس لاہور ص۳۱۴)

(ج) ایک تفسیر مقدس آپکی طرف منسوب ہے۔ جس کا نام تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام ہی اس کا ترجمہ اردو میں چھپ چکا ہے۔

امام دوازدھم

امام مہدی آخرالزمان علیہ السلام

امام محمد مہدی ابن حسن عسکری ابن امام علی نقی ابن امام محمد تقی ابن امام علی رضا ابن امام موسیٰ کاظم ابن امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن امام حسین شہید کربلا ابن امام علی المرتضیٰ علیہم الصلوٰۃ والتحیۃ۔

ولادت

نام مبارک آپ کا محمد۔ کنیت ابوالقاسم۔ القاب حجت۔ القائم۔ المہدی۔ المنتظر امام الزمان صاحب الامر۔ صاحب الزمان۔ خاتم الاثنا عشر۔ امام غائب۔ آپ ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ بمقام سامرہ۔ سرمن رائے میں پیدا ہوئے۔ والدہ ماجدہ کا اسم گرامی بی بی نرجس خاتون دختر شاہِ روم ہے۔ حکیمہ عمہ ابومحمد زکی علیہ السلام فرماتی ہیں کہ ایک روز میں جناب امام حسن عسکری ابومحمد زکی علیہ السلام کی خدمت میں گئی آپ نے فرمایا اے عمہ آج کی رات ہمارے گھر میں رہنا۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھ کو فرزند عطا فرماویگا۔ میں نے کہا۔ کہ یہ فرزند کس سے ہوگا۔ کیونکہ بی بی نرجس خاتون میں تو کوئی آثارِ حمل نہیں دیکھتی۔ آپ نے فرمایا۔ نرجس خاتون کو مثل مادر موسےٰ علیہ السلام آثار ہیں۔ میں اس رات وہاں ٹھہری رہی۔ جب آدھی رات ہوگئی۔ میں نے اُٹھ کر نماز تہجد گذاری۔ اور نرجس خاتون نے بھی نماز تہجد پڑھی اسکے بعد میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ وقت فجر ہو چلا ہے مگر فرزند تولد نہیں ہوا۔ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے باہر سے آواز دی۔ کہ جلدی مت کر۔ جب میں نرجس خاتون کے مکان میں گئی۔ دیکھا۔ کہ ان کو لرزہ بدن شروع ہے۔ میں نے قل ھو اللہ احد اللہ الصمد اور سورہ انا

انزلنٰہ اور آیۃ الکرسی پڑھ کر دم کیں اور نرجس خاتون کے شکم مبارک سے
بھی انہی آیات ربانی کے پڑھنے کی آواز آتی تھی اسکے بعد میں نے دیکھا کہ
تمام مکان روشن ہو گیا۔ فرزند پیدا ہو کر سجدہ میں گرا ہوا ہے اس کو میں نے
گود میں لے لیا۔ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے آواز دی۔ اے عمہ میرے
فرزند کو میرے پاس لاؤ۔ انکی خدمت میں لے گئی۔ جناب نے گود میں لیکر
اپنی زبان انکے مُنہ میں چُسوائی اور فرمایا کہ اے فرزند اللہ تعالٰے کے حکم سے بولو
چنانچہ معصوم بچہ نے فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ونرید ان
نمن علے الذین استضعفوا فی الارض ونجعلہم الوارثین
اسکے بعد میں نے دیکھا سبز پرندوں نے مجھ کو گھیر لیا۔ پھر امام حسن عسکری
علیہ السلام نے ان میں سے ایک سبز پرند کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا یا خذہ
فاحفظہ منی یا ذن اللہ فیہ فان اللہ بالغ امرہ۔ میں نے جناب
امام حسن عسکری علیہ السلام سے پوچھا کہ سبز پرند کون ہیں۔ فرمایا کہ وہ
جبریل علیہ السلام ہے۔ اور دوسرے وہ فرشتے رحمت ہیں۔ پھر اسکے بعد
اپنی والدہ ماجدہ کے پاس لوٹا دیا۔ یہ صاحبزادہ ناف بریدہ اور ختنہ کیا ہوا
پیدا ہوا۔ انکے داہنے بازو پر قلم قدرت سے لکھا ہوا تھا۔ جاء الحق و
زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ جب وہ پیدا ہوئے
تو دوزانو بیٹھے۔ اور انگشت سبابہ بجانب آسمان اُٹھا لی اور چھینک اُٹھالی
اور فرمایا۔ الحمد للہ رب العلمین (شواہد النبوت صہ ۲۱۳ ملا جامی
نولکشوری وروضۃ الصفا جلد سوم صہ ۲۰-۲۱ نولکشور کتب اہلسنت)

(۲) ایک شخص نے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں
حاضر ہو کر پوچھا کہ آپ کے بعد صاحب امر کون ہو گا۔ فرمایا اس مکان کے
پردہ کو اٹھا کر دیکھو۔ دیکھا تو ایک صاحبزادہ باہر آیا۔ نہایت ہی خوبصورت
گیسو دراز۔ جناب امام علیہ السلام کی گود میں آکر بیٹھ گیا۔ فرمایا یہ تمہارا صاحب
الامر ہے۔ پھر وہ وہاں سے غائب ہو گیا۔ فرمایا کہ ان کا نام جناب رسول اللہ
صلعم کے نام پر اور کنیت انکی جناب رسول خدا صلعم کی کنیت پر ہے جو وقت

زمین جور و ظلم سے بھر جائیگی ان کا ظہور ہوگا (شواہد ص۲۱۳ و روضۃ الصفا جلد ۳ ص۲۱)

(۳) راوی کہتا ہے کہ معتضد خلیفہ عباسی بادشاہ اسلام نے مجھ کو طلب کیا۔ اور کہا۔ کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات ہوگئی ہے فوراً جا کر ان کا گھر لوٹ لیا۔ اور جو نظر آئے اس کو قتل کر کے اس کا سر میرے پاس لاؤ۔ میں انکے دولت خانہ پر گیا۔ کہ اعلیٰ درجہ کا پاکیزہ مکان تھا اسپر ایک پردہ پڑا تھا۔ اسکے پیچھے سرداب میں پانی کا دریا بہ رہا تھا۔ اور دریا کے اندر ایک چٹائی پر ایک خوبصورت جوان نماز پڑھ رہا تھا۔ انہوں نے ہماری طرف نظر تک نہ کی۔ میرے دو ساتھی دریا میں کود پڑے۔ مگر وہ ڈوبنے لگے۔ میں نے ان کو دریا سے نکالا۔ پھر میں نے کہا اے مالک مکان اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں کہ میں اس حال سے واقف نہ تھا۔ واپس معتضد کے پاس آکر سب ماجرا بیان کیا اسنے کہا کہ یہ راز کسی کو مت بتانا ورنہ قتل ہوگا (شواہد ص۲۱۴)

زمانۂ غیبت

جناب امام آخر الزمان علیہ السلام کی عمر صرف پانچ سال کی تھی۔ جس وقت جناب کے والد بزرگوار جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت ۲۶۰ھ میں ہوئی۔ آپ نے اس عمر میں اپنے والد بزرگوار کی نماز جنازہ پڑھی اور خوف قتل خلیفہ عباسی سے غائب ہوگئے۔ محبان اہلبیت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین حق الیقین نے آپکی زیارت کی ہے کہ اسمٰعیل نامی ایک شخص کو ران پر رسولی نکلی۔ اور وہ سخت لاچار ہوا۔ تمام حکیم و جراح علاج سے لاچار ہوگئے۔ وہ شفایاب نہ ہوا۔ آخر کار وہ سرمن رائے کو زیارت امامین علیہ السلام کے واسطے روانہ ہوا۔ دریائے دجلہ پر نہا کر کپڑے تبدیل کر کے چلا ہی تھا۔ کہ چار اسوار اسکو نظر پڑے۔ نزدیک ہوکر انہوں نے سلام علیک فرمایا۔ ان میں سے ایک صاحب نے نزدیک آکر اس رسولی کو نچوڑ ڈالا کہ بالکل شفا ہوگئی اور میرا نام لے کر فرمایا۔ کہ جب بغداد میں پہنچے۔ تو جو کچھ تم کو مستنصر دے مت لینا۔ ایک نیزہ بردار نے کہا۔ کہ یہ صاحب الامر علیہ السلام ہیں بغداد

میں آکر مشہور کیا۔ کہ امام الزمان کی زیارت ہوئی۔ لوگ ہزاروں جمع ہوگئے اور میری رسولی کو دیکھا۔ تو شفایاب دیکھ کر مستنصر خلیفہ عباسی کے پاس لیگئے اسنے احوال پوچھ کر ایک ہزار دینار دینے کا حکم فرمایا۔ میں نے انکار کیا۔ کہ حکم امام علیہ السلام نہیں وہ سنکر رو پڑا (شواہد النبوت ص ۲۱۵)

(ب) مومنین کو قرآن شریف غیب کی چیزوں پر ایمان لانے کے واسطے کہا گیا ہے۔ اور یہ علامت مومنین و متقین قرار پائی ہے اور بہت اشیار غائب ہیں۔ لوح و قلم۔ دوزخ۔ بہشت۔ پلصراط۔ عذاب قبر کل فرشتے کراماً کاتبین۔ عالم برزخ۔ روح حیوانی و نفسانی اور خود ذات پاک پروردگار غیب ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ حضرت الیاس۔ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام اصحاب کہف۔ چہل ابدال۔ دودھ کی بناوٹ۔ انسان و حیوانات کا جسمانی کارخانہ دماغی قویٰ۔ حواس خمسہ سب غائب ہیں۔ جسم انسان میں درد ہو۔ تو نظر نہیں آتا۔ دشمن انسان شیطان غائب ہے۔ اور وہ خفیہ گمراہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کی نشانی اور قدرت کاملہ وجود جناب امام علیہ السلام کی طاقت کیا غائبانہ فیض نہیں پہنچا سکتی۔ اللہ تعالےٰ کے نام قدرت کے کارخانے اور فرشتے خفیہ اور غائبانہ طور انسان کو مدد پہنچا رہے ہیں۔ کہ پتہ نہیں لگتا۔ اجرام فلکی کے بعض ستارے اپنا اپنا اثر پہنچاتے رہتے ہیں۔ ہوا میں ایتھر اپنا کام کر رہا ہے پانی اور ہوا کے اندر جرم اور کیڑے موجود ہیں۔ مگر نظر نہیں پڑتی۔ تمام امراض کے کیڑے ثابت ہوئے ہیں۔ مگر نظر نہیں آتے۔ آسمان اور زمین کی تہ اور سمندر کی سب اشیار غایب ہیں۔ کیا ان سے انکار ہو سکتا ہے۔ زمانہ حال کی تحقیقات کے بموجب گردش زمین آبادی ستارگان مریخ و مشتری و زہرہ نظر نہیں آتی۔ کیا وجہ ہے؟

پیشگوئی

(۱) قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم۔ لا تذھب الدنیا حتیٰ یملک العرب رجل من اھلبیتی یواطی اسمہ

اسمی هذا حدیث حسن صحیح (ترمذی ابواب الفتن باب ما فی المہدی نولکشور صـ۱۱۵) ترجمہ۔ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ کہ دنیا ختم نہ ہوگی جب تک کہ ایک مرد عربی میری اہلبیت میں سے کہ نام اُس کا میرے نام کے موافق ہے بادشاہ نہ ہولے۔ (۲) فرمایا والی ہوگا ایک مرد میری اہلبیت سے جو نام اس کا میرے نام کے موافق ہوگا۔ اگر بالفرض دنیا میں ایک دن بھی باقی رہ گیا تو اُسدن کو اللہ تعالےٰ لمبا کرے گا۔ تاکہ وہ حاکم ہو جائے۔ حدیث حسن صحیح ہے (ترمذی باب الفتن صـ۱۱۲ نولکشوری۔ صواعق محرقہ صـ۲۷۵)

(۳) فرمایا۔ مہدی پیدا ہوگا۔ اور اسکے سر پر بدلی سایہ کریگی۔ غیب سے ندا کرنے والا ندا کریگا۔ هذا المهدی خلیفة الله فاتبعوه یہ مہدی خلیفۂ خدا ہے۔ اسکی تابعداری کرو (ابونعیم ارجح صـ۴۷۲)

(۴) فرمایا کہ مہدی مجھ میں سے ہے چمکتی ہوئی پیشانی۔ اونچی ناک والا وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا۔ جیسا کہ وہ ظلم و جور سے بھر گئی ہوگی۔ (ارجح المطالب صـ۴۷۲)

(۵) فرمایا مہدی ہم میں سے ایسا شخص ہوگا۔ کہ عیسیٰ ابن مریم اسکے پیچھے نماز پڑھینگے (ارجح المطالب صـ۴۷۳)

(۶) فرمایا۔ میرے بعد خلفا ہونگے اور خلفا کے بعد امراء اور امراء کے بعد بادشاہ اور بادشاہوں کے بعد ظالم پھر میری اہلبیت سے ایک آدمی پیدا ہوگا۔ جو عدل سے زمین کو بھر دیگا۔ جس طرح سے وہ ظلم سے بھری ہوگی (ارجح المطالب صـ۴۷۵)

(۷) فرمایا کہ مہدی میری جناب فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا (رواہ ابوداؤد۔ نسائی۔ بیہقی۔ الدیلمی ابن ماجہ وغیرہ)

(۸) فرمایا کہ مہدی امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوگا (ابونعیم ارجح المطالب صـ۴۸۲)

(۹) فرمایا جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا کو مرض الموت النبی صلعم میں روتے ہوئے دیکھ کر فرمایا۔ اے فاطمہ

صلوات اللہ علیہا پروردگار نے زمین کے باشندوں پر اطلاع پاکر تیرے باپ کو چُن لیا۔ پھر دوبارہ اطلاع پاکر تیرے خاوند کو برگزیدہ کیا۔ پھر خدا نے میری جانب وحی کی کہ مَیں نے اس سے تیرا نکاح کر دیا اور اسکو اپنا وصی بنایا۔ تو نہیں جانتی خدا کی مہربانیوں کو خاص تیرے حق میں کی ہیں۔ یعنی تیرا نکاح ایسے سے کیا ہے۔ کہ علم میں سب سے زیادہ حلم میں سب سے اچھا اور صلح میں سب سے مقدم ہے۔ پس جناب فاطمہؑ ہنس پڑیں اور خوش ہو گئیں۔ پھر فرمایا علی علیہ السلام کے آٹھ فضائل ہیں۔ جو امر اور اسکے رسول پر ایمان لانا۔ حکمت کا حاصل کرنا۔ اور اسکی بیوی کا پاک ہونا اور امام حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام کا اوسکی اولاد میں سے ہونا۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا ہم اہلبیت ہیں۔ ہمیں چھ چیزیں ایسی عطا ہوئی ہیں۔ کہ ہم میں سے پہلے لوگوں کو بھی نہیں دی گئیں۔ اور نہ ہم سے پچھلوں کو۔ ہمارا نبی سب نبیوں سے بہتر ہے۔ اور وہ تیرا باپ ہی اور اس امت کے سبط بھی ہم میں سے ہیں۔ وُہ تیرے دونوں بیٹے ہیں اور اس امت کا مہدی بھی ہمیں میں سے ہے۔ کہ جسکے پیچھے عیسےٰ علیہ السلام نماز پڑھینگے۔ پھر جناب امام حسین علیہ السلام کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ اس سے امت کا مہدی پیدا ہوگا (دار قطنی۔ ارجح المطالب صفحہ ۴۸۳-۴۸۴)

علامات قیامت و ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام

قیامت قائم نہ ہوگی۔ جب تک کہ پہلے دس نشانیاں ظاہر نہ ہولیں اول۔ الدخان دھوئیں کا پھیلنا دوم الدّآبّۃ ایک جانور کا زمین پر پھرنا سوم طلوع الشمس مغرب سے۔ چہارم نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام پنجم یاجوج و ماجوج کا نکلنا۔ تین جگہ زمین کا دھس جانا۔ ایک مشرق میں ایک مغرب میں تیسری جزیرۃ العرب میں نہم آگ کا بھڑکنا۔ جو یمن سے نکلیگی اور لوگوں کو ہنکار کر محشر کیطرف لے جائیگی دہم دجال کا نکلنا۔ یہ علامات کبریٰ ہیں۔ یعنی بھاری علامات۔

علامات قیامت صغریٰ

قیامت سے پہلے جو چھوٹی چھوٹی علامات پیدا ہونے لگینگی اور ان کے بعد جھٹ بھاری علامات پیدا ہو جائینگی (۱) بارش کا ہونا۔ مگر زمین سے کچھ پیدا نہ ہونا۔ مسلمانوں کا مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہونا۔ مسلمانوں کا مشرک اور بت پرست ہو جانا فتنہ و فساد و بیدینی کا پھیلنا۔ خون ناحق ہونگے۔ ایک حبشی چھوٹی چھوٹی پنڈلی والا خانہ کعبہ کی عبادت کو گرائیگا۔ مسلمان یہود سے لڑینگے۔ قریب تیس دجال جھوٹے پیدا ہونگے۔ جو نبی ہونے کا دعوٰے کرینگے۔ اور یہی کہیں گے۔ کہ وہ اللہ کے رسول ہیں درندے جانور لوگوں سے بات چیت کرینگے۔ خباثت ظاہر ہوگی۔ حق و باطل کی شناخت نہ رہیگی۔ صبح کے وقت مسلمان ہوگا۔ اور شام کے وقت کافر ہوگا اور شام کو مومن ہوگا۔ اور صبح کے وقت کافر ہوگا اپنے دین کو دنیا کے مال سے بیچیگا صبح کے وقت اپنے بھائی کے خون اور عزت و مال کو حرام جانتا ہوگا اور شام کو اسے حلال جاننے لگیگا۔ شام کیوقت اسکو حرام جانتا ہوگا۔ تو صبح کیوقت حلال جانے گا۔ علماء مر جائینگے اور جہالت ظاہر ہوگی۔ حرام کاری پھیل جاویگی شراب پی جاویگی۔ عورتیں بہت ہونگی۔ اور مرد کم ہونگے۔ یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی خبر لینے والا ایک مرد ہوگا۔ زمین پر اللہ کا نام لینے والا کوئی باقی نہ رہیگا۔ تب قیامت قائم ہوگی (باب الفتن۔ علاماتِ قیامت۔ ترمذی صفحہ ۱۰۸ صحیح مسلم صفحہ ۴۷۶ جلد ۵

(۲) جناب امیر المومنین علی المرتضےٰ علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب میری امت پر پندرہ فضیلتیں ہو جائینگی۔ تو ہمیں مصیبت اُتر پڑیگی۔ کسی نے کہا وہ کیا ہیں۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے فرمایا۔ غنیمت دولت ہو جائیگی۔ اور امانت غنیمت زکوٰۃ و تاوان مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے۔ اور اپنی والدہ کی نافرمانی اور اپنے دوست سے نکوئی کرے اور باپ پر ظلم مسجدوں میں آواز بلند ہوں۔ رذیل قوم اونچی ہو اور اسکی تعظیم ہو۔ شریر آدمی کی لوگ عزت کریں۔ شراب پی جائے ریشم پہنا جائے۔ اور لونڈیاں گانے والی اور کھیلنے والی اوزار پکڑ لیے جائیں۔ لوگ گذشتہ امت کے لوگوں پر لعنت کریں۔ تو اسوقت سرخ ہوا کی انتظاری کرو۔ یا رسین لین یا دھس جانے کی یا مسخ (شکل بدل جانے کی) ترمذی ابواب الفتن صفحہ ۱۰۹

(۳) فتنۂ دجّال ملعون

دجال ایک مرد یہودی آنکھ سے کانا ہوگا۔ دعویٰ خدائی کریگا۔ چند باتیں ظاہر کریگا۔ اسکے ساتھ آگ ہوگی اور باغ ہوگا۔ سو آگ اسکی باغ ہے اور باغ اس کا آگ ہے۔ وہ شام اور عراق سے نکلیگا۔ زمین میں بہت فساد ڈالے گا۔ وہ چالیس دن تک رہیگا۔ اور ایک ان میں کا ایک سال کے برابر دوسرا ایک مہینہ تیسرا ایک ہفتہ باقی دن برابر ہونگے (گویا ہمارے حساب سے ایک برس دو مہینہ چودہ دن رہیگا) کفر کو پھیلائیگا۔ دجال کو ویران زمین خزانے نکالدیگی، اور مردہ کو زندہ کرد کھائیگا۔ تمام دنیا میں غلبہ ہوگا۔ مگر وہ مدینہ منورہ میں نہ گھسنے پائیگا۔ دجال کے پاس کھانیکو لنگر جاری ہوں گے ہر منافق مرد و عورت اس پر ایمان لاوینگے۔ اور اصفہان کے ستر ہزار یہودی سیاہ چادریں اوڑھے ہوئے دجال کے ساتھ ہونگے۔ سب سے زیادہ ہندو شریر دجال ہے (صحیح مسلم جلد ۵ ذکر الدجال صفحہ ۲۷۹) ستر ہزار کمینے لوگ اسکی پیروی کرینگے (دیلمی۔ کنوز)

(۴) نزول عیسےٰ علیہ السلام

دجال کے غلبہ کے وقت اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجیگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق شہر میں مشرق کی طرف سفید مینار کے پاس اُتر ینگے زرد رنگ کا جوڑہ پہنے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا سر جھکائینگے۔ تو پسینہ ٹپکیگا اور جب اپنا سر اٹھادینگے تو موتی کی طرح بوندیں بہینگی۔ جس کافر کے پاس آپ اُترینگے۔ اسکو آپ کے دم کی بھاپ لگے گی۔ وہ مرجاویگا۔ جہاں تک آپ کی نظر پہنچیگی۔ وہاں تک آپ کی پھوک کا اثر ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ اس کافر کو شام کے پہاڑ باب لُد اسکو پاوینگے (صحیح مسلم ذکر الدجال جلد ۵ صفحہ ۲۷۹ المعلم ترجمہ مسلم)

(۵) ظہور امام محمد مہدی علیہ السلام

جبکہ دنیا میں جھگڑے اور فساد پیدا ہو جائینگے۔ لوٹ مار زیادہ ہوگی۔ ظالم لوگ ظلم کرنے لگیں گے۔ زمین ظلم وستم سے بھر جائیگی۔ دجال کا فتنہ قائم ہو جائیگا تو امام علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ مسلمان بیت اللہ شریف میں طواف کرتے ہوئے رکنِ یمانی کے پاس جناب امام آخرالزمان علیہ السلام سے بیعت کرینگے۔ جناب امام آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھینگے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ جناب امام آخرالزمان علیہ السلام نماز کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمادینگے۔ کہ آپ امامت فرمادیں۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام فرمادینگے کہ امامت آپکا حق ہے۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام مقتدی ہوکر نماز جماعت حضرت امام علیہ السلام کے پیچھے پڑھینگے۔ کوفہ شام عراق کے تمام۔ عابد۔ ابدال اور مومنین وصالحین کے لشکر جمع ہونگے۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام دجال کانے کو قتل کرینگے (صواعق محرقہ فارسی صفحہ ۲۷۰-۲۷۹) بیس سال امام علیہ السلام زندہ رہ کر تمام دنیا میں اسلام پھیلاوینگے۔ تمام دنیا میں توحید الہی کا ڈنکا بجیگا۔ کفر کا نام ونشان نہ رہیگا۔ زمین انصاف وعدالت سے بھر جائیگی۔ کہیں ظلم کسی پر نہ ہوگا۔ لوگ مال ومتاع سے مالدار ہو جائینگے۔ کوئی فقیر ومسکین وبھوکا نہ رہیگا سب فتنہ وفساد دور ہوگا۔ ایک شخص امام آخرالزمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر بخشش مانگیگا۔ جناب صاحب الزمان علیہ السلام اسکے کپڑے میں جسقدر وہ اوٹھانے کی طاقت رکھیگا۔ ڈالدینگے (ترمذی ابواب الفتن ذکر مہدی)

(ب) جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اہلبیت قریب ہے کہ میرے بعد مصیبتیں اُٹھائیں۔ وطن سے نکالے جائیں۔ یہاں تک کہ کچھ لوگ مشرق کی طرف سے آویں۔ انکے سیاہ جھنڈے ہوں گے وہ بھلائی یعنی خزانہ طلب کرینگے۔ لوگ ان کو نہ دینگے۔ وہ لڑینگے۔ اور ملا دیئے جائینگے۔ اہد کی طرف سے۔ آخر وہ جو مانگتے تھے۔ اون کو دیا جاویگا۔ اُن کی حکومت سے راضی ہوکر

اُن کو خزانہ دیدینگے۔ وُہ اپنے لیئے حکومت قبول نہ کرینگے۔ یہاں تک کہ میری اہلبیت میں سے ایک شخص کو یہ خزانہ اور حکومت دیدینگے۔ وہ زمین کو عدل سے بھردیگا۔ جیسا کہ لوگوں نے ظلم سے اسکو بھرا تھا۔ پھر جو کوئی تم میں سے اس زمانہ کو جاوے۔ وہ ان لوگوں کے پاس جاوے۔ اگرچہ گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل برف پر چلتا ہُوا جاوے (ترجمہ سنن ابن ماجہ جلد ثالث ص ۳۴۴ باب خروج المہدی علیہ السلام)

فرمایا میری امت میں مہدی پیدا ہونگے۔ اگر وہ دُنیا میں کم رہے تو بھی سات برس تک رہینگے اور نہیں تو نو برس رہینگے۔ انکے زمانہ میں میری امت ایسی خوش ہوگی۔ کہ ویسی خوش کبھی نہ ہوئی ہوگی۔ اور زمین کا یہ حال ہوگا۔ اپنا میوہ سارا اُگا دیگی اور کچھ نہ اُٹھا رکھیگی۔ اور مال اُن کے زمانہ میں ڈھیر لگا ہوگا۔ ایک شخص کھڑا ہوگا اور کہے گا اے مہدی مجھ کو کچھ دو۔ کہینگے۔ لے لے (ترجمہ سنن ابن ماجہ جلد ثالث ص ۳۴۵)

کچھ لوگ مشرق سے نکلینگے۔ اور امام مہدی علیہ السلام کی سلطنت جمادینگے (سنن ابن ماجہ جلد ثالث ص ۳۴۶)

مکہ شریف میں امام آخرالزمان علیہ السلام کی بیعت کرینگے۔ بعد شامیوں کا ایک لشکر لڑائی کے واسطے آئیگا تو وہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے مقام بیدا مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے درمیان زمین میں دھس جائیگا۔ اور سب کا سب ہلاک ہلاک ہوجائیگا۔ اسکے بعد بنی کلب کا دوسرا شخص لشکر لے کر جنگ کے واسطے آمادہ ہوگا۔ مگر وہ بھی شکست کھا جائیگا۔ اس جنگ میں بہت سا مال غنیمت حاصل ہوگا۔ وہ مال موافق سُنت رسول مقبول صلعم تقسیم ہوگا اور تمام روئے زمین پر اسلام ہی ہوگا (صواعق محرقہ فارسی ص ۲۷۷)

نوٹ

ظہور المہدی علیہ السلام کی پیشگوئی سے سوادِ اعظم میں سے مدعیانِ سنت رسول وحدیث نے فائدہ اُٹھانے کے واسطے دعوئے مہدویت کردیا

اور اس زمانہ تک پچیس جھوٹے اور کاذب امام مہدی بنکر مسلمانوں کو گمراہ و ذلیل کیا۔ چونکہ ان میں کوئی علامت مطابق احادیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم نہیں پائی جاتی۔ اسلیئے اس دنیا سے شرمندہ ہو کر چلتے بنے چند روزہ دنیا میں عیش و عشرت کر گئے۔ اور اسلام کا نام بدنام کر کے خسر الدنیا والاخرۃ بن گئے۔ اللہ تعالےٰ مومنین و محبان جناب امیر المومنین علیہ السلام کو جناب آخر الزمان علیہ السلام کی زیارت نصیب کرے۔ اور ہمیشہ جناب کے اعوان و انصار و تابعداروں میں رکھے اور بہت جلد ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام کا بول بالا ہو۔ آمین

اللھم صلّ علےٰ سیدنا و مولانا محمد النبی والوصیّ والبتولؑ والسبطین والسجاد والباقرؑ والصادق والرضاء والتقیؑ والنقیؑ والعسکریؑ وصاحب الزمانؑ وبارک وسلم (۱۴ معصوم)

اگر جہاں میں نبی بعد مصطفےٰ ہوتے
امام بارہ کے بارہ انبیاء ہوتے

کتاب ملنے کا پتہ

مینجر کتب خانہ اثناء عشری چوک بازار

ملتان شہر
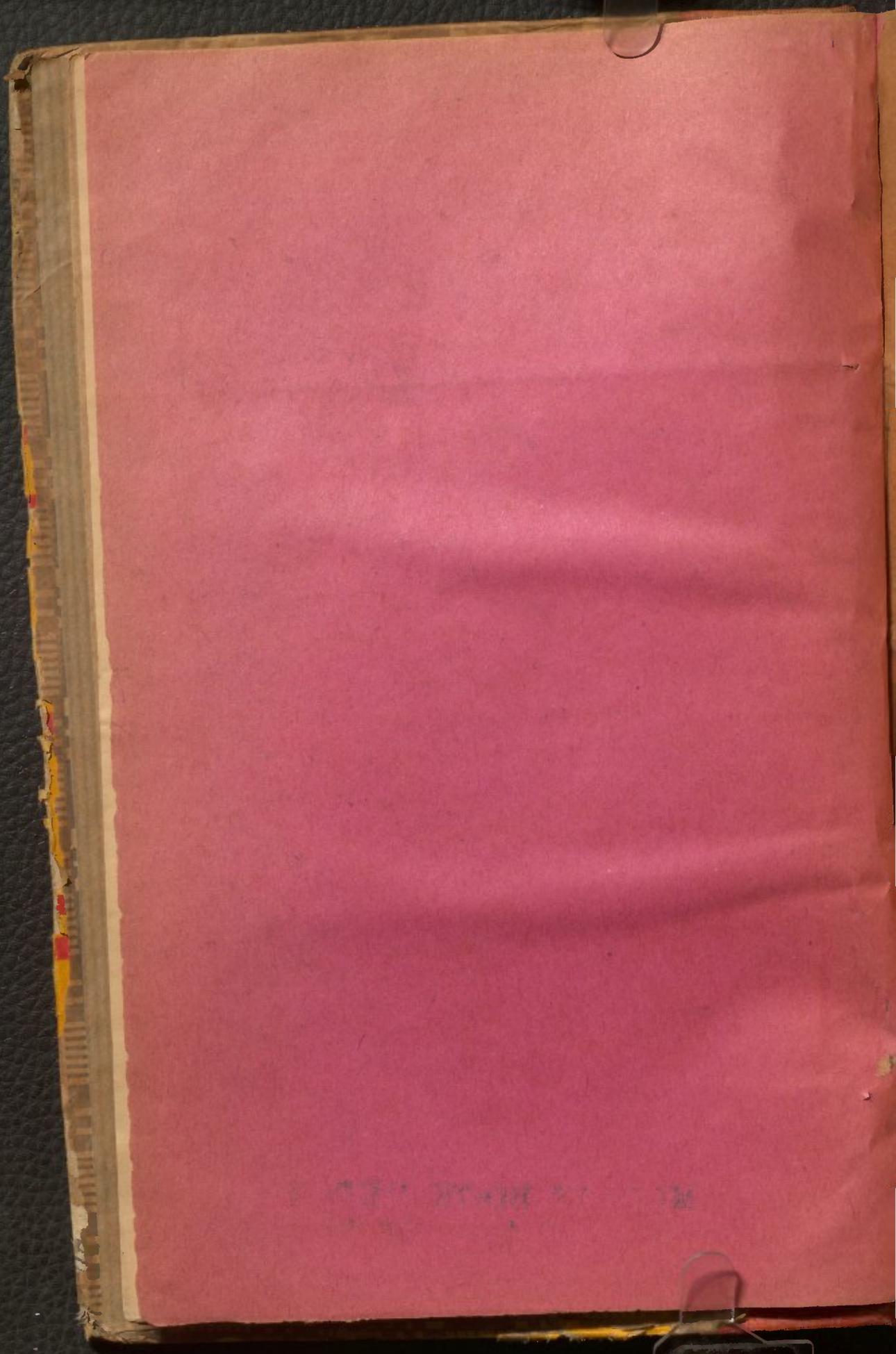
جسے عاقبت کا امن چاہیئے
اُسے کربلا کا کفن چاہیئے

کربلائے معلّٰی

کے کفن مہیّا کرنے میں مومنین کو زیادتی مصارف کے علاوہ جو دِقّت
اور زحمت لاحق ہوتی تھی اسکو رفع کرنے کے لئے زر کثیر خرچ
کرکے کربلائے معلّٰی سے انواع و اقسام کے کفن ہم اپنے ساتھ لائے ہیں۔
محض حصول عقبےٰ کو مدّ نظر رکھکر بلا کسی مزید منافعہ کے انکی حسب
ذیل قیمتیں مقرّر کی ہیں یہ کفن خاکِ پاک سے لکھے ہوئے
ہیں اور ہمنے مقامات مقدسہ میں تبرک کیئے ہیں۔ ہدیہ خورد ے ر
کلاں مردانہ و زنانہ سات روپیہ مـہ، و علـہ روپے۔

ملنے کا پتہ

مینیجر کتب خانہ اثنا عشری ملتان شہر